

بسم الله الرحمن الرحیم

600۴

سپاس ایزد جان آفرینی
درون جان چراغ بینش افروز
زهی پیروز سازِ اهل تحقیق
بحق جویان بخشنده ارجمندی
کند او هرچه خواهد لاابالی
بود افعال او فارغ ز اغراض
نه ذاتِ پاک او پیکر پذیرد
ز ادراکش خرد افتاده ناکام
چه تن پاکیزه تر از جان پاکان
همین سر کرده و خشنود الهی
رسولی پیشوای راه یزدان
همین شمساد بستان شرافت
نماید چاک مه را از اشارت
ز مهرش پرده ماند مهر انور

نه زبرده بجمله گیهان آفرینی
بلندی بخش ارباب اطاعت
شکست انداز در خصمان زندیق
ز بخشودن به بخشیدن فزاید
سزاوار خطابش لامثالی
مبرا از مکان و لامکان هم
نه تنزیهش حوادث را بگیرد
به تنها جمله تنها آفریده
فروزان تر ز جمله تابناکان
فروزان جوهر برج کبریایی
نبی رهبر یزدان پرستان
خداوندی خداوندان گیهان
دهد ایزد پرستان را بشارت
ز تیغ الوند را سر برشگافد

حکیمی دادگستر دانش آموز
به پستی افگن اهل ضلالت
لوا افراز حق از حق پسندی
کسی گر پیش آید پیش آید
نه جسم است و نه جان نی ز اعراض
منزه از حلولِ این و آن هم
بود تنزیه او بیرون ز اوهام
از آن تنها تنی را برگزیده
چه تن سرتاپا نور الهی
دو عالم را ز نورش روشنایی
درخشان نیر چرخ سیادت
شفیع خاصیان محبوب رحمان
کشید چرخ برین را سوی خاور
ز معجز بنت گردون برشگافد

بنورش معجزات اندر آشکارا
بیا بنگر کتاب مولوی را
کتابے رہنمای گمرہان ہست
کتابے مخزن ایمان بیانے
فرو رسید کتابی بہر تحقیق
وزو ظلمت جان خصم بدگو
پے زندہ دلان آب حیات است
تمامی صورت اندر کس نہ بست
جلالت آگہی الفاظش ملاتے
سوا دالوجہ فی الدارین بلا
ولیکن کور چشم و کور دل را
فروغش در ہمہ عالم رسیدہ
نہ محتاج ستائشہای کس او
کہ آمین گوید ش ہر نیک ہمراے

اگر نورے بباید دیدہ ہا را
کتابے لاجوابے بیتابے
چہ اسرار نہان از وے عیان است
کتابے دفتر علم است لیکے
محیط جانستان از بہر زندیق
ز تصنیفش ہدی ہا نور پیدا
برای مردہ جان زہر یمات است
بیاضش صبح عید صادقان است
بود آب بقای جاودانے
سیاہی در حقیقت روشنائی ست
روان تیرہ واندودہ گلہا
تمنا چند باشی مدح
کہ از وصفش ستایشگر شرمجو
مصنف را خدا پیر وزر دادا د

اگر خواہی لبے چشم بکشا
ز کان علم حق رخشندہ لالے
کتابی نقل لوح آسمانی
ہم ورا از سوادش رو سیاہے
ز الفاظش شکر در کام حق جو
ولی شد تیرہ جان بدخواہ رسوا
بمعنے صفحہ او دو فتری ست
فروغ چشم ایمان جہان است
کسی کو از سوادش رو بتابد
کز و گم گشتگان را رہنمائی ست
چہ سودا از آفتاب حق رسیدہ
کہ ہست او از شناہی چو نور برتر
سخن را ختم کن بر یک دعائے
شبش را نیز روشن روز دارا د

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انار قلوب المومنین بنور الایمان ۔ وحبب الیہم الاسلام الذی ہو خیر الادیان ۔ وکرہ الیہم الکفر والفسوق والعصیان ۔ ورجس الاوثان وطہرہم من ادناس الشرک ورجز الشیطان ۔ والصلوۃ والسلام علی من اعطاہ نافلۃ القران ۔ ہدی للناس وبینات من الہدی والفرقان ۔ وکرمہ بتحسین الخلیقۃ ومکارم الاخلاق وفصل الخطاب وحسن البیان ۔ وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعہم باحسان ۔ ما دام الملوان یتعاقبان والنیران یجریان بحسبان والنجم والشجر یسجدان اما بعد پس بعد تالیف سوط الجبار اور سیف القہار اور فتح المبین کے ایک کتاب مولفہ بیس برس فخر ہنود زمن لالہ اندرمن کی موسوم بہ صولت ہند نظر پڑی کہ اونہوں نے چند مقولہ تحفۃ الہند پر کچھ زبان اعتراض کھولی ہے اور ضمناً بعض بعض اقوال صاحب ہدیہ اور صاحب اعجاز سے بھی تعرض کیا ہے حالانکہ یہ رسالہ بھی انکا محض شاخسانہ اور مکابرہ ہے اور اصلا رعایت قواعد مناظرہ کی نہیں ہے اگر یہ رسم مناظرہ کی رکھتے تھے

تو واجب ہوا کہ شروع سے آخر تک اقوال تحفۃ الہند کے ٹکڑا ٹکڑا لکھکر او نپر جرح کرتے اور جس قدر اعتراضات اور سوالات اونہون نے تحفۃ الاسلام مین لکھی تھی اور صاحب ہدیہ اور اعجاز نے اونکو رد کیا تھا اسی محل پر آنسے بھی تعرض فرماتے نہ یہہ کہ متفرق اقوال لکھکر پریشان گوئیون سی غلط بحث کر کے بہت باتین ایسی لکھتے ہین کہ علماء اسلامیہ کیطرف سے آنکی نسبت بیان شافی ہو چکا ہی مگر بنظر مغالطہ عوام کے اونسے اصلا تعرض نہین کرتے اکثر سوالات ایسے تحریر مین لاتے ہین کہ آنکے جوابات کافی ہو چکے ہین مگر بغیر تعرض کے جوابات سے پھر اعادہ اونکا فرماتے ہین زیادہ تر اس رسالہ مین اعادہ اعتراضات پادری فنڈر اور پادری اسمتھ اور غلاۃ رفضہ کا کہ مولانا رحمت اللہ اور مولانا آل حسن اور مولانا حیدر علی اونکے جوابات دندان شکن دے چکے ہین بلا تعرض جوابات کے کیا ہی اور بہت سے اقوال تحفۃ الاسلام کے مولانا قطب عالم اور صاحب اعجاز اور فاضل اجل سید بت شکن مغفور آنکو تمام تر رد کر چکے ہین مکرر بغیر اہتمام رد و قدح جوابات کے تحریر مین لائی ہین ان سب امور سے صاف واضح ہے کہ مقصود اونکا صرف شاغبہ اور مغالطہ اور گمراہی عوام سے علاوہ ان سب امور کے اگر اونکے استدلال پر نظر کیجئے تو کوئی دلیل موافق قاعدہ فن میزان کے مستقیم نہین اکثر موقع پر ایک مدعا کے وجوب کا دعوی کرتے ہین اور دلیل ویسی ایسی لاتے ہین کہ جس سے بجز امکان عام کے فعلیت بھی ثابت نہین ہوتی قضایا منفصلات جہان لائی ہین اونسے جہالت آنکی بخوبی عیان ہی کہ نہ از قسم انفصال حقیقی ہین نہ از قسم مانعۃ الجمع نہ از قسم مانعۃ الخلو اکثر منفصلات آنکی ایسی ہین کہ مدعا آنکا بغیر انفصال حقیقے کے ثابت نہین ہوتا اور قضیہ آنکا مانعۃ الجمع ہی کہین مانعۃ الجمع پر ثبوت مدعا کا منحصر ہی حالانکہ قضیہ مانعۃ الخلو ہی کہین برعکس الغرض کسی جگہہ پر تقریب تمام نہین اور صاف ظاہر ہوتا ہی کہ علم مناظرہ اور علم میزان سے ناواقف محض ہین دعوی عربی اور سنسکرت دانی کا بمبالغہ تمام فرماتے ہین مگر جہان کچھہ بھی بحث متعلق لغت کے آجاتی ہے دم بخود رہجاتے ہین عبارات عربیہ جو اکثر مقامات پر نقل کی ہین سراسر غلط جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ الفاظ کی صحت و غلطی کی تمیز سے بھی معذور ہین ترجمہ عبارات سنسکرت کے جہان کئی ہین محض غلط جس سے یہہ ثابت ہی کہ سنی سنائی یا دل کی بنائی باتین لکھدی ہین اکثر عبارات بنام نہاد عبارت بید کے لکھتی ہین مگر یہہ نہین لکھتے کہ یہہ عبارت کس بید کی ہی اکثر جگہہ بحوالہ کتب اسلامیہ ایک مضمون بناکر لکھتے ہین مگر تحریر عبارت اصل کتاب یا ترجمہ معروضہ سی سراسر قاصر ہین شاید کہین ایسا ہوگا کہ خیانت اور دغابازی کو دخل دیا ہوگا بعض جگہہ ایسی کتابونکا حوالہ دیتے ہین کہ بالیقین اونہون نے وکبھی دیکھی ہی نہین اکثر جگہہ اُن کتابونکا حوالہ دیتے ہین کہ شاید اونکو دیکھا ہو مگر یقیناً

اُنکی عبارت پڑہنا اور سمجہنا ہی سے قطعًا معذور ہین غرضکہ ایسے ایسے اسقام سے اُنکی تمام کتاب بھری ہوئی ہو اور دہ فسادات تسعہ جنکی تصریح فاضل بت شکن نے وسیلہ چہارم ظلمت الہنود مین نسبت تحفۃ الاسلام فرمائی ہو الی ادبی ۲ حکومت طلبی ۳ بہتان طرازی ۴ حیلہ سازی ۵ خیانت پردازی ۶ توہم پرستی ۷ بادہ دستی ۸ عبادت ثانی ۹ بیہودہ دانی اِس رسالہ مین زیادہ اُس سے موجود ہین چنانچہ ضمن مباحثہ مین حال اُنکا بخوبی واضح ہوگا ہرچند کہ بنظر ان وجوہ کے کچہ ضرور نہ تہا کہ توجہ طرف رد ابحاث فاسدہ لالہ جی کے کیجاوے کہ ہر عاقل جب لالہ جی کے خبط بے ربط پر نظر کریگا سمجہ لیگا کہ اصلا قابل جواب نہین مگر پہر بہی بنظر حالات اکثر اہل زمان کے مناسب متصور ہوا کہ کچہ توجہ کیجاوے اور لالہ جی کی ہمہ دانی کی قلعی کہولی جاوے قبل اسکے کہ مباحثہ شروع کیا جاوے خدمت مین لالہ اندرمن اور دیگر ہنود کے التماس یہہ ہے کہ اگر ارادہ ہماری اِس رسالہ کے جواب کا فرماوین تو چند امر ملحوظ رکہین اوّل یہہ کہ جسطور سے ہمنے کتب معتبرہ مسلمہ ہنود کو استدلال کیا ہے اور غیر معتبرہ کتابون کو دخل نہین دیا ہے اسیطور پر اونپر بہی واجب ہے کہ کتب معتبرہ اہل اسلام سے استدلال فرماوین اور کتب تواریخ اور حکایات مرثیہ خوانان اور اشعار شاعران اور دیگر کتب غیر معتبرہ کو درمیان نہ لاوین دوسرم یہہ کہ جب حوالہ کسی کتاب ہماری کا لکہین عبارت اُسکی بلفظہٖ نقل کرین اور جو عبارت اصل کتاب کے لکہنے سے قاصر ہووین تو جو ترجمہ معروف اُس کتاب کا ہو وے اُسکی عبارت بلفظہٖ لکہین ورنہ اونکے قول پر التفات نکیا جائیگا سوم یہہ کہ جب بحوالہ اپنی کسی کتاب کے کچہ استدلال کرین تو نشان اور پتہ ادہیای اور اسکند کا تحریر فرماوین اور اصل عبارت مع ترجمہ لفظی کے رقم کرین ایسا نکرین جیسا کہ اسرسالہ مین عمل کیا ہے کہ خلاف الفاظ کے ترجمہ لکہا ہے چہارم جب کسی ترجمہ سنسکرت مستند ہماری پر اُنکو کچہ عذر ہو تو صرف اسقدر پر اکتفا نکرین کہ ترجمہ غلط ہے بلکہ اصل عبارت کتاب کی زیب رقم فرماکر لفظی ترجمہ اُسکا تحریر مین لاوین حاصل معنی پر اپنے فہم کے موافق اکتفا نفرماوین پنجم جن اعتراضات کا اہل اسلام کیطرف سے جواب ہوچکا ہے بغیر رد و قدح جوابات کے اُن اعتراضات کو ہمیر وارد نکرین ورنہ اون اعتراضات کا جواب ندیا جاویگا اگرچہ یہہ امر نہایت ضرور تہا کہ لالہ جی الفاظ نا ملائم اور سنے اوبیون سے احتراز کرتے چنانچہ ہمنے رسائل سابقہ مین بہی اِس امر کی بابت لالہ جی کو بہت التماس کیا تہا لیکن چونکہ وے باز نہ آئے اور زیادہ و تر اس رسالہ مین کلمات نا ملائم فحش زبان پر لائے لہذا ہم اِس باب مین اب اُن سے کچہ نہین کہتے اختیار رکہتے ہین مگر وہ خوب جیسا کہینگے اُس سے زیادہ سُنین گے اب ہم اونکے اقوال پر قولاً قولاً توجہ کرتے ہین و ہا انا اشرع فی المرام بعون الملک العلّام

ہست کلید در گنج حکیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صفحہ ۳ **قولہ** کلام الہی عین ذات نہین بلکہ داخل ہے صفات نامتناہی مین انتہی اقول جی سنے ذرا تائید اور تصدیق بید کی کی مقدمہ بحث ہی مین اونہون نے بید ہی کی جڑ کاٹی اپنکہد مہ بہاران ججر بید مین صاف لکہا ہی کہ صفات عین ذات اور ذات عین صفات ہی پس جب اونہون نے کلام الہی کو صفات مین داخل کیا اور اوسکی عین ذات ہونے سے منکر ہوئے تو صاف وصریح بید کی تکذیب کی اب ہمکو کچہ ضرورت ابطال بید کی باقی نرہی الحمد للہ علے ذلک اب ہم دعوی کرتے ہین کہ بید داخل صفات نہین کیونکہ صفات الہی خواہ اونکو عین ذات کہو یا نہ کہو بالاتفاق فانی نہین اور بید ونکو فنا ہے چنانچہ برک سوکت اپنکہد ججر بید مین صاف لکہا ہی کہ تینون بید یعنی رکہہ اور ججر اور سام اسی سے پیدا ہوئی اور اسی سے قائم ہین اور اوسیمین فنا ہونگے انتہی پس ثابت ہوا کہ بید داخل صفات نہین بلکہ مخلوق وحادث وفانی ہین پھر کچھ بھی فرمادین کہ جسکو منجملہ صفات الہی تصور فرماتے ہین آیا وہ کلمات اور حروف اور صفیر ہین جو سینہ اور حلق سے نکلکر کان تک پونہچتے ہین یا اور کچہ اگر کچہ اور ہی تو سب تقریریات اونکی کہ مبنی اوپر تکلم اور زبان کے ہین لغو اور گفتگو بیہودہ ہین اور اگر شق اول ہی تو وہ سخت نادان ہین کہ ایسی چیز کو جو مرکب حروف اور کلمات وغیرہ سے ہی صفت قدیم قرار دیتے ہین پہر برکہہ سوکت اپنکہد ججر بید مین تصریح ہی اسکی کہ بیدون بید اوسی سے پیدا ہوئی اور اوسیمین فنا ہونگے جب وہ بید مخلوق اور حادث اور فانی ہین تو آپ ہی انصاف کیجیے کہ منجملہ صفات قدیم کے کہ ازلی اور ابدی اور غیر مخلوق ہین کیونکر ہوسکتی ہین **قولہ** پس واجب ہے کہ کتاب آسمانی اور صحیفہ یزدانی تمام انس وجان کی زبان سے ممتاز ہو وہی مثلا بید کہ کسی اہل عالم کی زبان نہین پس لاریب کلام ربانی ہے کیونکہ اوسکی دوسری صفات کی مانند ممتاز ومشخص ہی انتہی اگر مقصود ہے کہ انس وجان مین جو اشخاص کہ اوس زبان سے واقف اور ماہر ہون باوجود زباندانی کے ویسی عبارت نہ بنا سکین اگرچہ عموماً ہم اسکو تسلیم نہین کرتے مگر بنسبت قران کے تو مسلم ہی اور یہی دعوی ہے ہمارا قران معجز بیان کی بابت روز نزول سے قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا یعنے کہہ کہ اگر جمع ہوویں انس اور جن اسپر کہ لاوین مانند اس قران کی نہ لاسکینگے مانند اوسکی اگرچہ ہونگے بعض انکے واسطے بعض کے مددگار برخلاف بید کے کہ آجتک نہ بانی بید نے نہ بعد اوسکے علماء سنسکرت نے ایسا دعوی کیا بلکہ اکثر عبارات بیدون کی ایسی ہین کہ علماء سنسکرت اونکو ناقص اور غیر فصیح اور مماثل عبارات اطفال خردسال ہونیکا اقرار کرتے ہین سبہا برلی

کے پنڈت کہتے ہین کہ رگ بید انہین لوگون کی بہاشا کی زبان مین اول اوستہا در مرتبہ دیہاتی بنا ہوا اور
اسمین کچھ شک نہین ہے اور شاید اسکو انریبل موصوف الفنسٹن تاریخ ہند مین لکھتے ہین کہ بیدون
کے بہت بعض غیر فصیح زبان مین انتہی مختصرا اور اگر مقصود یہہ ہے کہ وہ کتاب ایسی لغات مین ہو کہ کوئی خواص و
عوام جن و انس مین سے اُن لغات سے متکلم ہو سکتا ہو تو دعوی بیدلیل ہے اور ہرگز لائق تسلیم کے نہین چنانچہ
بحث اسکی جلد اول سوط البحار مین بشرح مرقوم ہے بلکہ یہہ دعوی غلط ہے دیکھیے مہابھارت اسمید پرب مین
لکہا ہے کہ مردم ولایت مین بود ہمہ در سنسکرت سخن سے گفتند پس باطل ہوا دعوی لالہ جی کا تصریح مہابھارت
سے اور یہہ جو فرماتے ہین کہ مثلاً بید الخ حاصل اس تقریر کا یہہ ہے کہ آپنے بید کی زبان سنسکرت ہونے سے
استدلال اسپر کیا کہ بید صحیفہ یزدانی ہے مگر یہہ آپکی کمال نادانی ہے کسی کتاب کا زبان سنسکرت مین ہونا
قرینہ اسکا نہین کہ وہ کتاب آسمانی ہو اگر یہہ امر آپکے نزدیک مسلم الثبوت ہے تو مہابھارت اور جوگ بشسٹ
اور رامائن بالمیک اور کتب جین اور بودہ اور دیگر کتب کہ جو زبان سنسکرت مین ہین اور مماثل بید ہی کے
ہین کتب آسمانی کیون نہین قرار دیتے وہ بھی تو اسی زبان مین ہین جسکو آپ بزعم باطل اپنے کے عالم کی زبان
سے ممتاز اور مخصوص سمجھتے ہین مفصل بحث اسکا بہت عنقریب آویگی علاوہ بران بشہادت علماے فرنگ جنکی
شہادت کو آپ نے سطرہ صفحہ ۵ مین قابل احتجاج اور اعتماد ٹھہرایا ہے یہہ امر ثابت ہے کہ زبان سنسکرت
ابتدا مین نہایت بیقاعدہ اور دہقانی زبان تھی مگر بتدریج رفتہ رفتہ شایستہ اور باقاعدہ ہو گئی کالبروک
صاحب و جان الفنسٹن صاحب اپنی تواریخ ہند مین لکھتے ہین کہ بید کی ایک خاص بحث کی زبان اور وزن
طرز تصنیف سے اسبات کی دلیل پیدا ہوتی ہے کہ بید کی نظمون کی دو تالیف جواب موجود ہے اس زمانہ کے
بعد ہوئی ہوگی جبکہ سنسکرت زبان اُس دہقانی اور بیقاعدہ بولی سے جسمین بید کی بہت سی نظمین بنائی گئی ہین
تصنیف ہوئی ہین ترقی پاکر اوس شایستہ اور فصیح زبان کو پہونچی جسمین دیوتون وغیرہ کے حالات کی نظمین لکھی
گئے انتہی پس ظاہر ہوا کہ آپکا یہہ قول کہ بید کسی اہل زمان کی زبان نہین صریح البطلان ہے بلکہ حقیقتاً واضح ہو کہ
اکثر اشلوک بید کے باتباع اُس طرز کے تالیف کئے گئے ہین کہ جس طرز پر اہل زبان نے اُس بیقاعدہ دہقانی
زبان کو اصلاح دیکر مرتب شایستہ کیا اور تذکرہ مسیلمہ اور اسود عنسی کا جو آپ نے کیا ہے ایک عبث تقریر
آپکی ہے کوئی عبارت تھوڑی بہت مسیلمہ اور اسود عنسی کی جو مماثل قرآن مجید ہو نقل کرکے کچھ کہتے تو ایکبات بھی
تھی ورنہ بیدلیل گفتگو محض خرافات تضییع اوقات ہے چونکہ آپ نے پہلے رسالون اور اس کتاب مین مسیلمہ کذاب
کو بہت یاد کیا ہے ہم مسیلمہ کذاب کا کلام جسکو اوسنے بمقابلہ سورہ فیل اور سورہ قارعہ کے بنا کر پیش کیا تھا آپکو
سناتے ہین دیکہیے کہ اوسکو نظم قرآن سے کیا مناسبت ہے اور اگر یہہ آپکی طرح اوسنے تدبیہ تک بیدی کی بحث

سے مگر اہل معانی کے نزدیک آپکے کلام کی مانند وہ بھی سراسر بیہودہ ہے وہ یہ ہے الفیل ما الفیل وما ادریک
ما الفیل لہ ذنب وبیل وخرطوم طویل وذلک من خلق ربنا الجلیل یعنے ہاتی کیا ہی ہاتی اور کس چیز نے جتایا
تجھکو کہ کیسا ہے ہاتی اوسکی دُم ہی مانند لٹھہ کی اور سونڈ ہی لمبی اور یہہ ہمارے رب کیطرف سے ہی آئینہ کم حی
واہ کیا کلام ہے جو کلمات کہ تہدید اور ہول امور عجیبہ میں لائے جاتے ہین واسطے بیان ایک امر حقیر
کے کہ ہر روز مشاہدہ مین آسکتا ہی لائے گئے اور یہہ بیان جو اس تعجب اور ہول کا ہوا وہ ایسا کہ محتاج شرح
وبیان کا نہین ایسی فصاحت وبلاغت پر طبع موزون جناب کی مسیلمہ کذاب کے کلام پر مایل ہی ظاہرا
اتحاد وصنفی کا یہہ جذب ہی کند ہم جنس با ہم جنس پرواز + کبوتر با کبوتر باز با باز + آدمیان گم
شدند ملک خدا خر گرفت + ولنعم ما قال اذا وصف الطائی بالبخل مادر + وعیر قسا بالفہاہۃ باقل +
وقال السہا للشمس انت خفیۃ + وقال الدجی یا صبح لونک حائل + وطاولت الارض السماء سفاہۃ + وفاخرت
الشہب الحصی والجنادل + فیا موت زر ان الحیوۃ ذمیمۃ + ویا نفس جدی ان دہرک ہازل + قولہ عربی کی
برابر کوئی زبان ثقیل نہین الخ یہہ جہوٹی تقریر ہے کہ تجربہ اور معاملات اور روزانہ برتاؤ اوسکی تکذیب کرتا ہی
زبان عربی اخف الالسنہ تمام زبانون مین مشہور ہی اور باب اعلال فی تخفیف اسپر شاہد عدل ہی کہ جب کسی سبب
سے ثقل اعرابی یا حرفی عارض ہوتا ہی کلمہ مین تعلیل واسطے تخفیف کے کیجاتی ہی یہی سبب ہی کہ سوائے زبان عرب
کے اور زبانونکو اعجمی کہتے ہین کہ صاف وفصیح مانند عربی کی نہین اور نسبت ثقل ق اور دیگر چند حروف کے
جو کچھہ رقم فرمایا ہی محض بیہودہ کلام اور اتہام ہی اہل زبان کا تو مذکور ہی کیا ہی غیر ملکون کے رہنے والے جو فن
نحو وصرف سے واقف ہین اور مخارج حروف اونکو معلوم ہین بلا تکلف ان حروف کو نکالتے ہین اور بو اشخاص کہ تشدید
ومبالغہ ادای حروف کرتے ہین اونکو جاہل جانتے ہین برخلاف حروف مخصوص سنسکرت کے کہ بروقت نکالنے کے
دہوتی مین پنڈت صاحب کا گوہ نکلجاتا ہی بروقت ادا کرنے کے منہ کی راہ کہہ آتا ہی ٹ کو نکالتے
مین کتے کیطرح ٹین ٹین ڈ کے نکالنے مین گدہے کیطرح ڈین ڈین کرتے ہین علی ہذا القیاس اور حروف
مخصوصہ کا حال ہے غنیمت ہے واقعی حال اسی زبان کا بیان کیا ہے کلامی زدبہ پر سنگریزہ + بسوز تر
ماندہ زردشت ستیزہ + کلامی درد ہی سپید و آماس + صدای کاہ خشک در ماندن داس + کلامی سم
صدای ارہ وچوب + نصیب گوشہا آہنگ لکدکوب + کلامی بانگ حلق گاو بسمل + فغان خر بین صاحب
ماندہ در گل + کلامی نیش فی بطن قایل + تو گوئی سامعا بر اسم قاتل + اور دلیل جلی اور بدیہی اسپر یہہ
ہی کہ جو کلمات کہ زبان پر سہل اور مانوس اور اخف ہوتے ہین زبان زبان اور دہان دہان ہوجاتے
ہین برخلاف کلمات ثقیلہ غیر مانوسہ کے اب دیکھئے کہ دیار ہند مین باوجود اسکے کہ قدیم زبان اہل

اِس دیار کی زبان سنسکرت ہی اور عرب ایک غیر ملک کی زبان ہی ہنود اور مسلمان ہم کی زبان پر کلمات عربیہ
اِسقدر مستعمل ہین کہ کلمات سنسکرت اوسقدر نہین پس اسی دلیل سے خفت اور مانوسی عربی اور ثقل اور غیر مانوسی
سنسکرت کی دریافت فرما لیجیے اور ہٹ دھرمی کو ترک کیجیے علاوہ برآن جن حروف کی ثقل کی بابت آپنے
بیہودہ گفتگو کی ہے اور اونکو مخصوص بعربی سمجھا ہی یہہ حروف تو زبان عبری اور سریانی مین عموماً مستعمل ہین
اور سوای اونکے بعض بعض حروف ترکی اور فارسی مین اور بعض بعض حروف یونانی اور رومی مین مستعمل ہین
ہان اُس بیقاعدہ زبان یعنے سنسکرت مین کہ بنا اوسکی اوپر دہقانیت اور بیربطی کے ہی ابتدا وہین تہی
استعمال اونکا نہین ہی سو یہہ قصور اُس زبان کا ہی نہ ثقل حروف کا اسمین ایک مختصر بات پر خاتمہ اس
بحث کا کرتا ہون کہ آپکے نزدیک ان حروف مین ثقل کس سبب سے ہی آیا بسبب مخارج کے یا بسبب صفات کے
اگر بسبب مخارج کے ہی تو اکثر حروف سنسکرت مین انہین مخارج کے موجود ہین مثلاً ہمزہ وہا ہی ہوز کہ مخرج دونو
کا حلق بلکہ اقصای حلق ہی اور یہہ دونو سنسکرت مین موجود ہین اور جو مخرج غین معجم اور ق کا ہی وہی
مخرج ک و گ کا ہی جو سنسکرت مین اور دومی بساطت و اندرونی ترکیب ہا ہوز یعنی کہہ و گہہ بہت مستعمل ہین
اور اگر بسبب صفات اطباق و استعلا وغیرہ کے ثقیل سمجھتے ہو تو چونکہ ان صفات سی حروف سنسکرت اور دیگر
زبانون سی خالی نہین اونپر بھی یہی طعنہ دیجیے ورنہ عربی کی حرفگیری نہ کیجیے شیخ اکبر قدس سرہ اپنی تفسیر
مین لکہتے ہین قولاً ثقیلاً ای ذا وزن و اعتبار امام فخر الدین رازی المراد من کونہ ثقیلا عظم قدرہ وجلالۃ
خطرہ **قولہ** چنانچہ سورہ مزمل مین مرقوم ہی انا سنلقی علیک قولاً ثقیلا انتہی معنی آیت کے یہہ ہین کہ ہم
اوتارینگے تجہپر ایک بات بہاری خلاصہ غایۃ کہ یہان بحث حروف و الفاظ کی خفت اور ثقل کی ہی نہ قول
ثقیل یعنی بہاری بات کی بہاری کلمات اور حروف سہل اور خفیف سی بھی تعبیر کیے جا سکتے ہین پس لالہ جی
اِس آیت کو جو اِس بحث مین لائی ہین مقتضی اونکی خوش لیاقتی کا ہی کہ جو امر معرض بحث مین نہین اوسکو داخل بحث
فرماتے ہین **قولہ** جبکہ عربی سے کسی حرف کو مفردات مین لکہتے ہین تو ایک حرف لکہا جاتا ہی لیکن وقت تلفظ دو یا
تین حرف بولے جاتے ہین عجب تر یہہ معاملہ ہی کہ عبارت مین ایک ہی حرف کا فائدہ دیتا ہی انتہی اِس مہمل کلام
کچہہ معنی ٹہیک نہین بیٹہی بلکہ سراسر غلط ہین لالہ جی آپ تو دعوی نحویۃ کا کرتے ہین چراغ نحو علم نحو مین تالیف
فرمائی ہی بڑا اندہیر ہے کہ آجتک حروف کی مسمیات اور اسماء مین بھی تفرقہ نہین کرسکتے ملفوظ حرف اور چیز
ہے اور اُس حرف کا نام لینا دوسری چیز ہی حروف مبسوطہ جنسے کلمات مرکب ہوتے ہین مسمیات ہین اور وہ الفاظ
کہ جنسے اُن حروف کو تعبیر کرتے ہین وہ اسماء ہین حروف مذکورہ کہ دلالت کرتے ہین اوپر اپنی مسمیات کی ما
دلالت اور اسماء کی مسمیات اپنی پر مثلاً دلالت لفظ لام کی اوپر آخر حرف قال اور مال کے ایسی ہی ہے

جیسے دلالت لفظ فرس کی ہی اوپر حیوان مخصوص کے بسیط حرکات وغیرہ دلالت نہین ہی اور یہ امر مختص عربی کیساتھ نہین بلکہ فارسی اور انگریزی اور سنسکرت مین بھی ایسا ہی ہی مثلاً انگریزی مین ایچ ایم نام ہی حرف ہ اور م کا اور سنسکرت مین ررا نام ہی ر کا مگر چونکہ لالہ صاحب فن نحو سی جاہل محض ہین از راہ جہل مرکب حروف کے اسمار کو عین مسمیات سمجھے اور اسپر طرہ یہہ ہی کہ از راہ بوالہوسی کے مستعد اعتراض کے ہوئی پس حال انکا مشابہ حال اس شخص کے ہی کہ از راہ فرط دانش کے یہہ اعتراض کرے کہ پانی جو عنصر بسیط ہی اسکا نام چار حرفون سے کیون مرکب کیا گیا اور بر وقت استعمال کے وہ حروف کیون نہین کام مین آتے چونکہ وہ فن نحو سے ناواقف محض ہین لہذا ہمکو ایسے جاہلون کے مقابلہ مین زیادہ تشریح ضرور نہین اگر کچھہ سمجھکر کہینگے تو البتہ جواب پاوینگے قولہ عدم دخول اعراب نفس حروف مین دلالت کرتا ہی مخالفت حق پر کہ اہل شرارت اندک تغیر و تبدیل کے ساتھہ اپنی ہوای نفس کو رواج دیسکتے ہین اچھے ناظرین کی جناب مین التماس ہی کہ بہر خدا ذری عبارت پر لالہ جی کے غور فرماوین کہ کسقدر مہمل ہے ظاہرا آجتک لالہ جی یہہ بھی نہین جانتے کہ اعراب کیا چیز ہے اور کیا اوسکی تعریف ہی اور وہ نفس حروف معربہ مین کیونکر داخل ہوسکتا ہی اگر اس عبارت مہمل سے مقصود یہہ ہے کہ حرکات کو حروف کے ساتھہ نہین لکھا جاتا تو یہہ ایک بیہودہ بات ہی بلکہ جن خطوط مین حرکات کو حروف کے ساتھہ لکھا جاتا ہی اونکے پڑھنے مین ہمیشہ دقت رہتی ہی علاوہ بران حرکات اور چیز ہین اور حروف اور چیز ہین دونوکو خلط ملط کر دینا سراسر خلاف اصل وضع کے ہی اور سراسر کجروی اور گمرہی ہی اور تغیر و تبدیل ہوای نفسانی کے موافق ہر ایک خط مین ہوسکتی ہی جعلسازیئے اپنی بہیونمین ہمیشہ اس قسم کی کاٹ چھانٹ کرکے بدذاتیان اور بے ایمانیان کرتے رہتے ہین حالانکہ وہ بہیان خطوط مروجہ اہل ہند مین ہی لکہی جاتے ہین اور عبارات عربیہ مین تو بلحاظ ترکیب کلمات اور قواعد نحویہ کے تغیر اور تبدیل بہت ہی دشوار ہی چنانچہ یہہ امر ماہران زبان عربی پر مخفی نہین ہی یہان ایکا ایک حکایت جو بھارت کے اسمیدہ پرب مین مرقوم ہی یاد آئی ہے ورست بدہ نامی ایک امیر تہا اوسنی اہل نجوم سے سنا تہا کہ یہہ چندرہانس اوسکی مال کا مالک ہوجائیگا اس سبب سے اوسنی سفر سے اپنی بیٹی بدن کو نامہ لکھکر چندرہانس کے ہاتہہ بہیجا اوسمین یہہ لکھا کہ چندرہانس ہمارا بیت ہی اوسکو بکہہ دیدیجو معنی اسکے یہہ ہین کہ چندرہانس ہمارا دشمن ہی اوسکو زہر دیدیجو بیت زبان سنسکرت مین دشمن کو کہتی ہین اور بکہہ زہر کو غرضکہ چندرہانس نامہ لیکر روانہ ہوا قریب شہر کے جب پہنچا تو کسل راہ سے ایکدرخت کے نیچے سوگیا اور گہوڑا درخت سے باندہ دیا اتفاقیہ بکہیا نامی بیٹی ورست بدہ کی اس باغ مین مع اپنی پرستارون کے سیر کو آئی تھی سیر کرتے کرتے تنہا چندرہانس کے نزدیک پہنچی چونکہ چندرہانس جوان خوبصورت تہا اوسپر مائل ہوگئی اور اوسکی جیب مین جو ہاتہہ ڈالا تو وہ نامہ پایا کہولکر دیکہا تو اوسمین یہہ

مضمون مذکورہ لکہا تہا بجاے حرف اول اہیت کا محو کردیا اور آخر مین بکہہ کے الف بڑہا دیا غرضکہ بعد
اس محو و اثبات خفیف کے عبارت یہہ ہو گئی کہ چندر ہانس ہمارا ہیت ہی اوسکو بکہا دیدیجیو یعنی چندر ہانس جو ہمارا
دوست ہی اوسکے ساتھہ بکہا کا نکاح کر دیجیو خلاصہ کلام یہہ ہے کہ اس تہوڑے سے محو و اثبات مین کچھہ کا کچھہ
ہو گیا اور ایسا ہی ہوا کہ مدن نے نکاح اپنی بہن بکہا کا چندر ہانس سے کردیا چنانچہ اس مضمون کی طرف ایک شاعر
نے اشارہ کیا ہی سو جن باتین تہین نہین انہین دیت گجراج * کچھہ دینے بکہا ملی بر بڑے گریب نواج * یعنی
جن باتوں مین جو نہین اونکو آپ ملتا ہی زہر دیتے ہوے بکہا ملی خداوند تعالے بڑا غریب نواز ہی الا لہ ندرین
فرمائیے کہ یہہ تغیر و تبدیل جو ہوئی کلمات عربی مین نہین تو اوس زبان مین ہوئی کہ جسکو آپ نہایت مصئون و
محفوظ سمجہتے ہین ایسی تغیر کلمات عربی مین تو کبہی سنی بہی نہین گئی فرمائیے کہ پہر بہی ایسے واہیات اعتراض بانہر
لاوگے اور اس قصہ کو پڑہکر پہر بہی چشم نکونستہ دکہلاؤگے **قولہ** جواب اس شبہہ کا عنقریب تحریر کر چکا ہون الخ
صاحب اعجاز نے لالہ جی سے دلیل اسکی چاہی کہ کسطرح پر دریافت ہوا کہ سنسکرت زبان الہی ہی بجواب اوسکے ایک جملہ
شرطیہ لالہ جی نے ایسا لکہا کہ جس سے کچھہ جواب حاصل نہین ہوتا بلکہ ایک مہمل کلام ہی اور وہ یہہ ہے جس صورت مین
کلام الہی صفات نامتناہی مین شامل ہے پہر کہان ممکن ہوسکتا ہی کہ دوسری صفات کی مانند مخلوقات کی
صفات سے ممتاز نہو دیکہو اس شرطیہ سے کچھہ جواب حاصل نہوا اور علاوہ برآن یہہ شرطیہ بہی غلط محض ہے
کیونکہ یہان بحث ہی الفاظ اور حروف کی پس لازم آیا کہ لفظ کلام سے جو لالہ جی کی شرطیہ مین واقع ہوا ہی الفاظ
و حروف ہی مراد ہون اور الفاظ و حروف کو صفات مین شامل کرنا صاف و صریح جہالت و گمراہی ہی سوا ہی
اسکے جبکہ بید کی تصریح سے صفات عین ذات ہین تو الفاظ و حروف زبان سنسکرت کے بہی عین ذات ہوئے
اگر لالہ جی تقلید بید کو ترک کرکے اور اوسکی تغلیط پر کمر ہمت باندہکر مستعد مجادلہ کے ہوویں اور یہہ فرماوین
کہ صفات غیر ذات ہین تو ہم اونسے دریافت کرتے ہین کہ آیا صفات واجب الوجود ہین یا ممکن الوجود
اگر واجب الوجود ہین تو بقول لالہ جی کے نامتناہی واجب الوجود پائی گئی اور اگر ممکن ہین تو تکمیل واجب الوجود
نامتناہیہ ممکن الوجود سے لازم آئی حالانکہ یہہ دونو اعتقاد صریح قبیح ہین دوسرا جملہ لالہ جی نے جواب
مین یہہ تحریر فرمایا کہ چونکہ سنسکرت کسی جن و بشر کی لسان نہین ہی لہذا لاریب زبان ایزد ذات کی ہے یہہ شرطیہ
بہی باطل ہی کیونکہ مقدم ممنوع ہی یعنی ہم اس امر کو کہ سنسکرت کسی جن و بشر کی لسان نہین تسلیم نہین
کرتے اسکی اثبات پر جو دلیل لالہ جی رکہتے ہون پیش کرین اگر دلیل استقرائی پیش کرینگے کہ از روے
تلاش کے معلوم ہوا کہ جسقدر جن و بشر ہین اونمین سے کوئی اس زبان مین متکلم نہین ہی تو جواب اسکا یہہ ہے
کہ ہم جا بجا عبارت سے ثابت کر چکے ہین کہ زبان تمام ساکنان مین پورب کی سنسکرت تہی علاوہ برآن اسکا علم

تمام عالم پر محیط نہین بہت مخلوق خدا کی ایسی ہی کہ ابتک اونپر بہت بڑی سیر کرنیوالونکو بھی اطلاع نہین
علاوہ بران اگر افراد بشر کی زبانین معلوم بھی ہون افراد جن کی زبانونپر علم آنیکا کیا طریقہ ہے پھر اگر
تسلیم بھی کیا جاوے کہ اسعرصہ مین کسی فرد کی افراد بشر یا جن سے یہہ زبان نہین تسپر بھی اس سے لازم نہین
آتا کہ کسی عرصہ مین کسی فرد بشر یا جن کی یہہ زبان نتھی کیونکہ قضیہ حینیہ مطلقہ مستلزم دائمہ مطلقہ کا
نہین کریہہ امر آپکو بحث قضایا فن میزان سے ثابت ہوا ہوگا آپ نے آثار صنادید ہند مولفہ سید احمد خان
سلمہ اللہ تعالے دیکھی ہوگی اوسمین بہت کندہ عبارات دیرینہ دہلی کی منقول ہین جنمین سے بعضون کے خط
آج مشابہ خطوط اہل زمانہ کے نہین اور بعضی کندہ ایسی ہین کہ زبان انکی سمجھہ مین نہین آتی آخر یہہ ہین کسیکی زبان
مشابہ اوسکی معلوم نہین ہوتی پس واضح ہوا کہ اگر ہمکو مشابہت کسی زبان کی کسی اہل دیار کی زبان سے
معلوم نہو تو اس سے لازم نہین آتا کہ وہ زبان یزدانی ہے اور کسی فرد بشر یا جن کی نہین باینہمہ دلیل
استقرائی ظنی ہے اور ظنیات سے یقین حاصل نہین ہوتا اسصورتمین دعوی آپکا کہ لاریب سنسکرت زبان
یزدان ہی ہرگز ثابت نہین ہوتا اور بالفرض اگر ہم تسلیم بھی کرلین کہ سنسکرت زبان کسی فرد جن وانس کے
نہین پھر بھی ثابت نہین ہوسکتا کہ وہ زبان خدای پاک کی ہی کیونکہ منفی ہونا کسی صفت کا موجودات ممکنہ
سے مستلزم اسکا نہین کہ وہ صفت خدای پاک کی ہو اگر اس ملازمہ پر کوی دلیل لالہ جی کے پاس ہو تو پیش کرین دیکھئے کہ معدوم ہونا
وقت وجود ایک صفت ہی کہ موجودات ممکنہ کا موصوف ہونا اس صفت کے ساتھہ ممتنع ہی کیونکہ معدوم ہونا عین وقت وجود
بالبداہتہ ممتنع اور معدوم ہے حالانکہ یہہ صفت خدا تعالی کی بھی نہین پس ان براہین قطعیہ سے بطلان تمام ہذیانات لالہ جی کا مانند شمس نصف النہار
کی واضح ہوگیا اور صحت قول صاحب اعجاز مین کسیطرحکا شک شبہہ باقی نرہا علاوہ بران لالہ صاحب نے خود صفحہ ۲ سطر ۱۲ یاد اس سلام
مین بنظر زبان سنسکرت کے اس مصرعہ مین اشارہ فرمایا ہی مصرعہ در زبان قدسیان یکنام ہے اس سے ظاہر ہوا کہ وہ زبان خصوصیت تعلق
کی ساتھہ نہین رکھتی بلکہ زبان ایک مخلوق مقدس کی ہی پس خود باقرار لالہ جی کے سب دلیل قائل لالہ جی کی باطل ہوگئی اسیطرح لالہ جی کا یہ قول جو
ہین کیتے آپ بھی الفاظ سنسکرت کو صفت خدای پاک قرار دیتی ہین تو فرمادین کہ الفاظ مذکورہ مخلوق ہین یا غیر مخلوق اگر
مخلوق ہین تو صفت خالق نہین ہوسکتی اور اگر مخلوق نہین تو بید غلط ہے کیونکہ مہا اپنکہید اتہرین بید مین
صاف مرقوم ہی سب سے پہلے جو تہا اوسکا نام نارایں فرض کیا گیا وہ صورت نہ سمجھ کتی نہ لفظ تھا الخ
پھر آگے لکھا ہی کہ سب سے پہلے اوس سے برہما اور بید یعنے علم وعمل پیدا کئی اس بیان سے واضح ہوا کہ الفاظ اور
کلمات بید کے کہ بموجب حکم بید کے مخلوق ہین صفات خدای پاک مین کسیطرح داخل نہین ہوسکتی چہاندوگ
اپنکہید شام بید مین ہی رگبید یجر بید سام بید آدم کے تینون حرف سے مرکب ہوی ہین اتہرن بیداں تینون
بیدون سے بنا ہی گویا تینون کا خلاصہ ہی انتہی لالہ جی غور فرمادین کہ مرکبات و ملخصات صفات باریتعالی ہین کیونکر

داخل ہو سکتی ہین بر ہارن اپنکہد مجر بید مین ہے کہ نطق برہم ہے کہ بغیر نطق کے کچہہ نہین ہوتا ہوا ور اسکا
محل اکاس ہی پس نطق کو عقل محض تصور کرو اور ظاہر ہے کہ چارون بید اور سب اپنکہد نطق سی ہی بنے ہین
اب لالہ جی فرماوین کہ جو چیز بموجب تصریح جیکے نطق سے بنی ہے وہ داخل صفات خدا تعالی کیونکر ہو سکتی
ہے پس باطل ہوا دعوی قدم اور داخل صفات ہونے بیدون کا اب رہی تحقیق اسکی کہ سنسکرت زبان کن
لوگونکی تھی صاحب اعجاز نے دعوی کیا کہ قرون سابقہ مین جو عابد ہنود تھے اونکی یہہ زبان تھی اور دلیل اسکی
یہہ ہے کہ ابتک اہل بنارس اس زبان مین گفتگو کرتے ہین خلاصہ مدعا اونکا یہہ ہی کہ پیشتر جو ہنود تھے
اونکی یہہ زبان تھی اور اب بھی جو بنارس مین علما ہین وہ باہم اس زبان مین گفتگو کرتے ہین لالہ جی اسکا انکار
کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ بنارس کے آنے جانیوالون سے دریافت کیا جاوے مگر انکار اونکا قابل پذیرائی
کے نہین ہے ہمنے کئی مرتبہ ہر قسم کے فقیرون اور پنڈتونکو باہم باتین کرتے دیکھا ہی کہ وہ زبان سنسکرت
مین باتین کرتے تھے اور تکذیب لالہ جی کی اور تصدیق ہمارے قول کی خود صفحہ ۱۴ جلد اول پرچہ اخبار لالہ جی
نمبر ۴ مطبوعہ ۲۲ نومبر ۱۸۶۹ع سے واضح ہی کہ لالہ جی خبر بنارس مین لکھتے ہین کہ دیانند سرستی رام نگر مین آئے
ہین اور سنسکرت مین گفتگو کرتے ہین یہان کے پنڈت اونکے پاس جاتے ہین اور ہر روز مباحثہ کرنے مین انکے قطع
قطع نظر اسکے صدہا کتابین زبان سنسکرت مین موجود ہین اور اونکی فصاحت و بلاغت پر لالہ صاحب بھی صفحہ
سولہہ سطر سات رسالہ ہذا مین معترف ہین تو کیا لالہ صاحب کے زعم مین وہ سب
آسمانی کتابین ہین اور جبکہ صدہا کتابین زبان سنسکرت مین موجود ہین اور کچہہ فرق درمیان زبان اور عبارت بید
اور ان کتابونکی نہین ہے تو کیونکر کہا جا سکتا ہی کہ سنسکرت خاص زبان خدا ہی اور ہرگاہ کہ بہت کثرت سے
کتب قرون سابقہ ہنود کی اس زبان مین موجود ہین تو صاف ظاہر ہے کہ قرون سابقہ کی یہہ زبان تھی
چنانچہ تصدیق اسکی اسمید پرب بہارت سے ہوتی ہے جسمین لکہا ہی کہ مردم ولایت مین بوریہہ و سنسکرت سخن
میگفتند اور نیز تقریر پنڈت تاران تت بودہنی سبہا بریلی سے تائید اسکی واضح ہے کہ انہون نے تصریح کی ہی
کہ بید اگلے لوگونکی زبان ہی اور چونکہ اب عمائد اور علما ہنود دین مفقود ہین یہانتک کہ بسبب انکے فقدان کے
نوبت سرخیلی کی مہاراجہ سین برن لالہ اندرمن تک پہنچی ہے لہذا وہ زبان بھی بہت کم ہو گئی اسی سبب سے
معتقد ہنود بمقتضای جبلی عجائب پسند اس زبان کو شی غریب سمجھکر زبان خاص خدا سمجہنے لگے باقی ہذیان گوئی
جو لالہ جی نے بہر کیفیت چہارم اور بہر کیفیت پنجم مین صفحہ ۱۶ اور ۲۷ مین کی ہی اوسکا جواب سوط اللہ الجبار مین
دیکھین قولہ بلاشبہہ ہر ایک عالم کے لئی یہی بید ذرایع و شائع ہی اور اسکی تفہیم و تعلیم کل کے لئے مساوی
ہی مثلا جیسے عالم ہذا مین بید کے درس و تدریس کے قواعد و ضوابط مقرر ہین ایسی ہی قیاس پر دوسری عالم

مین یہہ تو قران ہی کی شان ہی کہ عربون کے لئی آسان ہی اور کل جہانیون کے لئی وبال جان ہو آیا
کتاب الہی ایسی ہی چاہیئے انتہی تقریر دبیر ہند کی قابل ملاحظہ کے ہی کہ اول کو آخر سی کچہہ نسبت نہین اوپر
تو یہہ مضمون کہ اس عالم مین کہ جسمین بہت سی اہل زبان مثل عرب اور فارس اور یونان اور انگریز
وغیرہم ہین بید کے درس و تدریس کے قواعد الخ بعد اوسکی یہہ مضمون کہ قرآن عربون کے لئی آسان ہی
اور کل جہانیون کے لئی وبال جان الخ لالہ جی کو شرم نہین آتی اور اہل زبان سی قطع نظر کرکے یہہ فرمادین
کہ ہند مین ہی جسقدر ہنود ہین اونکی لئے بید آسان ہین یا وبال جان ہین مین لالہ جی ہی کے حق مین
کہتا ہون کہ خود اونہین کے لئی یہہ بید وبال جان ہین سنئے اونکی تو حقیقت ہی کیا ہی بڑی بڑی بید
دان اقرار کرتے ہین کہ ہمپر یہہ بید وبال جان ہین دیکھو نہا بھارت کی فصل ہو جانی ہرم بلادہار بڑا بید
دان کیسی صراحت کے ساتھہ بیان کرتا ہی کہ بید مین جانورون کے مارنیکا اور اونکے کہانیکا حکم بھی
موجود ہی مگر مین بسبب ضعف اپنی رای کے بید مین کچہہ گفتگو نہین کرسکتا جب ایسی بڑی بید دان پر فہم ظاہر
معنی بید کا وبال جان ہی تو لالہ نادان بیان فرمادین کہ وہ شخص کون ہی اور کہان ہی کہ جسکو سمجہنا بید
کا آسان ہو آیا کتاب الہی کی یہی شان ہی اور ایسا ہی خبط اور مہمل ہونا کلام الہی کا شان ہی کہ کسیکے
سمجہہ مین نہ آوی اور جو کوئی اوسکو دیکہی بلادہار کیطرح خبط مین پڑجاوی اور خود لالہ جی بھی دربردہ
وبال جان ہونے بید دان کا اقرار کرتے ہین کہ فرماتے ہین کہ بسبب ضعف مردم کلجگ کے بیاس نے
اوسکو چار بار و کیا پس ظاہر ہوا کہ اس دور کے آدمیونکے حق مین وہ وبال جان تہا کہ بیاس جی نے اوسکی
اصلاح کرکے کچہہ آسان کیا برخلاف شان عظمت نشان قران کے کہ ہر دور مین حال اوسکا یکسان ہی اور
اوسمین اصلاح کو دخل نہین پہر لالہ جی کو شرم نہین آتی کہ قران کو تو وبال جان بتلاتے ہین اپنی گریبان
مین منہہ ڈالکر نہین دیکہتے وہ بید سنئے کہ جسکا منشا رخاص ہنا ہی ہزار ہندو نمین ایک بھی اوسکو نہین
جانتا برخلاف قران معجز نشان کے کہ عرب کا ذکر ہی کیا ہزارون عجمی اوسکی سمجہنے والے قرون سالقہ مین
تھے اور اس قرن مین بھی موجود ہین اور اکثر آیات اوسکی زبان زبان اور دہان دہان مین لالہ جی
منشیات اور تاریخات مولفات ہنود ہی دیکہین کہ کوئی خالی آیات قرانی سے نہین ہوگی اور بید کا
ایک اشلوک بھی پایا نجاویگا اگر بسبب وبال جان ہونے کے اوس کا نظون کے جہاڑ کو خود ہنود ہی نے
سد ضغنی نہین ٹہرایا تو اور کیا وجہ ہی جسکی سبب سی دامن کشان اوس سی گزرتے ہین پہر یہہ جو فرماتے ہین
کہ بید جیسی عالم ہذا مین الخ یہہ تخصیص اونکی اونکے اصول پر محض غلط ہی کہ اونکے اصول پر تو یہی حال
قران کا ہی کہ ہر عالم گذشتہ اور عالم آیندہ مین درس تدریس قران کی اسیطور ہی جیسی کہ اس عالم مین ہے

شتو کیو پڑہاتین تبدیل کبھی کو دیر جا سنگتا اشٹ اور ریشم ہامن کو لکھہ ہا یوسنگتا اور چھتیس رکہی کہ
سنگتا اشٹ اور سہو متر رکہی کو اتہروا مگر یہی سنگتا پڑہائی ہتہی یعنی چارون بید دواپر کے قریب قریب
ہ کے تیون درست رہی پہر کہوگ تے سو جاکہ آیندہ کم عمر اور بد اعمال آدمی ہونگے اس سبب اکی
بیدونکی تقسیم ٹہہری ستوتی اور پاراسر کہ بیٹے بیاس جی اوتار پیدا ہوئی اونہون نے بیدون
سہ پر کیا رگ بید اور اتہر بید اور یجر بید اور سام بید اور پران سے چار منتخب بنائی اور وہ چار منتخب چار
بکو اسطرح پر پڑہائی کہ نیل رکہی کو دیر جا سنگتا اشٹ اور وشیم ہامین کو لکھہ یا یوسنگتا اور چھتیس رکہہ چندو
ور سہو متر رکہہ کو اتہروا کسی سنگتا پڑہائی الخ اور اس عبارت کی عبارت مابعد سے ظاہر ہوتا ہی کہ پھر
ردون اور شاگردان شاگردون نے اوسمین بھی تصرف کرکے اپنی طرف سے بہت شاخین بنائین اور جدے
م انکو رکہی رکہی نے چار کسی نے دو غرض اسی طرح ہر ایک نے تصرفات اپنی اپنی طرف سے کئی ہین ناہرا
ن صاحب اُن چار سنگتا کو چار بید سمجھی ہین مگر چونکہ وہی حسب تصریح اسکند ۱۱ بہاگوت کے بید ٹہرتے ہیکے
ناہین لہذا السبب واقفی کے ایسا خیال خام بکا یا ہی کیونکہ عبارت اسکند ۹ بارہوین سے ظاہر ہے کہ تا
۔ دواپر کے عدد بیدون کے چار تھے اور جیون کے تیون تھی یہہ چار سنگتا تو بعد اوسکی وقوع
ہین اور یہہ سنگتا اونہین رگہہ بید اور اتہر دبید اور یجر بید اور سام بید اور پران سے بنائی گئی
ہی نہین کہ وہ خاصۃ اونہین چارون سے مؤلف ہون بلکہ پوران بھی اوسمین شامل کرکے اُن سے
انتخاب کرکے چار سنگتا موضوع ہوئین اور نام بھی اُن سنگتا ون کے علیحدہ علیحدہ موضوع ہین اور
ایسا امر اِن بیدیون سے ظہور مین آیا کہ نہایت مستقبح تھا اور اسیکا نام تحریف ہی اور یہی تصرف
یہا ستقبح ہی کہ جسکی سبب اصل کتاب جلی حالہ باقی نرہی یہی وجہ ہی کہ سری کرشن جی اُن بیدیون پر
باتے ہین چنانچہ گیارہوین اسکند بہاگوت کے ۲۳ ادہیای مین اونکا مقولہ اسطور پر مرقوم ہی
ودہوان بیدیون نے اپنے بدہ کے انکول نا اید ہ کرکے برزن کری ہین جب ایک برچہہ جی
اوسکی سا کہا کو بتاؤ تا ہی کوئی مول کوئی تیر ایسے بیدیون نے اپنی بدہ سکے پرمان نت بیدبرن
بنوا اور مار ہی اہنکار اور مایا کے ہٹ سے نہین ہٹتے الخ یعنی ای اودہوان بیدیون نے بید اپنی
ایک اثر موافق طرح طرح کی عقل خرچ کرکے بیان کئی ہین جیسے ایک درخت ہو اوسکو کوئی شاخ اور کوئی
سد ففتنی نہین رہتا بتاتا ہی ایسی ہی بیدیون نے اپنی عقل کے موافق ہمیشہ بیدون کو بیان کیا ہی اور
نہت اور جہل کے اپنی ضد سے باز نہین رہتی الخ غرضکہ اِن تصریحات سے تحریف بھی بیدون
کہ بید جیسی عالم ہو اور علاوہ برآن تکذیب اس قول لالہ اندرمن کی بھی کہ بید بیشتر ایک ہی تہا بیاس جی
قران کا ہی کہ ہر عالم کو

تصریح ہر بیدارن اپنکہد کے ایک بعد دوسرے کے پیدا ہوا ارک مراد ہی کہ چارون میں عدد نظم کے اور ہر سرکے
عدد و حروف برابر ہون جو مراد ھی کہ برخلاف اوسکے کمی و بیشی واقع ہوا اور سام فراوسکے کہ بطور گیت کے ہو
جیسے گاتا اور ہو ہوا اور بموجب تصریح مہا اپنکہد اتہرون بید کے رگہہ بید مشرقی دہان برہما سے اور یجر بید مغربی
اور سام بید شمالی اور اتہرون بید جنوبی سے بنا جب ذوات بھی متعدد ہین اور اسمار بھی متعدد ہین اور وجود
مین بھی ایک بعد دوسرے کے آیا اور صفات بھی مختلف مین پہر اونکو ایک کہنا بالبداہتہ غلط ھی اوسکی جواب
مین لالہ جی نے جو کچھہ فرمایا کہ نام خدا تعالے کے بہت ہین تو لازم آتا ہی کہ ذوات بھی متعدد ہون کمال جہالت
لالہ جی کی ہے تعدد ذوات لازم نہین آتا اور جب ذوات اور صفات اور اسما سب مختلف ہون اونکو شی واحد
سمجھنا بس گمراہی ہے **قولہ** توریت کے ۹۳ رسالے ہین اور باوصف اسکے کتاب واحد شمار کیجاتی ہی انتہے
ہر چند کہ ترجمہ ہای توریت کے اسفار کی صحت اور ترتیب مین ہمکو بہت کلام ہی اور علمای یہود اور نصارے
کے ساتھہ اسکا بہت بڑا مباحثہ ہی لیکن بمقابلہ ہنود کے اس بحث سے ہم قطع نظر کرکے یہہ کہتے ہین کہ بموجب
بیان علمای یہود اور نصاری کے توریت مجموعہ اسفار مذکورہ کا نام ہی مگر ایک سفر اوسکا باقی اسفار سے
متغایر ہے اگر اسیطرح چار رسایل متعددہ کے مجموعہ کا نام لالہ جی کے نزدیک بید ہی تب سے وہ اعتراض جو
لالہ جی نے تعدد کتب پر کیا ہی بید دان پر وارد رہتا ہی اور کسیطرح چند فع نہین ہوتا خواہ اونکو بلفظ
چار رسالہ خواہ بلفظ چار کتاب تعبیر کرین تھے جب ایک رسالہ یا ایک کتاب سے مقصود بر آیا تو دوسرے پر
کمر باندھی جب اوس سے بھی مدعا حاصل نہوا تو تیسرے پر کمر کسی جب اوس سے مقصد نہ بر آیا تو چوتھے پر ہمت مصروف
کی باقی مضامین پاوہ جو لالہ جی نے صفحہ ۹ تک بہرکیف ششم اور ہفتم مین لکھی ہین اونکے جواب ہو چکے اجمال
مین بہت مفصل ہین **قولہ** جیسے کتاب خدا کے لئے احدیت ضرور ہی ویسی ہی پیغمبر کی بہی کیونکہ اسکی فردیت مسلم ھے
انتہی دو نو قضیہ لالہ جی کے غلط ہین کتاب کی احدیت کی ضرورت پر کوئی دلیل نہین ہے اور اسیطرح فردیت
پیغمبر کو کسی نے تسلیم نہین کیا اور چونکہ دلیل عقلی اسپر کچھہ نہین ہے لالہ جی پر یہہ واجب تہا کہ نقل بید ہی
سے اوسکو مدلل کرتے گو کہ وہ نقل ہمپر حجت نہ تھی مگر پہر بھی کچھہ کلام اونکا بیدلیل محض نسمجہا جاتا غایۃ الامر
یہہ کہ کلام تقلیدی متصور ہوتا مخفی نرھی کہ احدیت اور فردیت مختص ہے ساتھہ اوسی ذات یگانہ کے
کہ جسکا کوئی تعلق دام ہو جملہ صفات میں شریک و ہمتا نہین لالہ جی نے جو بمقتضای آنکہ ع حرف درویشان
بدزدو مرد دون ÷ تا کہ خواند بر سلیمی صد فسون ÷ احدیت اور فردیت کو کتاب اور رسول کے حق مین ثابت
کر دانا ہی باوجودیکہ دو نو کی غیریت کے مقر ہین یہہ اونکا اقصی درجہ کا کفر و زندقہ ہی العیاذ باللہ تعالے
ع ہر چہ گیرد علتی علت شود ÷ **قولہ** ہم اصلا یہہ نہین کہتے کہ ابدالاباد تک کل عالم کے لئے ایک ہی

پیغمبر کا نہ ہے انتہی غیر ہے لالہ جی تحفۃ الاسلام کو ایسا جلد بہول گئی اوسمین بصراحت رقم فرمایا ہے کہ عقل
سلیم اقتضا مینماید کہ چنانکہ در ذات الہی تعدد راہ ندارد ہمچنان باید کہ در کتاب و پیغمبر او نیز تعدد خلل نباشد
اسی کتاب مین آپ صفحہ ۸۰ و ۱۰ پر لکھتے ہین کہ ہر ایک دنیا مین کتاب جداگانہ کی کچھ حاجت نہین کتاب الہی
مثل ذات نامتناہی کے واحد ہے جیسی کتاب خدا کو لئے احدیت ضرور ہے ویسی ہی پیغمبر کبریا کے لئے
فردیت مسلم ہے پس گو آپ نکہین لیکن آپکی دلیل مستندہ کا تو یہی نتیجہ ہے اگر آپ یہہ نہین کہتے تو خود اپنی دلیل
کے مقتضا سے منحرف ہین پس ظاہر ہوا کہ وہ دلیل آپ کی حسب خواہش نفسانی بنائی گہڑ جاتی ایک کہانی
لایعنی ہے خلاصہ اس اجمال کا یہہ ہے کہ لالہ جی نے وحدت ذات کو علت وحدت کتاب اور وحدت کتاب
کو علت وحدت رسول قرار دیا ہے پس چونکہ ذات پاک ابد الآباد واحد ہے اور معلول علت سے منفک نہین ہو سکتا
تو کتاب بھی ابد الآباد واحد چاہئے اور چونکہ وحدت کتاب علت ہے وحدت رسول کی پس رسول بھی
ابد الآباد واحد چاہئے پس اعتراض صاحب اعجاز کا لالہ جی پر بدستور وارد رہا اور سب تقریرین اونکی از قسم
ہذیانات متصور ہوئین آگے اس سے جو در باب حقیت رسالت برہما کلام کیا ہے چونکہ ہمنے بطلان رسالت
برہما کو خود کتب معتبرہ ہنود سے سوط الجبار اور دیگر رسائل مین ثابت کر دیا ہے لالہ صاحب اوسکو ملاحظہ
فرماوین کہ بار بار تکرار ایکبات کا ضرور نہین **قولہ** بر صفحہ ۱۴ اگر قران کتاب آسمانی ہے تو فقط اہل عرب کے
لئے ہو وجہی کہ زبان عربی ہے انتہی لالہ جی آپ کا یہہ مقدمہ بہت رنگ لائیگا اور آپکو بہت کہنا کہلائیگا
یہہ مقدمہ آپ کا اسپر مبنی ہے کہ جسکی زبان مین کتاب ہو اوسیکے واسطے مخصوص ہوا اور دون کیواسطے نہو
چونکہ آپ معترف ہین کہ بید زبان مین کسی اہل عالم کے نہین ہے نہ دیوتونکی نہ جنون کے نہ آدمیون کی بلکہ
خاص زبان الہی مین ہے پس لازم آیا کہ بید خدا ہی پاک کے ہی لئے ہوا اور کسی اہل عالم کے لئے نہو کہ زبان خاص
الہی ہے غایۃ الامر اس سے تو تجاوز ہو ہی نہین سکتا کہ بموجب تقریر لالہ جی کے بید فقط سنسکرت والون کے
لئے ہے کہ زبان سنسکرت ہے **قولہ** بڑی تعجب کی بات ہے کہ او تعالی واسطے ہدایت عالم کے رسول بھیجے اور وہ
اپنے شہر کے تمام باشندون کو ہدایت نکر سکے انتہی بڑی تعجب کی بات ہے کہ خدا تعالی برہما کو تمام مخلوق کی ہدایت
کیواسطے رسالت پر مبعوث کرے اور مہا دیو جی جو باعتقاد ہنود اوسکے فرزند اور بڑے عالم ربانی ہین انکو ملحد
اجہل الناس خطاب کرین دیکھئے اوہیایی ۱۳ مہا سکند پران کاشی کہنڈ کی اور باب رسالت کتاب سے ملاحظہ
قولہ بر تقدیریکہ قران زبان عالم سے ممتاز و مشخص ہوتا تو کسیکی مجال تہی کہ اوسمین کمی بیشی بجا لاوے
اور ساختہ پرداختہ بشر بتلادے انتہی لالہ جی اس مقدمہ سے آپکے بید کی جڑ کاٹ دی اور خود آپکی اس
دلیل سے بطلان بید کا ثابت ہو گیا دیہا بہارت اور جوگ بششٹ وغیرہ کتب معتبرہ ہنود مین تصریح تمام ہے

وتحریف بید ونکا اقرار ہے چنانچہ ین برب بھارت مین لکھا ہی کہ دواپر مین بیدون مین ایسی تحریف
ہوئی کہ آدمی بھی تحریر مین نہ آئی ستانت برب مین ہے کہ بید ہر قرن مین ہنو عدیگر ہو جاتے مین سبھا
پربلی کے پنڈت اوسکو بنایا ہوا رشیون کا کہتے ہین اہل اسلام اور عیسائی اور سب مذاہب کے آدمی اوسکو
ایجاد کیا ہوا بیاس یا اور کسی شخص کا ظاہر کرتے ہین پس بمقتضای مقدمہ مسلمہ آپکے لازم آیا کہ بید
کتاب آسمانی نہین واللہ یحق الحق وہو خیر الفاصلین والحمد للہ رب العالمین مفصل کلام اس باب مین
سوط الجبار مین بحث کتب مین لکھا گیا **قولہ** صفحہ ۱۵ قرآن جملہ زبانون کی کتابون مین فصاحت کی رو سے
لاثانی ہے یا صرف کتب عربی مین انتہی ایک بیہودہ تقریر ہے ہنوز لالہ صاحب فصاحت اور بلاغت کو بھی
نہین سمجھتے یہہ ہی نہین جانتے کہ دونو مین فرق کیا ہی ہمکو اس مقام پر تشریح اوسکی ضرور نہین مختصراً
اسقدر بیان کیا جاتا ہی کہ فصاحت کا مرجع الفاظ ہین اور بلاغت کا مرجع تعبیر مقصود کا ہی مطابق مقتضای
مقام کے پس یہہ استفسار لالہ جی کا کہ جملہ زبانون مین فصیح ہے یا صرف عربی مین عین جہالت انکی ہی چونکہ مفاد
الفاظ کا واسطے ظاہر ہونے فصاحت کے باہم ایک زبان مین ہو سکتا ہی دو زبانون مین البتہ اگر باعتبار
بلاغت کے فرماتے تو ایکبات بھی تھی اور باعتبار بلاغت کے ہم کہہ سکتے ہین کہ ہنود کے بید کو قرآن کی بلاغت
کے ساتھہ کچھہ نسبت نہین چنانچہ ہمنے بیان طویل بید کو جو صفات ربانی مین واقع ہوا ہی اور آخر بحث امور
اربعہ مین واقع ہے کتاب سوط الجبار مین از روی قواعد بلاغت کے غیر بلیغ مبرہن کر دیا ہی ملاحظہ فرمایئے
پس قدر ہذیان سرای صفحہ ۱۵ پر لالہ جی نے کی ہی قابل جواب کے نہین رہا یہہ کہ لالہ جی نے جو آیت وما
علمناہ الشعر وما ینبغی لہ سے استدلال کیا ہی کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اشعار موزون اور
ناموزون مین تمیز نکر سکتے تھے یہہ بھی لالہ جی کی حماقت ہی کیونکہ معنی آیت یہہ ہین کہ نہ ہمنے سکھایا اوسکو
شعر اور نہ شعر کہنا اوسکی شان کے لائق ہی اور یہ ظاہر ہے شاعری کچھہ کمال کی بات نہین ہی کہ بدون اوسکے
آدمی کے کمال مین نقصان آوی بلکہ اکثر اوقات منجر بنقصان ہوتی ہی اور علماء کرام اور صاحب تشریح
اور اجتہاد اوسکو معیوب سمجھتے ہین چنانچہ امام شافعی فرماتے ہین ~ ولولا الشعر بالعلماء یزری
لکنت الیوم اشعر من لبید ۔ اور ارباب معانی بمقابلہ نثر کے نظم کو ہرگز ترجیح نہین دیتے اور رسالت اور
شاعری مین منافات صریح ہی کیونکہ کلام شاعرانہ کبھی مبالغہ مفرطہ اور حشو و تعقید وغیرہ امور ناپسندیدہ
سے خالی نہین ہوتا اور شارع کی عبارت مین لفظ مانع معنی ہوتا ہی اور شاعر کے شعر مین معنی مانع لفظ
ہوتے ہین جیسا کہ کتب دینیہ ہنود مین برای العین دیکھا جاتا ہی اور یہہ امر بر آئینہ شان رسالت کی
منافی ہے مگر یہہ امر کہ آنحضرت صلعم اشعار موزون و ناموزون مین تمیز نکر سکتے تھے جیسا کہ لالہ جی نے

کسبا ہو منطوق آیت ہو نہ مفہوم آیت لالہ جی نے یا از راہ جہالت معنی آیت نہیں سمجھے یا دیدہ و دانستہ
افترا پر آمادہ ہوے اون شعر کہنا اور چیز ہی اور شعر سمجھنا اور چیز اور با ہمہ اگر ملازمہ بھی نہیں پس عدم تعلیم
مستلزم عدم تمیز کا درمیان کلام موزون اور ناموزون کے نہیں اور لالہ جی تو موزون اور ناموزون کے
معنے نہین جانتے قولہ علماے غیر ملک کہ علوم عربی مین کمال اعلیٰ و مہارت رکھتے ہین اور کتب عربی کو خوب
دیکھتے بھالتے ہین گواہی دیتے ہین کہ مقامات ہمدانی اور مقامات حریری عبارت مین قران سے اکمل اور
افضل ہین اقول یہہ سراسر افترا اور صریح جھوٹ ہے لالہ جی یہہ کچھہ خوبی مناظرہ کی نہین ہے کہ جھوٹ بات
ایسی بنا کر معرض بحث مین لائی جاوے یہہ مناظرہ نہوا یہہ تو مکابرہ ٹھہرا مگر یہہ دستور مغلوبون کا ہے
کہ جب کچھہ بن نہین آتی تو جھوٹی باتین بناتے ہین اور افترا کے وسیلہ سے جان بچاتے ہین فرمائیے کہ
وہ کونسا عالم علم عربی کا کامل ہے جسنے ایسا لکھا ہے اگر افترا نہین تو نام نشان اوسکا بیان کیجئے ظاہرا
آپ پادری فنڈر کا حوالہ دینگے لالہ جی آپ پادری فنڈر کو جانتے بھی نہین ہمسے تو انسے ملاقات رہی
ہے وہ علوم عربیہ سے آپ کیطرح محض ناواقف تھے کبھی اونہون نے تحریر یا تقریر مین اسکا دعوی نہین
کیا کوئی کتاب یا خطبہ یا قصیدہ بھی اونکا عربی مین نہین ناواقفی اونکی علوم عربیہ سے مانند آپکی ناواقفی
کے ترجمہ ہای عبارات سے واضح ہے لیکن جو لوگ غیر ملت کے زبان عربی سے واقف ہین اونکو چار ناچار
یہہ امر تسلیم کرنا واجب پڑا ہے کہ قرآن کی برابر کوئی کلام فصیح و بلیغ نہین جان ڈیونپورٹ جو نصرانی ہین جسنے
دوم مین اپنی تاریخ مین لکہتے ہین کہ قران فردوسی رشتن ہے اور اس لفظ کے معنی پڑہنا ہے بلکہ وہ چیز جو پڑہنی
چاہیے راقم کہتا ہے کہ من حیث الفصاحت والبلاغت قران افضل اور اشرف کتب ممالک مشرقیہ ہے اس
بات کے سب قائل ہین کہ یہہ کتاب بکمال نفاست و لطافت عبارت لکھی گئی ہے اکثر عبارات و مضامین ایسے عالی
اور موثر ہین کہ مصدق قول گوتہ مین مورخ مذکور جو مشہور ہے کہتا ہے کہ قران ایسی کتاب ہے کہ پہلی تو پڑہنے
والیکو اوسکی عبارت سست اور بے لطف معلوم ہوتی ہے لیکن بعد ازان اوسکی خوبیون پر فریفتہ ہو جاتا ہے
اور آخر الامر اوسکی خوبصورتیون پر ایسا شیفتہ ہو جاتا ہے کہ تاب ضبط باقی نہین رہتی واضح ہو کہ عرب کو جو
تلاوت قرآن سے تعجب اور تحیر ہوتا ہے تو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ اس کتاب کی عبارت ایسی عمدہ ہے کہ سحر کہنا چاہیئے کہ
وہ آیات جنمین نعماے بہشت کا ذکر ہے ایسی فصیح و شیرین ہین کہ سننے سے دل فریفتہ ہو جاتا ہے اور جنمین جہنم کا بیان ہے ان کو
ایسی دہشت اور خوف آتا ہے کہ قلب ٹکڑے ہوا جاتا ہے انتہی مختصرا اگر آپ تو فرمائیے کہ کسی غیر ملت والے نے بزبان
سنسکرت نے اوسکی عبارت کی بھی کچھہ صفت و ثنا کی ہے بلکہ یہہ اکثر عبارتین سنسکرت کی پر غلط و خبط و مغلق زبانین
ہین بلکہ خود اکثر ہنود جو عبارت سنسکرت سمجھتے ہین ... اسکے معترف ہین اکثر عبارات اسکی ایسی ہین کہ

صاف معلوم ہوتا ہی کہ خردسالی مین بنائی گئی ہین قولہ بعضے علماء عرب نے اقرار کیا ہی کہ قرآن فصاحت زبان
مین نظیر اور لاثانی نہین الخ ہم اس مرحلہ کو جلد اول سوط الجبار مین طے کر چکے ہین اور لالہ جی اور انکے پیشوا کو
انکی عقل اور علم اور دیانت پر بخوبی آگاہ کر چکے ہین اوسکو ملاحظہ فرما کر جو کچھہ حوصلہ ہو تو مباحثہ کرین فصحا
و بلغاء عرب سب معترف ہوئی ہین کہ نظم قرآن حد اعجاز کو پہونچی ہی اور کلام بشر نہین چنانچہ اکثر اسپر یقین
کرکے ایمان لائے ربیعہ جو مشہور شاعر تھے جنکا ایک قصیدہ منجملہ قصائد سبعہ معلقہ کے ہی سنتے ہی قرآن کے
کہنے لگے کہ یہہ کلام بغیر وحی کے کسی سے نہین ہو سکتا اور فوراً مسلمان ہوگئے علی ہذا القیاس اور بہت اہل زبان
اسی اعجاز کے سبب ایمان لائے ہین اب ہم مناسب سمجھتے ہین کہ بعینہ عبارات حزوار اور اوسکی اتباع کی جو
اسباب مین ہی نقل کرین تاکہ اہل عقل و علم کو ہماری قول کی تصدیق اور لالہ جی کی اور انکے پیشوا کی تکذیب واضح
ہوجاوی کتاب الفصل فے الملل والاہواء والنحل باب الکلام فے اعجاز القرآن قد ذکرنا ان القرآن معجز لا یقدر
احد علی مثلہ بتعجیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الناس ان یاتوا بمثلہ وتبکیتہم بذلک فی محافلہم وہذا امر
لا ینکرہ احد مومن ولا کافر واجمع المسلمون علے ذلک وانما وجب اعجازہ لان اللہ تعالی منع الخلق عن
معارضتہ فان قالوا فقولوا انتم اہل القرآن موصوف بانہ فی اعلی درج البلاغۃ ام لا قلنا وباللہ التوفیق
ان کنتم تریدون ان اللہ تعالے قد بلغ بہ ما اراد فنعم ہو فی ہذا المعنی فی الغایۃ التی لا شی ابلغ منہا وان
کنتم تریدون ہل ہو فی اعلی درج بلاغۃ المخلوقین فلا لانہ لیس من نوع کلام المخلوقین لا من اعلاہ و
لا من ادناہ ولا من اوسطہ ولیس من نوع بلاغۃ الناس وان اللہ تعالے تولی منع الخلق من مثلہ وکساہ
الاعجاز وان کل کلمۃ قایمۃ المعنی یعلم انہا اذا تلیت انہا من القرآن فانہا معجزۃ لا یقدر احد علی المجی
بمثلہا ابدا لان اللہ تعالے حال بین الناس وبین ذلک کمن قال ان آیۃ نبوتی ان اللہ یطلقنی علی المشی
فی ہذا الطریق الواضح ثم لا یمشی فیہ احد غیری ابدا فہذا اعظم ما یکون من الآیات وہذا ہو الذی جاء بہ
النص والذی عجز عنہ اہل الارض منذ اربعمایۃ عام واربعین انتہے مختصراً یعنی تحقیق ذکر کیا ہمنے یہہ کہ
قرآن معجزہ ہے اور نہین قدرت رکہتا کوئی اوسکی مثل پر سبب عاجز کرنے رسول اللہ صلعم کے آدمیون کو اسپر کہ
لاوین وہی مانند اسکی اور مراد ہی رسول اللہ صلعم کے ان لوگونکو انکی محفلون مین (یعنی جب رسول اللہ صلعم
نے انکی محفلون مین فرمایا کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ الایۃ اور امثال اسکی
آیات تحدی سے اور مطالبہ کیا اونسے کہ لاؤ ایسا کلام تو وہ سب عاجز ہوئے اور ہار گئے اور نہ لاسکے اسکی مانند)
اور یہہ ایک ایسا امر ہی کہ کوئی مومن اور کافر اسکا انکار نہین کرتا اور متفق ہین سب مسلمان اسپر اور اعجاز
قرآن جو واجب ہوا ہو وہ بسبب اسکی ہی کہ خدا تعالی نے باز رکہا ہی خلق کو اوسکی معارضہ سے پس اگر کہین

کہ آیا قرآن اس صفت کے ساتھہ موصوف ہی یا نہین کہ وہ اعلے درجہ بلاغت مین ہی تو کہین گے ہم کہ اگر مراد تمہاری
یہہ ہو کہ خدا تعالی نے حد بلاغت مین پونہچایا ہی قرآن کو جہانتک کہ ارادہ کیا تو مسلم ہی اس اعتبار سے
قرآن اس غایت پر ہی کہ اُس سے کوئی شی بلیغ تر نہین اور اگر مراد تمہاری یہہ ہی کہ وہ اعلی درجہ بلاغت مخلوق
مین ہی تو یہہ مسلم نہین کیونکہ قرآن از قسم کلام مخلوق نہین ہے نہ اعلی قسم کلام مخلوق مین ہی نہ ادنے مین
نہ اوسط مین اور از قسم بلاغت آدمیونکی ہی ہو نہین اور خدا تعالی متکفل ہوا ہی باز رکہنے خلائق کا اوسکی مانند
لانے سے اور بنایا ہی اوسکو لباس اپنے کلام کا اور جو کلمہ تا ایہ المسمی قرآن کا ہی جب پڑہا جاوے تو وہ معجزہ ہی کہ کوئی
شخص ہرگز قدرت نہین رکہتا ہی کہ لاوے مانند اوسکی کبہی اسلئے کہ خدا تعالی حائل ہو گیا ہی درمیان آدمیون اور
قرآن کے (یعنی اپنی قدرت سے اوسنے یہہ کیا ہی کہ کوئی ایسا کلام نہین لا سکتا) مثال اوسکی یہہ ہی کہ کوئی کہے کہ
میری علامت نبوت کی یہہ ہی کہ اللہ تعالی آسان کرتا ہی مجہپر چلنا اس راہ خاص کا اور سوا میرے کوئی بیٹہا ہوا
نہین چلتا پس یہہ ایک بڑا معجزہ ہی معجزات سے اور یہی بات ہی کہ جسپر نص وارد ہوئی ہی اور یہی بات ہے کہ
عاجز ہوئے ہین اہل عرب اوسی عرصہ ۲۳ برس سے (یعنی نزول وحی سے روز قول قایل تک) انتہی پس واضح
ہوا کہ اختلاف اسمین نہین ہی کہ کوئی ایسا کلام نہین کہہ سکتا ہی بلکہ مردار وغیرہ اور جمہور اہل اسلام سب اسپر
متفق ہین کہ کوئی ایسا کلام نہین لا سکتا دیکہو وہ خود معترف ہی کہ لاشی ابلغ منہ یعنی کوئی چیز اس سے بلیغ تر
نہین صرف اختلاف یہہ ہی کہ آیا نفس نظم قرآن معجز ہے یعنی حد بلاغت مین وہانتک پونہچی ہے کہ دایرہ امکان
سے ایسا کلام کہنا خارج ہی یا یہہ کہ حد امکان مین تو داخل ہے مگر بسبب اسکے کہ وہ کلام خدا کا ہی اور مماثل
کلام مخلوق نہین اور خدا تعالی نے اپنی قدرت سے مخلوق کو باز رکہا ہی کہ باوجود امکان کے ایسا کلام نہین
لا سکتے جیسے کہ ایک راہ صاف ہو اور خدا تعالی اپنی قدرت سے ایک کو تو وہ راہ چلنے دے اور دوسرون کو چلنے سے
باز رکہے پس جو لالہ جی نے کتاب ملل عبد الکریم شہرستانی سے عبارت ناتمام نقل کی ہی وہ اونکے مدعا کے موافق
نہین ہی اور جو اوسکا ترجمہ اپنے پیشوا کی مانند از راہ بددیانتی کے کیا ہرگز لایق توجہ کے نہین باقی رہا یہہ امر کہ
مردار اور نظام فرقہ مبتدعہ مین سے تہے یا نہین اور اونکے قول اہل اسلام مین مستند ہین یا نہین یہہ ایک امر
آخر ہے فی الواقع یہہ دونو فرقہ مبتدعہ مین سے تہے چنانچہ خود عبد الکریم شہرستانی نے جنکا حوالہ لالہ جی نے
دیا ہی اونکو فرقہ مبتدعہ مین شمار کیا ہی اور صاحب شرح مواقف نے بالتصریح اوسکے حق مین لکہا ہے کہ
وہو من شیاطین القدریۃ یعنے وہ شیاطین قدریہ مین سے ہی اور یہہ جو لالہ جی فرماتے ہین کہ بقول صاحب کشاف
مردار مسلمان اور فرقہ معتزلہ مین فقیہ اور پارسا کہلاتا ہی یہہ بہی اونکا افترا اور یاوہ سرائی ہی اول تو
یہہ کہ نسخہجات کشاف مطبوعہ اور قلمیہ موجود ہین لالہ جی نشان دین کہ صاحب کشاف نے کس جگہہ لکہا

لکہا ھی ثانیا یہہ کہ بالفرض اگر اوسکو مسلمان بھی فرض کیا جاوے تب بھی ایسی مبتدع گمراہ کا قول اہل اسلام
پر ہرگز حجت نہین ہو سکتا ملخص کلام اسلام مین یہہ ھی کہ ہم مطابق نصوص قرانی کے یہہ دعوی کرتے ہین کہ
یہہ کلام ایسا معجز ہے کہ کوئی جن و بشر اسکی مانند اوسکی نہین کہہ سکتا اور آجتک قریب ۱۳۰۰ برس کی ہوئی کہ
ہمارا یہہ دعوی چلا جاتا ہی ہمارا یہہ دعوی نہین ہی کہ کوئی شخص یہہ نہین کہہ سکتا کہ مین یا اور کوئی جن و بشر
مانند اس قران کے بنا سکتا ہون یہہ بات تو پہلے ہی سے منکرین کہتے چلے آئی ہین کہ لو نشاء لقلنا مثل ہذا
یعنی اگر چاہتے ہم تو کہہ دیتی اسکی مانند لیکن باوجود اس لاف و گذاف کے آجتک کسی نے چند جملہ بھی
ایسے نہین لکھی پس مجرد یہہ کہہ دینا کہ ہم ایسا کہہ سکتی ہین اور فلان ایسا کہہ سکتا ہی جبتک مطلق اسکا ظہور
مین نہ آوی ہمارے مدعا مین کچھہ قدح نہین کرتا ہے ۞ با چنین بیہودہ گوئی بیتوان گفتن اگر ✝ قوتی داری
بگو ور قدرتے داری بیار ✝ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارۃ اعدت
للکافرین یعنی اگر نکر سکو تم اور ہرگز نہین کر سکوگے پس ڈرو اس آگ سی کہ جسکا ایندھن مین آدمی اور پتھر
مہیا کی گئی ہے واسطی کافرون کے فقط یہانتک اصل مطلب کی تحقیق تھی کہ بحمد اللہ تعالی ہم اوسکو بہت
اچھی طرح تحقیق کر چکے اب لالہ صاحب کے افترا کے اظہار کیطرف متوجہ ہوتے ہین قولہ چنانچہ ابطالہ اعجاز
القران من جہۃ الفصاحۃ والبلاغۃ یعنی اوسنی اس بات کو کہ قران فصاحت اور بلاغت کی روسے
معجزہ کیا جاوی باطل کیا انتہی سراسر افترا ہی شہرستانی کی کتاب ملل و نحل موجود ہی اسمین ایسی عبارت کا نام و نشان
بھی نہین اگر لالہ جی سچے ہین تو اپنے دہرم سے خدا کو حاضر ناظر سمجھکر لکھدین کہ اونہون نے بچشم خود یہہ عبارت
کتاب شہرستانی مین دیکھی ہی پھر علاوہ افترا کے خیانت جبلی ولیاقت علمی جبکی قابل غور ہی یہہ ترجمہ جو انہون
نے لکہا ہی ہرگز مطابق عبارت منقولہ کے نہین ابطالہ مصدر ہی اوسکی معنی فعل ماضی کے لئی اور مصدر متعدی
ہے طرف مفعول کے یہہ لفظ جو لالہ جی نے بڑہا ہی یعنی (اوسنی) یہہ کس لفظ کے معنی لکھی اول تو ایک عبارت
مہمل لکھی پھر اسکا ترجمہ اپنی طرف سے خلاف اس عبارت کے بنایا ظاہر التعلیہ مین ڈوب گئی اور جنکے دو اقتدار
ہین اونہون نے بسبب جبلی تحریف کی کسی عبارت کو اول و آخر سے دور کر کے ایک ناتمام کلام لکھدیا ہے
چونکہ لالہ جی کو انکی برابر بھی استعداد نہین وانما ہو عبر قدیر فالقاد یکید پرائی انی مین اگلی حال جاہل
ہمچنان دان ای رفیق ✝ کج رو و جاہل ہمیشہ در طریق ✝ قولہ نظام نے بھی کہا ہی اذ العرب کانوا
قادرین علی ان یاتوا بسورۃ من مثلہ بلاغۃ وفصاحۃ یعنی جسوقت کہ عرب مسلمانون سی الگ تھی تو عبارتیں
بنانیکی قدرت رکھتی تھی کہ فصاحت و بلاغت و نظم مین قران کی مانند سورہ بنالاوین فقط انتہی یہانپر
مجکو ایک شاعر کی مخمس کا ایک بند یاد آیا ہے ۞ دیا سلامی جو سچے تھا یا کہ سر کٹا ✝ ہوا وہ صدا [illegible]

بلکہ کہیں جیتا ؛ ہوا ہی بلبلہ جہان سے نکیون ہو دل شگفتہ ؛ کہ مرغ تینی کا بچہ کہ شکستی ہی انڈا ؛ حضور
اہل لسان کریں تو انسجی ؛ خدا کی قدرت ہی کہ مہاراجہ بیشن لالہ اندرمن باانہمہ جہلی خیانت و جہل وتنا
قصد مناظرہ کا فرماوین ناظرین غور کرین کہ عبارت منقولہ مسلمانون کا ذکر کہان ہے جو او نہون نے اسکے
معنی مین ٹہنا یا یہہ امر تو کسی پر مخفی نہین کہ جن ایام مین آیات مذکورہ یعنی جنمین مطالبہ اتیان مثل قران کا
کفار سے ہی نازل ہوئی تہین اُن دنوں مین کفار بجہت غالب تھی اور کچھ زور اور غلبہ اہل اسلام کا نہ تہا
بلکہ معدودے چند مشرف باسلام ہوئی تہے اور کفار کے ہاتھ سے انکی نوبت بجان اور کار د باستخوان تھی لالہ
جی نے اسپر بہی خیال نکیا کہ قطع نظر مخالفت عبارت منقولہ سے یہہ معنی انکی تو بادی النظر مین بہی صریح غلط
اور مبنی بر افترا پردازی ہر خاص و عام کے نزدیک متصور ہونگی مگر لالہ جی بہی معذور ہین کہ جیلی قوم سے مجبور ہین
معنی عبادت بلحاظ ماسبق کے یہہ ہین کہ اگر او نکو ریا کردیا تو ہر آئینہ ہوتے قادر اسپر کہ لاوین ایک سورہ
مانند اوسکی فصاحت و بلاغت مین یعنی وہ قید قدرتی تعجیز کی جو اوپر خدا کیطرف سے ہی اگر اوسکو اوٹہا
اوٹہا لیتا تو کرتے وہ ایسا اور یہہ امر کچہہ ہماری منفرد نہین ہے چنانچہ ہم بالتصریح اوسکا و برہان
کرچکے ہین ہے فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ؛ دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد ؛ قولہ
مزدار ونظام خاص ملک عرب کے رہنے والے تھے انکی موطن اور مولد اور مسکن اونکا لالہ جی نے کچھہ
نہین لکہا اور نہ کچھہ ثبوت اسکا پیش کیا کہ وہ ملک عرب کے رہنے والے تھے پس یہہ دعوی بہی اونکا
بدلیل ہے آگے سے جسقدر واہیات لالہ جی نے بکی ہی ایکبات بہی اوسمین قابل التفات نہین اور
سوط الجبار اوسکی سزا کیواسطے کافی ہے حاجت تکرار نہین قولہ فصحا یکتا اور بلغاء نے ہمیشہ کا
کلام الفاظ مکررہ سے خالی ہوتا ہی انتہی ہنوز لالہ جی کو یہہ بہی معلوم نہین کہ فصاحت اور بلاغت اور صنائع
لفظیہ مین کیا فرق ہی صاحب بدیع یہہ نہ سمجہا تہا کہ لالہ جی ایسی جاہل ہین کہ بحث فصاحت اور بلاغت
مین صنائع لفظیہ کو بسبب جہل مرکب کے داخل کردینگے بڑی دلیل لیاقت پر لالہ جی کے یہہ ہی کہ فرماتے
ہین کہ صنائع لفظیہ یا عین فصاحت ہین یا جزو فصاحت اور بر تقدیر شق ثانی ابن عساکر
کا ذب انتہی مختصرا لالہ جی پہلے اس فن سے آگاہی حاصل کیجئے بعد اوسکی اوسمین دخل دیجئو ابن
عساکر وغیرہ نے یہہ کب لکہا ہی کہ وہ فصیح نتہا بلکہ اونکا مقصود یہہ ہی کہ علاوہ از فن فصاحت
فن صنائع مین بہی علے الخصوص اس صنعت مین زیادہ دخل رکہتا تہا اگر انداء بتجوز یا تسامح اطلاق
فصاحت اوپر صنائع لفظیہ کے کسی شخص کی عبارت مین واقع ہوا تو محل طعن نہین تکرار مطالب کے
باب مین جو گفتگو کی ہی محض بیفائدہ ہی جواب اوسکا سوط الجبار مین دیکہین خود ہی لالہ جی اپنی ادبر

قیاس کرین کہ ایک مطلب کو صدہا جگہہ ایک ہی کتاب مین لائی ہین اور بیشمار بہر کیفون مہمل سے کتاب
کو طول دیا ہی کہ ناظرین پر مخفی نہین آخر بحث امور اربعہ مین جو بید کی عبارات کا ترجمہ کیا ہی اُس سے
ظاہر ہے کہ چند سطر مین ایک مضمون کا اسقدر تکرار ہے کہ بجز سمع خراشی کے اور کچہہ نہین کہا جا سکتا
قولہ قرآن مین تکرار لفظی بہت بموقع ہے اِس آیت آل عمران مین لفظ طائفہ دوبار ہے اُن دونو
کے ایک معنی ہین یعنے طائفہ منکم وطائفہ قد اہمتہم انفسہم انتہی یہہ سودا ہی خام لالہ جی کا ہی اگر وہ کچہہ بھی
علم معانی اور بیان مین دخل رکہتے تو ہم اونکے سامنے تشریح کرتے کہ دونو جگہہ کلمہ طائفہ کس خوبی سے
واقع ہوا ہی ایک جگہہ متعلق فعل اور دوسری جگہہ مسند الیہ اور پہر تنکیر اوسکی کیا کیا خوبیان اور حسن کیا
رہی ہے اور یہہ جو لالہ جی لکہتے ہین کہ دونو کے ایک معنی ہین اگر اونکو کچہہ بھی دخل علوم ادبیہ مین ہوتا تو
سمجہتے کہ گو کلمہ ایک ہی مگر مدلول دونو کے متغایر ہین اور بجز اِس تکرار کے اور کسی طریق سے معانی مقصودہ
ایسی اختصار و صراحت و فصاحت سے ادا نہین ہو سکتی اگر کسیکو کچہہ ہوس ہی تو اور الفاظ مین وہ معانی
ادا کر کے پیش کرے لالہ جی کچہہ تو دلمین شرماؤ ذری اُن جملونکو تو دیکہو جو بید سے آپنے شروع رسالہ حملہ ہنود
مین نقل کئے تارا اینا تحہہ پر ہما جا ستے تارا اینا تحہہ رودر جا ستے دیکہئے کسقدر تکرار تہوڑی سی عبارت مین
ہے اور تکرار ہی نہین بلکہ اطناب مخل ہی جو ارباب بلاغت کے نزدیک نہایت مذموم ہی اسقدر ہی کافی
تہا کہ تارا اینا تحہہ پر ہما رودر جا ستے اور سخن فہمی لالہ جی کی ابیات سعدی کے لانے سے اس مقام مین ظاہر
ہے کہ اونکو محمول اوپر تکرار الفاظ اور کلمات کے تصور فرماتے ہین حالانکہ مستفاد ابیات مذکورہ کا صاف
و صریح یہہ ہی کہ جب ایک بات ایک موقع پر کہی جاوے تو پہر اُسکا اُسی موقع پر اعادہ اور تکرار نازیبا ہے
کہ باعث اطناب مخل کا ہی قولہ پہر الزام مخالف سراسر اتہام ہی الخ صاحب اعجاز نے جب لالہ جی کا
قافیہ تنگ کیا اور اُنہے ہاتون لیا اور اُنکی مسلمات سے بید پر الزام دیا تو اب لالہ جی بہاگ گئے بہولے
بہت زور شور سے تکرار الفاظ و مضامین و کلمات کو مخل فصاحت قرار دی رہی تہے اب سب بہول گئے
اور چارہ کچہہ نہ پاتو اِنہی بات پر اکتفا کی کہ کتب ہنود سے کیفیت فصاحت و بلاغت کما ینبغی معلوم
کرے جناب لالہ صاحب یہہ تو کچہہ خوبی مناظرہ کی نہین اِسطور پر تو ہم بھی کہہ سکتے ہین کہ اول کتب
اہل اسلام سے کیفیت فصاحت و بلاغت کی کما ینبغی معلوم کرو پہر گفتگو کرو اگر تکرار مضامین و الفاظ
و کلمات فی نفسہ مخل فصاحت ہی تو بید مین بھی یہی حکم جاری ہی ورنہ اگر نہین تو کہین بھی نہین مگر چونکہ
پیچہے سے خوب کی اور دلمین سمجہے کہ اسقدر کہنے سے پیچہا چہوٹیگا تو پہر مقابل ہوئے اور فرمایا کہ بید
مین تکرار لفظی و معنوی اصلا نہین دیگر مذاہب مخالف کو دعوی ہی کہ آیات بید پیش کرکے ترجمہ وار اُسکو

کا نام ہیہ ہرگز جسمین ترجمہ اور وہ تکلیہ تو بنا ر فاسد علی الفاسد ہے انتہی یہہ تقریر لالہ جی کی اُنکے حق مین
کچھہ مفید نہین کیونکہ ترجمہ مین الفاظ و لغات کی البتہ تغیر اور تبدیل ہو کہ لغت سنسکرت سے لغت اُردو
یا فارسی مین ترجمہ ہوا ہے لیکن مضامین کی ایسی تبدیل نہین کہ سراسر مضمون بیجا ہو علاوہ بران ترجمہ
داراشکوہ کا ایسا نہین ہے کہ کوئی لالہ علم اوسکی تغلیط کر سکے کیونکہ داراشکوہ نے جسکو خود لالہ اندر
من پرزدہ لکھتے ہین صدہا پنڈت اور سنیاسیونکو کشمیر اور کاشی سے جمع کرکے اور لاکھون روپیہ
خرچ کرکے ترجمہ کرا کر مقابلہ کرایا ہے دیکھیئے دیباچہ الکھہ پرکاش اگر لالہ جی کو اوسپر کچھہ اعتراض ہے تو
اپنی طرف سے ترجمہ لفظی کسی اپنکہد کا کرکے مقابلہ کرین اور جسطرح کہ بمطابقت الفاظ و تراکیب کے ہمنے
ترجمہ ہای لالہ جی کی تغلیط کی ہے اوسیطرح وہ بھی بمطابقت الفاظ و تراکیب اظہار غلطی کا کرین ورنہ مجرد یہہ
کہدینا کہ یہہ ترجمہ غلط ہے ہرگز منظور نکیا جاویگا قطع نظر ان سب مراتب کے کیا لالہ جی اپنے ترجمہ کو بھی جو
آپ نے اخیر بحث امور اربعہ مین تحفۃ الاسلام مین زیب قلم فرمایا ہے غلط بتاوینگے اوسکو دیکھہ لوکہ
کسقدر تھوڑی سی عبارت مین تکرار مضامین اور الفاظ ہے اور کسقدر اطناب مخل ہے کہ کچھہ حد ہی نہین رکھتا
اور اشلوک بید کا جسمین سراسر تکرار ہے بلفظہ اوپر منقول ہوا اوسکی تکرار کو ملاحظہ فرما لیجیے قولہ علمای
علم معانی اجتماع حروف متجانس کو بھی مخل فصاحت کہتے ہین انتہی کیون جھوٹ بولتے ہو تم علم معانی اور
فصاحت کو کیا جانو کسی نے ایسا کہا ہے اوسکا نام تو لیجیے مگر واضح ہو کہ سوای علماء معانی اور بیان کے
جو ایسے کسیکا نام لیا کہ اس فن مین مستند نہین تو ہرگز مقبول نہوگا الغرض یہہ قول لالہ جی کا اہل معانی
کے نزدیک مسلم نہین مگر چونکہ مقدمہ مسلمہ لالہ جی سے تو ہر آئینہ اونپر حجت ہے اس بنا پر ہم کہتے ہین کہ
آغاز ہی بیدون کا غیر فصیح ہے بید اول کا مہا پاک اور مطلع کیہہ ہے پرکہیا تنک برہم دیکھو دو تن
تنک مین جمع ہوئی سام بید کا مہا پہاک یہہ ہے تتو مستی دیکھو دو ت تتو مین جمع ہوئین ججر بید
کے خود نام ہی مین دو جیم مجتمع ہوئی علی ہذا القیاس بہت کلمات بید مین مشتمل اوپر تکرار حرفون کے
اور متجانسکے ہین یہان صرف اسیقدر پر اکتفا کیا گیا ع اگر عاقلی یک اشارت بس است + مخفی نرہے
کہ ہمت لفظی بیمار ہی لالہ جی کی اس سے خوب واضح ہے کہ اونہون نے لفظ متجانس کو جو بسین مہملہ ہے
بشین معجمہ رقم فرمایا ہے اور عبارت انکی فن میزان مین ایسی دلیل سے لایحی ہے کہ دعوی تو استکراہ حروف
متجانسہ کا بلفظ جمع جسکا اطلاق تین سے کم پر نہین ہوتا اور تفریعات مین کوئی تفریع ایسی نہین جسمین
دو حروف سے زیادہ جمع ہون اس قابلیت پر یہہ جہل مرکب کہ صاحب ہدیہ اور صاحب اعجاز کے ساتھ
بمناظرہ پیش آئے اب ہمکو مفصل بیان تکرار کا چونکہ آپ اوپر دعوی عربی دانی اور نکات فہمی اور

عبارت علم معانی اور بیان کا کرچکے ہین اسواسطے زبان عربی مین لیجئے جس زبان کی فصاحت اور بلاغت
مین بحث ہی اوسی زبان مین تفصیل تکرار کی بیان کرتا ہون کیونکہ مطابق دعوی مسطورہ بالا کے لالہ جی کو اسکے
سمجھنے مین کچھہ تامل نہوگا الکلمۃ اذا اعیدت معرفۃ فالثانیۃ عین الاولی وان اعیدت نکرۃ فہی غیرہا فاذا
قصدت التنبیہ علی ان الثانیۃ عین الاولی حقیقۃ او ادعاء فعلیک بالاعادۃ معرفۃ وان حاولت التصریح
علی التغایر وجب الاعادۃ منکرا کما قال عز من قائل إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى
فِرْعَوْنَ رَسُولًا فَعَصَى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا وقال تعالی مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا
أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى
وقال تعالی ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَى طَائِفَةً مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ
بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ وقال الشاعر قامت تظللنی من الشمس نفس اعز علی من نفسی قامت تظللنی و
من عجب شمس تظللنی من الشمس فان غیر النظم علی نحو آخر من الانحاء وبدل الکلمات المکررۃ ما افاد
ما افادہ ولم یکن مطابقا للاعتبار المناسب فلو قیل ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی
فرعون نبیا لم یعلم ان المبعوث الی المخاطبین ہو غیر المبعوث الی فرعون فخرج الکلام عن حد البلاغۃ و
ابتذل ابتذالا وللتکریر وجوہ اخر من المبالغۃ والتحسر والتعظیم والتعجب والابہام وغیرہا لا یستحسن
معہا الا الاعادۃ کما قال عز من قائل تکاد زیتہا یضیء ولو لم تمسسہ نار نور علی نور وقال الشاعر فیالیت
ذاک الدہر دام لنا کذا ویالیت ایام الصبابۃ لم تزل وقال ارق علی ارق ومثلی یارق ؎ چمن آید
بچمن بہر تماشای بہار ، بلبل آید بر بلبل بتمنای غزل ٭ فلو وضع موضع المکررات ما یرادفہا لم یکن
حسنا کما یشہدہ الذوق السلیم ولم یفد ما افادہ التکریر من المبالغۃ والابہام والتحسر والتعظیم واذا
تقرر ہذا فاعلم ان ما یروی ان سحبان کان یحدث الناس سنین ولا یعید کلمۃ ان صح فلعلہ لم یتفق ما یدعو
الی التکریر من الوجوہ المذکورۃ والا فہو فائتہ باب من البلاغۃ پس واضح ہوا کہ مطلقا تکرار کلمات مخل فصاحت
وبلاغت نہیں بلکہ اکثر مقامات ایسے ہین کہ اونمین ترک تکرار خلاف بلاغت ہی پس کیا معنے ہین سحبان بن
وائل کا یا اور کسی قائل کا کہ مثلا اس نظم کو (انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون
رسولا فعصی فرعون الرسول فاخذناہ اخذا وبیلا) بتغیر کلمات اور طرح پر بلا تکرار ان معانی کو ایسے حسن وخوبی
اور فصاحت اور بلاغت کے ساتھہ ادا کرے اور آیات کا تو مذکور ہی کیا ہی جو شخص کہ مدعی قبح تکرار کا ہی قطعہ
دور کرنے تکرار کے مضمون اشعار مذکورہ کو ایسے کلام فصیح اور بلیغ مین پیش کرے کہ معانی اشعار کو ایسی
حسن خوبی کے ساتھہ ادا کرے ہم اسمقام مین عبارات عربیہ اور اوزان شعریہ کی قید لالہ جی پر سے اوٹھا کر

اُنکی مذمت مین منسوب ہین کہ وہ شعر عرفی کا جو متنبی نے کہا ہی اور اوسمین لفظ مین اور طویل کرم [illegible]
تکرار کو بدتکرار معانی کو عبارت نثر مین بلیغ الفاظ سے لکہے ہین کہ جس حسن خوبی کے ساتھ معانی ذکر [illegible]
دلالت کرتا ہی اور جو وجوہ بلاغت کے اوسمین موجود ہین وہ سب وجوہ اُنکی نثر مین باقی رہ گئے
بالجزم کہتا ہون کہ ابتک لالہ جی وجوہ بلاغت سے کچھ بھی واقف نہین وہ ہرگز نہین جانتے کہ بلاغت
کیا ہی اور کیا وجوہ ہین جنکی مراعات سے کلام بلیغ کہلاتا ہی اور عدم مراعات سے حد بلاغت سے خارج ہو جاتا ہی
بھی بیقین کہتا ہون کہ جو تکرار کہ عرفی کے شعر مین ہی اوسکی خوبی کو بھی ہرگز نہین سمجھے اگر سمجھتے ہین تو
کریں کہ آیا وہ تکرار مطابق قواعد بلاغت کے مستحسن ہی تو وہ جو حسن کی بیان فرماوین اور اگر قبیح ہی تو
اوسکی اور کلمات غیر تحریر مین لاوین اور وہ جو وجہ قبح کلمات مکرر اور حسن کلمات مبدلہ کی ظاہر کرین اور
فرماوین کہ اونکے نزدیک سہ چمن آئینہ مین تماشا ہی بہار بلیغ ہی یا گلشن آئینہ چمن مہر [illegible]
اگر لالہ جی نے پہلو تہی کی تو سمجھا جاویگا کہ وہ فن معانی اور بیان سے بھی مانند اور فنون کے نابلد
محض ہین قولہ بر تقدیریکہ کسی عرب نے قران کی مانند کتاب تصنیف کی ہو وے ہی اور اُس وقت کے فصحا
گواہی بھی دی ہو کہ یہ کلام مثل قرآن کے ہی تو معلوم نہین ہو سکتا کیونکہ اوس وقت کی کتابین
دفتر عالم سے بالکل محو ہو گئی ہین اقول یہہ قول لالہ جی کا سراسر جھوٹ ہی قصائد متقدمین منکرین و مسلمین
خطب اُنکے اور حکایات اونکی بلفظہا ابتک موجود ہین اور مدارس مین فنون ادبیہ مین درس ہوتا
ہین اوس زمانہ مین دیار عرب مین مشرکین اور یہود و نصاری سب موجود تھے اور یہود و نصاری کیسے
دعوی پر سرگرم ہین کہ ہماری ہاتھ مین ابتک کتابین اوس عہد کی بلکہ اوس سے پہلی کی بلا تغیر و تبدیل ہین
ممکن نہین کہ اگر کوئی کتاب یا خطبہ بجواب فاتوا بسورۃ من مثلہ لکہا گیا ہوتا تو یہہ دو فرقے [illegible]
عناد کے اوسکو ضائع کر دیتے کیونکہ ایک بڑی دلیل ابطال نبوت کی تہی علاوہ بران مجرد توہم [illegible]
حکم قطعی متفرع نہین ہو سکتا پس یہہ جواب لالہ جی کا کہ مبنی اوپر توہم کے ہی بسبب عدم ثبوت کے [illegible]
پذیرائی نہین سوای ان سب امور کے اعجاز قرآن تو ایک معجزہ نبی آخر الزمان صلعم کا ابد الدہر باقی [illegible]
اس عہد مین منکرین اور اہل مذاہب باطلہ بکثرت ہین اور اکثر اونمین سے زبان عربی سے واقف اور
ہین اور بعضی مانند لالہ صاحب کی مدعی مہارت اور فصاحت اور بلاغت مین ہین اونکو کیا چیز مانع ہی کہ
سورہ کی مانند ویسا کلام پیش کرین جب ہم ایسے قرآن لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی
الناس والحجارۃ اعدت للکافرین آگے اسکے جو آپنے قصہ عبداللہ بن سعد بن سرح کی
کا ارقام فرمایا ہی وہ کچھ آپکے حق مین مفید نہین وہ ایک مرتد وحی کا تہا جو اوسکے دل پر منکشف

بیساختہ اسکی زبان سے نکلگیا پس وہ مین قران تھا کچھہ اسکا بنایا ہوا کلام نتہا کہ بعد اوسکی پہر کبھی اس سے
ایسا کلام بن نسکا اور بعد ارتداد اور چلے جانے مکہ کے نادم ہوکر پہر مدینہ مین آکر تائب ہوا اور مسلمان
ہوا قولہ تعجب ہی کہ جسکے دلمین وحی الہی پر تو ہ ڈالے وہ ضلالت اختیار کرے انتہی یہہ تعجب لالہ جی کا
مبنی بر جہالت ہی اگر کسی سنیاسی کی صحبت سے بہرہ یاب ہوئی ہوتے تو اونکو اوسکی حقیقت کہلجاتی
اور معلوم ہوجاتا کہ بعض اوقات ایسے حالات کاملین پر طاری ہوتے ہین کہ جتنے مرید اونکے سامنے حاضر ہوتے
ہین بحسب استعداد ہر ایک کو اسرار نازلہ کا علم ہوجاتا ہی اور ضرور نہین کہ تاثیر انکی یہانتک ہووے کہ تالم
گمراہی آیندہ سے بچے ہو جاوین ؎ باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست * در باغ لالہ روید و در شورہ
بوم خس * تفصیل تحقیق اسمقام کی کتب سلوک مین خصوصاً مثنوی مولوی معنوی کے دفتر اول مین ضمن تشریح
اس بیت مین قابل ملاحظہ کے ہی ؎ آئینہ ہستی چہ باشد نیستی * نیستی بگزین گر ابلہ نیستی * مگر تعجب کی
بات یہہ ہی کہ خود صاحب وحی گمراہی اختیار کرے اور اوسپر یقین نلاوے جسطور پر کہ برہما نے سر بھی کٹوایا اور
بیدون پر ایمان نلایا دیکھو اودہیا ہی اسب اسکند پوران کاشی کہنڈ آگے اس سے جو کچھہ روایات غیر
ثابت لکہی ہین اونکا جواب کچھہ ندیا جاویگا **قولہ** قطع نظر ازین اگر فرض کیا جاوے کہ قران فصاحت کی راہ
سے بیمانند ہی اور اوسکی سماویت پر فصاحت عبارت دلیل ہی تو لازم آتا ہی کہ دنیا مین جسقدر کتابین فصاحت
کی راہ سے لاثانی ہین سب خدا کی طرف سے ہون انتہی یہہ دلیل مبنی ہی اسمقدمہ پر کہ دنیا مین اور بھی کتابین اہل دنیا
کی بنائی ہوئی ایسی ہین کہ اونکی فصاحت و بلاغت حد اعجاز کو پہونچی ہین اور باوجود طلب معارضہ
اور تحدی کے مدت مدید تک کوئی ایک جملہ بھی ویسا بنا نسکا لیکن چونکہ یہہ مقدمہ ثابت نہین کیونکہ
صفحہ عالم پر کوئی کتاب ایسی نہین پس یہہ دلیل محض بیکار ہی اگر کہیے کہ کیا معلوم ہی کہ ایسی کوئی کتاب ہی
یا نہین ممکن ہی کہ ہو جواب اوسکا یہہ ہی کہ جو شخص ایسی کتاب کی رو سے ہمارے مقابلہ مین معارضہ پیش آوے
اوسپر واجب ہے کہ وجود ایسی کتاب کا ثابت کرے صرف وہم و خیال پر بنا معارضہ کی قائم نہین ہو سکتی
قولہ لازم ہی کہ ہر ایک آیت افراط و تفریط سے خالی ہووے کہ اوتعالی قادر علی الاطلاق ہی انتہی جہالت
لالہ جی کی اس سے خوب ظاہر ہوتی ہے کہ اسمقام مین لفظ افراط و تفریط لائے ہین چونکہ فن بلاغت سے بیبہرہ
ہین لہذا مجبور ہین مدعا اونکا یہہ ہی کہ لازم ہی کہ سب آیات درجہ بلاغت و فصاحت مین متساوی ہوتین
اور اس دعوی پر دلیل یہہ لائے ہین کہ خدا تعالے قادر علی الاطلاق ہی سبحان اللہ کیا عمدہ تقریر ہی دعوی
کچھہ دلیل کچھہ قدرت مطلقہ مستلزم اسکی نہین کہ سب آیات درجہ بلاغت و فصاحت مین متساوی ہون
اگر اسپر کوئی دلیل لالہ جی کے پاس ہو تو پیش کرین ہمارا دعوی یہہ ہی کہ آیات قرانی سب ایسی ہین کہ انکی

مثل کوئی فرد افراد مین بشر سے بنا نہین سکتا اگر بالفرض دو آیات باہم درجہ فصاحت و بلاغت مین
متفاوت ہون تو یہ امر تا ہو دعوی مین کسطور مخل نہین جبکہ بزعم لالہ جی اور دیگر ہنود کے اوتار جو
کمال مین متساوی الاقدام نہین کوئی پورن کلا اوتار ہے کوئی ایک کلا کوئی چار کلا کوئی کچھ کم و بیش
پس اگر کلام مین اوسکی باہم فصاحت مین مساوات نہووے تو لالہ جی کو کیا محل اعتراض ہے علاوہ بران
ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ اکثر عبارات بید کی نہایت غیر فصیح اطفال کی سی زبان مین ہین پس اس تقریر
سے لالہ جی کی بطلان بیدون کا بخوبی ثابت ہو گیا **قولہ** مصباح و کشاف و دلایل الاعجاز و اسرار البلاغت
مین مرقوم ہے کہ یہ آیت فصاحت و بلاغت کی رو سے لاثانی ہے انتہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتابین لالہ جی
کی نظر سے بھی نہین پڑین ورنہ کسی کتاب مین ایسی عبارت کہ جسکا یہ ترجمہ ہو جو لالہ جی نے لکھا ہے مرقوم نہین
ہم اسجگہ عمداً عبارات کتب مذکورہ کو نہین لکھتے اور خدمت مین لالہ جی کی ملتمس ہین کہ عبارات کتب
مذکورہ کی بلفظہا لکھین اور ترجمہ بھی اونکا رقم فرماوین تاکہ دریافت ہو جاوے کہ واقع مین کتب مذکورہ لالہ
جی نے مطالعہ فرمائی ہین یا نہین اور مطالب اونکی عبارات کے سمجھے ہین یا نہین اگر وہ اسمین پہلو تہی
کرینگے تو صاف متیقن ہوگا کہ بحسب جبلی قوم کے دوکان دغابازی کی تصنیفات مین بھی اونکے یہان
خوب چلتی ہے **قولہ** الحاصل قران فصاحت لسان مین سبعہ معلقہ سے برتر نہین ہے ہماری راے مین تو
دونو برابر ہین انتہی آپ کیا ہین اور آپکی راے کیا چیز ہے اور کیا پدی کا شوربا آپکو اردو بولنے کا سلیقہ
ہی نہین اور زبانون مین آپ کیا راے قایم کر سکتے ہین آپ نے کبھی سبعہ معلقہ دیکھی بھی نہین اور اگر دیکھی بھی
ہونگی تو سمجھے بھی نہونگے پھر آپ اونکی نسبت کیا راے دے سکتے ہین مگر علماء بیان خوب سمجھتے ہین کہ فصاحت
سبعہ کو کچھ مناسبت بلاغت و فصاحت قران سے نہین ربیعہ جو منجملہ شعراء سبعہ کے ہے خود معترف
ہوا کہ ہمارے کلام کو قران سے کچھ مناسبت نہین اور یہ کلام کسی بشر کا نہین بدون وحی کے ایسا کلام نہین
ہو سکتا جب شعراء اہل زبان کا یہ حال ہے تو ہند کے آٹا دال بیچنے والے کس شمار و قطار مین ہین کہ انہین
متنبی لقادا ابن جوہر کا ٹھہرا دین ایک شعر اول قصیدہ کا ہے ؎ غدایرہا مستشزرات الی العلی ٭ تضل
العقاص فی مثنی و مرسل ٭ اسکی نسبت علماء معانی کیا کیا اعتراضات کرتے ہین **قولہ** سالہاے دراز
گذرے کہ ہم قرآن کے لفظ لفظ کو خوض کرتے ہین اور بغور تمام پڑھتے ہین اتنے پر بھی ہمکو وہ لطافت
و بلاغت کہ جسکی جہت سے ہم اوسکو معجزہ قرار دیسکین حاصل نہو تو بالضرور معجزہ نہین انتہی جب آپکو
عقل و تمیز ہی نہین اور علم فصاحت اور بلاغت سے آپ جاہل محض ہین علوم عربیہ اور فنون ادبیہ کی
خوشبو بھی آپکے مشام تک نہین پہنچی بھلا آپ کی آپکی تصنیفات سے روشن ہے جودت فکر کو ہیت

کام مین لاکر سبب تالیف تحفۃ الاسلام مین ایک قصیدہ لکھنے کے آپ مرتکب ہوئے ہین دیکھئے کہ بیت بیت سید تکمین
نے اوسمین آپکی کسقدر تجہیل کی ہے اگر غیرت ہو تو منہ نہ دکہاؤ نا واقفی آپ کی علوم عربیہ سے خود آپ ہی
کی تقریرات سے مبرہن ہے آپ نے اکثر جگہہ قرآن کی آیات نقل کی ہین اونمین ایسی غلطی کی ہے کہ طفل
ابجد خوان بھی نکریگا اغاز کتاب تحفۃ الاسلام مین ہی آپنے لفظ تردید لکھا اوسکو معنی آپ نہ سمجھا سپر بر آپکے
لکھون نے آپکو آگاہ کیا اور ہمنے سوط الجبار سے آپکو بیدار کیا کہین کسی شخص کا مقولہ سید احمد بن ادریس فا
لکھا دیکھا آپ فرط جہالت سے یا را ضانت کو کچھ نہ سمجھے اور خود بھی سید ہی لکھکر استدلال کیا دیکھئے
صفحہ ۲۳ سوط الجبار جلد ثانی آپ نے کنز مین لفظ شراب لکھا دیکھا اصلی معنی اوسکو نہ سمجھی علم لغت
مین جو کہ آپکو دستگاہ کامل تھی اوسکی ایسی معنی عمدہ لکھی کہ جسکا بیان صفحہ ۲۴۴ سوط الجبار پر ہمنے کیا ہی
حلہ ہند مین ایسے خود رفتہ ہوگئی الوامامہ آپ نے نام عورت کا لکھا حالانکہ وہ کنیت مرد کی ہوسکتی ہی
نہ عورت کی آیہ کریمہ وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ کَذَّبَ بِہَا الْاَوَّلُوْنَ کا ترجمہ اور اوسکی معنے
آپ نے کسقدر خلاف نحو کے لکھی ہین دیکھو صفحہ ۲۰۰ سوط الجبار اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ کے
معنی کیا کیا عمدہ آپ نے موافق قواعد نحویہ کے لکھی جسکی تعریف ہمنے صفحہ ۲۱۲ پر کی ہی فرط قابلیت سی
آپ نے آیہ کریمہ اِلٰی مُسْتَقِیْمٍ مین الی مستقیم بہتر سمجھا دیکھو صفحہ ۱۲ فتح المبین ملنکہ مین جو تا ہے
آپ نے بڑی اصرار اور بحث سے تا ر تانیث سمجھا اور ترجمہ عبارت عربیہ کا بلکہ عبارت فارسی کا بھی
آپ سے کہین صحیح نہوا جو کچھہ مین نے لکھا بنظر اظہار قابلیت آپکی آپ کی کتاب مین سے ایک ایک
دو دو باتین لکھدین ہین ورنہ آپکی قابلیت تو بیان سے باہر ہی آپکو بسبب شرکے سمجھنے کی تو استعداد
ہی نہین دوسری علم کو کیا سمجھو گے بنظرا سکے آپ چار والی مثل نکرین کہ ایکی بار ہی مار ہی تو جانون
آپ کبھی فرما دین کہ ایکی غلطی لکھو تو مانون مین اکثر جگہہ آپکی خبر لونگا انشاءاللہ تعالے ان سب امور
سے ظاہر ہی کہ آپ کلمات قران بھی صحیح نہین پڑہ سکتے اور رسائی فہم کی معانی تک تو معلوم آپ بیشک معذور ہین

بیت امی کہ دایم بخویش مغروری ÷ چون ترا عقل نیست معذوری ÷ نشۂ عشق نیست در سر تو ÷
رو کہ تو مست آب انگوری ÷ **قولہ** اگر فصاحت قران اعجاز ہی ٹھہرایا جاوی تو بھی عبث ہی کہ سوائے
شعرای عرب کے دوسرا اوسکی لذت نہین اوٹھا سکتا بر تقدیر یکہ قرآن کا ترجمہ کیا جاوی اور غیر ملکون
مین شہرت دیا جاوی تو کچھ معجزہ ساتھہ نہین جا سکتا اور کام نہین آتا انتہی یہ بھی ایک بیہودہ تقریر
ہے کیونکہ دعوی ہمارا یہہ ہی کہ نظم قران معجز ہی کہ کوئی جن و بشر اوسکی مانند نہین کہہ سکتا اور یہہ بھی
ظاہر ہی کہ اوس زمانہ سے آجتک ہزار دن سخنگو عربی دان گذرے اور موجود ہین اور کوئی اونمین سے ایسا نکر سکا

اور نہ آئندہ کر سکے پس جو دعوی ہمارا ہے وہ ثابت ہو چکا ہمارا دعوی نہیں ہے کہ ہر کوئی خواہ عجمی ہو خواہ
عربی قرآن کے نکات و وجوہ فصاحت و بلاغت کو سمجھہ سکتا ہے اگر کوئی لالہ جی کی طرح اوسکی اسرار فصاحت
و بلاغت کو نہ سمجھے تو اوسکی جہالت ہے ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✤ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✤ پھر یہہ
جو آپ فرماتے ہیں کہ وہ معجزہ ساتھہ نہیں جاتا الخ اعجاز قرآن تو ایسا ہے کہ ہر وقت اور ہر زمان اسکے ساتھہ
ہے دیدۂ بینا اور فہم رسا چاہیئے مگر یہہ فرمائیے کہ آپ جو حکایات اعجاز رام و کرشن وغیرہ کی نقل کرتے ہیں
وہ کہاں گئیں کیا ابتک اس عہد کے آدمیوں کے ساتھہ ساتھہ پھرتی ہیں اور اگر ہمراہ نہیں تو بقول آپ
کے عبث محض ہیں اسکے بعد لالہ جی یہہ رقم فرماتے ہیں کہ اقتصہ قرآن کی سلاست لفظی اور رعایت معنوی
کو احاطہ بشری سے خارج ٹھہرانا جہالت ہے انتہی جہالت لالہ جی کی خود آنکے طرز کلام سے واضح ہے کہ ضد کلام
کو مبنی اوپر تسلیم اعجاز کے کیا اور پھر اوسکے معجز ہونے کی تقریر کی جو منافی اوسکے ہے گرچہ نکتہ وجوہ بلاغت سے
جاہل محض ہیں پس اگر نامربوط کلام بولیں تو کچھہ تعجب نہیں **قولہ** فصاحت کلمات اور بلاغت عبارات اکثر
کتب عرب میں قرآن سے برتر پائی جاتی ہے چنانچہ عبدالرحیم فاضل کلکتہ لکھتا ہے کہ امرؤ القیس نے ایسے
قصاید انشا کئے کہ جنکے نقل پڑھنے اور حسن صباحت پر تمام فصحا اور تمام بلغا متفق ہیں انتہی اگرچہ یہہ عبارت
بعینہ عبدالرحیم صاحب کی نہیں ہے نہ اوسکی عبارت کا ترجمہ ہے پھر بھی موافق مدعا لالہ جی کے نہیں دعوی لالہ جی
کا یہہ ہے کہ اکثر کتب عرب قرآن سے برتر پائی جاتی ہیں اور دلیل اوسپر یہہ کہ قصائد امرؤ القیس کے فصاحت
و بلاغت پر فصحا اور بلغا متفق ہیں اس سے یہہ کہاں ثابت ہوا کہ قصاید مذکورہ قرآن سے فصاحت و بلاغت
میں برتر ہیں مداخلت لالہ جی کی فن میزان میں بھی اس قسم کے استدلالات سے بخوبی واضح ہوتی ہے غرضکہ
ہر فن میں جیسے وہ ہیں انکی عبارات اور استدلالات اوسپر شاہد عدل ہیں ع بوی ہر چیزم پدید آید ز
دو دو ✤ آگے لالہ جی نے چند عبارات مسیلمہ کذاب اور ابو الفیض کی بطور معارضہ کے پیش کی ہیں اور ادعا
یہہ دعوی کر چکے ہیں کہ جس عبارت منزلی کو ہم معجزہ نہ سمجھیں وہ بالضرور معجز نہیں اور اس تحریر سے کمال قلت
انکی دریافت عبارت فنون عربیہ اور ادبیہ کے واضح ہے اور ہم یہہ دعوی کرتے ہیں کہ اونکی مشام تک
بھی بوئی فنون عربیہ ادبیہ کی نہیں پہنچی اسداد نہوں نے عبارات مسیلمہ کذاب اور ابو الفیض کو بطور
معارضہ قرآن کے پیش کیا ہے اور ہم ان عبارات کو نہایت ناقص قرار دیتے ہیں چنانچہ چند سطر عربی عبارات
میں واسطے اظہار قبائح عبارات منقولہ لالہ جی کے لکھی جاتی ہیں مقصود اس سے صرف امتحان لالہ جی کا ہے
جتنے بہت سلیس عبارات اور الفاظ میں تقبیح عبارات منقولہ مقبولہ لالہ جی کی ہے یہانتک کہ جو شخص
اوسنے مبادیات بھی علوم عربیہ میں رکھتا ہوگا بلا تکلف اوسکو سمجھہ لیگا پس لالہ جی پر واجب ہے کہ اوسکو

ملاحظه فرماکر اُردو مین ترجمه کرکے زبان عربی مین اوسکا جواب لکھین اگر اونہون نے مطابق ہماری
التماس کے عمل نه فرمایا تو سمجھا جاویگا که دعوی اونکا محض لاف کذاف بیہوده تھا اگرچه اس امتحان کی
کچھه ضرورت نه تھی کیونکه نافہمی اونکی خود کتابت عبارات مذکوره سی واضح ہی کیونکه بہت کلمات مہمل بیمعنے
عبارات مذکوره مین اونہون نے رقم فرمائے ہین جس سی معلوم ہوتا ہی که مثل کاتبان بیوقوف کی جہان
منقول عنه مین مری مکھی چپٹی ہوئی ہوتی وه بھی مکھی مارکر منقول مین لگا دیتے ہین لاله جی نے بھی عبارات
مذکوره کہین لکھی دیکھی ہے اور بغیر سمجھنے معانی کے الفاظ و حروف کے نقل کردی ہی اگر فی الاصل اصل
غلط ہے تو نقل مین بھی وہی غلطی بدستور رہی اور جہان کہین بسبب ناواقفی کے زبان عربی سی کوئی کلمه
پڑہنے مین نہین آیا تو اپنے فہم ناقص کے موافق اپنے طور پر اوسکو غلط لکھدیا ہی اور تصدیق ہماری اس بیان
کی یہه ہی که آیات قران کا ترجمه ہر مقام پر بسبب اسکے که ترجمه ہی قران فارسی اور عربی اونکو ملگئی ہین لکھتے
رہے ہین اور ان عبارات کا ظاہرا ترجمه اونکو نہین ملا اس سبب سے اوسکے ترجمه کے لکھنے مین قاصر رہے
اسپر بھی ہمکو مناسب معلوم ہوا که دروغگو را تا بدروازه باید رسانید لہذا ایسه طریقه امتحان لاله جی کا ہمنے
اختیار کیا ہی ؎ ای برای فرعون ناموسی مکن + تو شغالی ہیچ طاوسی مکن + ای شغال بیجمال و بی ہنر +
ہیچ بر خود ظن طاوسی مبر + زانکه طاوسان کنندت امتحان + خوار و بیرونق بمانی در جہان + ذنبه پاره
یافت شخص مستہان + بر صماخی چرب کردی سبلتان + در میان مردمان زینتی که من + لوت چرب
خورده ام در انجمن + اشکمش گفتی جواب بی طنین + که اباد الله کید الکافرین + گر نبودی امتحان ہر دعی +
ہر مخنث در وغا رستم بُدی + ویحک ایها الجاہل المکثار لقد بالغت فی الاستکبار و ویلک ایها المغرور
سعدن القلین قابلت الازرز باللجین تحسب مقالات الکذاب مماثلة بکلمات العزیز الوهاب و ما کیدک الا
فی تباب بمقدار کبت متن العمیاء و اختبطت خبط العشواء و استسمنت ذا ورم و نفخت فی غیر ضرم لیس
عیر و لا نفیر و ما تعرف قبیلا من دبیر و مع ذلک تحسب نفسک انحی من سیبویه و تعدها من الفلاسفة الالہیة
بلجمیه بمکانک فقد حان اوان امتحانک و ها انا اشرع فی تبیان زلاته ما استحسنته و بیان ہزاله اما
لتعلم ایها الجاہل انه اغث من کلام باقل قوله الم تر ان الله خلق النساء افراجا انتہی فقوله افراجا اما
حال عن النساء ای خلقهن والحال انهن فروج او مفعول ثان لخلق فاذن ضمن الخلق معنی الجعل والمعنی
جعل النساء فروجا فعلی الاول لا یخفی ما فیه من ضعف التالیف و فساد المعنی لوقوع الجامد حالا و
لزوم کونهن فروجا حال الخلق و علی الثانی ایضا لا شک فی فساد المعنی للزوم کونهن فروجا فلیت
شعری کیف رضی ہذا الجاہل بہذه الکلمة الخبیثة ارضی ان یکون نساء قومه فروجا علی فرجها او فرجا لعدد

فرح فواسد ب العالمين لقد حق على هذه النوى البين بهذه الكتاب البين المبينات للبيشين والمصري لو ۱۴
قال الم تران الله استجاب لكم تم حين اتخذتم الخفا جافلين احمد وجعله ازواجا بطلايق بالعقد والسنة
واذن لها ستحسنه هذا المنو ولم يكن على حب ما اعتقده وبيرد ودتم اذا اخذت في منطقة لانه فقد خلسا وتنعت
فرسا او قوسا ومع ذلك لا ادري علة العدول الى قلل الفروج هذا المرجح المجهول فاثرا فناه على فعول ثم قوله جعل
الرجال لهن ازواجا فهم من الاول فالعرب لا تقول هو زوج لها وهي زوج او زوجة لها انما تقول هو زوجها او هي
زوجه او زوجته فكان حق الكلام جعل الرجال ازواجهن لا ازواجا لهن وافهم من ذلك قوله فتولجوهن ايلاجا الى
تولجم كلمة الخطاب كما خطه مستحسن الكتاب فمن المخاطب الموليج ومع ذلك كيف يولجم المخاطب الواحد في جماعتهن
ايلاجا ولم لم يذكر مفعول الفعل وايضا لا سبيل الى ان يرجع ضميرهن الى الازواج لان الراجب على هذا فيهما
لا فيهن فلا بد ان يرجع الى النساء ولا يخفى سخافته وركاكته فان قلت وان كان المولج فيها فروج النساء لكنها
لما كانت اجزاء من النساء صح ان يقال تولجم فيهن على طريق اطلاق اسم الكل على الجزء قلت على هذا الكلام
ان يقول فتسليم فيهن رعاية للتناسب من الزوجين على طريق اطلاق اسم الكل على الجزء وايضا ما فائدة التاكيد
بالمصدر المنصوب بل التاكيد حشو والمناب لا طائل تحته لان المقام ليس مقتضى للتاكيد اذ لا ينكره احد واخشى
من الكل قوله ثم تخرجم ما شئتنا اخراجا اخبر فتعسا لك يا هذا الجاهل وتبا لك ايها الغافل كيف استحسنت لمسكا
ان تدخل ذكرك في فرج زوجتك ادخالا وتخرج اليك ما شاء اخراجا فانت مولج واليك مخرج فصرح بمن
مسك ويحتمل ان يكون تخرجم على كلمة الخطاب فيكون المعنى تدخل ما شئت وتخرج ما شئتنا فما ادلجم غير ما اخرجم
ما فصمه ما قال بعد فينتجن لنا اناسا جالا ان العرب لا تقول نتجت لك زوجتك وانما تقول ولدت لك والنتاج
في كلامهم يختص بالدواب يقال نتجت الناقة ويستعمل مجهولا والعجب كل العجب ان الرجال للنساء والنتيجة
لا لهم فما بال المولج والرجال كلهم محرومون ليس لهم الا المكابدة والكلال واعجب من ذلك الم تر الى
ربك كيف فعل بالحبلى لا يدري من الحبلى المعهودة اهي اليمانية المفقودة ام الهندية الموجودة ثم بين فعل الرب
بالحبلى بقوله اخرج منها نسمة تسعى من بين صفاق وحشى فوالله ما هذا الا لا متحركة ما تكلم العرب قط بلفظة تسعى
ولا بكلمة حشى كما خطه هذا المستحسن ان هي الا لفظات مهملات ولا تطيل الكلام فيها وفي كل ما ذكره
من الفقرات فكلها عارية عن الفصاحة والبلاغة وعند علماء البيان ملحق باصوات الحيوانات وكذا كلام
الى النقيض ليس بشيء فانه مع ضعف تاليفه واشتماله على التعقيدات اللفظية والمعنوية ليس فيه شيء يستحسنه
علماء البيان بل يعدونه من الاحلام والهذيان واما المحسنات اللفظية فانما يستحسن في الكلام الفصيح اذا
فاذا تعرى عن الفصاحة والبلاغة فهو كتحبير جلدة الخنزير فان النكات والمعاني المعبرة عنها بكلمات فصيحة

ہی اللب وما عداہا قشور زری لالہ اندرمن جی یہہ تو فرمائیے یہہ کلمات لسمتہ لسعی غلطی جو آپنے یہان
کذاب کی عبارت سے نقل فرمائے ہین کچہہ سمجہکر لکہے ہین یا مانند کاتبان بیوقوف کی مری مکہی چپکا دی ہے
یہانتک تو لالہ جی نے ازراہ جہل مرکب کے باوجود ناواقف ہونیکے فن معانی اور بیان سے اور جاہل محض ہونے
کے علوم عربیہ اور زبان عرب سے اور فنون ادبیہ سے فصاحت اور بلاغت قرآن مین تخم بحثی کی اب ازراہ بوالہوسی
کے اخبار آیندہ مین جنکا وقوع مطابق خبر کے ظہور مین آیا ازراہ توہم پرستی کے مناظرہ کرتے ہین چنانچہ

اول بحث خبر الم غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین للہ الامر من
قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ ینصر من یشاء وہو العزیز الرحیم وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ
ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنے مغلوب ہوئے رومی تہوڑی سی زمین مین اور وہ بعد مغلوب ہونے اپنے کے بیشک
غالب ہونگے بضع سنین مین (یعنے بعد ۳ برس کے اور قبل ۹ برس کے) خدا ہی کیواسطے ہے حکم پہلے اور پیچھے
اور اس روز خوش ہونگے مومنین بسبب مدد فرمانے اللہ تعالی کے مدد کرتا ہے اللہ جسکی چاہتا ہے اور وہ
غالب ہے اور مہربان ہے یہہ وعدہ فرمایا ہے خدا نے وعدہ موکد نہین خلاف کریگا اللہ تعالے اپنے وعدہ
مین ولیکن اکثر آدمی نہین جانتے فقط کوئی صاحب عقل جسکو تہوڑی سی سمجہ بہی ہوگی بعد سمجہہ لینے اسقدر تاکیدات
بلیغہ کے ہرگز اس کلام کو محمول اوپر ظن اور تخمین کے نہین کرسکتا چنانچہ سوط الجبار مین بخوبی ہم ثابت کرچکے
ہین کہ سیاق قول خدا تعالی کا کسیطرح پر بطور ظن وتخمین کے نہین اور ظاہر ہے کہ قیافہ ایسے امور مین کچہہ نہین
چلتا اور جو امور متعلق قیافہ سے ہین اونمین بہی قیافہ مفید یقین نہین بلکہ اونمین بہی ظنی اور تخمینی ہے اور ہرگاہ
سیاق کلام بطور ظن وتخمین کے نہین پس کوئی صاحب عقل ایسی خبر کو محمول اوپر قیافہ کے نہین کرسکتا اب رہی
یہہ بات آپکی کہ کسی اہل تنجیم سے سنکر ایسا کہا ہوگا سو یہہ بہی آنحضرت پر راست نہین آتا اسلیئے کہ احکام اہل
تنجیم کی بجز حرکات اجرام فلکیہ کے اصلا ارباب عقول کے نزدیک لائق اعتبار کے نہین ہوئین بارہا تجربہ مین
آیا ہے کہ منجمین نے خبر دی ہے کہ فلانی تاریخ بارش بکثرت ہوگی اور خلاف اوسکی ظہور مین آیا بارہا ایسا ہوا ہے
کہ اونہون نے بالجزم کہا ہے کہ اس سال مین بارش نہوگی اور اونکی خبر غلط ہوئی علاوہ بران ہرگاہ کہ وے
بیشتر اوقات خود حساب ہی مین غلطی فاش کرتے ہین تو اور امور مین اونکا قول کب لائق اطمینان کے ہے اور
اوسکی بنا پر کوئی صاحب عقل کب ایسا دعوی موکد کرسکتا ہے کہ اوسکے غلط ہونیکے باعث اصل مدعا اور اہم
مقاصد مین خلل عظیم واقع ہو علی الخصوص ایسا شخص کہ باعلان وتاکید تمام مجمع عام مین یہہ فرمایا ہو کذب المنجمون
ورب الکعبۃ یعنی جہوٹے ہین منجمین قسم ہے رب کعبہ کی پس جو شخص کہ اس تاکید شدید سے منجمین کو جہوٹا بتاتا ہو ہرگز
عقل سلیم باور نہین کرسکتی کہ وہ ایسے نامعتبرون کے قول کی بناپر اسقدر تاکید مزید کے ساتھہ ایسے امر اہم کی

خبر دی کہ جنگ ... ہونے سے جمیع مقاصد اہم مین خلل عظیم پڑیگی علاوہ برآن منجم بحساب سعد اور اقتران
کے یہہ خبر دیتا ہے کہ بوقت احتراق یا اقتران فلان فلان کواکب کے یہہ امر واقع ہوگا اور اندر وقت
حساب کے وہ اوسوقت کو معین کر دیتا ہے اوسکی خبر مین تعین سال اور ماہ کا بلکہ دن اور ساعت کا بھی ہوتا
ضرور ہی اسوجہ سے بخوبی ظاہر ہوا کہ یہہ خبر خبر اہل تنجیم کی نتہی اور یہہ امر بھی قابل غور کے ہی کہ کہان یہہ
خبر کہ تین برس کے بعد اور نو برس کے اندر یہہ واقعہ ہوگا اور یہہ ظاہر ہے کہ اگر اندر تین برس کے
فتح اہل روم کی ہو جاتی یا نو برس تک نہوتی تو دونو حالتون مین یہہ خبر صادق نہ آتی پہر ظن و تخمین
کو یہان کہان گنجایش رہی اور کس بنا پر یہہ ظن و تخمین ہوسکتا تھا اگر بقول لالہ جی کے شاہ روم پاس
سامان تھا تو یہہ ظن نہایت راسخ تھا کہ ہفتہ دو ہفتہ یا مہینے یا دو مہینے غایت الامر سال بہر اندر اوسکو
فتح حاصل ہوگی اس بنا پر یہہ تخمین ہرگز نہین ہوسکتا کہ تین برس کے بعد نو برس کے اندر البساد ائم
ہوگا اور لالہ جی جو یہہ کہتے ہین کہ جملہ ہنود ایام غدر مین کہتے تھے کہ اقبال سرکار پہر عود کریگا اتنی کذب
صریح ہے مگر از راہ بیحیائی جبلی کے اونکو جہوٹ بولتے ہوے کچھہ شرم نہین آتی یہہ تو فرماوین کہ نانا راؤ
ہندو تہا یا مسلمان یا بابو رام نراین کون تہا اور سوا اوسکے ہزارون ہندو سرگرم بغاوت تہے بلکہ آغاز
بغاوت کا انہین بد انجامون سے ہوا تھا۔ ایک لغو عقیدہ ذات کا جو صرف ہندؤن کا ہی جس سے وہ اپنے مذہب
کے نادانستہ فعل یا اتفاق یا دوسرے شخص کے فعل سے ایک لمحہ مین بیحرمت اور ناپاک اور بیدین اور اپنے
خاندان سے خارج اور دنیا و دین مین مردود ہو جاتے ہین یہی بد مذہبی جڑ اور بنیاد غدر کی ہے
یہہ ہی بد مذہبی تو باعث اور موجب اسکی ہوئی کہ اعلے ذات کے ہندؤن نے کارتوس جو جڑ غدر کی ہے
کاٹنا اپنی جہل سے موجب بیدینی سمجہا اور اپنی مذہبی سمجہہ سے پہلی جبر اور پہلی بغاوت کی حالانکہ ہندؤن
کی بڑی ذات کے لوگون مانند برہمن اور راجپوت مین پیدا ہوے کہ رات اور دن اونمین انتقام کے
سرگوشیان اور دغا کی تدبیرین اور مشورے ہوکر بغاوت کی آپ کو ذاتی علم اور عقل تو ہی نہین جو آپ
معلوم کرین جو گفتگو ہوئی اوپر کا غذات متعلقہ غدر موقوعہ ہند و نیز نوشتجات مشمولہ اونکی جو سنہ ۱۸۵۷
و سنہ ۱۸۵۸ع مین پارلیمنٹ کے سامنے پیش ہوئی اور سید احمد خان سلمہ نے مع ترجمہ اردو چہپوائے دیکہی
اور بعض مقام کی عبارت مین بھی نقل کرتا ہون ✤
صفحہ ۲۱ ماہ دسمبر سنہ ۱۸۵۶ع جنوری سنہ ۱۸۵۷ع مین ایک رزیل ذات کے کاریگر یا خلاصی نے جو دمدمہ
کے سلح خانہ مین کلکتہ کے پاس جہان اوسوقت نئے رفل کی چاندماری کی تعلیم ہوتی تہی نوکر تھا
ایک برہمن سپاہی سے اوسکے لوٹہ سے پانی پینے کو مانگا برہمن سپاہی نے انکار کیا اور کہا کہ تو ہما

لوٹہ کو چہو کر ناپاک کریگا خلاصی نے جواب دیا کہ تمکو اپنی ذات کا بڑا خیال ہے ذرا ٹہرو انگریز تمسے دو
کارتوس جسپر گاے اور سور کی چربی لگی ہے کٹوائینگی تب تمہاری ذات کہان رہیگی یہہ بات اوسکے دل پر
لگ گئی برہمن نے اپنے ساتہیون سے اوسکا تذکرہ کیا مُنہ بمنہ یہہ بات آن نامیدون کے ساتہہ جو ہکا
کی گئی اور سبہ کیطرح سمجہی گئین پہلی تہوڑے دنونمین یہہ چرچا تمام ہندوستانی پلٹنون مین جو کلکتہ کے
قرب کی مقامونمین تہین پہیلگیا دن مین اوسکی سرگوشیان ہوتی تہین اور رات کو برہمنون کے گہرون
مین مشورے ہوتے تہے صفحہ ۲۹ چونتیسوین پلٹن کے ایک سپاہی نے جو بظاہر نشہ یا تحریک سے
دیوانہ تہا بارکپور چہاونی مین مسلح نکلکر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم لوگ اپنے دین کی حفاظت کیواسطے ہمارے
شریک ہوان ہمراہیونمین سے ایک نے بہی اوسکے گرفتار کرنے کو قدم آگے نہ بڑہایا اور جب اوسکے
پکڑنے کو دو افسر ولایتی آپہنچے اور اُس مجنون سے زد و خورد مین مشغول ہوئے تو سپاہیون کے غول نے
پیچہے سے آکران افسرونپر حملہ کیا اور اونکے سر پر بندوق کے کُندے مارے اون دو افسرونکی مدد کی
لئے صرف ایک سپاہی آیا تہا اور وہ مسلمان تہا صفحہ ۱۳ برخلاف ایک خیال کے جو اب تک عالم گیر ہے
غدر کی بنیاد ہندون سے تہی نہ مسلمانون سے صفحہ ۴۵ اونیسوین پلٹن مین جسکا نام کاٹا گیا ۵۰۹ سب سے
اعلی ذات کے برہمن اور راجپوت تہے چونتیسوین پلٹن مین جسمین بغاوت سب سے اول اور نہایت کامل طور سے
ہوئی اور وہین سے وہ اونیس پلٹن تک پہنچی تہی ایکہزار نو اہی سپاہی تہے جنمین سے پورے ۳۰۰ ہندو
تہے اونمین سے ۳۳۵ بشمول اہم ہندوستانی افسرونکے برہمن تہے معاملات کی ایسی حالت کا نتیجہ
آسانی سے خیال مین آسکتا ہے جو بیسوین پلٹن کے کپتان اوبرت صاحب اپنے اظہار مین کہتے ہین کہ
اس پلٹن مین ہندوستانیون پر بڑا دباؤ برہمنون کا ہے جو تعداد مین بہی زیادہ ہین کپتان ورروزی
صاحب اوس پلٹن کے دوسری افسر نے عدالت کو اطلاع دی کہ پلٹن کی معمولی کہاوت ہے کہ وہ
حوالدار میجر مختار پرشاد پانڈی کی تحت مین ہے یہہ کون شخص تہا یہہ وہ شخص تہا جسکے گہر مین
سب پوشیدہ صلاحین کی گئین جن صلاحونمین ہر ایک شخص نے اپنے ہمراہیون کے تعصب کو جہاد نیوالی
کے تمام افواہون کے دوہرانے اور مبالغہ دینے سے بہڑکایا یہانتک کہ تمام گروہ ایک شبہہ سے دیوانہ
بنگیا اور انتقام کی سرگوشیان اور دغابازی کی تدبیرین بہی کی گئین اور اوس شخص کا مجمع کے لئے
کیون لمحلے تہا سپاہیونمین سے ایک نے کہا کہ ہم وہان اسلئے جاتے تہے کہ وہ اعلی ذات کا برہمن
ہے دستور ہے کہ سب ہندوستانی افسر اوسکے گہر مین جاتے ہین اور وہان عرصہ تک رہتے ہین
۲۹ مارچ کو اُس جلاد سپاہی کی قید نکرنے اور گولی نمارنے سے سپاہیونکی کشیدگی کا ایک برہمن ہونے

کے سبب سے ظہور ہوتا ہے تعجب نہیں ہے کہ ایک ایسی ملی ہوئی برادری جو ایک ہو توفی کے عام
وسواس سے متفق ہو ایسے ہول اور خوف کی امید میں جو ترک نہ سکے مجبور ہوئی ہو یہی غدر کی جڑ تھی اور
انجام تک اسکی یہی اصل شرط رہی صفحہ ۲۷ اور اس غدر کا قریب سبب صرف کارتوس کا معاملہ تھا
دوسرا کچھ نہ تھا صفحہ ۱۷۰ غدر کی بنیاد صرف فوج ہی میں تھی اور اسکا اصل سبب کارتوس کا معاملہ تھا
سوای اسکے کچھ نہ تھا صفحہ ۱۰۵ پہلی جڑ بغاوت کی خیالات ہندوؤں کی بڑی ذاتوں کے لوگوں یعنی پیدل
اور رسالوں کے برہمن اور راجپوت میں پیدا ہوئی صفحہ ۱۹۴ سر جان لارنس صاحب کو یہہ یقین نہیں تھے
کہ مسلمانوں کی یا اور کوئی پہلے سے کی ہوئی ایسی سازش تھی جو اول فوج کی باغی گروہ میں اور
بعد کو ہندوستانی مرج میں پھیلی ہو کسطرح انصاف سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ ادنہیں جو انگریزوں کے
رئیس ہوتے ہیں ایسی سازش سے کوئی بھی واقف نہ تھا آپ لالہ جی فرماتے ہیں کہ یہہ قول اونکا کہ جہاد مقصود
ایسے اور ایسے تھے سچ ہے یا جھوٹ خلاصہ کلام اس مقام میں یہہ ہے کہ ہمارا دعوی یہہ ہے کہ قرآن مجید میں
قبل از وقوع واقعہ بوثوق تمام اور بایں الفاظ کہ اس خبر میں کبھی خلاف نہوگا یہہ خبر دی گئی اور مطابق
اوسکے ظہور میں آیا پس پیشین گوئی اور اعجاز قرآن میں کچھ شک وشبہہ باقی نرہا لالہ جی کہاں مقدمات
یقینیہ کا معارضہ مقدمات وہمیہ سے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تخمینہ سے کہا ہوگا اتفاقیہ ہوگا اٹکل پچو
سے کہا ہوگا وعلی ہذا القیاس اور اوہام پیش کرتے ہیں سوا اونکے یہہ مقدمات وہمیہ ہمارے مقدمات
یقینیہ کا کسطور پر معارضہ نہیں کرسکتے اگر کوئی مقدمہ اپنے مقدمات وہمیہ سے بطور جزم ویقین کے قائم
کرکے اوسکو ثابت کردیں تو البتہ معارضہ اونکا بجا ہے ورنہ ایسے وہمیات بمقابلہ یقینیات کے اصلا
قابل التفات کے نہیں اور یہہ جو فرماتے ہیں کہ وقوع اس خبر کا یقینی نہیں ہے چونکہ از روی اخبار متواترہ
کے سال حدیبیہ میں صدق اوسکا ثابت ہوگیا ہے اور علاوہ اوسکے اہل تواریخ شام وروم و فارس موافق
ومخالف سب اوسکو تسلیم کرتے ہیں پس انکار اوسکا انکار یقینیات کا ہے اگر لالہ جی بمقابلہ ایسے ثبوت کے
اپنے انکار پر کوئی دلیل رکھتے ہوں تو پیش کریں ورنہ انکار اونکا تمامتر مکابرہ ومجادلہ اور محض تعصب
ہے **قولہ** کیونکہ پیشین گوئی کے لئی تعین اور تفصیل روز وماہ وسال کے ضروری چنانچہ ہنود کے اونے
زاہدوں اور عابدوں نے صدہا سال پیشتر خبر دی ہے یہہ تفصیلات کیا ضرور ہیں اور ضرورت پر ان تفصیلوں
کی کیا دلیل ہے اور ہنود کے کس عابد زاہد نے ایسی خبر واقعہ آیندہ کی دی ہے جو صادق ہوئی اوسکی تفصیل تو
کیجئے اور بالفرض اگر کبھی ایسی پیشین گوئی بہ تفصیل روز وماہ وسال وقوع میں بھی آئی ہو تو بالیقین جاننا
چاہئے کہ از روی حساب نجوم کے ہے نہ از روی کشف وکرامات کے جیسا کہ اوپر گذرا **قولہ** آیت سورہ

روم معنی جزم و یقین سے خالی ہے پس مخالف کس منہ سے لاف زن ہی کہ تقرر مدت بر سبیل یقین
قرآن مین ہی انتہی لالہ صاحب آپ تو بہت بد و شد سی حرف زن ہین کہ ہم سالہای دراز سے قرآن کو لفظاً
لفظاً حرفاً حرفاً مطالعہ کرتے ہین پہر یہہ کیا افترا ہے کہ آپ فرماتے ہین کہ یہہ خبر جزم و یقین سی خالی ہے
اِس خبر کی بابت جو تاکید قرآن مین ہی وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنے
وعدہ کیا خدا نے وعدہ موکد کہ خلاف نہین کرنیکا اپنے وعدہ مین لیکن اکثر آدمی نہین جانتے اِس سے
زیادہ اور کیا تاکید ہوگی کہ علاوہ تاکید لفظی کے تاکید معنوی بھی اوسکے ساتھہ ہی یعنے واقع ہونا مصدر
موکد مضمون جملہ کا پس آپ نہایت جاہل ہین کہ اسقدر تاکید کو بھی تاکید نہین جانتے دیکھئے کہ علاوہ اُس
پیشین گوئی فتح کے یہہ کیسی بڑی پیشین گوئی ہی کہ برای العین مصداق اوسکا دیکھہ لیا گیا یعنے بعد
تاکیدات مذکورہ کے جو یہہ خبر دی کہ اکثر الناس لا یعلمون یہہ خبر آپکی جہالت پر کیسی صادق آئی کہ
باوجودیکہ آپ بقول اپنے سالہای دراز سے حرفاً حرفاً قرآن مجید کو بغور تمام ملاحظہ فرماتے ہین اور پہر اسی
تاکید صریح سے بیعلم اور جاہل ہین پس دو پیشین گوئی اس آیت مین ثابت ہوئین تصدیق ایک کی بنقل متواتر
اور کتب تاریخ متحقق ہوئی اور دوسری برای العین مشاہدہ مین آئی اِسپر بھی اگر قساوت قلبی سی انکار
پر اصرار کرو تو اپنے تئین منجملہ اُن مطبوعین کے سمجھو کہ جنکے حق مین وارد ہی ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و
علے ابصارہم غشاوہ ولہم عذاب الیم صم بکم عمی فہم لا یرجعون **قولہ** حاصل کلام یہہ ہی کہ مصنف قرآن ابدا پیشین
گوئی پر قادر نہین ہی چنانچہ سورہ اعراف مین ہی لو کنت عالم الغیب لاستکثرت من الخیر و ما مسنی السوء الایۃ الخ
آپکی بلاغت اور مناظرہ دانی آپکے اِس ہذیان سے خوب ثابت ہوئی بحث تو یہہ ہی کہ قرآن مین پیشین گوئی ہے
یا نہین اِس بحث کا حاصل آپ نے یہہ نکالا کہ منزل قرآن سے روگردان ہوکر منزل علیہ کے حال سی بحث کرنے لگو
کیا بید و شاستر مین یہی طریقہ مناظرہ کا جاری ہی کہ کلام کچھہ اور حاصل کلام کچھہ بجز اسکے کہ آپ اِس کو جہل سی نابلد
محض ہین آپکی خود ستائیون کا امتحان خود آپ ہی کے بیان سے بخوبی ہوتا جاتا ہی ع اینچنین رسوا کند حق کبر را
اِس آیت مین نفی علم غیب کی رسول سی ہی نہ قرآن کے بھیجنے والی سی اور واقع مین بھی یہی ہی کہ کوئی مسلمان یہہ
اعتقاد نہین رکہتا کہ کوئی پیغمبر عالم الغیب ہی بلکہ یہہ صفت مخصوص ہی ساتھہ اُس ذات کے کہ جسنے اپنے رسول پر
قرآن بھیجا ہی پہر ایک خیانت آپکی اور بھی عیان ہی کہ شروع آیت مین جو کلمہ قل تہا اوسکو آپنے اصل عبارت
مین سی نکال ڈالا اور ترجمہ بھی اوسکا نکیا مقصود آپ کا اِس خیانت جبلی سی صاف یہہ ہی کہ ہنود اِس مضمون کو راجع
طرف منزل قرآن کی سمجھین اور آپکی تصدیق کرین لیکن آگاہ رہئے کہ یہہ قرآن برحق وہ کتاب محکم ہی کہ کیساہی
کوئی بد نہاد بد ذات ازراہ خیانت جبلی کے کچھہ ارادہ بدلنے یا نکالنے ایک حرف کا بھی کرے تو ایسا ازرہ

اسکا لمبی پیش بہا دیکھا دعدہ ربانی اس کلام حقانی کے حق مین ہو انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون یعنی بیشک ہمہی نے اوتارا ہو اس ذکر کو اور بیشک ہم اوسکی نگہبان ہین جب الیسا حافظ حقیقی اوسکا نگہبان ہے تو اب سے جو نون کی چوری کو اصلا اوسپر راہ نہین واے پہر بموجب جبلی قوم کے کیسی ہی لگاؤ چور چوری کیا تو کیا ہیرا پہیری سے بہی گیا **قوله** نہین ہون مگر ڈرانے والا اور بتانیوالا انتہی ہتانیوالا آپ نے کس لفظ کا ترجمہ کیا ایسی ہستی پر آپ فرماتے تہے کہ قرآن مجید کو ہم سالہا سال سے دیکھتے ہین اور ایک ایک لفظ اور حرف پر غور کرتے ہین کچہہ شرم تو نہ آئی غیرت ہو تو مستہ نہ کہلا اور ہی بحث مستفاد آیت مین سو اس باب مین اپکی تادیب کے واسطے سوط الجبار کافی ہے غالب ہی کہ اس سے سیدہی ہو جاوگے **قوله** عمر نے انکی نبوت مین شک کیا انتہی اثر تائید مسیلمہ کذاب کا ہو کہ لالہ جی اس سے بہی دو قدم آگے چلے ہم ایسے مفتریات کا جواب نہ دینگے قصہ صلح حدیبیہ کا احادیث معتبرہ مین موجود ہی جسکا جی چاہے دیکہہ لے **قوله** صحیح مسلم مین انس سے روایت ہو کہ ایک قوم نے حضرت سے دریافت کیا کہ قیامت کب آویگی محمد صاحب نے اونمین سے ایک چہوٹے لڑکے کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ یہہ لڑکا بڈہا نہونے پاویگا کہ قیامت آجاویگی انتہی مخفی نرہی کہ اطلاق ساعۃ کا جسطور پر قیامت کبری پر آتا ہی اوسیطور پر قیامت وسطی اور قیامت صغری پر بہی آتا ہی اور مراد ہماری بیان قیامت صغری سے قیامت شخصیہ یعنی موت شخصیہ ہی جیسا کہ وارد ہوا ہی کہ من مات فقد قامت قیامته یعنی جو مرا اوسکی قیامت قایم ہو گئی پس معنی حدیث کے یہہ ہین کہ یہہ لڑکا بوڑہا نہونے پاویگا کہ تمہاری قیامت صغری آجاویگی یعنے تم مرجاؤگے یہان سے مراد آجانا قیامت کبری کا نہین ہی چنانچہ موید اسکی دوسری روایت ہے ان یعش ہذا لا یدرکه الهرم حتی تقوم ساعتکم یعنے اگر جیتا رہا یہہ لڑکا تو نہ پہنچیگی اوسکو پیری کہ تمہاری قیامت قایم ہو جاویگی یعنے تم مرجاؤگے چنانچہ ہشام بن عروہ جو راوی حدیث کے ہین ساعتکم کی تفسیر اسطور پر کرتے ہین یعنے موتہم علاوہ بران جو لفظ ساعتکم یعنے اضافہ ساعۃ سے طرف ضمیر خطاب کی کہ جسکے یہہ معنی ہین کہ تمہاری قیامت صاف وصریح توہم ارادہ قیامت کبری کا مرتفع ہو گیا کیونکہ قیامت کبری مخصوص کسی شخص یا قوم یا جماعت کے ساتھہ نہین ہی اور ہرگاہ کہ لفظ ساعت کو مع ساتہہ ضمیر خطاب کے کیا گیا تو ظاہر ہو کہ مراد قیامت شخصیہ جو مخصوص بعض افراد کے ساتہہ ہی مراد ہی نہ قیامت کبری کہ مخصوص کسی فرد یا قوم یا جماعت کے ساتھہ نہین ہی دوسری حدیث مین ہے تسئلونی عن الساعۃ وانما علمها عند الله پوچہتے ہو مجہسے قیامت کو اور نہین ہی علم اوسکا مگر خدا ہی کو پس مقصود جواب ہے یہہ ہی کہ وقت قیامت کا کیا پوچہتے ہو اسکا علم تو خدا ہی کو ہی مگر یہہ لڑکا اگر جیتا رہا تو بوڑہا نہونے پاویگا کہ تمہاری موت جو تمہارے حق مین بمنزلہ قیامت کے ہی آجاویگی فقط اور نہ معلوم ہونا وقت حلول قیامت

کا کسی نبی کو مخالف شان نبوت نہین اسلئے کہ محال اور مستثنیات سے ہے کہ جسطور پر علم الٰہی محیط جملہ اشیا کا
ہے کسی فرد بشر کا علم خواہ وہ کیسا ہی کامل سے کامل ہو ایسا ہی محیط ہو اور اعتقاد آنے قیامت کا البتہ
اصول دین سے ہی اعتقاد تعیین وقت حلول قیامت کا اصلا نہ اصول دین سے ہی نہ فروع سے اور یہہ جو فرماتے
ہین کہ بسبب خوف بد اعتقاد ہوجانے لوگون کے یہہ نہ کہا کہ علم اوسکے وقت کا مجکو نہین اور اِس قولکو منسوب
بعلمای اسلامیہ کرتے ہین یہہ بھی غلط ہی یہہ امر جناب رسالت آب صلعم نے ہرگز نہین چھپایا ہمیشہ باعلان
تمام مجمع مین فرماتے رہے اور کبھی بد اعتقاد ہونیکا خیال نفرمایا چنانچہ خود آیات اور احادیث سے جو لاکھ
نے لکھی ہین ثبوت اوسکا واضح ہی اور ظاہر ہے کہ جو امر قرآن سے باعلان تمام ثابت ہی اور قرآن اوس عہد
مین زبان زبان پر محفوظ تہا پس الیسے امر کے چھپانے سے حاصل کیا تہا اور جس چیز کو خود جناب رسالت
آب صلعم نے مشتہر کیا اور بجد وجہد تمام ہر خاص و عام کو اوسپر اطلاع فرمائی اور تاکید اوسکی یاد کی کی
پہر کوئی نادان سے نادان بھی یہہ نہین کہہ سکتا کہ حضرت نے اوسکو لوگون سے چھپایا **قولہ** پہر حدیث مسلم
مین انس کی ایک روایت کا حاصل یہہ ہی کہ محمد صاحب نے فرمایا کہ خدا کہتا ہی کہ تیری امت ہمیشہ سوالات بیہودہ
کرتے کرتے یہانتک نوبت پونہچا دیگی کہ خدا کی خدائی مین تردد لائیگی اور کہیگی کہ خلق تو خدا نے پیدا کی
خدا کو کسنے پیدا کیا فقط ظاہر ہے کہ محمد صاحب کیوقت سے آجتک تیرہ سو برس کا فاصلہ ہی کسی مسلمان نے
خدا کی خدائی مین تردد نہین کیا اور یہہ کلمہ نہین کہا چہ جائے آنکہ ابدا کل امت محمدی کا یہہ مقولہ ہو د نہ اونہون
کوئی بات تو سچی زبان پر لایا کرو یہہ کچھ خوبی مناظرہ کی نہین کہ جبلی قوم کو ہر امر مین مرعی رکہو ہم آپکی
کذابی اور جہالت اور دغابازی جبلی کہانتک ظاہر کئے جاوین کچھہ تو خوف خدا کا کرو صحیح مسلم کے ہزارہا
نسخے قلمی اور مطبوعہ موجود ہین یہہ الفاظ اوسمین کہان ہین جنکا آپنے یہہ ترجمہ کیا ہی ایسی افترا سے
کچھہ پہل نپاؤگے بجز اسکی کہ تمام زمانہ مین مفتری کذاب کہلاؤگے ایسی ایسی باتون سے ہنود مین بھی نامعتمد
ہوجاؤگے اب سنئے کہ حدیث بلفظہ یہہ ہی قال اللہ عز وجل ان امتک لا یزالون یقولون ما کذا ما کذا
حتے یقولوا ہذا اللہ خلق الخلق فمن خلق اللہ عز وجل فرمایا خدای عز وجل نے کہ امت تیری ہمیشہ ہوگی
کہ کہیگی کیا ہی ایسا اور ایسا یہانتک کہ کہینگی پیدا کیا اللہ نے خلق کو پس کسنے پیدا کیا اللہ عز وجل کو نا واقف
کم عقل لوگون کے دلمین ہمیشہ ایسی وساوس گذرتے ہین اور وہ علماء امت کے پاس جاکر ہمیشہ اس قسم کے
وساوس بیان کیا کرتے ہین اور وے انکو سمجہا کر اونکے وساوس کو دور کر دیتے ہین اس قسم کے وساوس
سے بشرطیکہ محض بطور وسوسہ کے دلمین خطور کرکے مرتفع ہوجاوے اور راسخ نہو دے کوئی شخص مرتد نہین
ہوتا لا لہ سیاہ دل کے دلمین یہہ گذرا کہ حدیث مین مقدمہ اولی کلیہ ہی کہ جمیع افراد امت کو حادی ہی مگر

چونکہ جہل مرکب میں بہرا ہوا ہی اور فن میزان و مناظرہ سے ناواقف محض ہی یہہ نہین جانتا کہ فن میزان
مین معبر مین ہو چکا ہی کہ قضیہ باعتبار کمیت افراد موضوع کے یا مسورہ ہے یا غیر مسورہ اور مسورہ کی دو قسم
ہین کلیہ و جزئیہ اور غیر مسورہ حکم مین جزئیہ کے ہی پس چونکہ یہان وہ قضیہ جسمین بحث ہی غیر مسورہ ہے
تو نا سمجہا کہ حکم مین جزئیہ کے ہی پس اوسکی حکم کو واسطے سب افراد کے ثابت سمجہنا سراسر حماقت اور جہالت
لالہ نیرہ درون کی ہی پس مقصود حدیث کا صاف واضح ہوا کہ بعض لوگ امت مین ایسے بھی ہونگے اب رہی یہ
بات کہ ایسا ہوا بھی یا نہین ہم اگرچہ یہہ بات کہین کہ ایسا بہت مشاہدہ مین آتا ہی تو لالہ صاحب اوسکی تکذیب
پر آمادہ ہونگے لہذا ہم صحیح مسلم سے ہی اوسکو ثابت کرتے ہین تاکہ یہہ احتمال باقی نرہے کہ بعد اعتراض لالہ جی
کے کسینے یہہ بات بنائی ہی اوسی باب مین (یعنے باب بیان الوسوسۃ فی الایمان و ما یقوله من وجدہا) محمد
بن سیرین ابوہریرہ سے روایت کرتا ہی قال وہو آخذ بید رجل فقال صدق اللہ ورسولہ قد سالنی اثنان
وہذا الثالث کہا ابن سیرین نے کہ وہ یعنی ابوہریرہ پکڑے ہوئی تہی ہاتہہ ایک آدمی کا پس کہا ابوہریرہ
نے سچا ہی اللہ اور اوسکا رسول کہ سوال کیا مجہہ سے دو نے اور یہہ تیسرا ہی پہر دوسرے مرتبہ کا واقعہ اوسی
باب مین ابوسلمہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین فبینا انا فی المسجد اذ جاءنی ناس من الاعراب فقالوا یا
ابا ہریرہ ہذا اللہ خلق الخلق فمن خلق اللہ الحدیث الخ یعنے تہے ہم مسجد مین تہی کہ آئی کچہہ آدمی دیہات سے پس کہا انہون نے
کہ یہہ اللہ ہی جسنے پیدا کیا ہی اللہ کو الخ دیکہو مصداق اس پیشین گوئی کا اسپر بھی اگر کوئی کچہہ شک کرے تو
اوسکی قساوت قلبی ہے اور تیرہ درونی لالہ کی مانند ہی اور اس قسم کے سوالات اہل اسلام مین تو عوام
اور بیعلم کرتے ہین مگر ہنود کے بڑے بڑے کہیشر بید دانون نے پیش کئے ہین چنانچہ کارک نے بابا مجا بر ہنمو
کے جاکر لک سے پوچہا کہ قبول کیا کہ جگہ برہماند یعنے عالم برہما اور بابا سے بنی جواب کہو کہ برہما اور بنایا
کس سے بنی انتہے دیکہو برہارن اپنکہہ ججر بید نمبر ۳۳ قولہ ترمذی کی ایک روایت کا خلاصہ یہہ ہی الخ
یہانپر لالہ جی نے دو حدیثون پر اعتراض کیا ہی حدیث اول یہہ ہی قال رسول اللہ صلعم بعثت فی نفس
الساعۃ فسبقتہا کما سبقت ہذہ ہذہ واشار باصبعیہ السبابۃ والوسطی یعنی مبعوث ہوا ہون مین قریب
قیامت کے پس سابق ہوا ہون مین اوس سے ایسا جیسا کہ سابق ہی یہہ اس سے اور اشارہ کیا اپنی دو انگلیون
انگشت شہادت اور بیچ کی اونگلی کے ساتہہ خلاصہ یہہ کہ میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور مبعوث
نہین ہی دوسری حدیث یہہ ہی مثل ہذہ الدنیا مثل ثوب شق من اولہ الی آخرہ فبقی متعلقا بخیط فی
آخرہ یوشک ذلک الخیط ان ینقطع مثل اس دنیا کی مانند ایک کپڑے کی ہی کہ اول سے آخر تک
پہٹ گیا اور باقی رہگیا آخر مین لگا ہوا ایک ڈورا قریب ہی کہ وہ بھی منقطع ہو جاویگا لالہ جی اول

حدیث پر اعتراض کرتے ہین کہ قیامت نے ظہور نکیا اور بعد ندکو طے نہوا سوا ڈنکی کمال حماقت ہے مقصود
حدیث کا یہہ ہے کہ مین نبی آخر الزمان ہون میرے اور قیامت کے درمیان مین بعثت اور نبی کی نہین
ہے جیسی کہ ان دو نو انگلیون مین کوئی اور چیز واقع نہین اگرچہ یہہ حدیث اسپر بھی دلالت کرتی ہے کہ قیامت
بھی قریب ہی ہے پر بھی حدیث سے یہہ بات نہین نکلتی کہ ایسی قریب ہے کہ ۱۳۰۰ برس کے اندر قائم ہو جاویگی
اسیطرح جو دوسری حدیث پر معترض ہین کہ ۱۴۰۰ برس ہو گئی اور وہ تار نہین ٹوٹا یہہ بھی انکی حماقت
ہے وہ تمثیل کو تشبیہ مفرد سمجھی کیا کرین علم و عقل سے معذور ہین اتنا علم و عقل انکو کہان ہے کہ بلغا
اور فصحا کے کلام کو سمجھین اور تشبیہ کی اقسام پر دسترس ہو اب ہم کہتے ہین کہ معنی حدیث کے یہہ ہین کہ
دنیا بہت گذر گئی ہے اور تھوڑی باقی رہی ہے مگر حدیث مین اُس تھوڑی کی میعاد نیرہ سو برس معین نہین ہے
کہ اعتراض لالہ جی کا اوسپر وارد ہو اور غالب تو یہہ ہے کہ اسبات مین کہ دنیا نسبت گذری ہوئی کے باقی
بہت ہی قلیل ہے لالہ جی بھی شک نکرینگے اگر شک ہو تو پیش کرین تاکہ ہم اوسکو ثابت کردین اصل
اسلام کا اعتقاد یہہ ہے کہ عالم حادث ہے اور فانی ہے اوسکی واسطے بدایت اور نہایت ہے یعنی نتہا اور بعد
عدم کے وجود مین آیا اور بعد وجود کے معدوم ہو جاویگا اور قدیم اور باقی نہین ہے کان اللہ ولم یکن
معہ شئی کل شئے ہالک الا وجہہ اور یہی عقیدہ ہے سری بید بیاس جی کا کہ تصریح تمام فرماتے ہین کہ جو
موسوم اور معلوم ہے کچھہ نتہا وہی تہا اور کچھہ نہین اور سوا ہے اوسکی اور سب چیز فنا ہو جاوینگی برخلاف عقیدہ
جہلا ہند کے کہ عالم کو قدیم قرار دیکر معیت اوسکی ذات باریتعالی کے ساتھہ اعتقاد کرتے ہین پہر ہم ہرگز یہہ
نہین کہتے کہ حدوث عالم کو پانچ ہزار برس ہوئے یا دس ہزار برس ہوئے غرض کہ ہماری کتب معتبرہ سے تعین
ابتدا حدوث کا ثابت نہین ہوتا اور جسطرح پر تعین ابتدا حدوث ثابت نہین اوسیطرح پر معدوم ہونیکا
تعین کہ اتنی عرصہ بعد فنا ہو جاویگا ثابت نہین مگر اخبار انبیا علیہم السلام سے اسقدر ثابت ہے کہ بہ نسبت گذشتہ
کے باقی بہت کم ہے اور یہی ہے مدلول صریح حدیث کا لیکن چونکہ لالہ جی علم بیان سے مذاق واقف نہین لفظ
جنیط سے جو حدیث مین واقع ہوا ہے زمانہ باقیہ کو دو انگلی کی برابر سمجھے اور بُعد اصبعین کو بعد حقیقی تصور
کیا اور از راہ جہل مرکب بر بنای غلط فہمی کے معترض ہوئے ؏ فہم سخن گر نکند مستمع قوت طبع از متکلم

مجوہی فو السد ما اعرض جیط تعنایۂ **قولہ** اصل حقیقت یہہ ہے کہ جب محمد صلعم نے جانا (یعنی روز بدر کے کہ لشکر
قریش کا ہمسے دو چند ہے تو اصحاب کے دلیر بنانے کو فرمایا کہ جبریل آیا اور یہہ آیت لایا ہے لشکر کش ایسا ہی کہا
کرتا ہے انتہی مختصراً یہہ سراسر افترا لالہ سیاہ دل کا ہے اور عمدہ دلیل ہے اوسکی حماقت اور قلت درایت پر جنکہ
صاحب کو یہہ تو خبر ہی نہین کہ یہہ آیت بلکہ تمام سورہ قمر مکیہ ہے یعنی مکہ مین قبل از ہجرت نازل ہوئی ہے اوسوقت

اور مسلمانوں کی کچھہ جمعیت تھی اور لشکر تھا نہ قتال تھا نہ جہاد تھا معدود ہی چند مشرف باسلام ہوئے تھے اور غزوہ بدر سنہ
ہجری میں ہوا ہی تفسیر مینشا ہی میں ہے اور موسوں و دلائل النبوۃ وعن عمر رضی اللہ عنہ لما نزلت قال لم اعلم ای جمع یہزم فلما
کان یوم بدر رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس الدرع ویقول سیہزم الجمع فعلمته یعنی یہہ آیت دلائل نبوت
سے ہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو میں نہیں جانتا تہا کہ یہہ کیا بات ہی لیکن
اسان جب بدر کا دن ہوا تو دیکھا میں نے پیغمبر خدا صلعم کو کہ پہنے تھے زرہ اور کہتے تھے سیہزم الجمع یعنی عنقریب
بہاگیگی یہہ جماعت تب میں نے جانا فقط جب یہہ بات ثابت ہوئی کہ غزوہ بدر سے چند سال پیشتر یہہ آیت
نازل ہوئی اور ایسے وقت میں کہ اہل اسلام نہایت مغلوب اور بہت تہوڑے تھے اور کوئی سامان وگمان جنگ
وجہاد کا بھی نتہا اور یہہ مطابق اوسکے غزوہ بدر میں چند سال بعد ظہور میں آیا یعنی تین سو تیرہ مسلمانوں بے
سامان سے کفار کے فوج ذات الشوکۃ نوسو پچاس مسلح نے شکست پائی تو اوسکو خبر غیبی نہ سمجھیں کیا کلام ربانی
اور بادہ ... ای جولانہ جیسے اندرا قساوت قلبی اور جہل مرکب کی ہے ہرگز قابل التفات کی نہی **قولہ** یہہ سچا پیشین
گوئی سورہ نور میں ہی الخ تفصیل اس مقام کی یہہ ہے کہ جناب رسالت آب صلعم اور تہنی چند جو اس عرصہ میں مشرف
باسلام ہوئے تھے تیرہ برس تک کفار کے ہاتھہ سے تنگ اور خائف رہے اوسکے بعد جب ہجرت کی تو مدینہ میں بھی غلبہ
کفار کے سبب خوف زدہ شب و روز مسلح رہتے تھے یہانتک کہ خدای تعالے نے اونسے یہہ وعدہ فرمایا وعد اللہ
الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی
ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا وعدہ کیا خدا نے اون لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں
اونہوں نے نیک کام کہ ہر آئینہ خلافت بخشیگا اونکو زمین کی جسطرح پر کہ خلافت بخشی تھی اون لوگوں کو جو
اونسے پہلے تھے اور قائم کردیگا اونکے لئے دین اونکا جسکو پسند کیا ہی اوسنے اونکے لئے اور ہر آئینہ بدل دیگا اونکے
لئے اونکے خوف کے بعد امن یعنی جس طرح پر کہ تمسے پہلے بنی اسرائیل فرعون کے ہاتھہ سے تنگ اور خوف زدہ تھے
اور خدا ہی تعالی نے اونکو غالب کرکے اطراف زمین پر تسلط بخشا تہا اور دین کو رونق بخشی تھی اسیطور پر تمکو
بھی کفار پر غالب کرکے اکناف ارض پر حکومت اور خلافت بخشیگا اور تمہارے دین کو جو پسندیدہ ہے رونق و رواج
دیگا دیکھو کیسا ظہور اس وعدہ کا ہوا کہ تہوڑے ہی دنوں کے بعد مانند صبح صادق کے روشنی دین محمدی
کی روز افزوں اطراف واکناف عالم پر مستنیر ہوئی اور بلاد عرب وعجم کو منور کردیا کیسے کیسے بادشاہ صاحب
افواج وسطوت جو شاہنشاہ کہلاتے تھے مقہور ہوئے کیسے کیسے بتخانہ جنمیں صدہا سال سے آتش شیطان پرستی
کی مشتعل تھی خاک برابر کردئے گئے کس زور شور سے بانگ کوس اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان
محمدا رسول اللہ کی شرق سے غرب تک پہونچی کیسے کیسے راجہ جو ملک ہند میں سالہا سال سے سلطنت کرتے

رام ہوسے کہ علاوہ از سیم و زر و جواہرات کے امہوں سنے سلاطین اسلامیہ کے سامنے اپنی بیٹیاں نذر کرین وما
ہذا النصر الا من عند اللہ اسپر بھی اگر کوئی بیچیا یہ ذات منکر مشاہدات بانکار پیش آوے تو اپنا سر کہاوے
خدا نے جو وعدہ کیا تہا وہ پورا ہوگیا لالہ سینہ سیاہ اسکو بھی محمول اوپر تسلی و تسکین اصحاب کے کرکے اوسکے
صدق کو امر اتفاقی ظاہر کرتا ہے مگر یہہ مقولہ بھی اوسکا مانند مقولہ اسی سابق ایک یاوہ سرائی ہی جب ایک بات
بتاکید تمام بلا قیام قرینہ کے کہی جاوے اور اوسیکی مطابق ظہور مین آوے تو اوسکے اخبار غیبی ہونے مین کسیطرح
کا شک و شبہہ نہین اور اس قسم کی یاوہ گوئیان کہ محض مبنی اوپر توہمات اور معاندت کی ہین کچہہ خلل اوسمین
نہین ڈال سکتین **قولہ** قطع نظر ازین آیت کے سیاق سے لازم آتا ہی کہ تمام اہل ایمان امن دئے جاوین اور خلیفہ
کئے جاوین انتہے یہہ اور حماقت بالائی حماقت ہی ہنوز لالہ تیرہ درون یہہ بھی نہین جانتا کہ سیاق کلام کسکو
کہتے ہین اور کلام اور اشارہ کلام کیا ہی گویا کہ وہ علم و عقل سے مجبور ہے مجنونانہ جو لفظ زبان پر آتا ہی بک
اوٹہتا ہی ظاہر از راہ حماقت کی یہہ سمجہتا ہے کہ چونکہ آیت مین لفظ بعض نہین تو اوس سے لازم آویگا کہ کل مراد
لئے جاوین از راہ حماقت جبلی کے یہہ نسمجہا کہ ایسے مواقع مین خود قرینۂ عقلی دال ہے اسپر کہ مراد امن و
تسلط مطلق ہے کچہہ قید کل و جز کی نہین چنانچہہ یہہ امر ہر شخص جسکو تہوڑی عقل بھی ہوگی بخوبی سمجہتا ہی دیکہو یہہ
کہا جاتا ہے کہ مسلمانون اور کافرون مین لڑائی ہوئی اور مسلمانون نے ملک چہین کر سلطنت کی اسمی
کوئی صاحب عقل یہہ نہین سمجہتا کہ جملہ اہل اسلام اور سب کفار لڑائی مین شامل تھے اور سب مسلمانون
نے سلطنت کی بولا جاتا ہے کہ فلانے سنہ مین ہند مین عملداری اور حکومت مسلمانونکی ہوئی اسسے کوئی
صاحب عقل یہہ نہین سمجہتا کہ تمام مسلمان حاکم ہوئی اگر کوئی شخص ایسا سمجہے تو لالہ سیاہ دل کی مانند سفہا
اور مجانین مین شمار کیا جاویگا اور یہان تو نص کلام بالعبارت گواہی دیتی ہے کہ اہل اسلام کا تسلط بھی
بلاد پر ایسا ہی ہوگا جیسا کہ اونسے پہلے لوگون یعنی بنی اسرائیل کا ہوا تہا اور ظاہر ہی کہ بنی اسرائیل
مین کا ہر ایک فرد بشر حاکم اور بادشاہ نہ تہا **قولہ** حالانکہ تین شخصون سے خلافت پائی الخ یہہ حماقت
لالہ تیرہ درون کی ہی بعد اون تینون خلافتون کے بھی حکومت اہل اسلام ہی کی رہی گو کہ باہم نزاع
ہوئی **قولہ** قطع نظر ازین امن تمامی مومنین بھی در روتم ہے انتہی یہہ تیسری حماقت لالہ سیاہ دل کی ہی
آیت مین یہہ کہان ہی کہ ہر قسم کا امن سب مومنین کو دیا جاوے بلکہ مدلول آیت تو صاف یہہ ہی کہ جس خوف
مین اب مومنین ہین اوس سے مامون ہوجاوین گے اور یہہ بات ہر آئنہ ظہور مین آئی کہ جو خوف شب و روز
کفار سے اونکو رہتا تہا وہ بفضل اللہ زائل ہوگیا اور اوس سے خاطر خواہ امن پائی **قولہ** حالانکہ وہ دونون
وعدے آجتک بھی وفا ہوئے الخ خلاصہ اس تقریر کا یہہ ہی کہ فتح بدر سے سب کفار کی جڑ نہین کٹی تہی مثلاً

تمام ہستی کی اوسوقت تک بھی کچھ نہ ہوئی تھی اور امتحان حق سبحانہ کا تھا سو جواب اسکا یہ ہو کہ بیان
لفظ الا قرین معہود و تام ہیہ ہو کہ مراد وہی ہو کفار مکہ مین از انجملہ ہر چند کہ اوس جا دین اکثر سنا و بد کفار مکہ
کے سب کا فرون اور کتابیون کی برحشتی تہیں جن مین ہو بعضے اور اکثر گرفتار ہوے کہ اوسکے سبب سبکی جڑ کٹ گئی بیست
کفار عجم اونکی خبر ہند ہیم لی گئی اور یکجائی ہوا اگر غور کرو تو فتح اول ہی ہو باعث اسلام دین ہونے کی موجب ہو
کئی کفار عرب و عجم کی سے اور یہی اعلای کلمۃ اللہ اعتاق حق ہو کہ ظہور مین آیا **قولہ** پانچوین پیشین گوئی اخر
مین ہو الخ بیان اسکا مطابق روایت معتبر کے یہ ہو کہ اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ سیشتد الامر انہم
الاحزاب علیکم والعاقبۃ لکم علیہم انہم سائرون الیکم بعد تسع او عشر فاقبلوا کما اخبر ولما سمع باقبالہم ضرب
الخندق علی الخندق ثم خرج الیہم فی ثلثۃ آلاف والخندق بینہ وبینہم ومشی علی الفریقین قریب شہر لا حرب
بینہم الا الترامی بالنبل والحجارۃ حتی بعث اللہ علیہم صبا باردۃ فی لیلۃ شاتیۃ فاحصرتہم وسفت التراب
فی وجوہہم واطفات نیرانہم وقلعت خیامہم وماجت الخیل بعضہا فی بعض وکبرت الملائکۃ فی جوانب العسکر
فقال طلیحۃ بن خویلد الاسدی اما محمد فقد بدرکم بالسحر فالنجا النجا فانہزموا من غیر قتال فلما کان الیوم الثانی
اذن فی الناس ان لا یصلوا العصر الا فی بنی قریظۃ فی حرم احدی وعشرین او خمسا وعشرین حتی
جہدہم الحصار فقال لہم تنزلون علی حکمی فابوا فقال علی حکم سعد بن معاذ فرضوا بہ فحکم سعد بقتل مقاتلیہم و
سبی ذراریہم ونسائہم فقتل منہم ستمائۃ او اکثر من سبعمائۃ یعنی خبر دی تھی پیغمبر صلعم نے اپنے اصحاب کو
کہ بھاری ہوگا امر بسبب اجتماع احزاب کی تم پر (یعنی بارہ ہزار آدمی کفار قریش مکہ اور غطفان اور یہود بنی
قریظہ اور بنی النضیر کے جمع ہو کر تم پر آوینگے) اور انجام کار تمہاری فتح ہوا اونپر اور وہ آوینگے نو یا دس
روز کے بعد چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جب سنی حضرت رسالت پناہ صلعم نے اونکے آنیکی خبر تو کھودا خندق
پر خندق پھر چلے اونپر تین ہزار آدمیوں سے دونو فریق کے درمیان خندق تھا اور گذر گیا قریب
ایک مہینے کے کہ بجز تیر اندازی اور کلوخ اندازی کے اور کچھ لڑائی نہوئی یہانتک کہ خدا تعالی
نے کفار پر ٹھنڈی پروا ہوا بھیجی سرد رات مین کہ دل تنگ کر دیا ہوا نے اونکو اور جھونکی خاک اونکے
مونہہ مین اور بجہا دی آگ اونکی اور اوکہاڑ دیے خیمے اونکے اور گہوڑے ایک دوسرے کو لپٹنے لگے
اور تکبیر کی ملائکہ نے گرد لشکر کے تب کہا طلیحہ بن خویلد اسدی نے کہ بیشک محمد نے تم پر جادو چلایا پس
بچو بچو پھر بہاگ گئے وہ بغیر لڑے پہر دوسرے روز پیغمبر صلعم نے منادی پھرائی کہ نہ پڑہیں عصر
کی نماز مگر بنی قریظہ مین پھر محاصرہ کیا بنی قریظہ کا اکیس یا پچیس روز یہانتک کہ نہایت تنگ کیا انکو
محاصرہ نے پھر فرمایا کہ میرے حکم پر راضی ہو تو وہ راضی نہوئے پھر اونہوں نے کہا کہ سعد بن معاذ کے حکم پر

راضی ہوتے ہو اور سپرد و راضی ہوئے تب حکم دیا سعد بن معاذ نے کہ جو لڑنیوالے ہین انمین انکو قتل کیا جاوے اور
اور عورات اور غیر لڑنیوالے کو قید کیا جاوے پس مارے گئے اونمین چہ سو یا کچہہ زیادہ سات سو تک فقط و یہہ
یہہ خبر کیسی مطابق ہوئی کہ دشمن روز مین ہی جیسا فرمایا تہا ظہور مین آیا اور جیسا فرمایا تہا کہ بہت بہاری ہوگا
تہر ویسا ہی واقع ہوا کہ بہت شدائد کہینچے اور جیسا فرمایا تہا کہ انجام کار تمہاری فتح ہو ویسا ہی ہوا کہ کفار
مکہ و غطفان بہاگ گئے اور یہود بنی قریظہ مین سے جو لڑنے والے تھے تہ تیغ ہوئے اور باقی مع زن و بچہ گرفتار
آگے لالہ سیاہ درون یہان بہی اپنے خبث باطنی کو اسطور پر ظاہر کرتے ہین کہ یہہ بہی آثار و علامات دیکہ
کر کے کہدیا ہوگا مگر یہہ نہین سمجہتے کہ آثار و علامات تو کسی اہل مدینہ پر مخفی نہین رہ سکتے تھے اور اخبار جو
پہونچتین تو بوساطت صحابہ ہی کے پہونچتین اگر ایسا ہوتا تو بر وقت ظہور واقعہ کے صحابہ بجہہ کسطرح کہتے کہ
ہذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ یعنی یہہ پیش آیا جسکا وعدہ کیا تہا ہمسے اللہ اور اوسکے
رسول نے اور ظاہر ہوا صدق خدا اور اوسکے رسول کا علاوہ بران فتح یابی احزاب پر تو ایسا امر تہا کہ
آثار و اخبار سے معلوم ہوسکے پس جب واقعات مطابق واقع کے ہوئے تو اوسکے خبر غیبی ہونے کا بجز کسی
سیاہ درون معاند کے اور کوئی انکار نہین کر سکتا قولہ وہ فتح کہان گئی انتہی وہ فتح تہا ظہور مین
آئی کہ مخالفین سب میدان چہوڑ کر بہاگ گئے یہانتک کہ ایک گروہ پر اونمین سے اہل اسلام نے حملہ کر کے
اونکا محاصرہ کیا اور اونکو تنگ کر کے قتل و قید کیا معلوم نہین کہ لالہ جی نے فیروزی اور فتح کسکو سمجہا ہے
باقی خرافات جو لکہی ہے وہ سب بے اصل ہے قولہ تفصیل اس سرگذشت کی رسالہ عماد ہند مین مع اسناد و
تسوید ہے انتہی لالہ جی وہ عماد بے بنیاد گہر مین ہی دبا رکہی ہے وہ ہے کہان کہ اوسکے قلع و قمع کی فکر کیجاوے
گہر مین کیون دبا رکہا ہے حامی ہند کی تو خوبی آپنے دیکہہ لی کہ خود مخذول ہوگئے صمصام انکی بیخ کنی پر
متصور ہو کر میدان مین آپ پر وبال ہوئی یہہ صولت ہند بہی محض گیدڑ بہبکی ہے متصور ہوتی کہ اب
وہ عماد بے بنیاد رہی ہے جب سر اوٹہا دیگی انشاء اللہ تعالی ایسی برابر ہوگی کہ کہوج بہی نہ ملیگا قولہ
چہٹی پیشین گوئی الخ سورہ فتح مین ہے قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس
شدید تقاتلونہم او یسلمون کہو اون پیچہے رہنے والے اعراب سے کہ تم قریب بلائے جاؤگے طرف
گروہ سخت جنگ جو کے مقاتلہ کروگے اونسے یہانتک کہ وہ اسلام لاوین اور یہہ خبر صادق آئی ہے
خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ گروہ اعراب مرتد ہوکر مسیلمہ کذاب سے جا ملے اور برسر مقابلہ
ہوئے تو اونسے مقاتلہ ہوا یہانتک کہ وہی اسلام لائے مفسرین اعلام کا یہی قول ہے اور یہی صحیح ہے اور ہوازن
اور غطفان سے کچہہ جنگ شدید واقع نہین ہوئی پس وہی مصداق اولی باس شدید کے نہین ہو سکتے اور

رسم مین اہل کتاب سے اوسنے مقاتلہ جبتک ہیکہ ختم ہوئین یا اسلام لادین اور یہان یہہ ہیکہ لڑینگے اونسے
جبتک کہ وہ اسلام لادینگے پس اس قسم کا مقاتلہ اہل کتاب کے ساتھہ متصور نہین اور ایران کا مقاتلہ
بہت بعد ہوا اور یہان حرف استقبال قریب واقع ہے پس باوجود مقاتلہ قریب کے اوسکو اوپر مقاتلہ عرب کے
محمول نہین کرسکتے غرض کہ بوجوہ مذکورہ اور بہی مطابق اصح اقوال کے وہ قوم قوم مسیلمہ و مرتدین اعراب نہین
ہوا وس سے متفق ہوئے تہے پس مفسرین نے جو ماسوا اونکے اور قوم کے ارادہ کا احتمال لکہا ہے خود اونکے
اقوال سے واضح ہیکہ وہ احتمالات ضعیف ہین اور بالفرض اگر ہمکو تعین مین اوس قوم کی باعث واقع
ہونے مقامات چند کے شک بہی ہو تو مضر نہ ہو اوس قوم کی تعین مین شک ہوا اصل خبر کے صدق مین
تو کسی طرحکا شک نہین کیونکہ خبر تو مطابق واقع ہوئی اگر ساتھہ ہو یا ونکے ساتھہ ہو **قولہ** مولف ترازو
حیران ہیکہ کلمۂ تردید لایا انتہی خلاصہ مدعا اللہ جاہل کا یہہ ہیکہ حرف تردید یعنی او جو یہان آیا ہے
مشعر ہے اوپر شک کے اور شک اخبار الٰہی مین محتمل نہین جواب اسکا یہہ ہیکہ جو شخص عرب کی زبان اور
فن میزان سے واقف ہو وہ ایسی جہالت کی تقریر نہین کرسکتا فن میزان مین مبرہن ہوچکا ہیکہ قضیۂ منفصلہ
حقیقیہ ہو یا مانعۃ الجمع ہے یا مانعۃ الخلو یہان کلمۂ او سے اشعار ہوا اوپر منع خلو کے یعنی وہ ایسی قوم
ہوگی کہ غیر از قتال و اسلام اونکی نسبت اور کچہہ نہوگا یہہ نہوگا کہ ماسوا دونون جزون کے اور کچہہ مثل
جزیہ کے اونسے منظور کیا جاوے چنانچہ بیضاوی مین اشارہ اسطرف کیا ہیکہ اما المقاتلۃ او الاسلام لا
غیر اور یہہ ممتنع نہین کہ دونو جمع ہوجاوین اسطور پر کہ بعد مقاتلہ کے وہ اسلام لاوین چنانچہ ایسا ہی ہوا اکثر بعد مقاتلہ کے اونہون نے
اسلام قبول کیا اور موید اسکی ہے دوسری قرأت تقاتلونہم او یسلموا بمعنی الی ان یعنی مقاتلہ کروگے اونسے یہانتک کہ وہ اسلام لاوینگے
جیسے کہتے ہین لالزمنک حتی تعطینی حقی بمعنی الی ان تعطینی حقی مگر حق یہہ ہیکہ لالہ جی نہ لغات عرب سے آگاہ ہین
نہ طرز استعمال کو جانتے ہین نہ فن میزان سے واقف ہین ایک جہل مرکب دلپر اونکے چہا گیا ہے اوسکی باعث جو
کچہہ زبان پر آتا ہے بکتے ہین **قولہ** ساتوین پیشین گوئی الخ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک
تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم واثابہم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونہا وکان اللہ
عزیزا حکیما وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجل لکم ہذہ • تحقیق راضی ہوا اللہ تعالے مومنین سے جب
بیعت کرتے تہے وے تیری درخت کے نیچے پس معلوم کیا جو کچہہ کہ اونکے دلون مین تہا پہر اوتارا اطمینان اونپر
اور بعوض اوسکی دی اونکو فتح قریب اور بہت غنیمتین کہ لینگے اونہین اور ہے اللہ زبردست حکمت
والا وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالے نے تمسے بہت غنیمتون کا کہ تم اونکو لوگے پہر جلدی دی تمکو یہہ غنیمت الآیہ یہہ آیت بعد
بیعت کے سال حدیبیہ مین نازل ہوئی اور اسمین وعدہ کیا خدا نے کہ بہت جلد تمکو ایک غنیمت ملیگی اور

جسطرح خبر دی تھی ویسا ہی ظہور مین آیا بہت ہی قریب فتح خیبر حاصل ہوئی اور وہان بہت غنیمت ملی
پس اسکی خبر غیبی ہونیمین کیا شک و شبہ باقی رہا یہان بھی بیس برن لالہ اندرمن وہی بنکو والی لائے کہ
نون ہی اور تیل ہے اور راتو بھی ہے کہ ہر لشکر کش ایسا ہی کہتا ہی بر تقدیریکہ فتح ہوئی تو پیشین گوئی نہین
اور اگر منعکس ہو تو اسکو گرہ سے کچھہ نہین جاتا مگر یہہ تقریر انکی عین حماقت ہی کیونکہ یہان تو در صورت انعکاس
کے سب دعوی نبوت کا درہم برہم ہوا جاتا ہے اور قرآن کے وحی ہونیمین خلل آتا ہی مدعی نبوت ایسی بات
بدون وحی کے اسقدر تاکید شدید سے باین کلمات کہ یہہ وعدہ خدا کا ہی اور خدا یون فرماتا ہی کیونکر کہہ سکتا
ہے علاوہ بران بحث تو اسمین ہی کہ یہہ خبرین دی گئین اور مطابق اسکے ظہور مین آئین اما مطابقت خبر کا زعم
کے ساتھہ کیا جواب ہی بعید نہین کہ لالہ جی یہہ فرمادین کہ اتفاقات سے ہی کہ مطابق ہوئین اسکا جواب یہہ ہے
کہ یہہ خوب اتفاق ہی کہ سب چیزونمین جاری ہی اگر کوئی خبر واقع کے مطابق ہوتی اور کوئی نہوتی تو اپنے
مطابقت کو امر اتفاقی کہنا روا تہا اور جبکہ حال یہہ ہی کہ جو خبر دی مطابق فلق صبح کے ظہور مین آئی تو
ایسی اخبار کی مطابقت کو اتفاقیہ کہنا اسکی مانند ہی کہ کوئی احمق مانند لالہ جی کے یہہ کہی کہ سنکہیا سم
نہین ہی اور اوسکی اثر کے ظہور کو ہر مرتبہ یہہ کہدی کہ امر اتفاقی ہے یا یہہ کہی کہ سورج سے عالم روشن
نہین ہوتا اور ظہور اثر کے باب مین یہہ عذر کری کہ امر اتفاقی ہی صاحبان انصاف فرمادین کہ یہہ قول اُس
حماقت شعار کا کون تسلیم کرسکتا ہی عجیبدانی لالہ جی کی دیکھئے ازراہ بوالہوسی کے ترجمہ تحت الشجرۃ کا
یہہ کیا ہی کہ درختون کے نیچے سخت جاہل چوب ناتراشیدہ ہی کہ مفرد اور جمع مین تمیز نہین کرسکتا اس جہل
مرکب پر دعوی یہہ کہ ہمنے سالہا سال قرآن کو بغور دیکھا ہی آگے اس سے جو لالہ جی علم باریتعالے مین نقص
نکالتے ہین اور لکہتے ہین کہ جبتک مومنین نے بیعت کی تب تک اونکے دل کا علم نہوا یہہ اونکی صریح حماقت
ہے مضمون آیت کا یہہ ہے کہ خدا بیعت کرنیوالون سے راضی ہوا اور جانا خدا نے اونکے دلونکا حال یعنی یہہ
بات معلوم ہوئی کہ جن جن باتون کا اونہون نے عہد کیا ہی اونکو پورا کرینگے اور ظاہر ہی کہ پیشتر
عہد سے وفا بالعہد کسی صورت سے نہین ہوسکتا بلکہ ایک امر ممتنع اور معدوم محض ہی اور علم اوپر وجود شئے
کے منحصر ہے اوپر وجود شئی کے پس قبل از وجود بیعت علم اوپر وجود بیعت اور وفاء عہد کے برآئینہ ممتنع ہی
شاید لالہ جی کے نزدیک یہہ بات جائز ہی کہ وجود سے پیشتر یہہ علم ہوسکتا ہی کہ یہہ شئی موجود ہی نزدیکی اگر
کوئی پوچھے کہ جناب یہہ تو علم نہوا بلکہ صاف جہل ہوا کہ شئی معدوم کو موجود تصور کیا گیا حقیقت یہہ ہی
کہ وہ جاہل محض ہین اور مسئلہ علم ایک مسئلہ ہی حکمت الہیہ کا علم اوسکا تو ایک طرف لالہ جی نے کبھی نام
بھی اوسکا سنا ہوگا **قولہ** آٹھوین پیشین گوئی الخ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل

ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من
مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی

وقودہا الناس والحجارۃ کہہ کہ اگر جمع ہوویں جن و انس اسپر کہ لاویں مانند اس قرآن کی نہین لاسکینگے
مانند اسکے اگرچہ ہوگا ایک دوسرےکا مددگار دوسری آیت کا ترجمہ یہہ ہے اور اگر تم شک مین ہو اس سے
جو ہمنے اتارا اپنے بندہ پر تو لاؤ ایک سورہ مانند اسکی اور بلاؤ اپنے مددگارونکو جو خدا کے
سوا ہین اگر سچے ہو پہر اگر نکر سکو تم اور ہرگز نکر سکوگے تو بچو اوس آگ سے جسکا ایندہن ہین آدمی
اور پتہر ارباب عقل و تمیز دیکہین کہ کتنا بڑا دعوی ہے اور کس تاکید کے ساتہہ خبر ہے اور کیسی مطابق
واقعہ کے ہے کہ تیرہ سو برس گذرنے کو آئے اور باوجود موجود ہونے اور مہارت رکہنے معاندین
کے زبان عربی مین کوئی آجتک تین آیتون کے قدر بہی بنا نسکا لالہ جی تیرہ دورون سے پہلے اپنے چند
رسالون اور اس رسالہ مین بہی بہت زبان سرائی کی ہے مگر کوئی ایسی بات کہ اس دعوی مین
اور صدق خبر مین خلل انداز ہو پیش نہین کی صرف یہی ہر جگہ یاوہ گوئی کرتے رہے کہ ایسا کلام ہم
سے اچہا کہہ سکتے ہین سو اسقدر رکہدینا کچہہ دشوار نہین اور ہمارے دعوی مین بہی اس سے کچہہ ضعف
نہین آتا کہ اوسکا جواب صرف اسیقدر کافی ہے ؎ اینچنین بیہودہ گوئی نتوان گفتن اگر چہ تو نے
وادی بگو در قدرتی واری بیار — اور جو چند جملہ لالہ جی نے بنائے ہین کہ اپنے پیشوا کذاب کے نقل کئے
تہے اور اونپر لالہ جی کو بڑا فخر اور ناز تہا اونکی ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملہ کی غثاثت اور نامربوطی
کلام کی جیسا کہ چاہئے مبین ہوچکی ہے ملاحظہ فرمالیوین **قولہ** اکثر نے حضرت کی تکذیب کی اور کسی نے
صدقیت پر گواہی ندی الخ جبکہ خبر کہ قرآن مین ہے کہ لا یاتون بمثلہ ولن تفعلوا یعنی نہ لاوینگے اسکی
مانند اور ہرگز ایسا نکرسکینگے اسکی تکذیب تو مجرد قول سے نہین ہوسکتی مثلا اگر ہم کہین کہ زمین
اور آسمان اور اجرام فلکیہ قدرت خدا کی ایسی دلیلین ہین کہ اونکی مانند سوا خدا کے ہرگز کوئی نہین
بنا سکتا تو اوسکی تکذیب یہہ نہین ہے کہ کوئی احمق آگندہ جہل مثل لالہ جی کے یہہ کہدے کہ ہم بہی بنا سکتے
ہین اسکی تکذیب تو صرف اسی پر منحصر ہے کہ کوئی بنا کر پیش کردے ورنہ مجرد قول اوسکا ہراینہ اوپر جنون
وجہالت کے محمول ہوگا **قولہ** اہل اسلام کو لازم ہے کہ پیشین گوئی عرفی پر ایمان لاوین الخ مجہکو قرآن
سے ثابت ہوتا ہے کہ مقرر لالہ سینہ سیاہ کے دماغ مین بہی کچہہ خلل آگیا ہے اس سفیہ سے کوئی پوچہے کہ پیشین
گوئی عرفی تو اوسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص کچہہ خبر دیوے اور مطابق اوس خبر کے ظہور مین آوے عرفی نے
یہہ کب خبر دی ہے کہ میرے قصیدہ کے مانند ہرگز کوئی لکہہ نسکیگا اگر ایسا کہین اوسنے لکہا ہو تو لالہ جی

اوسکا نشان دین اور بالفرض اگر یہہ دعوی بھی کیا ہو تو خود ہی لالہ جی فرماویں کہ تصدیق اوسکی ظہور میں آئی یا نہیں ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر قصائد عرفی کے ایسے ہیں کہ اونسے بہتر اونہیں کے معاصرین اور شعرای زمان مابعد نے لکھے ہیں چنانچہ قصیدہ بہاریہ لامیہ کہ منجملہ منتخبات قصائد عرفی ہی میرزا رفیع کا بہاریہ لامیہ اوس سے بہت بڑہا ہوا ہی چونکہ بالاستیعاب دونو قصیدون کا لکہنا باعث تطویل ہے اور دونو قصیدے بہت مشہور ہین کچھہ لکھنے کی ضرورت بھی نہیں ناظرین دونو کو دیکھہ سکتے ہین مگر بطور مشتی نمونہ از خرواری دونو کے کچھہ اشعار اسجگہہ لکھتا ہون اوس سے ظاہر ہوگا کہ مطلع میرزا رفیع بمدارج مطلع عرفی سے ہر طرح پر بڑہا ہوا ہی مطلع عرفی چہرہ پرداز جہان رخت بہدچون بجمل ٭ شب سمور نیم رخ دو روز شود مستقبل مطلع میرزا رفیع اوسنے کیا ہین دوریکا چمنستان سے عمل ٭ تیغ اردی نے کیا ملک خزان مستاصل ٭ اور اشعار بعد مطلع کے یہہ ہین ع سجدہ شکر مین ہی شاخ ثمردار ہر ایک ٭ دیکھکر باغ جہان مین کرم عزوجل ٭ تار بارش مین ہر نکو مین گہرہای تگرگ ٭ بار پہناتے ہین اشجار کمر سو باول - مضمون نقلی عرفی لکھتا ہے ع اقبال سکندر بجہانگیری نظمم ٭ برداشت بیک دست قلم را و علم را ٭ - میرزا نوشہ لکھتے ہین ع قران دو اقلیم کمالم زکنم جمع ٭ لعل و در و فیل و فرس دکوس علم را - اگر لالہ جی کو کچھہ بھی علم معانی اور بیان مین دخل ہوگا تو غالب ہے کہ جو فرق دونو کے درمیان مین باعتبار فصاحت اور بلاغت کی ہی اوسمین سے تہوڑا بہت معلوم کر لینگے مگر باوجود تسلیم کے بھی کچھہ بعید نہیں کہ بمقتضای جبلی سنکرانہ کی یہہ کہدین کہ امر اتفاقی ہی ع گاہ باشد کہ کودکی نادان ٭ از غلط بر ہدف زند تیری ٭ قولہ اسیطرح نضر بن حارث اور یحیی بن حکم اور ابن مقنع وغیرہ مثل قرآن عبارتین بنالاے الخ محض افترا ہی اگر انضر نہیں تو جیسی مسیلمہ کذاب کی عبارت لکھی ہی اونکی عبارتین بہی لکھتے تاکہ معلوم ہو جاتا کہ ایا قائل عبارت کذاب ہی یا ناسخ عہد اکی کتاب کے قولہ قریب نصف اہل اسلام کے کہتے ہین کہ عثمان نے قرآن سے سورۃ النورین وغیرہ چند سورتین نکال ڈالین الخ دیکہو تو کتنا بڑا کذاب ہی کہ کہتا ہی کہ قریب نصف اہل اسلام کے ایسا کہتے ہین یا یہہ کہ حماقت شعار کو یہہ بہی خبر نہیں کہ وہ کون لوگ ہین جو ایسا کہتے ہین اور کسقدر ہین مخفی نرہے کہ اہل اسلام مین دو فرقے سنی اور شیعہ بکثرت ہین اگرچہ اور بہی بعض فرقے ہین کہ اپنے تئین مسلمان کہتے ہین مگر بسبب اعتقادات قبیحہ کے یہہ دونو فریق اونکو مسلمان نہیں جانتے اور ان دونون فرقون کا اتفاق ہے اسپر کہ قرآن مجید مین سے ایک حرف کی بہی کمی و بیشی نہیں ہوئی چنانچہ بحث اسکی مفصل سوط الجبار مین مرقوم ہی قصہ کوتاہ قرآن مین کوئی بات ایسی بات نہیں کہ اوسکی عبارت لاثانی ٹھہرای جاوی انتہی جبکہ یہہ پیشین گوئی قرآن کی لا یاتون بمثلہ صادق

ناراینا تھر بہا جاتی نار اپنا تھہ رود رجاتی کیا لسبب تکرار کے اسکو بھی غیر فصیح کہدینگے اور جو اشلوک بنائی ہوئی اور لوگون کے ایسی ہین کہ جنمین تکرار کلمات نہین تو کیا اونکو بید کی اشلوک پر ترجیح دینگے اور فی المثل اگر کسی نے کچھہ اشلوک سنسکرت مین لکھے اور یہہ التزام کیا کہ حروف ہجا سنسکرت مین سے نصف حروف کی قدر نہ آوین تو کیا اونکو تمام بید پر فضیلت دیدینگے اور یہہ قول لالہ جی کا کہ اول سے آخر تک خطبہ پڑھتا تھا اور تکرار حروف تک تا تھا کیسا جھوٹ صریح ہی کیا خطبہ اوسکا نہایت درجہ تیس ہی حرف کا ہوتا تھا خدا کی قدرت دیکھنا چاہئے اور معجزہ قرآنی سمجھنا چاہئے کہ جو شخص در پی تکذیب کلام الہی ہوتا ہی خدا اوسکو اوسیکو مونہہ سے جھوٹا بنا دیتا ہی سے اینچنین رسوا کند حق کید را **قوله** اسیطرح اگر فیضی بھی اگر اپنے کلام کی فی نظیری پر فخر کرتا تو روا تھا الخ لالہ جی نے جو عبارت فیضی کی نقل کی ہی اونکی نقل سے بخوبی ثابت ہی کہ اونہون نے مانند کاتبان بیوقوف کے کہ اگر فی المثل منقول عنہ پر مکھی مری چپکی ہوئی دیکھی ہی تو منقول مین بھی مکھی مار کر لگا دی ہے ہرگز ہرگز اوس عبارت کو لالہ جی نے نہین سمجھا معنی کا سمجھنا تو ایک طرف الفاظ بھی اونکی سمجھہ مین نہین آئی صفحہ ۳۹ پر اونہون نے تین سطر و نہین دہ عبارت نقل کی ہی سترہوین سطر مین اسصورت پر ایک لفظ لکھا ہی (الفا) لالہ جی فرماوین کہ یہہ کیا لفظ ہی اور معنی اسکو کیا ہین اور نقطہ اسپر کیسا ہی اس سے پہلی اوسی سطر مین لکھا ہی (دالعق) یہہ فتح لام کا کسطرح پڑھی اور عمل کا محل اعرابی کیا ہی اوسی سطر مین لکھا ہی (طوالجھا) فرماوین کہ فتح حا کا کیونکر درست ہی اور محل اعرابی اس کلمہ کا کیا ہی اوسی سطر مین لکھا ہی (کلام اللہ) فتحہ میم کا کیون ہی کلام کا محل اعرابی کیا ہی اٹھارہوین سطر مین ہی (دمحامدیا) دال کے کسرہ کی کیا وجہ ہی اور یہہ کلمہ معمول کس عامل کا ہی اگرچہ ان تین سطرون مین اور بھی حروف و کلمات غلط لکھی ہین مگر وہ غلطیان خفیف ہین ہم اونسی تعرض نہین کرتے بس صاف ظاہر ہوا کہ لالہ جی محض از راہ مشاغبہ اور مکابرہ کے پیش آئی ہین کوئی بات سمجھکر نہین لکھی ہی جو کچھہ لکھا ہی محض از راہ حماقت یا جہل مرکب کے لکھا ہی بنظر تحقیق حق کوئی بات نہین لکھی اب رہی یہہ بات کہ وہ چند فقرے فیضی کے جنکو لالہ جی نے از راہ نافہمی فصیح بلیغ سمجھا ہے فصاحت و بلاغت مین کس حد تک پہونچے ہین یا یہہ کہ بیسرپا نہ فصاحت و بلاغت سے ساقط ہین سو حال اسکا یہہ ہے کہ علماء معانی و بیان متفق ہین اسپر کہ ایسا کلام کہ ضعف تالیف اور تنافر کلمات اور تعقید لفظی یا معنوی پر مشتمل ہو فصاحت سے خارج ہی بلکہ ملحق باصوات حیوانات ہی اور ظاہر ہی کہ فقرات مذکورہ مین ایک بھی فقرہ ایسا نہین ہی جو ان سقیم سے خالی ہو بعید درجہ بلاغت تو ایک امر محالی ہی وہ فقرات تو فصاحت سے بھی گئے گذرے ہین علم کلام معجز نظام کے ساتھہ کیا مناسبت ہی **قوله** تفسیر فتح العزیز مین لکھا ہی کہ اوسکے نے سورہ آل عمران کی اس آیت مین ذات الدین عند اللہ الحنیفیہ السمحہ لا الیہود ولا النصرانیہ اصلاح فرمائی کہ چندان فصیح و بلیغ نہ تھی اور پھر اسطرح خبر بنائی ان الدین عند اللہ الاسلام کہ بہ نسبت اول بغایت افصح اور ابلغ ہی فقط انتہی بلفظہ و حروفہ اگرچہ مدعا لالہ جی کا یعنی یہہ امر کہ کسی سے اصلاح لیجاتی تھی یا مطلقاً حضرت رسالت آب صلعم خود اصلاح دیتے تھے

قول مفسر سے ثابت نہین ہوتا اور دعوی اوسکا باستناد قول مفسر محض بیجا اور باطل ہو مگر ہمکو اسباب مین نزاع
بحث ضرور نہین اسلیے کہ یہہ قول مفسر کا ہمارے اصول سے ہملا ثابت نہین کسی حدیث صحیح مین ایسا وارد نہین
ہوا اور نہ ہمارا ایسا اعتقاد کہ عبارت مذکورہ کبھی قرآن مین داخل تھی کیونکہ جو آیت منسوخ التلاوۃ ہو وہ
بالفاظہا کسی کو یاد نہین رہی اور جسقدر از روے خبر احاد کے منقول ہے وہ بالفاظہا جز قرآن نہین ہوسکتا
اسلیے کہ از روے خبر متواتر جز قرآن ہوا اوسکا ثابت نہین ہوسکتا البتہ کچھہ مضمون اوسکا یاد رہا ہو
کہ بڑے مشہور والون نے نقل اوسکی بطور نقل بالمعنی کی ہے اور شاید کوئی لفظ بھی اوسکا اس نقل مین ہو
تا وقتیکہ کل الفاظ مرتبہ بنقل متواتر منقول نہون کوئی عبارت جز قرآن نہین ہوسکتی چنانچہ خود
مفسر رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی مقام پر اس امر پر معترف ہین اور فرماتے ہین کہ فراموش کنانیدن آن
آیات آن معنی نیست کہ ہیچ چیز از لفظ و معنی بخاطر کسی نماند بلکہ معنیش آنست کہ تمام نظم منزل دران
آیات محفوظ نباشد و در بعضی از الفاظ یا ترتیب الفاظ آن اشتباہ افتد و چون اشتباہ افتاد منزل
بودن آن بالیقین ثابت نشد و از حد قرآن کہ منزل بالیقین ہست برآمد انتہی اب رہی یہہ بات کہ وہ
فصاحت مین برابر اس آیت کے تھی یعنی وہ فصیح تھی اور یہہ افصح ہو سو حال اسکا یہہ ہو کہ ہرگاہ نظم و عبارت
اوسکی بعینہا محفوظ نہین اور ترجیح ایک عبارت کی دوسری پر موقوف ہوا اوپر محفوظ ہونے دونو عبارتون
کے پس ہم کسی طرح یہہ نہین کہہ سکتے کہ وہ فصیح تھی اور یہہ افصح ہو اور نات بخیر منہا او مثلہا سے خیریت
اور مثلیت عبارت اور نظم کی مقصود نہین بلکہ خیریت اور مثلیت فی المصلحۃ مراد ہے چنانچہ علماء اصول رحمہم اللہ
تعالی بتصریح تمام فرماتے ہین فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ نے لکہا ہے فاما قولہ نات بخیر منہا او مثلہا فان المراد
الخیریۃ فیما یرجع الی مرافق العباد دون النظم بعینہ فکذلک المماثلۃ انتہی شارح بزدوی لکہتے ہین المعنی
نات بخیر منہا او مثلہا فی المصلحۃ والثواب ونحوہا لا بلفظۃ خیر من لفظہا او مثلہا والحاصل ان الخیریۃ و
المثلیۃ باعتبار الحکم لا باعتبار اللفظ ونظم القرآن کلہ سواء فی الاعجاز وفی کونہ قرآنا انتہی مختصراً
لالہ جی نے جو عبارت مفسر رحمہ اللہ کی اس مقام پر لکہی تہی اوس سے ثابت ہے کہ لالہ جی سراسر جاہل اور محض نا
ہین اور یہ مصداق ع انچہ مردم میکنند بوزینہ ہم * آن کند کز مرد بیند دمبدم - جیسا کچھہ کہین لکہا
دیکھتے ہین بلا لحاظ صحت و غلطی اور بغیر فہم معنی کے بعینہ نقل کر دیتے ہین اسی مقام پر صفحہ ۴۴ مین دو
نقل کین ایک اس صورت پر ذات الدین عند اللہ الخ اور دوسری اس صورت پر ان الدین
عند اللہ الآیہ مگر خاک نہین سمجھے کہ ان الفاظ کے کچھہ معنی بہی اس مقام پر صحیح ہوسکتے ہین یا نہین ظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ کسی کتاب مین کچھہ غلطی تحریر کی ہوگئی ہے اوسیکو اونہون نے دیکھکر نقل [illegible]

بیوقوف کی کہ مری کہی ہو منقول عنہ ریچکی دیکھتی ہین ویسی ہی جیکا دیتی ہین عمل کیا ہی اور باانہمہ کمال
بیحیائی سی دعوی عربی دانی پربھی سرگرم ہین اور ہمکو اصل عبارت لکھنی کی ضرورت نہین ہے ہم دیکھتی ہین
کہ لالہ جی اپنی عبارت منقولہ کے معنی کسطور پر صحیح کہہ سکتی ہین **قولہ** نوین پیشین گوئی سورہ فتح مین ہو
الذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ اگرچہ اور سب مقامات کی تشریح بحسن
وخوبی ہوا تفسیر مین جناب مولانا آل حسن صاحب نے فرمائی ہی ہماری زبان وقلم اوسکو بیان سے قاصر ہی اونکی
تقریرین ایسی لطف انگیز ہین کہ بیان مین نہین آسکتین دیکھنے ہی سے اونکی خوبی ظاہر ہوتی ہی اور جو کچھ
اس رسالہ مین مرقوم ہی وہ اونکی مناسبت بھی اونکے بیان سے نہین رکھتا ؏ ترک جوشی کردہ ام من
نیم خام ٭ از حکیم معنوی بشنو تمام ۔ مگر جسقدر کہ اونہون نے بمقابلہ عیسائیون کے اسباب مین تحریر
فرمایا ہے بے اختیار جی چاہتا ہی کہ بعینہ اوسکو یہان نقل کردن اور وہ یہہ ہی ۔ جاننا چاہیئے کہ خدا تعالے نے
فرمایا ہی وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم
دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعنی اللہ تعالی نے وعدہ دے رکھا ہی نیکو کار ایمان والوں کو
تم مین سی ای مسلمانو کہ اونکو بادشاہ کردیگا جیسے بعضے اگلون کو بادشاہ کیا اور جمادیگا اوس دین کو جسے
اونکے لیے مقبول کیا اور بدل دیگا اونکو خوف کی جگہ امن وامان کو اور اسیکا ضمیمہ ہی کہ بخاری نے بسند
جناب ابن الدرہ صحابی سے اخراج روایت کیا ہی کہ وہ کہتے ہین کہ ہمنے ایکدن پیغمبر خدا صلعم کے حضور
مین حاضر ہو کر مکہ کے بت پرستون کی ایذا اونکی جو وہ دیتے تھے شکایت کی آپکا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور جسم
صبر کی نصیحت کرنے لگے اور اگلے مظلوموں اور اونکے صبر کی حکایتین بیان کرنے لگے اور فرمایا واللہ
لیتمن ہذا الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت لا یخاف الا اللہ ولکنکم تستعجلون خدا کی قسم یہہ
یعنی دین اسلام جسکی جہت سے تمکو ابتدا مین یہہ سختی پہنچتی ہین مقرر بمقرر اپنے درجے کو پہونچیگا یہانتک کہ
صنعا سے حضرموت تک آدمی سلطان سفر کریگا اور سوا ہی خدا کے کسی کا ڈر اوسے نہوگا لیکن تم جلدی کرتی
ہو فقط مطلب یہہ کہ میری اور میرے ساتھیون کی بیکسی اور مظلومی اور بیدینون سے ذلیل ہونا
اور جبروت پر دھیان نکرو ایک دن ایسا آنیوالا ہی کہ کوہ و دشت مین تنہا کسیکا ڈر نہوگا جہان جائیگی
وطن مین اور اسی کے ضمیمہ مین ہے جو بخاری نے بسند متصل عدی بن حاتم طائی صحابی سے روایت کی
ہے کہ عدی کہتے ہین کہ مین پیغمبر خدا صلعم کی حضور مین بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آکر تنگدستی سے شکایت
کی اسلام کی جہت سے اور پھر ایک دوسرا شخص آیا اوس نے شکایت کی سفر کی راہ مین ہندہ جانیکی یعنی آنا
سودا کرنا بازار مین اور خرید فروخت کرنا اور سفر کرنا تجارت کے لئے اور رستہ چلنا بیدینون کے ظلم سے

مشکل ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تیری زندگی باقی ہو تو ایک دن تو دیکھیگا کہ عورت محمل نشین تن تنہا حیرہ سے کوچ
کرے اور کعبہ میں باطمینان پہونچکر طواف کیا یعنی اگرچہ کافرون کے ظلم مین ہم گرفتار ہیں تو کیا ہوا ایکدن ایسا
بھی آنیوالا ہے کہ ہمارے لوگون مین سے اگر ایک عورت بھی تنہا سفر کریگی تو اوسکو مال سے بھی کوئی
متعرض نہو سکیگا اور اوسی روایت مین ہے کہ عدی بن حاتم کہتے مین کہ مین نے دیکھی یہہ بات کہ ایک عورت
حیرہ سے کعبہ تک باطمینان آئی یعنی مرد ہی کا ڈر ایسا مغلوب ہو گیا کہ مسلمہ مسافرہ سے بھی اونکو تعرض کرنیکی
دستگاہ باقی نہین رہی تھا کہ مردون سے یہان پہلے کئی باتون پر غور کرنا چاہئے اول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اور
اور اوسوقت کے مسلمانونکی بیہ ایگی کہ سوائی نان جوین اور گزینہ چادر کے میسر نتہا اور اونکی بے سروسامانی
کہ لڑائی کے ہتہیار بھی بہت پاس نتہے اور اونکی ہیئت اور نادانی قواعد حرب اور ضوابط جہانگیری
سے اور اونکی قلت کہ صرف عرب کے کافرون کے مقابلہ مین لاکہون حصہ تہے دوسری مخالفونکی کثرت اور
اونکی دولت اور اہل روم و ایران کی جاہ و حشمت اور علم و حکمت اور قواعد حرب اور جہانگیری کی مشق
تیسری یہہ بات کہ بدون اسکے کہ پہلے بحیلہ سوداگری یا استاجری یا نوکری اور مدار المہامی کسی سرکار
ذوالاقتدار مین دخلت کی ہو یا کوئی ریاست بجمع اور فریب لی ہو لڑائیان سب سے شروع کردین اور صرف
مذہب کیلئے اور علانیہ مذہب ہی کے تعرض پر لڑائیونکی بنا باندھی چوتھی یہہ اوس بغض و عداوت کو خیال
کیجئے جو علانیہ مذہب کے تعرض سے برپا ہوتا ہے کہ ایک جاتی ہی جان دینی کو اور لینا دینی کو موجود ہو جاتی ہے جیہ جائیکہ
اور شجیع بعد اوسکے دیکہو کہ باانہمہ دی پیشین گوئیان کسطرح جلوہ ظہور مین آئین کہ تیس بتیس برس کے
اندر عرض مین وہی بارہ درجہ سے کہین پینتالیس چوالیس درجہ تک جیسے باب المندب سے بلاد یونان اور
حدود ملک اندلس تک اور کہین پچاس درجہ تک جیسے ترکستان کی حدود شمالی تک اور طول مین نصف
النہار لندن سے دس درجہ غربی لیکر کہین ستر درجہ تک جیسے حدود شرقیہ فارس تک اور کہین چہتر
درجہ تک جیسے حدود شرقیہ ترکستان تک حوزہ اقتدار مین خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے اسطرح آگیا
کہ اگلی حکومتون کا نام و نشان بہی باقی نرہا اور باوجود لا اکراہ فی الدین کے عموما توحید کا مذہب پہیل گیا
دیکہو اول چار باتون کو اور تیس بتیس برس کی مدت کو اور سیکڑون برس کی پایدار السلطنت کو لحاظ کرو
ایسا تو بخت نصر کے وقت سے آجتک کسی کیلئے نہین ہوا اور بخت نصر سے آگے تو صحیح تواریخون کی رو سے
کسیکے لئے ریاست عظیمہ کا ہونا معلوم ہی نہین ہوتا چنانچہ آپ ہی لوگونکی تواریخ اور جغرافیہ سے یہہ سب
باتیں ہم نے دریافت کیں ایضا قال اللہ تعالی ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ
ولو کرہ المشرکون یعنی خدا وند تعالی نے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسکو غالب کرے

سچے دین کو سب دینوں پر اگرچہ مشرکوں کو ناگوار ہو اور اوسیکا ضمیمہ ہے وہ کہ مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی
مین ثوبان راوی سے جنکی صحابیت مسلم الثبوت ہے بسند متصل اخراج کیا کہ وہ کہتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے تھے
زویت لی الارض مشارقها ومغاربها وسیبلغ ملک امتی ما زوی لی یعنی اکھٹا کر کے دکھلائی گئین مجھکو زمین کی پورب
کی طرفین اور پچھم کی اور پہونچیگی حکومت میری امت کی جہانتک کہ وہ دکھلائی گئی یعنی پورب سے پچھم تک
دیکھو یہاں بھی پہلے ان ہین چار باتون پر درمیان کرو اور بعد اوسکے دہیان کرو اس بات کو کہ ملک فاس
اور اندلس بلکہ جزائر خالدات سے کہ ربع مسکون کی حد غربی یہی ہے تا جزائر شرقیہ چین کہ یہ ربع مسکون کی حد شرقی
ہے طول مین اور سواحل جنوبیہ افریقیہ اور جزائر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر کہین ۴۵ اور کہین ۵۰ اور کہین
ساٹھ درجہ تک بلکہ بعضی جگہ کچھ اوپر تک جیسے بعضے دیار روس عرض شمالی مین کمتر بڑی صوبونکی موافق
وہ ملک جو خوب آباد ہے باقی رہا ہوگا جہان ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانونکی حکومت نہین ہوئی اور
ایسی نہین جیسے نادرشاہ اور پوناپاٹ کی بلکہ کمتر کوئی مقام ہوگا جہان مسلمانون نے سو برس سے کم حکومت
کی ہوگی گو کہ کہین شعار اسلامیہ جاری کئے ہون اور کہین صرف جزیہ پر اکتفا کی ہو جیسے اکثر ولایات فرنگ
مین چنانچہ یہ بات بھی آپ ہی لوگونکی تواریخ خصوصاً ڈاکٹر ٹیلر صاحب کی تاریخ اور آپ ہی کا جغرافیہ سے
مین نے دریافت کین اور ایک بات یہاں اور غور کرنیکے قابل ہے کہ جتنے مذہب والے ہین سب ہی اپنے اپنے
دین کو سچا کہتے ہین مگر برہان عقلی کی رو سے جسطرح لا الہ الا اللہ کا مضمون سچا ٹھہرتا ہے اوسطرح نہ ثنویت
کا عقیدہ ہے نہ تثلیث کا اور نہ سکون او پاشتی کا بلکہ برہان عقلی کی رو سے یہ تینون مسئلے باطل ٹھہرتے
مین سو ہزارون برس سے ثنویت زردشتیون کی یہاں اور سکون او پاشنا ہنودون اور جینیون کی یہاں
اور تثلیث عیسائیون کے یہاں ضروریات التزامیہ ملت مین داخل ہے وہ بھی باعتداد فراوانی نوع انسانی سے
ابتک کسی کے عہد مین دنیا مین مشرق سے مغرب تک اس کیفیت اور کمیت کیساتھ نہین پہیلی جیسے کہ دین محمدی
علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام مین پہیلی اور اگر کہین پہیلی ہو تو بتائیے اور لطیفہ یہ ہے کہ جسوقت ہمارے
پیغمبر خدا کا ظہور ہوا اوسوقت ان تینون اصول والون کے سوا اور کوئی ربع مسکون مین بڑا صاحب حکومت
تھا اور حکومت کو بھی دین کہتے ہین پس کوئی حکومت ان تینون مذہب والونکی حکومتون سے نہین باقی
رہی جسپر مسلمان لوگ غالب آئے ہون گو کہ بعضی جگہ صرف جزیہ اور لشکری لینے پر قناعت کی ہو چنانچہ
تمہاری ہی تاریخین اور جغرافیہ شاہد ہین اور جب حضرت عیسیٰ پھر آوینگے تو بادشاہت آسمانی کے
دوام کی تکمیل ہو جاویگی انتہے اب پادری لالہ اندرمن کی فصاحت بیانی اور استعداد برہانی کی طرف متوجہ
ہوتا ہون قولہ غلبہ کی کئی صورتین ہین انتہے جسقدر غلبہ اور سلطنت اوپر مذکور ہوچکا یہ قول اوسکے

کسی صورت غلبہ مین داخل ہی نہین بعید نہین کہ اونکے نزدیک اسکا نام مغلوبی ہو **قولہ** اہل کثرت است یعنی کل
امم سواے امت محمدی زیادہ ہین اھ اقول اگر لالہ جی کے نزدیک یہہ امر مسلم ہی تو چونکہ بقول باطلہ اونکے عالم مین تین ارب
بودہ ہین اور اکتیس کروڑ عیسائی ہین اور تیرہ کروڑ ہندو ہین پس لازم آیا کہ مذہب ہنود ہر طرح براول
دونو مذہبون سے مغلوب ہی جناب پنڈت جی اس قول پر قائم رہئیو اور اپنی ملت کی مغلوبی پر اقرار کیجیو اہل دونو
ملت والون کے مقابلہ مین ہم اپنا غلبہ جسطرح ہوگا ثابت کرینگے **قولہ** دوسری قسم غلبہ کی تقویت ذاتی اور قوت
نفس الامری ہی یعنی ثبوت دین کے دلائل و وسائل اسطرح کے کہ اونکو معارضہ و مباحثہ سے دیگر اہل ادیان عاجز
ہین پس یہہ شان خدا داد ہندوستانیون اور یونانیون کے لئے ہی اھ اقول تیری اس قول مولنا آل حسن سلمہ اللہ
کی کہ برہان عقلی کی رو سے جسطرح لا الہ الا اللہ کا مضمون سچا ٹھہرتا ہی الخ توجہ فرمائی اور غور کیجیے کہ تعشیر اوثان
کی بحکم بداہتہ عقل منجملہ محالات عقلیہ کے ہی اور برہان توحید ہی اور آپ اوسکی اثبات پر کوئی دلیل لا نسکے
پس آپکو شرم نہین آتی کہ ایسے ہی بنیادی اوپر عقلی کے اپنی دین کی اصل کی صفت و ثنا کرتے ہین اب ہم خود
لالہ جی کے دین کا بطلان خود اسی بیان سے لالہ جی کے مبرہن کرتے ہین کہ جب باعتراف لالہ جی یہہ قرار پایا کہ
دلائل و وسائل یونانیون کے بہت غالب ہین اور یہہ غلبہ خدا داد اونکو حاصل ہی یعنی من جانب اللہ ہی تو
لازم آیا کہ قدیم اہل یونان جو اکثر یہود اور نصرانی تھے اور اہل ہند جو اکثر بت پرست اور بودہ اور جین
اور ناستک چارباکی تھے اور اب بھی رہین بلکہ زمانہ سابقہ مین بھی لوگ بکثرت تھے بقول لالہ جی کے باعتبار
دلائل و وسائل اثبات دین کی کچھ بید انتیون اور شاستریون سے کم نہین ہین اور بید انتیون اور
شاستریون کو دلائل دینیہ کو یہود اور عیسائیون اور دہریون وغیرہ کی دلائل دینیہ پر ترجیح نہین یعنی
یہہ لوگ ان دونو دلائل اور وسائل کے اونپر غالب نہین آسکتی اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ یہہ شان اونکو
خدا داد ہی یعنی خدا کیطرف سے عطا ہوئی ہی جسطرح پر کہ بحسب عقیدہ لالہ جی بید انتیون وغیرہم کو یہہ عطا ہوا ہی
اب ہم ان اصول چند فروع متفرع کرتے ہین اول یہہ کہ لالہ جی کے اعتراف کے بموجب دلائل اثبات نبوۃ انبیا
و حیات عیسی بن مریم علیہما السلام ایسی ہین کہ ہنود کی مجال نہین کہ ان پر دیکے دلائل کو اونہین کچھہ رد و قدح
کرسکین اور دو وسائل اور مسائل شریعت موسویہ اور عیسویہ ایسے مدلل و محکم ہین کہ ہنود کو یارا نہین کہ اونکی
رد و قدح مین کوئی دلیل ایسی کہ اونپر غالب ہو پیش کرسکین اور چونکہ حسب اعتراف لالہ جی کے دلائل
رد وسائل اور مسائل اونکی سب خدا کی طرف سے اونکو عطا ہوئی ہین اور دلائل الٰہیہ کے رد پر جو مستعد
اور آمادہ ہو وہ خود مردود ہی پس حسب اعتراف لالہ جی کے جو کوئی ہنود مستعد اوپر رد و قدح دلائل
او مسائل اور وسائل یہود و نصاری کے ہو وہ خود مردود ہے تقریب ثانی قیسیان انگلیشیہ نے جو ہنود کے

مذہب کے ابطال مین رسائل متعدد لکھے ہین اور اونکو مائل کیا تھا اور مبہوت وساکت کیے بید وشاستر کو باطل ٹھہرایا ہے منود
ہوا یا نہین کہ ایسے دلائل لاوین کہ اونکے دلائل پر غالب آوین اور چونکہ دلائل اونکے خدا کی طرف سے ہین اگر
اونکے روبرو بمقابلہ پیش آوین تو خود بسبب اعتراف لالہ اندرمن کے مردود ہوجاوین اب کہان گئے ہمصفیر اندرمن
بیس برس منشی اندرمن دیکھا اعجاز قرآن اور غلبہ اور سطوت ایمان کہ کس حسن وخوبی کے ساتھ آپ ہی کے
ہاتھون آپکے بید کو جڑ سے کٹوا دیا اور دفتر شاستر کو تمام تر ابتر کرا دیا تعلیم سوم قدیم بودہ جسین خدا کو نہین
مانتے اور ناستک مادہ ہیولائی کو واجب الوجود جانتے ہین پس بموجب اعتراف لالہ جی کے اونکے دلائل اور
وسائل بھی ایسے ہین کہ اونکو بھی غلبہ من جانب اللہ عطا ہوا ہے تو لامحالہ دہریہ شاستر والے اونکے دلائل ومسائل
پر بھی غالب نہین آسکتے اور اگر خدا اوداد غلبہ پر اپنا غلبہ چاہین تو مردود کہلائین اور انجام کار مغلوب
ہوجائین اس بنا پر لازم آیا کہ لالہ جی کے مذہب ودلائل ایسے ہین کہ بمقابلہ دلائل دہریہ وغیرہ کے غالب نہین آسکتے اگر
پس صاف متحقق ہوا کہ دلائل ووسائل مذہب لالہ جی کے نہایت کمزور وضعیف ہین کہ نہ اہل کتاب کا مقابلہ کر سکتے
ہین نہ دہریہ وغیرہ کا اور اگر اونکے غلبہ خداداد پر اپنا غلبہ چاہتے ہین تو مردود کہلاتے ہین اب سنیے حال دلائل
اہل اسلام کا کہ وہ یونانی فرقہ دہریہ کہ جنکے مغالطات سے کتنے یہود اور اکثر نصرانی مرتد ہوکر دہریے ہوگئے
خلفاء عباسیہ کے عہد مین بڑے بڑے مباحثے اونکے اہل اسلام سے رہے اور انجام کار غلبہ اہل اسلام کو ہوا
فرقہ مشرکہ سے ابتداء دور اسلام سے مباحثہ رہا اور وہ بھی مغلوب ہوئے یہود ونصاری سے
شروع اسلام سے مباحثہ رہا اور وہ بھی مبہوت ہوئے فلاسفہ یونان سے اسقدر مباحثہ رہا کہ ہزارون
کتابین لکھی گئین مگر اونکو بھی ساکت کر دیا ہر ہر فریق کے مباحثہ کی کتابین جنمین فریقین کے استدلالات
درج ہین اب تک موجود ہین کتاب فصل شیخ ابن حزم کی کہ جسمین سب ملت والون اور ہر ہر فریق سے
مباحثہ مبسوط ہے جامع سب مباحثات کی ہے حکماء اسلامیہ ایسے ایسے گذرے ہین اور اب بھی موجود ہین کہ
بمقابلہ اونکے اور کسی ملت مذہب والا دم نہین مار سکتا ہین اسباب مین ایک حرف بھی لالہ جی
کی طرح لاف گزاف کا نہین لکھتا تصدیق میری اس تقریر کی کتب حکمت اور کلام اور کتب اشراق جناب
صوفیہ کرام سے واضح ہے کہ ہزارہا کتب اب دیار ہند مین بھی موجود ہین لالہ جی فرماوین کہ کوئی مباحثہ
اونکی ملت والون کا اب تک کسی فلسفی یا کسی حکیم سے ہوا اگر ہوا تو نشان دین اور اگر کوئی کتاب ایسی کہ
جسمین یہ مباحثات لکھے گئے ہون پیش کرین ہان چند روز ہوئے کہ جب قسیسان انگلشیہ آئے
بہت مذمت کی اور متواتر اونکے مذہب کی طعن مین کتابین لکھین تو صرف ایک رسالہ اونکے جواب
مین تحریر کیا چنانچہ اوسکو بھی قسیسان مذکورہ نے رد کرکے اور کئی رسالہ لکھے سو اب تک اونکا کچھ بھی جواب

اب بمقابلہ تحفۃ الہند کہ نہایت مختصر کتاب ہے لالہ جی نے کچھ کہنا شروع کیا ہے مہنوز اوسکے جواب سے فارغ نہین ہوئے حالانکہ
اور کئی ایک کتاب کی رد مین چند کتابین تحریر مین آچکی ہین اور چونکہ لالہ جی سرآمد ہنود اور اوس فرقہ نامحمود کے فرد
کامل ہین خود اونہوں کی استدلالات سے حال مناظرہ دانی اور معلومات قواعد مناظرہ کا بخوبی روشن ہوتا ہے کہ
تصریح ضرور نہین ہے قولہ تیسری صورت غلبہ شمشیر ہے کہ قدیم الایام نصیب ہنود رہی الخ ہیہ تقریر لالہ جی کی
ایسے ہنیار شعار بہت تنگ ہے زبان پر آتی ہین ع الا لالہ صاحب چو شمشیر بست * نہ از گرز سد از سر پش
درخت کہ ورا از بن برکند * بہ گرز گران بیشہ را بشکند * چو لالہ کمر بست دیوری خورد * بسندار کرد
کس جان برد * چو از دوال شد دست آن پہلوان * بسندار کرلیشہ بید عنان * بتن گر گشتہ جو شن جہان
ز ہمت دو پہلوی لنگ را * لالہ جی وہ کونسا دن تہا کہ ہنود نے مارے بہ ہند سے باہر نکلکر تلوار کی گہر پر
بیٹھے ہوئے ساس ہو دن نہ بہار جون کی لڑائی لڑتے رہے جب کسی باہر والے نے اونپر چڑہ کر حملہ کر دیا
کیا تو پاؤن پسار کر لیٹ گئے تہوڑی سی جماعت سے اسکندر رومی نے فتح پائی سلطان یمین الدولہ محمود
نے تہوڑے لشکر سے بڑے بڑے راجوں کو تہ تیغ کیا مملکت چہین لی تہانے مسمار کر دیئے زن و مرد کو
پکڑ پکڑ کر لونڈی غلام بنایا تاریخ یمینی مین واقعہ نارین مین لکہا ہے دکاد عدد الارقاء من العبید و الاماء
تزید علی عدد الدیار قریب تہا کہ تعداد عورت مردوں کی جو غلام بنائے گئے تہے زیادہ ہو جاوے
اور ایک بیابان کے واقعہ فتوح مین لکہا ہے فاما السبی فالشاہد علی کثرۃ عددہ ودفورہ
وقوع الاستیام علی الواحد منہم مابین درہمین الی عشرۃ دراہم یعنے جو گرفتار ہوئے
تہے مرد و عورت تو اونکی کثرت پر یہ بات گواہ ہے کہ نرخ فی آدمی کا کفار مین
درمیان دو درم اور دس درم کے تہا لالہ جی کیا یہ زور شمشیر تہا کیا آپ ہی
بڑے بڑے چہتری جو مہاراجہ اور مسعود کہلاتے تہے پابزنجیر ہوئے تہے کیا حولا
بخود برضامندی اپنے اور اپنی رعایا کے زن و بچے پیش کر دیئے تہے کیا خوشی
خاطر سے بتخانے توڑ ڈالے مسجدین ہوا دی تہین اوس وقت شمشیر ہند کہا
اور کہان اندر رہی اور سو درسن چکر اور کمان کا تدبیر کہان جاتی رہی تہی کیا لنگون مین
غلاف کر دیا تہا کتب تواریخ دیکہئے فریدون شاہ ایران نے گرشسپ بن اطرد کو ہند پر بہیجا
اوس سے ہند راجہ کو کہ مہاراج نام رکہتا تہا بہت ذلیل کیا اور ہند زیادہ ہند کو خراب کیا انجام کار راجہ اطاعت
قبول کی اور پیشکش پر راضی ہوا تہا الغرض جب باہت بادشاہ بہر دوبارہ ساہرتہا زن ہو گئے شاہ ایران ہند کا قصد کیا تو راجہ
بہت منت و سماجت سے اور دینی جزیہ اور رہا پاسے اونکو رہائی کیا بہر کیشو راج بسر مہاراج نے نسبت بہر

زمینداران دکن کی عرضی بحضور منوچہر شاہ ایران کے بہیجی اور اونسے مدد لیکر زمیندار و نکو مغلوب کیا
اور شرائط خدمت سام نریمان سپہ سالار ایران کی بہت بجالایا اور پنجاب تک ہمراہ رکاب ہوا پہر
جب رستم دستان نے واسطے تسخیر ہند کے توجہ کی تو راجہ فیروز رای پسر راجہ کیشو راج ڈر کے مارے
کوہستان ترہت مین جا چہپے اور جب رستم نے ترہت مین اونکا سراغ لگا کر اونپر فوجکشی کی تو کوہستان
چہار کہنڈ اور گوندوارہ مین جاکر اپنے تئین چہپایا آخرکار وہین مرگئے رستم نے انکی اولاد مین کسیکو
حاکم ہند نکیا بلکہ ایک اور شخص کو کہ اوسکی خدمت مین حاضر تہا اور موسوم بسورج تہا حکومت ہند کی
بخشی اور اوسنے اپنی بہانجی رستم کو دی اور ہر سال خراج بہیجتا رہا اسیطرح جب افراسیاب نے راجہ سنگل
پر جب حملہ کیا تو تمام ہند اونکے قبضہ سے نکال لیا لاچار راجہ صاحب مع تیغ و کفن خود پابوس شاہ
افراسیاب کے ہوئی کہ افراسیاب نے اوسکی بیٹی پرہت نامی کو تخت پر بٹہا کر اوسکو ہمراہ لیگیا پرہت ایک
ثلث حاصل ملک بطور خراج کے افراسیاب کے پاس بہیجتا رہا غرضکہ اسیطور پر ہمیشہ راجگان ہند
مغلوب اور تابع حکم فرمانروایان ایران کے رہے ہین اور یہہ اخبار جو ہمنے لکہی ہین اخبار عہد قدیم ہین
کہ زمانہ راجہ رام وغیرہ سے بموجب تحقیق اہل تحقیق کے پیشتر کی ہین کتب تواریخ ملاحظہ فرمالیجی روضۃ الصفا
مین کتب تواریخ اہل ایران اور توران سے منقول ہی کہ چون اسفندیار از مہم ارجاسپ فارغ شد در ولایت
چین و تتار رفت و دران سرزمین آتشکدہ ہا ترتیب داد و خلائق را برالتزام ملت مجوس تکلیف کرد و ازانجا
حدود و براہ دریا متوجہ ہندوستان گشت و دران بلاد نیز کیش آتش پرستی را رواج تمام داد چنانچہ منقولہ
اسفندیار بہی اوسمین اسطور پر مرقوم ہی از راہ دریا رخت بہندوستان کشیدم و ہندوان در مقام معارضہ
آمدند مہم بمقابلہ انجا مید چون محاربہ کردم کہ بر ایشان غالب گشتم و سرداران دیار ہند را اسیر کردہ در
گردن و خرطوم پیلان آویختم و یکہزار و سیصد فرسنگ از بلاد ہند را زیر قدم آوردم و در
اقصی بلاد ہندوستان معابد بسیار بنا نمودم انتہی اسیطور پر کیکاؤس نے ہندوستان مین آکر اوسپر تسلط
کیا اور بڑی بڑی راجا اوسکو رام ہوئی اور چندی تسلط کرکے از راہ مکران معاودت کی۔ محمود غزنوی
نے بارہ مرتبہ ہندوستان پر چڑہائی کی باوجودیکہ اجین اور کالنجر اور گوالیار اور جیپال اور قنوج
اور دلی اور اجمیر کے راجون نے اپنے دین و دنیا کی حفظ و سلامت کیواسطے اتفاق کیا کچہہ پیش نگیا
اور نگرکوٹ کا مندر جسکی احاطہ کی زمین سے شعلہ نکلتے ہین اور جو نہایت متبرک ہندوؤن مین سمجہا جاتا ہی
محمود نے توڑا اور بارہوین مہم مین مندر سومنات کو خراب کیا اور سومنات اور اور بتونکو توڑا قولہ
چندروز غلبہ مسلمانون مین رہا گر شم کند و ہندوئی انتہی یہہ تو شمہ کی مثہ مین ہی سرہند و دشمنہ سے باہم

نہ نکالو آپ خوب جانتی ہین کہ لکھو کہا چوٹیان منڈ گئین بڑا تعجب ہی کہ آج آپ بہت ہی غصہ مین ہو
گئی کل کی بات بھول گئی کہ آپ سی بیس برسون کا ذکر کیا مذکور ہی جو بڑی بڑی مشہور چھتری برہمن ہوا
تھے اپنی اپنی بیٹیان بطور ہدیہ و نذر کے پہونچاتے تھے اور بنا سنوار کر ڈولونمین اپنے آپ لیجاتے تھے اور اون
بیٹیونکو بادشاہ کوئی منت بھی قبول نہین کرتا تھا وہی تو بیقدر ٹھہر کر تحفہ مشق المجزہ وغیرہ قرار پائی تہین تھانونکی جڑ بنیاد اون
اکھاڑ کر بنیاد مین مسجد ذکی قائم کی گئین جوق جوق مرد وزن بڑی بڑی منادیہ ہنود کر اسلام لائی باقیماندہ مطیع الاسلام
کہلائی شکست کندہ نہوئی صرف لالہ جی ہی کی زبان پر ہی ورنہ کندہ غلبہ اسلام کا تو ہنود کے دلونپر نقش ہو چلے اوسکے
ہے **قولہ** چوتھی صورت غلبہ کی قدامت عہد کہ محقق ہنود ہی الخ یہہ قول اونکا غیر مسلم بلکہ مردود ہے
کوئی دلیل اسپر نہین بعضے مورخین اہل یورپ یہہ کہتی ہین کہ بعد واقعہ فرعون کے کچھہ قبطی مصر سے
بھاگ کر جو ہند مین آئی اونہون نے اہل ہند کو بیوقوف دیکھکر یہہ دین تراشا ہی اکثر باتین انکی
کی ہندؤن مین ملتی ہین اور اکثر برہمن کو مصر اسی سبب سی کہتے ہین اور یہہ انہین کی تعلیم کا اثر تہا
کہ جو زبردست راجہ ہوا اوسکی پرستش کرنے لگے اور خدا جاننے لگے مگر شاید لالہ جی اس قول کو تسلیم نکرین
اور محمول اوپر تعصب مذہبی کے سمجھین لہذا ہم بھی اسپر اصرار نہین کرتے اور ایسی شخص کو اس معاملہ مین
حکم قرار دیتے ہین جو نہ عیسائیون سی نہ ہنود سی نہ مسلمانون سی علاقہ رکھتا ہو اور باہم اوسکے اور
ہنود کے کبھی کچھہ بحث مباحثہ بھی نہوا ہو یہانتک کہ کبھی ہند مین بھی نہ آیا ہو دساتیر زرتشتیہ مین
مرقوم ہے کہ زرتشت نے خبر دی کہ ایک برہمن بیاس نام کہ از بس ہوشیار ہی آویگا اور کئی باتین
مجہسی پوچھیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بیاس جی بلخ مین تشریف لیگئے اور زرتشت سی مجمع عام مین ملاقات
کرکے کہا کہ کئی باتین میرے دلمین ہین مین نے اونکو ابتک زبان سی نہین نکالا اس سبب سی کہ مین نے سنا
ہی کہ تم شاید مین بیٹھکر اپنے دوستونکو خبر دیتی ہین اگر تم میرے دلکی باتون کے جواب مجکو دیدو تو تمہارا
دین قبول کرون زرتشت نے سب باتین جو بیاس کے دلمین تہین بیان کرکے جواب اونکا دیا اور خوب
بیان صحیح کی کردی تب بیاس جی زرتشت پر ایمان لائی اور خدا کی نماز پڑہی اور دین زرتشتی قبول کیا
پہر ہند کو واپس گئی اور اوسی پہلے جیکر نگاچہ نامی ایک شخص ہند سی زرتشت کی خدمتمین حاضر ہو کر دین زرتشت
تعلیم پاکر ہند مین واپس آیا تہا اور اوسنی دین زرتشتی ہند مین پہیلایا تہا چنانچہ یہہ قصہ بھی دساتیر مین
تفصیل سی مرقوم ہی اور تصریحات مورخین اوپر مرقوم ہو چکی ہین جنسی ثابت ہی کہ فرمانروایان ایران نے بہت
نے دین زرتشتی کو ہند مین بہت پہیلایا غرضکہ اصول دین ہنود دین زرتشتی ہی کہ بوساطت شاہان
ایران اور جیکر نگاچہ اور بیاس جی کے ہند مین رائج ہوا ہی اور قوم مین براہمہ ہند نے کچھہ اونسین

تصرفات کرکے اول را با براز آمیختہ طرفہ معجونے بہم رسانیدہ اند ملاحظہ فرمائیے یہ کتاب دساتیر سے بیہودہ
مسلمانان یا عیسائی کی نہین بلکہ منجملہ کتب زرتشتیان وہ کتاب ہی جسکو وہ لوگ کتاب آسمانی سمجھتے ہین
یہہ بھی ظاہر ہے کہ اپنکہید بیدکی اور پوران وغیرہ کہ جسقدر اب ہنود کے پاس ہین اگرچہ سلسلہ انکی روایت کا
بید بیاس تک بھی مسلسل و متصل نہین ہا انہیہ آگے بید بیاس سے ہی سلسلہ قطعاً معدوم ہی پس ہین ہنود جسقدر
ہے اخذ سب کے بید بیاس جی ہی ہین اور حال بید بیاس کا اوپر مذکور ہوا اور تائید اسکی کتب ہنود سے بھی
پائی جاتی ہے کیونکہ اونکی کتابون مین مرقوم ہی کہ بید بیاس ایک عرصہ تک جنگلون مین غائب رہے ہی درحقیقت وہ
جنگلون مین نہین تھے بلکہ وہ عرصہ اونکا بلخ مین زرتشت کی ملازمت کا تہا پس ثابت ہوا کہ اصل ماخذ
دین ہنود کا تعلیمات زرتشت ہی کہ جیکر نکاچہ اور بیاس جی کی وساطت سے ہند مین پہونچین اور بیاس جی
نے اونمین کچھہ ترمیم تبدیل کرکے کتابین ترتیب دین اور بنام بید اونکو موسوم کیا چنانچہ اکابر ہنود بھی
اسبات کو تسلیم کرتے ہین کہ بید ایک لاکہہ اشلوک کہ بید عبارت اونسے ہی بجز چار مہا پاک کی مصنفہ بید بیاس
ہین سبھا بریلی کے پنڈتون کی تقریر بنصلا سوط المجبار مین مرقوم ہے الکہدہاری جو بڑے خیرخواہ ہنود کے
اور بڑے حامی مذہب بید اور بیدانت ہین خاتمہ الکہہ پرکاش مین فرماتے ہین کہ برہما کی زبان سے چار مہا پاک
برآمد ہوئی تھی جنکی تفصیل دیباچہ مین ہی اونکی شرح بید بیاس نے ایک لاکہہ اشلوک مین لکھکر بنام چار بید
شہرت دی چارون بید مین ۸۰ ہزار کرم کانڈ کے اشلوک ہین اونکو بمنزلہ دودہ کے اور سولہہ ہزار
اوپاسنا کے ہین اونکو بجا ہی کہین کے اور چار ہزار اشلوک گیان کے ہین انکو روغن خالص بلاکدورت
کرو اور سمجھو کہ کہین بغیر دودہ کے نہین ہوتا ہی قدیم زمانہ کے ودیا پرشون نے اُن چار ہزار اشلوک کا خلاصہ
اور نتیجہ پچاس اپنکہید ون مین لکہا تہا گویا روغن سے جوہر نکالا تہا انتہی پس یہہ کہنا لالہ جی کا کہ دین
ہنود قدیم ہی اور برہما سے منقول ہی صریح غلط ہی بلکہ برعکس اوسکے صاف ظاہر ہی کہ تعلیمات زرتشت ہی
کہ بوساطت جیکر نکاچہ اور بیاس جی کے بلخ سے ہند مین پہنچی ہین اور انمین بھی غلط و فریب خرابیان درخرابیان
پڑگئین کہ بعینہ اب وہ بھی باقی نہین اور جو کچھہ کہ دساتیر مین مرقوم ہی محمول اوپر کذب کے نہین ہوسکتا
کیونکہ وہ کتاب بہت پرانی ہی صاحب کتاب کو کیا معلوم تہا کہ بیاس جی کون ہین اور اونکی غرض ایسی تحریر
سے کیا تھی علاوہ برآن طرز بیان واقعہ سے صاف مستنبط ہوتا ہی کہ واقعہ اصلی کی خبر مرقوم ہی اور دعوے
قدم عہد کا بھی جو لالہ جی کرتے ہین مبنی بر جہالت ہی کہ ہم بحث شہرت قرآن مین آیندہ انشاء اللہ تعالی ثابت
کرینگے کہ قرن اول جسکو ہنود ستجگ کہتے ہین وہ زمانہ نوح علیہ السلام کا تھا کہ اُس عرصہ مین دین نوح علیہ السلام تہا
اور اُس عرصہ کے بعد دین ابراہیم اور دین موسیٰ جاری رہا قولہ برصفحہ ۲۶ آیت سے واضح ہی کہ قران کلام

خدا ہین ورنہ اوتعالے کو شرط انشاء اللہ تعالی کی کیا ضرورت تھی انتہی ہم اسکو تم مین یہہ بحث ضرور نہین
جانتے کہ کلام الہی مین انشاء اللہ تعالی کا آنا جائز ہی یا ممتنع صرف لالہ جی کے اظہار جہالت کیواسطے اسقدر لکھا
جاتا ہی کہ بیان قرآن مجید مین یہہ آیت بطور حکایت خبر رویا جناب سید المرسلین صلعم کی واقع ہی یعنی خواب جو
جناب رسالت مآب صلعم نے قبل از واقعہ حدیبیہ کے دیکھی تھی اور اصحاب سے بیان کی تھی اوسکا مفصل
بیان بیان ہوا ہی پس جسقدر بہ زبان سرائی لالہ جی نے بیان کی ہی سب یاوہ گوئی اور مبنی بر جہالت ہی بڑی
تعجب کی بات ہی کہ اس جہالت صریح پر وہ مدعی اسکے ہوئے ہین کہ سالہای دراز سے ہم قرآن کو دیکھتے ہین
اور ایک ایک لفظ پر غور کرتے ہین یہہ کیسی غور ہی کہ صریح معانی کلمات اور مضامین واضح کو بھی نہین سمجھتے
پس خود اونکی تقریر اونکے ابطال دعوی پر شاہد عدل ہے **قولہ** برصفحہ ۴۰ تین چار آیتون کو اونھی
پیشین گوئی قرآن پر گمان کیا ہے آیت اول سورہ بقر مین ہے قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً
مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ورنہ ایسی تو ہم بھی کہہ سکتی ہین کہ فلان
قوم تمناء موت ابدا نکریگی انتہی لالہ جی کو وقوع خبر غیبی مین تو کلام نہین بلکہ اقرار اوس سے کرکے یہ فرماتے
ہین واضح ہو قرآن شریف مین یہود کے حال سے خبر دیگئی کہ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا یعنی یہہ لوگ کبھی تمناء موت کی
نکرینگی اور ایسا ہی ظہور مین آیا کہ باوجود تکذیب نبی آخر الزمان اور معاندت عظیم کے انہون نے کبھی
تمناء موت کی نکی سب آفتین قتل اور اسیری اور جلاء وطن سر پر اوٹھائین مگر کبھی یہہ تمنا نکی غور کیجیے کہ اس سے
زیادہ اور کیا اعجاز اور کیا پیشین گوئی ہوگی کہ خود موت اور قتل تو قبول کرین اور تمناء موت نکرین اور وے
لوگ یہہ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اگر ہم تمناء موت کی کرینگے تو یہہ خبر غلط ہو جائیگی اور جب خبر غلط ہوگئی تو بطلان
دعوی نبوت کا صاف و صریح لازم آگیا اور ایک آسان سی بات کہدینے مین سب مدعا ہمارا حاصل ہوگیا
پس باینہمہ اگر یہہ اعجاز و ظہور پیشین گوئی نہین ہی تو اور کیا ہی کہ موت و قتل و اسیری اور جلاء وطن اور
ذلت و خواری اور بربادی مال و متاع سب کچھ تو قبول کیا مگر دو کلمہ زبان پر لانے منظور نکیے لالہ جی جو یہان
فرماتے ہین کہ ہم بھی ایسا کہہ سکتی ہین یہہ نہین سمجھتی کہ وان تو اسبات پر تمام بناء ملت اور ادعائی نبوت منہدم
ہوئی جاتی تھی لالہ جی کے اسقدر کہدینے سے کس چیز مین خلل آتا ہی اسپر بھی ہم کہتے ہین کہ اگر لالہ جی اور انکی جماعت
چند قومون کی جو اونکی اکابر ہین بالجزم یہہ کہدین کہ مسلمان تمناء موت کی نکرینگے اگر کرین تو دین ہندو کا
باطل ہی اور یہہ موثق کرین کہ اگر جماعت مسلمانون کی تمناء موت کرین تو ہم فوراً مسلمان ہو جاوینگے تو ہم
ہی ایک جماعت کی جماعت مسلمانون کی اونکے مواجہہ مین تمناء موت پر مستعد ہو جاویگی مین بالجزم یہہ کہتا
ہون کہ لالہ جی ایسا وعدہ نکرینگے جب یہہ حال ہی تو منصفی شرماکر انصاف فرماوین کہ کیا باعث ہی جسکے

سبب ایکطرف خود صاحب ملت تو باعلان تمام ملتفت از بادم یہہ خبر دیتا ہی کہ لن یتمنوہ ابدا اور دوسری طرف
اتباعی مقلد اور تابع ملت بھی ایسی خبر کو زبان پر نہین لاسکتے آخر کچھہ تو فرق ہی صاف ظاہر ہی کہ اوسطرف صاحب
ملت بموجب حکم حاکم حقیقی کے اُس خبر کو مشتہر فرماتا ہی اور اسطرف اعوان الشیاطین مکابدا در وساوس شیاطین
تو زبانہ مین پہیلاتے پہرتے ہین مگر مستعد ہوکر اُس بات پر قائم نہین ہوسکتے واللہ موہن کید الکافرین وما کید
الکافرین الا فی ضلال علاوہ برین بطلان اس قول کا لالہ جی کے کہ فلان قوم ابدا تمنای موت نکرسکی خود قرآن
مجید سے بھی واضح ہی کیونکہ بجز یہود کے کہ جو مخاطب آیت مذکورہ کے ہین اور کسی قوم کا یہہ حال نتہا بلکہ مقولہ قریش
کا یہہ تہا اللہم ان کان ہذا ہو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم **قولہ** قفیر اندرمن
کہتا ہی کہ کل اہل ادیان بھی دعوی کرتے ہین کہ ہمارے سوا کوئی جنت مین نجاویگا اور عذاب ہمارے گرد نآویگا
انتہی جہوٹ بات ہی ہنود یہہ دعوی ہرگز نہین کرتے بلکہ مدعی اسکے ہین کہ ہم مرنیکے بعد بصورت لوگ ہین کہ بموجب
تصریح بید کے اسکا نام دوزخ ہی جاوینگے اور ہزارون مرتبہ یہی آواگون کہ عبارت عذاب جہنم سے ہی آپکی
نصیب رہیگا **قولہ** برصفحہ ۲۰ ہم اگر شک ہو تو امتحان کرلیجیے ہات کنگن کو آرسی کیا ہی انتہی آپکی اس زبانی کلمہ کے
جواب مین ہم کہتے ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم آپ امتحان پر مستعد ہو وین جیسا آپنے اوپر لکہا ہی وعدہ واثق
فرماوین کہ اگر اہل اسلام مین سے کچہہ لوگ آپکے سامنے مجمع عام مین مجہہ امتحان دیدیوین تو آپ جسطرح جواب آپکا
دین ہنود کی گزرہی مین سطرح اوسکی تکذیب کرکے اُسدن سے تائب ہونگے دیکہیے ابہی امتحان ہوا جاتا ہی اور سب حال
کہلا جاتا ہی اگر آپنے اب کچہہ چشم پوشی کی یا حیلہ حوالہ کرکے اس امتحان سے گریز کی تو ہم بالیقین یہہ سمجہینگے
کہ سب باتین آپکی لغو محض ہین باقرار تمام ایکبات کہتی ہو اور پہر اُس سے پہر جاتے ہو یہہ سبب تقوین تقطر ادعا
لالہ جی کو لکہی ہین ورنہ مقام بامحل خیر کران دلیلو نسی کیا علاقہ ہی بیان گو یہود کی گردن نہین اور تجاتی جسکا خوف تہا بیان
صرف اسیقدر تہا کہ یہود زبان سے ایک کلمہ کہین اتنی کہنی مین کیا اندیشہ جان تہا **قولہ** [illegible]
رسالہ عماد ہند مین آدم و موسی و ابراہیم بھی کرہت لاتی تہی جیسا کہ حملہ مین تشریح سے موجود ہی [illegible] علاوہ [illegible]
چہپا رکہی ہی اوسکو ظاہر تو کیجیے تاکہ نسلے بنیادی اوسکی آپ پر ظاہر ہو جاوی اور جلد بہتر سکے تو آپ
پیشتر محمول ہو چکے ہین اوسکی رد کے رسالہ کو دیکہہ لیجیے کیسی دہجیان اوسکی اوڑائی گئی ہین [illegible]
از روی احادیث کثیر آرزوی موت حرام ہی چنانچہ روایت مشہورہ یہہ ہی لا یتمنین احدکم الموت انتہی
یہان بہی لالہ جی نے خیانت جبلی کو نچہوڑا نقل حدیث مین خیانت کرگئی اگر تمام حدیث کو لکہتی تو خود تکذیب [illegible]
ہوجاتے تمام حدیث یہہ ہی لا یتمنین احدکم الموت من ضر اصابہ فان کان لابد فاعلا فلیقل اللہم احینی ما
کانت الحیوۃ خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی انتہی یعنے نہ آرزو کرے کوئی تم مین سے کوئی موت

کی لبسبب کسی رنج کے جو اوسکو پہنچی پس اگر بالضرور آرزو کرتا ہوا ہو تو یہہ کہے کہ ای خدا یتعالی زندہ رکھ
مجکو جبتک کہ زندگی میری لئے بہتر ہے اور موت دی مجکو جبکہ موت میری لئی بہتر ہو فقط اس سی ظاہر ہی
کہ لبسبب پہنچنی کسی حادثہ دنیاوی کے تمناء موت ممنوع ہی کیونکہ وہ دلیل جزع و فزع و بیصبری کی ہی لیکن
رغبت اخروی یا اعلاء دین حق کے صحابہ کبار جہاد مین خوشی و رغبت سی طالب شہادت ہوتے تھے اور ہزاران
ہزار درجہ اس موت کو زندگی پر فضیلت و ترجیح دیتے تھے پس صورتیکہ یہود تمناء موت مین غلبہ دین حق کا سمجہتے
تھے تو کوئی مانع اوس تمنا کا عقلاً و شرعاً اونکے حق مین قائم نتہا با وجود اسکے نہ تمنا کرنا اونکا البتہ ظاہر
صدق اوسی خبر کا ہی تمنوہ کا ہے **قولہ** بر صفحہ ۴۹ فقیر مؤلف گذارش کرتا ہی کہ یہان بحث ہی اس چیز کی
کہ جو قرآن مین وارد ہی واللہ یعصمک من الناس یعنی خدا بچاویگا تجکو آدمیون سی یعنی کفار سے چنانچہ
ایسا ہی ظہور مین آیا کہ کوئی شخص آپکے قتل پر قادر نہوا حالانکہ بیشمار آدمی آپکے دشمن تھے اور بہتیرون نے
آپکے قتل کا قصد کیا مگر اللہ تعالی نے محض اپنی عصمت سے آپکو محفوظ رکہا چنانچہ بیننددگان کتب احادیث پر
پوشیدہ نہین لالہ جی یہان بھی وہی سننے والی لائی یہہ نسمجہے کہ یہان تو وعدہ جناب رسالت آب صلعم کے
بچانیکا ہی اسمین ترغیب مومنین کی کہان ہی اور جس حالت مین کہ برابر بکثرت تمام خبرین مطابق واقع کے ہوتی
چلی جاتی ہین تو اس مطابق واقع کا لالہ جی کے پاس جواب کیا ہی مگر یہہ کہ یہان بہی عند الاتفاق کا پیش کرنا
سو بطلان اس عذر کا بہی سابق ہو چکا ہی مخفی نرہے کہ یہہ وعدہ خدا کیطرف سے محافظت رسول اللہ صلعم کا تہا
سے ہی چنانچہ جار اللہ زمخشری نے بتصریح تمام لکہا ہی انہ لیعصمہ من القتل وفیہ ان علیہ ان یحتمل کل ما دون
النفس فی ذات اللہ فما اشد تکلیف الانبیاء علیہم السلام انتہی امام فخر الدین رازی علیہم الصلوۃ والسلام ان المراد یعصمہ من القتل
وفیہ التنبیہ علی انہ یجب علیہ ان یحتمل کل ما دون النفس من انواع البلاء فما اشد تکلیف الانبیاء علیہم الصلوۃ
والسلام پس جو کچہ لالہ جی نے نسبت مذکور مرض کے ہذیان سرائی کی ہی سب یاوہ گوئی ہی **قولہ** بعد ورود
آیت کے صدہا مسلمان یہود کے ہاتھ سی مارے گئی انتہی یہہ اعتراض ہے کن تضروکم الا اذی وان یقاتلوکم
یولوکم الادبار یعنے نہ ضرر پہنچا وینگی تمکو مگر رنج اور اگر لڑینگی تم سی تو پہیرینگے اپنی پیٹہین تمسی تحقیق یہہ ہی
کہ یہود لبسبب فرط عناد کے دین اسلام پر طرح طرح کے طعن کرتے تہی اور ہمیشہ لوگونکو ترغیب دیتے تھی کہ اس
دین مین کوئی نہ آوے اور جو آیا ہی وہ پہر جاوے اونکی اس ترغیب تحریص اور افتراسی اہل ایمان کو رنج ہوتا تہا
لہذا خدا یتعالی نے واسطے مومنین کے تسلی کی یہہ آیت نازل کی کہ یہہ لوگ ہرگز اپنی مراد دلی پر فائز نہونگے
یعنی مسلمین کے ارتداد اور پہر جانے کی اور اونکے غلبہ کی انکو ہاتھ مین دو تدبیرین ہین ایک اونکی یہہ
اہما فترا زبانی دوسری جنگ و مقاتلہ سو مقصد اول مین تو بجز ایذا و دل تنگی کے تمکو کچہہ ضرر نہ پہنچا

یعنے اونکے افترا اور بہکانے سکہانے سے اصلا نقصان دین اسلام مین نہ آویگا اور اونکا غلبہ نہوگا اور صورت ثانی
مین جسوقت تمہارے مقابل ہوکر مقاتل ہونگے تو پیٹھین دکہلاوینگے یعنے بہاگجاوینگے اور مغلوب ہوجاوینگے اور جسطرح
پر خبر دیگئی تہی ٹہیک ویساہی ظہور مین آیا کہ نہ اونکا افترا اور بہکانا سکہانا مضر دین ہوا اور نہ اونکا مقابلہ
جب مقابلہ کو سامنے آئے مطابق خبر صادق کے بہاگتے نظر آئے بنی نظیر اور قریظہ اور بنی قینقاع اور یہود
اور خیبر کا یہی حال ہوا کہ اپنے ہاتہون اپنی گڑہیان اور گہر چلا چلا کر بہاگے مین حیران ہون کہ لالہ جی یہہ کیا بدیان
سرائی کر رہے ہین اول تو مارا جانا صد ہا مسلمانون کا یہود کے ہاتہہ سے محض غلط ہے ثانیا بالفرض اگر کسی لڑائی مین
کسی یہودی کے ہاتہہ سے کوئی مسلم شہید ہوگیا ہو یا کسی معرکہ مین اکثر شہید ہوئے ہون تو بہی اس سے صحت خبر مین
کچہہ خلل نہین آتا چنانچہ یہہ بات بیان مذکورہ بالا سے ظاہر ہے یعنی خبر تو یہہ ہے کہ تحریص اور افترا و زبانی
بکبک سے کچہہ ضرر از قسم اپنے غلبہ اور ضعف اسلام کے نہ پونہچا دینگے اور مقابلہ اور جنگ مین مقابل
نہوسکینگے اور پیٹھین دکہلائینگے شہید ہونا کسی ایک دو مسلمان یا چند مسلمین کا اونکے ہاتون سے موجب
عدم مطابقت خبر کا کسی طرح نہین ہوسکتا آیت متلوہ مین یہہ نہین ہے کہ بروقت مقابلہ کے مسلمین محفوظ رہینگے
بلکہ کلمہ لقاتلوکم خود دال ہے اسپر کہ جانبین کے آدمی مقتول ہونگے **قولہ** قطع نظر ازین محمد صاحب ان دونون میں
گوئی پر ایمان لائے تہے یا انکار پیش آئے تہے انتہے بہت دیر مین جناب لالہ جی نے بزعم
خود مباحثہ عقلی شروع کیا مین اونکے مباحثہ عقلی کا نہایت مشتاق رہتا ہون اونکا مباحثہ عقلی بڑا کمال
لطف اوٹہاتا ہے کہ انکی لیاقت فن مناظرہ اور میزان وغیرہ اس سے خوب کہلتی ہے اب ہم جہالت لالہ جی کی ظاہر
کرنے مین تفصیل اوسکی یہہ کہ لالہ جی فرماتے ہین کہ یہہ قضیہ اونکا جو مردد ہے یعنی منفصلہ ہے منفصلہ حقیقیہ ہے یا
مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو یا مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو کا تو مقام نہین رہا منفصلہ حقیقیہ اگر حقیقیہ مراد ہے تو لالہ
جی سخت احمق ہین کہ مسلمات خصم مین مفہوم مردد کے ساتہہ تحقیق کرتے ہین یہہ تو جیسے مانعۃ اسکو ہے کہ
کوئی باوجود اسکے کہ لالہ جی بہیئت انسانی نظر آتے ہین یہہ پوچہے کہ آیا لالہ صاحب بلحاظ ہیکل حسیہ
کے گدہے ہین یا انسان خود لالہ جی ہی غور کرین کہ ایسا شخص کسقدر احمق اور بیوقوف سمجہا جاویگا جلی تر یا
پیش کرنیوالے اس مفہوم مردد کو سمجہنا چاہئے کیونکہ یہہ امر تو خود لالہ جی بہی جانتے ہین کہ ہر مسلم کے نزدیک
یہہ امر مسلم ہے کہ ہر نبی اول المومنین ہے معاذ اللہ انبیا عم کا اعتقاد کتب الہیہ کے اوپر ایسا نہین ہے جیسا
جناب پربہا صاحب کا اعتقاد بید پر ہے کہ سر بہی کٹوایا اور یقین قول بید پر ہرگز نہ آیا اور بید دق نہایت
آزردہ ہوئے دیکہو اوبہای ۱۳۲ اسکند پران کاشی کہنڈ اور خاتمہ جلد اول سوط الجبار پس مفہوم مردد
لالہ جی کا عین دلیل اونکی جہالت کی ہے **قولہ** برصفحہ ۹۴ بر تقدیر تسلیم شق اول یہود بنی النظیر کو خوف

سے کیوں واسطے مدینہ کے روانہ ہوئے الخ الغرض مت روایت ہذا کے مدعا ہمارا ثابت ہی کیونکہ جب یہودیوں نے
جناب رسالت مآب صلعم کے قتل کا مشورہ کیا تو جبرئیل نے پیغمبر کو اونکے مشورہ پر خبر دیدی اور پیغمبر صلعم وہان
سے نکل گئے لالہ جی اپنے دل مین آپ ہی غور کرین کہ عصمت خدا اگر اسکا نام نہیں ہی تو اور کیا چیز ہے کہ راز پنہانی
پر خدا کیطرف سے خبر دیگئی **قولہ** مسکن بنی النضیر سے قدم نہ اوٹھانا تہے انہہ یہہ ایک حماقت لالہ جی کی ہو کہ
مباشرت اسباب کو اعتماد عصمت کے منافی سمجھتے ہین اگر یہی آپکی سمجھ ہو تو بہت پستاوینگے اور راجہ رامچندر
اور سری کرشن کی الوہیت کے باب مین بہت الزام اوٹھا دینگے اس بنا پر ہزاروں اعتراض وارد ہونگے
اور یہی تقریر لالہ جی کی پیش کیجاویگی کہ اونکو اپنے علم پر اطمینان اور اعتماد تھا یا نہین اگر تہا تو ہر موقع
مین مباشر اسباب کیون ہوئے متہرا کو چھوڑکر خوف سے جراسندہ کے کیون بھاگ گئے پھر لالہ جی تھیہ فرماوین کہ
چہانڈوک اپنکہد مین مرقوم ہے کہ دیوتا آمر ہین اور ادہیای ۸۸ اسکند دہم بہاگوت مین یہہ ہو کہ
جب برکاسر نے شیوجی کے سر پر ہاتھہ دہرنے کا اس نیت سے ارادہ کیا کہ اونکو جلا کر بھسم کر دے تو
مہادیو ڈر کے مارے آسن چھوڑکر بھاگے اوسکے پیچھے وہ بھی دوڑا جہان جہان وہ بہاگے پھرے تھان تہان
وہ بھی اونکے پیچھے لگا چلا گیا تب وہ نہایت بیقرار ہوکر بیکنتہہ کو گئے اونکو نہایت رنج و درد مین دیکھکر
بشن جی نے پاربتی جی کا بھیس بناکر اونکی بچانے کی تدبیر اوسکے ہاتھہ سے کی پس اب ہم اسی تقریر لالہ جی کا
کرتے ہین کہ اگر مہادیو جی بید پر ایمان لاتے اور اونکو راست جانتے تو خوف برکاسر سے بیتاب نہ ہوجاتے اپنا
اپنے آسن سے قدم نہ اوٹھاتے بلکہ استقامت فرماتے اور خاطر مضطر کو سمجھاتے کہ برکاسر اصلا اونکو جلا کر بھسم
نکر سکیگا اور ہرگز ضرر نہ پونہچا سکیگا اور بشن جی اونکی بچانے کیواسطے ہرگز حیلہ و فریب نکرتے اور اگر مہادیو
بشن جی مضمون پر بید کے ایمان نہ لائے تھے اور اوسکو جھوٹا جانتے تھے تو سب ہنود کو لازم ہی کہ باتباع مہادیو
اور بشن جی کے اوسکو سراسر جھوٹا جانین **قولہ** سفر السعادت مین ہی کہ ایک یہودیہ گوشت زہر آلودہ جناب
رسالت مآب صلعم کے سامنے لائی ایک لقمہ کھایا تھا کہ فی الفور اونکے جسم مین سرایت کر گیا دو برس زندہ رہے
تیسرے سال اسی مرض مین انتقال کر گئے الخ یہہ امر صحیح نہین بروایت معتبرہ یہہ بات ثابت ہی کہ اوس زہر کا
ایسا اثر حضرت پر نہین ہوا چنانچہ صحیح مسلم مین انس بن مالک سے روایت ہی ان امرءة یہودیة اتت رسول الله
صلعم بشاة مسمومة فاکل منها فجئی بها الی رسول الله صلعم فسالها عن ذلک فقالت اردت لا
قتلک قال ما کان الله لیسلطک علی ذلک لینی ایکعورت یہودیہ لائی پیغمبر صلعم کے پاس ایک بکری زہر آلود
پس کہایا حضرت نے اوسمین سے پہر اوسکو لائی پیغمبر خدا صلعم کے پاس پہر پوچھا پیغمبر صلعم نے اوس سے حال
کہا اوسنے کہ ارادہ کیا تہا مینے تیرے قتل کرنے کا فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے نہین ہی خدا تعالی کہ مسلط کرے

بجکو اسپر فقط پس صاف ظاہر ہوا کہ اُس گوشت زہر آلود کے ایسے اثر کو جو موجب قتل ہو خدا تعالیٰ نے باز رکھا
اور سفر السعادۃ یا اور کسی کتاب مین جو بحوالہ بخاری یہہ بات لکھی ہی سو وہ اصلا قابل احتجاج نہین کیونکہ بخاری
مین اگرچہ ترجمۃ الباب مین یہہ حدیث لکھی ہی مگر اوسکو مرفوع نہین کیا بلکہ اول روایت مین بھی بسبب نہ ہونے
دو واسطہ کے منقطع ہے اسلئے کہ سند اسکی بخاری مین اسطور پر مرقوم ہی قال یونس عن الزہری
قال عروۃ و قالت عائشۃ کان النبی صلعم یقول فی مرضہ الذی مات فیہ الحدیث اور چونکہ بخاری اور
یونس کے درمیان دو واسطہ مین اور وہ دو تو مذکور نہین پس بسبب انقطاع کے یہہ حدیث قابل احتجاج
کے نہین سوا ہر اسکے ابن شہاب کہتے ہین قال عروۃ و قالت عائشۃ کا عطف جو عروہ پر کیا ہی اس سے
ظاہر ہی کہ عروہ نے عائشہ سے روایت نہین کی بلکہ مرسلات عروۃ سے ہی یا ابن شہاب نے عائشہ سے
منقطع روایت کی ہی یعنی بعض وجوہ سے مرسل ہے اور بعض وجوہ سے منقطع ہی اور ہم عنقریب بیان کرینگے
کہ ایسی روایات لائق احتجاج اور استشہاد کے نہین ہوتین خصوصا ایسی حالتین کہ روایت مسلم سے جو مرفوع
متصل مروی ہے معارض ہو پس اس روایت سے احتجاج ہرگز لائق قبول کے نہین یہانتک تو مینے دلائل
نقلیہ پیش کین اب مین دلیل عقلی بھی واسطے دفع توہم کے پیش کرتا ہون کہ زہر کے اثر کا قاعدہ ہی کہ
غایۃ الامر دو ساعت شمسی سے زیادہ وہ اثر نسبت ہلاکت کے باقی نہین رہتا اگر اس میعاد کے
بعد کوئی شخص ہلاک ہو وے تو یہہ نہ سمجھا جاویگا کہ وہ سم کے اثر سے مرگیا دیکھہ لیجئے کتب ابن سینا و محمد
بن زکریا اور اگر یہہ کتابین بہم نہ پہنچین تو مقدمہ ہلاکت جو دسمبر ۱۸۶۸ء مین واقعہ خاص مرادآباد کا
عدالت سشن مرادآباد مین تجویز ہوا ہی دیکھئے اوسمین فرد اظہار ڈاکٹر صاحب کی جو اس فن مین بہت
حاذق ہین موجود ہی چنانچہ نقل اوسکی بالفاظہا لکھتا ہون ۔ سوال کتنے عرصہ کے بعد زہر کے دینے
سے اوسکی علامات ظاہر ہوتی ہین جواب ۳۰ منٹ سے ایک گھنٹے تک سوال کتنے عرصہ مین زہر سے
ہلاکت ہوتی ہی جواب آٹھہ یا دس گھنٹہ سے ایک ہفتہ تک **قولہ** بر صفحہ ۵ تفصیل اس سرگذشت کی
رسالہ عماد ہند مین ہی انتہے وہ عماد نے بنیاد گھر کی گھر مین کیون چھپا رکھی ہی جیسی کچی پکی وہ ہے
اوسکو پیش تو کیجئے اوسکی توڑنے کے بہت مشتاق منتظر ہین کہانتک اُس کچی کو چھپاؤگے جب سامنے
لاؤگے اوسیدن تڑواؤگے **قولہ** بر صفحہ ۵ فقیر اندرین عرضداشت کرتا ہی کہ اگر نبی صلعم نے اپنی
حیات مین ارتداد اہل اسلام کی خبر دی ہو تو بعید نہین کہ وہی خود جانتے تھے کہ کاغذ کی کشتی ہمیشہ
نہین ٹہر سکتی اور ریت کی دیوار پایدار نہین ٹہر سکتی انتہی ہمارے منشی ہند لفظ تیر کو طار مہملہ سے کہ
حروف خاص عرب ہی لکھتے ہین حالانکہ یہ نرا لغت خاص سنسکرت کا ہی کہ اُردو مین بہت مستعمل ہی یا انہیں

واقفیت اور عادت عربی دانی اور سنسکرت خوانی کا بھی دماغ مین سمایا ہوا ہی خیر اصل مطلب کیطرف متوجہ ہوتا
ہون وہ صاحب یہہ کیسی کاغذ کی ناؤ تھی کہ جہان کے جہاز ہند کے اوسکی ایک ٹکر کے بہی نہو سکے تہوڑی سی
مدت کے بعد یعنی ۹۲ھ ہجری مین بمجرد ہند مین اوسکی مستول کا پہریرہ ایسا لہرایا کہ اہل ہند کے خون سے
دریا بہا دئیے مہلب بن ابی صفرا امیر عرب نے بارہ ہزار مرد و عورت کو روساء ہند مین سے لونڈی غلام بنایا اور
بہت سے امیر و غریب ہند کے اوسوقت مین مشرف باسلام ہوئے یہہ کیسی ریت کی دیوار تھی کہ جسکے آگے
بڑی بڑی قلعہ ہند کے ہباءً منثوراً نظر آتے تھے یہہ کیسا مس زدہ تہا کہ جسکے مقابلہ مین زر خالص منہ
روسیاہ تہا ہزارون طلائی اور نقرئی توڑے پہننے والیان پابند ہو کر چہوکریان بنائی گئین تہین لالہ جی کو
یہہ بات کہتے ہوئے شرم نہ آئی سچ ہی اہل ہند کو اب شرم و حیا سے کیا علاقہ رہگیا جسدن اونکی جورو بیٹی
بیٹیان چہینی گئی تہین شرم کا دن تو وہ تہا جب اوسدن شرم نہ آئی اور زن و فرزند کو چہوڑ کر اپنی
جان بچائی تو اور کیا بات ہی جس سے وہ شرمادینگے لالہ جی اسلام تو زمان جناب رسالت مآب صلعم کی
ہی بڑہتی تہا جوق جوق آدمی دین خدا مین داخل ہوتی جاتے تہے فتحین نمایان حاصل ہوتی تہین اس زمانہ کا
تو خیال بہی محال نظر آتا تہا ایسی عرصہ مین جو ایسی خبر دیگئی اور مطابق واقع کے ہوئی اسکی خبر نہین
ہونیکا تو کوئی صاحب عقل انکار نہین کرسکتا باقی رہا یہہ عذر آپ کا کہ خبر از روی قیافہ کے دی گئی
تہی اور مطابق واقع امر اتفاقی ہے اسکا رد پیشتر ہو چکا ہی البتہ لالہ جی نے جو تحفۃ الاسلام مین لکہا ہی
کہ ملت دین ہنود مصداق پیشین گوئی بید ون کا ہی استقامت پر اگر یہہ کہا جاوی کہ ناصحین بید ون کا جانتا ہی
کہ کاغذ کی ناؤ بہتی نہین اور ریت کی دیوار رہتی نہین بقول سید بت شکن کے ہر کہ خانہ بی بنا د عمارت
میکند * ہمچنین انجام اشارت میکند لہذا مناسب ہی کہ یہہ پیش بندی کی ہی تو ہر آئینہ بجا ہی **قولہ** تعزیہ
پرستی اور قبر پرستی اہل اسلام مین انکا مکار دین متین قرار پائی اور ہر ایک مسلمانون کو خوش آئی انتہی لالہ جی
تو فن لاغت و فصاحت مین نہایت درجہ کا اپنی تئین مشاق و ماہر فرماتی مین یہہ کیا بات ہی کہ ہر جگہ غلط
لفظ استعمال مین لاتے ہین بعد ہر ایک کے جو دی لفظ جمع کا لائی ہین صاف صریح غلط ہی **شعر** ہر ایک
مین ہی اوسکی حسن کا شہرہ * ہر ایک مذہب و ملت مین اوسکی ہی چرچا * ہر ایک جان کو بلبل صفت
اوسکی ترانہ * اب اصل مدعا مین بحث کیجاتی ہی کہ تعزیہ پرستی اور قبر پرستی کسی مسلمان کے نزدیک جائز سمجہا
جاتا ہی انکا دین متین قرار پاوے پرستش غیر خدا کی ہماری ملت مین کفر ہی کہ جسکی قلع و قمع کیواسطے انبیا
مبعوث ہوئی مین پس قول لالہ صاحب کا سراسر افترا ہی **قولہ** چونکہ نام و مقام نا معلوم ہی لہذا پیشین
گوئی معدوم ہی انتہی پیشین گوئی کیواسطے تصریح نام و مقام کی ضرور نہین یہہ حماقت لالہ صاحب کی

ایسا تصور کرتے ہین جو کچھہ خبر دی تہی کہ بعد ارتداد فرقہ مرتدہ کو اور قوم اونکی روے ظہور مین آئیگی [illegible]
ارتداد اعراب کے اوس قوم سے اونکا قلع وقمع ہوگیا **قولہ** منجملہ مفسرین کے حسینی نے پانچ قول مکذب یکدیگر
نقل کئے ہین انتہی بجای ملا حسین واعظ کے لالہ صاحب نے حسینی لکھا ہی یہہ نہ سمجھے کہ لفظ حسینی منسوب بہ حسین
ہے تفسیر حسینی تو ہو سکتی ہی مفسر کو کسیطرح حسینی نہین کہہ سکتے یہہ بھی منجملہ جہالتون لالہ صاحب کے ہی
آمدم بر سر مطلب یہان بحث ہی مصداق خبر آیت سورۂ مائدہ کی یعنی یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم
عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ الایہ لالہ جی فرماتے ہین کہ مفسرین پانچ قول مکذب ایک
دوسریکے نقل کرتے ہین حالانکہ یہہ اونکی نادانی سے ہے پانچ قول برابر صادق آسکتے ہین یعنی ممکن ہی کہ
سب جماعۃ اصناف کثیرہ کی مراد ہوا اور چونکہ اصناف مختلفہ نے مرتدین پر جہاد کیا ہی پس ظاہر ہے
کہ وہ سب اشخاص جنسے یہہ جہاد واقع ہوا مراد ہین اگر ایک مفسر نے کسی صنف خاص کو باعتبار مرتدین
یمامہ کے اور دوسرے نے دوسری صنف کو باعتبار مرتدین یمن کے مراد لیا تو اس سے نہ باہم کچھہ تعارض
لازم آیا نہ اصل خبر کی مصداق مین فرق پڑا **قولہ** محمد صاحب کے انتقال کرتے ہی عبد القیس صحابی کے سوا
تمام اہل یمن مرتد ہو گئی تھے انتہی لالہ جی کی سیر علم سیر مین بھی خوب کہل گئی اسی واقفیت پر مستعد معارضہ
کے ہوئی ہین یہہ قول اونکا سراسر جہوٹ ہی اسی آیت کی تفسیر مین زمخشری لکھتے ہین ان الاسود العنسی
رئیس بنی مدلج کان کاہنا تنبار بالیمن واستولی علی بلادہ واخرج عمال رسول اللہ صلعم فکتب رسول
اللہ صلعم الی معاذ بن جبل والی سادات الیمن فاہلکہ اللہ تعالی علی یدی فیروز الدیلمی واخبر رسول اللہ صلعم
بقتلہ لیلۃ قتل فسر المسلمون وقبض رسول اللہ صلعم من الغد واتی خبرہ فی آخر شہر ربیع الاول انتہی اس سے
ظاہر ہی کہ اہل یمن سے بنو مدلج ایام حیات جناب رسالت مآب صلعم مین مرتد ہو گئی تہی اور سردار اونکا ذو الحمار
اسود عنسی کاہن تہا اور رؤسا یمن اسلام پر قائم تہا اور فیروز دیلمی نے اوس مرتد کو ایک روز پیشتر حضرت صلعم
کی وفات سے قتل کیا اور اوسی روز حضرت نے اوسکے مارے جانے کی خبر مدینہ مین دی پس اسباب مین جسقدر
لالہ جی نے خامہ فرسائی کی ہی سراسر جہوٹ اور جہالت ہی طرفہ یہہ ہی کہ ایک جماعت کی جماعت جو [illegible]
اعلے عبد القیس کے نام سے مشہور تہی لالہ جی اونکو ایک شخص سمجہکر کہتے ہین کہ سوا ہی عبد القیس صحابی کے
سب مرتد ہو گئی تہی سبحان اللہ ؎ اینچنین رسوا کند حق کید را + اگر کچھہ شرم ہو تو مشتہ نہ کہلا دین **قولہ**
بر صفحہ ۵۲ علاوہ ازین آیت مذکورہ مین لفظ قوم اسکی منافی ہی کیونکہ شخص واحد پر اطلاق قوم خلاف ہی
اور برعکس جمہور کے ہی انتہی لالہ جی زرہی ہوش مین آئیے آپ پر نشہ چڑہی ہی آپ عبد القیس کو ابہی تک سمجھی ہی نہین
آپکی وہی مثل ہی کہ تمام زلیخا پڑہگئی اور پوچہتی ہین کہ زلیخا مرد تہی یا عورت تہا **قولہ** کتاب تیسیر مین ہی کہ قوم مذکور

سے ثابت ہوتا ہی کہ برہما کا عہد ابھی تک بدستور باقی ہی اور چندی اور بھی باقی رہیگا پس یہہ عہد بھی عہد نبوت
بعد ہی یا نہین اور جس عرصہ مین پوران لکھی گئی ہین وہ عہد بھی عہد نبوت بعد تہا یا نہین اگر یہہ عہد اور عہد
تدوین پورانون کا عہد نبوت بعد نہین تو برہما صاحب خود نبوت سی دست بردار ہوئی یا معزول ہوگئی اسکی
تصریح کرنی چاہئی لیکن اسقدر لیستہ تحریر لالہ جی سی ظاہر ہوا کہ عہد تحریر پورانون کا عہد نبوت بعد نہتہا
پس خالی اس سی نہین کہ برہما صاحب اس عہد مین منصب نبوت سی معطل تھی خواہ خود دست بردار ہوئی
ہون خواہ معزول کئی گئی ہون مگر یہہ معلوم نہین ہوتا کہ کب سے معطل ہین اور کب تک معطل رہینگے سوم
وہ عہد نبوت بعد کونسا تہا جسمین تدوین بیدونکی ہوئی ہی اور وہ زمانہ کونسا تہا جسمین پورانون کی
تدوین ہوئی ہی اور کسقدر زمانہ درمیان فاصلہ ہی چہارم یہہ کہ ہندوک اپنی مہابھارت مین ہیدمین تذکرہ اٹھارہ
پورانون کا ہی اس سی واضح ہی کہ زمان تدوین بید سی پہلے وہ سب پوران مدون ہو چکی تھی پس ظاہر
ہوا کہ پوران ہای مذکورکی تدوین کا زمانہ بیدونکی تدوین کے زمانہ سی مقدم ہی اور چونکہ زمانہ تدوین
بیدون کا عین عہد نبوت بعد ہی پس ظاہر ہوا کہ عہد نبوت بعد سی پیشتر منصب نبوت سے برہما
جیو معطل ہو چکی تھے پنجم جب یہہ ثابت ہوا کہ زمان تدوین بیدون سے پیشتر برہما جیو منصب
رسالت سی معطل ہو چکے ہین تو ثابت کرنا اسکا کہ پھر دوسرے منصب نبوت پر کب ممتاز ہوئی اور کسکی ذریعہ
سے بذمہ مدعیان نبوت برہما کے باقی رہا جب تک یہہ امر ثابت نہوگا مطابق اقتضای دلیل لالہ جی کے یہہ
بید محض بیہودہ تر ہین کہ اصلا قابل اعتبار کے نہین ششم مدون بیدونکا کون ہی اور مدون پورانون کون
ہے اور یہہ جو جوگ بششٹ مین لکھا ہے کہ برہما نے چار وں بید اور اٹھارہ سمرتی اور چھہ شاستر
اور اٹھارہ پوران بنائے صحیح ہے یا غلط اگر غلط ہے تو دلیل غلطی کی کیا ہے اور اگر صحیح ہے تو
وہ پوران بھی بنائے ہوئی برہما کے قرار پائے اور اونکی صحت مین کیا کلام رہا ہفتم اسناد پوران
سلسلہ جو اول مین لکھا ہے جب ایک ہی ہے یعنی سوت عن بیاس یا سوت عن مسیم پائن عن
بیاس اس سے ظاہر ہے کہ ایک شخص یعنی بید بیاس ماخذ سب پورانون کا ہے چنانچہ امر سکندا اول
بہاگوت سے بھی ثابت ہے کہ اوسمین لکھا ہے کہ بیاس جی نے ازتہہ بید کے کہیکر اٹہارہ پوران کرے
اب یہہ سلسلہ معتبر ہے یا نامعتبر اگر معتبر ہے تو اونکی صحت مین کیا گفتگو ہے اور اگر نامعتبر
ہے تو سلسلہ کا کونسا راوی نامعتبر ہے کتب ہنود سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ سب شخص معتبر ہین اور
راویان بید بھی شاید یہی ہون اور ہرگاہ بموجب عقیدۂ ہنود کے یہہ سب اشخاص معتبر ہین پس لاجرم ششم اول کی
بحرہم منتظر ہین کہ جناب لالہ صاحب جواب انکو مدلل بدلائل عقلیہ یا نقلیہ تحریر فرمادین مگر دست بستہ جناب

غرض ہی کہ دو باتونکا التزام رکہین ایک یہہ کہ حسب عادت کلام فحش زبان پر نہ لاوین ورنہ ہمیکو لڑنا ہمسے بہی خوب آتا
ہے ابتک تو درگذر کی آیندہ نہوگی دوسری یہہ کہ جو کچہہ لکہین بیدلیل نہ لکہین مگر واضح ہو کہ جن کتابون سے
استدلال کرینگے اونکو اوپر الزام عدم صحت کا کسی جگہ عائد نکر سکینگے **قولہ** اب اس سے قطع نظر کرکے
تمامی سوالات وتمامی وسوسات اہل اسلام کے جوابات تحقیقی اور الزامی رسالہ عماد ہند مین تحریر کیے گیے ہین انتہی
خوش بیانی اور واقفیت علم معانی اس جملہ سے بخوبی واضح ہے صدر کلام مین زمانہ حال مین کسی چیز سے قطع نظر کرکو
جس خبر کا منتظر سامع کو زمانہ استقبال مین کیا تہا اوسکو آخر کلام مین زمانہ ماضی پر ڈالدیا اگر لفظ اب ہوتا
تو ایک بات بہی بنتی یہہ تو ایسا کلام ہے جسطرح پر کوئی کہے اب زمین پر چلنے سے قطع نظر کرکے مین پہاڑ پر
چڑہ گیا تہا صدر کلام اور وسط کلام اور آخر کلام تینون نامربوط ہین لالہ جی آپ جو تک بندی کو علم
معانی اور بیان سمجہہ رہے ہین یہہ فہم آپ کا محض غلط ہے علم معانی اور بیان وہ علم ہے جس سے اس قسم کی نامربوطی
کلام سے رفع ہوتی ہے جبتک اوسے نہ پڑہوگے ہزار تک بندی کروگے غثاثت کلام سے ہرگز نہ بچوگے اور جب
اوسکو پڑہکر سمجہہ لوگے تو خود بخود کہدوگے کہ قرآن کی برابر کوئی کلام فصاحت وبلاغت مین نہین ہوسکتا
بشرطیکہ انصاف قائم رہیگا اور عماد کی بنیاد پر جو ہر جگہ حوالہ کرتے ہو ابہی تک تو آثار بہی اوسکے نمودار
نہین جسوقت اوسکو ظاہر کروگے یقین جان لو کہ بحول اللہ وقوتہ خاک برابر ہوگا **قولہ** صفحہ ۱۳ پوشیدہ نرہیگا کہ
قیامت کے باب مین قرآن مین تین قول مختلف آئے ہین انتہی محض افترا ہے ہرگز تین قول مختلف نہین **قولہ** مثلاً
سورہ سجدہ مین ہے کہ وہ دن ہزار برس کا ہوگا انتہی سورہ سجدہ مین ہرگز نہین کہ قیامت کا دن ہزار برس کا
ہوگا اس مقام پر کچہہ تذکرہ بہی قیامت کا نہین **قولہ** سورہ معارج مین ہے کہ پچاس ہزار برس کا انتہی البتہ
یہان مفسرین لکہتے ہین کہ مراد روز سے زمانہ ہے ابتدا نفخ صور سے تا استقرار ہر ایک مومن اور کافر کے اپنے مقر
مین **قولہ** سورہ نحل مین ہے کہ روز قیامت کا کام ایک نگاہ مین انجام پاویگا انتہی ہرگز سورہ نحل مین یہہ نہین
ہے کہ روز قیامت کا کام ایک نگاہ مین انجام پاجاویگا یہہ سب افترا پردازی اور دغابازی لالہ جی کی ہے
ہم تینون آیتون کو یہان نقل کرتے ہین آیت سورہ سجدہ مع تفسیر بیضاوی یدبر الامر من السماء الی الارض
یدبر الامر الدنیا باسباب سماویۃ کالملائکۃ وغیرہا نازلۃ آثارہا الی الارض ثم یعرج الیہ ثم یصعد الیہ و
تثبت فی علمہ موجودا فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون فی برہۃ من الزمان متطاولۃ یعنی بذلک
استطالۃ ما بین التدبیر والوقوع انتہی دیکہہ لو اس آیت مین کچہہ ذکر قیامت کے دن کا نہین بلکہ مفسر عالیقدر اوسکی
تفسیر لفظ برہۃ من الزمان متطاولۃ کرتا ہے جسکے معنی ہین ایک جز زمان طویل اور پہر اوسکی تشریح مین لکہتا
ہے کہ مراد ہے اس سے درازی مابین تدبیر اور وقوع کی پس افترا پردازی اور دغابازی لالہ جی کی خوب ثابت

ہوگی کہ آیہ سورۂ معارج کہ تفسیر شیخ عبد العزیز دہلوی است. تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ
باید دانست کہ معنی عروج ہر چیز آنست کہ بغایت مقصود خود رسد و چون او تعالی غایت الغایات است پس رسیدن ہر چیز
بغایت مقصود خود رسیدن عروج بسوی اوست باز باید دانست کہ در عالم افعال و تاثیرات الہیہ بواسطہ سہ چیز ظہور
می فرماید اول ملائکہ دوم ارواح کہ عبارت از جوہر دراک ہر مخلوق است و صورت نوعیہ آن مخلوق محکوم اوست
سوم نفوس ذوی الارادات از انسان و حیوان و شیاطین و جن پس آنچہ بواسطہ ملائکہ و ارواح است
بلاواسطہ بحق منسوب است زیرا کہ دران وہم و شہوت و غضب مخلوق نیست ہر چہ ہست عقل صرف است کہ تحمل آن
موافق مرضی او بدون معارض و مزاحم میکند و بر طبق آن سیر دارد و آنچہ بواسطہ نفوس ذوی الارادات است بلاواسطہ
منسوب بحضرت حق نیست زیرا کہ وہم و شہوت و غضب دران دخل دارد باز باید دانست کہ ہرگاہ امری در
عالم واقع میشود ملائکہ و ارواح در اتمام آن امر و تدبیر آن مہم فرادی یا بہیئت اجتماعیہ ترکیبیہ
شریک میشوند و از ابتدای شروع مقدمات و ارہاصات آن تا انتہای حصول مقصود دران مصروف میباشند
و چون مقصود حاصل میشود ایشان را رجوع عروجی بجانب مبدء خود حاصل میشود از انجہت کہ بعضی استعداد خود
را بفعلیت بدل کردند و نوعی از کمال نصیب ایشان شد و این رجوع عروجی بعینہ مانند رجوع حواس و قوای
انسانی است بعد استیفای لذات تحصیل مطلبی از مطالب عمدہ تا وفور استعداد خود را بمالک خود عرض کنند و
مستحق تحمل داعیہ دیگر شوند و چون این سہ چیز دانستہ شد پس معارج الہیہ عبارت از اتمام تدبیرات اوست
در عالم و آن تدبیرات مختلف است بعضی از انہا بمقدار یک ساعت آن سرانجام میپذیرد و بعضی از انہا
در مقدار یک روز و بعضی در سہ روز و چہار روز و بعضی در ہفتہ و بعضی در یک ماہ و بعضی در یک سال و
علی ہذا القیاس تا آنکہ بعضی تدبیرات عمدہ کہ تعلق بانقراض دول طویلہ و انقطاع ملل باقیہ دارند در مدت ہزار
سال عروج مینماید چنانچہ در سورہ الم السجدہ مذکور است و اطول مدد معاملہ بشری درین عروج مدت تدبیر
وقائع قیامت است کہ از ابتدای مدت نفخ اول تا انتہای استقرار اہل بہشت در بہشت و اہل دوزخ در دوزخ پنجاہ
ہزار سال خواہد بود و ملائکہ قاطبۃً و ارواح جمیع انواع مخلوقات دران شریک خواہند شد و بعد از گذشتن این
مدت سرانجام این کار عظیم کردہ عروج خواہند نمود بالجملہ عروج تدبیرات الہیہ منحصر در یک سال و یک مدت نیست
برای بیان عظمت کارخانہای الہی گاہی آن تدبیرات را ذکر میفرمایند کہ در مدت ہزار سال تمام میشود و گاہی آنکہ
در مدت پنجاہ ہزار سال انجام میپذیرند و غرض آن نیست کہ ہر تدبیر او تعالی نزولا و عروجا منحصر درین
قدر مدت میباشد تا اشکالی بہم رسد و با آنچہ در الم السجدہ مذکور است تعارضی پیدا شود انتہی مختصراً آیہ سورۂ
نحل کی یہ ہی وما امر الساعۃ الا کلمح البصر او ہو اقرب بیضاوی میں اسکی تفسیر میں لکھا ہی وما امر قیام القیامۃ

فی سرعته وسهولته الا کلمح البصر الی کرجع الطرف من اعلی الی اسفلها او هو اقرب او امر اقرب منه بان یکون
فی زمان نصف تلک الحرکة بل فی الآن الذی یبتدی فیه فانه تعالی یحیی الخلائق دفعة رای وحدة دفعة کان فی
آن واو للتخییر او بمعنی بل وقیل معناه ان قیام الساعة وان تراخی فهو عند الله کالشیٔ الذی یقولون فیه
هو کلمح البصر او هو اقرب مبالغة فی استقربه انتهی پس واضح ہوا کہ آیت اولی مین یوم سے یوم القیامة مراد نہین
بلکہ وہ زمانہ طویل کہ جسمین امور عظام دنیویہ کی تدبیر انجام کو پہونچتی ہے مراد ہے اور آیت ثانیہ مین یوم سے وہ مدت
طویلہ جو ابتداء نفخ اول سے تا اختتام واقعات اور استقرار ہر ایک فریق کی اپنے مستقرین تک دراز ہے مقصود ہے
اور آیت ثالثہ مین کوئی زمانہ نہین ہے وہان یہہ بیان ہے کہ قیامت ایک طرفة العین مین بلکہ اس سے بھی جلد قائم
ہوجاویگی کیونکہ قیام اوسکا زمانی نہین بلکہ آنی ہے جیسے دن رات ہوجاتی ہے کہ درمیان مین دونون کے
کوئی زمانہ نہین پس لالہ جی نے جو بربنائے توہمات اپنے کے تقلید بعض پادریون کے اپنی طرف سے آیتون
کے معنی بناکے اوسپر اعتراض کیا ہے یہہ اعتراض اونکا آیات پر وارد نہین ہوتا بلکہ اونکے توہمات پر وارد ہے
اب ہم تصریح کرتے ہین لالہ جی کی جہالتون کی جنکو اونہون نے از راہ جہل مرکب کے عقل کامل تصور کیا ہے **قولہ**
کاروبار ایسے نہین کہ نزول وصعود کرسکین کسواسطے کہ داخل اعراض ہین **اقول** جواب اسکا تفسیر عروج سے جو
اوپر لکھی گئی ظاہر ہی عروج اعراض اور ہوا اور عروج اعیان اور لفظ عروج وصعود و ترقی ہمیان مین جسطرح
پر مستعمل ہے ترقی اعراض مین بھی مستعمل ہے الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه [illegible]
الجهول * کانت له حاجة فی السماء لالہ جی فرماتے ہین کہ کوکباٹ اپنکہد رکہہ بہیہ مین ہے کہ جوان خواہشون کو پورا
سمجہتا ہے اوسکو بد اعمال بدون سے چیٹ جاتے ہین اور نیک اعمال اوسکی یارون اور فرزندون پر تقسیم ہوجاتے
ہین ہرگاہ کہ اعمال اعراض ہین اونکا ایک سے چہوٹ کر دوسرے کو لپٹ جانا اور اوروں پر قسمت پاجانا کیونکر متصور
ہوسکتا ہے پہر اوسی اپنکہد مین ہے آہنگ شام پیدا کی جاوے اور اوس تحت کی ہے لالہ جی فرماتے ہین کہ آہنگ تو
عرض ہے یہہ جاوے کیسے ہوگئی بیان جوہر وعرض کی بحث کرین اور جواب اپنے اعتراضات کا آپ ہی دیجئے **قولہ**
قطع نظر ازین یہہ قیاس اصلا نہین کہ کوئی بات ہزار برس تک جاری رہے پس از آن عالم بالا کیطرف رجوع
کرے انتہی یہہ کیا مہمل تقریر ہے قید کیا مذکور ہے لالہ جی کہتے کیا ہین اس جملہ مہملہ کا مدعا کچھہ ہو صاف
صاف لکھیں اور بعد ملاحظہ تفسیر شیخ عبد العزیز رحمہ اللہ کے جو اوسپر اعتراض ہو پیش کرین **قولہ** اب
وہ آیت اور اوسکے معنی یہہ ہین الخ مین حیران ہون کہ لالہ جی کو صرف ونحو کی تو استعداد ہی نہین کیس
بنیاد پر آیت کا ترجمہ کرنے بیٹھے ہین جہل مرکب نے اونکو بہت فضیحت کیا ہے گا اونکو اصلا تمیز نہین ہوتا اول تو
آیت ہی غلط لکھی یعرج الیه کی جگہ یعرج الیه لکھی ہے ثانیا ترجمہ لکھتے ہین تدبیر کرتا ہے امر آسمان سے طرف

زمین تک الخ معلوم نہوا کہ (امر) (تدبیر کرتا ہی) کا فاعل ہی یا مفعول امر مدبر ہی یا مدبر بہر لکہتی ہین کہ پس عروج فرماتا
طرف اوسکی ایک دن الخ۔ معلوم ہوا کہ (فرماتا ہی کا) فاعل کیا ہی یا امر فاعل ہی یا اللہ تعالے فاعل ہی یا ایک دن
فاعل ہی اور ضمیر اوسکی کسکی طرف راجع ہی **قولہ** حاصل آنکہ روز قیامت او تعالی کاروبار کے لئے آسمان سے
بطرف زمین نزول فرماتا ہی بعدہ فراغت حاصل کرکے پھر آسمان پر تشریف لیجاتا ہی انتہی اس سے ظاہر ہوا کہ یعرج کا
فاعل لالہ جی کے نزدیک خدا تعالے ہے اب ہم اونسی دریافت کرتے ہین کہ آیہ مین ضمیر مجرور کسکی طرف راجع ہے
آسمان اور زمین کیطرف تو راجع ہو ہی نہین سکتی ناگزیر خدا تعالے کیطرف راجع ہوگی پس ترجمہ لالہ جی کا مہمل
ہوگیا ظاہر التقریر سے لالہ جی کے معلوم ہوتا ہی کہ ضمیر مجرور بطرف آسمان کے عائد ہو مگر یہہ سخت حماقت اور
جاہلیت لالہ جی کی ہے لفظ سما مونث ہی اوسکی طرف ضمیر مذکر کسطرح پہر سکتی ہی منشا اس بادہ سرائی کا جہالت
ہے کہ آج تک یہہ نہین سمجہتے کہ مرجع مذکر کیطرف ضمیر تانیث نہین عائد ہو سکتی پھر یہہ بھی نہین سمجہتے کہ روز قیامت
تو زمان حال مین قائم نہین بلکہ زمان آیندہ مین قائم ہوگا اور یہان خود لالہ جی سب فعال کے زمان کو زمان
حال قرار دیتے ہین چنانچہ خود لکھتے ہین کہ عروج کرتا ہی تدبیر کرتا ہے پس ظاہر ہوا کہ دلالت ان صیغونکی
کسطور پر اوس روز پر جو آیندہ آویگا نہین ہو سکتی اور خود تقریر لالہ جی کی اونکو دعوی کی تکذیب کیواسطے
کافی ہوگئی یہہ بھی ایک اعجاز قرآن ہی کہ جب کوئی بیدین اوسکی معنی مین قصد اعوجاج کرتا ہی خدا ی تعالے
اوسکو خود اوسیکی تقریر سے جو بنانا چاہتا ہی فضیحت کرتا ہی کتاب اللہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ
تنزیل من حکیم حمید فرماتا عربا خیر زمی عوج **قولہ** سورہ فجر مین مرقوم ہی وجاء ربک والملک صفا صفا الخ
یہان زمین کا ذکر بھی نہین اور ایسی ہی اوس حدیث مین جو اونہون نے آیندہ نقل کی ہی اصلا ذکر زمین
کا نہین ہے پس نہ یہہ آیت نہ وہ حدیث لالہ جی کے مدعا کی مفید ہی **قولہ** بہرحال موافق اقوال مفسرین کے
بیان حالت قیامت مین ہی انتہی اس کذاب مفتری کو شرم نہین آتی کہ صاف وصریح افترا او پر مفسرین کے کرتا ہی
ہمنے اوپر تصریحات مفسرین کی نقل کی ہین اونسی صاف ظاہر ہی کہ آیۃ سورہ سجدہ اصلا قیامت کے حال مین نہین
اور جی یہہ اعتراض جو آپکے پیشوا یعنی پادری فنڈر صاحب کا ہی جناب مولانا رحمت اللہ صاحب اور مولانا آل حسن
صاحب ازالۃ الاوہام اور استفسار مین جواب اسکا دیچکے ہین آپ کو اگر شوق مناظرہ کا تہا تو اوس جواب مین
گفتگو کی ہوتی مگر حق تو یہہ ہے کہ آپ اوس جواب کو بسبب کم استعدادی کے سمجہے بہی نہونگے اور پادری صاحب
ہند سے بلکہ اس عالم سے کوچ کر گئے اور آپکو درماندہ چہوڑ گئے اب کون آپ کو مضمون جواب کا
سمجہاوے افسوس ہی کہ پادری صاحب مرگئے اور آپکو مثل یتیم ولسیر کے کر گئے **قولہ** طرفہ اینکہ آیت ہذا
مین ایراد کلمہ الف سنۃ کہ بمعنی آن تردید ہی لازم آتا ہی کہ خدا ی تعالی آگاہ نہین کہ کار قیامت طرفۃ العین

سرانجام پاویگا یا اوس سے نزدیک تر اختتام ہوجاویگا انتہی یہہ جہالت لالہ جی کی بالائی جہالت ہے آیت میں کچھہ تذکرہ
انجام پانے کام کا نہیں ہے اور مفصل بیان اسکا ہوچکا اور لفظ آو کو جو کہتے ہین کہ معنی بابی تردید ہی یہہ بھی
اونکی جہالت ہے اگر یا ہی تشکیک کہتے تو ایک بات بھی تھی ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ ابتک وہ تردید و تشکیک میں
کچھہ فرق نہین جانتے پس ایسے جاہل سے گفتگو بھی عبث ہے مگر یہہ بھی واسطے تنبیہہ کے لکھا جاتا ہے کہ آو کے
معنی کئی ہین ایسے مواقع مین بمعنی اباحۃ مستعمل ہوتا ہے مراد یہہ ہوتی ہے کہ اگر وہ ہے تب بھی بجا ہے اور اگر یہہ ہے
تب بھی بجا ہے کما تقول جالس الحسن او ابن سیرین یعنی مجالست حسن کی بھی بجا ہے اور ابن سیرین کی بھی
بجا ہے ایسے ہی یہان ہے کہ قیام قیامت کو اگر طرفۃ العین مین سمجھو تب بھی درست ہے اور اگر اوس سے اقرب
زمانہ مین بھی کہو تب بھی درست ہے کیونکہ اوسکا قیام آنی ہے دفعۃ واحدۃ قائم ہوجاویگی اور بمعنی بل بھی مستعمل ہوتا
ہے کما قال بدت مثل قرن الشمس فی رونق الضحی ﴿ وصورتہا او انت فی العین املح چنانچہ تفسیر بیضاوی
مین ان دونو معنی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے **قولہ** علاوہ ازین یہان سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ خدای تعالی مانند
جن و انس کے پابند شب و روز ہے انتہی قساوت قلبی لالہ جی کی حد سے درگذری آیات مین پابندی کا ذکر
کہان ہے ہمنے چاہا تہا کہ کتاب کو مختصر کرین مگر لالہ جی نہین مانتے جبتک دو چار الزامات بیدون اور اپنے
معبودون پر نہ سنینگے باز نہ آوینگے اب لالہ جی پابندی اون موجودات کی جنکو آپ اپنا معبود اور
الہ سمجھتے ہین سنیئے کہ شولی اپنشد اتہرین بید مین ہے جب معلوم ہوا کہ جیو آتما اور آتما واحد ہے اور دل
ہرن کرنے ہو اور درمیان سوراخ دل کے مقیم ہے اور بسبب مقید ہونیکے اعضا مین محجوب ہے پس یہہ مقید ہی
آتا ہے کہ ہرن کرنے کا صانع ہے انتہی جناب لالہ جی مقیدی اور پابندی اسکا نام ہے جسکا آوا گوبہت دہ لکتے
ساتہہ آپکا بید کر رہا ہے جوک سنجیا اپنشد اتہرین بید آتما کی دن رات اکیس ہزار چہہ سو تنفس ہوتے یعنی
سانس لیتا ہے اور آتما پانو سے درڑتا ہے سنتا اور رج اور تم یہہ تینون صفتین اوسکو ہر وقت اور ہر آن
مثل رسّی جکڑے رہتی ہین اور ہر عضو کو پکڑے ہین مگر جہل و نادانی سے اوسکو اونکی کیفیت نہین معلوم
ہوتی اور وہ بی نقصان ہے اور یہہ عالم جو دکہائی دیتا ہے وہی ہے انتہی دیکھئے مقیدی اور پابندی رات اور
دنکی اسکا نام ہے جسکو یہہ بید با جلال تمام مشتہر کر رہا ہے **قولہ** یعنی مطلب سورہ حج مین حضرت قوم ہے مثلا وان
یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون فقط انتہی آپکا مطلب یہہ تہا کہ قرآن سے ثابت ہے کہ خدا پابند رات
دن کا ہے فرمائیے کہ یہہ پابندی سورہ حج مین کہان ہے پوری آیت سورہ حج کی یہہ ہے ویستعجلونک بالعذاب
ولن یخلف اللہ وعدہ وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون اسکا مطلب یہہ ہے کہ کفار جلدی
کرتے ہین عذاب کی (یعنی وہ جو کہتے ہین کہ پیغمبر کیون نہین عذاب آتا اور کیون نہین قیامت برپا ہوتی

تو خدا اپنے وعدہ کا خلاف نکریگا یعنی بیشک قیامت آنیوالی ہے اور اگرچہ اوسکی نزدیک قیام میں تاخیر ہے مگر خدا کے نزدیک کچھہ تاخیر نہین اپنے وقت پر قائم ہوگی جسکو تم بڑا عرصہ سمجھتے ہو وہ ایکدن ہے یعنی بہت قلیل مدت ہے خدا کے نزدیک — **قوله** بہر کیف قرآن کو یا ہی کہ وجود اوس زمانہ کا تصرف ہے انتہی لالہجی کو نہ علم معانی اور بیان مین ہے علم اپنے بڑے ماہرین فرماتے ہین کہ یہانپر بیموقع بہر کیف کا ہے اگرچہ جوب مہمل الفاظ اونکی مین اس سے ظاہر ہے کہ نظر لالہجی کی تطویل کتاب ہے پھر یہہ جو فرماتے ہین کہ قرآن گو یا ہے الخ یہہ بھی صریح افترا ہے آیات مذکورہ مین سے کس آیت کا یہہ منطوق ہے لالہجی کو شرم نہین آتی کہ رذیلی کے کہانیکی خاطر بہشت کو اپنی جہنم مین داخل کرتے ہین اور یہہ امر تو خود لالہجی کو معلوم ہے کہ اہل اسلام حدوث زمان کے معتقد ہین پس وجود وقت جہنم مین تصرف حادث کا کیونکر ہو سکتا ہے مگر یہہ امر البتہ باعتقاد لالہجی کے محتمل ہے کہ معیت وجود زمان کے ساتھہ وجود واجب الوجود کی بسبب اعتقاد قدم زمان کے قائل ہین — **قوله** اون آیات اور روایات کو پیش کریو انتہی بہت آیات اور احادیث سے ثابت ہے کہ دوزخ کی درکات متفاوت ہین اور اسیطرح اہل دوزخ کے بھی درجات ہین قرآن مین ہے اَلْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ سوا اسکے بہت آیات اور احادیث ہین مگر یہان چندان اونکو لانیکی ضرورت نہین **قوله** اپنی عاقبت سے حساب نہین لیتا انتہی عاقبت سے حساب لینا عجیب امر ہے اور دینے حساب لینیکے یہہ ہین کہ کسی کے ذمہ کسیکا کچھہ حق واجب ہو اوسکا مطالبہ کیا جاوے عاقبت سے حساب لینا محض ایک مہمل بات ہے ہمنے آجتک کسی معتمد کی نظم و نثر مین یہہ کلمہ نہین دیکھا ظاہر لالہ نا واقف محاورہ فارسی کا از راہ بو الہوسی ترجمہ اردو مین کر ڈالا ہے یہہ نہ سمجھے کہ محاورات ہر زبان کے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہین ترجمہ اونکا دوسری زبان مین ہرگز نہین ہو سکتا مثلاً چاک زد آتش زد دست داد اگر کوئی احمق اونکا ترجمہ کرکے معانی مجاز عرفی جنمین وہ کلمات زبان فارسی مین مستعمل تھے مراد لے تو سراسر حماقت اوسکی ہے لالہجی کو شاید معاملہ میرزا محمد حسن قتیل اور شیخ علی حزین کی خبر نہین جبکہ میرزا صاحب کا یہہ شعر ع یکدجب جامی گو کی نوزخون پاک نبود پشت کشتہ برگشتہ تیان بود وید گر خاک نبود پیش شیخ علی حزین کے سامنے پڑہا گیا باوجودیکہ بہت عمدہ مضمون الفاظ فصیحہ مین اچھی طرح ادا کیا گیا تہا مگر چونکہ ایک محاورہ اردو کو فارسی کر دیا تہا شیخ علی حزین نے اوسکو سنکر فرمایا کہ کلام ہند و بچہ ایست از اہل زبان نیست یعنی خاک نبود بمعنی ہیچ نبود محاورہ اہل زبان کا نہین (خاک نہین) محاورہ اردو کا ہے کہ میرزا صاحب نے اوسکو فارسی مین ترجمہ کر دیا **قوله** قطع نظر ازین مسلمانون کے دین و آئین مین کفر کہتے ہین عدم تصدیق محمد صلعم کو حالانکہ اسباب مین سوا مسلمانون کے جمیع اشخاص مساوات رکہتے ہین انتہی یہہ بھی حماقت لالہجی کی ہے مدار کفر کچھہ

تصدیق پیغمبر پر ہی نہین ہے بلکہ جو شخص کسی ایک اصل کا بھی اصول دین مین سے منکر ہوگا وہ کافر ہوگا اور
پھر اوسمین بھی مدارج ہین بعضی ایسی ہین کہ صرف منکر ہی ہین بعضی ایسے ہین کہ اہانت اور سب و شتم کے
مرتکب ہین بعضی خود دعوی الوہیت کا کرتے ہین علی ہذا القیاس مدارج کفر ہی بہت ہین ابھی عرصہ نہین گذرا
مات رلالہ صاحب کے ہین کہ بمجال بے ادبی اور گستاخی کے پیش آتے ہین بعض مانند لعنتہ وغیرہ کے قدما امت
ہین نبی آخر الزمان صلعم کے رقم فرماتے ہین ایک اہل کتاب ہین ایک بت پرست ہین غرض درجات ہر ایک
کے موافق اون کے اعتقادات کی متفاوت ہین **قولہ** ہر اکثر آیات مین آیا ہی کہ فاعل شر شیطان اور
انسان ہے اور کہین قرآن مین خدای تعالے کو فاعل شر ٹھہرایا ہی انتہی یہہ بحث بہت مفصل سوط الجبار
مین ہو چکی ہے لالہ جی اوسکو دیکھ لین مختصر ایہان بھی کچھ لکھا جاتا ہے کہ ہماری ملت مین خالق افعال بندے خدای
تعالی ہی اور رہا شر بندہ ہی بید منو واس مسئلہ مین ہمارا تابع ہی کہ فاعل جمیع خیر و شر خدای تعالے کو باعلان
تمام بیان کرتا ہی اور لالہ جی بھی تحفۃ الاسلام مین معترف ہوئی ہین کہ فاعل جملہ خیر و شر او تعالی ہی جب یہہ
امر مسلم الثبوت ہی تو ہم لالہ جی سے استفسار کرتے ہین کہ بید مین بہت مواقع مین فاعل افعال اور چیزون کو
بیان کیا ہی چنانچہ اتھرمت بید اینکہد اتھرن بید مین لکھا ہی کہ مایا جو فانی ہی جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ
کر دکھلاتی ہے وہ ذات جو حق ہی اوسکو چھپاتی ہی اور عالم کو جو جھوٹا ہے اوسکو ہتھیلی پر دہر دکھلاتی
ہے انتہی سرپ بید اینکہد ججر بید مین ہی پرجاپت نے تمام عالم کو پیدا کیا تیتری اینکہد ججر بید مین ہے
فاعل ہر فعل کا جیو آتما ہے کہین یہہ بھی لکھا ہی کہ برہسپت نے اپنی صورت زہرہ کی بناکر اسرون کو گمراہ
کیا اسیطرح پر بہت جگہ بید مین نسبت افعال عباد کے بطرف غیر خدا کے کی ہی چونکہ بر بنای تقریر لالہ جی
کے یہہ تناقض بید مین موجود ہے پس لالہ جی پر واجب ہے کہ اوسکو رفع کرین اور ہم تو جواب
تحقیقی سوط الجبار مین دی چکی ہین ضرورت اعادہ کی نہین ہے **قولہ** جو کوئی زبان عربی سے
ذرا بھی واقف ہے بخوبی جانتا ہے کہ آیات کے لفظ سے حقیقۃ و مجازا منکشف نہین ہوتا کہ خالق
گمراہی اور ضلالت خدا ہے انتہی جناب لالہ صاحب خرابی تو ایسی ہی لوگون کی ہی جو کم واقف
ہین جسطرح پر آپ ہین کیونکہ وہ مجاز لفظی اور مجاز عقلی مین تمیز نہین کر سکتے چنانچہ آپ اس علم
مین کہ بحث اسناد خبری کی ہے یہہ فرماتے ہین کہ کسی لفظ سے حقیقۃ و مجازا منکشف نہین ہوتا فرمائیے کہ
یہان الفاظ کی کیا بحث تھی یہان تو بحث اسناد ہی آپکی اس تقریر سے مجکو یقین کامل ہوا کہ ابھی تک
بحث اسناد خبری کی بو بھی آپ کے دماغ تک نہین پہونچی ع جل ہوا ہو ای صبا دیکھا تجھے ✣ آنکہ
چون پستہ گفتمش ہمہ مغز ✣ پوست بر پوست بود ہمچو پیاز ✣ اب مناسب ہے کہ سوط الجبار کو ملاحظہ فرمائیے گر

جواب اسکا یہی کہ بید مین جو لکہا ہے کہ پرماتما نے عالم کو پیدا کیا اور تناسخ پر عمل کی حیوانات ہے اور
ایا جہوٹ کو سچ اور سچ کو جہوٹ بناکر دکہلاتی ہے اور فلانے فلانے کو گمراہ کیا یہان کونسا نکتہ
ہے کہ جس سے منکشف ہوتا ہے کہ خالق ان افعال کا خدای تعالے لیئے آگئے اس سے جسقدر آپنے
لکہا ہے محض بیہودہ سرائی آپ کی ہے اور جواب شبہات دراہیہ کے سوط الجبار مین دیئے گئے ہین
اونکو ملاحظہ فرمائیے اور مہا بہارت کے کرن پرب کو بہی دیکہیئے اسمین لکہا ہے کہ بید مین کئی تفصیلین
ہین جنکو مہیس کہتے ہین اون کے معانی پر کسیکو اطلاع نہین پس جو جو اعتراضات کہ آپ نے آیات
متشابہات پر کیئے ہین وہ سب مہیس بید پر وارد ہین اون کے جواب کا فکر کیجئے اور ہم تو آپ
کو جواب دیچکے ہین **قولہ** اہل اسلام سے ہمارا سوال ہے کہ ولقد اضل منکم جبلا کثیرا وغیرہ آیتین
محکمات مین یا متشابہات برتقدیر شق اول اونکی تاویل کس لئے کیجاتی ہے انتہی لالہ جی آپ کی یہہ
مین جہالت ہے جو آپ یہان تقریر کر رہے ہین آپ ابہی تک ماولات اور متشابہات اور محکمات مین کچھ
فرق نہین جانتے پہلے یہہ فرق دریافت کر لیجئے ازان بعد کچھہ گفتگو کیجئے اور یہان تو کچھ آیات
مین تاویل بہی نہین ہوئی پس بحث تاویل کی محض فضول ہے مگر آپ فرمائیے کہ باوجودیکہ اکثر
جگہہ بید مین فاعل سب خیر و شر کا خدای تعالے کو تصریح تمام بیان کیا ہے پہر جو نسبت اکثر
افعال کے اوروں کی طرف کی گئی ہے آپ اسکی کیا تاویل کرتے ہین **قولہ** اور یضل بہ الا
الفاسقین وغیرہ کی تسویل کرتے ہین انتہی اول تو فرمائیے کہ تسویل کا یہان کیا موقع ہے آپ
محض جاہل ہین آپ کو یہہ بہی نہین معلوم کہ تسویل کس مقام پر مستعمل ہوتا ہے اور کلام کو
ایک معنی سے دوسرے معنی کی طرف پہیرنے کے مقام مین استعمال تسویل کا صحیح ہے یا نہین
اور اصل معنی تسویل کے کیا ہین اور تقدیر اسکا کیسے محل بیمحل جو لفظ زبان پر آجاتا ہے کہہ دیتے
ہین معنی سے کچھ مطلب نہین رہتا قافیہ تاویل کا تسویل درست ہونا مقدم ہے علاوہ ان سب
مراتب کے آپ ابتک یہہ بہی نہین سمجہتے کہ آیت ما یعلم تاویلہ الا اللہ مین جو کلمہ تاویل کا ہے
اوسکے معنی کیا ہین آپ ازراہ جہالت معنی تاویل کے اس آیت مین بہی یہہ سمجہے ہوئے ہین کہ
پہیرنا لفظ کا معنی ظاہری سے معنی غیر ظاہر کی طرف حالانکہ یہہ ہرگز مقصود نہین بلکہ یہان معنی
تاویل کے ایول الیہ الشی ہین جسکا حاصل مراد اور معنی ہین آپنے جسقدر یہان گفتگو کی ہے
سب ازراہ جہل مرکب کے ہے آپنے نہ محکمات کو سمجہا نہ متشابہات کو نہ ماولات کو نہ یہہ سمجہا
کہ تاویل اصطلاح مین کسکو کہتے ہین اور لغوی معنی تاویل کے کیا ہین اور اس آیت مین تاویل کے

کیا معنی ہین اور یہہ آیتین جنکا یہان مذکور ہے کس قسم کی ہین اور ان آیات کو کستی از قسم متشابہات
کہاہے خلاصہ یہہ ہے کہ از راہ افترا پردازی اپنے جی سے باتین بنا کر امور مذہبیہ کی بنا مبانی
راہ جہل مرکب کے اعتراض بیہودہ کرتے ہین کبھی کہتے ہو کہ شیعہ یہہ لکھتے ہین کبھی کہتے ہو کہ سنی یون
لکھتے ہین مگر نہ کلام علمائے شیعہ کا سمجھتے ہو نہ علمائے اہل سنت کا الغرض جو کچہہ فاضل بے شکل نے رقم
فرمایا ہے وہ صاف عیان ہے وہ لکھتے ہین کہ وسیلہ چہارم در ابحاث فاسدہ کہ بنای بحث
اندرین بر آلنت و سفاہت او از انہا عیان باید دانست کہ جمیع کلمات اندرین ازین نہ فن بیرون
نیست یکی بی ادبی دوم حکومت طلبی سوم بہتان طرازی چہارم حیلہ سازی پنجم خیانت پردازی
ششم توہم پرستی ہفتم نادرستی ہشتم غباوت نشانی نہم بیجدانی قولہ پہر شیعہ اپنی تاویل جاہلانہ
ٹہرانے کے لئے کہتے ہین کہ الفاظ والراسخون فی العلم جملہ سابق پر معطوف ہین انتہی لا الہ
صاحب آپ تو از بس جاہل ہیں الفاظ کا عطف جملہ پر کیونکر ہو سکتا ہے جملہ سابقہ تو یہہ ہے کہ لا
یعلم تاویلہ الا اللہ بہلا اسپر والراسخون فی العلم کیونکر معطوف ہو سکتا ہے آپ یہہ بہی
نہین سمجھتے کہ محل اس جملہ کا کیا ہے آیا محل رفع مین ہے یا نصب مین یا محل جر مین اور والراسخون
فی العلم مرفوع ہے یا منصوب یا مجرور اور والراسخون فی العلم جملہ ہے یا حکم مین جملہ کے
ہے یا حکم مین مفرد کے جب آپ کو اسقدر بہی شعور نہین اور بے شعوری آپکی یہانتک پہونچی کہ
والراسخون فی العلم کو جملہ سابقہ پر معطوف بیان کرتے ہین پہر آپ کو شرم نہین آتی کہ از راہ
جہل مرکب کے دخل در معقولات کر کے فضیحت ہوتے ہو مگر حق یہہ ہے کہ یہہ بہی ایک اعجاز قرآن
ہے کہ جب کوئی احمق دشمن دین قرآن کی بہ نسبت از راہ قساوت قلبی کے کچہہ یاوہ گوئی کرتا
ہے خدای تعالی خود اوسکی تشہیر سے اوسکو ذلیل کر دیتا ہے پہر یہہ قول آپ کا کہ الفاظ
والراسخون فی العلم الخ آپ کی جہالت پر دلالت کرتا ہے الفاظ والراسخون فی العلم معطوف
نہین ہو سکتے علی الخصوص واو کہ خود حرف عطف ہے وہ کسی طرح پر معطوف نہین ہو سکتا پہر
قول آپکا تعطیل الہی محض بے معنی ہے آپنے تسویل کے قافیہ کے لحاظ سے لفظ تعطیل لا لا مرمعانی
کا خیال کچہہ نکیا تعطیل کو تعطل کی جگہ استعمال مین لائے اگر علم معانی اور بیان مین کچہہ بہی آپکو
دخل ہوتا تو مراعات لفظی کے سبب معنی کو آپ خراب نکر دیتے یا یہہ ہے کہ آپ تعطیل اور
تعطل مین کچہہ فرق نہین سمجھتے قولہ یعنی تاویل متشابہات سے سوای او تعالے اور اون
لوگون کے کہ علم قرآن مین استوار ہین کوئی واقف نہین ہے انتہی اس تشریح سے جہالت لائی

نہایت بیہودگی و تبیح ہوگی کیونکہ حسب القول اونکے الراسخون فی العلم جملہ سابقہ یعنی لا یعلمہ الا اللہ
پر معطوف ہوا تو یہہ بھی ایک جملہ علیحدہ ہوا اور جو جو حال جملہ معطوف علیہ مین ہین ادسمین کا کوئی حال
اسمین حاصل نہوا اور دوسرا الراسخون فی العلم مین کوئی کلمہ ایسا نہیں جو علم اور عدم علم پر دلالت کرے
پھر اس صورت مین یہہ معنی کہ (سوای اون لوگون کے جو علم قرآن مین استوار ہین کوئی واقف نہیں)
لالہ جی نے کہان سے نکالی ہرچند کہ مین یقین جانتا ہون کہ جسطرح بیراد ہترون نے نافہمی سے یہہ
معنی بیان کئے ہین اسیطرح میری اس تقریر کو بھی بسبب بے علمی کے نہ سمجھینگے لیکن صاحبان علم اوسکو
خوب سمجھ لینگے اور حال جہالت لالہ جی کا اونپر خوب روشن ہو جائیگا **قولہ** دراصل یہہ بھی بیجا ہے
کیونکہ درصورت لفظ یقولون کے اول ایک واو تھا او معہ ضمیر مقدر تھی یعنی و یقولون یا وہم یقولون
واجب تہا انتہی مین حیران ہون کہ لالہ جی کو جنون ہے یا مالیخولیا ہے ایک بات بھی صحیح زبان سے
نہین نکلتی جب وہ خود لکھتے ہین کہ الراسخون فی العلم جملہ متقدمہ پر معطوف ہے تو لامحالہ یہہ بھی جملہ
ہونا چاہئے اور ظاہر ہے کہ الراسخون فی العلم جملہ نہین بلکہ مرکب غیر تام ہے اس حالت مین واسطے
افادہ خبر یا طلب کے محتاج اور اجزا کا ہے اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ الراسخون فی العلم بظاہر مبتدا
ہو سکتا ہے پس ضرور ہے کہ یقولون مع اپنے معمولات کے خبر ہووے جب یہہ امور متحقق ہو گئے تو
اب لالہ جی کی جہالت قابل دیکھنے کے ہے کہ مبتدا اور خبر کے درمیان مین واقع ہونا حرف
عطف کا یا وقوع حرف عطف کا مع ضمیر ضروری سمجھتے ہین بھلا اس جہالت کا بھی کچھ ٹھکانا ہے
اہل انصاف ذرہ غور فرماوین کہ کسی زبان مین بھی واقع ہونا حرف عطف کا درمیان مبتدا اور خبر کے
ضرور ہے بلکہ حال برعکس اسکے ہے کہ واقع ہونا عطف کا مبتدا اور خبر مین قطعاً ممتنع ہے بجائے
زید قائم اور زید قائم ہست اور زید کہڑا ہے کے کوئی شخص غیر از صاحب ہذیان و جنون کے یہہ
نہین کہہ سکتا کہ زید و قائم زید و قائم ہست زید اور کہڑا ہے لالہ جی نے کوئی تفسیر اس مقام پر
دیکھی ہے اور اسمین جو بموجب قاعدہ نحو کے معنی آیت مین بحث لکھی ہے اوسکو جہالت کے سبب سمجھ
مطلقاً نہین سمجھے بلکہ برعکس سمجھے پس ہمکو بھی تشریح اس بحث کی ضرور نہین جسوقت کہ وہ اپنی جہالت کے
معترف ہونگے یا اپنی غلطی کی اصلاح کرینگے تو اوسوقت ہم بہت وضاحت کیساتھ وہ تفسیر
آیت کی بیان کر دینگے **قولہ** پس علماے شیعہ کی تفسیر کہان درست ہو سکتی ہے قطع نظر اس سے ہمکو
شیعونکی تفسیر و بیان سے کیا کام ہے کہ ہمارا اسیا خشم نون سے ہے انتہی اس آیت کی تفسیر مین تو کچھ سنی
اور شیعہ کو دخل نہین مگر پھر بھی ہم لالہ صاحب کی جناب مین التماس کرتے ہین کہ جب آپ جہالت کا اعترا

کر کے یا غلطی کی صلاح فرماؤ کوئی اعتراض پیش کرینگے ہم اُسکو جواب شاق دینگے ہو ہر یہ سمجھے کہ محض اہل سنن ہی
کیطرف سے آپکے سوال کا رد کرتے ہین بلکہ اکثر مواقع مین اہل تشیع کی طرف سے بھی اُنکی خبر لیتے کو مسئلہ مین آپنے
متعہ کے باب مین اہل تشیع پر اعتراض کیا تھا دیکھیئے کیسا جواب دندان شکن دیا گیا ہے اگر کچھ شرم رکھتے ہو گے
تو پھر نام اوس اعتراض کا زبان پر نہ لاؤ گے اب ور گذر دیکھیو جو جو اعتراضات مذہب تشیع پر تم نے مین موٹ
بلا تامل پیش کیجیے انشاء اللہ تعالٰی جواب کافی پاؤ گے **قولہ** المقصود متشابہات کی تاویلات سے کنارہ کشی سنیونکا
عین ایمان ہے انتہی لالہ جی اس مقام مین کوئی آیت متشابہات مین سے در اصل ہے ہی نہیں آپ کیا تاویل کی
کرتے ہین واقع مین آپ اپنی توہم پرستی اور بادہ پرستی اور غباوت نشانی اور ہیچمدانی اور جلوہ مست طلبی
کو عیانا ظاہر فرما رہے ہین **قولہ** ابیات الخ نثر لالہ جی کی تو ارباب سخن کے ملاحظہ مین بہت گذری مگر نظم بھی
اونکی قابل تماشا ہے از راہ بوالہوسی کے ترجمہ مثنوی کا فرماتے ہین **قولہ** مست و لا یعقل ہوئے پیکر شراب *
ذرہ کو اپنے وہ سمجھے آفتاب * شعر مولوی قدس سرہ جسکا یہ ترجمہ لالہ جی نے کیا ہے یہ ہے **ع** از خود آنکہ
مست گشتہ بی شراب * ذرہ خود را بدیدہ آفتاب * سبحان اللہ کیا خوب ترجمہ ہوا وہان یہ تھا کہ خود بخود
بے شراب پینے کے مست ہوگئی یہان برعکس اوسکے کہ شراب پیکر مست ہوئے ظاہرا بوقت ترجمہ کے لالہ صاحب
کو اسکا دہیان نہ رہا کہ مثنوی مولوی قدس سرہ زبان فارسی مین ہے بلکہ از راہ غفلت اوسکو اردو زبان
کی کتاب سمجھ کر لفظ بی جو بای موحدہ مجہول اوسمین تھا اوسکو یای فارسی معروف سمجھا یعنی بجای
بی شراب پی شراب سمجھ اور از راہ توہم پرستی کے مطابق اپنے وہم کے پیکر شراب لکھ دیا **ع** مثنوی مین
ایک مگس کا تھا بیان * نقد حال اپنا ملا اوسکو عیان * حسب حال اوسکی تھی حالات مگس * ترجمہ کرنے لگا
وہ بوالہوس * انچہ مردم میکند بوزینہ ہم * آن کند کز مرد بیند دم بدم * چونکہ تھا بیعقل وہ ہندی
نژاد * فارسی بھولا رکھا اردو کو یاد * بسکہ تھا بد مست اور جاہل غبی * بی کو وہ سمجھا کہ ہے یہ لفظ پی
از خود سر مست گشتہ پی شراب * ذرہ خود را بدیدہ آفتاب * تھا جو دل پر جہل و غفلت کا حجاب * ترجمہ
پی کا کیا پیکر شراب * حال جاہل بیحیان ران ای رفیق * کنند رو دجاہل ہمیشہ در طریق * عنکبوت از طبع عنقا
داشتی * از لعابی خیمہ کی افراشتی * باقی جسقدر لالہ جی نے یاوہ سرائی کی ہے سب از قسم حکومت طلبی ہین
اور جواب اوسکی تحفہ اور خلعت الہنود اور سوط الجبار مین پاچکے ہین **قولہ** پہر قرآن مین اسکی برخلاف مذکور
ہے کہ انسان اعمال غیر کی جزا و سزا مین شریک ہے مثلا سورہ نساء مین ہے اباءکم و ابناءکم لا تدرون ایہم
اقرب لکم نفعا انتہی حماقت لالہ جی کی حد سے گذر گئی جو ترجمہ اونہون نے خود لکھا ہے اوسیکو بغور دیکھیں
اوسمین یہ کہان ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کی جزا و سزا مین شریک ہے عجیب طرح کا مضمون بے نظام کلام ہے کہ

دعوی کو دلیل سے کچھ مناسبت نہیں **قولہ** بھی مطلب سورہ طور مین آیا ہے انتہی بحث اسکی مفصلا سوط الجبار مین ہوچکی ہے ضرورت اعادہ کی نہین اور صاحب معالم التنزیل نے کسی آیت کو منسوخ نہیں بیان کیا یہہ سب خیالات بردازی لالہ جی کی ہے **قولہ** قرآن کے اکثر مقام مین واقع ہے کہ کفار کے اعمال برباد ہوجاتے ہین انتہی بحث حبط اعمال مفصلا سوط الجبار مین ہوچکی ہے اور ہمنے مسئلہ حبط اعمال کو خود کتب ہنود سے اور دلائل عقلی سے ثابت کردیا ہے اور جب حبط اعمال مستبعد نہوا تو پھر کچھ تعارض نہیں ہے کیونکہ ہرگاہ اعمال حبط شدہ کان لم یکن ہوگئے اور کچھ وجود ہی اونکا نہ رہا تو درحقیقت وہ اعمال ہی نہ رہے کہ اونکی جزا دیجاتی لیکن یہہ تناقض بید ہنود مین بیشک موجود ہے اسلئے کہ لالہ جی نے تحفۃ الاسلام مین بحوالہ بید دعوی کیا ہے کہ ہر عمل کی جزا اوسکے عامل کو دینی واجب ہے خواہ نیک ہو خواہ بد باوجود اسکی بید مین یہہ بھی موجود ہے کہ مرد گیانی اعمال سے آزاد ہوجاتا ہے اوسکے برے اعمال اوسکے دشمنون سے چپٹ جاتے ہین اور نیک اعمال دوستون اور اقارب پر تقسیم ہوجاتے ہین لالہ جی فرماوین کہ جب اوسکو نہ نیک افعال کی جزا ملی نہ بد افعال کی سزا پھر وہ مضمون کہ ہر عمل کیواسطے جزا اور سزا ضرور ہے صاف غلط ہوگیا پھر ایک جگہ بید مین یہہ ہے کہ جھوٹی گواہی سے بہتر پشت جہنم مین جاتی ہین پھر قصہ جرتکار کا مہابہارت مین موجود ہے جس سے یہہ ثابت ہے کہ بسبب نکاح نکرنے جرتکار کے کئی پشت اوسکی عذاب مین گرفتار ہوئین یہان سے ثابت ہوا کہ سزا اعمال عاملین کے غیر عاملون کو بھی دیجاتی ہے اور مہابہارت سے یہہ بھی ثابت ہے کہ جو برہمن شراب پیئے اوسکے سب اعمال حبط ہوجاتے ہین کہنوٹلی اپنکہد اتہرب بید مین ہے کہ تمام عمر کی حسنات کا نتیجہ ایک مہمان کے ملول ہونے سے باطل ہوجاتا ہے ان تصریحات سے ثابت اور واضح ہوا کہ بعضون کو اونکے اعمال حسنہ کی کچھ جزا نہ ملیگی بلکہ اعمال حسنہ اونکے حبط ہوجاوین گے لالہ جی اس تناقض کے رفع کا فکر فرماوین اور ہم تو جواب تحقیقی اونکو دے چکے ہین اب اونکے ذمہ جواب باقی رہا **قولہ** بر صفحہ ۸۰ کہ عدم وجود وسلب واسجاب مین بعد المشرقین ہے انتہی یہان پر لالہ جی نے صاحب ہدیہ کے اس قول پر بحث شروع کی کہ حبط اعمال بھی سزا ہی ہے پس ہدایت آیا کہ ہر نفس موافق عمل وکسب کے جزا اور سزا دیا جاتا ہے انتہی بہت دیر سے لالہ جی نے عقلی بحث نہیں کی تھی اور اپنی جہالت کا اعلان نہیں کیا تھا اس سبب سے طبیعت فی الجملہ ملول تھی بحمد اللہ کہ بہت عرصہ کے بعد اونہون نے معقولی بحث شروع کی ہے ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے + کہ پیاسے ہین مے آشام مہینہ بھر کے ۔ فرمائیے لالہ جی کہ آپنے مجموعہ حبط اعمال یعنی مجموعہ مضاف ومضاف الیہ کو عدم اصلی قرار دیا یا صرف حبط کو یا صرف اعمال کو معدوم سمجھا تو کمال نادانی آپکی ہے اسلئے کہ حبط اعمال ایک شی ہے کہ خارج اور ذہن مین وجود اوسکا بدیہی ہے مثلا ایک مزدور نے کچھ مزدوری کی اور بسبب کسی جرم کے اوسکو اجرت مزدوری کی نہ دی گئی تو نہ دیا جانا مزدور کا

ایک امر ہے کہ خارج اور ذہن میں وجود اوسکا پایا گیا پس آپ کسطرح پر اوسکو امر عدمی قرار دیتے ہیں اور اگر حبط
حبط آپ امر عدمی قرار دیتے ہیں تو کمال جہل آپکا ہے حبط ایک شی ہے مقولہ انفعال سے وہ کیونکر عدم اصلی
ہو سکتا ہے علاوہ برآں چونکہ اعمال امور وجودیہ ہیں پس عدم اصلی کہ کچھ چیز نہیں امور وجودیہ کیطرف
کیونکر مضاف ہو کر جزو مضاف الیہ ہوگیا اور اگر اعمال کو آپ معدوم سمجھتے ہیں تو یہہ بھی بالبداہتہ ممتنع
ہے پھر آپ چار کلمہ بیان کرلے ہیں عدم و وجود و سلب و ایجاب اور ظاہر ہے کہ عدم اور سلب میں بہت
فرق ہے آپنے حبط اعمال کو داخل عدم سمجھا ہے یا داخل سلب اگر داخل عدم سمجھا ہے تو پھر سلب کا بیان کیا
کام تھا اور اگر داخل سلب سمجھا ہے تو عدم کا کیا تذکرہ تھا غرض کہ ہر طرح پر آپکے قول سے جہالت آپ کی
مترشح ہے کیا یہی حکمت ہندیہ ہے جسکا ماخذ بیان کیا ایسی ہی جہالتوں کی اصل بید ہے ذرا مفصل
جواب دیجیے قولہ شاید کہ اس شخص کے مزاج پر مالیخولیا غالب ہے کہ عدم جزا کو عین جزا شمار کرتا ہے
انتہی ہمکو اب یقین کامل ہوگیا کہ بیشک لالہ جی خبط میں مبتلا ہیں کہ باوجودیکہ خود اقرار کرتے ہیں
کہ حبط اعمال کہتے ہیں ابطال اعمال کو اور ظاہر ہے کہ ابطال امر وجودی ہے کہ مقولہ فعل سے ہے اور جو
چیز مقولہ فعل سے ہے وہ عدمی نہیں ہو سکتی با اینہمہ اقرار اسقدر مختبط ہوئے کہ اوسکو بلفظ عدم جزا
تعبیر کرنے لگے منشا اس اختباط کا یا جہالت ہے یا ضلالت یا دونو امر مجتمع ہوکر مادہ اختباط ہوئے
ہیں لالہ جی جلد شفاخانہ جائیے اور علاج کرائیے اب ذرا یہ تحریر تو دیکھئے کہ ایک شخص نے بہت اچھے
عمل کیے کہ قابل ترتب جزا کے تھے اور دوسرے نے وہ اعمال نہیں کیے اور شخص اول کو اعمال کے
حبط ہونے سے کچھ جزا نہ ملی اور دوسرے شخص کو بسبب عدم ہونے اعمال کے کچھ جزا نہ ملی کیا آپکی
کی جہالت مقتضی اسکی ہے کہ دونو برابر تو نہیں اور بسبب نہ ملنے جزا کے کچھ فرق نہیں قولہ قطع نظر اسکے
کسی آیت سے یہہ نہیں نکلتا کہ کفار کے صرف اعمال حسنہ حبط ہو جاوینگے بلکہ اس قسم کی سب آیتوں
سے یہہ پیدا ہوتا ہے کہ اونکی طاعات اعمال برباد ہوجاینگے انتہی لالہ جی تمنے قرآن کا پڑھنا ترک کرکے
مشغلہ کیوں اختیار کیا تمکو سوامی کی کوشش جی کی نصیحت پر عمل کرنا لازم تھا ہر مقام پر اپنی حماقت اور جہالت
کا اظہار کرتے ہو اور جہل مرکب سے اس حماقت کو اپنا فخر سمجھتے ہو اطفال دبستان بھی سمجھتے ہیں
کہ حبط کے معنی ابطال جزاء اعمال کے ہیں صحاح میں ہے حبط عمله حبطا بالتسکین وحبوطا ابطل
ثوابه واحبطه الله تعالیٰ پھر معنی ثواب او کتاب میں لکھے ہیں الثواب جزاء الطاعة وکذلک المثوبة
قولہ تعالیٰ لمثوبة من عند الله خیر انتہی اسی استعداد پر ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ سالہا سال سے تم قرآن
کے ایک ایک لفظ کو غور دیکھتے ہیں آپ کو اتنا مشہور لغات عربی کے بھی معنی معلوم نہیں ہیں

فرض کیا کہ بسبب جہالت کے لغت عرب سے معنی حبط کے آپ پر مشتبہ ہوئی مگر سیاق آیت پر بہی نظر کی ہوتی کہ
حبط کو عمل میں وارد ہیں اور ہرگاہ کہ آیات مذکورہ محل و سیئات میں تو صاف ظاہر ہی کہ مراد ابطال جزای
اعمال حسنہ ہے نہ ابطال سزای اعمال سیئہ اعمال قبیحہ کی سزا دینے کا نام عفو ہی اور باطل کردینی جزای اعمال
حسنہ کا نام احباط ہے جب آپکو ابتک عفو و احباط میں تمیز نہیں ہی تو آپکے حال خسران مآل پر کمال افسوس
ہے کہ تمام عمر آپنے جہالت و ضلالت مین گنوائی اور خسر الدنیا والآخرہ ہوئی پہا بہارت کی پرب اول
علم تسکر دیوتا کا درباب تحریم شراب کے اسطور پر مرقوم ہی کہ من بعد ہر کہ از برہمنان آنرا بخورد و آنچہ کردہ است
از ابر رود انتہی اوسی پرب مین حکایت نکالیے راجہ ججاتی کی بہشت سے جو لکہی ہے اوسمین مرقوم ہی
کہ اندر براجہ ججاتی گفت کہ چون خود را بہتر از ہمہ دانستی ہر عملیکہ در تمام عمر خود کردہ بودی باطل شدہ است انتہی
در بالمیکی لالہ جیس برین حساب کیا سیان عمل حسنہ اور سیئہ دونو مقصود ہین اور ہمیای ۳۸ سکند پورمین
بہی مرقوم ہی کہ از جماع زن غیر منکوحہ ہمہ اعمال باطل میشود کیا اوس سے یہہ مراد ہی کہ اوس سے اعمال سیئہ
بہی جاتے رہتے ہین اور روزنا باعث محو ذنوب ہوتی ہی **قولہ** پہر سورہ آل عمران مین ہے کہ سوای دین
اسلام کے کوئی دین مفید نہیں ہے الخ حاصل اعتراض لالہ جی یہہ ہی کہ یہہ آیت وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ
دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ اور یہہ آیت إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ
وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُونَ دونو باہم متناقض ہین کیونکہ آیت اولی سے معلوم ہوتا ہی کہ آخرت مین بجز دین اسلام کے
کوئی دین مقبول نہیں اور دوسری آیت سے واضح ہی کہ مسلم اور یہود اور نصرانی اور صابی کوئی ہو
جب وعدہ خدا اور قیامت کا یقین کریگا اور اعمال صالحہ بجالاویگا عذاب آخرت سے وہ بیخوف ہوگا
پس آیت اولی مین واسطے نجات آخرت کی اسلام شرط ہی اور آیت ثانیہ مین نہیں لہذا تناقض متحقق ہوا
مگر یہہ نافہمی لالہ جی کی ہے دونو آیتون مین کچھہ تناقض نہیں ہنوز لالہ جی دین اسلام کو نہین
سمجہے کہ وہ کس دین کا نام ہی اور یہی جہل مرکب اونکی اس اعتراض کا منشا ہے مخفی نرہی کہ دین
اسلام کا اطلاق خاصتہ دین محمدی ہی پر نہین بلکہ ادیان سب انبیا کے ایک ہی ہین اور اوسیکا نام
اسلام ہے اور وہ سب دین اصول مین بلکہ اکثر فروع مین بہی متحد ہین مثلا قبل از بعثت جناب محمد صلعم
کے دین عیسی عم ہی دین اسلام تہا لیکن بعد بعثت آنحضرت صلعم کے اگر کوئی شخص منکر محمد صلعم ہوا گو باوجود
تصدیق رسالت جناب عیسی عم کی وہ دین اسلام سے خارج ہوگیا کیونکہ دین عیسی عم مین تصدیق انبیا
کی شرط ہی اور چونکہ اوسنے تکذیب ایک ہی کی تو ایک شرط اوس سے فوت ہوئی اس سبب سے دائرہ اسلام

سے خارج ہوگیا اور اس امر پر کہ دین کل نبیون کا ایک ہی ملت ہے بہت آیات قرآن مجید کی دال ہین ووصّٰی
بہا ابراہیم بنیہ ویعقوب یا بنیّ ان اللہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون - ام کنتم شہداء
اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الٰہک واله آبائک ابراہیم
واسمٰعیل واسحٰق الٰہا واحدا ونحن له مسلمون - شرع لکم من الدین ما وصّی بہ نوحا والذی اوحینا
الیک وما وصّینا بہ ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ - ان ہذہ امتکم امۃ
واحدۃ وانا ربکم فاعبدون - یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم
- وان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون - جب یہہ امر متحقق ہوا تو اب ہم کہتے ہین کہ
مفسرین نے آیت ثانیہ کی تفسیر دو طرح کی ہے ایک یہہ کہ اس آیت مین بیان ہے امم ماضیہ کا اور امت محمدیہ کا
یعنی جو لوگ اپنے تئین مومن کہتے ہین اور منجملہ امم ماضیہ یعنی یہود اور نصاریٰ اور صابیون کے جو ایمان
لایا خدا پر اور روز قیامت پر اور کیئے اونسے نیک کام مطابق اپنی شریعت کے تو اونکو کچھہ خوف نہین الخ
حاصل یہہ کہ جو لوگ اپنے تئین مومن کہتے ہین اور جو لوگ کہ پیش از بدر دین ناسخ کے دین و شریعت منسوخہ
پر تھے بشرطیکہ اونکا اظہار ایمان بطور نفاق نہو بلکہ بصفات مذکورہ موصوف ہون اونکو اونکا اجر
ملیگا اور کچھہ خوف اونکو نہین ہے قاضی بیضاوی اپنی تفسیر مین آیت کی اسطور پر تفسیر کی ہے من کان
منہم فی دینہ قبل ان نسخ مصدقا بقلبہ بالمبدء والمعاد وعاملا بمقتضی شرعہ پس اس تفسیر پر اعتراض
لا الحی کا اصلا وارد نہین ہوتا تفسیر ثانی یہہ ہے کہ وہ لوگ جو بطور نفاق صرف زبان سے اظہار ایمان کرتے
ہین اور سوا ہے اونکے اور لوگ مثل یہود اور نصاریٰ اور صابئین جب وہ خلوص دل سے ایمان لاوین اور
ملت اسلام مین واقعی داخل ہون اور مطابق شرع اسلام کے نیک کام کرین تو اونکو اونکا اجر ملیگا اور
کچھہ خوف اور غم اونکو نہین چنانچہ صاحب کشاف نے بھی تفسیر کی ہے الذین آمنوا بالسنتہم من غیر مواطاۃ
القلب وہم المنافقون والذین ہادوا والنصاریٰ والصابئین من آمن من ہؤلاء الکفرۃ ایمانا خالصا
ودخل فی ملۃ الاسلام دخولا اصیلا وعمل صالحا فلہم اجرہم الذی یستوجبونہ بایمانہم وعملہم اور مختار صاحب
فتح العزیز بھی یہی ہے وہ لکھتے ہین کہ ہر یک ازین فرق چارگانہ ہر کہ ایمان آرد از ایشان از تہ دل بلا خلاص
بخدا بی تشبیہ وبی تعطیل وبی تشریک ونیز ایمان آرد بروز آخر کہ روز جزا است وایمان بخدا بدون ایمان بآن
روز تمام نمی شود زیرا کہ ہر کہ ایمان بآن روز ندارد دوام ربوبیت او تعالیٰ وعموم قدرت وکمال حکمت وعدل او
را منکر است وایمان بکتابہا ورسولان وفرشتگان لازم این ہر دو ایمان ہست زیرا کہ این ہر دو ایمان بغیر
توسط رسولان وفرشتگان منتظم نمی تواند شد وبغیر کتابہای آسمانی علم بآن باقی نمی تواند ماند - ازینجہت

تفسیر بیان این آیت هر چه جز نفر مورند فی الواقع هر که ایمان بمبدء و معاد کما حقه نصیب شد بدون وساطت سلمان
ذریت یمان و کتابها نشد عملوا صالحا و عمل کرد عملی شایسته در عمل کردن عمل شایسته ناگزیرست که ناسخ
بگیرد و منسوخ را ترک کند و احکام الهیه را در مقابله مصالح عقلیه ترجیح دهد و چون هر یک ازین فرق بهاگان
صحیح ایمان و عمل برین قانون بجا آوردند فلهم اجرهم پس برای ایشان است اجر کامل روی ابن جریر
عن مجاهد قال سال سلمان رسول الله صلعم عن اولئک النصاری وما رای من اعمالهم فقال لم یموتوا علی
الاسلام قال سلمان فذکرت اجتهادهم فنزلت هذه الآیة فدعا سلمان فقال نزلت هذه الآیة فی اصحابک
ثم قال من مات علی دین عیسی قبل ان یسمع بی فهو علی خیر ومن سمع بی ولم یؤمن بی فقد هلک انتهی مختصرا
پس اس تفسیر سے لزوم اسلام اور نہونا تناقض کا دونوں آیتوں مین صاف و صریح عیان ہوا حاصل کلام
یہہ ہے کہ ایمان باللہ مستلزم ہے ایمان بالرسول کا اور قرآن مجید مین اسپر نص صریح وارد ہے کہ سورۂ نساء
مین واقع ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ
وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا
مُّہِیْنًا پس ظاہر ہوا کہ تفریق درمیان ایمان باللہ اور ایمان بالرسل کے یعنی ایک پر ایمان لانا اور دوسرے سے
پھرنا بالتحقیق کفر ہے اور چونکہ کفر اور ایمان یکجا جمع نہین ہوسکتے تو جبتک حصول ایمان بالرسل نہو حصول
ایمان باللہ جزم ہین ہے علاوہ برین ہرگاہ کہ آیت ثانیہ مین ایک شرط عمل صالح کی ہے اور ظاہر ہے کہ تحقق
عمل صالح کا بدون تعیین دین حق کے اور اخذ ناسخ اور ترک منسوخ کے ممکن نہین کیونکہ اکثر اعمال متعلق
بعبادات و معاملات ایسے ہین کہ بعضون کے نزدیک از قسم اعمال حسنہ ہین اور بعضون کے نزدیک از قسم اعمال قبیحہ ہین مثلاً
قربانی گاے کی واسطے اضحیہ کے اہل اسلام اور دیگر اہل کتاب کے نزدیک اور واسطے حج کی اکثر علماء ہنود کے نزدیک
عمل حسن ہے مگر ہنود اسکو اکبر الکبائر تصور کرتے ہین جماع جو برابر [illegible] محرم وغیرہ کے ساتھ کیا اسکو اہل حق
کبیرہ قرار دیتے ہین لالہ جی اسکو داخل اعمال حسنہ بیان کرتے ہین نکاح پھوپھی کی بیٹی کے ساتھ سری کرشن جی
کے نزدیک مباح اور جائز ہے بلکہ اولی ہے لالہ اندرمن صاحب اسکو حرام بتاتے ہین نکاح ایک عورت کا پانچ مردون
کے ساتھ اہل حق کے نزدیک ممنوع ہے بید بیاس جی نے اسکے جواز کا فتوی دیا لالہ صاحب تحفۃ الاسلام مین انکی
حدیث کے قائل ہین اور دوسرے رسالہ مین اسکی جواز پر اصرار کرتے ہین غرض کہ اس قسم کے بہت مسائل ہین
کہ ہر ایک فرقہ ایک دوسرے کے خلاف راہ چلتا ہے پس بدون تعیین دین حق کے اور التزام احکام شریعت حقہ
کے تحقق اعمال صالحہ کا متصور نہین اور ہرگاہ کہ تعیین دین حق کا واسطے اعمال صالحہ کے ضرور اور لازم ہوا
تو اب قرآن مجید کی رو سے دیکھا چاہیے کہ ایا وہ دین کونسا ہے چونکہ قرآن مجید کی آیت اولی سے یہہ بات

ثابت ہی کہ سوای دین اسلام کے اور کوئی دین مقبول نہین پس ثابت ہوا کہ تحقق اعمال صالحہ کی دین اسلام شرط ہے
اور چونکہ تحقق اعمال صالحہ واسطی نجات آخرت کے شرط ہی اور جو چیز کسی امر کی شرط کی شرط ہوتی ہی وہ اوس امر
کی بھی شرط ہوتی ہے پس آیت ثانیہ سے لازم آیا کہ دین اسلام واسطی نجات آخرۃ کے شرط ہی پس کسی قسم کا ناقض
وارد نہ آیا تو نہین نہین بعید نہین کہ لالہ جی بسبب جہالت کے یہہ جرح پیش کرین کہ الفاظ آیت مین ذکر اسلام کا نہین
پس اشتراط دین اسلام خلاف الفاظ آیت کی ہی جواب اوسکا یہہ ہی کہ علم اصول مین مبرہن ہو چکا ہی کہ دلالت الفاظ
کی معنی پر چار قسم پر ہی بعبارۃ النص و باشارۃ النص و بدلالۃ النص و باقتضاء النص پس جو چیز کہ باقتضاء نص
ثابت ہی نفس ثبوت مین وہ بھی ایسی ہی کہ جسطرح چیز دلالۃ یا عبارت یا اشارۃ نص سے ثابت ہی اور ما اقتضاء النص
اوسکو کہتے ہین کہ منطوق کلام مین تو کوئی لفظ اوسپر دلالت نکرتا ہو مگر صحت عمل منطوق اوسپر موقوف ہو
جیساکہ اس آیت مین ایمان باللہ اور صحت عمل صالحہ اقتضاء دین اسلام پر مطابق بیان مذکورہ بالا کے موقوف
ہی اور علم میزان مین از روی برہان کے ثابت ہو چکا ہی کہ دلالت الفاظ کی اوپر معنی کے یا مطابقی ہی یا تضمنی یا التزامی
دلالت لفظ کی اوپر اوس چیز کے جو اوسکی معنی کو لازم ہو دلالت التزامی کہلاتی ہی پس مطابق بیان فن میزان
کے ہرگاہ کہ ایمان باللہ کو اور عمل صالح کو دین اسلام لازم ہے تو گو کہ الفاظ مین ذکر دین اسلام کا نہین مگر
چونکہ دلالت عمل صالح کی اوپر دین اسلام کے دلالت التزامی ہی پس ثبوت دین اسلام مین مطابق قواعد علم
اصول اور میزان کے کسی طرح کا تامل واقع نہین اب لالہ جی ہمکو تناقض بید کا جواب دین کہ کیول اتہربن
بید اور اکثر چند اپنکہدون سے معلوم ہوتا ہی کہ بدون اعتقاد توحید حقیقی اور حصول درجہ عرفان کے مکت یعنی
نجات ممکن نہین اور پہر اوسی اپنکہد مین جسیہ لکھا ہی کہ انگشت نام کاشی کا ہی وہ دونو ابرو کے درمیان
مین ہی اوسمین درمیان کر کے ست ردوری پڑہی پس مکت ہو انتہی حالانکہ ست ردوری اول سے آخر تک
تعریف اور عظمت مہادیو کی ہی اور چونکہ ست ردوری کا پڑہنا اور عرفان و توحید لازم و ملزوم نہین ہین
کہ توحید و عرفان بغیر ست ردوری کے پڑہنے کے بھی ممکن ہی اور ست ردوری بغیر عرفان و توحید کے بھی پڑہی
جاسکتی ہی بلکہ مضمون ست ردوری کا منافی توحید ہی اس سبب سے یہہ ناقض کسی طرح سے رفع نہین ہوسکتا
قولہ بر صفحہ ۶۹ غیر کیواسطی سجدہ ممنوع ہی الخ بحث اسکی مفصل سوط الجبار مین اور ہدیہ اور اعجاز عیسوی مین ہو چکی
ہی لالہ جی نے پہر وہی اعتراض پیش کیا اور جوابات سی تعرض نکیا پس ظاہر ہوا کہ وہی جوابات کافی ہین اور
لالہ جی نے از راہ مشاغبہ پہر اعتراض مردودہ کو پیش کیا ہی **قولہ** باعث تخلف وعدہ کا کسی آیت و روایت
سے پیدا نہین ہی انتہی روایات اس باب مین بہت ہین کہ مفسرین اور محدثین اونکو نقل کرتے ہین **قولہ**
قطع نظر ازین اولی و اعلی یہہ ظاہر و اشہر ہی انتہی لفظ اشہر جو لالہ جی یہان لای محض لغو اور خالی از اطناب نہین

کیونکہ جو فائدہ اظہر دیتا ہے اوس سے زیادہ اشہر سے حاصل نہین ہوا علاوہ بران محاورہ اردو مین یہہ ہی کہ ادنی
اور اعلی مین یہہ بات مشہور یا اشہر ہی یہہ نہین بولا جاتا کہ ادنی اور اعلی پر مشہور ہی یا اشہر ہے پس لالہ جی نے جو
یہان لکھا ہی کہ ادنی اور اعلی پر اشہر ہی صاف غلط ہی علاوہ بران اظہر و اشہر الفاظ افعل التفضیل مین
کہ استعمال اونکا یا تہ مِن یا مضاف الیہ یا لام تعریف کے ہوتا ہی لالہ جی کا کلام تینون سے معرا ہی اس سے جہالت
اونکی واضح ہی **قولہ** حالت ترک آب و طعام مین بسبب یبوست کے مونہہ سے بو کہ یہہ آتی ہی انتہی اشارہ
لالہ جی طب مین بھی دخل فرماتے ہین بو ی دہان کی علت یبوست قرار دیتے ہین حالانکہ یبوست کسیطرح بہ
علت بوی دہان کی نہین ہو سکتی بلکہ علت بوی دہان ہیجان مادہ اور تبخیر معدہ کی ہی کہ خلو کے سبب اوس
ہیجان مین آتا ہی اور بخارات اوٹہتی ہین **قولہ** ایسے وقت مین جناب کبریا سے ہمکلامی نہایت بی ادبی سے
انتہی یہہ بھی جہالت لالہ جی کی ہی بوی خوش اور ناخوش کا اعتبار باہم مخلوقات کی یہہ نسبت ہے اور خدا تعالی
اس سے منزہ ہی وہان وہی چیز پسندیدہ ہی جو مطابق حکم کے ہو اعراض خارجیہ اس عالم کے اوس عالم مین بطرز
دیگر ظہور کرتے مین چنانچہ حدیث مین وارد ہی لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک یعنی بوی
دہان روزہ دار کی خوشتر ہی خدا کے نزدیک خوشبوی مشک سے دیکہو کہ خون دنیا مین باوجودیکہ قتل حیوانات
قبیح او مستوجب ہی مگر جب مطابق حکم کے جہاد مین قتل کیا جاتا ہی تو خدا کی نزدیک اوسکی عقیدہ مین بھی پسندیدہ
ہے سہ بی حکم شرع آب خوردن خطاست ❊ وگر خون بفتوی بریزی رواست ❊ صفحہ ۱۰۹ تحفۃ الاسلام
مین خود لالہ جی نے بہت اصرار سے لکھا ہی کہ پاکی اور ناپاکی کسی شئی کی معبد اکل مین موثر نہین ہوتی پس
مین حیران ہون کہ یہان کیونکر بوی دہان صائم کو باعث بی ادبی کا قرار دیتے ہین اور ناگوار اس سے جو فضائل
مسواک کے لالہ جی نے بیان کرتے ہین اگرچہ اکثر روایات اونمین غیر صحیح ہین پہر بھی وہ روایات محمول در
غیر حالت صوم سمجھے ہین اور یہہ روایت جو لکہتے ہین خیر الخلال الصیام السواک یہہ ہرگز ثابت نہین بلکہ معلوم
ہوتا ہی کہ کسی نامعتبر کتاب مین دیکہکر لالہ جی نے نقل الفاظ کی بلا لحاظ صحت الفاظ کے مانند کاتبان بی تمیز
کے کردی ہی مسلم ہو کہ الخلال معرف باللام ہی اور ایسے ہی الصیام بھی معرف باللام ہے اور ایسے ہی السواک
بھی معرف باللام ہی نہین معلوم ہوتا کہ ترکیب نحوی مین الصیام کیا ہی اور السواک کیا ہی اور ترجمہ جو ان
الفاظ کا اونہون نے کیا ہی اوسمین لکھتے ہین کہ روزہ دار کے واسطے حالانکہ صیام کے معنی روزہ دار
کے ہین نہ خلال کے معنی روزہ دار مین نہ یہان حرف لام ہی کہ جسکے معنی اونہون نے واسطے لیے ہین حوالہ
صلوۃ مسعودی سے جو کچھہ لکھا ہی کسی طرح لائق احتجاج کے نہین صلوۃ مسعودی کوئی کتاب معتمد نہین
اور ہرگاہ کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہی کہ خدا کے نزدیک بوی دہان روزہ دار بوی مشک سے زیادہ

پسندیدہ ہی پس بالفرض اگر کسی نے اوسکے خلاف لکھا بھی ہو تو قابل اعتبار کے نہیں **قولہ** بسبب عمل برگزیدگی حضرت
موسیٰ کو اکرام وانعام دیا انتہی اکرام دیتا کسی زبان کا محاورہ نہیں ہے البتہ انعام دیتا تو مستعمل ہے جو
نظر لالہ جی کی تاک بندی پر زیادہ تر رہتی ہے لہذا لفظ انعام کے ساتھ اکرام بھی لاتا ہے گو کہ ندرت ...
ہے **قولہ** خدا تعالیٰ نے اکتیسوین روز استعمال مسواک سے منع نہیں کیا تھا انتہی حال یہہ ہے کہ بانی روزہ کی
اوپر العاب نفس کے ہے اور بوی دہان صائم بھی ایسی شی ہے کہ اوس سے نفس کو فی الجملہ تعب حاصل ہو
ہے ہر چند کہ ازالہ اوسکا داخل مفطرات نہیں پھر بھی ازالہ ایک ایسی چیز کا ہے کہ خدا کے نزدیک پسندیدہ
ہے اسلئے شان کاملین مقتضی اس امر کی ہے کہ تکلیف اوس بو کی گوارا کرین اور اوسکو زائل نہ کرین پس
جناب موسیٰ نے جب ایک روز پہلے ایک روز میقات سے اوسکو زائل کر دیا تو ترک اولیٰ کیا اگرچہ ایسے
امور پر عوام سے مواخذہ نہیں ہوتا لیکن خواص اور کاملین سے ایسی ایسی امور پر مواخذہ ہوتا ہے
اور اسلئے اونکی ماثات کو کچھہ تکلیف دیجاتی ہے اور لالہ جی جو لکھتے ہین کہ اکتیسوین روز مسواک کی
یہہ اونکی خیانت پردازی اور دغابازی ہے مفسرین نے بتصریح یہہ لکھا ہے کہ جب ایک روز اعتکاف کا
باقی رہا تو اونہون نے مسواک کی چنانچہ تفسیر عزیزی کے صفحہ ۲۶۴ پر یہہ امر بصراحت مرقوم ہے علاوہ ان
سب امور کے چونکہ اس باب مین لالہ جی مدعی اثبات تناقص قرآن کے ہین اور دونو آیتون سے بلکہ
میقات چالیس روز کی ثابت ہے سورہ بقر مین بھی اربعین لیلۃ موجود ہے اور دوسری سورہ مین بھی
فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ موجود ہے پس دعوی تناقص کا صاف غلط ظاہر ہوا اور اوس امور کی نسبت
بیان بحث لالہ جی کی محض مہمل ہے **قولہ** اگر فرض کیا جاوے کہ موسیٰ باعث رفع خوشبوی دہن
مجرم ٹھہرا تو او سبحانہ کیطرف حاجت لازم آتی ہے کہ پروردگار بندون سے طالب طیب ہے انتہی یہہ جملہ کہ
او سبحانہ کیطرف حاجت لازم آتی ہے سراسر مہمل بلکہ مدعا کے برعکس ہے مدعا لالہ جی کا تو یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ
کا محتاج ہونا لازم آتا ہے یہان یہہ ہے کہ اوسکی طرف احتیاج لازم آتی ہے اوسکی طرف تو ہر مخلوق کو
احتیاج ذاتی ہے لزوم کیا معنی وہ تو ہر چیز کا محتاج الیہ ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لالہ جی زبان
اردو مین بھی اونکے مطلب سے قاصر ہین اب اصل مدعا مین گفتگو کیجاتی ہے کہ یہہ تقریر لالہ جی کی امر
بیجا اور مبنی اوپر جہل کے ہے تکالیف شرعیہ سے کچھہ غرض پروردگار کی متعلق نہیں ہے یہہ بھی ایک
بہتری ہماری حق مین ہے ع من نکردم امر تا سودی کنم * بلکہ تا بر بندگان جودی کنم * من نگردم
پاک از تسبیح شان * پاک ہم ایشان شوند و درفشان * سیدین جو حکم واسطے غسل اور استنجا کے
ہے ظاہر ہے کہ جو شخص اوسپر عمل نکریگا مجرم ٹھہریگا پس بموجب عقیدہ لالہ جی اسکے لازم آیا کہ خدا تعالیٰ

کو کچہ حاجت ہو کہ بندون سے مطالب طہارت اور نظیف کا ہے مخفی نرہے کہ اکثر مفسرین نے تفسیر مین اس آیت کی یہہ
لکہا ہے کہ میعاد دینے کتاب کی موسیٰ کو تیس روز قرار پائی تہی چنانچہ اوسی میعاد پر کتاب دی گئی مگر بعد دینے
کتاب کے دس روز اونکو اور ٹہہرا رکہا کہ ان ایام مین بہ نسبت اجرای احکام اور دیگر امور کے تعلیم تام کی گئی
اور غرض کتاب پر اطلاع دی گئی اسطرح پر چالیس دن پورے ہوے چنانچہ مطابقت اس تفسیر کی توریت
سے بہی ظاہر ہوتی ہے یعنی اوس سے پایا جاتا ہے کہ بعد دئے جانے کتاب کے بہت امور ربانی اونکو تعلیم کئے گئے
کہ تفصیل اونکی فصل ۲۵ سے ۳۴ تک سفر خروج مین مرقوم ہے پس اس تفسیر پر کچہہ کسی قسم کا اعتراض وارد
نہین ہوتا کیونکہ سورہ بقر مین مجملا کل میقات کا ذکر ہوا ہے اور سورہ اعراف مین اوس اجمال کی تفصیل ہے
قوله پہر سورہ قلم مین یونس کی بابت لکہا ہے لولا ان تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعراء وہو مذموم اس
شرط و جزا سے لازم آتا ہے کہ یونس صحرا مین نہین پہینکا گیا انتہی کیا خوب اسی علم و فضل پر لالہ جی کب لکہتے
تہے کہ ہمنے ایک ایک لفظ قرآن کو بغور دیکہا ہے ایک ہی آیت مین اونکا حال کہل گیا البتہ یہ حال ہو گیو کہ حال
کی بہی خبر نہی اگر اونکو کچہہ بہی دخل علوم عربیہ مین ہوتا تو سمجہتے کہ جملہ وہو مذموم حال واقع ہوا ہے اور حال
عامل کی قید ہوتا ہے پس یہہ کہنا اونکا کہ یونس صحرا مین نہین پہینکا گیا سراسر جہالت اونکی ہے معنی جاءنی
زید راکبا کے یہہ نہین ہین کہ زید میرے پاس آیا ہی نہین بلکہ معنی یہہ ہین کہ زید سوار ہو کر میرے پاس نہین
آیا جائز ہے کہ پیادہ آیا ہو پس نقیض اسکی یہہ نہین ہے کہ زید میرے پاس آیا بلکہ نقیض اسکی یہہ ہے کہ زید سوار
ہو کر میرے پاس آیا علی ہذا القیاس اگر ہم کہین کہ لو تدارکہ نعمۃ العدل لم ینبذ یونس بالعراء مذموما یعنی یہہ بسبب
شامل نہونے احسان کے یونس چٹیل میدان مین مذموم نہین ڈالا گیا تو نقیض اسکی یہہ نہین کہ یونس چٹیل
میدان مین بیمار ڈالدیا گیا جیسا کہ لالہ جی بسبب جہالت کے سمجہے ہین بلکہ نقیض اوسکی یہہ ہے کہ یونس چٹیل
میدان مین مذموم ڈالا گیا واضح ہو کہ معنی مذموم کے مطرود عن الرحمۃ ہین جسکا ترجمہ ہے پہٹکارا ہوا ایک
اور جہالت لالہ جی کی قابل ملاحظہ کے ہے کہ اونہون نے از راہ بےعلمی کے ترجمہ لنبذ بالعراء وہو مذموم کا یہہ لکہا
ہے کہ بالضرور ڈالا جاتا بغیر درخت کی زمین مین اور ملامت زدہ انتہی باعث اسکا ناواقفی ہے علم نحو سے
کہ جملہ حالیہ کو جملہ معطوفہ سمجہے مگر بڑا العجب یہہ ہے کہ ترجمہ آیت کا ٹہیک ٹہیک لکہتے ہین اوس سے صاف معنی حال کے ظاہر
ہوتی ہین یہہ جہالت بالای جہالت ہے کہ ایک جملہ بہی ناقص سے خالی نہین **قوله** پہر سورہ یونس مین ہے لا
تبدیل لکلمات اللہ اور سورہ کہف مین ہے لا مبدل لکلماتہ سورہ انعام مین ہے لا مبدل لکلمات اللہ اور سورہ
رعد مین اسکے برعکس ہے ما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ لکل اجل کتاب یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت و
عندہ ام الکتاب انتہی اگر مطابق تقریر لالہ جی کے بہی فرض کیا جاوے کہ مراد کلمات سے احکام ہین تب بہی آیت

سورہ کہف اور سورہ انعام میں جو لالہ جی بیان لائے ہیں سراسر اونکی جہالت ہے کیونکہ معنی لا مبدل لکلمات اللہ کے یہہ ہیں
کہ کوئی بدلنے والا نہیں ہے کلمات خدا کا اور واقع میں بھی اہل اسلام کا عقیدہ یہی ہے کہ کلمات خدا کو کون بدل سکتا ہے
اور آیات متلوہ سے یہہ لازم نہیں آتا کہ وہ خود بھی اپنے احکام کو منسوخ نہیں کر سکتا مثلاً کہا جاتا ہے کہ کوئی مارنے والا اوسکا
نہیں جسکو خدا جلاوے اور کوئی جلانے والا اوسکا نہیں جسکو خدا مارے یا کہیں کہ جسکو خدا بناوے اوسکا بگاڑنے والا
کوئی نہیں اور جسکو خدا بگاڑے اوسکا کوئی بنانے والا نہیں اسکا مدعا یہہ نہیں ہے کہ خدا خود بھی اوسکو مار نہیں سکتا
یا جلا نہیں سکتا یا بنا نہیں سکتا یا بگاڑ نہیں سکتا بلکہ صاف یہہ غرض ہے کہ سوائے خدا کے اور کوئی ایسا نہیں ہے
اور ہرگاہ کہ آیت سورہ رعد میں محو و اثبات کرنے والا خود خدا ہی تعالیٰ ہے پس بادی النظر میں بھی آیات متلوہ
باہم متناقض نہیں رہی آیت سورہ یونس کی سو اوسکا اول و آخر یہہ ہے أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَٰلِكَ
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ آگاہ ہو کہ تحقیق دوستان خدا کو کچھ خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے جو لوگ کہ ایمان لائے
اور پرہیز کرتے ہیں اونکو ہے خوشخبری دنیا و آخرت میں نہیں ہے تبدیل واسطے کلمات خدا کے اور یہہ بڑا مطلب کو
پہونچنا ہے پس ماقبل اور مابعد سے صاف ظاہر ہے کہ اس مقام پر مراد کلمات سے وہی کلمات وعدہ اور خبر کے ہیں
جو اول اور آخر مذکور ہوئے اور ایسے کلمات میں کسی قسم کی تبدیل بالاتفاق اہل اسلام ممکن نہیں علاوہ ان سب
امور کے باب النسخ میں مبرہن ہوگا کہ لفظ نسخ احکام اور تبدیل احکام جو ہماری شریعت میں آیا ہے محض اصطلاح
ہے درحقیقت تبدیل نہیں بلکہ تکمیل ہے اور آیات سورہ رعد و یونس و انعام میں تبدیل حقیقی مراد ہے اور ظاہر ہے کہ درمیان
تبدیل اصطلاحی اور تبدیل حقیقی کے کچھ تناقض نہیں پس یہہ سب ہذیانات لالہ جی کے محض بیہودہ خامہ فرسائی
ہے تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ شرائع اور احکام منسوخہ کی ایک مدت علم باری میں تھی کہ اوس مدت تک وہ
جاری رہے اور یہہ بھی علم و ارادہ میں تھا کہ اوس مدت کے بعد دوسری شریعت اور حکم جاری ہوگا پس جب وہ
مدت گذر گئی تو موافق علم و ارادہ کے ظہور میں آیا پس یہہ امر درحقیقت تکمیل ہے تبدیل حقیقی نہیں جیسا کچھ کہ علم
و ارادہ میں تھا اوسمیں تبدیل اصلا نہیں ہوئی اگر برخلاف اوسکے ظہور میں آتا یعنی اندر میعاد معین کے وہ شریعت
یا حکم بدلا جاتا یا اوس مدت کے بعد تک بھی وہی شریعت اور حکم جاری رہتا تو البتہ تبدیل حقیقی ہوتی دیکھو مثلاً اگر
اوس مدت منوی کو آشکارا بیان کیا جاتا اور وہ مدت منوی سے منطوق ہو جاتی اور مطابق منطوق کے ظہور میں
آتا تو اوسپر گو کہ اطلاق تبدیل کا مجازاً درست ہوتا یہہ کہہ سکتے کہ یہہ حکم جو پیشتر سے جاری تھا بدلا گیا مگر حقیقۃ
وہ تبدیل متصور نہیں کیونکہ جیسا بیان کیا گیا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا اور چونکہ باعتبار علم اور ارادہ الہی کے
منوی اور منطوق ایک ہی حکم میں ہو پس جس طرح پر کہ صورت منطوق میں تبدیل حقیقی نہیں اوسی طرح پر صورت منوی

میں بھی نہیں بلکہ مجازی و اصطلاح سے دونوں طور پر اطلاق تبدیل کا آرہا ہے اور باہم تبدیل حقیقی اور مجازی
اور اصطلاحی کے کچھ تناقض نہیں مخفی نرہے کہ تبدیل دو طرح پر ہے ایک تبدیل اخبار وعد و وعید اس قسم کی تبدیل اخبار
وعد و وعید کلام خدای تعالے میں محال ہے اور کوئی اہل اسلام میں سے اسکا قائل نہیں دوسری تبدیل احکام اور
اوضاع اور حالات اسمیں تبدیل ممکن بلکہ واقع ہے یعنی علم الہی میں ایک حکم یا وضع یا حال کیواسطے ایک میعاد
معین ہے بعد اس میعاد کے بحسب اقتضا حکمت کاملہ کیواسطے دیگر اس حکم اور وضع اور حال کو بدلا گیا
مثلا ۲۴ ساعت دور شمس میں حق تعالے نے یہہ تقدیر کیا ہے کہ اسقدر ساعات اسکی دن میں اور اسقدر
ساعات اس رات کی ہیں بعد گذرنے ساعات معینہ نہار کے دن کو تبدیل ساتھہ رات کے اور بعد گذر
جانے ساعات لیل کے رات کو دن سے بدل دیا جاتا ہے یہہ نہیں کہہ سکتے کہ تقدیر الہی یا حکم الہی میں تبدیل و تغیر
واقع ہوگئی بلکہ یہہ عین تکمیل تقدیر اور حکم کی ہے کہ جیسا علم محیط میں تھا ویسا ہی ظہور میں آیا اور یہی ہے
مدعا آیت سورہ رعد کا کہ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ یعنی ہر وقت کیواسطے ایک حکم فرض ہے یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ
محو کرتا ہے خدای تعالے جو کچھ چاہتا ہے اور قائم کرتا ہے وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ اور اسکے پاس ہے علم محیط ا
لکل وقت حکم یکتب علی العباد ای یفرض علیہم علی ما یقتضیہ استصلاحہم (کشاف) یعنی ہر وقت کا ایک
حکم ہے کہ اوس وقت پر حسب اقتضای استصلاح عباد کی مقرر کیا جاتا ہے اور یہہ عقیدہ صرف اہل اسلام ہی کا نہیں
بلکہ بید بیاس جی اور محققین ہنود بھی اسکے قائل ہیں نصل یہ جیسے دہرم مہابھارت میں لکھا ہے کہ بید دہرم
قرن بنوع دیگر ستجگ و دیگر سنت جگ بنوع دیگر است و تریتا بوجہ دیگر و دوار دواپر باد کلجگ علی ہذا القیاس
انتہی علاوہ بر اں جس مقام پر کہ لا تبدیل لکلمات اللہ وارد ہوا ہے مراد اوس سے کلمات اخبار اور
وعدہ وعید میں چنانچہ قرینہ ماسبق اور مالحق اوسپر بہت وضاحت کے ساتھہ دال ہے اور جہاں محو اور اثبات
اور تبدیل کا اثبات ہے وہاں سے مراد احکام میعادی اور حالات اور اوضاع ہیں پس کسی قسم کا تناقض آیات
مذکورہ میں نہیں ہے اب ہم تقریرات لالہ جی پر متوجہ ہوتے ہیں **قولہ** بر تقدیر یکہ نفی خاص منظور تھی تو
کسواسطے مصنف قرآن نے ایسا کلمہ ایراد کیا کہ شامل ہے عام کلام پر کیونکہ لفظ کلمات عموما دال ہے سخن پر
اقول لالہ جی آپنے عبث اوقات ہی ضائع نہیں کی بلکہ جہل بھی اپنا ظاہر کیا ہے آپ عموم و خصوص کلیات عربی
کو کیا جانیں اپنی ہیچمدانی اور کج مج زبانی پر تو اول غور فرمائیے یہہ جو آپ لکھتے ہیں کہ شامل ہے عام کلام پر
یہہ کیا مہمل کلام ہے علی ہذا القیاس جو آپ لکھتے ہیں کہ کلمات عموما دال ہے سخن پر سراسر بےمعنی اور محض
مہمل اور خلاف محاورہ اردو کے ہے اگر یہہ کہتے کہ لفظ کلمات اخبار اور احکام کو عموما شامل ہے یا عام ہے
یا مشتمل ہے کیونکہ لفظ کلمات مطلق سخن پر دال ہے) تو ایک بات بھی تھی جب آپکو بات کہنے کا بھی شعور نہیں

نواب کیا عموم و خصوص کلمات مین گفتگو کر سکتے ہین اسلئی کی علوم اصول مین بدلائل عقلیہ مبرہن ہو چکا ہی کہ عام وہ لفظ ہی کہ مستغرق ہو واسطے
جمیع انکو کہ جنکی وہ صلاحیت رکھتا ہی اور اگر کسی قرینہ لفظی یا عقلی کی نسبت استغراق پایا جاوے تو وہ لفظ عام نہین چنانچہ ائمہ اصول کے تصریحات اس جا موجود
ہین عام عبارت عن جمیع ما یصلح له لا المنکر و نحوه پس مدعا اونکا اوس وقت حاصل ہوتا کہ جب یہان کوئی کلمہ ایسا ہوتا جو استغراق پر دلالت کرتا حالانکہ
یہان ایسا کوئی لفظ نہین جو استغراق کلمات پر دال ہووے کیونکہ کلمات جمع ہی اور مجرد جمع استغراق پر دال نہین ہی اور ہرگاہ کہ نظر اول و آخر کلام کے
قرینہ خصوصیت اور عدم استغراق کا قایم ہو تو ضرور نہین ہی کہ با وجود قرینہ کے اون معانی سے جو از روی قرینہ کے متعین ہین تجاوز کر کے معنی استغراق کے
بدون کسی وجہ موجہ کے اختیار کیے جاوین قوله اگر سیاق ما سبق پڑھیے تو آیہ سورہ انعام کی انبیائی مشتین کی گذارش اخبار ہی پس لازم آتا ہی
کہ وہان لا تبدیل بکلمات سے مراد عدم تبدیل اخبار انبیا ہووے اور یہ تحصیل حاصل ہی انتہی آیہ سورہ انعام یہہ ہی ولقد کذبت رسل من قبلک
فصبروا علی ما کذبوا و اوذوا حتی اتاهم نصرنا ولا مبدل لکلمات الله ولقد جاءک من نبای المرسلین جو جھٹلائی گئی بہت سے
پیغمبر تجھسے پہلے پس صبر کیا اونہون نے اوپر جھٹلائی جانے اور تکلیف دی جانیکے یہانتک کہ آئی اونکو ہماری مدد اور نہین ہی کوئی بدل
ڈالنے والا خدا کے کلمات کا اور تحقیق پہونچی ہی تجھکو خبر اون پیغمبرون کی صاحب کشاف لکھتے ہین لا مبدل لکلمات الله لمواعیده
من قوله تعالى ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين انهم لهم المنصورون یعنی کوئی بدلنی والا نہین ہی وعدے ہا خدا کا جیسا کہ آیا ہی تحقیق
پہنچ چکا ہمارا کلمہ واسطے ہمارے اون بندون مرسلین کے کہ بالتحقیق وہ منصور ہونگے اور قول خدا تعالے لقد سبقت کلمتنا سے ظاہر
ہوا کہ استعمال لفظ کلمہ کا مواعید مین ہی کیونکہ یہان بجز وعدہ کے اور کوئی معنی نہین ہو سکتے یہان سی ہی ظاہر ہی کہ مراد یہان سی وعدہ
خدا ہی جو اون کے ساتھ ہوا تہا انجام کار مکو خدا تعالے کی طرف سے مدد ہوے گی کہ وعدہ خدا کا کوئی بدلنے والا نہین پس ظاہر ہوا کہ لالہ جی کی
سب تقریر اس مقام پر بھی مبنی بر جہالت ہی اور معنی نبأ المرسلین کے سراسر غلط سمجھی ہین کہ معنی گذارش انبیا کے لکھتے
ہین سوای اسکے یہان لفظ لا مبدل ہی لا تبدیل نہین ہی لالہ جی نے از راہ دغا بازی اور خیانت پردازی کے بیان میں
لا تبدیل لکہدیا ہی اور معنی لا مبدل لکلمات الله کے بتشریح تبیین ہو چکے ہین اگر یہہ بھی کہا جاوے کہ یہان کوئی قرینہ اوپر
ارادہ معنی معین کے نہین ہی تب بھی کوئی قباحت لازم نہین آتی ایک جہالت لالہ جی کی اس تمام بحث مین یہہ
ہی کہ ہر جگہہ بجاے لکلمات بکلمات لکھتے ہین حالانکہ لام اور با کے معنون مین بہت فرق ہی مگر جو کہ وہ ابتک
معانی حروف جارہ سے کہ جنکا بیان مجملا علم نحو مین بھی ہوا ہی واقف نہین لہذا ایسی غلط کاری مین
مجبور ہین اگر علم نحو مین کچہہ استعداد ہوتی تو ایسی غلطی مین نہ پڑتے اس جہالت پر کمال بیشرمی ہی کہ دعوی
کرتے ہین کہ ہمنے سالہا سال قرآن کو بغور دیکہا اور کوئی بات فصاحت کی نہ پائی قوله ہر ایک جانتا ہی
کہ اخبار تبدیل نہین ہوتی انتہی اگرچہ جواب کافی اوپر بیان ہو چکا ہی لیکن ہم لالہ جی سے دریافت
کرتے ہین کہ مطلب اسکا کیا ہی کہ اخبار مین تبدیل نہین ہوتی آیا یہہ مراد ہی کہ خبر گذشتہ کو کوئی
اپنی طرف سے بدل کر خلاف واقع بیان نہین کر سکتا یا یہہ کہ خبر آیندہ کو کوئی غلط نہین کہہ سکتا

اخبار گذشتہ کو اگر لکہی تو آپ کے اکابر نے جہوٹی خبرین دی ہین جیسا کہ چہٹے پرب مہابہارت
مین لکہا ہی کہ راجا جنمیجے نے اپنی جگ مین ناگون کو مارا اونکے سبب دریا بے چنبل پیدا ہوا اوسکو
بعد مارنا ناگون کا جاپ مین ممنوع ہوا اور جگہ بس نے حکم کیا کہ زندہ ناگا در بیا کروا اور درونہ پرب مین ہی کہ رنگ
پوست پسر راجہ سنکرت کی بادرچی خانہ مین اسقدر پانی کا خرچ ہتا کہ وگون کے چہون سے ندیان
جاری ہوگئین کہ منجملہ اونکے ندی چنبل ہی مہابہارت کی استری پرب اور دیگر پربون سے واضح ہی
کہ بدر برادر راجہ دہرترشٹ وقت مقابلہ کورون پانڈون کے وہین موجود تہا اور اوسکے اہتمام سے مقتولونکی لاشین جلائی
گئین پس سکند تیسری بہاگوت سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ چندی پہترا اوس مقام سے سیر کو چلا گیا تہا اور اوس مقام کی خبر
اوسی تیرتہ مین سنی غور کیجیے ہرچند کہ اہل تحقیق کے نزدیک دونو خبرین جہوٹی ہین مگر یہہ بہی ہی کہ ایک خبر ان دونو خبرون
مین قطعاً جہوٹی ہی اور اگر کہی کہ آیندہ کی اخبار کو کوئی غلط نہین کہتا تو یہہ بہی غلط ہی آپ بہی اسکو تسلیم کرینگے مہابہارت
کے بن پرب مین لکہا ہی کہ ساوتری کے شوہر کی جان جب جم نے قبض کی اور لیکر چلا تو ساوتری بہی اوسکے
ہولی اور بہت عجز اور الحاح سے چاہا کہ اوسکی ہوی کا اوسکی جان پہیر دے مگر اوسنے کہا کہ جان اوسکی ہرگز نہ
پہیرونگی اور جو کچہہ مانگنا ہو مانگ الغرض بعد سوال وجواب چند در چند کے ساوتری نے اولاد مانگی جم نے اوسکو
قبول کیا اور کہا کہ تیری اولاد ہوگی اوسوقت ساوتری نے کہا کہ آپ سمجہے ہونگی کہ مین دوسرے شوہر سے اولاد حاصل
کرونگی ایسا کبہی نہوگا مین تو اوسی شوہر سے اولاد حاصل کرونگی آپ میری شوہر کی جان پہیر دیجیے انتہی مختصراً
دیکہئے ایسے بڑے دیوتا جلیل القدر کی خبر آیندہ مین کیسی تبدیل واقع ہوئی کہ اول تو خبر دی کہ جان اسکی ہرگز نہ
پہیرونگی پہر خلاف اوس خبر کے ظہور مین آیا **قولہ** قطع نظر ازین کہ سیاق و سباق بہی مدار ہی تو سورہ کہف مین اتل ما
اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلماتہ ہی اس سے لازم آتا ہی کہ یہان لا مبدل لکلماتہ سے عدم
تبدیل کتاب مراد ہووے انتہی یہ تقریر الحی کی سرسبز تبنی اور جہل مرکب کے ہی ہمنے یہہ دعوی نہین کیا کہ ہر جگہ
مراد کلمات سے مواعید ہی ہونے واجب ہی بلکہ بدون قیام قرینہ کے ہم اصلاً معنی معین کے ارادہ کے قایل نہین
اور چونکہ یہان قرینہ سیاق کلام مقتضی اسکا ہی کہ مراد کلمات سے کتاب ہی پس ہم ہرگز مدعی اسکے نہین ہین کہ یہان مراد کلمات
سے مواعید ہین بلکہ ہم خود کہتے ہین کہ یہان مراد کلمات سے قرآن ہی چنانچہ صاحب کشاف نے تصریح کیا ہی کانوا یقولون لہ
ایت بقرآن غیر ہذا او بدلہ فقیل اتل ما اوحی الیک من القرآن ولا تسمع لما یہذون بہ من طلب التبدیل فلا
مبدل لکلمات ربک ای لا یقدر احد علی تبدیلہا وتغییرہا انما یقدر علی ذالک ہو وحدہ انتہی یعنی کفار کہتے تہے کہ اس
قرآن کے سوا اور قرآن لا یا بدل دی اوسکو پس حکم ہوا پیغمبر خدا صلعم کو پڑہ تو اوسکو جو تیری اوپر بہیجا گیا ہی اور نہ سن
اونکی واہیات باتین از قسم تبدیل کے کہ خدا کے کلمات کا کوئی بدلنے والا نہین کسیکو قدرت نہین

تغییر و تبدیل کی اسپر تو صرف آپ ہی قادر ہو مگر باانیہمہ مدعا لالہ جی کا ہرگز ثابت نہین ہوتا کیونکہ یہان لامبدل لکلماتہ واقع ہو لا تبدیل لکلمات ربہ واقع نہین ہو اور معنی لامبدل لکلمات ربہ کے اوپر مذکور ہوچکے اور تصریح صاحب کشاف سے واضح ہوئی **قولہ** آیت سورہ کہف سے ثابت ہو کہ وحی و کتاب الہی کی تبدیل نہین ہوتی اور سورہ رعد کی آیت سے واضح ہو کہ کتاب خدا کی اکثر بدلی جاتی ہو انتہے یہہ تقریر لالہ جی کی مبنی اوپر جہل مرکب کے ہو کہ وہ سورہ کہف مین جو مبدل بصیغہ اسم فاعل باب متعدی سے واقع ہوا ہو اوسکو بمعنی مصدر بالم یسم فاعلہ از راہ غلط فہمی اور جہالت کے سمجھے ہین اور ایسے ہی فعال ہجو او یثبت کو جو افعال مسند الی الفاعل ہین افعال بالم یسم فاعلہ تصور کرتے ہین حالانکہ ایسی تبدیل و تغییر مین معنی کلمات مین فرق عظیم واقع ہوتا ہو گر چونکہ لالہ جی مبادی فنون عربیہ سے کبھی واقف نہین ہین اور مانند اوس کہی کے جسکا قصہ اوپر مذکور ہوچکا جہل مرکب سے پندار کشتی پانی کا سر مین ہو ابلہٗ اس قسم کی غلط کاریون مین مبتلا ہین یہہ نہین سمجھتے کہ معنی لامبدل لکلمات ربہ کے یہہ ہین کہ کوئی شخص کلمات رب کو بدل نہین سکتا اور معنی یمحو اللہ ما یشاء و یثبت کے یہہ ہین کہ محو کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہو جو چاہتا ہو اور ان دونوین کچھہ تناقض نہین کہ خدا محو و اثبات پر حسب مشیت اپنی کے قادر ہے اور کسی کی مجال نہین کہ اوسکے احکام کو بدل سکے آگے اس سے جو لالہ جی اقوال در باب تشریح لوح محفوظ اور ام الکتاب کے لکھتے ہین اکثر تو اقوال غیر ثابتہ ہین اور لالہ جی اکثر کے معنی نہین سمجھے لوح محفوظ اور ام الکتاب کنایہ ہے علم محیط سے کہ ہر شئی کا علم تفصیلی وہان محفوظ ہے کہ کب وجود خارجی اوسکا ہوگا اور اوسکے اوضاع اور حالات مین کیا کیا محو و اثبات واقع ہوگا اور کب معدوم ہوگی **قولہ** تفسیر کبیر مین لکھا ہو الخ آپ تفسیر کبیر کو کیا جانین آپنے ہرگز تفسیر کبیر نہین دیکھی اگر سچے ہو تو بعینہٖ عبارت تفسیر کبیر کی معہ تمام اوس بحث کے نقل کیجیے اور پھر اپنے ہی دل مین غور کیجیے کہ اوس سے قرآن مین کیا اختلاف ثابت ہوتا ہو مفسرین اگر کلمے یا عبارت کی تفسیر مین اختلاف کرین تو اوس سے اختلاف قرآن کسطرح پر لازم آتا ہو یہانتک لالہ جی نے بتقلید پادری فنڈر اور پادری اسمتھ کے درباب تناقض آیات قرآنی کے خامہ فرسائی کی مگر جسقدر خامہ فرسائیان کین اون سے بجز اونکی حماقت اور جہالت کے اور کچھہ ثابت نہوا اب وہ از راہ جہل مرکب اور حماقت جبلی کے نسخ کے باب مین گفتگو فرماتے ہین ہر چند کہ نسخ کے باب مین خیالات فاسدہ پادریون اور لالہ جی کے جوابات کافی سوط الجبار اور خلعت الہنود اور دیگر کتب مین دیئے گئے ہین لیکن چونکہ لالہ جی بار بار اونہین اعتراضات فاسدہ کا باوجودیکہ جوابات کافی کے پھر اعادہ فرماتی ہین لہذا ہم بھی مختصر اونکی تجہیل کے واسطے کچھہ تحریر کرتے ہین **قولہ** کسی آیت کو نسخ کرنا یا بدلانا اور اوسکی مانند دوسری لانا تحصیل حاصل فعل عبث ہے کیونکہ ترجیح بلا مرجح سے خالی نہین انتہی لالہ جی آپ تو بڑے ذہین تھے ناواقف جاہل نکلے ترجیح بلا مرجح کا نام تو آپنے

شن پایا ہے مگر آپ کو یہہ شعور نہین کہ ترجیح بلا مرجح کا کسلئے احکام مین اعتبار کیا جاتا ہے کیا ترجیح اور مرجح آپکے فہم
و عقل پر منحصر ہے ہم آپ سے استفسار کرتے ہین کہ آپکے وجود کو عدم پر کیا ترجیح تہی آپ کیون وجود مین آئے اگر وجود و عدم
آپکا برابر تہا تو وجود آپکا بقول آپکے ترجیح بلا مرجح سے خالی نہین اور اگر عدم احسن تہا تو آپکا وجود زیادہ تر قبیح
اور اگر وجود آپکا عدم سے احسن تہا تو بقول آپکے پہلے ہی سے وجود آپکا کیون نہوا ہمارے عقائد مثل ہنود کے
عقائد کے فاسد نہین ہین کہ ہم قادر مطلق کے افعال کو پابند علت کا سمجہین یا یہہ دعوی کرین کہ مانند علم باریتعالی کے
ہمارا بہی علم علل و اسباب وجود موجودات پر محیط ہے ہمارا عقیدہ یہہ ہے کہ عالم مین جو چیز وجود مین آئی یا معدوم
ہوئی وہ عین موقع اور مقتضای حکمت ہے جس وقت مین اوسکا معدوم ہونا بہتر تہا معدوم ہوتی جب وجود اوسکا احسن تہا
وجود مین آئی اسیطرح پر قبل از نسخ جو حکم تہا وہ مستحسن تہا بعد از نسخ کے جو حکم اوسکی جگہہ ہوا وہ حسب اقتضای
اسوقت کے بہتر ہے حکیم حقیقی کی حکمت کا مقتضی یہہ حکم جو اب جاری ہوا اسوقت مین ایسا ہی مستحسن ہے جیسا اوسوقت مین
پہلا حکم تہا بلحاظ اسوقت کے اسوقت مین یہہ حکم اوس سے بہتر ہے **قولہ** برین تقدیر لازم آتا ہے کہ اگر اللہ تعالے محمد
صاحب اور اونکے جد بزرگوار آدم کو دوزخ مین ڈالے اور ابوجہل اور ابلیس کو راہی جنت فرماوے تو بہی خدای
اسلام کی جبروت و قدرت پر دلالت ہووے انتہی یہہ بات تو کسی طور پر لازم نہین آتی اسلئے کہ نسخ و تبدیل اخبار مین
جایز نہین جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین پس جنکے جنتی ہونیکی خبر دی گئی ہے وہ جنتی ہین اور جنکے دوزخی ہونیکی
خبر وارد ہوئی وہ مقرر دوزخی ہین آدم و محمد علیہم السلام تو اوسکے بندہ ہین اور اوسکی عنایت سے ملاء اعلی مین
مرتبہ علیا پر فائز ہوئے ہین اور فرضیہ کا آپ کیا تذکرہ کرتے ہین جو واقعات کہ وجود مین آ چکے ہین اونکا بیان فرمائیے
یعنی اپنے اوتارونکا ذکر کیجئے جنکو آپ عین خدا سمجہتے ہین کہ قید تناسخ مین جو عین جہنم از روی بید کے ہے گرفتار
ہین دیکہو چوتہی ادہیا کرشن گیتا کی اور برہما اور بشن اور مہادیو کا تو مرتبہ ہی کیا ہے اوس مرتبہ والون کو تو
کسی طرح پر نجات ہی نہین دیکہو آٹہوین ادہیا کرشن گیتا کی اور ملاحظہ فرمائیے پانچوان اشلوک پرکرن جوگ بشسٹ
کا کہ جہنمی ہونے بشن وغیرہ کا صاف اقرار اسطور پر کرتا ہے کہ بشن اور برہما اور رودر اور تمام دیوتا اور کہیشر
جسم کے ہمراہ صحبت رکہتے ہین اور صحبت جو اسون سے کرکے بلندی سے پستی کو گرتے انتہی جنکو آپ ہمہ تن خیر سمجہتے
ہین یعنی یدہرم اونکا حال مہابہارت مین آپنے دیکہا ہی ہوگا کہ عذاب الیم مین گرفتار ہوئے اور حال راجہ ہرشچند
کے بہنگی کا ادہیای ۳ سکند دہم بہاگوت مین ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ بغیر کسی عمل کے اوسکی نجات ہوئی اور اوسکے
ساتہ تمام شہر کی نجات ہو گئی بیشک یہہ سب امور کہ جہنم مین بہیجا جانا کرشن اور بشن اور برہما اور یدہرم کا اور
نجات پانا اوس بہنگی کا خدای قادر کی عظمت و جبروت پر دلیل کامل ہے چوتہی اسکند مین بہاگوت کے لکہا ہے برہما
دو سو جنم تک برہمارشی ہی پیدا ہوکے سو جنم رودر رہتا ہے اور چونکہ بہ حسب تصریح بید کے ابار جنم لینا اسیکا نام

دوزخ ہے پس خود تصریحات مذکورہ سے دوزخی ہونا آپکے رسول کا ثابت ہوا اسکند آٹھوان بھاگوت کا دیکھو اوسمین
مرقوم ہے کہ اودہو کہ آپکو جنت اونکو جزا رہنے مین رہا اوسکو اگیا کی کہ بدر کا آسرم مین جاکر تپسیا کر کے اپنے
سریر کو تیاگ دیو کہ مکت ہوجاوگا اور پاردہی نے کہ بان مارا تہا اوسکو ترت ہی بیکنٹھہ کو بھیجدیا اوسکا ارتہ کہ بان
مارنیکی سہی اوسنے وہان چرن کنول کا کر انہا اکثر بڑے آنند سروپ ہین کبہی تہوڑی سی بہگت کر کر پرسن
ہوجاتے ہین اور کبہی کوئی ساری اوستہا کی بہگت کرتا اوسکی اور دیکہتے بہی نہین یہہ دوس تو اونمین ہے پر اور
سکل گنون کر کی پورن ہین انتہی یعنی اودہو نے تمام عمر خدمت کی اوسکو یہہ حکم دیا کہ بدر اسرم مین جاکر ریاضت
کر کے بدن کو چہوڑ تب نجات ہوگی اور صیاد نے جو تیر مارا اوسکو فوراً بہشت مین بہیجدیا کہ اوسنے اوسوقت خطا سے
مین پانو کو تاکا تہا اکثر بڑے بے پروا ہین کبہی تہوڑی عبادت سے مہربان ہوجاتی ہین کبہی کوئی تمام عمر عبادت
کرے اوسکی طرف دیکہتے بہی نہین یہہ عیب تو اونمین ہے باقی اور کاموں مین پورے ہین۔ یہان اشارہ ہے اوس قصہ
کیطرف جو ایک صیاد نے سری کرشن جیکے پانون کو ہرن تصور کر کے تیر مارا اور اوسکے زخم سے تہوڑی سی دیر بعد
وہ مرگئے چنانچہ یہہ قصہ ہم پہلے رسالون مین کئی جگہ لکہا ہے اب فرمائی لالہ صاحب جبکہ سکہدیو مُن اس عقیدہ مین
تمامتر ہمارا اتباع کرتے ہین اور جس کتاب مین یہہ عقیدہ مرقوم ہے اوسکو بیاس اور برہما سے نقل کرتے ہین پس آپ
جو اس عقیدہ پر اعتراض فرماتے ہین واقع مین برہما جی اور بیاس جی اور سکہدیو جی پر معترض ہو کر اپنے تئین
مردود الطرفین ٹہہراتے ہین **قولہ** ہر کیت اپنے کلام کو آپ نسخ کرنا علامت قدرت نہین بلکہ دلالت ہے سبکی
رای متکلم پر انتہی یہہ ہر کیت نہایت بیموقع ہے اسلیے کہ اوسکی کیفیتین متعدد و مصرح نہین ہوئین کہ ہر کیف پر حکم
لالہ کا درست ہوتا آمدم برسر مطلب کہ لالہ جو نسخ کلام کو دلیل سبکی رای متکلم کی قرار دیتے ہین بسبب اوپر خفت
رای لالہ کے ہے جب ہم رات دن دیکہتے ہین کہ تندرستی مبدل بمرض اور مرض مبدل بصحت اور غنی مبدل
بہ فقر اور فقر مبدل بہ غنی ہوتے ہین اور پردہ عدم سے ایک شئ وجود مین آتی ہے اور پہر معدوم ہوجاتی ہے
اور ظاہر ہے کہ کوئی احمق سے احمق بہی ان تبدیلات کو مبنی اوپر خفت رای مدبر حقیقی کے نہین کہتا پس چونکہ اسیطرح
یہی حال احکام شرعیہ کا ہے کہ اپنے اپنے وقت پر حسب اقتضای رای حاکم حقیقی کے جاری ہوتے ہین اور تبدیل پاتے ہین
پس اس نسخ و تبدیل کو محمول اوپر خفت رای حاکم کے کرنا سخت جہالت لالہ جی اور اونکے اعوان کی ہے اب
اوس دلیل کو جو لالہ جی اوپر ثبوت خفت رای کے لائے ہین ملاحظہ کرنا چاہئے کہ حماقت پر لالہ کی دلیل کامل ہے
— فرماتے ہین کہ اگر متکلم ناقص العلم نہوتا تو ہرگز ایسا کلام نہ لاتا جسکے لیے احتیاج تبدیل ضرور ہو دی انتہی حاصل
اس دلیل کا یہہ ہوا کہ ہر چیز کا اوپر ایک ہی روش کے ابداً بحال رہنا ضرور ہے حالانکہ یہہ ممتنع ہے دعوی اس
ضرورة کا سوای احمق الناس کے کوئی نہین کرسکتا کیونکہ جب مشاہدہ اور تجربہ دلیل دہار سے وقوع تبدیل

اور تغیر ثابت ہو پس دعوی صدہا دہ عدم تغیر اور تبدیل کا سراسر سفاہت ہی **قولہ** کیونکہ اول ایک فائدہ ٹہرانا
اور پہر بعد اوسین بہ ثبات خلاف حکمۃ الہی اور مصلحت ناتناہی ہی انتہی یہہ کلام محض واہی تباہی ہی کیونکہ اس امر
پر کوئی دلیل قائم نہین اور بعد دلیل قوہم برہما کا کلام بہی نہ مانینگے ہر دعوی پر ہونا کبہی دلیل عقلی یا مسلمہ طرف ثانی کا
ضرور ہی جب کہ کوئی دلیل عقلی یا مسلمہ فریق ثانی موجود نہین تو ایسی واہی تباہی اقاویل اصلا لائق التفات کے نہین
لالہ جی کو لازم تہا کہ جو دعوی اونہون نے کیا ہی اوسکو مدلل کرتے نہ یہہ کہ نشتر دو کیونکہ اور ایک بر تقدیر اور
ایک فی المجلسہ مجمل کو دلیل کافی سمجہتے محض نزہی کہ اہل اسلام کی اصطلاح مین جو معنی نسخ کے ہین وہ ازالۃ الاوہام اور استفسار
جواب علماء مسیحیہ کے اور تحفہ اور اعجاز اور خلعت الہنود اور سوط الجبار مین بمقابلہ ہنود کے بدلائل عقلیہ بیان کیے گئے
ہین مگر لالہ جی اسباب مین جو یادہ سرائی کرتے ہین اوس سے ظاہر ہی کہ دیدہ و دانستہ اون معانی سے واسطے مغالطہ عوام
اغماض کرتے ہین پس اسکو زیادہ تطویل اوسکی جواب مین ضرور نہین کیونکہ سب بیہودہ روی اونکی بنای فاسد علی
الفاسد ہی مگر کچہہ دلیلین نقلی جنکا ثبوت کتب معتبرہ ہنود سے واضح ہی لکہی جاتی ہین دلیل اول مہابہارت فصل برجیہ دہرم
مین ہی کہ بید در ہر زمان بنوع دیگر میگردد و نیکی ست جگ بنوع دیگر ست و تریتا بوجہ دیگر و دوآپر و کلجگ علی ہذا
القیاس انتہی یہان سے ثابت ہی کہ حکم ہر وقت کا جدا ہی اور بیدون مین نسخ اور تبدیل واقع ہی دلیل دوم دہرم پرب
مہابہارت مین ہی کہ جب راجہ انت دیو کے روز تک ذبح کرنا گاو کا جگ مین مشروع تہا بعد واقعہ جگ راجہ مذکور کے
جب دریای چنبل گای کے جسم سے جاری ہو گیا تب سے مارنا گای کا ممنوع ہوا اور جگدیس نے حکم دیا کہ زندہ گاو برہمن کو
دیدیا کرین دیکہو حکم کہ ایک مدت دراز تک نافذ تہا واقعہ مذکور کے بعد منسوخ ہوا دلیل سوم دچہہ پسر برہما کی تیرہ
بیٹیان مریچ پسر برہما کے بیٹے یعنی کشپ کے ساتہہ منکوح ہوئین یعنی باہم چچا زادون مین نکاح ہوا اب ہنود اس حکم کو
منسوخ سمجہتے ہین حالانکہ ادہیای ۵۸ اسکند پران کاشی کہنڈ مین فرمان بشن بہگوان کا کہ باعتقاد لالہ جی خدا ہین
مین اسطور پر بیان ہی کہ آنہا در زوجہ و ہمشیرہ و دختر تفاوت می پندارند محض بیدانش اند ہمہ زن یکسان باید دانست ہر
مرد و زن با ہر کدام رغبت دارد و بفراغت حظ نفس بردارد انتہی یہان سے نسخ سب احکام مناکحت وغیرہ کا بحکم بشن
بہگوان کہ باعتقاد ہنود دیروان مین ثابت ہی بہاگوت کی چوتہی اسکند مین ہی کہ راجہ بین کی داہنی بانہہ سے ایک مرد اور ایک
عورت پیدا ہوئی اوس مرد کا نام راجہ پرتہو رکہا اور اوس عورت کی ساتہہ اوسکا نکاح ہوا دیکہو کہ باہم بہائی بہن کے
ازدواج واقع ہوا اب یہہ حکم منسوخ ہی اور یہہ راجہ پرتہو منجملہ ۲۴ اوتارون کے آٹہوین اوتار ہین الغرض اسطرح کے اور بہی
احکام ہین کہ تفصیل اونکی سوط الجبار مین مذکور ہی جب ہمنے دلائل عقلیہ اور نقلیہ مسلمہ ہنود سے جواز نسخ کا ثابت کر دیا بس
اب ہنود کو مسئلہ نسخ مین کچہہ جگہ اعتراض کی باقی نہ رہی مگر لالہ جی ازراہ بیشرمی کے ایسے ہی اندہا دہند اعمال اپنے کے
کاغذ سیاہ کرتے چلے جاتے ہین **قولہ** یہانسے بخوبی واضح ہوتا ہی کہ بانی قرآن محمد صاحب مین انتہی اوہلی سے اللہ صاحب

افزون بین ہوئی اندراج حاشیہ کی جو لکھین آتا ہو وہ کہتی ہین اور بحر الفتح العزیز بیہ بیان کیا کہ نسخ کی طرح پر ہی منسوخ الحکم اور منسوخ التلاوة اور منسوخ التلاوة والحکم پہر اسکو اگر بیہ لکہدیا کہ یہانسو یہہ واضح ہوتا ہو کہ بانی قرآن محمد صاحب تہے یہہ مناظرہ کاری کو ہوا حکومت طلبی ہوئی اگر یہی طریق مناظرہ کا ہو تو ہم بہی کہہ سکتی ہین کہ لالہ اندرمن کی تقریر سے واضح ہو کہ ہنود کا مذہب بے اصل اور جہوٹا ہو اور بید بناوی ہو کسی بید بین کے ہین اور سب کتابین ہنود کی غلط اور از قسم اکذوبات ہین **قولہ** سورہ بقر کے الفاظ نات بخیر منہا او مثلہا دلالت کرتی ہین کہ ناسخ قرآن خود قرآن ہو نہ حدیث کیونکہ حدیث قرآن کی برابر بہی نہین ہو سکتی اسکا تو کیا ذکر کہ اوس سے بہتر ہو و حالانکہ ناسخ قرآن حدیث بہی ہوتی ہو انتہی مخفی نرہی کہ ہمارے علمار مین یہ مسئلہ باہم مختلف فیہ ہو کہ آیا نسخ کتاب کا سنت سے جائز ہو یا نہین علمار حنفیہ اوسکو جواز کے قائل ہین اور علمار شافعیہ عدم جواز کی مباحثہ اسکا کتب اصول مین بہت تفصیل کے ساتھ مرقوم ہو چنانچہ ایک شمہ اوس بحث کا علامہ دہلی کی تفسیر مین ذیل مین تفسیر النسخ من آیہ الآیہ کی مرقوم ہو اندازہ برالہوسی کے لالہ صاحب نے منجملہ اوسکی مضمون کے ایراد علمار شافعیہ کا نقل کیا مگر جو جواب اوسکا علما حنفیہ کی طرف سے منقول ہو اوس سے کچہ تعرض نکیا لالہ جی پر واجب تہا کہ جسطرح پر سوال لکہا تہا جواب بہی اوسکا لکہتی پہر اوس جواب پر جو جرح اونکی ذہن مین ہوتی اوسکو لکہتی عدم تعرض جواب سے دلیل اسپر ہو کہ لالہ جی جواب پر کچہ اعتراض اور جرح نکر سکی بس مجرد لکہدینا سوال کا باوجود پانی جواب کافی کے اور نہ تعرض کرنا جواب سے محض خامہ فرسائی اور تضیع اوقات ہو اگرچہ اس مقام مین ہمکو کچہ زیادہ تر بحث بمقابلہ لالہ جی کے ضرور نہین کیونکہ جو جواب علامہ دہلی نے اپنی تفسیر مین علماے حنفیہ کیطرف سے لکہا ہو اوسکو لالہ جی نے بقرینہ نکرنے رد و قدح کی کافی سمجہکر تسلیم کرلیا پہر بہی واسطی توضیح معنی آیت کی چند سطرین لکہنی ضرور ہین قول اللہ تعالی نات بخیر منہا او مثلہا حرف جار واسطی تعدیہ کی ہو اور مفعول محذوف ہو خیر منہا او مثلہا صفت ہو مفعول محذوف کی اور مفعول کا حذف واسطی دلالت کے اوپر تعمیم کی ہو یعنی ما ننسخ من آیہ او ننسہا نات بشئی خیر منہا او مثلہا جب کہ کوئی آیت منسوخ کرتی ہین ہم پہیلا دیتی ہین اوسکو تو لاتی ہین ایک چیز کہ اوس سے بہتر ہو یا اوسکی مانند ہو اور مراد آیت سے یہی خاص آیت قرآن نہین بلکہ جو کوئی چیز کہ خدا کی قدرت پر دلالت کری مثلاً آیہ لیل کو جب منسوخ کرتے ہین تو آیہ نہار قائم کرتی ہین اور بالعکس وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً یا مثلاً کسی آیت قرآن کا حکم منسوخ کرتے ہین تو دوسرا حکم جو مقتضای اوسوقت کی مانند حکم زمان سابق کے ہوتا ہو یا اوس زمانہ کی اعتبار سے اوس سے بہتر ہوتا ہو قائم ہوتا ہی یا مثلاً تلاوة کسی آیت کی منسوخ کرتے ہین تو وہ شئی بعد منسوخی کے قائم ہوتی ہو جو اس زمانہ مین تلاوت آیت منسوخہ سے بہتر ہوتی ہو یا اوسکی مانند ہوتی ہو پس یہہ ضرور نہین ہو کہ بجای آیت منسوخہ کے کوئی آیت ہی واقع ہو بلکہ یہہ بہی ہوسکتا ہو کہ نہ جاری ہونا حکم منسوخہ کا ہی اس زمانہ مین جاری ہونے حکم منسوخہ سے بہتر ہو جیسا کہ زمانہ سابق مین لقاء حکم منسوخہ تہا اس زمانہ مین نہ جاری ہونا اوسکا ویسا ہی

ہیسلیے ہر قبل از نسخ تلاوۃ جیسی تلاوۃ بہتر تھی اب عدم تلاوۃ ویسی ہی ہے یا اوس سے بہتر ہے علی ہذا القیاس آیت منسوخ
التلاوۃ والحکم کا حال ہے جب یہہ بات متحقق ہوئی تو ضرور نہین کہ نسخ مین ضرور بدل بھی ہو جیسے کہ رای اکثر
اصولیین کی ہے بلکہ مرتفع ہوجانا حکم یا تلاوۃ یا تلاوت وحکم دونون کا ہی کافی ہے اور یہی ارتفاع اس زمانہ مین ایسا
بہتر ہے جیسا کہ زمانہ سابق مین ثبوت بہتر تھا یا اوس سے بہی بہتر ہے اور یہہ بھی ضرور نہین کہ آیت کی ناسخ آیت ہی ہو
کیونکہ وہ شئی جو بعد ارتفاع حکم سابق کے بہتر ہے خواہ وہ مین ارتفاع حکم سابق ہو یا اور کچھہ ہو جیسا کہ آیت سے ثابت
ہوتی ہے ویسا ہی ایسی وحی سے ثابت ہوسکتی ہے جو داخل کتاب نہین مثلیۃ اور خیریۃ اوس شئی کی جو بعد ارتفاع حکم
سابق کے رہی مقصود اور منصوص علیہ ہے مثلیت اور خیریۃ کلمات او نظم ناسخ کی نہ منصوص علیہ ہے نہ مقصود پس دونوں
اعتراض بعض اصولیین او بعض علماء شافعیہ کے جو علمای حنفیہ پر تھی مرتفع ہوگئی قال الغزالی رحمہ اللہ ان الناسخ
فی الحقیقۃ ہو اللہ تعالی علی لسان رسول اللہ ولیس الشرط ان ینسخ حکم القرآن بقرآن بل بوحی علی لسان رسولہ وکلام
اللہ تعالی واحد وہو الناسخ باعتبار وہو المنسوخ باعتبار ولیس لہ کلامان احدہما قرآن والآخر لیس بقرآن وانما الاختلاف
بالعبارات فما دل علی کلامہ بلفظ منظوم مامور بتلاوتہ یسمی قرآنا وما دل علیہ بلفظ غیر متلو یسمی سنۃ والکل مسموع من
رسول اللہ علیہ السلام والناسخ ہو اللہ تعالی فی کل حال انتہی واضح ہو کہ یہہ جو ہمنے لکھا ہے صرف بنظر توضیح یعنی آیت کے
ہے اور یہہ مباحثہ ہمارا آپس کا ہے کچھہ جواب لالہ صاحب کا مقصود نہین وہ تو اس تقریر کو سمجھہ بہی نہ سکینگے انکو وہی
جواب کافی ہے جو علامہ دہلی نے تفسیر مین لکھا ہے جسکو اونہون نے بقرینہ عدم رد وقدح کے تسلیم کرلیا اور کچھہ جرح اونپر نکی

قولہ لازم آتا ہے کہ محمد صاحب خدای تعالی سے کم نہین ہین انتہی یہہ جہالت لالہ جی کی ہے احکام تشریعی جو زبان انبیاء سے
جاری ہوتی ہین گو کہ وہ داخل کتاب نہون پر بہی وہ از روی وحی والہام کے ہوتی ہین وما ینطق عن الہوی ان ہو
الا وحی یوحی یعنی نہین نطق کرتا از راہ نفسانیت کے نہین ہے وہ مگر وحی کہ خدا نے بہیجی ہے اور بسبب الا انی اوتیت القرآن
ومثلہ معہ الحدیث آگاہ ہو کہ مین دیا گیا ہون قرآن اور ایسی ہی قرآن کے ساتھہ یعنی احکام تشریعی از روی وحی غیر
متلو کے قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی الآیہ کہہ تو نہین ہے میرا مجھکو کہ بدل دون اسکو
اپنی طرف سے نہین اتباع کرتا ہون مین مگر خدا کی وحی کا کہ مجھپر بہیجی جاتی ہے غرض کوئی نبی بغیر وحی کے کسی حکم کو تبدیل
نہین کرسکتا بیان آپکی شریعت کا سا معاملہ نہین کہ جناب بید بیاس صاحب نے خدا اور برہما کو طاق مین رکھکر بید کے
حکم کو اپنی طرف سے براہ ہوای نفسانی راجہ جیتر کے منسوخ کرکے اوپر جواز بلکہ وجوب نکاح دروپدی صاحبہ
ساتھہ پانچون پانڈون کے فتوی نافذ کیا یا جسطرح برہما نے حکم حرمت ذبح گاو کا جگ مین جسکی حلت کا حکم سابق
سے نافذ تھا جاری فرمایا یا شنکر نے شراب بید والے کے حرام کردی اور برہمن اور کرشن جیسے اوسکے
حکم کو منسوخ کرکے خود بہی شراب پی اور پلائی یا جیسی کہ منو جی نے اوس حکم بید کے جسکی رو سے عورت کی مجامعت غیر

شوہر سے منسوخ ہو منسوخ فرماکر سلسلہ نیوک کا جاری فرمایا کہ انجام کو لالہ جی نے اوس منسوخی کے حکم کو اپنے عہد مین منسوخ کر دیا
یا جسطرح کہ بید کا پڑہنا از روی حکم چہاں ڈوک اینکے بید سام بید کے منحصر کسی قوم پر نہین منوجی وغیرہ نے اوسکو مخصوص
ساتہہ برہمنون کے کر دیا **قولہ** پہر الفاظ نات بخیر منہا او مثلہا مدلل ہے کہ بدون بدل کے کوئی آیت منسوخ نہووے
انتہی یہہ شبہہ دوم مندرجہ تفسیر علامہ دہلی رحمہ اللہ کا اقتباس لالہ صاحب نے لکہا ہے مگر چونکہ اوسی تفسیر مین جواب
بہی اوسکا بصراحت لکہا ہوا ہے اور لالہ جی نے اوس جواب مین کچہہ رد و قدح نہین کی پس ظاہر ہوا کہ یہہ سب شغبہ لالہ جی کا
از قسم ہذیان سرائی ہے کہ لائق التفات کے نہین اور جو کچہہ اوپر تقریر کی ہے اوس سے یہہ شبہہ بحذافیرہ مندفع ہوا
جاتا ہے کچہہ ضرورت کسی اور بیان کی نہین ہے مگر ہم تمنا اب لالہ صاحب سے دریافت کرتے ہین کہ کونسا لفظ آیت
کا دلیل ہے کہ بدون بدل کوئی آیت منسوخ نہوتی ہے اور بدل سے مراد کیا ہے آیا بدل الفاظ یا کسی اور چیز کا بدل اور
ایجاب و سلب باہم متبادلان ہوسکتے ہین یا نہین لالہ جی تفسیر علامہ دہلی مین آپ نے یہہ مضمون دیکہکر اونکے الفاظ کا
ترجمہ تو کر دیا مگر بالیقین کہتا ہون کہ آپ اوسکے مضمون کو خاک بہی نہین سمجہے اگر کچہہ سمجہے ہین تو استفسارات مذکورہ
کے جواب لکہئے اور یہہ بہی فرمائیے کہ کونسا لفظ آیت کا آپکے دعوی پر دلیل ہے اور مہربانی فرما کر اتنا اور بہی رقم
کیجئے کہ یہان جو آپ لفظ مدلل لائے ہین اسم فاعل ہے یا اسم مفعول اور کس باب سے ہے اور اوس باب مین ثلاثی کو جب
لاتے ہین تو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور تدلیل یعنی دلالت صحیح ہے یا نہین زری ان امور کا بہی جواب لکہئے تاکہ آپ
کی جہالت ظاہر ہووے **قولہ** اگرچہ بعض علماء محمدیہ ناسخ و منسوخ مین ثبوت خیریت او مثلیت کے لئے کہتے ہین کہ حکم
ناسخ بہ نسبت منسوخ سہل ہوتا ہے نہ ثقیل لیکن دراصل مغالطہ دہی ہے انتہی یہہ شبہہ سوم مندرجہ تفسیر مذکور ہے لالہ صاحب
اسکو بہی نہین سمجہے بلکہ ترجمہ الفاظ تفسیر کا بہی اونسے نہو سکا مدعا تفسیر کا یہہ ہے کہ بعض اصولیین کے نزدیک شرط ہے کہ
حکم ناسخ حکم منسوخ سے زیادہ سہل ہووے نہ ثقیل کیونکہ در صورت ثقل مثلیت یا خیریت جو بموجب نص کے ضروری ہے مفقود
ہوگی یعنی اگر حکم منسوخ ایجابی ہے اور حکم ناسخ سلبی تو سلب بہ نسبت ایجاب کے ثقیل نہووے اور اگر بالعکس ہے تو ایجاب
بہ نسبت سلب کے ثقیل نہووے اور اگر حکم منسوخ کا کچہہ بدل قائم ہوا ہو تو وہ بدل مبدل منہ سے ثقیل ہووے لالہ صاحب از
راہ جہل مرکب کے یہہ سمجہے کہ یہہ دونو شبہے ایک ہی ہین حالانکہ یہہ شبہہ علیحدہ ہے اور نزدیک محققین اسکے مقبول نہین
اور جواب اوسکا اوسی تفسیر مین مرقوم ہے اس انداز تحریر اس شبہہ کا حیلہ سازی لالہ صاحب کی ہے **قولہ** اسیطرح
احکام صبر و شکیبائی و عفو و حلم آیات جدال و قتال کے ساتہہ منسوخ کئے انتہی بہتان طرازی لالہ صاحب کی ہے احکام
صبر و عفو اور حلم آیات قتال سے ہرگز منسوخ نہین ہین **قولہ** اب محمد صاحب کا یہہ دعوی کہ میرا ظہور آسانی کے لئے
ہے خود سطور گرانی کے خلاف واقع ٹہہرا انتہی لالہ جی پر واجب تہا کہ اس معنی مین جو حدیث اونکی نظر سے گذری
تہی اوسکو بلفظہ نقل کرتے بعد اسکے اوسپر جرح کرتے تاکہ دریافت ہوتا کہ مقصد حدیث کا کیا ہے اور جرح لالہ صاحب

اوسپر دارومدار ہوتی ہو یا نہیں اور بدون اسکو تجہہ ہو قول اونکا محمول اوپر خیانت پردازی کے ہو **قولہ** تفصیل اس مرحلہ کی آگے کیجاوے گی انتہی ہم بھی منتظر اندرین تفصیل اس مرحلہ کی فرماوینگے مرحلہ کو طی کرینگے آپکے کلام سے ظاہر ہوتا ہو کہ ابھی تک آپ مقام استفادہ انی سے براحل دور ہین **قولہ** سورۂ بقر کی آیت مسطورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آیات منسوخ التلاوۃ فراموش مطلق ہوجاتی ہین کیونکہ حاصل آیہ یہہ ہو کہ جس آیت کو ہم منسوخ فرماتے ہین یا ہم بہلا دیتے ہین انتہی بجد اکہ مصرعہ رسیلہ چہارم کتاب حامل جزء ثکس سلمہ اللہ تعالی کا لالہ صاحب اوپر طابق النعل بالنعل ہو خیانت پردازی لالہ صاحب کی یہان بہی ظاہر ہو خود آیت کو نقل کیا ہو آپ ہی ترجمہ اوسکا کیا ہو پر آپ اوس ترجمہ کو بدلتے ہین صفحہ ۵۷ پر ترجمہ اسطور پر لکہتے ہین کہ جس آیت کو نسخ کرتے ہین یا بہلا دیتے ہین تو بتا دیتے ہین اوس سے بہتر یا اوسکی برابر اسکا حاصل بیان فرماتے ہین کہ جس آیت کو ہم منسوخ فرماتے ہین یکقلم بہلا دیتے ہین حالانکہ دونون مضمون مین زمین و آسمان کا فرق ہو ظاہر الامر یہی ہے ازراہ جہل کے جملہ او ننسہا کو جزاء ما ننسخ من آیۃ کی سمجہا ہو اسی جہل مرکب کی بنا پر یا وہ سرائی کی ہو کہ حاصل آیت یہہ ہو مگر ازراہ حماقت کے یہہ نہ سمجہے کہ جزاء و شرط مین توسط حرف عطف کا کسی زبان مین درست نہین اور باایہمہ جہل مرکب کے ازراہ بوالہوسی کے یہہ قصد کیا کہ ترجمہ شبہہ چہارم مندرجہ تفسیر علامہ دہلی کا زمانہ ازراہ تجہیل انی کے معانی الفاظ تفسیر مذکور کے سمجہنے سے قاصر رہے اور ازراہ خیانت پردازی اور تجہیل انی کے برعکس مدعا ترجمہ کر دیا اور جواب اوسکا جو تفسیر مذکور مین مرقوم ہو غالب ہے کہ اوسکو سمجہے بھی ہونگے اون پر واجب تہا کہ اس شبہہ کے جواب مین رد و قدح کرتے ہرگاہ کہ جواب مین کچہہ رد و قدح نہین کی تو درحقیقت جواب کو تسلیم کر لیا پس مضمون سوال جو کچہہ لکہا ہو سب تضییع اوقات ہو **قولہ** خلاصۃ منہاج العابدین مین مرقوم الخ یہہ منجملہ اقسام حکومت طبعی کے ہو کہ غیر معتبر غیر مشہور کتاب کے حوالہ سے ایک مضمون لکہا ہو نہین معلوم کہ اوس کتاب مین بعینہ یہی عبارت ہو یا لالہ صاحب نے ازراہ خیانت پردازی یا تجہیل انی کے اوسکی عبارت کو بہی بدل ڈالا ہے کیونکہ یہہ الفاظ (جو آیت کہ نسخ کرتا ہو بہلا دیتا ہو) کسی روایت مین نہین ہو ظاہراً افترا پردازی الہامی کی ہو **قولہ** فی الجملہ آیت اور روایت سے ثابت ہوتا ہو کہ آیات منسوخ التلاوۃ صفحات خاطر سے بالکل محو ہوجاتی ہین اور کسی کو یاد نہین رہتین انتہی نہ آیت سے ثابت ہوتا ہو کہ آیات منسوخ التلاوۃ صفحات خاطر سے بالکل محو ہوجاتی ہین کسی روایت سے تو لالہ صاحب کا خیانت پردازی لالہ صاحب کی معنی آیت مین تو اوپر ظاہر ہو چکا اب الفاظ روایت بہی سنئے عن ابی

امامۃ بن سہل بن حنیف ان قوما من الصحابۃ رضی اللہ عنہم قاموا لیلۃ لیقرؤا سورۃ فلم یذکروا منہا الا بسم اللہ الرحمن الرحیم فغدوا الی النبی صلعم فاخبروہ فقال رسول اللہ صلعم تلک سورۃ رفعت بتلاوتہا وحکمہا ابی امامۃ بن سہل بن حنیف سے مروی ہو کہ ایک قوم صحابہ مین سے کہڑی ہوئی کہ ایک سورہ پڑہین پر نہ یاد آیا اونکو اوس سے کچہہ مگر بسم اللہ الرحمن الرحیم تب صبح کو او نہون نے آکر پیغمبر صلعم سے کہی تب پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ یہہ ایک سورہ تہی

کہ برات منسوخ تلاوت و احکام او ثنائی گئی انتہی دیکھیئے اس روایت مین یہہ کہان ہے کہ آیت منسوخۃ التلاوۃ بالکل لوح سے
محو ہو جاتی ہین علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر مین اس جگہ لکھا ہے کہ فراموش کنانیدن آن آیات بآن معنی نیست
کہ ہیچ خبر از لفظ معنی بخاطر کسی نماند بلکہ معنیش اینست کہ تمام منزل محفوظ نباشد و در بعضی از الفاظ یا ترتیب الفاظ اشتباہ
افتد و چون اشتباہ افتاد منزل بودن آن بالیقین ثابت نشد۲ ہرگاہ ولالہ صاحب جواب اس شبہہ کا تفسیر علامہ دہلی
مین دیکھ چکے ہین اور اوسمین رد و جرح نہین کرتے تو یہہ تقریرین اونکی لغو و لاطائل محض از قسم مشاغبہ کے ہین کہ اصلا
لائق التفات کے نہین **قولہ** قطع نظر ازین اگر آیات منسوخ التلاوۃ خیر محض ہین توکسواسطے اونکی تلاوت موقوف
ہوئی اور اگر شر محض ہین تو سابق مین کیونکر نازل کی گئین انتہی ہم اول آپکے طریقہ استدلال پر جو آپنے اس قطع نظر
مین جاری فرمایا ہے نظر کرتے ہین آپنے تقسیم اوپر دو قسمون کے کی ایک خیر محض دوسری شر محض حالانکہ تقسیم ان دو
قسمون مین منحصر نہین ہے بلکہ بعض قسم اور بھی محتمل ہے کہ ہمکو تصریح اوسکی ضرور نہین اگر آپکو عقل ہوگی تو سمجھہ لوگے
اور ہرگاہ کہ تقسیم آپکی درست اور محصور نہین تو تفریعات آپکی کہ منجملہ اقسام کے صرف دو قسمون پر ہے محض بے سود
اور از روی قواعد میزان کے اصلا لائق التفات کی نہین یہی طریقہ استدلال کا آپکا ہوتا اوسکو بعد اہل اسلام
کے مقابلہ مین کہ جنکی استدلال کے طرق مین حکماء روی زمین حیران رہ جاتی ہین آئی ہوتے وو گرہ ہندی لیکر
آپنے بحث دعوی تیاری ہونیکا کیا مفہومات مرزا و قضایا ئی اہضال مولوی آل حسن کی دیکھکر آپ بولنے
مین اونکی سمجھنے لگے کہ ہم بھی اسیطور پر استدلال پیش کرسکتے ہین ع انچہ مردم میکنند بوزینہ ہم ۔ آن کند کز مرد
بیند دیدہ ام ۔ علاوہ بران آپ سمجھتے ہین کہ شر محض کیا ہے اور وجود اوسکا پایا جاتا ہے یا نہین اگر پایا جاتا ہے
تو کچھہ سند اوسکی پیش کیجیئے اور اگر نہین پایا جاتا تو آپنے اوسکو ایک قسم کیون ٹھہرایا اگر لالہ صاحبنے دیباچہ
الکہ پر کاس شئ ہی دیکھا ہوتا تب بھی شر محض کو ایک قسم شئ موجود کی نہ گردانتے الغرض ہرگاہ کہ آپکی استدلال
سراسر ناقص اور ناتمام ہے تو اسیواسطے ہی اعتراض کا جو مبنی اوپر استدلال کے ہے جواب بھی لازم نہین مگر صرف
ایک ہی معارضہ مین لالہ جی کی حکمت ہندیہ کی ترکی تمام کرے دیتے ہین کہ بہاگوت کی بارہوین اسکندہ مین ہے
کہ آواز سے حروف پیدا ہوئی اور ان حروف سے برہما نے اپنی چارون منہ سے چارون بید بیان کیئے اور اپنے
بیٹون کو پڑہایا ہی ستیوگ کے قریب تک وہ چارون بدستور رہے پھر بیاس جی نے بخیال کم عمری اور کم علمی
آدمیون کے بیدون اور پرانون سے چار سنگتا کرین اور جدا جدا اون چارون کو چار شاگردون کو پڑہایا
الخ اب ہم لالہ جی سے استفسار کرتے ہین کہ بدستور رہنا بیدون کا جیسا کہ تریتا تک رہا خیر محض تہا یا شر محض تہا
اگر خیر محض تہا تو کیون اوسمین تصرف کرکے اونکی سنگتا بنائین اور اگر شر محض تہا تو پہلی کیون اوسطور پر نازل
ہوئی تہی لالہ صاحب اسکا جواب دین ہرچند کہ وہ اسطور سے بہیرہ تو لالہ جی کے بھی مذہب بیدون کی کافی ہے مگر ہرگاہ

۲ واز حد قرآن کہ منزل بالیقین است برآمد انتہی۔

تعصب کہا جاتا ہے کہ لالہ صاحب نے یہہ مضمون سوال دوم تفسیر علامہ دہلی سے تو انداختیا کر کے ایک ربط اور خبط تقریر سے
اوسکو ادا کیا ہے کوا جو ہنس کی چال چلا اپنی بھی چال بہولا خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ گر بر شناختن الفاظ قرآن را گر
خیر و منفع بود در ایجاب ثواب و ایصال بقرب و رضوان کدام سبب تو ان شد (بیت نشنید) اور جواب بھی اسکا تفسیر
مذکور مین مرقوم ہے اور ضابطہ کلیہ اوسکا اونہون نے ایک مقدمہ مین لکہا ہے لالہ صاحب اوس مقدمہ کا جواب کیطرف
اصلا متوجہ نہوے اور کچہہ رد و قدح اوسمین نہین کی پس اس سے واضح ہوا کہ اوس مقدمہ کو تسلیم کر لیا پس انکو
اب کچہہ محل اعتراض باقی نرہا علاوہ بران ہم کہتے ہین کہ خدای تعالی نے جسطور پر معانی کلام مین تاثیر بخشی ہے اسیطور
پر اپنے کلام کے الفاظ مرتبہ اور متناسقہ مین بھی تاثیر رکہی ہے اور ہر ترکیب اور ترتیب اور تناسق کی تاثیرین جدی
جدی ہین ہم یہہ دعوی نہین کرتے کہ ایسی تاثیرات کا ہر شخص کو علم ہو البتہ یہہ کہہ سکتے ہین کہ اب بھی کوئی کوئی صاحب
علم ایسا ہے کہ اوسکو تاثیرات کلمات کا علم ہے تاثیر کلمات کی امر فرضی یا ظنی نہین بلکہ از روی تجربہ کر کے ثبوت اوسکا
یقینی ہے اگر یہہ کہا جاوے کہ کیا بعید ہے کہ معانی کلمات مذکورہ مین وہ تاثیر ہو جو از روی تجربہ کے متحقق ہوئی ہے تو جواب
اوسکا یہہ ہے کہ اونہین معانی کو دوسرے لغات یا دوسرے کلمات مین بہ تبدیل ترکیب و تناسق جب استعمال کیا گیا تو موثر
نہین ہوئی پس ثابت ہوا کہ وہ تاثیر صرف الفاظ ترکیب و تناسق معہود مین ہے نہ صرف معانی مین پس جب یہہ بات
ثابت ہوئی تو ہم کہتے ہین کہ اون آیات منسوخۃ التلاوۃ کی کلمات مین کچہہ ایسی تاثیر تہی کہ نفاذ اوسکا از روی استعمال
اون کلمات کے علم الہی مین محدود ساتھہ نہایت معینہ کے تہا جب نہایت منتہی ہو گئی تو اون کلمات کو اوٹھا لیا گیا اب
رہی یہہ بات کہ کلمات آیات منسوخۃ التلاوۃ اوسی ترکیب اور تناسق کے ساتھہ ایک علی حالہا یاد اور محفوظ ہین یا
نہین سو جواب اوسکا تفسیر علامہ دہلی مین بہت صراحت کے ساتھہ مرقوم اور مبرہن ہے کہ علی حالہا اوسی ترکیب تناسق
سے جسپر کہ نازل ہوئی تہین محفوظ نہین ہین صرف مضامین اور کچہہ کلمات بعض بعض آیات منسوخۃ التلاوۃ کی یاد
رہگئی ہین فقط پس ظاہر ہوا کہ یہہ قول لالہ صاحب کا کہ آیت رجم ہنوز فراموش نہین ہوئی سراسر غلط ہے البتہ مضمون آیت
رجم کا اور بعض بعض کلمات اوسکی غیر مرتب یاد ہین نہ یہہ آیت مذکورہ جیسے کہ نازل ہوئی تہی بعینہا یاد ہے کیونکہ اسکے
اثبات کیواسطے نقل متواتر شرط ہے اور اوسکی نقل حد تواتر بلکہ حد شہرہ اصطلاحی کو بھی نہین پہونچی پس ہرگز
یہہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ کلمات جو بنام نہاد آیت رجم مروی ہین کلمات قرآن مین اور ایسی ہی اسی ترکیب تناسق
کے ساتھہ نازل ہوئی تہی پہر ہم مطابق تقریر لالہ صاحب کے اون سے استفسار کرتے ہین کہ اگر دوسرا ورق
خیر محض تہا تو کسواسطے بدلا گیا اور اگر شر محض تہا تو کیون پیدا کیا جو کچہہ لالہ صاحب جواب اسکا دین اوسیکو
ہمارا بھی جواب سمجہہ لین پہر ہمارا عبارت فصل سوم جہ درم مین ہے کہ وقتیکہ برہما از دل راکن پیدا شد حال
خیر خود بہار آورد و از روی بہ واسطہ جستہ اہ آموختہ بعد از ان گل خیر غائب شد چون دیگر بہار از چشم ارجمہ

متولد شد عمل خیر را از راہ آموخت باز عمل خیر غائب شد انتہی اب ہم بر بناے تقریر لالہ صاحب کہتے ہین کہ اعمال خیر اگر خیر محض تھی تو کسواسطے اوٹھالئی گئے اور اگر شر محض تھے تو کیون برہما اونکو بجا لایا **قولہ** قطع نظر ازین توریت اور انجیل وغیرہ منسوخ الحکم ہین یا منسوخ التلاوۃ والحکم انتہی لالہ صاحب پھر وہی مفہوم مردود جسپر وقعت نہین ہین از راہ جہل مرکب پیش لائے مفہوم مردود کے جز ثانی مین جز اول تردید کا داخل ہی اسلئے کہ جب منسوخ التلاوۃ والحکم ہوئین تو منسوخ الحکم بالضرورۃ ہوئین پس یہہ قضیہ منفصلہ لالہ صاحب کا محض بیمعنی ہی انفصال حقیقی ہی نہین کیونکہ دونون جزون کا جمع ضروری ہے اور ارتفاع جزئین کا بھی ممکن ہی یعنی یہہ تو ضروری ہی کہ جو چیز منسوخ التلاوہ والحکم ہو منسوخ الحکم بھی ہو اور یہہ ممکن ہے کہ منسوخ الحکم ہو نہ منسوخ الحکم والتلاوۃ ہو بلکہ صرف منسوخ التلاوۃ ہی ہو اور جب ارتفاع اور جمع جزئین کا صحیح ہو تو قضیہ مانعۃ الخلو بھی نہین اور مانعۃ الجمع بھی نہین اور فن میزان مین مبرہن ہو چکا ہے کہ انفصال منحصر انہین تین قسمون مین ہی پس ہرگاہ کہ انفصال تینون قسمون کا نہین تو سراسر جہالت لالہ صاحب اور ناواقفی اونکی علم مناظرہ اور میزان سے ہی اب لالہ صاحب فرماوین کہ اتنی ہی استعداد پر مستعد مباحثہ کے مسلمانون کے ساتھ ہوئے ہین ع ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ✽ ساعد سکین خود را رنجہ کرد - **قولہ** اہل اسلام پر واجب ہی کہ تلاوۃ توریت و انجیل سے محروم رہین یا تلاوت آیات منسوخہ سے بھی کنارہ کرین ورنہ ترجیح بلا مرجح کہین نہین گئی انتہی لالہ صاحب یہہ فرماوین کہ اونہون نے توریت اور انجیل جو جناب موسی اور عیسی علیہما السلام پر نازل ہوئی تہین کہین دیکھی بھی ہین یا کسی اہل کتاب سے سنا ہی کہ وہ کتابین جسطرح پر نازل ہوئی تہین بجر و فہا و کلاتہا کسیکے پاس ہین ہرگاہ کہ سب اہل کتاب یہود و نصاری اور اہل اسلام اسپر اقرار صریح رکھتے ہین کہ وہ کتابین جیسی کہ نازل ہوئی تہین بجر و فہا و کلاتہا پائی نہین جاتین اور یہہ کتابین جو اب یہود و نصاری کے پاس ہین اصل کتابین نہین بلکہ ترجمے اونکے ہین اور اسپر بھی متفق ہین کہ ترجمے بھی جیسے چاہئین ویسے صحیح نہین اور اہل اسلام متفق ہین اسپر کہ جو آیات منسوخۃ الحکم قرآن مین مرقوم ہین بحروفہا و کلاتہا وہی ہین جو نازل ہوئی تہین اور بنقل متواتر منقول ہوتی چلی آئی ہین پس آیات منسوخہ قرآن اور تراجم توریت و انجیل مین زمین و آسمان کا فرق ہے اس صورت مین یہہ قول لالہ صاحب کا کہ ترجیح بلا مرجح کہین نہین گئی سراسر حماقت اور جہالت اونکی ہی کہ وہ ابتک اصل کتاب اور تراجم مین کچھہ فرق نہین سمجھتے اب ہم لالہ صاحب سے یہہ دریافت کرتے ہین کہ لاکھون ہندو بڑے بڑے دہرم کرم والے علی الخصوص خود بدولت جناب لالہ اندرمن مجتہد دین ہنود کہ مطابق تصریح مندرجہ ابیات ملحقہ آخر اسی رسالہ مولفہ اونکی کے صاحب وحی و الہام بھی ہین گویا کہ ہم جنس سری برہما جی کے ہین کیا سبب ہے کہ تلاوت چہاون وید برار شلوک

بست بید وکی ہو علاوہ وانے چہار ہزار اشلوک ہیں یادہ ہون سب بیے محروم رہتے ہین تلاوت تو درکنار اونکو دیدار
سے بہرہ اندوز نہین چنانچہ تصدیق اس کلام کی الکہہ ماری نمانمستہ اکمہ ہم کا بتین کرتے ہین کہ اس بیان کو
کوئی مبالغہ نہ سمجھو بلکہ جسکو شبہہ ہو وہ چارون بید کو تمام ہندوستان مین تلاش کرے بیس برس سرے سے
تا مشرق او شمال سے تا جنوب تلاش مین رہے تو بہی سب جمع نکر سکیگا اور اونکا پڑہنیوالا اور پڑہانے اور سمجھنے
و سمجھانیوالا تو مثل پارس پتہر کے نایاب ہے انتہی لالہ صاحب ہمارے اس استفسار کا جواب دین بعد ازان یہی
جواب کو ہماری طرف سے بھی سمجھہ لین مخفی نرہے کہ کسی نبی کی خبر یہہ نہین ہے کہ توریت و انجیل وغیرہ منسوخ
التلاوۃ ہو گئین اسی سبب سے ہم اون کے منسوخ التلاوۃ ہونیکا دعوی نہین کرتے پس یہہ قول لالہ صاحب کا
کہ بر تقدیر شق ثانی لازم آتا ہے کہ توریت و انجیل بہی نسیا منسیا ہو جائین سراسر لغو ہے علاوہ بران ہرگاہ کہ
وہ کتابین اب پائی ہی نہین جاتین تو اون کے نسیا منسیا ہو جانے مین کیا شک ہے پس استدلال لالہ صاحب
کا اس شق پر بھی لچر اور پوچ ہے **قولہ** لکہ ملائکہ اونکی تلاوت کرتے ہین یہہ جماعۃ یہود و نصاری انتہی
یہان بحث جمالی سے مکلفین نوع انسان کی لالہ صاحب نے اشتقاق پر اعتبار حال ملکہ کا کیا یہہ اونکا جہل مرکب ہے کہ
بحث نوع انسان مین ملائکہ کا تذکرہ لائے الا ای حال جاہل ہمچنان وان آئی رفیق + کز رود جاہل ہمیشہ
در طریق + اور طرہ اوس جہالت پر یہہ کہ فرماتے ہین یہہ جماعۃ یہود و نصاری حالانکہ یہود و نصاری دونو
متفق ہین اسپر کہ اصل کتابون کا وجود مفقود ہے پس ہرگاہ کہ خود وہ دونو فریق فقدان وجود اصل کتب
پر معترف ہین مین حیران ہون کہ لالہ صاحب کیونکر فرماتے ہین کہ یہہ جماعۃ یہود و نصاری از راہ جہل مرکب کے
ہر مذہب مین اپنے تئین دانا سمجھتے ہین مگر جہل مرکب تو چھپا نہین رہتا لہذا جہالت انکی خود بخود عیان
ہو جاتی ہے پہر اونہون نے تلاوت ملائکہ کے استدلال معارج النبوت سے فرماتے ہین حالانکہ معارج النبوۃ اہل
اسلام مین کوئی مستند کتاب نہین ایک کتاب ہے تاریخ و سیر کی کہ اوسکی روسے احتجاج روا نہین **قولہ**
زبور کا نسخ ممکن ہی نہین کیونکہ سراسر حمد الہی ہے نہ اوامر و نواہی پس مسلمان اوسکی تلاوت سے
کسلئے انکار کرتے ہین انتہی پہر آپنے بہتان طرازی پر بال آئے ہم کب زبور کی تلاوت کا انکار کرتے ہین
مگر زبور کہان ہے اگر کوئی نسخہ لالہ صاحب کے پاس موجود ہووے تو ہمکو عنایت فرما دین اور جو قیمت چاہیں
چاہین ہمسے لیلین زیادہ تو نہین کہہ سکتا مگر پانچ ہزار روپیہ تو من باقت جناب مین لالہ جی کی بھیٹ دونگا
اور نہایت ممنون ہونگا ورنہ ایسی بہتان طرازی سے باز آوین پہر یہہ قول اونکا کہ زبور کا نسخ ہی ممکن
نہین الخ یہہ بھی ایک جہالت لالہ صاحب کی ہے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ لالہ صاحب نے زبور کے ترجمے بہی
نہین دیکھے کیونکہ چند زبور مین مناجات بہت ہین مگر ایسے مضامین بہی ہین جنسے احکام شرعیہ ثابت

ہوتے ہین مثلا قربانی کرنا حرمت سود کی جواز سرود و مزامیر و معازف اور یہہ سب امور ایسے ہین کہ تسخیر
انکا ممکن ہے لالہ صاحب ہر امر مین از راہ جہل مرکب دخل دیتے ہین مگر ہر جگہ جہالت اونکی بیباکہ چاہئے
ظاہر ہو جاتی ہے اسپر بھی عجیب صاحب حیا ہین کہ زرا نہین شرماتے سچ ہے کہ اگر حیا کو کام مین لاوین
تو بیشرا ہی ہنود کیونکر کہلاوین و سامانِ معاش کہانسے بہم پہنچاوین ؎ چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد۔ **قولہ** حقیقت تو یہہ ہی کہ محمد صاحب ان کتابون پر دل سے ایمان نہ لاتے
تھے صرف بتالیف یہود و نصاری کلام الہی بتاتے تھے انتہی لالہ جیو آپ کو شرم نہ آئی اس اوپر بستی پر فاضل
بت شکن نے کسقدر آپ کو ذلیل کیا ہی مگر اوسے حیا دار کہ زری بھی اثر نہوا حقیقت یہہ ہی کہ اگر شرم کو کام
مین لایا جاتا ہے تو روٹیون مین خلل آتا ہے پس چندین مشکل برای اکل آپ یہہ تو غور کرین کہ جو شخص برابر بد
اعمالی یہود کے سبب اونپر باعلان تمام لعنت کرے اور تکفیر نصاری کی مجمع عام مین فرما وے لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا
مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ لَقَدْ
كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ اور اتباع کو حکم خدا
اسطرح پر سنادے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ یعنی اونسے دوستی نکرو پس
اوسکی طرف گمان بھی تالیف یہود و نصاری کا ایسے امور مین عین جہالت و سفاہت اور انکار بداہت سے ہے
قولہ یہانتک ہمنے جسقدر آیتون مین اختلاف ثابت کیا ہی وہ مشتمل ہین اخبار پر انتہی یہہ بھی بہتان طرازی
اور بادہ بستی لالہ صاحب کی ہے لالہ صاحب نے عبث کاغذ سیاہ کیا ہے ایک اختلاف بھی اونسے ثابت
ہو سکا **قولہ** ورنہ قرآن مین نسخ اخبار بھی موجود ہے انتہی اگر مراد یہہ ہی کہ ایک خبر دی گئی پہر اوسکے
بعد اوسکو منسوخ کرکے اوسکے خلاف خبر دی گئی تو محض غلط ہے اور اگر مراد یہہ ہی کہ بعض اخبار تو منسوخ نہین
ہوئی بلکہ مفہوم خبر اور مصداق اوسکا علی حالہا رہا صرف تلاوۃ کلمات اخبار منسوخ ہوگئی تو اسمین کچھہ قباحت
نہین کیونکہ دلیل امتناع نسخ خبر جو قائم ہے وہ نسخ مصداق اور مفہوم خبر مین جاری ہی نہ نسخ تلاوت کلمات
خبر مین پس حکایت قرا بیر معونہ جو لالہ صاحب نے یہان نقل کی ہی مرگا وہ کہ وہ خود معترف ہی کہ یہہ نسخ
صرف نسخ تلاوۃ ہے اسلیے بر تقدیر تسلیم صحت روایت مذکورہ بھی کچہہ قباحت لازم نہین آتی **قولہ** تفسیر
جواہر التفسیر اور منہاج الصادقین مین لکہا ہے کہ یہہ آیت لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ
إِلَّا مَا سَعَىٰ منسوخ ہے انتہی یہہ لالہ صاحب کا افترا ہی یہہ آیتین محکم و ثابت ہین ہرگز منسوخ نہین یہہ بھی بادہ پیمائی
لالہ صاحب کی ہے اگر تمام عبارات تفسیرونکی لکہتے تو اونکی خیانت پردازی کا حال کہل جاتا مگر آپ جواب اسکا
دیجئے کہ ہشکند دہم بہاگوت اوہیای ۷ ۵ سے ثابت ہی کہ باپانسر سے یہہ دعاء کیا گیا تہا کہ ہر سہ عالم مین

تیری برابر کوئی زبردست اور تیری مقابلہ کا نہوگا اور تجھکو بحوف کیا گیا اور تجھیر بدنا تا یعنی خدا ہی تعالی
کو بھی بس نہ چلیگا پھر وہ وعدہ کیون منسوخ کیا گیا کرشن کے ہاتھون سے اوسکو خستہ اور مجروح اور
پرخوف کرایا گیا اور اوسکی بیٹی کو کرشن کا پوتا چھین کر لیگیا اور کچھ اوسکی پیش نہ گئی یہان تو نسخ
خبر بلکہ نسخ وعدہ ظاہر ہوا اسکا تو جواب دیجئے بلا وبران ہمنے اور بہت سی واقعہ کتب معتبرہ ہنود سے
نقل کئی ہین جنسے نسخ فی الاخبار وید مین ثابت ہو لالہ جی اونکو بھی ملاحظہ فرماوین **قولہ** پھر قرآن مین
ہے کہ دین کی بات نہین زور وجبر نکرو اور مجادلہ اور مقابلہ چھوڑ دو مثلا لکم دینکم ولی دین انتہی لالہ جی
اس آیت کے تو یہ معنی نہین کہ دین کی بات نہین جبر اور زور اور مقابلہ نکرو آپ تو نہایت بیوقوف
نکلے خدا جانے کہ آپکی قوت متفعلہ کہان جاتی رہی ہے یقین جانو کہ حمایت دین باطل اور عناد دین
حق کا یہ اثر ہے صم بکم عمی فہم لا یعقلون اب سنئے کہ مفسرین نے دین کی دو تفسیرین کی ہین اول تو
جزا و سزا یعنی جسکو تم پوجتے ہو ہم اوسکو نہین پوجتے اور جسکو ہم پوجتے ہین تم نہین پوجتے تمکو
تمہاری سزا ہے ہمکو ہماری جزا ہے دین کے معنی لغوی سزا و جزا بھی ہین اور اس معنی مین بہت مستعمل
ہے جیسے حماسیہ مین ہے ع ولم یبق سوی العدوان دناہم کما دانوا صحاح مین ہے الدین الجزاء
والمکافات یقال دانہ دینا ای جازاہ ویقال کما تدین تدان وقولہ تعالے ائنا لمدینون ای مجزیون
محاسبون ومنہ الدیان فی صفۃ اللہ تعالے انتہی دوسری تفسیر معنی دین معروف تفسیر اول پر تو کچھ
شائبہ توہم لالہ صاحب کا نہین ہے اور تفسیر ثانی پر بھی اصلا آیت دلالت نہین کرتی اوپر ترک جہاد اور
عدم تعرض کفر کے کیونکہ کوئی کلمہ آیت مین ایسا نہین جو ان معانی پر دلالت کرے مدلول آیت صرف
اسقدر ہے کہ جب تم معبود برحق کی عبادت نہین کرتے اور مین معبودات باطل کی عبادت نہین کرتا تو میرے
تمہارے دین مین کمال تباعد ہوا تمہارا دین تمہارے لئے ہے میرا دین میرے لئے ہے میرے تمہارے
دین اور تمہارے لئے میرا دین نہین بلکہ اس آیت مین صاف اشارہ ہوا اوپر جہاد کے کیونکہ جب ہمارے دین
مین حکم جہاد کا مشرکین پر ہے تو جب ہم اپنے دین پر قائم ہو گئے تو لازم آیا کہ مشرکین پر جہاد کرین پس
اس تفسیر پر بھی معنی آیہ کے یہ ہوئے کہ ہرگاہ تم باز نہین آتے او معبود برحق کی پرستش نہین کرتے اور
انکی پرستش کرتے ہو تو کچھ ہم بھی وہ کرینگے جو ہمارے دین مین ہے کہ تمسے جہاد و پیش آوینگے
علامہ دہلوی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ تحقیق آنست کہ این سورہ منسوخ نیست زیرا کہ مضمون این سورہ
بیان کمال تباعد دین کافران و دین مسلمانان است نہ عدم تعرض بلکہ در دین مسلمانان جہاد و قتال نیز
داخل است پس منسوخ بودن این بہ آیہ قتال وجہی ندارد تفسیر بیضاوی مین ہے فلیس فیہ اذن فی الکفر و

لا منع عن الجہاد لیکون منسوخا بآیۃ القتال انتہی **قولہ** سورۂ بقر مین ہے لا اکراہ فی الدین یعنی دین مین
جبر نہ چاہئے انتہی باوجودیکہ لالہ صاحب کو فاضل بت شکن نے خیانت پردازی پر بہت ذلیل کیا ہے
پہر بھی اونہون نے وہ شیوہ نہچھوڑا اور فرماوین کہ نجانے کس لفظ کے معنی ہین آیت کے معنی تو یہہ ہین
کہ اکراہ دین مین نہین مدعا یہہ ہے کہ اکراہ دین مین متصور نہین کیونکہ اکراہ اسکا نام ہے کہ کسی سے
بالجبر کوئی کام کرایا جاوے کہ جس سے وہ راضی نہو اور یہہ امر صرف افعال جوارح یعنی افعال اعضای
جسمانی مین تو البتہ متصور ہے اور چونکہ ایمان اعتقادی و دلی ہے اوسمین اکراہ کسی صورت پر متصور نہین
چنانچہ تفسیر مظہری مین یہہ مضمون بہت وضاحت کے ساتھہ مرقوم ہے یعنی لا یتصور الاکراہ فی ان
یؤمن احد اذ الاکراہ الزام الغیر فعلا لا یرضی بہ الفاعل وذا لا یتصور الا فی افعال الجوارح واما الایمان
وہو عقد القلب والقیاد فلا یوجد بالاکراہ انتہی صاحب کشاف نے تفسیر آیت کی اسطور پر کی ہے کہ خدا
تعالے اگر چاہتا تو سب آدمیون کو بسبیل قسر و اضطرار ایمان پر مجبور کرتا مگر معاملہ ایمان کا ایسا نہین کیا
چنانچہ وہ لکھتے ہین ای لم یجبر اللہ امر الایمان علی الاجبار والقسر لاکن علی التمکین والاختیار ونحوہ
قولہ تعالے ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلہم جمیعا ای لو شاء لقسرہم علی الایمان ولکنہ لم یفعل و
بنی الامر علی الاختیار انتہی اور جمہور مفسرین نے تصریح فرمائی ہے کہ یہہ آیت معارض آیات قتال کی نہین
کہ اوسکی منسوخی کا قائل ہونا واجب ہو اور واقعی بھی امر ہے کیونکہ اس آیت مین صرف بیان اسکا ہے کہ
ایمان مین اکراہ کا دخل نہین جو شخص کہ دل سے مؤمن نہو اوسکا ایمان نہین چنانچہ آگے اسکے اس مدعا پر
تصریح فرمائی گئی فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی یعنی جس شخص نے کہ مانا
طاغوت کو اور یقین کیا خدا پر تو اوسنے پکڑ لیا مضبوط رسی کو پس ظاہر ہوا کہ مدار ایمان کا کہ جس سے مضبوط
رسی ہاتہہ آتی ہے اوپر نہ ماننے بتون وغیرہ طاغوت اور یقین لانیکے خدای تعالے پر ہے اور یہہ بات
اکراہ سے حاصل نہین تو ایمان بھی اکراہ سے حاصل نہین اور یہہ امر معارض جہاد نہین کیونکہ جہاد اسلئے
نہین ہے کہ بظاہر لوگ مسلمان ہوجاوین بلکہ جہاد اسواسطے ہے کہ یا بطوع رغبت ولسے ایمان لاوین یا گرد فتنہ
وفساد صاف ہوجاوے چنانچہ فرمایا قاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ مقاتلہ کرو اون سے
تاکہ نرہے فتنہ اور ہووے دین سب خدا کا تفسیر مظہری مین اس مدعا کو بہت تصریح کے ساتھہ لکہا ہے
فان الامر بالقتال والجہاد لیس لاجل الاکراہ علی الدین بل لدفع الفساد من الارض فان الکفار یفسدون
فی الارض ویصدون عباد اللہ عن الہدی والعبادۃ فکان قتلہم کقتل الحیۃ والعقرب والکلب العقور
بل اہم من ذلک ومن ثم جعل اللہ غایۃ قتلہم اعطاء الجزیۃ حیث قال حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون

ولا جل ہذا نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن قتل الولدان والنساء والمشائخ والرہبان والعمیان والزمنی
الذین لایتصور منہم الفساد فی الارض انتہی یعنی حکم قتل وجہاد کا اسلئے نہیں کہ باکراہ دین میں داخل کیا جاوے
بلکہ واسطے دفع فساد کے زمین سے کہ کفار زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور باز رکہتے ہیں خدا کے بندون
کو ہدایت وعبادت سے پس اونکا قتل ایسا ہے جیسا قتل سانپ اور بچہوا ور کٹکہنے کتے کے ہی بلکہ اس سے بہی زیادہ
اور اسی سبب خدای تعالی نے جزیہ کے دینے کو انتہاء اونکی قتل کی مقرر کی ہی چنانچہ فرمایا ہی کہ قتال کرو
یہانتک کہ دیوین وہ جزیہ اپنے ہاتہہ سے درحالیکہ وہ ذلیل ہون اور اسیواسطے نہی کی ہے پیغمبر خدا صلعم
نے قتل لڑکون اور عورتون اور بوڑہون اور گوشہ نشینون اور اندہون اور مریضون فرمن سے
کیونکہ اونسے فساد متصور نہیں الغرض تصریحات مذکورۂ بالا سے واضح ہی کہ آیات مذکورہ منسوخ نہیں اور
بالفرض اگر یہہ بہی کہا جاوے کہ آیات قتال سے منسوخ ہوگئین تو بہی کیا قباحت ہے جبکہ نسخ احکام عقلاً اور
نقلاً ہر ملت مین ثابت ہی پس اگر یہہ آیتین منسوخ ہی قرار دیجاوین تو کچہہ محل اعتراض نہیں مگر لالہ صاحب نے
جو از راہ خیانت پردازی کے ان دو آیتون کو بحث نسخ اخبار مین لکہا ہے یہہ اونکی سفاہت ہی
یا غلطی کیونکہ ہر گاہ خود تسلیم کرتے ہین کہ یہہ آیات احکام مین ہین چنانچہ لکہتے ہین کہ قرآن مین بہت جگہ
ہے کہ دین کی بابت زور وجبر نکرو اور مقابلہ اور جہاد نہ کرو اور چہوڑ دو مثلاً لکم دینکم ولی دین اور لااکراہ
فی الدین انتہی پہر باینہمہ ان آیات کو بحث آیات اخبار مین لانا سراسر تناقض کلامی اور بیہودہ سرائی لالہ
صاحب کی ہی **قولہ** سورہ نساء مین ہے والصلح خیر انتہی کیا خوب واہ لالہ صاحب اسی فہم و فراست داخل
مرجعت پر از راہ جرات وکذب کے دعوی کرتے تہے کہ ہمنے سالہا سال قرآن کو دیکہا ہے اور ایک
ایک لفظ پر غور کامل کی ہے غور کیجیے کہ ہمنے آپکے اس لاف وکذب کے جواب مین جو ایک بیت لکہی
ہے کہ ع خر عیسی اگر بمکہ رود چون بیاید ہنوز خر باشد ۔ کیسی آپ پر منطبق ہوگئی آپنے اس آیت
کو منجملہ دلائل ترک مقاتلہ وجہاد کفار کے رقم فرمایا ہے حالانکہ یہہ آیہ معاملہ زن وشوی مین نازل ہوئی
ہے چنانچہ پوری آیت یہہ ہی وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِہَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَآ اَنْ
یُّصْلِحَا بَیْنَہُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَیْرٌ یعنی اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی طرف سے ناموافقت یا روگردانی
کا خوف کرے تو کچہہ قباحت نہیں کہ آپس مین کسی طور پر صلح کرلین اور یہہ صلح بہتر ہی لالہ صاحب فرماوین
کہ یہان مقاتلہ اور جہاد کفار کا کیا تذکرہ ہے جو اس آیت کو یہان لائے ہین یہہ امر خالی حیلہ سازی یا عداوت
نشانی لالہ صاحب سے نہین **قولہ** مخفی نہے کہ اہل اسلام قدیم سے قرآن کا نقصان چہپانیکے لئے ان آیتونکو
ناسخ اور پہلی آیتون کو منسوخ جانتے ہین انتہی یہہ بہی داخل حیلہ سازی خصلت چہارم معترض لعنت اللہ

کے سب سے پہلے کوئی نقصان ثابت کیا ہوتا جب اس قسم کی گفتگو درمیان میں لائے ہوتے آگے اس سے آیات
عفو و حلم میں لالہ جی بحث کرتے ہیں اور از راہ بیدانی یہہ سمجھتے ہیں کہ عفو و حلم منافی جہاد کے ہو مگر یہہ
کمال درجہ کی حماقت ہے جو لوگ کہ روش بد اختیار کریں اور راہ راست سے برگشتہ ہوں انکی استیصال کو
منافی عفو و حلم سمجھنا ایسی حماقت ہے کہ اس سے زیادہ کوئی حماقت متصور نہیں ہو سکتی دیکھو کرشن گیتا
چوتھی ادھیای لکھا ہے کہ جب اخلاق حمیدہ کم ہو جاتی ہیں اور شر و فساد زیادہ ہو جاتا ہے تو عنایت الٰہی
کو ایک صورت پیدا ہوتی ہے وہ میں ہوں واسطے دینے نیکوں اور استیصال بدوں اور قائم کرنے
بنیاد عدل کے اور اکھاڑنے دیوار ظلم کے پیدا ہوا ہوں انتہی جابال اپنکھد اتھربن بید میں ہے
کہ چھتری کا کام ہے شمشیر باندھنا اور انکو واجب ہے کہ جو دشمن گیان کا ہو اوسی سنگھیہ ہو کر جادہ کرے اور سچی
اور حق کو ہاتھ سے نہ دے اس حالت میں جو رنج یعنی زخم اوٹھاوے یا جان سے جاوے سبب نجات کا ہے
کہ اصلی معنی سنیاس کے اپنی نفس سے جہاد اور جنگ کرنے ہیں پس جتنی نفس پروری کی کوئی قوم کا
ہو سنیاسی نہیں اور جتنی نفس کشی کی کسی قوم کا ہو سنیاسی ہے انتہی مہابھارت پرب ۱۲ فصل راج
دہرم میں ہے کہ راجہ کنگی راجہ نیکو شکل در گرفت راجہ سبب آن پرسید گفت کہ اگرچہ در ملک خود
عدل میکنی لیکن ترتیب تو سلطنت سلطان دیگر ست در ملک او زنا و عصیان بسیار میشود اورا
چرا باز نمی داری اگر باز نیاید باوی جنگ کنی و او را بکشی و ملک از وی بگیری تا در مردم گمراہی
نہ ہو انتہی ان سب مضامین سے وجوب جہاد کا ثابت ہوا پس اگر یہہ احکام عفو و حلم کے منافی ہیں تو
وہی واہیات اعتراض لالہ صاحب کے جو انہوں نے قرآن پر کئے ہیں بید اور پورانوں اور کرشن
گیتا پر بھی وارد ہوئے اور چونکہ وہ اعتراضات پیش کردہ خود لالہ صاحب کے ہیں انکو تسلیم اعتراض
سے کوئی چارہ نہیں ہے ۞ شد غلامی کہ آب جو آرد ۔ آب جو آمد و غلام ببرد ۔ اس مقام پر ہمکو خطاب
دو امر کا مناسب معلوم ہوتا ہے اول یہہ کہ جہاد اہل اسلام کی ملت میں واجب ہے اور وہ جنگ دشمنان
سے جو واسطے دفع فساد اور فتنہ کفار اور رہ زنان راہ خدا کی ہے نہ واسطے طمع ملک و مال اور لینے مال
غنیمت کے بلکہ یہانتک شرط ہے کہ نیت اپنی نام آوری اور اظہار شجاعت کی بھی ہو اور ریا اور سمعہ
تو باعث عقاب کا ہو نہ ثواب کا پس جو فضیلت اور علو مرتبت جابال اپنکھد میں مصرح ہے اوسکی
مصداق صرف اہل اسلام میں نہ ہم کیش لالہ صاحب کے کہ غایت جبن اور تن پروری کے سبب جان کا
خوف کرکے حقیقت جہاد سے کہ ثبوت اوسکا خود اونہیں کی کتب معتبر سے واضح ہے منکر ہوئے ہیں
اور چونکہ فضیلت مرتبہ سنیاسی کی بموجب تصریحات بید کے عموماً تمام مخلوقات پر ہے یہانتک کہ بید میں

متقامات متعدد وپر اوسکو بشیوا اور رہبر دیوتون کا قرار دیا ہی اور مصداق ایوم تبہ کے اہل اسلام ٹہرے
تو خود ہنود کے بید سی فضیلت اہل اسلام کی اوپر تمام انس وجن ودیوتون وغیرہ کے ثابت ہوگئی والفضل ما
شہدت بہ الاعدا اور وہ جو چین لینا ملک اور سلطنت کا ایسی بدفعلیون سے کہ جنکی تسلط اور قبضہ اسی راہ حق
مین خلل اور فساد پڑتی ہو محمول اوپر طمع اور نفس پروری کی کرنا سراسر جہالت اور خلاف مراد مضامین مہابہارت
مرقومہ سابق کے ہی اب ہم ایک امر اور بھی بیان کرتے ہین جس سے حمق لالہ صاحب کا واضح ہو اور وہ یہہ ہی کہ
پادری نہنبیڈر نے اپنی رسالہ مین جہاد فی سبیل اللہ کو منافی عفو وحلم قرار دیکر بہت اعتراض اہل اسلام پر کہولا ہی
اگرچہ جیسے وہ پادری اور نادانیان اونکی ہین یہہ بھی ایک نادانی تھی پہر بھی بسبب اسکی کہ جناب مسیح علیہ السلام کو
جہاد دینے سے مرقت وہ اسکو تعلیم وتلقین بہت موسی علیہ السلام کی مبعوث ہوئی تھی اگر پادری صاحب نے عفو وحلم کو منافی جہاد قرار
دیا تو کچہہ تعجب نہین لالہ صاحب کو دیکہنا چاہئی کہ باوجودیکہ اونکی بید وشاستر وپرانون سے وجوب جہاد کا
جیسا کہ چاہئی ثابت ہی اونہون نے بھی پادری صاحب کی دیکہا دیکہی یہہ اعتراض پیش کرکے ناحق اپنی بید وشاستر
اور پورانون کا خون اپنی گردن پر لیا اونکی وہ مثل ہوئی ہے ؏ شنیدم کہ اذ رعیان ذمین کشان گذشتہ
گوشت ناک باہم برباد رفتہ باشند ۔ پہر بڑی تعجب کی بات ہی کہ سری کرشن جیو نے درمیان کورون پانڈون
کے محاربہ عظیم کراکر اکو ہی لشکر فریقین کا قتل کرایا اور پہر مہیب جنگ کراکر ہزارہا آدمیون اور دیگر جاندارون کا
خون بہوایا یہہ امور تو منافی عفو وحلم نہ ٹہری جہاد جو واسطی اعلاء کلمۃ اللہ اور رفع فساد مفسدین کے مشروع
ہوا وہ منافی عفو وحلم کے قرار پایا نہایت کج فہمی اور اندہی سمجھہ لالہ جی کی ہی کہ اسباب مین یاوہ گوئی
ذاتی مین ہے ؏ گر بود حق زہندوستان نمونہ ؛ کہ باشد کار ہند و والذ گونہ **قولہ** اگر کلام منسوخہ بہتر سے
کس واسطی منسوخ کیا اور اگر بہتر نہین تو سابق کسلئی رواج دیا انتہی لالہ صاحب نے بہت سمجہ بچار کرکے یہہ ایک
دلیل عقلی اوپر امتناع نسخ کے پیدا کی حالانکہ یہہ بیعقلی اونکی ہی کیونکہ اسکی معارضہ مین ہم ہزار دلیل ایسی پیش
کر سکتے ہین کہ جنکی لحاظ سی بطلان اس دلیل کا واضح ہو مثلا اگر ست جگ بہتر ہی کس واسطی بدلا گیا اور اگر بہتر نہین
تو کسلئے رواج دیا علم وحکمت کا اگر اوٹھہ جانا بہتر تہا تو کیون پہر بہانے اوسکو چاند سی سیکہہ کر رواج دیا اور
اگر بہتر تہا تو کیون اوٹہہ گیا کہانتک نظائر اسکی لکہون ایک ذری سی بات پر قصہ مختصر کرتا ہون کہ وجہہ اس
قسم کی تغیر وتبدیل کی لالہ صاحب اپنی والدین سی استفسار فرما دین کہ اگر عزوبت لالہ صاحب کی بہتر تہی تو کیون تبدیل
یا ازدواج کی گئی اور اگر بہتر نہین تہی تو روز ولادت ہی کیون نہین ازدواج کیا گیا اتنے دنون تک عزوبت
کو کیون جائز رکہا اگر وہ عذر اختلاف ازمنہ اور اوقات کا پیش کرین تو یا اوسکو منظور فرما دین یا پہر اس
قسم کا اعتراض زبان پر نہ لاوین کیونکہ جب بنظر مصلحت فرد خاص کے لحاظ تبدیل حالات کی تبدیل احکام کی

ضرورت ہوتی ہو تو بنظر مصلحت عامہ کے جو حکیم حقیقی کیطرف سے کچھ تغییر و تبدیل ظہور مین آوے تو اوسپر اعتراض
کرنا سخت حماقت ہے اگر یہہ چند پیش کرین کہ حکم بید کا اسیطرح ہے تو یہہ اعتراض خود بید پر ہی وارد ہوا کہ
اگر عورت بہتر ہو تو کیون اوسکو مبدل کیا اور بہتر نہین تو کیون آخر روز دن تک جاری رکھا **قولہ** بر تقدیر نسخ
لازم آتا ہو کہ اول اونتعالی تکمیل مشیت کے لئے ایک کلام نازل کرتا ہے جبکہ اوس سے مطلب نہین بر آتا تو چار ناچار اوسکو
منسوخ کر دوسرا کلام نازل کرتا ہے انتہی لالہ صاحب کو لازم تہا کہ اس تلازمہ پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی پیش کرتے
کیونکہ نسخ سے ہرگز یہہ لازم نہین آتا کہ بسبب عدم حصول مدعا کے حکم سابق کو منسوخ کیا گیا جب ہم یہہ کہتے ہین کہ
نسخ بیان ہے مدت حکم کا یعنی بنظر مصلحت عامہ روز نسخ تک حکم منسوخ مقتضای حکمت و مصلحت تہا اور روز نسخ
سے حکم ناسخ قرین مصلحت ہے پس جس لزوم کا دعوی لالہ صاحب نے کیا ہے سراسر غلط اور باطل ہے بلکہ صاف ظاہر
ہے کہ جو مدعا حکم منسوخ سے تہا حاصل ہو چکا البتہ وہ نسخ جو کتب ہنود سے ثابت ہے اوسپر یہہ اعتراض وارد ہوتا ہے
اور اوسی پر یہہ لزوم صادق آتا ہے مثلاً ایسر یہہ اپنکمد رکہہ بید مین ہے کہ سب دیوتا بہوک اور پیاس سے عاجز
تہے اسلئے آتما سے کہا کہ ہمارے کہانے اور پینے کو جگہہ مقرر کرو تاکہ ہم کہاوین اور پیوین پہر گاے کی صورت پیدا
ہوئی کہ اوس سے کہاؤ اور پیو کا نفع پیدا ہوا پہر گہوڑا پیدا ہوا اور آتما نے کہا انمین حلول کر کے کہاؤ
اور پیو دیوتاؤن نے کہا کہ اگرچہ گاے سے کہانے اور پینے کے بہت فائدے ہین اور گہوڑے سے سواری
کے مگر یہہ واسطے انسان کے یعنی ہمارے لائق نہین ہمارے واسطے اور کچھہ تجویز کرو تب صورت انسان کی پیدا ہوئی
اور دیوتاؤن نے اوسکو پسند کیا اور کہا کہ یہہ اچھی جگہہ ہے انتہی دیکہو پہلے ایک چیز پیدا کی جب دیوتاؤن
کے بیان سے ظاہر ہوا کہ مشیت اس پیدایش سے کمال کو نہین پہنچتی تب بجای اوسکے اور مخلوق پیدا
کی زمانِ سابق مین شراب برہمنون کے واسطے حلال تہی واقعہ کنیج کے بعد جب نشہ کے سبب سے رنج
پہونچا تو اوسوقت اوسکا قبح ظاہر ہوا چنانچہ اوس روز سے برہمنون پر حرام ہوئی مباشرت اجنبیہ عورت
کے ساتہہ عموماً بید مین ممنوعات سے ہے بعد چندے جب اوس حرمت مین از راہ خام خیالی کے نقصان اولاد کا
تصور کیا گیا تو اجازت نیوک کی دی گئی یعنی وہ حکم حرمت کا علی حالہ قائم نہ رہا بلکہ بعض نوبت منسوخ ہو کر
حکم مباشرت کا زن اجنبیہ کے ساتہہ نافذ ہوا پہر جب اوسمین شیوع زناکاری اور بیغیرتی کا نظر آیا تو اسکو
منسوخ کیا گیا ایک عرصہ ایسا تہا کہ عورت غیر شوہر کے ساتہہ ہمصحبت ہونے مین بہی پت برتا یعنی عفیفہ
کہلاتی تہی جب اس حکم مین بہت فتنہ و فساد ظاہر ہوا تو منسوخ کیا گیا اور اب ایسی عورت زناکار اور
فاجرہ کہلاتی ہے چنانچہ تصریح اسکی جوک بشست مین موجود ہے ایک عرصہ مین کل مال غیر منقولہ متروکہ پدر
بڑے بیٹے کو ملتا تہا اور چہوٹے اوس سے محروم رہتے تہے جب اسپر اور ملت والون نے طعن کیا اور قباحت

ویکی تحقیق ہوئی تو اب علم اوسکی منسوخی کا صادر ہوا اور بسبب فنا کرا اس قسم کی کتاب سوط الجبار مین مفصل لکھا
مین قوله اگر کوئی کہے کہ لوگ روز بروز علم و دانائی مین ترقی و تنزل کرتے ہین اسلئے او تعالیٰ ہر زمانہ کے لئے
خاص احکام صدور فرماتا ہے انتہی مہمل کلمات لالہ صاحب زبان پر لائے روز بروز ترقی و تنزل کرنا مہمل کلام
ہے بجائی آدر اگر بولتے تو گنجایش تہی ایسی ہی خاص احکام صدور فرماتا ہے غلط ترکیب ہے یہہ مقام
استعمال اسم فاعل کا ہے مصدر کا نہین آمدم بر مدعا کہ نسخ اہل اسلام کی اصطلاح مین بیان ہے شارع کی جانب
سے مدت حکم منسوخہ کا اور موجبات نسخ کثیر ہین اونکا حصر نہین ہوسکتا کبھی تشدید منظور ہوتی ہے کبھی
تخفیف کبھی اور کچھہ غرض ہوتی ہے چنانچہ چند امر کا بیان ضمن جوابات اعتراضات لالہ صاحب مین آئیگا
آویگا پس لالہ صاحب نے جو موجبات نسخ کو محصور اختلاف اوضاع اور احوال مین او اختلاف اوضاع و
احوال کو محصور ترقی یا تنزل عقل مین سمجہا ہے غلط فہمی ہے مناکحت باہم بنی اعمام کی بموجب شریعت بیدکے
زمان سابق مین جائز تھی چنانچہ قصہ مناکحت بنات دچہہ کا کتب ہنود کے ساتھہ شاہد اس امر کا ہے بعد چندے
وہ منسوخ ہوگیا یہہ نسخ مبنی اوپر ترقی یا تنزل عقلی تہا قبل از زمان عشرت نشان مہاراجہ سری کرشن جی چندر کے
شراب کا پینا حرام جناب سری کرشن جی کے عہد مین جلسہ مئی نوشی منعقد ہوا تہا اور دہرم اوتار یعنی راجہ
جدہشٹر اور خود مہاراجہ سری کرشن جی چندر شریک جلسہ ہوتی تھی اور شراب پیتی تہی پس حکم حرمت مئی کا
جو اونکی عہد مین عموماً یا خصوصاً منسوخ ہوا تو یہہ نسخ کچھہ مبنی بر ترقی عقل یا جہل کے نتہا عہد جناب سری کرشن
چندر تک مناکحت ساتھہ دختر ماموں اور پہوپہی کے جائز تہی لالہ صاحب اوسکو اپنے عہد مین منسوخ فرماتے ہین
یہہ نسخ مبنی بر ترقی عقل نہین شاید کہ مبنی بر ترقی جہل مرکب ہو ایک عورت کا نکاح پانچ مردون کے ساتھہ
سے ممنوع تہا بید بیاس جی نے بحق پانڈون کے اوسکے جواز کا فتوی دیا اور مہاراجہ سری کرشن جی نے انکے
اور اقوال اور رضا اور سخط اونکا عین رضا و سخط خدائی متعال ہے اوس سے راضی ہے پس یہہ جواز کہ ناسخ
حرمت سابقہ کا بحق اون پانچون کی ہی مبنی اوپر ترقی عقل یا جہل کے نتہا مجامعت عورت غیر منکوحہ سے
بید مین اشد حرام ہے عمل نیوک کہ مجامعت ساتھہ زن اجنبیہ کے ہے بعد اوس حرمت کی جائز ٹہرایا گیا اور دور
کلجگ مین حکم جواز منسوخ کیا گیا تو یہہ نسخ مقرر مبنی بر ترقی عقل یا جہل نہین ہوسکتا ہے اور بہت نظائر ہین
کہ بنظر تطویل اونکا لکہنا ضرور نہ سمجہا گیا قوله جواب یہہ ہے کہ اوامر و نواہی الہی کا مطلوب و مقصود سمجہنے
کے لئی البتہ عقل سلیم اور فکر رسا درکار ہے اور عمل کرنیکے لئی عزم جزم چاہئے انتہی لالہ صاحب جو تقلید بعض
قسیسون کے فرماتے ہین بلکہ بعینہ تقریر اونکی تحریر مین لاتے ہین کہ اوامر و نواہی الخ سراسر مہمل کلام ہے
وہ خود ہی غور کرین کہ میان فہم اور مقصود اور عزم عمل کی کیا بحث ہے کیا لالہ صاحب کے زعم مین یہہ ہے کہ

عقل مین جو فتور آگیا تو اس سبب سے کہ آیات کے معانی کے فہم مین قصور واقع ہوا اس جہت سے ضرورت نسخ کی واقع ہوئی اگر لالہ صاحب ایسا سمجھے ہین تو اونکی فہم کا قصور ہے البتہ یہہ امر مقتضائی تاویلات قسیسان اور لالہ صاحب کا ہی مثلاً توریت مین حکم درباب وجوب ختنہ کے ہے اور اوس حکم کو ابدی قرار دیا گیا ہی علمار مسیحیہ نے صرف بموجب فرمانے پولس کے اوس حکم کو متروک کیا اور یہہ توجیہہ پیش کی کہ ختنہ سے مراد عمل معروف نہین بلکہ دل کے ختنہ مقصود ہین اسیطور پر ہنود کے مذہب مین قربانی گھوڑی کی اسمید جگ مین واجب ہی لالہ صاحب نے ذبح کرنا گھوڑی کا حرام قرار دیکر توجیہہ اسکی اسطرح پر کی ہی کہ مراد اوس سے قربانی نجز جسم کی ہی غرضکہ حاصل توجیہات ان دونو فرقون کا یہہ ہی کہ پس از صدہا سال کے جو عقل کامل حاصل ہوئی تو دریافت ہوا کہ جو امر کہ ذہنو نمین پہلے سے مرکز تہا اور معمول اصاغر واکابر تہا یعنی عمل معروف ختنہ اور قربانی گھوڑی کا وہ مبنی بر جہل و بیعقلی جمیع اصاغر واکابر کے تہا درحقیقت مقصود شارع کا وہ تہا بلکہ مراد یہہ تہی جو آپ صاحبان عقل کامل پر بسبب حصول عقل کامل کے منکشف ہوئی لیکن اگر تہوڑا سا تامل بہی کیا جاوے اور انصاف کو ہاتہ سے نہ دیا جاوے تو صاف ظاہر ہوجاوے کہ یہہ امر محض توہم پرستی اور سخن سازی ہے اپنی طبیعت سے ایک مضمون خلاف نص شارع کے گڑہکر اوسکو بیان مدعای شارع کا قرار دینا ہی کہ ہرگز لائق قبول کے نہین اور درحقیقت منسوخ کردینا ہی ایک حکم شرعی کا اپنی طبیعت اور اجتہاد سے کچہہ شک اسمین نہین کہ جناب موسی عم کے عہد سے زمان عیسی عم تک سب انبیار اور علمار سے مراد ختنان کی وہی عمل معروف سمجہا اور اوسی بموجب عمل کیا اور امت کو مامور فرمایا اور ظاہر ہی کہ معنی اور مراد وحی کی نبی موحی الیہ سے کوئی شخص کیسا ہی علم مین ترقی پایا ہوا ہو وہ زیادہ نہین سمجہتا پس پولس صاحب کو علم نے ایسی کیا ترقی پکڑی کہ جناب موسی عم سے بہی علم مین فائق ہو کر بر سر تخطیہ اور تجہیل موسی اور عیسی اور جملہ انبیار علیہم السلام کے ہوئے اور معانی توریت کو اونسے زیادہ تر سمجہے العیاذ باللہ من ذالک علی ہذا القیاس جبکہ مارنا گہوڑیکا حقیقۃً اسمید جگ مین بموجب ظاہر عبارت بید کے سری برہما جیو سے مہاراجہ سری کرشن جی تک معمول رہا اور اس عرصہ مین جسقدر راجہ نامدار اور اوتار گذرے سبکا عمل اوسی پر رہا مہاراجہ رامچندر کے عہد مین بہی اوسیطور پر عمل کیا گیا سری کرشن جیو نے بہی راجہ جدہشتر سے ایسا ہی فعل کرایا پس ایسا کون سمجہہ وال صاحب کمال پیدا ہوا جسنے ایسے ایسے بڑے اوتارون رشیو نکا تخطیہ اور تجہیل کرکے بید کے معنے یہہ قرار دئے کہ مراد گہوڑی سے جسم جگ کرنیوالے کا ہی علاوہ بر آن چونکہ سلسلۂ ترقی علم وعقل کا ابتک منتہی نہین کیا بعید ہے کہ کوئی اور بڑا عاقل وعالم ایسا پیدا ہووے کہ ازراہ و فور دانش وعلم کے اس بیان کو بہی غلط ٹہہراکر اور کسی طور پر بیان معانی الفاظ بید کا کرے یا پہلے ہی معمولات کو برحق اور

مراد شارع قرار دی اور ہرگاہ کہ معانی ظاہر الفاظ کا کچھ اعتبار نرہا اور تشریحات طبزاد عقلا پیدا ہوا تو
یہہ مجموعہ بید کا بیدلی ثمر ٹھہرا اور ہر شخص مختار رہا کہ اپنی تئین حسب عقل ظاہر کرکے اپنی طبیعت کے موافق شرح کرے
اور چونکہ ایک زمانہ مین متعدد عقلا موجود ہوتے ہین اور ظاہر ہے کہ افکار سب عقلا کی اکثر متفق نہین ہوتین
پس یہہ بھی محتمل ہے کہ وہ عاقل مختلف طور پر شرح بید کی کرین اور چونکہ ظاہر معانی الفاظ کا کچھہ اعتبار نہین
پس بسبب تعارض تشریحات کے سب تشریحات ساقط الاعتبار ہوجاوین خلاصہ ان سب تقریرات کا یہہ
ہے کہ اکثر احکام یہود اور عیسائیون اور ہنود مین ایسے پائے جاتے ہین کہ پہلی احکام کے برخلاف ہین پس
یا نسخ کا قائل ہونا واجب ہے یا یہہ سمجھنا چاہئے کہ حکم حال بیشرح ہے حکم سابق کی علمای یہود اور لالہ اندرمن نے
نسخ سے تو گریز کی مگر قائل تشریح کے ہوئے یہان وہ مثل صادق آئی کہ ہرب من المطر و وقفت تحت المیزاب
علاوہ ان سب امور کے یہہ عذر اکثر مقام مین پیش نجاویگا مثلاً مسئلہ نیوگ وحل و حرمت خمر اور نکاح
بنی الاعمام اور اور چند مسائل مذکورہ بالا مین اصلاً گنجایش اس عذر کی نہین ایسیطرح میراث کا بابین
اور اور سابق مین شاستر کا یہہ حکم تہا کہ بڑا بیٹا کل مال غیر منقولہ کا مالک ہوتا ہے مگر وہ حکم مطابق فتوی ایک بڑے
پنڈت شاستر کے کہ بروقت رجوع مقدمہ طالع اور سنگہ مدعی بنام بہگوان سنگہ مدعا علیہ کے جسمین مدعی
نے اوپر بناے حکم سابق کے دعوی کل مال غیر منقولہ متروکہ پدری کا کیا تہا اس دور کلجگ مین منسوخ قرار پایا
اور پنڈت صاحب موصوف نے صاف یہہ رقم فرمایا کہ وہ حکم سابق کا منسوخ ہوگیا دیکھو اصول دہرم شاستر
جلد اول صفحہ ۲۳ اور صدر عدالت کی رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۰۳ اور چونکہ یہان اصلاً گنجایش عذر
تشریح کی نہین اور بڑے نامی پنڈت قائل نسخ کے ہوئے ہین پس کوئی چارہ اس سے نہین کہ جواز نسخ
کو تسلیم کیا جاوے اور ظاہر ہے کہ جیسی برن لالہ اندرمن کچھہ وقعت بید و شاستر سے نہین رکہتے اور اون کا
قول بمقابلہ ایسے پنڈتون کے اصلاً قابل اعتبار کے نہین پس مخالفت لالہ اندرمن صاحب کی ایسے نامی گرامی
پنڈت سے درباب جواز نسخ کے معمول اوپر جہالت اور سفاہت کے ہے کتاب سوط الجبار مین بہت اقوال اکابر
ہنود کے کتب معتبرہ ہنود سے منقول ہین کہ جس سے ثابت ہے کہ مسئلہ جواز نسخ کا ہنود مین متفق علیہ ہے
اور کوئی شخص اکابر ہنود سے عدم جواز نسخ کی طرف نہین گیا لالہ صاحب نے بھی باوجود اسقدر یاوہ سرائی
کے کسی عالم کا قول جس سے انکار نسخ کا ثابت ہو نقل نہین کیا پس مجرد انکار لالہ صاحب کا جواز نسخ
سے کہ محض تقلید یعنی پادریون کے ہے ہرگز لائق قبول کے نہین **قوله** درصورتیکہ احکام خدا فہم دنیا سے
برتر ہو وین تو ان کی تشریح واجب ہے نہ تبدیل و تغیر العقسہ کمی و بیشی عقل انسانی پر نسخ کلام اللہ متغیر نہین
ہوسکتا انتہی ایک واہی تقریر ہے ہمارا دعوی یہہ نہین ہے کہ تغیر احوال مصدر کی کمی و بیشی فہم مین اور نہ ہم

پهر کهتے هین که بسبب عدم رسائی فهم کے نسخ لازم آتا هی یهه تو ایک توهم پرستی لاله صاحب کی هی همارا بیان
تو یهه هی که نسخ احکام حسب اقتضای حکمة کامله کے جو علم محیط مین منسوخ کی میعاد مقرر تهی جب وه میعاد گذر گئی
تو تکمیل حکم کی هوگئی چنانچه ائمه اصول نے بتصریح اسطرح بیان فرمایا هی لما کان الشارع عالما بان الحکم الاول
موقت الی وقت کذا کان الدلیل الثانی بیانا محضا لمدة الحکم فی حقه ولما کان الحکم الاول مطلقا کان البقاء
فیه اصلا عندنا لجهلنا عن مدته فالثانی یکون تبدیلا بالنسبة الی علمنا کالقتل بیان للاجل فی حقه تعالے
لان المقتول میت باجله وفی حقنا تبدیل انتهی یعنی هرگاه که شارع تعالی عالم تها اسپر که حکم اول ایک وقت
تک موقت هی تو حکم ثانی باعتبار شارع کے بیان هی مدت حکم اول کا اور چونکه وه حکم مطلق تها یعنی نه اوسمین
توقیت تهی نه نفی توقیت تهی نه دلیل استمرار کی قائم تهی تو بظاهر حال بقاء حکم باعتبار هماری علم کے اصل تها
بسبب هماری جهل کے مدة حکم سے پس یهه حکم ثانی باعتبار هماری علم کے تبدیل هی جسطرح که قتل کرنا کسی شخص کا
کسی دوسری شخص کو باعتبار علم خدای تعالی کے بیان هی اجل کا اسلئے که مقتول اپنی اجل مقدری سے
مرا هی مگر باعتبار هماری حالات کی یهه قتل تبدیل کرنا ایک شخص کا هی دوسرے شخص کی زندگی کو موت کے ساتهه فقط
رهی یهه بات که موجب نسخ کیا هی تو یهه هم اوپر بیان کرچکے هین که موجبات نسخ محصور نهین کهین تشدید
سے کهین تخفیف هی کهین تبدل اوضاع اور کیفیات اور احوال سے کهین سوا انکے اور امور هین اور مجرد
هر ایک احوال اور کیفیات اور اوضاع کا تبدل بهی موجب نسخ نهین بلکه موجب نسخ صرف وه تبدل هی که جو سبب
اوسکے قیام کے حکمة کامله مقتضی نسخ کی هو **قوله** ایا وقت انبیا هی مین لوگون کی عقل ترقی اور تنزل کرتی تهی
اور محمد صلعم کے زمانه سے آجتک آدمیون کی عقل یکسان هی انتهی یهه بهی ایک توهم پرستی لاله صاحب کی هی
آپ هی موجب نسخ کو منحصر اوپر تنزل یا ترقی عقل کے کیا اور پهر آپ هی اوسپر اعتراض فرمانے لگے معنی نسخ
که جب میعاد شریعت سابقه کی جو علم محیط مین تهی گذر جاتی هین اور حکمة کامله مقتضی تجدید شریعت کی هوتی هی
تو اوسوقت ایک نبی صاحب شریعت مبعوث هوتا هی پس علم الهی مین جو جو احکام شریعت سابقه کے موقت
هوتی هین بوساطت رسالت اوس نبی کے بتدریج اپنی اوقات مقدره پر موقوف [illegible] هین اور بجای
اونکی اور احکام جاری فرمائے جاتے هین اور چونکه یهه شریعت مجدده هی نئی جاری هوتی هی اور سالکان اوس
مسلک کی ابتدا مین بهت کم هوتی هین اور یکایک اوس مسلک کا سلوک بسبب اجنبیت مسلک کے سالکین
حق مین دشوار هوتا هی بلکه احتمال بهتک جانیکا پیدا هوتا هی اور بعض وجوه پیدا هوتی هین که جنکا حصر دشوار هے
اس سبب سے خداوند حکیم بعض بعض احکام ایسے جاری فرماتا هی که اوسکے علم مین جو بیان مدة تکمیل شریعت کے
مناسب هوتے هین اور ایک وقت مناسب تک اونکو جاری رکهتا هی جب وه وقت هوچکتا هی اونکی جگه دوسرا

حکم نافذ فرماتا ہی جب وہ شریعت حسب مراد جاری ہو جاتی ہی پس اب نسخ کا اوس مدت تک جو علم الہی میں مقدر ہو بند ہو جاتا ہی مثال اسکی یہہ ہی کہ کوئی صاحب عقل یا ہر علم ریاضی ایک ملک سی دوسری ملک تک بحری یا بری سڑک تیار کری تو بیشک و شبہ درمیان میں اوس سڑک کے کچھہ ایسی بہی مواقع ہونگی کہ سردست انکی نسبت سے کہ مین چلنی والون کو بہت خوف و خطر ہوگا اور چونکہ وہ راہ جدید نکلا ہی اور چلنی والی اوسکی بہت کم ہین اور باوجود اسکی بعض بعض مقامات خطرہ کے بہی ہین یا کوئی اور جہت ہی کہ بسبب اوسکی لغزش اور خوف کا احتمال قوی ہی پس تا تکمیل اور صفائی ایسی ایسی مقامات کی ضرور رہتا ہی کہ سالکین کو اون مقامات سے بچا کر اور طرف کو چلایا جاوی جب وہ شارع عام ہو گیا اور سالکین اوسپر کثرت چلنی لگی اور مقامات پر خطر ہموار اور مرحلہ تیار ہو گئی اور تاریک مقامات کو روشن کر دیا گیا یا اور جو کوئی جہت مانع تہی وہ مرتفع ہو گئی تو پہر اوس سی اور کسی طرف پہرنے کی ضرورت نرہی اور جب تک وہ شارع عام صاف رہا تب تک دوسری راہ پر چلنا مین گمراہی قرار پایا غرض کہ سڑک کے بنانیوالے کے عہد مین تا تکمیل و تیاری سڑک کے تو البتہ ایسا ہو سکتا ہی کہ بعض بعض مقامات سی راہ کی تغیر و تبدیل واقع ہو مگر جب وہ سڑک کمال کو پہونچ گئی اور کچھہ خوف و خطر کسی مقام پر نرہا تو پہر کچھہ تغیر و تبدیل راہ کی ضرورت نرہی ہان پہر ایک مدت مدید کے بعد بسبب حوادث خارجیہ کے پہیر و نیا راہ کا کسی مقام سی دوسری طرف کو ضرور ہو تو لازم ہی کہ پہر ویسا ہی صاحب عقل و ریاضی اوس نشیب و فراز راہ سی بخوبی واقف ہو اصلاح اوسکی کری اسیطرح حال ہی شرائع حقہ کا کہ ایک مدت مدید تک عہد موسی علیہ السلام سی تا زمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم شریعت موسوی جیساکہ علم محیط مین پہلے سی تہا قائم رہی جب بسبب حدوث حوادث و انقلابات زمانہ کے کہ وقوع اونکا علم الہی مین مقدر تہا تجدید شریعت کی ضرور ہوئی تو شریعت محمدیہ بجای اوسکی قائم ہوئی اور عہد خاتم شریعت جدیدہ مین ابتدا مین تا تکمیل شریعت کے بعض بعض احکام ایسی جاری ہوئی کہ صاحب شریعت یعنی خداوند تعالی کو علم تہا کہ وہ احکام موقت تہی جب شریعت مقصودہ اپنی وقت مناسب پر کمل ہو گئی تو اب وہ شریعت ابدی ہو گئی اور حکم نافذ ہوا کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ پس استبعاد لالہ صاحب کا اس باب مین کہ ایاوقت انبیا مین الخ سراسر جہل اونکا ہی اور محض توہم پرستی اونکی ہے **قولہ** دگر نہ تا ابد قرآن مین تنسیخ و تبدیل ہوتی رہتی انتہی ایک جہالت اونکی قابل اظہار کے ہی کہ بجای نسخ اونہون نے لفظ تنسیخ رقم فرمایا ہی اب تک اونکو یہہ بہی نہین معلوم کہ نسخ اونکی باب سے متعدی اور معنی تنسیخ کے کیا ہوئی یقال نسخت الشمس الظل نسخا و لا یقال نسخت الشمس الظل تنسیخا ہم تعداد بوجوہ انہار جہالت لالہ جی کا کرتے ہین اوس سی مقصود ہمارا کچھہ اہانت اونکی نہین مدعا صرف یہہ ہی کہ اونہون نے جو از راہ خود نمائی کے دعوی غلط مہارت علوم ادبیہ کا کیا ہی اوسکی بطلان کو مدلل کیا جاوی امام بعد

ہو اوپر بیان کیا ہو کہ باب نسخ کا بعد نزول آیہ کریمہ اکملت لکم دینکم الآیہ کے بند ہوگیا کیونکہ شریعت محمدیہ تکمیل کو پہنچ گئی اور تا قیامت جاری رہیگی تو یہہ قول لالہ جی کا کہ اگر محمد صاحب کچھ مدت زندگی پاتے الخ محض توہم پرستی سے ہے **قولہ** ہر کیف رات دن حضرت دینی اصلاح و تصحیح میں رہتے تھے کسی آیت میں کمی و بیشی الفاظ کرتے تھے چنانچہ آیت وجوب کابین میں الفاظ الی اجل مسمی حوالہ کر کے حذف کئے گئے واقدی اور کاتبی نے لکھا ہو کہ یہہ آیت اول بطرح تھی فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی فاتوہن اجورہن فریضۃ یعنی جس مال کے عوض تم وقت معین تک عورتوں سے تمتع پایا دو اونکو اجرت مقررہ اونکی انتہی یہہ محض بہتان طرازی اور خیانت پردازی لالہ صاحب کی ہو ہرگز آیت میں الی اجل مسمی نہ تہا نہ ہو اور لالہ صاحب نے نہ کتاب واقدی اور کاتبی کا حوالہ دیا نہ اونکی عبارت نقل کی نہ یہہ معلوم ہوا کہ یہہ کون قصہ ہے اور کاتبی میں یہہ قول لالہ صاحب کا محض بہتان طرازی اور خیانت پردازی ہو علاوہ اوسکے جب وہ بحوالہ منہاج الصادقین کے لکہتے ہیں کہ ابن عباس تمام عمر آیت کو اوسی طور پر تلاوت کرتے تھے تو اس سے ظاہر ہوتا ہو کہ عہد جناب رسالت مآب صلعم میں یہہ آیت اوسی طور پر تہی حالانکہ دعوی لالہ صاحب کا یہہ ہو کہ جناب رسالت مآب نے ان کلمات کو نکالڈالا عجیب حال ہو منشی ہند کا کہ کسی معاملہ میں تقریب اونکی تمام نہیں ہوتی ہمیشہ دلیل دعوے کے خلاف لاتے ہیں یہی وجہہ ہو کہ حسب تصریحات فاضل سید بت شکن کے مصداق بادہ پرستی کے ہوئے ہیں **قولہ** منہاج الصادقین میں ہو کہ ابن عباس تمام عمر آیت کو اسطرح تلاوت کرتے تہے انتہی یہہ روایت ثابت نہیں سند اسکی متصل نہیں اور منہاج الصادقین کوئی معتبر کتاب نہیں **قولہ** اور بعضی آیتیں بحیثیت عدم فصاحت و بلاغت کے آیات فصیح و بلیغ سے تبدیل فرماتے تہے چنانچہ ذات الدین عند اللہ الحنفیۃ السمحۃ لا الیہودیۃ و لا النصرانیۃ کو محو کر کے اسکی جگہہ آل عمران میں یہہ آیت بنائی ان الدین عند اللہ الاسلام انتہی لالہ صاحب کسقدر جہل مرکب میں گرفتار ہیں نہ معنی عبارت سمجھتے ہیں نہ صحت لفظی کا خیال ہو اسجگہہ یہہ الفاظ ذات الدین جو رقم فرمایا ہو معلوم نہیں کہ ان الفاظ کے کیا معنی سمجھے ہیں علی ہذا القیاس ولا النصرانیۃ محض کلمات بے معنی تحریر کئے ہیں ظاہرا کسی کتاب میں کچھہ عبارت غلط دیکھہ پائی ہو از راہ بوالہوسی مانند کاتبان بے عقل کے اوسکو نقل کر دیا ہو نہ یہہ سمجھے کہ اس عبارت کے کیا معنی ہیں نہ یہہ سمجھے کہ یہہ عبارت جو نقل کرتے ہیں صحیح ہے یا غلط اور ہرگاہ کہ وہ اس عبارت کے کچھہ معنی سمجھے ہی نہیں تھے پہر اس عبارت کو جو غیر فصیح اور غیر بلیغ قرار دیتے ہیں یہہ اونکی حماقت بالای حماقت ہو کہ بغیر سوچے سمجھے محض از راہ توہم پرستی کے بجھو بانند بڑ ہانک دی **قولہ** ظاہر ہو کہ بہ نسبت آیت اول آیت دوم فصیح و بلیغ ہے انتہی جب لالہ صاحب عبارت کے معنی ہی نہیں سمجھے اور جو کلمات نقل کئے ہیں وہ محض بے معنی ہیں پس حیرت ہے کہ اوسکو غیر فصیح اور غیر بلیغ کیونکر قرار دیا اب ہم تشریح اسکی مناسب جانتے ہیں تاکہ الزام توہم پرستی

اور بادہ پرستی اور عبارت مثالی اور تمہید الٰہی کا جو اوپر فاضل بت شکن نے نقل کیا ہی عیاناً ظاہر ہو جاوی
دیکھیو لالہ صاحب نے لکھا ہی ذات الذین عند الله الحنفیة السمحة لا لليهودية ولا النصرانية اسکی معنی یہہ ہوئے
ذات اون لوگون کی جو الله کے نزدیک ہین حنفیہ سمحیہ ہی نہ واسطے کسی عورت یہودیہ کے اور جو نہین تو واسطے
کسی عورت نصرانیہ کے یا یہہ معنی ہین کہ ذات اون لوگونکی جو الله کے نزدیک ہین حنفیہ سمحیہ ہی نہ واسطے ملت یہود
کے اور جو نہین تو واسطے ملت نصرانیہ کے لالہ صاحب فرماوین کہ اونہون نے ان دو معنون مین سے کونسی معنی اس
عبارت کی سمجھے ہین اور دونو معنون پر کیا کیا مواخذہ ہوا اور اگر کچھ بھی نہین سمجھے تو دعوی طول بے فضل علیہ ہونے اس
عبارت کا صاف بادہ پرستی ہی العیاذ بالله من ذلک ؏ آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند ٭ در جہل مرکب
ابد الدہر بماند ٭ حق یہہ ہی کہ ہمارے لالہ صاحب مطلق معانی سے واقف نہین ہین بسبب استدلالات اونکی محض
بیہودہ اور بیجا ہین وتسمیہ فاضل بت شکن کے ہین کہ ہر استدلالات سے اونکی بیوقوفی اونکا ظاہر ہی **قوله** کذافی
فتح العزیز انتہی اصلا اس سطر کی عبارت فتح العزیز مین نہین تفسیر مذکور جو سنہ [illegible]ھ مین مطبع حمید الدین حاجی
ولی محمد مین چہپی ہی البتہ کلمہ ذات بجای ایک اور کلمہ کے سہو کاتب سے لکہا گیا ہی لالہ صاحب نے مانند کاتب ان
بیوقوف کی بعینہ اوس غلطی کو نقل کر کر بسبب جہالت کے چند غلطیان اور اوسپر زیادہ فرمائین اور یہ کلام
مفصل اس باب مین پیشتر گذر چکا ہی **قوله** یہان سے بالقطع معلوم ہوتا ہی کہ قرآن صنعت محمدی ہی ورنہ کہان ممکن
ہے کہ الله تعالی سے کلام غیر فصیح صادر ہو الخ انتہی یہان سے بادہ پرستی لالہ صاحب کی قطعاً ثابت ہی کیونکہ خود ہم
کی تقریر سابق سے واضح ہی کہ دونو عبارتون مین نسبت فصیح اور افصح کی ہی یہان عبارت اولی کو برخلاف تقریر
سابق کے غیر فصیح بیان فرماتے ہین واقعی یہہ ہی کہ جو شخص فصیح اور افصح اور غیر فصیح مین تمیز نہین کر سکتا اور
یہہ بھی نہین جانتا فصاحت کیا ہی بلاغت کسکو کہتے ہین ہمیشہ ایسے ایسے تناقضات کلامی مین مبتلا رہتا ہے
اور کلام اس کی کتیا کی طرح طمع خام مین دم اوٹھائے حیران و سرگردان پھرتا ہی معذرت بخدمت لالہ اندرمن صاحب
آپ یہان بی ادبی سے پیش آئے ہین اسلئے ہمنے بھی ایک دو کلمہ ادب آموز زجراً لکھے ہین برا نماننا **قوله** کیونکہ
مسلمانونکے دین مین عقل کو مطلقاً دخل نہین انتہی محض غلط اور بہتان طرازی لالہ صاحب کی ہی ہمارا دین ایک
مجموعہ عقل ہی برخلاف اور ادیان کے ہم کسی ایسی امر کے قائل نہین جو محالات عقلیہ سے ہو برخلاف ہنود کے
کہ خود لالہ صاحب تحفۃ الاسلام مین اوتارون کے باب مین اسکی قائل ہوئے ہین اور عذر مین لزوم محال عقلی کی
صفحہ ۱۰۹ پر فرماتے ہین کہ آن علاقہ را از جملہ علائق برتر قیاس باید کرد کہ ماہیتش برتر است از اسرار الٰہی است
و نکات ناپیدا ہی کہ عقل ہادران کوتاہی الخ اور جن مسائل اسلامیہ کو لالہ صاحب نے از راہ توہم پرستی کے
خلاف عقل بیان کیا ہی ہمنے اونکو دلائل عقلیہ سے ثابت کر دیا ہی سو ط لکہا گیا ملاحظہ فرماوین مثلاً معجزہ شق قمر کو

معراج نبی آخر الزمان کو لالہ صاحب نے محالات عقلیہ سے قرار دیا ہے اگرچہ وہ اوسکے استحالہ پر کوئی برہان عقلی
قائم نہین کر سکے تو بہی ہمنے اونکو دلائل عقلیہ اور دلائل الزامیہ سے ایسا ثابت کر دیا کہ لالہ صاحب کو یا اور کسی
بیدین کو اوسمین مجال گفتگو کی نرہی اسی مسئلہ نسخ کو دیکہہ لیجئے کہ ہمنے اوسکو عقلا اور نقلا ایسا ثابت کر دیا ہے کہ کسی
نصرانی یا یہودی یا ہندو یا دہری کو اوسمین گنجایش چون وچرا کی نہین رہی ہان از راہ تعصب وقاحت جو
چاہین زبان پر لاوین جیسا کہ لالہ صاحب فرماتے ہین کہ نسخ آیات پر جسقدر اعتراضات کہ وارد ہوتے ہین اہل
اسلام کی کیا طاقت ہے کہ کسی عہدہ جواب سے برآوین انتہی درحقیقت یہہ خندہ ندامت ہے ورنہ ہنود کا کیا مونہہ
ہے کہ نسخ کے باب مین ہمپر لب اعتراض کہولین کیونکہ قطع نظر دلائل عقلیہ اور مشاہدہ لیل ونہار کے نسخ
احکام ہنود مین بہی ایسا مسلم الثبوت ہے کہ کوئی ہندو جو کچہہ بہی اپنے مت اور شاستر سے واقفیت رکہتا ہوگا
ہرگز انکار اوسکا نکریگا اور جہلا کا مثل لالہ صاحب کے کچہہ اعتبار نہین **قولہ** اگر کوئی کہے کہ خدای تعالی کے تئین نسخ
کلام معیوب نہین کہ ہر چیز پر قادر ہے انتہی یہہ بہی توہم پرستی لالہ صاحب کی ہے مقولہ اہل اسلام کا ہرگز یہہ نہین
ہے کہ نسخ محض قدرت آزمائی جناب باری عز اسمہ کی ہے بلکہ ہم بہت تصریح کے ساتہہ بتکرار اظہار کر چکے ہین
کہ نسخ ہماری اصطلاح مین بیان ہے مدت حکم کا یعنی علم باری تعالی مین ایک حکم ایک مدت معین تک مقتضای حکمۃ
کاملہ تہا جب وہ مدت گذر گئی تو دوسرا حکم جو مقتضای حکمۃ ہے صادر فرمایا اگرچہ میعاد حکم سابق کی بسبب نقصان ہمارے
علم کے ہمکو معلوم نہتی لیکن اوس حکیم علیم نے جب دوسرا حکم اوس حکم کے بعد بہیجا تو اوسکی حکم متاخر سے
یہہ بات متحقق ہوئی کہ وہ حکم پہلا موقت تہا مگر بڑی حیرت کی بات ہے کہ لالہ صاحب ابتک اسکو نہین سمجہے یا دیدہ
دانستہ ابتک اوس سے اغماض کرتے چلے جاتے ہین **قولہ** شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ کے باب
پنجم مین لکہا ہے کہ کسی امر دینیہ مین عقل کو حاکم نہ گردانے انتہی لالہ صاحب آپ اس بحث کو کیا سمجہہ سکتے
ہین یہہ مباحثہ باہم اہل اسلام کے ایک مباحثہ علمیہ ہے اگر ہم مفصل اوسکو بیان کرین تو یقینی امر ہے کہ آپ
اوسکو اصلا نہ سمجہین گے آپ تو کیا روی زمین کے ہنود بہی اوسکی فہم سے قاصر ہونگے کیونکہ مباحث علمیہ
اونکی اذہان سے برتر ہین اور آپ کی نافہمی کی دلیل ظاہر یہی ہے کہ آپ حکم عقل کو بہی جو اس مباحثہ مین
واقع ہے نہین سمجہے کہ اوس سے کیا مراد ہے پس آپنے محض از راہ بوالہوسی کے اس بحث کا یہان ذکر
کیا ہے یہہ مباحثہ ہے متعلق حسن وقبح امور کا کہ کتب اصول مین مفصلا مرقوم ہے اور حسن وقبح کو علماء
اصول نے تین قسم پر منقسم کیا ہے ان الحسن والقبح یطلقان علی ثلثۃ معان الاول کون الشیء ملائما
للطبع ومنافرا لہ والثانی کونہ صفۃ کمال وکونہ صفۃ نقصان والثالث کون الشیء متعلق المدح عاجلا والثواب
آجلا وکونہ متعلق الذم عاجلا والعقاب آجلا انتہی پس اول کی دونو قسمونکی حسن وقبح باتفاق اہل اسلام

عقل کی روسے ثابت ہوتے ہین تیسری قسم مین البتہ باہم اختلاف ہی سو قسم ثالث کے اختلاف کو مسئلہ نسخ
سے اصلا کچھ علاقہ نہین مگر چونکہ لالہ صاحب علوم عقلیہ سے بی بہرہ محض ہین جہان کہین کوئی لفظ اپنے
زعم مین بظاہر مفید اپنے دیکھپاتے ہین بغیر سوچے سمجھے اوس سے استدلال کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہین
گو کہ درحقیقت وہ اون کے خلاف مدعا ہی ہوے مانند احول شد بدان طرح کس * کو ہمی پنداشت خود
راست کس * از خود او سرمست گشتہ بے شراب * ذرہ خود را بدیدہ آفتاب * لالہ جیو ہماری مباحثات
عقلیہ تو اتباع فلاطون اور ارسطو لونا سنے ہوئے ہین جہلائی ہند کی تو کیا حقیقت ہی کہ مباحثہ عقلیہ
مین ہمارے سامنے بڑین **قولہ** نسخ جناب باری مین بدا ثابت کرتا ہی اتنی یہہ ہی بادہ مستی لالہ صاحب
کی ہے کیونکہ بدا ہو بمطابق بیان لالہ صاحب کے ظاہر ہونا ایسی شی کا ہی کہ پہلے سے معلوم تہی
حالانکہ نسخ اصطلاحی سراسر برخلاف اسکے ہے کہ نسخ واقع ہونا ایک شی کا ایسی وقت مین ہے کہ پہلے
سے اوسکی وقوع کا اسوقت مین علم تہا پس کجا بدا اور کجا نسخ اگر لالہ صاحب دونو مین از راہ جہل
کے تمیز نکر سکین تو قصور اونکی عقل کا ہے **قولہ** محمد صاحب نے فرمایا ہے کہ لیلۃ المعراج مین پچاس نمازین
فرض ہوئین پہر جب موسی عم نے اون سے کہا کہ بنی اسرائیل کو آزما چکا ہون تمہاری امت طاقت
اسقدر نہین رکہتی تم درخواست تخفیف کی کرو چنانچہ چند مرتبہ کی درخواست سے بجای پچاس کے پانچ نمازین
رہین (اسپر لالہ صاحب مدعی اس امر کے ہین کہ) او تعالی امت محمد کے ضعف سے بیخبر تہا جبتک کہ اوسکو
موسیٰ نے محمد کی معرفت آگاہی نہ بخشی پس جسقدر آگاہ ہوتا گیا اوسیقدر تخفیف کرتا گیا اتنی یہہ ہی نادانی
لالہ صاحب کی ہی کہ جس چیز کا دعوی کرتے ہین اوسکو ثابت نہین کر سکتے اہل انصاف کی جناب مین یہہ
التماس ہی کہ اگر کوئی شخص یہہ دریافت کرے کہ مین ایک ایسی امر کا مامور ہوا ہون کہ اوسکی امتثال مین مجہپر
سختی گذری گی جناب باری عز اسمہ مین دعا و زاری واسطے تخفیف کے کرو اور اوسکی دعا مستجاب ہو کر
اوسکو تخفیف دیجاوے تو آیا یہہ تخفیف اسپر محمول ہو سکتی ہی کہ جناب باری تعالی اوسکی حال سے غافل تہا
یہہ تو نہایت احمقانہ سمجہہ ہے کہ ایسی معاملہ کو اوپر جہل خدا ہی لقاء کے محمول کیا جاوے کرشن جی نے جو بزعم لالہ
صاحب خدا ہین بہیکم پتامہ سے وعدہ کیا تہا کہ مین ہتہیار نہ اوٹہاؤنگا پہر جب کارزار سخت پڑی تو اونہون
نے اپنا چکر اوٹہایا اور وعدہ کو توڑ دیا چنانچہ یہہ قصہ مفصل مہابہارت مین مرقوم ہے یہہ امر البتہ دلیل
بدا ہے کہ اونکو اسکا علم نہ تہا کہ لڑائی ایسی سخت پڑیگی اور وعدہ کو منسوخ کرنا پڑیگا اسیطرح قصہ
ساوتری کا مہابہارت مین مرقوم ہے کہ جب اوسکے شوہر کی جان قبض کی گئی تو وہ جمراج کے پیچہے
ہو لی اور بہت عاجزی کی مگر جم کو یہہ ناگوار ہوا کہ ہرگز جان اوسکی واپس نہوگی اور کچہہ طلب کر تو وہ دیگا

اوسنے بعد بہت قیل وقال کے سو بیٹے مانگے اور درخواست اوسکی درباب عطائی چند فرزند کے مقبول
ہوئی جب اوسنے یہہ دیکہا کہ یہہ دعا قبول ہوئی تو اوسنے التماس کیا کہ مین بعد اس شوہر کے دوسرا شوہر ہرگز
نکرونگی اسی شوہر سے سو فرزند عنایت ہون تب وہ حکم عدم واپسی روح کا منسوخ ہوکر جان اوسکی شوہر
کی بخشی گئی بلکہ عنایت مزید یہہ ہوئی کہ چار سو برس کی حیات اوسکو عطا ہوئی اور چونکہ جناب جمراج نائب
خدا اور احکام اونکی مثل قبض ارواح اور عطائی اولاد اور جان بخشی کے سب نیابتہً احکام خدائی
ہین چنانچہ خود لالہ اندرمن شروع باب دوم تحفۃ الاسلام مین اوسکو تسلیم فرماتے ہین پس یہہ معاملہ البتہ
دلیل قطعی اوپر جواز بدا کے ہے علی ہذا القیاس بہت حکایات ہین کہ اونسے بدا ملت ہنود مین ثابت ہے
پہر ہم بید سے کئی مقام پر ثابت کرچکے ہین کہ جب دیوتا بہوک وپیاس سے مضطرب ہوئے تو اونکی واسطے
گائے اور گہوڑا پیدا کیا انہون نے کہا کہ یہہ ہمارے لائق نہین ہمارے لئے کچہہ اور پیدا کرو تو انسان
پیدا ہوا اب لالہ جی جواب اسکا دین کہ مطابق اونکی تقریر کے لازم آیا کہ خدای تعالی کو جبتک دیوتون
نے خبر ندی تب تک وہ بیخبر تہا کہ گہوڑا اور گائے اونکی لائق نہین بہاگوت کے اسکند مین ہے کہ
نارائن نے ایکہزار اپسرا پیدا کرکے کام اور بسنت سے کہا کہ اونکو اندرلوک مین لیجاؤ اونہون
نے کہا کہ اونکو دیکہکر دیوتا آپس مین کٹ مرین گے تب یہہ حکم ہوا کہ اچہا ان سب مین جو حسن مین کم ہو
اوسکو لیجاؤ تو اوربسی کو جو سب مین کم تہی لیگئے انتہی مختصراً مطابق تقریر لالہ صاحب کے ثابت ہوا کہ
پہلے خدای ہنود اوس سے آگاہ تہا کہ ان عورتون کو دیکہکر دیوتا فریفتہ ہوجاوین گے اور آپس مین
لڑ بہڑ کر مر جاوین گے جب اوروں نے اوسکو آگاہ کیا تب آگاہ ہوا اور حکم لیجانے کل کا منسوخ
فرماکر صرف اوربسی ایک کم حسن پر اکتفا کیا **قولہ** الزام نسخ احکام ابدا اور عموماً معیوب ہے اور حاکم حقیقی
کے حق مین بدرجہا مذمت لازم کرتا ہے انتہی دعوی عموم اور تابید کا محض بادہ بستی لالہ صاحب کی
ہے کہ باوجود اسقدر تطویل کلام کے اتنک کوئی دلیل ایسی نہین لائی کہ نسخ مصطلحہ اہل اسلام سے بدا لازم
آتا ہے وہی ایک مضمون ہے کہ اوسیکو کبہی بعبارۃ التفصیل کبہی متعارف بہر کیف کبہی بلفظ الزام کے
تحریر فرماتے ہین وہی دعوی ہے اور اوسیکو بطور دلیل کے لاتے ہین حق یہہ ہے کہ بسبب اسکے کہ
علم مناظرہ اور میزان سے بے بہرہ محض ہین اور ازراہ بوالہوسی کے قصد مناظرہ کا ماہران فن
مناظرہ و میزان سے رکہتے ہین ہر جگہ الزام اوٹہاتے ہین ع ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ساعد
مسکین خود را رنجہ کرد ٭ **قولہ** علی الخصوص ہر حکم کہ مدۃ الامتثال سے قبل منسوخ کیا جاتا ہے بلاشک
وشبہہ مستلزم البداء ہے انتہی یہان سے عبارت نشانی لالہ صاحب کی ظاہر ہے باب النسخ مین

ایک امر مختلف فیہ ہے درمیان علماء اسلام کے اور وہ یہہ ہے کہ آیا نسخ قبل از تمکن من الفعل جائز ہے
یا نہیں اکثر اسطرف گئے ہیں کہ تمکن من الاعتقاد کافی ہے واسطے جواز نسخ کے اور بعض کا یہہ قول
ہے کہ تمکن من الفعل شرط ہے لالہ صاحب نے کسی کتاب اردو یا فارسی میں یہہ الفاظ تو دیکھے مگر چونکہ
طبائع ہنود کے مباحث شریفہ سے کچھہ مناسبت ہی نہیں رکھتے کیونکہ اونکی ملت میں ایسی تنگنائی نہ ایسی فیان
اور ایسی ایسی عمدہ تحقیقات میں ابتدا سے آجتک ہوئی ہی نہیں نہ معنی تمکن من الاعتقاد کے سمجھے
نہ تمکن من الفعل کے اور ہمکو بہی تشریح اوسکی ضرور نہیں کیونکہ جب معترض صاحب اصل مدعا ہی
نہیں سمجھے ہیں تو اعتراض اونکا مبنی اوپر غباوت نشانی کے ہے مگر بنا ہی ظاہر معانی الفاظ لالہ صاحب
ہم یہہ کہتے ہیں کہ مستفاد مدۃ الامتثال کا جو لالہ جی کے کلام میں ہے بظاہر وہ مدت ہی جو واسطے
امتثال حکم کے مقرر کی گئی ہو اور ایسا حکم کہ جسکے ساتھہ توقیت ہو وہی باتفاق علماء قابل نسخ نہیں ہے
چنانچہ کتب اصول میں باب محل النسخ میں اسپر بہت تصریح کی گئی ہے واما محل النسخ فحکم شرعی فرعی
لم یلحقہ تابید ولا توقیت فخرج الاحکام العقلیۃ والحسیۃ والاخبار عن الامور الماضیۃ والواقعۃ فی الحال
والاستقبال انتہی یعنی محل نسخ حکم شرعی فرعی ہے کہ اوسکے ساتھہ تابید اور توقیت لاحق نہو تو نکل گئے
احکام عقلیہ اور حسیہ اور اخبار امور ماضیہ اور وقائع حالیہ اور استقبالیہ فقط جب یہہ امر ظاہر ہوا تو
لالہ صاحب نے جو نسخ پنجا و نماز اور نسخ ذبح ولد ابراہیم کو اس قسم سے قرار دیا ہے صریح اونکی غباوت
ہے کیونکہ ان دونو احکام میں قید مدۃ کی کچھہ نہیں پس کسیطرح گنجایش صحت اس مقولہ لالہ صاحب
کی نہیں **قولہ** اور وہ اختصاراً اسطور پر ہے کہ اول اوتعالی نے ابراہیم کو حکم دیا کہ اپنے فرزند اسماعیل کو
قربان کر جبکہ ابراہیم نے ارادہ امتثال حکم کا کیا ذبح اسماعیل میسر نہ آیا کہ اوتعالی نے اسماعیل کو گوسفند
سے تبدیل فرمایا انتہی اس استدلال سے لالہ صاحب کی غباوت اونکی ظاہر ہی اسلیئے کہ دعوی تو یہہ ہے
کہ نسخ حکم قبل مدت امتثال ممتنع ہی اور جو دلیل اوسپر لائی اوسکا حاصل یہہ کہ قبل از میسر آنے ماموربہ کے
ماموربہ کو بدلدیا گیا اور یہہ بہی بدیہی بات ہی کہ مدت امتثال شی دیگر ہی اور میسر نہ آنا ماموربہ کا شی دیگر ہے
پس دلیل لالہ صاحب کی اصلا مثبت مدعا نہیں ہی مگر چونکہ استدلال لالہ صاحب سے معلوم ہوتا ہی کہ انکے
نزدیک یہہ امر مسلم ہی کہ امر ایسی ماموربہ کا کہ میسر نہ آوے مستلزم بدا کا ہی پس اپنے مسلمہ اونکا ہر آئینہ
اونپر حجت تام ہی لہذا اس بنا پر ہم کہتے ہیں کہ کین انگبید اتہر بن بید میں مرقوم ہی کہ ہوا کو حکم دیا گیا کہ
گہاس کو اوڑالی ہوا نے ہرچند کوشش اوسکے اوڑانے میں کی مگر ایک تنکہ بہی اوڑ نہ سکا پہر آگ کو
حکم ہوا کہ اس گہاس کو جلا اوسنے بہی ہرچند سعی کی مگر ایک ریزہ ہوا ان بہی نہ نکلا آخر کار جب عجز اونکا ظاہر

ہوا تو یہہ حکم نافذ ہوا کہ تمہارے امتحان کیواسطے تمہارا عجز تمکو دکہایا گیا انتہی مختصرا دیکہئے ہوا اور آگ
کو اول ایک حکم ہوا جب مامور بہ اونکو میسر نہوا تو آخر کار معاف رکہی گئین بس اوپر اصول لالہ صاحب کے
بدر لازم آیا استلزام بدیہ تو منحصر اور متفرع اوپر اصل بہدالالہ صاحب کے ہے مگر یہان سے ایک اور قاعدہ
ثابت ہوتا ہے جو ہمارے اصول مین قرار پایا ہے یعنی ضرور نہین کہ امر سے وجود مامور بہ ہی منظور ہو بعض
اوقات ظہور انقیاد و اطاعت بعض وقت امتحان بعض وقت کچہہ اور منظور ہوتا ہے چنانچہ اس قصہ سے اگ و ہوا
ظاہر ہے کہ مجرد امتحان مقصود تہا وجود مامور بہ اصلا منظور نتہا پہر امر ب اینکہہ رکہہ بیدہین مرقوم ہے کہ جب
دیوتاؤن نے درخوست پیدا کرنے ایسی چیز کی کی کہ جسے وہ کہا دین اور بیٹہن تو گاے اور گہوڑا پیدا کیا
اور حکم دیا کہ اوسمین حلول کرکے کہاؤ اور پیو اونہون نے التماس کی کہ یہہ انسانون کیواسطے ہے ہمارے
لائق نہین ہمارے واسطے اور کچہہ پیدا کر تب صورت انسان کی پیدا کی اور دیوتاؤن نے اوسکو پسند
کیا انتہی مختصرا دیکہئے یہہ حکم قبل اسکے کہ مامور بہ میسر ہو بمجرد التماس دیوتاؤن کے منسوخ ہوکر بجاے
اوسکی اور صورت قائم ہوئی مہابہارت بہکم پرب مین ہے کہ اول درست جاب بادشاہی بود زندگانی خلق
براستی بود ہیچکس بر دیگری ظلم نکرد چون ترتیا آمد خلق آغاز ظلم کردند رگہیشران پیش بشن شکایت بردند
بشن مناجات کرد و از دل بشن بو انی پشید اشد اورا پرجاپت نام نہاد و بوی گفت کہ برو و بر خلق
خدا حکومت کن و ظلم را دفع ساز جوان گفت من تاب ندارم مرا بگذار تا گوشۂ عبادت بگیرم بشن دعا
کرد کہ از دل پرجاپت پسری بوجود آمد کرت مت نام بشن انچہ بپدرش گفتہ بود بوی ہم گفت او ہم ہمان
جواب داد باز بشن دعا کرد کہ از کرت مت پسری بوجود آمد کردم نام او ہم قبول امینی نکرد پس از ان
از کردم پسر بوجود آمد اتک نام او ہم طریق پدر و جد رگلان اختیار نمود و بدعای بشن از و ہم پسری
پیدا شد ہشبل نام او ہم بدستور آبا و اجداد خویش جواب داد بشن گفت اگر قبول نکنی من دعای بد بر تو
خواہم کرد ہشبل ترسید و حکومت زمین نمود و دفع فساد کرد انتہی مختصرا دیکہئے چار مرتبہ قبل از امتثال
بلکہ قبل از تمکن من الفعل بشن اوتار نے جنکو آپ بہی خدا کہتے ہین چار حکمون کو نسبت پرجاپت اور
کرت مت اور کردم اور اتک کے بر طبق اونکی عذر کے منسوخ فرمایا اور چارون حکومت امتثال حکم سے معاف
کرتے رہے بہاگوت کے اسکندھ کی چوتہی ادہیا مین مرقوم ہے کہ نارائن نے نہہنسر استری اجہا سندر
جنکے سروپ کے تل اندر لوک مین کوئی نتہی اوتپت کری اور کام اور بسنت سے کہا کہ اونکو سرگ مین
لیجاؤ کام دیو نے ہاتہہ جوڑ کے کہا کہ یہہ استری بڑی سروپ وان ہین اندر لوک مین جو جاوینگی تو سارے
دیوتا انکیمین کٹ مرینگی سری نارائن نے کہا کہ انمین جو چاہا کرو تب ہوا ایک لیجاؤ سو کام دیو نی ایک

استری جو سب مین کروپ تہی اور ایسی نا تو تہا اوسکو سنگ لا اندر کے پاس آیا الخ ہرگز وہ کہ اول حکم لیجانے
اون ہزار ونکا نافذ ہوا تہا اور یہہ بطریق اطلاق وگزارش کا مدیود وہ حکم بجز اور بسی کے اور ونکی بہ نسبت
منسوخ ہوا پس حسب اعتراف آپکے بدا لازم آیا تحقیق یہہ ہی کہ حکم ذبح ابن ابراہیم علیہما السلام مین علماء اسلامیہ
کے دو قول ہین ایک یہہ کہ جسقدر امر تہا وہ امتثال پاگیا اور نسخ اوسمین واقع نہین ہوا دوسرا یہہ ہے
کہ نسخ واقع ہوا بیان اول کا یہہ ہی کہ حضرت ابراہیم عم نے خواب مین دیکہا کہ مین اپنے بیٹے کو ذبح کرتا
ہون یہہ نہین دیکہا کہ اوسکو ذبح کر ڈالا پس جو صورت خواب مین نظر آئی تہی وہ کام ہو کر ظہور مین آگئی
یعنی باپ بیٹے دونو اوسپر مستعد ہو گئے اور بارادہ ذبح کے باپنے بیٹے کو زمین پر لٹایا اور جیسی صورت
خواب مین دیکہی تہی مطابق اوسکے عمل مین لایا اسی سبب سے حکم ہوچکا کہ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا یعنی پورا کردیا
تو نے خواب کو پس جب خواب کا مضمون پورا ہوگیا تو جو حکم تہا وہ امتثال پاگیا نسخ اوسمین واقع نہین
ہوا اور لفظ فدیہ جو یہان وارد ہوا ہی وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ مراد اوس سے یہہ نہین ہی کہ مامور بہ کی تنفیذ
کے سبب اوسکا یہہ بدلا ہوا بلکہ چونکہ ذبح دیکر بظاہر صورت موقع فرزند ابراہیم عم رکہا گیا تہا کہ اگر وہ
اوسکی جگہ نہ رکہا جاتا تو بظاہر صورت خود فرزند ابراہیم عم ذبح ہوجاتی اسلئے لفظ فدیناہ بمعنی مطلق بدل
کے واقع ہوا ہے پس اس قول پر اوس معاملہ کو باب نسخ سے کچہہ علاقہ نہین قول ثانی پر بہی کچہہ قباحت یا بدا
لازم نہین کیونکہ مقصود اس سے صرف اظہار و اعلان خلوص پدر و پسر مقصود تہا کہ باپ کا حال بیٹے پر اور
بیٹے کا حال باپ پر اور دونونکا حال لوگون پر منکشف ہوجاوے تا کہ اتباع اور امتثال احکام الہی مین جانا
قرابت کی نکرین اور یہہ مقصود اس واقعہ سے حاصل ہوگیا پس جو غرض حکم کی تہی وہ حاصل ہوگئی اور بحد
تمام و کمال کو پہونچ گیا پس اوسکو منسوخ فرمایا گیا اور اوسمین نہ بدا ہی نہ کچہہ قبح عقلی ہے اور نظیر اسکی وہی
قصہ ہوا اور گہاس اور آگ اور سنبل اور اسپار و ان کی ہین جو ہمنے اوپر نقل کی ہین رہا معاملہ نسخ
پچاس نمازونکا سو وہ بہی ہرگز مستلزم بدا نہین خدای علیم کو حال اولین و آخرین پر علم کامل حاصل ہے
امت سابقہ پر جسطور پر نمازین فرض کین تہین اس امت پر بہی اوسی طرح پر فرض کین اور یہہ تکلیف مالا یطاق
نہین ہی انجام پا جانا اسکا مکلفین سے محال نہین ہی گو کہ بنظر ضعف البتہ گران ہی مگر جب حضرت رسالت مآب
صلعم نے شب اسرا مین جناب موسی عم کے کہ بنظر تجربہ بنی اسرائیل کے تہا طلب تخفیف کی کی اور جناب باری
مین تضرع اور ابتہال سے امت کی سفارش کی تو جسقدر نمازونکا استقرار علم الہی مین بعد معافی کے مکنون تہا
اوسیقدر قائم رہین اور یہہ حکم نافذ ہوا ذلک خمس وذلک خمسون مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ یعنی یہی پانچ پچاس
مین ہین پس یہہ قول (یعنی جسکا استقرار علم مین ثابت ہوچکا ہی بدلا نہین جاتا اس سے صاف ثابت ہوا کہ

بیہ قول بقای صلوات خمس کا اور معافی باقی کا علم الہی مین پہلے سے ثابت تہا کہ اوسکی تبدیل نہین
ہوسکتی پس معافی ۴۵ نمازونکی واسطے اظہار کرامت اور جلالت شفاعت پیغمبر آخرالزمان صلعم کے اور بنظر
رحمت کے اوپر امت مرحومہ کی تھی نہ یہہ کہ بیشتر سے علم اوپر ضعف امت مرحومہ کے نہتا جیساکہ لالہ صاحب نے
از راہ توہم پرستی سمجہا ہی کیونکہ جسقدر ضعف امت کا ہی وہ ایسا نہین ہی کہ اوای پچاس نماز کا بسبب
قیام اوس ضعف کے غیر ممکن اور محال ہووے ہان قیام ضعف البتہ باعث گرانی کا تہا کہ اوسی امت مرحومہ
کو بسبب شفاعت رسول مقبول کے تخفیف دی گئی البتہ قصہ دیوتاؤن اور گہوڑی اور گای کا جو
ہمنے بید سے بیشتر نقل کیا ہی ہم انہہ مستلزم بدا ہی کہ اوّل وہ چیز واسطے دیوتاؤن کے پیدا کی جو اونکے
لائق نہتی جب دیوتونکی تقریر سے اسپر اطلاع ہوی کہ یہہ چیز قابل دیوتون کے نہین ہی تب اوسکی
جگہ دوسری چیز تبدیل کی اسیکا نام بدا ہی کہ خود بید سے ثابت ہوگیا ایسا ہی قصہ اسپراؤن کا صاف
صریح اوپر بدا کے دلیل ہی **قولہ** پر صفحہ ۳۴۸ اسی قسم سے نسخ لغات کی روایت ہی مثلا مشارق الانوار
اور صحیح مسلم مین اُبی بن کعب سے منقول ہی کہ محمد صاحب نے فرمایا کہ حکم الہی میرے پاس آیا کہ پڑہ قرآن کو
ایک حرف مین پس مین نے اوتعالی پر واپس کیا کہ آسانی کر میری امت پر پس خدا نے دوسری بار حکم
بہیجا کہ پڑہ قرآن کو دو حرفونمین پہر واپس بہیجا کہ میری امت پر آسانی کر پس اوتعالےنے فرمایا کہ پڑہ
قرآن کو سات حرفونمین یعنی لغات ہشتگانہ عرب مین انتہی اگرچہ یہ ترجمہ حدیث کا جو لالہ صاحب نے لکہا صحیح
نہین ہی مگر ہمکو اسباب مین تطویل کلام ضرور نہین اصل مدعا مین بحث کیجاتی ہی یہان بہی ہیچمدانی اور
توہم پرستی لالہ صاحب کی واضح ہی کہ نسخ حکم نسخ لغات قرار دیتے ہین یعنی اول یہہ حکم ہوا کہ ایک ہی حرف
مین قرآن پڑہا جاوے پہر یہہ حکم ہوا کہ سات حرفونمین پڑہا جاوے تو حکم مین نسخ ہوا لغت مین کیا نسخ ہوا
مگر لالہ صاحب ابہی تک حکم اور لغت مین بہی تمیز نہین کرسکتے یہہ تو فرماوین کہ کونسا لغت منسوخ
ہوگیا اور بیان اس نسخ کا مطابق بیان نسخ پچاس نمازونکے ہی **قولہ** اشاعرہ اور ابوبکر صیرفی کی مثل اصحاب شافعیہ
اور بعضی حنفیہ باوجود اجتماع شرائط اربعہ قائل نسخ ہوئے ہین انتہی خیانت پردازی اور بہتان طرازی لالہ
صاحب کی یہان دونو مجتمع ہوئی ہین بہتان طرازی تو یہہ ہی کہ کوئی شخص انمین سے قائل اوسکا نہین کہ باوجود اجتماع شرائط اربعہ کے
نسخ جائز ہی اور خیانت پردازی یہہ ہی کہ عبارت اونکی لالہ صاحب نے نقل نہین کی اگر عبارات اونکی جیسہا
نقل کرتے تو بہتان طرازی لالہ صاحب کی صاف عیان ہوجاتی **قولہ** چنانچہ امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر
مین سورہ صافات کے اس آیت کی تقریر مین لکہا ہی یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری
انتہی ہیچمدانی لالہ صاحب کی دیکہو کہ فرماتے ہین کہ فخرالدین رازی نے تفسیر مین آیت کی تقریر مین لکہا ہی یہہ بہی

ابتک نہین سمجہے کہ تفسیر کیا ہوتی ہے اور تقریر کیا ہوتی ہے لالہ صاحب فخر الدین رازی مفسر کلام
اللہ ہی مقرر کلام اللہ نہین ہوسکتا کاش اگر آپکو کچہہ بہی وقوف ادبی علم معانی اور بیان سے ہوتا تو فرق
درمیان تفسیر اور تقریر کے معلوم کرکے یہہ نفرماتے کہ فخر رازی نے آیت کی تقریر مین لکہا ہی جسکو تشریح مین
تفسیر اور تقریر سمجہے بسط کلام ضرور نہین کیونکہ جب آپکو علوم عربیہ اور ادبیہ مین کچہہ دخل ہی نہین تو ایسے
جاہل کے سامنے نکات علوم ادبیہ بیان کرنا محض فضول ہی اور جب آپ کچہہ واقفیت بہم پہونچالینگے تو خود
بخود اپنی اس ہیچمدانی پر آگاہ ہوجاوینگے الغرض ہیچمدانی کے سوا خیانت پردازی بہی لالہ صاحب کی ظاہر ہے
کہ یہہ تو تحریر فرمایا کہ فخر رازی نے تفسیر مین لکہا ہی مگر اگر یہہ نہ لکہا کہ فخر الدین رازی نے کیا لکہا ہی
اگر عبارت فخر الدین رازی کی بعینہا لکہتے تو بہتان طرازی لالہ صاحب کی خوب کہلتی لہذا بہتان طرازی
سے بچنے کے لئے خیانت پردازی اختیار کی کہ دو نو جرمون مین سے جرم خفیف کو اختیار کیا اب ہم
یہہ کہتے ہین کہ لالہ صاحب نے تفسیر کبیر دیکہی بہی نہین اور اگر دیکہی تو سمجہہ بہی نہ سکے لالہ صاحب نے
جسقدر لکہا ہی سب محض از راہ افترا پردازی کے لکہا ہی تفسیر کبیر کے صدہا نسخے موجود ہین جسکا جی چاہے
دیکہہ لے اوسمین اصلا کوئی امر مفید مدعای لالہ صاحب کے نہین اور شرائط اربعہ کا اوسمین کچہہ تذکرہ
نہین قولہ عبد اللہ بن مسعود نے کتاب توضیح مین جو مذہب حنفیہ کی کتب درسیہ سے ہی اسطرح لکہا ہی انتہی
اس مقام پر تو لالہ صاحب نے اپنی ہیچمدانی کو خوب چمکایا یہان تو اونکی وہ مثل ہوئی کہ ع چہ خوش گفت است
سعدی در زلیخا * الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا * یہہ تو لیں سوچے ہوئے کہ عبد اللہ بن مسعود
مشہور صحابی ہین سنہ ۳۲ ہجری مین اونکا انتقال ہوا ہی اور ولادت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی جنکے مذہب کے
اصول کی کتاب توضیح ہی سنہ ۸۰ ہجری مین اور وفات اونکی ماہ رجب سنہ ۱۵۰ ہوا اور مولف توضیح کے کئی
سو برس بعد وفات عبد اللہ بن مسعود اور ابوحنیفہ رح کے پیدا ہوئے ہین پس غباوت و افترا پردازی لالہ
صاحب کی قابل تماشا ہی کہ ایک امر مستحیل کے مدعی ہوئے ہین بہلا یہہ کسطرح ممکن ہوسکتا ہی کہ عبد اللہ بن
مسعود توضیح مین کوئی حرف لکہہ سکین اب ہم خیانت پردازی اور بہتان طرازی لالہ صاحب کا بیان
کرتے ہین کہ توضیح کتاب معروف ہی ہزارہا نسخے اوسکے مطبوعہ اور قلمی آج موجود ہین اوسمین ہرگز یہہ مضمون
جو لالہ صاحب نے لکہا ہی نہین پس افترا پردازی لالہ صاحب کی ظاہر ہی بظاہر یہہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی شخص
کو لالہ صاحب کو رسوا کی منظور ہی اوسنے اونکو جاہل اور غبی بیوقوف سمجہہ کر نام پانچ چار کتابون کے لکہدئے اور
بہکا دیا کہ ان کتابون مین یہہ مضمون لکہا ہی کیونکہ لالہ صاحب عبارت بہی کتب مذکورہ کی نہین پڑہ سکتے
ایک سطر کے معنی بہی نہین سمجہہ سکتے جیسا اوسنے اونکو بہکا دیا از راہ جہالت اور غباوت کے ویسا ہی

تحریر مین بے آئی اور مین بالجزم یہہ کہتا ہون کہ اونہون نے صورت بہی کتب مذکورہ کی نہین دیکہی اور
چونکہ وہ زبان عربی سے ناواقف محض ہین بالفرض اگر وہ کتابین کہین دیکہی بہی ہونگی تو دیکہنا نہ دیکہنا
اونکا دونون برابر ہین کہ فہم عبارت کتب مذکورہ سے قاصر محض ہین **قولہ** صاحب فتح العزیز درصورت اجتماع
شرائط اربعہ نسخ سے انکار کرتا ہی وہ علت سے خالی نہین یا مغالطہ دہی ہی انتہی ہیچمدانی لالہ صاحب یہان بہی
ظاہر ہی کہ ہنوز اونکو یہہ بہی نہین معلوم کہ مغالطہ کے کیا معنی ہین اور لفظ (دہی) اسکے ساتھہ جمع ہوسکتا ہی
یا نہین ہمکو تشریح اسکی ضرور نہین واقفان لغت اس جہالت سے لالہ صاحب کی اونکی ہیچمدانی کا
خوب یقین کرلینگے **قولہ** یا اونکو حین حیات مطالعہ تفسیر کبیر وغیرہ نصیب نہین ہوا اور تمام عمر اپنے
مذہب کی تحقیق سے بیخبر رہا انتہی ماشاء اللہ علامہ دہلی کو تو مطالعہ تفسیر کبیر کا مدت العمر نصیب نہین ہوا
اور لالہ صاحب کو تفسیر مذکور خوب محفوظ ہی اور قابل تماشا اونکا یہہ قول ہی کہ تمام عمر تحقیق مذہب سے بیخبر رہا
بالفرض اگر امام فخرالدین رازی اور علامہ دہلی کے درمیان مین یہہ مسئلہ مختلف فیہ ٹہہرے تب بہی تحقیق
علامہ دہلی مین کیا نقصان واقع ہوتا ہی جو شخص کہ تحقیق اور علوی مرتبت مین امام رازی سے کم نہین اسکو
تقلید امام رازی کی کیا ضرور ہی حالانکہ اس مسئلہ مین امام اور علامہ دونو متفق ہین لیکن لالہ صاحب نے
ازراہ خیانت پردازی کہ عبارت امام کی کچہہ بہی نہین لکہی ظاہرا اونہون نے تفسیر امام کو دیکہا بہی
نہین اور دیکہا تو اوسکی عبارت کو کچہہ سمجہے نہین اور دلیل ہین اسپر یہہ ہی کہ جن عبارات کو اپنا مدعا
سمجہے ہین اونکو بالفاظہا نقل نہین کرتے **قولہ** بہرکیف صاحب توضیح ومصنف کبیر باوجود اجتماع امور
اربعہ کے نسخ جائز مانتے ہین اور روایت پنجاہ نماز وحکایت ذبح اسماعیل دلیل گردانتے ہین بس یا دے
دو تو قاصر ہین یا شاہ جی قاصر ہین انتہی ہیچمدانی پر لالہ صاحب کی یہہ کلمات اونکی دلیل ظاہر ہین کہ حرف
جمع یعنی (اور) کو لفظ تردید کے ساتھہ جمع کیا ہی اور باوجود بستی اونکی اس مقام پر واضح ہی کہ جو دعوی کیا
اوسپر سند نہین لائے بلکہ ازراہ افترا پردازی کے عوام ہنود کو غلطی مین ڈالنے کے لئے نام توضیح وکبیر
کے لکہدیے مگر عبارات اونکی نقل نہ کین اگر یہہ مقابلہ لالہ صاحب کے ہمکو اس باب مین تشریح زیادہ تر ضرور نہین
کیونکہ وہ ازراہ جہالت کے نہ تصریحات علماء اسلامیہ کو سمجہے ہین نہ اب ہماری تصریحات کو سمجہینگے مگر واسطے
آگاہی اہل اسلام کے جو مذہب اہل تحقیق کا اس باب مین ہی بطور اختصار لکہا جاتا ہی اور وہ یہہ ہی کہ بعض امر
ایسے ہوتے ہین کہ وجود مامور بہ کا مقصود نہین ہوتا اون امرون سے ابتلا ہو واسطے ظہور خارجی حال مخاطب
کے یا اور کچہہ فائدہ مقصود ہوتا ہی پس واسطے نسخ ایسے امور کے تمکن من الفعل ضرور نہین بلکہ تمکن من
الاعتقاد کافی ہی نظیر اسکی معاملہ پچاس نماز کا ہی اور یہہ بات اصول ہنود مین بہی مسلم ہی چنانچہ [illegible]

کہہ ٹہرگا اور کہ ہو اور انسانون کا اور قصہ ہوا اور آگ اور گہاس کا اور قصہ انتشار اور ون اور موت کا اور
قصہ نسا وتری کا ساتھہ معراج کر جو اوپر مذکور ہوئی ہین اور سب شاہد ہین کہ وجود مامور بہ کا ظہور مین نہ آیا اور حکم
منسوخ ہو گیا صاحب میزان نے لکہا ہو فان الامر بما لا یرید اللہ تعالی وجودہ جائز عندنا لفائدۃ الوجوب انتہی
پس قول علامہ دہلی کا کہ در نسخ تبدل مصالح مکلفین است بحسب اوقات مختلفہ بظہور مصلحت غیر ظاہرہ بر حق سبحانہ
و در ذہ تر ظہور غیر ظاہر است پس فیما بینہا فرقان واضح بہم رسید از ہمین نسخ متلازم بداء و قتی میشود کہ اتحاد فعل
و اتحاد وجہ و اتحاد وقت و اتحاد مکلف ہمہ متحقق شوند و این نسخ نوع کہ باین شرائط اربعہ واقع شود از محالات
است انتہی تمامتر صحیح اور موافق جمہور علماء اصول کے ہی چنانچہ سب اتحادات کی شالین اونہون نے لکہی
ہین البتہ نسبت ندرۃ او شذوذ اوس امر کی کہ جسمین مامور بہ کا وجود خارجی منظور نہین ہوتا اور اوسمین
وقت صدور حکم منسوخ اور وقت صدور حکم ناسخ کا بمنزلہ اوقات وجود منسوخ و ناسخ کے ہی اوسکی شالین نہین
لکہی سو شال اوسکی معاملہ نسخ پچاس نماز کا ہی کہ حکم ناسخ اور حکم منسوخ اوقات متغایرہ مین ظہور مین آئی
ہین خلاصہ کلام یہہ ہی کہ شرط اختلاف وقت کی جو ناسخ اور منسوخ مین معتبر ہی تو اون امور مین کہ جنمین
وجود خارجی مامور بہ کا مقصود ہی وقت سے مراد وقت وجود مامور بہ ہی اور جن امور مین کہ وجود وقت مامور بہ
مقصود نہین بلکہ اوس سے کچہہ اور فائدہ اور مصلحت مقصود ہی اونمین صرف اوقات مختلفہ صدور احکام منسوخ و
ناسخ مراد ہین **قولہ** فقیر مولف عرض کرتا ہی کہ پچاس نماز کی بابت تسلیم و انقیاد غیر ممکن ہی کیونکہ اوسوقت امت کو
کچہہ خبر نہین تہی کہ مخاطب فقط محمد صاحب تہی انتہی یہہ اعتراض اون لوگون کا ہی جو تمکن من الاعتقاد پر مصر
ہین اور جواب اوسکی کتب اصول مین مفصل مرقوم ہین چونکہ لالہ صاحب نے جوابات سے کچہہ تعرض نکیا تو معلوم ہوا
کہ جوابون کو تسلیم کر لیا پس ہمکو کچہہ ضرورت جواب کی نہین ہی مگر واسطے اظہار عبارت لالہ صاحب کے ہم یہہ
کہتے ہین کہ تمکن من الفعل یا تمکن من الاعتقاد دین مین یہہ ضرور نہین ہی کہ جسقدر مکلف کہ زمان حکم مین موجود ہون
یا آیندہ وجود مین آوین قبل از نسخ اوس اعتقاد یا فعل پر متمکن ہوئی ہون بلکہ منجملہ مکلفین کے ایک شخص کا تمکن
بہی اس باب مین کافی ہی چنانچہ اس جزیہ خاص مین تمکن پیغمبر علیہ السلام کا کہ وہ بہی مکلف اور مامور اس امر کے تہی کافی
ہو گیا چنانچہ ائمہ اصول تصریح تمام لکہتے ہین وقولہم لم یوجد التمکن من الاعتقاد فی حق الامۃ فاسد لان
رسول اللہ صلعم ہو الاصل لہذہ الامۃ وقد وجد منہ عقد القلب علی ذلک مخفی نرہی کہ معاملہ ذبح ولد ہم
کا باب نسخ قبل از تمکن من الفعل سے نہین ہی چنانچہ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے تلویح مین اسکی تصریح فرمائی ہی
لا یخفی ان ہذہ النسخ لیس من قبیل النسخ قبل التمکن من الفعل للقطع بانہ تمکن من الذبح وانما امتنع لمانع من
التخاطب وذاکرتہ قبل الفعل فالتسمیۃ لا یکون الا کذلک اذ لا یتصور نسخ ما مضی ولولا قال امام الحرمین کل نسخ

واقع فہو متعلق بما کان یقدر وقوعہ فی المستقبل فان النسخ لا ینعطف علی مقدر سابق انتہی یعنی مخفی نرہے کہ یہہ نسخ از قبیل نسخ قبل التمکن سے نہیں کیونکہ بالجزم یہان تمکن حاصل ہوا اور عدم حصول فعل بسبب ایک مانع خارجی کے ہوا اور یہہ بات کہ یہہ نسخ قبل از فعل واقع ہوا تو کل نسخ قبل از فعل ہی ہوتے ہین کیونکہ نسخ گذشتہ متصور نہین یعنی جو افعال کہ قبل از ورود دلیل نسخ عمل مین آچکے اونمین تو نسخ متصور ہی نہین پس رہگئے وہ افعال جو ہنوز فعل مین نہین آئے البتہ اونمین نسخ واقع ہوا پس جو نسخ ہوا وہ قبل از فعل ہی ہوا اسلئے کہا ہے امام آخر نے کہ ہر ایک نسخ متعلق ہے اون افعال سے کہ وقوع اونکا آیندہ متصور تہا اسلئے کہ نسخ اون افعال مین جو سابق ہو چکے نہین ہو سکتا **قولہ** قصہ کوتاہ سنیون کے امام بہی شان الہی مین بدا ہی ندامت مانتے ہین اور شیعہ تو مسلمات سے جانتے ہین انتہی لالہ صاحب نے سنی اور شیعہ دونو فریق پر افترا کرکے دوہرا وبال اپنی گردن پر لیا واہ کیا خوب قصہ مختصر کیا **قولہ** فرض کیا ہمنے کہ بدا سے مقصود اثنا عشریہ کا صرف نسخ احکام ہے مگر کیا فائدہ کہ نسخ مطلقا وعموما باطل ہے کہ بدا ندامت لازم کرتا ہے انتہی لالہ صاحب عجیب جہالت مین مبتلا ہین کہ باوجود تقریر تصریحات علماء اسلامیہ کے ابہی تک نسخ کے معنی اونکی سمجہہ مین نہین آئے جہل مرکب سے نسخ اور بدا کو ایک ہی سمجہہ رہے ہین اور بار بار وہی تیری والی مثل کہ نر ہے اور تیل ہے اور اتو بہی ہے پیش کئے جاتے ہین کہ نسخ بدا ندامت لازم کرتا ہے اور دلیل جلی اسپر کہ ہنوز وہ نسخ کے معنی نہین سمجہے یہہ قول اونکا ہے کہ فرماتے ہین کہ اگر نسخ حکم اس سبب سے ہے کہ سابق کوئی حکمت مخفی تہی اور فی الحال ظاہر ہوئی تو بدا رکہین نہین گئی اور اگر او تعالی پر کوئی حکمت ظاہر نہین ہوئی تو نسخ حکم اول کا عبث ہے انتہی اس سے ظاہر ہے کہ اسباب نسخ کو لالہ صاحب موافق اپنے اصول کے اون دو نو سببون مرقومہ مین منحصر سمجہے ہین حالانکہ یہہ دو نو سبب اصول اسلامیہ پر ہرگز منجملہ اسباب نسخ کے نہین **قولہ** صفحہ ۵۰ بعضی محمدی کہتے ہین کہ بدا سے مراد ہماری یہہ ہے کہ خدا تعالی فاعل بالاختیار ہے جبکہ کسی امر مین مصلحت دیکہتا ہے اوسکو جاری کرتا ہے ہرگاہ اوسمین مفسدہ پاتا ہے منسوخ فرماتا ہے اور بجائے اوسکے اور دوسرا حکم نازل کرتا ہے انتہی لالہ صاحب فرماویں کہ یہہ قول کسکا ہے اوسکا پتہ ونشان بتاوین کذب وافترا مباحثہ مین کچہہ فائدہ نہین بخشتا حیف ہے کہ اونکو ایسی ایسی افترا پردازیون پر کچہہ شرم نہین آتی سچ ہے کہ وہ بہی مجبور ہین روٹی کما کہانی اور اپنے آپ کو پیر مغان بنانیکے واسطے یہہ وغیرہ بہانہ آسان ہین ع دنیا کا خلل جہوٹ کی لکہدی مین کیا ہے ٭ روٹی تو کما کہائی کسی طور سے لالہ ٭ اجداد اگر اونکے ہون سب لقمۂ دوزخ ٭ لالہ کو تو آرام سے ملتا ہے نوالہ ٭ یہانتک تو لالہ صاحب جسقدر بدا وغیرہ اونکی وہ مبنی اسپر ہے کہ اونہون نے تقلید پادریون کے نسخ کے معنی نہین سمجہے اب بجواب صاحب بدایہ کے بعد رد رہنیت معنی نسخ کے جو کچہہ فرماتے ہین وہ بہی قابل تماشا ہے **قولہ** درصورتیکہ صاحب قرآن کے نزدیک

نسخ اسیکا نام تہا (یعنی بیان مدت کا) تو بلاشک نسخ بدر لازم کرنیوالون کے جواب مین اسی مضمون
کی آیت نازل کرتا نہ یہہ آیت کہ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی کل شئ
قدیر انتہی لالہ صاحب کی بیجدانی حد سے گذری یہہ نہین سمجہے کہ اس مباحثہ مین وہ مدعی ہین اور ہم مجیب
مین وہ دعوی کرتے ہین کہ نسخ عموما مستلزم بدر ہے اور بدر محال ہے ہم اولا جواز نسخ کو خود کتب معتبرہ
ہنود سے ثابت کرتے ہین ثانیا استلزام کو تسلیم نہین کرتے کیونکہ جو معنی نسخ ہماری اصطلاح مین ہین وہ
اصلا مستلزم بدر کے نہین اور ہرگاہ کہ ایک صورت نسخ کی ایسی نکلی کہ مستلزم بدر کی نہین تو یہہ دعوی
لالہ صاحب کا کہ نسخ عموما اور مطلقا مستلزم بدر ہے بالبداہتہ باطل ہوگیا پس لالہ صاحب کے ذمہ واجب تہا
کہ وہ یہہ امر ثابت کرتے کہ احکام مین جو نسخ واقع ہوا ہے وہ اوس قسم کا نسخ ہے جو مستلزم بدر ہے حالانکہ
یہہ اونسے ابتک ثابت نہو سکا اور نہ ثابت ہو سکے اور باوجود اسکے کہ مانند اپنے نامہ اعمال کے کئی ورق
سیاہ کئی مگر ایک بات بہی معقول تحریر مین نہ لائے جو مدعا تہا اوسیکو حسب عادت کبہی بہر کیف کے
بعد کبہی فی الجملہ کے بعد کبہی قصہ کوتاہ کبہی الکرام کے بعد بطور دلیل لکہتے ہے آخر کار یہان آکر
ایک دلیل جہالت امیز پیش کی کہ اگر نسخ بیان مدت کا نام ہوتا تو اسی مضمون کی آیت نازل ہوتی نہ یہہ
آیت ما ننسخ من آیۃ او ننسہا الایہ حالانکہ یہہ اونکی جہالت مرکب ہے علم مناظرہ سے کیونکہ مدعی کو ایسی
دلیل لانی واجب ہے کہ جو اوسکے مدعا پر دلالت کرے اگر مضمون آیت کا کسی طرح بہی بدر پر دلالت کرتا
تو البتہ یہہ تقریر لالہ صاحب کی مطابق قواعد علم مناظرہ کے بموقع ہوتی اور ہرگاہ کہ مضمون آیت سے
کسی طریق پر لزوم بدر کا ثابت نہین ہوتا تو قطع نظر اسکے کہ اوس آیت سے مضمون ہمارے جواب کا ثابت ہو
یا نہو کسی طور پر دعوی لالہ صاحب کا ثبوت کو نہین پہونچا اور جبکہ دعوی مدعی کا پایہ ثبوت کو نہ پہونچا
تو بحث اسکی کہ آیا جواب مجیب کا بہی ثابت ہوتا ہے یا نہین محض فضول ہے علاوہ بران یہہ جو لالہ صاحب
فرماتے ہین کہ نسخ بدر لازم کرنیوالون کے جواب مین الخ یہہ بہی اونکی خیانت پردازی ہے کیونکہ آیات
متقدمہ سے واضح ہے کہ باعث نزول اس آیت کا دفع شبہہ بدر کا نہین اور نہ اوسوقت کوئی یہودی یا غیر
بربنا بدر نسخ پر معترض ہوا بلکہ بعد نزول آیہ کریمہ ما یود الذین کفروا من اہل الکتاب ولا المشرکین
ان ینزل علیکم من خیر من ربکم واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم یعنی نہین دوست رکہتے
کفار اہل کتاب اور مشرکین اسکو کہ تمپر اوترے تمہارے رب کیطرف سے بہلائی یعنی کتاب اللہ اور اللہ خاص
کرتا ہے اپنی رحمت کے ساتہ جسکو چاہتا ہے اور اللہ صاحب فضل عظیم کا ہے فقط یہود نے ازراہ استہزا جو
یہہ کہنا شروع کیا کہ یہہ کیسا فضل اور کیسی خیر ہے کہ بعض باتین ایک زمانہ تک بہلائی کی رہین پہر بدلگئین

اگر خیر نہین تو کیون نہین جاری رہین اونکو اس شبہہ کی رد مین یہہ آیت نازل ہوئی چنانچہ علامہ دہلی
نے اپنی تفسیر مین اس مضمون کو رقم فرمایا ہے کہ اگر یہود با نقای شبہہ جاہلانہ دگوئید کہ اگر از جانب
حق تعالی بر شما خیر و نیکی نازل میشود و این نزول قرآن از آثار رحمت و از افضال عظیم مبدا انہ پس
نسخ احکام کہ در دین شما مکرر واقع شده و میشود چہ معنی دارد و اگر حکم اول در حق شما خیر بود پس حکم
دوم بد باشد برای دفع این شبہہ این مضمون را بفہم و بمردم دیگر نیز بفہمان کہ در نسخ تبدیل خیر بہ شر یا تبدیل
شر بخیر نیست تا منافی خیریت این وحی باشد بلکہ ناسخ و منسوخ هر دو خیر اند زیرا کہ ما ننسخ من آیۃ الایہ پس
واضح ہوا کہ یہان بحث بدر کی نہتی کہ اوسکو واسطے ضرورت نازل کرنے ایسی آیت کی ہوتی کہ بتصریح تمام
رد بدر پر دلالت کرے پھر بہی ضمن مین کلام حکمۃ التیام اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ
لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ رد شبہہ بدر کا مبرہن اور مدلل ہے
چنانچہ بشرح و بسط تفسیر علامہ دہلی سے بہی واضح ہے کہ فرماتے ہین باید دانست کہ نسخ در احکام شرعیہ باشد یا نسخ
در احکام تکوینیہ است و از ملاحظہ حال نظام تکوینی استبعاد کہ در نسخ نظام تشریعی جا میکرد دفع میشود و
در نسخ احکام خواه کونی باشد خواه شرعی تغیری و تبدلی در علم الہی نمی آید تغیری و تبدیلی کہ ہست
در ازمان عاسرہ ماست کہ مدت ہر حکم را نمی شناسیم و ہر چند انیمعنی در احکام کونی جای انکار و محل
شبہہ نیست اما در احکام شرعی کفار این نوع تغییر و تبدیل را دیده و شنیده طعن و طنز بر می خیزند حق
تعالی برای دفع این طنز و طعن ایشان ہر مسلمان را خطاب کرده تلقین جواب می نماید و خطاب کرده
میفرماید الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر یعنی آیا نمیدانی کہ خدا بر ہمہ چیز قادر است زیرا کہ در عالم می بینی
کہ او تعالی در ہر لمحہ و ہر آن حوادث گوناگون ظاہر می سازد و ہر چہ در فہم و وہم نمی گنجد بقدرت کاملہ
خود او را باحسن وجوه سرانجام میدہد مثل تبدیل مرض بصحت و فقر بدولت و غیر ان و چون او را
قدرت تبدیل و تغییر ثابت میگتی پس از وی چہ مستبعد میداری کہ حکمی را بحکمی تبدیل فرماید و ہر دو حکم در
مرتبہ خود مستحسن و محمود باشد و اگر باین اجمال گره اشکال تو نکشاید از تو می پرسم کہ الم تعلم ان اللہ لہ
ملک السموت والارض یعنی آیا نمیدانی کہ برای خداست پادشاہت آسمانہا و زمین و در ہر آسمان
حکمی دیگر و تدبیری دیگر قضا فرموده و ہمچنان در اقالیم مختلفہ زمین نقشی و وضعی و آئینی دیگر نہاده و ہمہ
تدبیرات و احکام در مرتبہ خود پسندیده است پس چون احکام و تدبیرات الہیہ را با اختلاف امکنہ با وجود اشتمال
و ہر ہمہ را محمود و خیر شناختی دیگر در اختلاف احکام و تدبیرات باختلاف اشخاص و قرون و ازمنہ چرا
استعجاب و استبعاد مینمائی انتہی مختصرا پس مطابق تصریحات مذکوره کے رد شبہہ بدر کا بہی جیسا بیان ہو

واضح ہو اور صرف یہی نہین بلکہ دلائل رد بدا کے موجود ہین یعنی جب یہہ ثابت ہو کہ خدای تعالے ہر چیز پر
قادر ہو اور اوسکی مملکت ہو آسمانون اور زمین مین اور اپنی مملکت مین امور تکوینی مین ہر آن و ہر لحظہ
حوادث ہر گونہ پیدا کرتا ہے اور ہر اشخاص اور خطہ اور ہر زمان مین بطرز دیگر حکم نافذ فرماتا ہو اور ان تصرفات
اور تغیرات پر کوئی شخص معترض نہین ہوتا پس احکام شرعی مین اسی قسم کے امور پر اعتراض کرنا کمال اونی
ہے علاوہ بران دوسری آیت جو درباب تقریر نسخ سورہ رعد مین ہے اوس سے احتمال بدا کا بتصریح
ساقط ہوگیا اور وہ یہہ ہے لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ یعنی ہر وقت
کے لئے حکم مکتوب یعنی معلوم ہے محو کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اوسکو پاس ہے
ام الکتاب یعنی علم محیط اور ظاہر ہے کہ منشا بدا جہل ہو اور علم محیط کے ساتھ جہل جو منشا بدا کا ہو جمع
نہین ہو سکتا سورہ نحل مین ہے وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُونَ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ جب بدلتے ہین ایک آیت جگہ دوسری آیت کی اور اللہ
خوب جانتا ہے جو نازل کریگا کہا اون لوگون نے کہ نہین ہے مگر تو مفتری بلکہ اکثر اونکو نہین جانتے
کہہ کہ اوتارا ہے اوسکو روح القدس نے تیری رب کیطرف سے الآیہ دیکہہ لیجئے اللہ اعلم بما ینزل اسکے
معنی ہر کہ علماء اصول نے بیان کئے ہین صاف و صریح دلالت کرتا ہو بہر قرآن مین اور ایک آیت جو
ہے جو اس مدعا پر بہت صراحت کے ساتھہ دلالت کرتی ہے اِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا
یعنی اللہ تعالے پورا کرنیوالا اپنے امر کا ہے تحقیق مقرر کیا ہے خدا نے واسطے ہر ایک شی کے اندازہ پس
اس تصریح کے بعد کسیطرح کا شائبہ اور گمان بہی بدا کا باقی رہا اور خوب متحقق ہوگیا کہ نسخ احکام شرعی
مین مثل نسخ احکام تکوینی کے بیان مدت حکم ہے نہ وہ چیز کہ مستلزم بدا ہو جیساکہ لالہ صاحب اور اعوان
اونکو از راہ جہل مرکب کے گمان کر رہے ہین پس مانند شمس نصف النہار روشن ہوگیا کہ لالہ صاحب نے جو یہہ
رقم فرمایا ہے کہ علماء محمدیہ نے دفع بدا کے لئے یہہ مضمون از خود تراشا ہو انتہی محض توہم پرستی اونکی
اور بہالت اور نادانی ہے تفاسیر آیات سے قولہ بر تقدیر یکہ میعاد نفاذ آیات ارادہ الہی مین مزمن
ہوتی تو بلاشبہہ ایک دو آیت منسوخہ مین خود ہی تشریح کر دیتا کہ یہہ امر اتنی مدت تک نفاذ دیا جاویگا
بعد ازان نسخ کیا جاویگا مگر کسی آیت مین بہی ایسا نہین کہا گیا انتہی اولا ہمید اقی لالہ صاحب کی
بیان کیجاتی ہے ایک یہہ لفظ کہ مزمن سراسر بیمعنی اس مقام مین ہے زمانہ بالفتح بمعنی برجا ماندگی کے
ہے صحاح مین ہے الزمانۃ آفۃ فی الحیوان رجل زمن ای مبتلی بین الزمانۃ معلوم نہین کہ وہ معنی مزمن
کے کیا سمجہے ہین ظاہر ہے کہ میعاد ساتہہ مزمن کے کسی طرح پر موصوف نہین ہوسکتی مگر ہونکہ وہ ہے

لغات عرب سے جاہل محض ہین میرے خیال مین یہہ آتا ہے کہ زبان جو اسم جامد ہے اوسکو اسعا سے متفرقہ سے ازراہ جہل مرکب کے تصرف فرما کر اور اوسکو ازراہ نادانی کے باب افعال مین لاکر اوس سے صیغہ صفت کا بنایا ہے دوسرے یہ کہ امر لغو دیا جاویگا یہہ بہی بمعنی محض ہے اور محاورہ کے بہی خلاف ہے نفاذ مصدر لازمی ہے بمعنی جاری ہونے کے پس ترجمہ عبارت لالہ صاحب کا یہہ ہوا کہ امر جاری ہونا دیا جاویگا حالانکہ یہہ سخت مہمل مضمون ہے علی ہذا القیاس جو تحریر فرمایا ہے کہ نسخ کیا جاویگا نسخ بہی مصدر متعدی ہے بمعنی بدل دینے کے ترجمہ اسکا یہہ ہوا بدلا کیا جاویگا اور یہہ بہی مہمل مضمون ہے اس مقام پر تو رعایت قافیہ کی لالہ صاحب کی بیہودانی کے اظہار کی باعث ہوئی ازبس کہ جہل مرکب کی راہ سے رعایت قافیہ کو صحت الفاظ پر ترجیح دیتے ہین لہذا ایسے ایسے مقامات مین مرض حماقت مین مبتلا ہو جاتے ہین اب عبادت نشانی کا بیان سنئے فرماتے ہین کہ ایک دو آیت منسوخہ مین خود ہی تشریح کر دیتا کہ یہہ امر اتنی مدت تک جاری رہیگا بعد ازان منسوخ ہوگا یہہ نہین سمجہتے کہ جب حکم مین قید توقیت کی مصرح ہوئی تو پہر اوسپر مطابق اصطلاح اہل اسلام کے اطلاق نسخ کا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے مگر چونکہ لالہ صاحب جاہل محض ہین اب تک اونکو یہہ بہی معلوم نہین کہ محل نسخ کونسا حکم ہے اور کونسا حکم نہین جس حکم مین توقت یا تابید ہو وہ اصل محل نسخ ہی نہین چنانچہ اس امر کو علماء اصول نے بہت تصریح کے ساتہہ تحریر فرمایا ہے و اما محلہ فحکم شرعی لم تلحقہ تابید ولا توقیت باقی رہی یہہ بات کہ ایا کچہہ احکام ایسے بہی ہین کہ اونمین تصریح مدت کی کی گئی سو حال اوسکا یہہ ہے کہ اگر لالہ صاحب نے کوئی کتاب بہی علم اصول کی دیکہی ہوتی تو معلوم ہو جاتا کہ اس قسم کے احکام بہی بہت ہین مثلاً فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ صبر اوپر ایذا کفار اور عدم مشروعیت جہاد کے انتہا تک فاصبر حتی یحکم اللہ مین موجود ہے پس واضح ہو کہ یہہ قول لالہ صاحب کا کہ کسی آیت مین ایسا نہین کہا گیا صریح افترا پردازی ہے الغرض اس قول مین لالہ صاحب کے منجملہ وجوہ تسعہ معرضہ جہلت لعہود کے تین وجہہ مجتمع ہین ایک بیہودانی دوسرے غباوت نشانی تیسرے افترا پردازی قولہ ورنہ تو سکیہ علماء محمدیہ کے ادعا ربیت و لی کم و کاست ہوتی تو بیشک محمد صاحب ارقم بن زید کو بکہا دیتے کہ اللہ تعالے نے ہر ایک حکم کی میعاد مقرر کی ہے جبکہ وہ میعاد تمام ہو جاتی ہے وہ حکم منسوخ کیا جاتا ہے انتہی بیہودانی لالہ صاحب کی ایک یہہ کہ یہان بحث ہے صرف اس ایک امر کی کہ نسخ بیان ہے مدت حکم کا امور متعددہ کی بحث نہین کہ لالہ صاحب اوسکو واسطے الفاظ جمع کے دعوی مین دوسرے یہہ کہ ارقم بن زید کوئی راوی اس حدیث کا نہین لالہ صاحب نے محض ازراہ بیہودانی کے یہہ نام لکہدیا ہے تیسرے ہم پرستی اونکی اہل اسلام کا بیان ہرگز یہہ نہین ہے کہ ہر ایک حکم کی میعاد ہے کہ بعد اوسکے وہ منسوخ ہو جاتا ہے ایسے احکام تو بہت کم ہین تیسرے یہہ قول لالہ صاحب کا کہ جواب مین

ایسا کہتے صاف وصریح توہم پرستی اونکی ہے غباوت نفسانی لالہ جی کا بیان سنن ابوداود مین یہہ حدیث
اسطرح پر منقول ہے کنا نسلم علی النبی صلعم وہو فی الصلوۃ قبل ان ناتی ارض الحبشۃ فیرد علینا فلما
رجعنا من ارض الحبشۃ اتیناہ فوجدناہ یصلی فسلمت علیہ فلم یرد علی حتی اذا قضی صلوتہ قال ان اللہ یحدث
من امرہ ما یشاء وان مما احدث ان لا تکلموا فی الصلوۃ الحدیث یعنی ہم سلام کیا کرتے تھے پیغامبر پر
کو حال یہہ کہ وہ نماز مین ہوتی تھے قبل جانے حبشہ کے اور وہ جواب دیتے تھے ہماری سلام کا جب پہرے
ہم حبشہ سے تو اونکے پاس آئے اور پایا اونکو نماز پڑہتے ہوئے ہمنے سلام کیا اونکو اونہون نے ہماری سلام
کا جواب ندیا جب پڑہ چکے نماز تو فرمایا اللہ تعالے حادث کرتا ہے اپنی امر سے جیسا چاہتا ہے اور منجملہ ان
امور کے جو حادث کئے یہہ ہے کہ نہ کلام کرو نماز مین فقط ظاہر ہے کہ معنی احداث کے یہہ نہین ہین کہ مقید
لالہ صاحب کے ہو بلکہ معنی احداث کے ہین وجود خارجی مین لانا ایک چیز کا جو علم اور ارادہ مین تہی بولاجا
نے احدث اللہ العالم اسکے معنی یہہ نہین ہین کہ بطور بدرکے حدوث عالم کا ہوا بلکہ معنی یہہ ہین کہ علم
اور ارادہ مین جو ایک وقت معین پر ایجاد عالم کا مکنون تہا وقت معین پر وجود خارجی مین لایا یس الفاظ
حدیث کے بہت صاف اور اوس مدعا کی دلالت کرتے ہین جسکی تصریح علماء اصول نے بیان معنی نسخ مین
کی ہے مگر چونکہ لالہ صاحب معانی کلمات عربیہ کے نہین سمجہتے محض از راہ توہم پرستی آمادہ اعتراضات
پر ہوتے ہین اور اسکے ضمن مین اپنی غباوت کی قلعی کہلواکر اہل معانی کے آگے آبرو کہوتے ہین قولہ
اہل اسلام معنی نسخ مین جسبا بدا وہمین کرتے ہین برخلاف اسلاف وبرعکس قرآن وحدیث ہین انتہی یہہ
بہی توہم پرستی لالہ صاحب کی ہے جو معنی نسخ کے علماء امت نے بیان کئے اصلا برخلاف قرآن وحدیث
کے نہین لالہ صاحب اپنے اس دعوے کو ہرگز ثابت نکرسکا اور باوجودیکہ چند ورق سیاہ کئے مگر کوئی دلیل
عقلی یا نقلی جو اونکے دعوے پر دلالت کرے پیش نکی اور کسی دلیل سے نہ بدا ثابت ہوا نہ یہہ ثابت ہوا
کہ معنی نسخ کے جو علماء امت نے بیان کئے ہین وہ برخلاف حدیث وقرآن کے ہین بلکہ علی رغم اللالہ
صاحب کے آیت کریمہ لکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور آیہ کریمہ الم تعلم ان
اللہ علی کل شیء قدیر الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموات والارض الآیہ اور آیہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل
اللہ لکل شیء قدرا اور حدیث ان اللہ یحدث من امرہ ما یشاء سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ معانی نسخ جو علماء امت
نے بیان کئے ہین تمامتر مطابق کتاب وحدیث کے ہین علاوہ ان سب امور کے جب احکام تکوینی مین دن رات
نسخ وتبدیل کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور بسبب قیام برہان عقلی یعنی ثبوت علم محیط کے وہ نسخ وتبدیل
محمول بر بدا نہین ہوسکتی بلکہ بالاتفاق محمول اوپر بیان مدت حکم کے ہے پس کوئی وجہ نہین کہ باوجود

قیام اوسی دلیل عقلی اور ایزادی دلیل نقلی کی احکام شرعی کی بابت بیان مدت سے اعراض کرکے تحویل
اوپر بدر کے کیا جاوے ہرگاہ کہ موجد امور تکوینی بہی وہی ہے اور موجد احکام شرعی بہی وہی پس دونو
قسمون کے احکام کی نسخ مین دو طریق پر تفرقہ کرنا بالبداہت مقلوب طلبی لالہ صاحب کی ہے قولہ دوسرے یہہ
ارادۂ الہی مین ہر ایک حکم کے لئے مدت نفاذ مضمر ہو تو لازم آتا ہے کہ کوئی حکم اپنے نفاذ سے پہلے منسوخ
نکیا جاوے انتہی یہہ حیلہ سازی لالہ صاحب کی ہے کیونکہ اگر مراد اونکی لفظ نفاذ سے استقبال ہے تو ملازمہ
اونکا غلط اور غیر مسلم ہے محض از راہ توہم پرستی کے اونہون نے بلا دلیل ملازمہ قائم کیا ہے کوئی
دلیل عقلی یا نقلی اسپر قائم نہین کہ استقبال سے پہلے کوئی حکم منسوخ نکیا جاوے بلکہ ہمنے کتب معتبرہ متعددہ سے
بیشتر ایسا نسخ ثابت کردیا اور اگر مراد لفظ نفاذ سے صدور ہے تو البتہ مسلم ہے مگر یہہ کچہہ مفید لالہ صاحب
کی نہین اسلئے کہ کوئی اہل اسلام اسکا قائل نہین اور بحث اسکی مفصلاً گذرچکی قولہ فرض کیا کہ نسخ آیات
کے واسطے مشیت الہی مین مدت معین ہے لیکن ہمکو یہہ بات کہان سے معلوم ہوئی کلام الہی سے جانی گئی
یا حدیث رسالت پناہی سے یا عقل سے ہمنے دریافت کرلی انتہی پیجدانی لفظ پناہی غلط صریح ہے رسالت پناہ
بولنا چاہئے یہان بہی مراعات قافیہ نے لالہ جی علم کو غلطی مین ڈالا ہے عبادت نفسانی لالہ صاحب کا بیان
ہم لالہ صاحب سے استفسار کرتے ہین کہ ایک روز بموجب حکم کے پورا ہی ہوا چلی دوسرے روز بموجب
حکم کے پہوا بدلی تو آیا یہہ بدلے یا ظہور مدت حکم اول کا ہے بدلے تو بالاتفاق نہین باقی رہی شق ثانی اس
شق پر لالہ بغیر وزر اگندہ چہل اپنے دل سے پوچہین کہ تمکو کیسے معلوم ہوا کہ مشیت الہی مین اوس حکم عمل
کی مدت معین تہی اسی پر احکام شرعیہ منسوخہ کو قیاس فرماوے کہ جبتک وہ حکم منسوخ ہوا تہا بسبب
قصور علم کے ہمکو کچہہ معلوم نتہا کہ آیا یہہ حکم میعادی ہے یا نہین اور اگر میعادی ہے تو میعاد اوسکی کیا ہے
جب ایک وقت معین پر وہ منسوخ ہوا تو ظاہر ہوا کہ یہہ حکم میعادی تہا اور وقت معہود تک میعاد
اسکی تہی اسیکا نام نسخ ہے چنانچہ ائمہ اصول نے رقم فرمایا ہے لابد ان یکون محل النسخ حکما یحتمل المدۃ
والوقت ای یحتمل ان یکون موقتا الی غایۃ وان لایکون کذلک احترازا عن السوار و لایکون دالا علی
التوقیت ولا علی التابید صریحا بل ہو مطلق یحتمل التابید ان لم یرد علیہ ناسخ والتوقیت ان ورد علیہ
ذلک فاذا ورد تبین انہ کان موقتا وہذا التوقیت یسمی نسخا یعنی ضرور ہے کہ محل نسخ ایسا حکم ہو کہ
احتمال مدت اور توقیت کا رکہتا ہو یعنی دونو احتمال برابر رکہتا ہو کہ احتمال توقیت کا بہی ہو اور عدم
توقیت کا بہی ہو اور دلالت توقیت اور تابید پر صراحت نکرتا ہو بلکہ مطلق ہو کہ محتمل تابید کا ہو بشرطیکہ
اوسپر نسخ وارد نہو اور محتمل توقیت ہو بشرطیکہ نسخ وارد ہو پس جبکہ نسخ وارد ہوا تو ظاہر ہو کہ یہہ

حکم موقت تہا اور اوس وقت کا نام نسخ ہی الغرض قبل منسوخی حکم سے یہہ امر ہرگز نہین معلوم ہوسکتا کہ یہہ حکم
موقت ہی یا مؤبد دونو احتمال برابر ہین جب وہ منسوخ ہوا تو حکم ناسخ سے خواہ وہ آیت کتاب کی ہو خواہ کلام
رسول علیہ السلام کا دریافت ہوا کہ یہہ حکم موقت تہا اور دلیل عقلی بہی اوسکے موقت ہونے پر یہہ ہی کہ جب یہہ بات
مدلل اور مبرہن ہوچکی کہ اللہ تعالی جل شانہ عالم و قدیر اور موصوف ہی صفات کمال سے پس باعتبار اوسکے علم
محیط کے کوئی شی ما کان و ما یکون سے اوسکے علم محیط سے خارج نہین اور باعتبار اوسکی قدرت کاملہ کے
کوئی تدبیر اور اصلاح جو بسبب تبدل حال کے مناسبت و قرین مصلحت ہو اوسکے قبضہ قدرت سے خارج نہین پس اگر
اوسنے کسی حکم کو بمقتضی مصلحت کے بدل دیا تو اس تبدیل سے وہ عاجز نہین بلکہ اوسیکی قدرت تامہ رکہتا ہی اور
بلحاظ علم محیط کے بداء بہی ممکن نہین پس بروقت ظہور نسخ کے بسبب امتناع اور امتناع بدا کے ظاہر ہوا کہ علم
محیط مین مدت اوس حکم کی معہود تہی پس دلیل عقلی اور نقلی سے بعد وقوع نسخ کے مشیت الہی ظاہر ہوگئی جب
یہہ امور متحقق ہوئے تو دریافت ہوا کہ لالہ صاحب نے جسقدر اس مقام پر بیہودہ گفتگو کی ہی مبنی اونکی غباوت
پر ہی **قوله** مسلمان ضعیف البنیان کس کہیت کی مولی ہین کہ بزور عقل مشیت الہی کما ینبغی معلوم کرسکین انتہی
لالہ جی کیا جوجی کیطرح چیخ رہے ہین آپکی یہہ ہٹ دانہ تقریر مزابل کی گہاس ہی یہہ سبزی منڈی مرادآباد کی
یا بقال کی ہاٹ نہین کہ رطب و یابس جو زبان پر آیا بک دیا اگر مراد آپ کی یہہ ہی کہ مشیت ایزدی کسی امر
مین کچہہ معلوم نہین ہوتی تو آپ سخت جاہل ہین ہم بالیقین از روی عقل و علم کے کہہ سکتے ہین کہ مشیت ایزدی
یہہ تہی کہ عالم پیدا ہووے اور انقلابات و تغیر و تبدل اوسمین واقع ہووین اگر آپ اسکے قائل نہین تو آپ
سے زیادہ کوئی جاہل نہین اور اگر مدعا آپ کا یہہ ہی کہ مشیت ایزدی جمیع ما کان و ما یکون جسطرح ہی کہ جو کچہہ ہو
معلوم نہین ہوسکتی تو مسلم ہی مگر یہہ امر آپکے مفید نہین کیونکہ چند امور کی مشیت ایزدی پر مجملا علم آپکو بہی لازم
نہیتی تاکہ مشیت ایزدی پر کاہو ہو علم اجاد ہی آپ تو سر امد حکماء ہند مین عقل حیران ہی کہ با اینہمہ کمالات
ہندیہ کو جو تقریر آپکی ہی خالی از نقصانات تسعہ مفرحہ خلعت الہنود نہین غالبا حکمۃ ہندیہ جو جدید آپکی ترشح سے
مستنبط ہو اسی قسم کی ہوگی یہہ نقصان اونکو کا نہین کہنا ہی مگر آگے **قوله** تشریح اس مرحلہ کی عنقریب کیجاوے گی
انتہی بیان ہیچمدانی کا مرحلہ طی کیا جاتا ہی مرحلہ کی تشریح نہین کیجاتی **قوله** قطع نظر اس تعین مدة کی نسخ کلام
مین کوئی وجہہ ہی یا نہین بر تقدیر تسلیم وجوہات سابقہ اعتراضات گذشتہ لازم آوینگی انتہی فعل حکیم حکمت سے
خالی نہین اور اعتراضات گذشتہ منکرین کے سب مبنی اوپر ہیچمدانی اور غباوت نشانی وغیرہ وجوہ مستعملہ کے
ہین چنانچہ مفصلا بیان اونکا گذرا **قوله** جس صورت مین وجہہ مذکور کی تمیز تمہاری قدرت سے خارج ہی تو مسلم
مشیت قدیم ابدرجہ اولی و بمرتبہ انسب احاطہ طاقت اہل اسلام سے بیرون ہوگا انتہی ہیچمدانی کا بیان لفظ

انسب مضمون البتہ محتمل ہو مگر لالہ صاحب معذور ہین کہ علم معانی بیان سے بہرہ نہین رکہتے غباوت نشانی کا بیان لالہ صاحب کے ذہن مین
از راہ جہل مرکب کے یہہ ہے کہ علم مشیت کو علم وجہہ مشیت یا علت ایجاد کا علم بہی لازم ہے حالانکہ یہہ جہالت اونکی ہے
علم مشیت کو علم وجہہ مشیت یا علم وجہہ ایجاد لازم نہین اگر لالہ صاحب کوئی دلیل اسپر رکہتے ہون تو پیش کرین
بہت اشیا ایسی ہین کہ ہمکو اونکی نسبت یہہ علم ہے کہ مشیت ایزدی اونکی ایجاد کی مقتضی ہوئی مگر وجہہ اونکی
ایجاد کی یا وجہہ مشیت کی معلوم نہین مگر فعل حکیم کا خالی حکمت سے نہین خواہ وہ حکمت ہمکو معلوم ہو یا نہو اور
یہی ہے مذہب سری کرشن و ریشبست حکیم پیر برہما اور جمیع محققان ہند کا تفصیل اسکی سوط الجبار مین مرقوم ہے
قولہ طبیب کا تبدیل کیا ہوا نسخہ منسوخ ہرگز نہین ہوتا انتہی لالہ صاحب کی غباوت حد سے گذر گئی مثال طبیب
اور بیمار کی ایک جزئی مثال ہے یعنی جب بسبب لحوق ایک بیماری کے طبیب نے زید کو حکم دیا کہ اس دوا کا استعمال کر
جب وہ بیماری رفع ہو گئی تو حکم دیا کہ یہہ دوا ترک کر یا اور کسی دوا کی استعمال کا حکم دیا
پس بالبداہت ظاہر ہے کہ زید کے حق مین ترک اوس دوای اول کا یا تبدیل دوسری دوا کی بمنزلہ نسخ
کے ہے لالہ صاحب از راہ غباوت کے فرماتے ہین کہ نسخہ منسوخ نہین ہوا لالہ صاحب ذری ہوش و حواس
جمع کرکے فرمائے کہ اگر حکم طبیب کا اوس مریض کے لئے درباب استعمال دوای اول کے منسوخ نہین ہے تو کیا بدستور
باقی ہے اگر آپکے ذہن مین یہہ ہے کہ حکم بدستور باقی ہے تو فرمائیے کہ دوسرا حکم جو اوسکی ترک کا ہے وہ بہی باقی
ہے یا نہین اگر باقی ہے تو اجتماع ضدین لازم آیا اور اگر باقی نہین تو یہہ حکم ثانی منسوخ ہوگیا بہر حال نسخ
کہین نہین گیا مگر نسخ حکم ثانی کی تو غالب ہے کہ آپ بہی قائل نہونگے لاجرم نسخ حکم اول ہی متعین رہا پس قول
آپ کا نسخہ منسوخ نہین ہوا سراسر غباوت آپکی ہے ظاہرا از راہ غباوت کے آپ کو حکم جزئی مخلوط نظر
نسخہ سے وہ حروف سمجہے جو قرابادینون مین لکہے ہوئے ہوتے ہین سو حد سے گذری ہے توفی آپکی ٭
بوالفضولی بیشعوری آپکی **قولہ** بعض آیات منسوخ التلاوۃ اگر کسی عالم کے سامنے پیش کیجاتی ہین تو انکار
پیش آتا ہے انتہی پیشتر بحث اسکی گذر چکی ہے کہ آیات منسوخۃ التلاوۃ جسطور پر نازل ہوئی تہین ویسی
کسی کو یاد نہین رہین پس وہ آیتین اب جیسی نازل ہوئی تہین باقی ہی نہین پیش کرنا تو درکنار ہے یہہ
بہی ایک بہتان طرازی لالہ صاحب کی ہے **قولہ** پہر یہہ دعوی کہ اللہ تعالی بمقتضاے وقت و حال مکلفین
نسخ پر آمادہ ہے محض بے بنیاد ہے ورنہ لازم آویگا کہ وقت و حال مکلفین قدرت الہی سے بالا ہے انتہی
غباوت نشانی لالہ صاحب کی قابل تماشا ہے کہ باوجود اسقدر تصریحات کے ابہی تک وہ نسخ کی حقیقت
سے آگاہ نہین ہوئے سوط الجبار مین غباوت لالہ صاحب کی اس باب مین خوب مصرح کی گئی ہے یہان
بہی مختصر لکہا جاتا ہے کہ ہرگاہ یہہ ثابت ہو چکا کہ نسخ بیان ہے نہایت حکم کا یعنی جو نہایت حکم کی شارع کے

علم مین تہی اور اسکا اب بیان ہوا اور شارع علیم کو تبدل احوال و مصالح مکلفین کا بہی ازل سے معلوم تہا اور یہہ
بہی ظاہر ہی کہ صور علمیہ کے خلاف صور خارجیہ ظہور مین نہین آسکتین پس جسطور پر کہ علم ازلی تہا اوسی طور پر صور
خارجیہ وجود مین آئین اس طور مین کہ مین مطابق علم ازلی کی ہی کسی طرح برخلاف نہین ہوسکتا پس تبدل
احوال بہی موافق علم کے ظہور مین آیا اور تبدل حکم بہی جیسا علم مین تہا ویسا ہی واقع ہوا اگر برخلاف اسکے
وقوع مین آتا تو بدا اور عجز کہلاتا پس مین حیران ہون کہ لاله صاحب پر کیا بلا غباوت چہائی ہی کہ بیہودہ
باتین بناتے ہین قوله حاصل اسکہ او تعالی فرمان بردار رسم و عادت اہل روزگار کا ہی انتہی ملت ہنود
اور سانکہ شناستہ بضمیمہ اعتقاد بید البتہ یہہ قبیح لازم آتا ہی کہ خدای تعالی کو اکرتا بیان کرتے ہین
اور خالق افعال اعمال اور طبائع او نفوس وغیرہ کو جانتے ہین اور نسبت جہالت اور بیدانشی کی
اوسکی طرف روا رکہتے ہین اور اوسکو مقید جہالت کی رسم کا قرار دیتے ہین مگر اہل اسلام کے دین پر
یہہ قبیح لازم نہین آتا کیونکہ ہم رسم و عادات اہل روزگار کو اور خود روزگار اور اہل روزگار کو اور
جمیع اعیان اور اعراض کو ایجاد کیا ہوا خداتعالی کا ہی اعتقاد کرتے ہین پس جمیع اعیان اور اعراض
اور احکام تکوینی اور تشریعی مطابق اوسکی مشیت کے ظہور مین آتے ہین وہ کسی کا مقید اور پابند
نہین حالات بہی اپنی مشیت و علم و ارادہ سے وہی بدلتا ہی اور حسب اقتضای حکمت احکام بہی اپنی
مشیت و علم و ارادہ سے وہی جاری فرماتا ہی قوله ہم دریافت کرتے ہین کہ لکم دینکم ولی دین وغیرہ
کے نسخ مین کیا مقتضای وقت و حال مکلفین تصور کیا تہا انتہی اول تو ہم لکم دینکم ولی دین کو منسوخ
نہین کہتے چنانچہ بحث اسکی مفصل گذر گئی ہی اور بالفرض اگر آیات قتال سے منسوخ بہی مانی جاوے
تو وجہ اوسکی ظاہر ہی کیونکہ اہل اسلام مین جہاد ایسی لڑائی کا نام نہین جسطور پر مہاراجہ سری کرشن جی
نکہنی پر بالطمع ملک پانڈون کے ساتہہ ہوکر موجب فتنہ و فساد اور باعث خون ریزی عظیم ہوے تہے
بلکہ جہاد ہمارا صرف واسطے اعلاء کلمۃ اللہ کے ہی اور جبتک حجت کفار پر تمام نکرلین تب تک تلوار نہین
پکڑتے اور چونکہ ابتدا اسلام مین افہام و تفہیم منکرین کی ضرور تہی بسبب اسکے کہ مدت دراز سے پابند
رسوم جاہلیت ہو رہے تہے اور آبا کی تقلید سے اپنے دین کو دین حق سمجہہ رہے تہے اور جہالت ان
مین زائد از حد تہی اور عادی وعظ و پند کے نہتے دینا مہلت کافی کا واسطے رعایت حال دین متین
اور ارشاد نبی کریم کے ازبس مناسب اور ضرور تہا علاوہ برآن واسطے جناب و جہاد کے جمعیت مومنین
کی بہی درکار تہی اور جمعیت ہنوز حاصل نہین ہوئی تہی پس یکایک تن تنہا یا پانچ چار آدمیونکی ہمراہی
سے مقابلہ اور مقاتلہ کر بیٹہنا ہرگز مقتضای مصلحت تہا اور لاله صاحب جو پر بنا ہمراہی ملک کے

یا دعمرائی کرتے مین بہی اور جہالت کر ہو عالم اسباب مین ضرور نہین کہ ہر ایک امر بطور خرق عادت کے
ظہور مین آوی بہلا میان تو فرشتو ہی ہمراہ اور پہین بہی بادلون کے ہمراہ تو خود وہ ذات جسکو آپ
قادر مطلق اور واجب الوجود قرار دیتے ہین معین اور مددگار تہی اونہون نے بغیر فراہمی جمعیت کثیر
اور جسم عنیر فرمان روایان اطراف اور مہیا کرنے سامان حرب کی کورون پر حملہ کیون نہین کیا اور
تفصیل اس مباحثہ کی سوط الجبار مین مرقوم ہی **قولہ** بہرکیف انجام نسخ مستلزم بدو ندامت ہو انتہی
ہیچمدانی لالہ صاحب کی اس بہرکیف مین بہی ظاہر ہی کہ ابتدا سے ابتک تو یہہ کہتے تہے کہ نسخ مستلزم
بدا ہی اس بہرکیف مین یہہ فرماتی ہین کہ انجام نسخ مستلزم بدا ہی معلوم ہوتا ہی کہ لالہ صاحب ابہی تک
شی اور انجام شی کو ایک ہی تصور کر رہی ہین **قولہ** اگر خدا نخواستہ کوئی امر حادث ہو وی کہ جسکی سبب
او تعالی کو چار و ناچار اپنا کلام بدلنا پڑی تو بالیقین او تعالی اوسکی دفعیہ پر آمادہ ہو ویگا تبدیل کلام
پسند نکریگا کہ معیوب اور منقوض ہے انتہی خوش تقریری حکیم ہند کی قابل لحاظ ہی اول تو جس چیز کو
خدا نچاہیگا وہ حادث ہی کیون ہوگی پہر بفرض محال اگر حادث ہوئی تو کوئی چیز ایسی نہین کہ قادر
مطلق کو عاجز اور مجبور کر دی اور بمجبوری اوسکو کوئی کام کرنا پڑی اور بفرض محال جب وہ ایسا
عاجز ہی کہ بلا مشیت اوسکی ایک چیز حادث ہوئی اور اوس چیز نے اوسکو مجبور و بے اختیار کر دیا
تو اوسکو اوس شی کی دفع پر کیا قدرت ہوگی اور جس چیز نے کہ بلا مشیت اوسکی ظہور پکڑ کر اوسکو
مجبور کر دیا تو وہ اوسکی دفع سے کب مندفع ہو سکتی ہی غرضکہ لالہ صاحب کی شرطیہ کے دونو جز بہی
کاذب اور باطل ہین اور خود شرطیہ بہی کاذب و باطل ہی اور لفظ منقوض اس جگہہ محض بیمعنی ہی چونکہ لالہ
صاحب سر امد حکماء ہند اور جامع فنون بید کی ہین اونکی اس قسم کی تقریرون اور استدلالات سے حقیقت
حکمت ہندیہ کی خوب منکشف ہوتی ہی ہیچمدانی لالہ جی کی یہان لالہ جی نے ایک لفظ دفعیہ لکہا ہی نہین
معلوم کہ اوسکی کیا معنی سمجہی ہین مادہ اوسکا دفع ہی پس یہہ فعلیہ ہی اوس بارہ ہی کہ استعمال اوسکا
اس مقام مین سراسر جہالت لالہ جی کی ہی **قولہ** ہم اصلا نہین کہتی کہ کلجگ مین نیوک منسوخ ہی بلکہ ہمارا مقولہ
یہہ ہی کہ کلمات و عبارات حکم نیوک سے اوسکی تعمیل ست جگ اور دواپر اور ترتیا پر موقوف اور مفہوم
پائی جاتی ہی انتہی اگرچہ ہم اس امر کو تسلیم نہین کرتے کہ حکم نیوک مین قید وقت کی منصوص ہی چنانچہ
مفصل بحث اسکی آگی آویگی مگر اس مقام مین ہم اوسکو مطابق قول لالہ صاحب کے فرض کر کے کلام کرتی
ہین کہ مخفی نہین کہ حکم خدای علیم کا جسمین توقیت منصوص ہو اور جسمین توقیت مضمر ہو دونو شارع
کے اعتبار سے برابر ہین مثلا اوسنی یہہ فرمایا کہ یہہ کام کرو برس روز تک یا اوسنی یہہ فرمایا کہ یہہ کام کرو

اور توقیت برس روز کے الفاظ مین نہین کی مگر توقیت مذکورہ علم مین بہی تہی اوسکو اعتبار سے حاصل دونو
کلامون کا ایک ہی ہے صرف تنصیص اور عدم تنصیص کا الفاظ مین فرق ہے مقصود اوسکا جو اوس کلام سے ہے
وہی اس سے ہے یعنی بعد برس روز کے دونو حال مین وہ حکم جاری نہ رہیگا بحالت تنصیص یہی تنصیص اوسطرح
تبدیل موجب حکم کی برس روز کے بعد کافی ہوگی اور بحالت عدم تنصیص دوسرا حکم برس روز بعد صادر
ہو ویگا حاصل دونو کا ایک ہی ہے یعنی دونو صورتون مین جو حکم کہ سابق سے تہا بعد میعاد مذکور کے دونو
اور اوسکی جگہ دوسرا حکم مغائر اوسکے قائم ہوگا تشریح اس مقام کی یہہ ہے کہ مثلاً شارع کا حکم اسطرح پر
ہوا کہ عمل حج جائز ہے مگر بعد برس کے ممنوع ہوگا تو یہہ حکم مشتمل ہے دو امر پر اور دونو منطوق مین ایک
جواز عمل حج کا دوسرا ممنوع ہونا اوسکا اور اگر اوسنے یہہ حکم دیا کہ عمل حج جائز ہے مگر اوسکی علم و ارادہ
مین یہہ ہے کہ بعد برس روز کے یہہ عمل منسوخ کیا جاویگا تو یہہ حکم بہی مانند حکم سابق کے دونو امر پر مشتمل ہے
صرف اتنا فرق ہے کہ اسمین امر اول منطوق ہے اور امر ثانی منوی اور مراد ہے اور چونکہ وہ قادر مطلق ہے
کوئی شے اوسکو اوسکے ارادہ سے عاجز نہین کرسکتی پس باعتبار اوسکے علم و ارادہ کے دونو کلام ایک
ہی حکم مین ہین منطوق اور منوی دونو اوسکے اعتبار سے برابر ہین منطوق و منوی ہمارے علم و فہم پر
تو البتہ موثر ہین کہ بحالت منطوق ہونے کے ہمکو توقیت پر علم حاصل ہو جاتا ہے اور منوی یا غیر منطوق کی
توقیت یا مدت حکم ثانی ہمکو معلوم نہین ہوتی مگر تاثیر دونو طرح کے حکم کی واقع مین ایک ہی طور پر ہوگی
برس روز تک حکم حج پر عمل رہیگا بعد برس روز کے ممنوع ہو جاویگا صرف فرق یہی ہے کہ حکم ممانعت
کا بعد برس روز کے جو اوسکے علم و ارادہ مین ہے صورت اول مین اسیوقت بیان مین آویگا اور صورت
دوم مین برس روز کے بعد بیان مین آویگا اور مدت حکم جواز کی جو علم مین تہی اظہار اوسکی صورت
اول مین اسیوقت بیین ہوگئی اور صورت ثانی مین بعد برس روز کے اوسکی اظہار ہے اسکو علم حاصل ہو
جب یہہ امور ذہن مین ہو چکے تو اب ہم یہہ کہتے ہین کہ شبہہ بداء کا تو دونو صورتون مین وارد نہین ہوسکتا
کیونکہ بداء مبنی ہے جہل پر اور یہان دونو صورتون مین شائبہ جہل بہی نہین بلکہ صورت اول مین تو حکم
منطوق ہے اور صورت ثانی مین حکم منوی ہے اور علم کے اعتبار سے منطوق اور منوی دونو برابر ہین
علی ہذا القیاس جسقدر اعتراضات لالہ صاحب نے اوپر کئے ہین اگر وہ وارد ہونگے صورت ثانیہ پر تسلیم
کیا جاویگا تو بلاشبہہ وبلاشک صورت اولی پر وارد ہونگے مثلاً یہہ اعتراض جو لالہ صاحب نے کیا ہے کہ
اگر حکم اول مستحسن تہا تو کیون بدلا گیا اور اگر مستحسن نتہا تو کیون اتنی مدت تک جاری رہا دیکھو یہہ
اعتراض جیسا صورت ثانیہ پر وارد ہوتا ہے ویسا ہی صورت اولی پر وارد ہوتا ہے کہ عمل نہوگا اگر مستحسن تہا

تو کیون کلجگ مین جاری ہوا اور اگر مستحسن تہا تو ادوار سابقہ مین ہزارہا برس تک کیون جاری رہا
اسیطرح پر تقریر جہالت آمیز لالہ صاحب کی کہ اگر کوئی امر ایسا حادث ہووے کہ جس سے جار و ناچار ایسا
کلام بدلنا پڑے تو خدا تعالی امر مذکور کے دفعیہ پر آمادہ ہوگا تبدیل کلام پسند نکریگا مسئلہ نیوگ پر
بہی وارد ہوتی ہے یعنی اس بنا پر یہہ کہہ سکتے ہین کہ اگر کوئی امر ایسا حادث ہووے کہ جسکے سبب خدا تعالی
کو حکم جواز نیوگ جو ہزارہا سال سے جاری رہا ہے بدلنا پڑے تو بالیقین خدا تعالی اوسکے دفع پر آمادہ ہوگا
تبدیل جواز نیوگ پسند نکریگا پس یہہ حیلہ سازی لالہ صاحب کی پیش نہ گئی اور مسئلہ نیوگ خواہ مطابق اصطلاح
کے منسوخ ہوا نہو بہرحال اوسپر وہی اعتراض لالہ صاحب کی جو اونہون نے مسئلہ نسخ پر کئے تہے وارد ہوتے
ہین اور کاٹہی ہوئی لالہ صاحب کے اونکی دلین اپنی نوکین چہوتے ہین اگر یہہ کہین کہ حدوث امر
حادث کا بسبب قید منصوصہ کے ضروری ہے تو ہم کہینگے کہ حدوث امر حادث کا بسبب علم ازلی کے ہرشئے
پر ضرور ہے کیونکہ جو جو کچہہ علم مین ہے ممکن نہین کہ اوسکے خلاف ہوسکے **قولہ** قطع نظر ازین ظہور کلجگ کردار
و رفتار اہل روزگار کی یاداش و مکافات ہے کہ دفعیہ اوسکا خلاف مصلحت و حکمت کہ برعکس عدالت و
نصفت ہے انتہی ہیچمدانی لالہ صاحب کی دیکہیے کہ زرہ سے مضمون کو کسقدر طول عبارت مین ادا کیا ہے اور
کسقدر الفاظ بیہودہ بلا وجہ موجہہ ایک جملہ مین جمع کیے ہین کردار و رفتار یاداش و مکافات مصلحت
و حکمت عدالت و نصفت اور باوجود اسقدر تطویل کے افادہ مدعا مین سراسر قاصر رہی عبارت مذکورہ
سے ظاہر ہے کہ زمانہ کلجگ کا عین یاداش ہے حالانکہ زمان کسیطرح اہل زمان کے اعمال کی یاداش نہین
ہوسکتا اور اگر مدعا یہہ ہے کہ اس زمانہ مین اہل زمان کو یاداش دیجاتی ہے تو یہہ بہی بیہودہ بات ہے کیونکہ
کلجگ سے پیشتر جو ادوار گذرے اونمین بہی اہل زمان کو جزا اور سزا دیگئی ہے خصوصیت کلجگ کی کچہہ نہین
نیک و بد ہر ایک دور مین ہوتے چلے آئے ہین اور ہر دور مین جزا و سزا ملتی رہی ہے بلکہ جس درجہ کے
اشرار اور ادوار مین تہے کلجگ مین تو ابہی تک اونکے پاسنگ بہی کوئی نہین ہوا آمدم بر سر مدعا
جبکہ خود تقریر لالہ صاحب سے ثابت ہوگیا کہ ایسے امور کہ ظہور اونکا مقتضی تبدیل حکم سابق کا ہو قرین
مصلحت ہون تو اونکا دفع جائز نہین بلکہ اونکے لحاظ سے اوس حکم کو جو سابق سے جاری تہا بدل دینا
واجب ہے پس لالہ صاحب فرماوین کہ اب نزاع کس چیز مین رہگیا ہم بہی تو یہی کہتے ہین کہ بسبب تبدل
احوال کے کہ وجود اونکا مقتضای حکمت کاملہ ہے حکم سابق کو منسوخ کیا جاتا ہے پس جو دعوی ہمارا ہے خود
اقرار سے لالہ صاحب کی ثابت ہوگیا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَاللّٰہُ یَقُصُّ الْحَقَّ وَہُوَ خَیْرُ الْفَاصِلِیْنَ **قولہ** الحاصل
جبتک مسلمان سلسلہ اعمال اور خدمت روحپر ایمان نہ لاوینگے کوئی عذر پیش نہ چلیگا اسلئے

ہیمدانی اول یہہ دریافت نہوا کہ یہہ مضمون حاصل کس عبارت متقدمہ کا ہے چونکہ ظاہر ہے کہ اوپر کچہہ بحث سلسلہ
اعمال اور قدامت روح کی نہیں پس لفظ الحاصل یہان محض لغو اور سراسر بیمحل ہے جو دم پیش ہم چلیگا برابر
خلاف محاورہ کہ ہے پیش نہ جاویگا کہنا چاہیے تھا دوسرے نشانی قدم ارواح کا ابطال بیدون سے بخوبی ثابت
ہے چنانچہ مفصل بحث اوسکی سوط الجبار مین ہے اور خود لالہ صاحب اسی کتاب کے بہرکیت تیم مین صفحہ ۸۹ پر
لکہتے ہین کہ عالم ممکن بالذات ہے لہذا اوسکے لئے حدوث وفنا ضروریات سے ہے الخ اور تحفۃ الاسلام مین
تصریح فرمائی ہے کہ روح محدود ہے اور یہہ بہی تصریح کی ہے کہ ہر محدود حادث ہے پس سلسلۂ اعمال اور قدم
ارواح تو خود تصریحات لالہ صاحب سے باطل ہو گیا مخفی نرہے کہ لالہ اندرمن جیسا فرط تعصب سے اکثر مسائل
مین بید وشاستر کو ترک کرکے مخالفین بید وشاستر کے مغالطہ مین آگئے اور جنہیا اونکا مسلک تہا اوسکو
اختیار کیا مسئلۂ قدم عالم و ارواح مین تو بعض سراوگیون نے اونکو دہوکا دیکر اپنے مذہب کا تابع کیا
مسئلۂ جہاد و نسخ مین اونکو پادریون نے دہوکہ دیکر اپسا کر لیا علی ہذا القیاس اور بہی بہت مسائل
مین حالانکہ بید وشاستر باطلان تمام اوپر ابطال قدم زمان اور قدم عالم اور قدم ارواح اور وجوب
جہاد اور جواز نسخ پر ناطق ہین مگر لالہ صاحب نے ایسا دہوکہ سراوگیون اور پادریون کا کہایا کہ بید و
شاستر سے بہی یکسر تخت اونہون نے ہاتہہ اوٹہایا خیر اسکو اس سے کیا مطلب جیسا اعتبار رکہتے ہین جو طریقہ
چاہین اختیار کرین ۵ گر آب باہ نصرانی نہ پاک ست ۰ جہودی مردہ می شو ید چہ باک ست ظاہر کلام
لالہ جی کے یہہ امر مستنبط ہے کہ اگر سلسلۂ اعمال اور قدم روح کو تسلیم کر لیا جاوے تو مسئلہ نسخ پر کچہہ اعتراض
وارد نہوگا حالانکہ جو جو اعتراضات واہیات لالہ جی پیش کرتے ہین حدوث وقدم عالم پر مبنی نہین
رہی یہہ بات کہ واسطے تبدیل حال اہل عالم کے کوئی وجہہ درکار ہے اور وہ وجہہ مبنی ہے اوپر قدم عالم کے
سو یہہ ایک محض توہم پرستی ہے اور ابطال اسکا سوط الجبار مین بہت تفصیل سے بیان ہو چکا ہے علاوہ برآن
فاضل بہت سکن نے اوسکے ابطال مین بہت دلائل پیش کی ہین اور لالہ صاحب نے کچہہ جرح اور قدح اوس مین
نہین کی پس ایسی بیہودہ گوئیان لالہ جی کی اصلا لحاظ کے قابل نہین اور تغیر حالات کا اصلا مقتضی قدم
عالم کا نہین ہے اسکے اس سے جسقدر ہذیان سرائی لالہ جی نے کی ہے سب توہم پرستی اور باد دستی از خیار پرانے
اور حیلہ سازی کا ہے اور مفصل بحث اسکی سوط الجبار مین مذکور ہے قولہ بر صفحہ ۱۹ ظہور رستان اور بالستان
وغیرہ اور تبدیل و تغیر ابہی ہے چونکہ صریحا ہو بدیہا تبعیہ آئندہ مخلوق سے ظاہر ہین بالضرور جانب آزیگا
سے یقین کیا جاتا ہے اقول الحمد للہ والمنۃ کہ لالہ صاحب رو براہ ہوئے اور احکام الٰہی مین جواز تسلیم
و تغیر و تبدیل کو تسلیم فرمایا پس جسقدر اونہون نے چند دلیلین درباب امتناع نسخ کے اوپر لکہی ہین اونکا

تتمہ بہی لگا نہ تہا اور سب عذر وہ باطل ہوگئین ہمارے اور آپکی نزاع تو اتنی ہی بات پر تہا کہ آیا احکام الٰہی مین
نسخ بمعنی مصطلحہ اہل اسلام جائز ہی یا نہین جب خود لالہ صاحب نے تسلیم کر لیا کہ جائز ہی اب ہمارا اور اونکا
کچھہ نزاع نرہا اور باعتراف لالہ صاحب کے ثابت ہوگیا کہ نسخ کسی حکم کا مستلزم اسکا نہین کہ وہ حکم خدا کا
نہین پس جسقدر ہذیان سرائی لالہ صاحب نے اوپر کی ہی اور ورق دفتر کا سیاہ فرمایا ہی یہی اوسپر حماقت اور
غباوت لالہ صاحب کی ہی از راہ جہل مرکب کے یہہ نسمجہی کہ جس امر پر اعتراض کرتے ہین چند ورق کے بعد اوسکو
تسلیم کرینگے ؎ چہ کند عاقل کند کاری کہ باز آید پشیمانی ❊ **قولہ** ایجاد احکام شرعی تو ہر کوئی کر سکتا ہی
چہ جائی کہ اونکہ تغییر و تبدیل انتہی کمال وقاحت اور غباوت لالہ صاحب کی ہی کہ پیشتر تو وجوہ امتناع نسخ
مین بہت شد و مد سے لزوم بدء وغیرہ واہیات کو پیش کیا اب یکقلم اونسے دست بردار ہوکر یہہ وجہہ پیش
کی کہ ایجاد احکام شرعی تو ہر کوئی کر سکتا ہی جسکا حاصل یہہ ہوا کہ نسخ احکام الٰہی عموماً تو ممنوع نہین اور نہ عموماً
مستلزم بدء ہی مگر احکام شرعی مین ممنوع ہی اسلیئے کہ ایجاد احکام شرعی کی ہر کوئی کر سکتا ہی پس باطل ہوگئے
وہ دعاوی عموم و دوام کے جو لالہ جی نے مواقع متعددہ پر بعد الکلام اور الحاصل اور بہرکیف کے سطور
پر فرمایا ہی کہ نسخ احکام ابداً اور عموماً معیوب ہی اور حاکم حقیقی کے حق مین بدء ندامت لازم کرتا ہی لالہ صاحب
دیکہا آپنے اعجاز قرآن کہ جب آپنے کسی بنا پر ارادہ تکذیب اوسکا کیا ہی خدا تعالیٰ نے آپکو آپ ہی کی زبان
سے جہوٹا بنا دیا اب بہی اگر ایمان نہ لاؤ تو آپکی اقصی درجہ کی قساوت قلبی ہی فہی کالحجارۃ او اشد
قسوۃ اب ہم آپکے اس قول پر توجہ کرتے ہین کہ ایجاد احکام شرعی تو ہر کوئی کر سکتا ہی الخ اولاً یہہ امر
شرائع حقہ مین ممنوع ہی شرائع حقہ کا حال تو یہہ ہی کہ جسطرح پر احکام تکوینی من جانب اللہ ہین اوسی طور
پر احکام شرعیہ بہی جو کتب سماویہ اور ارشادات انبیاء علیہم السلام سے بالیقین ثابت ہین من جانب اللہ
ہین اگر یہ کہو کہ بالیقین جانب اللہ ہین تو بسبب اعتراف آپکے مثل احکام کونی کی اونمین بہی نسخ مستلزم کسی قبح کا نہین اگر یہہ کہیے کہ جہلاء
ہنود اور اونکے امثال احکام شرعی قرآن کو من جانب اللہ اعتقاد نہین کرتے تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ
چین اور یورپ اور دہریہ اور امثال اونکے احکام کونی کو بہی من جانب اللہ تسلیم نہین کرتے پس اگر مدار
تسلیم و عدم تسلیم جہال پر ہی تو لازم آیا کہ احکام کونی مین بہی نسخ جائز نہو حالانکہ آپ نسخ احکام کونی
کو باوجود عدم تسلیم فرق ضالہ کے تسلیم فرماتے ہین ظاہراً آپنے احکام شرائع حقہ کو اپنے دین باطل کے
احکام پر قیاس فرمایا ہی کہ جس زمانہ مین جس کسی نے چاہا بید کو منسوخ کر کے حسب مراد حکم دیا اور نافذ
ہوگیا مثلاً بیاس جی نے ایک عورت کا نکاح پانچ مردون سے کرا دیا اور جائز اور نافذ ہوگیا ارجن اور
بلرام اور کرشن جی نے شراب کو باوجودیکہ بید مین بصراحت تمام اوسکی حرمت کا حکم موجود ہی جائز کر دیا

اور زبان دراز کہ مستغلہ ہی نوشی کا گرم رہا علی ہذا القیاس بہت احکام ہین کہ تفصیل اونکی موجب تطویل ہے
ثانیاً آپکے اعتراف سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ ایسی چیزین جنکا ابتدا مخلوق سے ہو ہون نسخ جائز ہو پس اسکا جواب
ہم کہتے ہین کہ مطابق آپکے اقرار کے نسخ بعض آیات قرآن کا بھی جائز قرار پایا چونکہ اتیان بمثل قرآن سے انسان
قبضۂ قدرت مخلوق سے خارج ہے اور دلیل بدیہی اوسپر یہہ ہے کہ قریب تیرہ سو برس گذر گئے اور کوئی مثل اوسکے
نہ لاسکا حالانکہ ابتدا سے اب تک معاندین بکثرت موجود رہے اور رہین اور ابتدا سے اونسے مطالبہ رہا کہ اگر کچھ
شک اسمین ہے تو ایک ہی سورہ ایسی بنا لاؤ اور برابر یہہ دعوی رہا لئن اجتمعت الانس والجن علی ان
یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا پس جسقدر اعتراضات آپنے بر بنا رفع
نسخ سابق مین کہے ہین تب آپ ہی کے اقرار سے مردود اور بے اصل ٹھہرے ثالثاً آپنے علت جواز نسخ خارج
ہونیکو قدرت مخلوق سے قرار دیا اور علت امتناع نسخ داخل ہونیکو حد قدرت مخلوق مین ٹھہرایا پس اب
فرمائیے کہ بید اگر آپکے نزدیک ایسا ہے کہ اتیان بمثل اوسکے حد قدرت مخلوق مین ہے یا نہین شق اول کو آپ واقع
بید مین باطل قرار دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ زبان خاص الہی ہے شق ثانی پر لازم آیا کہ نسخ بید ممتنع نہیں
پس باطل ہوا قول آپکا کہ نسخ بید ممتنع ہے اور جب یہہ امر ثابت ہوا کہ کوئی نوع نسخ بید مین ممتنع نہین تو ہر ایک
کو وقوع نسخ مین جو کتب سماویہ ہین ہے کیا اعتراض ہے رابعاً آپنے جو علۃ جواز و امتناع نسخ کی ٹھہرا کر قائم کی
اس علت پر دلیل عقلی یا نقلی کیا ہے تحریر آپکی بیہودہ سرائی بغیر کسی دلیل قوی کے لائق تسلیم کے نہین بلکہ صاف
صریح باطل ہے کیونکہ عدم قدرت اور قدرت مخلوق کو جواز نسخ اور عدم جواز نسخ احکام الہی مین کسی طرح کا
دخل نہین پس عدم قدرت اور قدرت مخلوق عقلاً کسی طرح پر علت یا سبب جواز امتناع نسخ نہین ہوسکتا آپ
تو سرآمد حکماء ہند ہین کیا حکمۂ ہندیہ مقتضی اس امر کی ہے کہ جو شی وجود و عدم مین کسی شی ثانی کے دخل کرتی
ہو اور محض اجنبی شی ثانی وجود و علۃ یا سبب واسطے وجود یا عدم شی ثانی کے ہوتی ہے بخدا اگر ایسی توجیہات اور
استدلالات فن حکمۂ ہندیہ کی جسپر آپکو بہت ناز ہے خوب قلعی کھولی ہے آری حسن الاشیاء و قبحہا یعرف
باحوال ملابسہ یعنی ہر ہنرمند پدید آید بضد خود + اگر کچھ بھی شرم ہو تو آیندہ نسبت حکمۃ کی کبھی ہند کی
طرف نکرو خامساً آپنے جو دعوی کیا کہ نسخ عموماً احکام الہی مین ابداً ممتنع ہے تو صاحب بیدنے اوسپر نص کیا
غلط ہے بلکہ نقیض اوسکی ثابت ہے کہ بالفعل نسخ احکام الہی مین واقع ہے پس دعوی امتناع نسخ کا صریح غلط
ہے اوسکو جواب مین آپکو چپ تہا کہ یا احکام تکوینی کو احکام الہی نمانتے اور یا نہ دیہی نکر اونکو وجود کو قائل
کیطرف نسبت نکرتے یا نسخ سے انکار کرتے جب دونو باتین آپنے تسلیم کرلین پس اونکو کوئی چارہ تسلیم
نقیض بجز اسکے نرہا اور جب نقیض اوسکا مسلم ہوا تو خود آپ ہی کے اقرار سے دعوی آپکا مردود و باطل گیا

رہی بحث اقتدار مخلوق اور عدم اقتدار کی سو یہہ ایک امر ہے کہ جواز و امتناع مین اوسکو اصلا کچہہ دخل نہین ہے مثلا یہہ کہ علت امتناع نسخ آپکے نزدیک یا محتاج ہونا عدم اقتدار مخلوق سے ہے یا داخل ہونا قبضہ قدرت مخلوق مین ہے یا کچہہ اور ہے خارج ہونیکو مقدور اقتدار مخلوق سے تو آپ بہی علت امتناع کی نہین ٹہراتے بلکہ اوسکو سبب جواز نسخ قرار دیتے ہین ہان اگر داخل ہونا قبضہ قدرت مخلوق مین علت نسخ کی ہے تو لازم آتا ہے کہ احکام مخلوقین مین تنسیخ ممتنع ہو حالانکہ یہہ امر بالبداہت باطل ہے اور اگر کچہہ اور ہے تو تصریح اوسکی فرمایئے خلاصہ کلام یہہ ہے کہ صاحب پہیر نے آپکو ایک ہی بات مین ایسا تنگ کیا کہ آپ سب اپنی اگلی تقریرین اور سبق لزوم بدر کا بہول گئے اور بدرجہ لاچاری آپ کو جواز نسخ کا اقرار کرنا پڑا اور حیلہ اقتدار اور عدم اقتدار کا جو پیش کیا وہ محض واہیات از قسم ہزیات ہے ؎ انچہ دانا کند کند نادان ؛ لیک بعد از قبول رسوائی **قولہ** ہزارہا پیغمبر ایسے گذرے ہین کہ اونکا دین مشہور نہین ہوا انتہی لالہ صاحب اب بحث نسخ سے چندی دست کش ہوکر مسیلمہ کذاب کی حمایت پر آمادہ ہوئے اور اوسکے دین کے نہ مشتہر ہونیکے باب مین یہہ توجیہہ فرماتے ہین کہ ہزارہا پیغمبر الخ مگر یہہ قول اونکا افترای محض ہے وہ کونسا پیغمبر ایسا گذرا ہے کہ جسکے دین نے شہرہ نہ پایا شاید لالہ صاحب اکثر انبیاء بنی اسرائیل کو مصداق اپنے قول کا سمجہے ہونگے سو یہہ اونکی غباوت ہے انبیاء بنی اسرائیل کا دین بعد موسی علیہ السلام کے وہی دین موسوی تہا اور وہی اونکی شریعت تہی اونکا کوئی دین و شریعت دین و شریعت موسی علیہ السلام سے علیحدہ نہ تہا اور دین موسی علیہ السلام کی شہرت ایسی نہین ہے کہ کوئی شخص انکار اوسکا کرسکے **قولہ** اور مسیلمہ وغیرہ کی دعوت تو لاکہون اشخاص نے قبول کی انتہی یہان تو لالہ صاحب تحقیقا مصداق اوس مثل کے ہوگئے ہین کہ لا اللہ لکیری کی دکان پر یا جہوٹ کی زبان پر یمامہ کے اطراف مین بہی پوری ایک لاکہہ آدمی نہ تہے تبعیت مسیلمہ مین لاکہون آدمی کیونکر ہوسکتے تہے بلکہ واقدی نے لکہا ہے کہ مسیلمہ کی ستر آدمیون نے تبعیت اختیار کی تہی **قولہ** چند کس دین محمدی سے تبرا کرکے اونکی مطیع ہوئے یہہ شرکت سرگذشت تواریخ معتمد او کہ سر و اضح ہے ربع سوم مشکوۃ مین ہے کہ بیسر تواصد و بیسر اثال کہ ایلچی مسیلمہ کے تہے محمد صاحب کے پاس آئے حضرت نے کہا کہ گواہی دیتے ہو کہ مین رسول خدا کا ہون اونہون نے جواب دیا کہ گواہی دیتے ہین ہم کہ مسیلمہ رسول خدا کا ہے فقط اب لازم آتا ہے کہ انبیاء پیشین کاذب ٹہرین اور مسیلمہ وغیرہ صادق انتہی یا دیدنی لالہ صاحب کی دیکہئے کہ دعوی تو یہہ کیا کہ ہزارون پیغمبر گذرے کہ دین اونکا مشہور نہوا اور سپر کوئی دلیل نہ لاسکے پہر بولے کہ مسیلمہ کی دعوت لاکہون نے قبول کی یہہ بہی جہوٹ کہا پہر بولے کہ چند کس دین محمدی سے تبرا کرکے اوسکے یعنی مسیلمہ کذاب کے مطیع ہوئے اسکی سند مین دو امر بیان کئے ایک حوالہ تواریخ معتمد و الہ کا گو نام و نشان تواریخ کا کچہہ نہین لکہا دوسرے بحوالہ ربع سوم مشکوۃ قصہ ایلچیون مسیلمہ کا لکہا ہے حالانکہ اوس سے یہہ امر ظاہر

ہے کہ وہ پیشتر زمان نہ لاتے تھے علاوہ اوسکے جیسا کہ بیان توہم پرستی بھی ظاہر ہو پہر اس سبا اور جیسی اور توہم پرستی
پر مبنیہ منع کیا کہ لازم آتا ہے کہ انبیا سابقین کاذب اور مسیلمہ کذاب صادق ٹھہرے پس طریقہ استدلال کا مستنبط
نتائج لالہ صاحب کا قابل تھا ہے اگر سائل کے سوال پر نقض منظور تھا تو رواج دین مسیلمہ ثابت کر کے دو تین برس
ایسی باتین بنا کر آخر کو یاوہ سرا ہوتے کہ لازم آتا ہے الخ حال مسیلمہ کذاب کا لالہ صاحب کو کتب تواریخ
دیکھنے سے دریافت ہوا ہوگا کہ مصداق الباطل سورۃ تم پر حق چند روز اوسنے شور مچایا مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد
اوسکا اور اوسکے اتباع کا ایسا قلع قمع ہوا کہ پتہ بھی نہ لگا شہر و دین تو درکنار کوئی سر اوسکا نام لینے والا
بھی صفحہ روزگار پر بجز لالہ صاحب کے نہ رہا پھر ابن اثال جسکا ذکر لالہ صاحب نے کیا ہے نام اوسکا ثمامہ ہے وہ عہد
رسول اللہ صلعم میں ہی بعد اوس واقعہ کے جسکا ذکر لالہ صاحب نے لکھا ہے لشکر اسلام کے ہاتھوں گرفتار
ہو کر مدینہ منورہ میں پکڑا ہوا آیا اور مشرف باسلام ہوا چنانچہ قصہ اوسکے اسلام کا صحیحین میں موجود ہے
قولہ حقیقت یہ ہے کہ مسیلمہ سے بھی امور عجیب و غریب ظاہر ہوئے چنانچہ دبستان مذاہب میں ہے کہ مسیلمہ نے
خشک درختوں پر دعا کی اوسی وقت سبز ہو گئے اور طفل نوزادہ نے اوسکی نبوت پر گواہی دی پھر مسیلمہ نے
چاند کو بلایا اور سب کے دیکھتے ہوئے اوسکی آغوش میں جا بیٹھا انتہی خوب سند کامل اپنے قول کی تائید پر لائے دبستان
مذاہب نہ کسی اہل اسلام کے نزدیک قابل اعتبار کے ہے نہ کسی اور ملت والے کے نزدیک صاحب دبستان مذاہب
مسیلمہ کے وقت میں موجود تھا نہ سلسلہ روایت کا وہان تک پہنچا پس حکایات غیر مستندہ جو اوسنے ایک
شخص مجہول الحال بلکہ نامعتمد سے سنکر اپنی کتاب میں لکھدین کیونکر قابل اعتبار کے ہو سکتی ہیں تعجب ہے
کہ واقعہ شق قمر کی جو باسناد متصل دیکھنے والوں سے بطور خبر مشہور کے منقول ہے اوسکی تو لالہ صاحب تکذیب
فرماتے ہیں اور محض بے سند قصہ چاند کا جو ایک نامعتمد آدمی نے نامعتمد آدمی سے سنکر لکھدیا اوسکی نسبت کوئی
حرف زبان پر نہیں لاتے وہان تو استحالہ عقلی کو دخل دیتے ہیں یہان بے دلیل اسکو تسلیم کر لیتے ہیں ع غرض زا گرد پدر صاحب کمال

روسیہ واصل شد ناسد خیال
گفت موسی با یکی مست خیال
اے چنین برہان را این خلق کریم
از خیال وسوسہ تنگ آمدی
تا رہید ند از شر فرعونیان
چون شد درد دست من مار و ما
آفتاب از عکس رویم شد سہا

عاقلی را از سکی تہمت نہاد
کام نہ اندیش از شقاوت و ضلال
صد ہزاران معجزہ دید از من
طعن بر پیغمبر مسیر دی
از آسمان میل سال کاش خوان رسید
آب خون شد بر عدوی ناسزا
این و صد چندین و چندین نام گر

حرص را و نہست اہل مہر و داد
صد گمانت بود در پیغمبریم
صد خیالت می فزود و شک و ظن
گرد از دریا برآورد و م عیان
ورز دعایم جوی از سنگی دوید
شد عصا مار و گم شد آفتاب
از تو این سر ما تو ہم گم کرد

با تاب زر گوساله از عابد وحی
زیرکی باروت را خواب برد
چون خیالات نا مدار نزدیر داد
که خدای برتر اشنید در جهان
گاو می شاید خدای را بلاف
گشت عقلت صید سحر سامری
شد بران عقل و گزینش که تراست
کا حمقان را اینهمه رغبت نشگفت
با طلا از چه ربا ید باطلی
گاو سوی شیر نرکی ره نهد
چون ابو بکر از محمد برد بو
دید صدیق قمر بار و نکرد
وانکه او جاهل بد از دور بعید
ده شناسی صورت زشت و نکو

سجده کردی که خدای من توی
چون نمودی بدگمان در حق او
وز فساد سحر احمق گیر او
چون درین تزویر او یکدل شدی
در رسول ام تو چون کردی خلاف
چشم در دیدی ز نور ذو الجلال
چون تو کان جهل را کشتن سزاست
زان عجیبتر دیده از من بسی
عاقلان را چه خوش آید عاقلی
چون محمد را ابو بکر نکو
گفت هذا لیس وجه کاذب
در دو صندی کش نام انشا وشت
چند بنمودیم او را او انداید

آن تر مهات را سیلاب برد
چون نهادی سر خان ای زشت
ساحری خود که باشد ای مهان
وز همه اشکالها عاطل شدی
پیش گاوی سجده کردی از خری
اینت جهل وافر و عین ضلال
گاو زرین بانگ کرد آخر چه گفت
لیک حق را کی گزیند هر خسی
زانکه هر جنسی رباید جنس خود
دید صدق گفت هذا صادق
چون شنید بوجهل از اصحاب درد
زد بهتان کردیم حق پنهان گشت
آینه دل صاف باید تا در او

زیاده تر حال ضلالت مال لاله صاحب تر یاسف و ملال ہی کہ با وجود دیکہ
حالات مسیلمہ کذاب ربع ثالث ترجمہ مشکوۃ اور اور کتابوں سے اوسکو معلوم ہو کر دین تک پہنچی اوسکو اہل
کمال سے سمجھنے ہیں تشریح اوسکی یہہ ہی کہ اول تو اوسنے نامہ جناب میں حضرت رسالتمآب صلعم کو بھیجا
کہ من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فان الارض بینی و بینک بجاحتی لی و حدیثۃ لک یعنی یہہ
خط ہی مسیلمہ رسول اللہ کا طرف محمد رسول اللہ کے اما بعد پس تحقیق زمین تقسیم پا چکی درمیان میرے اور تیرے کہ
یمامہ میرے حصہ میں اور مدینہ تیرے حصہ میں اوسکے جواب میں جناب رسول اللہ صلعم نے لکھا کہ من محمد رسول اللہ
الی مسیلمۃ الکذاب سلام علی من اتبع الہدی اما بعد فان الارض کلہا للہ یورثہا من یشاء من عبادہ
والعاقبۃ للمتقین یعنی یہہ خط ہی محمد رسول اللہ کا بنام مسیلمہ کذاب کے سلام ہی اوسپر جو تابع ہوا ہدایت کا
اما بعد پس زمین کل خدا ہی کی ہی وارث کرتا ہی اوسکا جسکو چاہتا ہی اور عاقبۃ واسطے متقین کے ہی
جب یہہ خط اوسکے پاس پہونچا تو از بسکہ طامع دنیا تھا اوسکو قرار نہوا خود مدینہ منورہ میں آیا اور
آنحضرت رسالت پناہ صلعم سے یہہ سوال کیا کہ اگر بعد اپنی خلافت مجکو دو تو میں تمہارا اتباع قبول کرون
پیغمبر صلعم کے ہاتھ میں ایک سونٹی تھی اوسکو دکھا کر فرمایا کہ اگر تو یہہ سونٹی بھی مجھسے مانگیگا تو نہ دونگا او

جو کچھ کہ خدا کا تیری باب مین ہو چکا ہی اوس سی تو تجاوز نکر سیگا اور مجکو دکھا دیا گیا ہی تیری باب مین جو کچھ
دکھا دیا گیا ہی الغرض دونو نامون اور احوال ہر ایک سی بخوبی ظاہر ہی کہ نبی برحق کون تہا اور کذاب کون
تہا مجکو زیادہ تر تشریح اسکی ضرور نہین مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید پہر خود اوسیکو نامہ سی ظاہر
ہی کہ وہ دعوی نبوت مین مدعی ایسی امر کا تہا کہ تصدیق اوسکی محالات عقلیہ سی ہی کیونکہ وہ رسالت حضرت
محمد صلعم کو تسلیم کرتا تہا چنانچہ تبصریح اپنی نامہ مین اوسنی لکہا ہی کہ الی محمد رسول اللہ جب وہ رسالت محمد صلعم
کا مقر تہا اور محمد صلعم اوسکی تکذیب کرتی تہی پس اوسکا دعوی نبوت ایسی امر کا دعوی ہی کہ جسکو ایسا شخص باطل
ٹہراتا ہی جسکی نبوت کا خود وہ معترف ہی اسحالت مین صدق اوسکا عقلا بہی محال ہی ایسی شخص کی تصدیق اور
اوسکی کمال کا معتقد ہونا کسی عاقل کا تو کام نہین مگر جہلا رمثال لالہ صاحب کے اوسکی معتقد ہون تو کچھ بعید نہین
سے باطلانرا چہ رابہ باطلی ✤ عاقلانرا چہ خوش آید عاقلی۔ الخبیثات للخبیثین والطیبات للطیبین قولہ
بر تقدیریکہ تبدیل احکام شرعی مانند تغیر احکام کونی ہی تو لازم آتا ہی کہ روز ازل سی قرآن مین تغیر و تبدیل
ہوتی آئی ہی اور تا ابد ہوتی رہیگی انتہی جب لالہ صاحب لب با ہوئی تو با دہستی اور توہم پرستی تشریح
کی وہ فرماوین کہ اس ملازمہ پر دلیل کیا ہی یہہ کیون لازم آتا ہی یہہ لزومیہ لالہ صاحب کا تو بالبداہت غلط ہی
خود احکام کونی ہی تکرار فسخ مین اور اکثر حالات مین یکسان نہین ہنود کے مسلمات سی ہی کہ ست جگ کی لاکہ
سال کے بعد بہ لا برہما کو جو حیات دی گئی وہ کڑوڑون برس بعد مبدل بممات ہوگی پر دوسرے عارف کو دار
فانی مین بہیجا جاتا ہی پہر جو بعد تکمیل مدت حیات کے اوسکو وہان سی اوٹہا لیا جاتا ہی تو پہر کبہی نہین بہیجا جاتا ہر
کو حیات دنیا عطا ہوتی ہی پہر منتزع کیجاتی ہی بعد اسکی پہر حیات دنیا عنایت ہوتی ہی صدہا مرتبہ قید تناسخ
مین آتی ہین اور رہا ہوتی ہین ہزارہا نظیر ایسی موجود ہین جس سی ثابت ہوتا ہی کہ لزومیہ لالہ صاحب کا
بالبداہت غلط ہی اور مبنی اوپر بیجہدانی کی ہی قولہ کیونکہ احکام کونی دائما متغیر ہوتی رہتی ہین انتہی اسکو
مین توہم پرستی کہون یا بادہ پرستی یا بیجہدانی یا غباوت نشانی یہہ دلیل تو لالہ صاحب کی جامع ان صفات
کی ہی جناب بندہ آپ تو علوم عقلیہ کا ماخذ ہند کو قرار دیتی ہین پہر کیا وجہہ ہی کہ آپ سا پیشوای حکمای ہنود ایک
مقدمہ عقلیہ بہی موافق قاعدہ کی نہین لا سکتا آپکی ذمہ اس مقام مین ثابت کرنا اس ملازمہ کا تہا کہ جیسی
احکام کونی مکرر متغیر ہوتی رہتی ہین ویسی ہی احکام شرعی بہی روز و شب متغیر ہوتی رہین حالانکہ اوسکی
اثبات سی تو آپنی اپنی ذمہ کو فارغ نکیا مگر ایک اور امر کی اثبات پر توجہ مبذول فرمائی جسکا کچھ نزاع ہی
نہین اب ہم آپ سی کیا گفتگو کرین اور طرق استدلال اور مناقضہ کو کیا بیان مین لاوین اگر آپ بہی
کچھہ فن میزان و مناظرہ سی واقف ہوتی تو اس مناظرہ کا آپ بہی لطف اوٹہاتی اب تو ہم اگر ہزار حجت معقول

آپکے سامنے ہم پیش کرینگے آپ حسب معمول ایک بات جاہلانہ جو سراسر خلاف واقعہ یا مبنی او پر وجوہ مستبعدہ بمصرحہ
غلعت الفہم کے ہو واسطے مغالطہ عوام کے کہکر اپنے تئین جہلا کی نظر مین عہدہ جواب سے فارغ کہا دین گے مگر پہر بہی
صاحبان عقل اور واقفان فن مناظرہ و میزان کی دریافت کیواسطے کچہہ مختصر عرض کیا جاتا ہو کہ ہمارا مناقضہ احکام
کونی شرعی پر مبنی اور قیاس استقرائی یا تمثیلی کے نہین جب لالہ صاحب نے نسخ احکام کا انکار کیا اور مدعی لزوم بدا
اور تحصیل حاصل کے ہوئے اور حجت کی کہ اگر حکم اول قبیح تہا تو کیون اتباب جاری رہا اور اگر مستحسن تہا تو
بدلا گیا تو ہرچند کہ اونکی ان توہمات اور جہلیات اور مغالطات کے جواب ہمنے اور بہی دئے مگر ایک حجت قطعی
بدیہی یہہ بہی ہمنے پیش کی کہ نسخ احکام بالبداہت بالفعل موجود ہے اور یہہ قول تمہارا کہ نسخ احکام ممتنع ہے بالبداہت
غلط ہے کیونکہ نقیض اوسکی صادق ہے آپنے ہماری مناقضہ کے جواب مین احکام کونیہ کو احکام الٰہی اور جریان نسخ کو
اونمین تسلیم فرمایا کر احکام کونیہ اور شرعیہ مین دو طرح پر تفرقہ کیا اول تو یہہ کہ احکام کونیہ بالبداہت قبضۂ اختیار
مخلوق سے خارج مین دوسری یہہ کہ احکام کونیہ مین تکرار نسخ کا ہوتا رہتا ہے تفرقہ اول ایکا تو محض مبنی برجہالت
تہا چنانچہ بیان اوسکا گذر چکا تفرقہ دوم بہی جہالت ہے اور ہماری نقض کا اندفاع اوس سے کسی طرح پر نہین
ہوسکتا کیونکہ ہمارا ادعا تو ثابت کر دینا نفس جواز نسخ تہا سو ہمنے ثابت کر دیا ہمارا آپکا اختلاف انکار اور
طرق نسخ مین تہا اور حسب مطابق آپکے اعتراف کے بہی تکرار نسخ جائز ٹہہرا تو جواز نسخ بالبداہت ثابت ہوگیا
اگر تکرار نسخ آپکے نزدیک علۃ جواز نسخ کی ہے جیسا کہ آپکے کلام سے مستنبط ہوتا ہے تو یہہ غایت درجہ کی جہالت ہے
کیونکہ تکرار نسخ کو نفس نسخ بالبداہت لازم ہے لیکن تکرار نسخ صحیح و نسخ تو البتہ ثابت ہے مگر تکرار نسخ امتناع
نسخ اور انتفا کی علت کسی طرح پر نہین ہوسکتی کیونکہ یہہ تو بدیہی ہے کہ جو چیز کہ مستلزم وجود کسی شئی کی ہو
مستلزم اوسکی نقیض کی نہین ہوسکتی پس آپنے جو درمیان احکام کونی اور شرعی کے درباب جواز و عدم
جواز نسخ کے تفرقہ کیا اور علۃ فارقہ تکرار نسخ اور عدم تکرار کو قرار دیا یہہ آپکی غایت درجہ کی جہالت ہے
قولہ پس تمہارا یہہ عقیدہ کہ قرآن کی اب قیامت تک ایک آیت بہی منسوخ نہوگی باطل اور عاطل ہے انتہی
صریح جہالت اور توہم پرستی لالہ صاحب کی ہے چنانچہ بیان اسکا مفصل ہوچکا ہے یہہ بیچیدانی لالہ صاحب کی
دیکہئے کہ دو لفظ یہان جمع کئے ایک باطل دوسرا عاطل یہہ مقام جتماع دو لفظون کا نہتہا میری دانست مین
یہہ ہے کہ ابتک دونو لفظون کے معنی بہی معلوم نہین اور مجکو تشریح اونکی ضرور نہین صرف استفسار اونکی جناب
مین التماس ہے کہ از روی برہان عقلی کے یہہ امر قرار پاچکا ہے کہ مفہومین باہم یا نسبت تساوی کی یا نسبت
تباین کلی کی یا عموم خصوص مطلق یا عموم خصوص من وجہہ کی ہوتی ہے لالہ صاحب کو اگر دونو لفظونکی معانی
پر علم ہے تو تشریح فرمادین کہ مفہوم باطل اور مفہوم عاطل مین منجملہ چاروں نسبتوں مذکورہ کے کونسی نسبت ہے

جس وقت لالہ صاحب بیان نسبت کا دونو مضمون میں بطرز صحیح فرمادینگے تو غالب ہے کہ اپنی غلطی پر مطلع ہو جاوینگے

قولہ در صورتیکہ تبدیل کلام الہی مثل تغیر احکام کونی ہے تو علماء محمدیہ پر واجب ہے کہ جسطرح احکام کونی کے تغیرات اور تبدیلات سے حدوث عالم ثابت کرتے ہین اوسی طرح حدوث کلام الہی کی ایمان لاوین انتہی لالہ صاحب یہہ تو خوب آپنے اونگائی ہنسی بنا ہی مستقبل مین گرہ بندہ گم خ! باد اسکو مین آپکی حیلہ سازی مین لکہون یا خیانت پردازی مین ایچہرانی مین یا توہم پرستی مین یا بادہ پرستی مین آپ یہہ بہی جانتے ہین کہ حکم کیا ہے اور محکوم علیہ کسکو کہتے ہین اور محکوم بہ کیا ہوتا ہے کچہہ تو دلمین شرما کرو بہلا ہم آپسے استفسار کرتے ہین کہ عالم جسکے تغیر سے اوسکے حدوث پر استدلال کیا جاتا ہے حکم ہے یا محکوم علیہ خدا کو حاضر ناظر سمجہہ کر یہہ تو فرماؤ کہ اہل اسلام کا قضیہ اولی برہان حدوث عالم کا یہہ ہے کہ العالم متغیر یا یہہ کہ حکم الواجب تعالی متغیر بس یہہ قول آپکا کہ جسطرح احکام کونی کے تغیرات اور تبدیلات سے الخ صریح افترا پردازی آپکی ہے اب سنئے کہ ہم ہرگز یہہ نہین کہتے کہ کوئی حکم کونی یا شرعی حقیقۃ مبدل یا متغیر ہوتا ہو بلکہ ہم بہت سی صراحت کے ساتہہ بیان کر چکے ہین کہ لفظ نسخ اور تبدیل جہان واقع ہوا ہے خواہ امور کونی مین ہو خواہ شرعی مین مراد اوس سے بیان مدۃ حکم ہے مثلا جب ہم یہہ کہینگے کہ حکم جلینزا وصبا مبدل ہوا یا حکم توجہ بیت المقدس کا منسوخ ہوا تو اوس سے مراد ہماری یہہ ہے کہ مدت حکم جلینزا وصبا کی اور مدۃ حکم توجہ بیت المقدس ختم ہوگئی اور یہہ ختم تمام مدت بعینہ ایسی ہی ہے جیسے کہ حکم موقت مین ہوتی کیونکہ منسوخ اور منطوق دونو باعتبار علم جناب باری عز اسمہ کے ایک ہی حکم مین ہین چنانچہ بحث اسکی مفصل گذر چکی ہے اور اطلاق لفظ نسخ و تبدیل کا ان معانی مین محض ایک امر اصطلاحی ہے و لا مشاجرۃ فی الاصطلاح اور تغیر موجبات حکم اور تعدد محکومات اور ظہور آثار احکام سے اوسکے حکم مین تعدد ہوسکتا ہے نہ تغیر جسطور ہے کہ باوجود تعدد مخلوقات اور وقوع ہونے تغیر کے مخلوقات مین اور محو ہوجانے ایک مخلوق کے اور ثابت ہونے دوسری مخلوق کے اوسکی صفت خلق مین تغیر نہین ہوتا اسی طور پر حال حکم کا بہی ہے کہ تغیر محکومات اور موجبات حکم سے اوسکے حکم مین کچہہ تغیر نہین ہوسکتا تغیر تو جب ہوتا کہ جب حکم فی نفسہ اپنے غیر کے ساتہہ یعنی عدم الحکم کے ساتہہ مبدل ہوتا اور جب یہہ نہین تو کسی صورت مین احکام کونی اور احکام شرعی پر عدم الحکم صادق ہی نہین آتا بس گمان لالہ صاحب کا کہ حکم الہی متغیر ہوگیا سراسر توہم پرستی اور بادہ پرستی ہے تفسیر علامہ دہلی کی لالہ صاحب نے اسباب مین بہت دیکہی ہے کہ جابجا اوسکا حوالہ دیتے ہین اگرچہ سمجہہ مین لالہجی کے ایک فقرہ بہی نہ آیا ہوگا پہر بہی اونہون نے اس شبہہ کا رد جو کیا ہے اوسیکو لالہ صاحب پیش نظر رکہا ہوتا وہ لکہتے ہین ملخص الکلام آنکہ در علم ازلی ہر حکم را انتہائی ہست لیکن مکلفین آن غایت را نفہمیدہ بقرائن احوال ظن میکنند کہ این حکم مستمر خواہد ماند چون از جناب شارع بیان انتہای آن حکم می آمد و زوال آن میفرمایند میدانند کہ حکم

اول مشروع شد و حکم دوم ناسخ گشت پس این تجدد و تغیر و تقدم نیست مگر بہ نسبت مکلفین قاصر الاعلام و نسبت آن کہ منتہی
ہر حکم در وقت مقدر خود ہست بی ظہور و خفاوی تقدم و تاخر از ان وقت مقدر و این معاملہ محقق در احکام
شرعیہ نیست بلکہ در ہر ما و شما از حوادث عالم ہمین قسم واقع است و ہر کہ تمام نسخہ وجود را کہ مشتمل بر حوادث غیر متناہی
بی انتہا است بنظر غور و تعمق مطالعہ نماید آن را مانند کتابی بفہمد کہ خوانندۂ آن کتاب از ان سطر سطر خواندہ میرود
کلمہ بعد کلمہ از زبان او می برآید چون چندی از کلمات یا سطور منقضی میشوند چندی از کلمات و سطور دیگر از عقب
میرسند انچہ منقضی شد از وجود لفظی محو گردیدہ و انچہ از عقب آمد در لوح وجود لفظی ثابت گردید و این محو و
اثبات ہمیشہ شدہ میرود و باین اعتبار این نسخہ را کتاب المحو و الاثبات می نامند و اگر ہمان نسخہ را بہیئات
مجموعہ اش کہ حکیم علیم با مبادی و مقاطع آن مرتب ساختہ ملاحظہ نماید بی اعتبار تلاوت و بی نظر بانقضای یکے
و آمدن دیگری آن را ام الکتاب می نامند و از ہمین جا واضح شد معنی یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب
انتہی جب یہہ امر محقق ہوا کہ جو معنی تغیر و تبدیل کے ہین حقیقۃً ان معنوں کی راہ سے اطلاق انکا اوپر احکام الہی
کے نہین ہو پس مجرد اطلاق لفظ نسخ اور تبدیل او ر تغیر کے سبب سے احکام الہی پر لالہ صاحب نے یہہ قیاس ترتیب
دیا ہو کہ کلام اللہ متغیر و کلام متغیر حادث صاحب نے یہہ دانی اونکی ہی جناب من آپنے صورت قیاس کی تو محض از راہ
تقلید اہل اسلام کے ترتیب دے لی مگر از راہ ہیچمدانی کے آپ یہہ نسمجہے کہ نری ترتیب صورت سے نتیجہ صحیح
حاصل نہین ہوتا مواد اقیسہ پر بہی تو نظر کرنا چاہیے اکاذیبات و تخیلات اور وہمیات سے اگر کوئی قیاس ترتیب
دیا جاویگا تو نتیجہ صحیح آنا ضرور نہین پس مثل آپکی بعینہ اوس جاہل کی سی ہی کہ گہوڑے کی صورت دیوار پر کہنچی ہوئی
دیکہکر قیاس ترتیب دے کہ ہذا فرس و کل فرس حیوان اور اوس سے نتیجہ نکالے کہ ہذا حیوان **قولہ** در اصل
تو احکام کوئی متبدل اور متغیر نہین ہوتے ہین اور ازل سے آجتک یکسان چلے آتے ہین اور ابد تک یہی
سلسلہ جاری رہیگا انتہی یہہ بہی غلط محض اور خلاف بید کے ہو ازل مین موجب تصریح بید کے نہ زمان تہا نہ مکان
تہا نہ ظلمت تہی نہ نور تہا غرضکہ جو کچہہ موسوم اور معلوم ہو بجز اوس ذات مطلق کے کچہہ نتہا اور پہر ایکدن روز
ایسا ہوگا کہ یہہ سب نظام شمسی درہم برہم ہو کر کچہہ نرہیگا اکیلا وہی رہ جاویگا ہم لالہ صاحب سے استفسار
کرتے ہین کہ یہہ زمین و آسمان اور آفتاب اور یہہ نظام شمسی جسکی اوپر زمستان اور تابستان منحصر ہی
مخلوق ہی یا خود بخود اسکا وجود ہوا اور موثر سے مستغنی ہی شق ثانی کے بطلان کا تو خود آپ ہی مواضع عدیدہ
مین اقرار کر چکے ہین اور اب بہی غالب ہے کہ اوس اقرار سے رجوع نفرماوینگے پس بحکم ضرورت شق اول متعین
ہوئی اور یہہ سب اجرام اور نظام مخلوق قرار پائی اور جب مخلوق ٹہری تو ازلی ہونا انکا باطل ہوا پس
بالضرورۃ باطل ہوگیا قول آپکا کہ ازل سے آجتک الخ اس امر مین ہمارا اتفاق ہی کہ فی الحقیقۃ حکم خدا حقیقۃً

متغیر نہین ہوتا خواہ کونی ہو خواہ شرعی جو مدت کہ اوسکے اجرا کی علم الٰہی مین ہی اوس مدت تک مطابق علم کے
عمل ہوجاویگا مثلاً زمستان کی جو مدت ہر سال مین مقرر ہی مطابق علم کے اوس مدت تک زمستان رہیگا علی ہذا القیاس
جو ساعات ہر ایک روز کی علم الٰہی مین معین ہین اون ساعات مین دن ہی رہیگا جب وہ ساعات ختم ہوجاوینگی
تو ساعات معہودہ تک رات رہیگی اسی محو و اثبات کا نام نسخ ہی اسی طور پر جو مدت علم الٰہی مین ایک امر شرعی
کی مقرر ہی اوس مدت تک وہ جاری رہیگا جب گذر جاویگا تو جو امر علم مین ہی بموجب حکم کے ظہور پکڑیگا
پس تبدیل و نسخ بمعنی مصطلحہ دونون مین موجود ہی اور باعتبار اون معانی کے جو معانی مصطلحہ کے مغایر ہین
نہ احکام کونی مین ہی نہ احکام شرعی مین **قولہ** اگر تابستان کے بعد تابستان ہی ظہور کرے یا زمستان کے بعد
زمستان تو بیشک تغیر و تبدیل و تغییر احکام کونی متحقق ٹھہرے لیکن چونکہ یہہ محال ہی پس تشبیہ احکام کونی
کی نہایت ضعیف ہی انتہی یہہ جہالت لالہ صاحب کی ہی کہ بطلان مین اوسکے کسی طرح کا شک و شبہہ نہین
کیونکہ اگر مراد اونکی تبدیل و تغییر سے معانی غیر مصطلحہ ہین تو ظہور تابستان اور زمستان کا جو حسب عادت
الٰہی مطابق اون معانی کے غلط محض اور عقلاً محال ہی اسلئے کہ وجود اعیان و اعراض کا برخلاف علم
ازلی کے ممکن ہی نہین خود لالہ صاحب بھی اسپر مواقع متعددہ مین اقرار کرچکے ہین اور اگر مراد تبدیل و تغیر
سے معانی مصطلحہ ہین تو اگر ہزار بار بطور خرق عادت کے ظہور مین آوے تو ہرگز محال نہین بلکہ ہزارہا مرتبہ
خوارق عادت ظہور مین آئے اگر محال ہوتے تو کسطرح ظہور مین آتے مین اسکی چند نظائر مسلمات ہنود سے لکھتا ہون
کیونکہ بالاستیعاب سبکی لکھنے کی مجھکو فرصت ہی نہ اوس رسالہ مین اونکی وسعت ادھیائی ۴۳ سکندھ دہم
بہاگوت کی دیکھئے اوسمین لکھا ہی کہ زمانہ شب معاشرت کرشن کا زنان برج کے ساتھ استقدر ممتد ہوا کہ چھہ
مہینہ کی برابر ہوگیا اسمین رات ایسی بڑہی کہ چھہ مہینہ بیت گئے اور کسی نے نجانا تبھی سے اوس رات کا
نام برہمہ رات ہی انتہی ادھیائی دوم اسکندھ پوران کاشی کھنڈ مین مرقوم ہی کہ زمان طویل تک بندھیاچل
کے مائل ہوجانیسے آفتاب مابین مشرق اور مغرب ٹھہر گیا دیکھیئے کہ مدت معہودہ جو واسطے رات اور دن
کے ہے ان دفعات مین بعد اوس مدت کے بھی وہی رات رہی اور وہی دن رہا پس جس چیز کے استحالہ کا آپنے
دعوی کیا تہا وہ ممکن الوجود بلکہ خارج مین بالفعل موجود پایا گیا اور دعوی آپ کا سراسر غلط ٹھہرا مہابہارت کی سبہا
پرب مین لکہا ہی کہ جسوقت پانڈو بعزم غربت چلے تو باوجودیکہ وقت کسوف آفتاب کا نہ تہا مگر تمام سورج گہن گیا
دیکہئے قاعدہ مستمرہ مین کیسی بڑی تبدیل ہوئی ادھیائی ۴۴ اسکند پوران کاشی کھنڈ مین ہی کہ مہا
راجہ دیوداس مین آفتاب فلک پنجم پر چڑھ گیا اور ستارون نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور فلک ہشتم پر
ٹھہرے انتہی دیکھئے کیسی تبدیل عظیم خلاف عادت معہودہ واقع ہوئی **قولہ** صحت و مرض باعتبار

ناسخ و منسوخ نہیں بلکہ حکم اثبات و نفی و وجود و عدم رکہتے ہین کیونکہ نفی صحت اور عدم صحت کا نام مرض ہے اب تو
لالہ صاحب کی ہمہدانی مین کچھ شک و شبہہ نرہا اول تو یہہ عبارت اونکی کہ حکم اثبات و نفی و وجود و عدم رکہتے ہین
محض مہمل ہے اشیاء وجودیہ اور عدمیہ کے درمیان مین تقابل وجود و عدم ہے نہ یہہ کہ وہ حکم مین وجود و عدم کے
ہوں ثانیاً فرماتے ہین کہ نفی صحت اور عدم صحت کا نام مرض ہے حالانکہ نفی صحت اور عدم صحت مین بڑا فرق ہے
نفی صحت مقولہ فعل سے ہے اور عدم کسی مقولہ سے نہیں جب آپ بالقطع یہہ ہی نہین کہہ سکتے کہ مرض نفی صحت ہے
یا عدم صحت ہے بلکہ پہلے اوسکو نفی صحت پہر مقارن ہی اوسکی عدم صحت قرار دیتے ہو تو آپکے حال پر وہ مثل صادق
ہے او سہر جو کی ٹر و منی گا و [illegible] کتال لالہ جی یہہ ستری منڈی مرادا باد یا دیندار پورہ کی پیٹہہ نہین کہ شور و
شغب بیہودہ کچھہ کام آسکے آپ باایں ہمہ ہمہدانی کے جو بمقام مناظرہ قائم ہوئے ہین آپنے کچھ بہی اپنی استعداد
او علم پر نظر کی ہے پس ظاہر ہوا کہ تحقیق حق ابتلا آپکو منظور نہیں یہہ سب باتین ہوئی آپکی روٹی کمانیکو واسطے
ایسے ہی جب آپ فرماتے ہین کہ حکم اثبات و نفی رکہتے ہین تو سخت جہالت آپکی ہے کہ مقارن اوسکو کہتے ہین کہ حکم
وجود و عدم رکہتے ہین ؎ حرف درویشان بدزد و مرد دون ؎ تا بخواند بر سلیمی صد فسون ثالثاً اس قول سے
لالہ صاحب کے دریافت ہوا کہ درمیان صحت و مرض کے تقابل عدم و ملکہ کا ہے جیسے عمی و بصر مین اور چونکہ وہ جامع کمالات
حکما رہے ہین شاید کہ بیدین مین بہی یہی امر قرار پایا ہے کہ صحت و مرض مین تقابل عدم و ملکہ کا ہے مگر یہہ سخت جہالت ہے
اور بالبداہت غلط ہے مثلاً تپ ایک شی وجودی ہے کہ وجود اوسکا حاصل ہوتا ہے تعفن اخلاط سے علی ہذا القیاس
اکثر اور امراض کا بہی یہی حال ہے کہ وہ منجملہ اشیاء وجودیہ کے ہین کہ وجود اونکا اوپر علل و اسباب وجودیہ کے متفرع
ہوتا ہے علاوہ برآن یہہ امر بہی ہے کہ اگر صحت و مرض کے درمیان تقابل عدم و ملکہ کا ہوتا تو بالضرور تعقل مرض کا
اوپر تصور صحت کے موقوف ہوتا حالانکہ تصور مرض کیواسطے تصور صحت اصلا ضرور نہیں بیشتر اوقات مرض کا تصور
ہوتا ہے صحت کا خیال بہی اوسوقت ذہن مین نہیں ہوتا جناب لالہ اندرمن صاحب آپ تو حکمۃ ہندیہ کی صفت و
ثنا مین بہت سرگرم ہین اور خودستائی مین بہی بہت آپنے مبالغہ فرمایا ہے بڑی بڑی بیدیوں پر معترض ہوئے
ہین بڑی شرم کی بات ہے کہ باایں ہمہ شور اشوری یہہ بے تکی جو امور کہ از قسم بدیہیات ہین اونکی ادراک سے بہی آپ
قاصر ہین ؎ پختہ مغزان جنون نہیں آپ کو گنستا تہا تو ؎ ہم تو دیوانہ ہین جرأت اس خیال خام کے - پس معلوم
ہوا کہ سب لاف و گزاف آپکے دور کے ڈہول سہاونے ہین چند کلمات مباحث عیسائیوں اور اہل اسلام اور
شیعون اور سنیون سے سیکہکر از راہ جہل مرکب آمادہ مباحثہ کے اہل اسلام سے ہوئے اور ہلدی کی ایک گرہ لیکر
پنساری سے بہی زیادہ تر آپ فضلات یا وہ گویون سے رطب اللسان ہوئے ہین اور اونہین کے بہروسے پر غرور ہمہ دانی
دلمین سمایا ہے واقع مین آپ سا جاہل اس قابل بہی نہیں کہ مخاطب صحیح اہل مناظرہ کا ہو وے ؎ اکہ دائم بخویش

معذوری ÷ چون را عقل نیست معذوری ÷ نشئہ عشق نیست در سر تو ÷ رو کہ تو مست آب انگوری ÷ اب جسم
آپکے مقولہ کا ذیہ کو بطور فرض محال کے تسلیم کرکے آپسے دریافت کرتا ہون کہ بقول آپکے صحت و مرض مین تقابل عدم
وملکہ کا ہی یہی تسیر بہی آپ فرماتے ہو کہ حالت مرض مین صحت جاتی رہتی ہے یا نہین اگر جاتی رہتی ہے تو تبدیل ظہور مین
آئی یا نہین یعنی ایک حالت جو پہلے سے موجود تھی مبدل بالعدم ہوگئی یا نہین اگر آپ جواب نفی دینگے تو بالبداہت
جواب آپکا غلط ہوگا اور اگر جواب مثبت دینگے تو مین مدعا ہمارا ہے کیونکہ اس صورت مین تبدل کا وقوع مسلم ہوا
خواہ حالت سابقہ مبدل ساتھ کسی شی وجودی کے ہو خواہ وجود اوسکا مبدل ساتھ عدم کے ہو جاوے کیونکہ
وجود سے پردہ عدم مین جاوے بہرکیف آپ کو اس توجیہ سے بجز اظہار اپنی جہالت کے کچھ فائدہ نہوا ان عمسا
تطویل کتاب اور اظہار لغو گوئی کا البتہ حاصل ہوا اگرچہ جہلیات اور اغلوطات سے یہی ہے ایک ہنگامہ
موقوف ہے گھر کی رونق ÷ نوحہ غم ہی سہی نغمہ شادی نسہی **قولہ** ہرچند کہ محمد صاحب نسخ کی بابت دلیلین
کرتے تھے الخ یہہ بہتان طرازی لالہ صاحب کی قابل جواب کے نہین انکی بابت ازراہ افترا کے اپنی طبیعت سے بنا کر
لکھدی ہے کہ جسکا کچھ ثبوت نہین نسخ مین کسی مسلم کو شبہہ نہین ہوا ہو دلبستہ جان بوجھ کر حسد کی راہ سے
لوگون کے بہکانے اور دہوکہ دینیکو اعلی مانند لالہ صاحب کے اس قسم کے شبہات واہیات زبان پر لاتے
تھے اور حال اونکا طابق النعل بالنعل مشابہ لالہ صاحب کا تھا کہ باوجود ثبوت جواز و وقوع نسخ ملتہ موسویہ مین
پہر حق بات کو چہپاتے تھے اسیطور پر لالہ صاحب بہی باوجود اسکے کہ نسخ احکام اونکے دین مین متحقق ہے اور اونکے
بڑے بڑے اکابر اوسکے قائل ہین تسپر بہی اونہون نے آنکھون پر ٹھیکری رکھہ لی ہے اور درپے ابطال حق مستعد ہو
رہے مگر قدرت حق یہہ ہے کہ جب کوئی بات زبان سے نکالتے ہین ایسے ذلیل ہوتے ہین کہ اگر غیرت ہو تو اپنے کئے
پر بہت پشیمانی اوٹہاوین واللہ یحق الحق وہو خیر الفاصلین ولو کرہ الکافرین **قولہ** شاہ عبدالعزیز نے
تفسیر آیت ہذا مین لکھا ہے کہ تبدیل آیات کے باب مین سوال کرین انتہی خیانت پردازی لالہ صاحب کی ہے
کہ بتصریح خود تفسیر مذکور دیکھی ہے اوسکو واسطے مغالطہ عوام مطابق جبلی قوم کے چہپا گئے الیسی خیانتون سے کار برآری
نہین ہوتی تفسیر مذکور مین کیا لکھا ہے اور نسخ کے باب مین کس قسم کے سوال کی ممانعت لکھی ہے صفحہ ۲۰۹ پر
اونہون نے یہہ لکھا ہے کہ مطلقا سوال از پیغمبران ممنوع نیست بلکہ سوال تبدیل احکام الہیہ چنانچہ در تفسیر گذشت
اور ما سبق مین جسکی طرف اشارہ بلفظ گذشت کیا ہے یہہ لکھتے ہین یعنی میخواہند کہ سوال کنند از رسول خود
تبدیل احکام الہی اگرچہ سابق فرمودہ است ایشان را برقرار دارد و از نسخ نکند یا آنچہ موافق خواہش
ماست بفرماید و آنچہ بر ما شاق و گران است موقوف سازد انتہی پس لالہ صاحب نے جسقدر خرافات کی ہے
اور تفسیر عبارت علامہ دہلی کو سند لائے ہین سراسر بہتان طرازی اور خیانت پردازی ہے لالہ صاحب کا

دستور مستمر ہی کہ جب وہ مباحثہ میں عاجز آتے ہیں تو اسی قسم کی بہتان طرازی اور خیانت پردازی شروع کیا کرتے ہیں
دیکھو یہان سی کسقدر تصدیق پیشین گوئی مخبر صادق صلعم کی مانند شمس نیمروز کے ظاہر ہوئی کہ الیسو النیتی نوکرون
کے حق مین فرمایا ہی اذا خاصم فجر **قولہ** برصفحہ ۹۳ نیوک سچ تک اور دو اپر اور زنتیا کے ساتھ موقوف آئرو د
ہے انتہی ہیچمدان کی لفظ معہود خلاف محاورہ اور بیمحل ہی معہود کے معنی ہین معین اور معروف کو وا لذی سے فی
عقلہ عہدۃ لایعرف المعہود من المخصوص **قولہ** اگر اسیطرح احکام قرآن سی توقیت امتثال وعدم صریحاً ثابت
ہوتی تو البتہ جای دخل نہیں انتہی اسپر کیا دلیل ہی کہ بحالت عدم تصریح توقیت جای دخل ہی جبکہ علم الہی
مین ہو تو تصریح اور عدم تصریح اوسکی باعتبار عالم الغیب یکسان ہی اگر جای دخل ہی تو دونو حالتو نمین ہے
ورنہ کسی صورت مین نہین ہان اگر اطلاق مین احتمال توقیت کا منظور ہو تو یہہ کہنا لالہ صاحب کو گنجایش رکھتا تھا
قولہ الحاصل امتثال نیوک کی میعاد اوسکی کلمات اور عبارات سی ظاہر ہورہا ہی انتہی مسئلہ نیوک مین ہمکو یہہ
کلام ہی کہ بید مین تصریح ہی اسکی کہ غیر منکوحہ عورت سی مجامعت ناجائز ہی اور ظاہر ہی کہ وہ عورت جو نیوک کراتی
ہے منکوحہ نیوک کرنیوالی کی نہین پس بید کے حکم سی حرمت نیوک کی ثابت ہوئی پہر جب نیوک جائز ٹہہرایا تو
وہ حکم بید کا بالبداہتہ منسوخ قرار پایا پہر جب اوسکو دور کلجگ مین ممنوع فرمایا تو حکم ثانی کا بالبداہتہ نسخ
لازم آیا اب ہم لالہ صاحب سے استفسار کرتے ہین کہ بید مین یہہ حکم ہی یا نہین کہ جماع عورت غیر منکوحہ سی ممنوع
ہے اگر ہی تو اوسکی عبارت بعینہ نقل کرین تاکہ دریافت ہووی کہ اوس عبارت مین استثنا نیوک متصل ہی یا نہین
اور اگر بید مین یہہ حکم ممانعت کا نہین تو مذہب سیوڑونکا صحیح ہی اور مؤید اسکی ہی قول شیو بہگوان کا جو
اومہایی ۵ اسکند پوران کاشی کہنڈ مین منقول ہی کہ یہہ سب قید مین غلط ہین جو مرد جس عورت کو ساتھ چاہی
مباشرت کری سب عورتین برابر ہین انتہی ملخصاً خلاصہ کلام یہہ ہی کہ جس صورت مین لالہ صاحب نے یہہ دعوی کیا
کہ مدت جواز نیوک حکم جواز نیوک مین مصرح ہی تو اون پر واجب تہا کہ بعینہ عبارت بید کی نقل کرتے ہرگاہ کہ
وہ نقل عبارت بید سے عاجز ہین تو صاف ہی کہ یہہ دعوی اونکا کہ توقیت حکم نیوک اوسکی کلمات سی ظاہر ہی
بلا دلیل ہی کہ اصلا لائق پذیرائی کے نہین بلکہ بالیقین غلط ہی ہمسی تو ہر مقام مین سند قرآن کی طلب
فرماتے ہین اور آپ ہر مقام پر داؤن بچا جاتے ہین لیکن آپ کیسی ہی حیلہ پردازی کرین ہم آپکے ہی اقوال
سے نسخ نیوک اس مقام کا ثابت کرتے ہین کہ جو عموماً مذموم اور ناجائز ہی یعنی نسخ احکام الہی کا قیاس علما
سے اب آپ تفصیل اوسکی سنئے کہ آپنے یہہ کہین نہین لکہا کہ نیوک بحکم بید کلجگ مین متروک ہوا ہی بلکہ
تحفۃ الاسلام کے صفحہ ۱۳۶ پر بہت صراحت کے ساتھ رقم فرمایا ہی کہ نیوک بحکم شاستر کلجگ مین متروک ہوا
ہے اور اس رسالہ کے صفحہ ۹۰ پر آپکے اقرار سے ثابت ہی کہ شاستر اجتہادات علما ہے پس ثابت ہوا کہ نیوک

از روی اجتہاد علماء کرکے کسی امر مین متردد ہوا ہو تو از روی حکم بید کے جب یہہ امر متحقق ہوگیا تو اگر جواز نیوگ
کا بحکم بید کے ہی تو لازم آیا نسخ بید کا (جسکو لالہ صاحب کتاب آسمانی کہتے ہین) اجتہاد علما سے اور اگر جواز
نیوگ کا بحکم بید کے نہین ہی بلکہ بحکم شاستر یعنی بحکم اجتہاد علما ہے تو بھی نسخ بید کا بحکم شاستر لازم آیا کیونکہ ان
شاستر کے ایک ایسے امر کو حلال ٹھہرایا گیا جو بحکم بید حرام تہا اور یہی ہین معنی نسخ کے پس لالہ صاحب اپنی
دفع عار کیواسطے کیسی ہی حیلہ سازی کرین اور بغرض عیب پوشی اپنے دین کے تحریر عبارات بید وشاستر
سے کیسی ہی پہلو تہی کرین لیکن جو داغ پیشانی پر ظاہر ہو کیسا ہی چھپائے چھپ نہین سکتا لن یصلح العطار
ما افسدہ الدہر پھر یہہ بھی فرمادین کہ اومیای ست دہشتم اسکند پوران کاشی کہنڈ مین بست سکوان جو
بزعم ہنود عین خدا ہین اونکا یہہ حکم مرقوم ہی کہ اول از برہما وجیہہ پرجاپت ودی مریچ پیدا گشت واز مریچ
کشپ تولد گردید واز وجیہہ پرجاپت سیزدہ دختران بوجود آمدند دہر سیزدہ با کشپ زوجیتہ گرفتند پس
انہا کہ در زوجہ وہمشیرہ و دختر تفاوت می بیندارند محض بیہ انسان ہستند ہمہ زن یکسان باید دانست زیراکہ
یکصورت وہمان اعضا وگوشت واستخوان درہمہ است ہر مرد و زنی با ہرکدام رغبت دارد ولیفراغت
حظ نفس بردارد انتہی بیہ اس حکم کا ناسخ ہی یا یہہ حکم بید کا ناسخ ہی اور ہرگاہ عبارت جواز نیوگ مین توقیت
مدت نہین ہی تو طعن لالہ صاحب کا خود اونہین پر عاید ہوتا ہی نہ صاحب ہدیہ پر قولہ الغرض نسخ از روی
دلائل عقلی ونقلی باطل وعاطل ہی انتہی لالہ صاحب پھر وہی ہنڈوالی لائے تو ٹن ہی اور تبدیل ہی اور الو بہی ہی
اور پھر باطل وعاطل کو جمع کیا پھر وہی ہر کا اٹھی پانچ چار پھر کیفیت تین چار المرام ودونین القصہ ایک الحاصل
تو البتہ آپنے لکھی ہین اور اونکے بعد وہی ایک مدعا ہی جسکو کبھی بطریق دلیل کبھی بطریق دعوی کبھی بطریق
خلاصہ دعوی کے لائے ہو اور جسقدر نقض آپکے اقوال پہ وارد ہوئے اونکا آپ جواب نہ دیسکے پس یہہ
غرض آپکی غیر حاصل ہی قولہ بنا بر یادداشت مبتدیون کے پھر بھی اشارہ کیا جاتا ہی انتہی جناب بندہ آپنے جیسی ہی
جسقدر ہذیان سرائی فرمائی وہ بھی سب مبتدیون ہی کی ہنسانیکو واسطے ہی اور یہان تو آپنے تقریر کی ہی اس
مدعا پر فرمادی اگر شوکت وعظمت اسلام دیکھئے کہ مجھ مبتدی سے آپ سے منتہی ملت ہنود کو ابتدا سے انتہا
تک کیسا ہی نہایت تنگ کیا ہی ایک ایک جملہ پر ایک ایک لفظ پر آپکے اونکا عنان گیر ہوتا ہی اور سوط الجبار
اور سیف القہار سے آپکی تادیب کرتا ہی اور آپکی جہالت بی نہایت کو ہر فن مین ثابت کرتا ہی چنانچہ یہہ ماجرا
بہت گذر چکا ہی مگر حملہ آیندہ مین آپکی جہالت پر واسطے ملاحظہ منتہیون اور مبتدیون کی اشارہ کرتا ہون آپ
سننے قولہ دلیل نقلی آنکہ الخ مین تو سمجھا تہا کہ لالہ صاحب نے فارسی شروع کی مگر سید بت شکن کو یاد کرکے پہر اردو
بولنے لگے قولہ آیا توریت وانجیل وقرآن ساختہ ربانی ہی یا ساخت انسانی انتہی جناب منتہی صاحب بید کہ اسم

اِنکی سمجھ انی ہو یہہ اِنکا قضیہ عنادیہ ہو یا اتفاقیہ اور اگر عنادیہ ہو تو منفصلہ حقیقیہ ہو یا مانعۃ الخلو یا مانعۃ الجمع
آپکی استدلال اور بحث حال جزئین اور حصر مفہوم سے اور براہین ردو جرح دونو سے ثابت ہو کہ آپکو ذہن مین
یہہ قضیہ منفصلہ عنادیہ حقیقیہ ہو پس یہہ قضیہ اِنکا بعینہ ایسا ہی ہو جیسے کوئی آپ سے کہے کہ آپکی دکان پر یا تو گیہون
یا تیل ہو آپنے معنی سنت ربانی کے کیا سمجھے ہین جو اسکو معانہ حقیقی صنعت انسانی کا قرار دیا ہو آپکی اس
طول التقریر کے قطع کیواسطے یہہ کافی ہو کہ توریت و انجیل و قرآن کلام ربانی ہو نہ سنت ربانی ہو نہ صنعت
انسانی اب کہئے ایک ہی بات مین آپکی استدلال کا خاتمہ ہو گیا حکمۃ ہندیہ نے آپکو نہایت ذلیل کیا دیکہو
کہتا تہا نواب بہی ردبراہ ہو اسکو ترک کرو بات بات مین الزام اوتہاتی ہو سمجھدار عبارت نشان کہلاتی
ہو مولوی آل حسن سلمہ اللہ تعالیٰ کی استدلالات اور انفصالات کی تقلید آپ سے بہلا کوئی بن سکتی ہے
کاریزینہ نیست نجاری - سری کرشن جیو کی نصیحت پر عمل فرمایا ہوتا تو تیل بیچ کہایا ہوتا بس بر فون کو
مباحث علمیہ سے کیا سروکار ہو اُنکا کام تو بیچ ہو رہا ہو آپ پہلے معنی سنۃ اللہ کے تحقیق کیجئے بعد اسکی منفصلہ
ترتیب دیجئے اور سمجھیے کہ سنۃ اللہ مین یہ داخل ہو کہ ایک چیز کو حسب اقتضای حکمۃ کاملہ پردہ عدم سے وجود
مین لاتا ہو پہر اسکو بمقتضای حکمۃ بالغہ معدوم فرماتا ہو یہہ امر تو عین سنۃ اللہ ہو پس نسخ کو جو بمعنی مصطلح ہے
خلاف سنۃ اللہ تعالیٰ کے قرار دینا سراسر جہالت ہو پہر آپ جو ان آیات کو بحث نسخ احکام مین لائے ہین
کمال عبارت آپکی ہو سیاق و سباق آیات دیکہئے تاکہ ظاہر ہو وے کہ مراد آیات کی کیا ہو حاصل معنی آیات
متلوہ صاف یہہ ہو کہ جب کفار انبیاء علیہم السلام پر ظلم کرتے ہین اور زیادہ تر فساد برپا کرتے ہین تو ہمارا
دستور یہہ ہو کہ اُنکا تدارک کرتے ہین اور اس دستور مین تبدیل نہین سورہ بنی اسرائیل وَاِنْ کَادُوْا
لَیَسْتَفِزُّوْنَکَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْکَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَکَ اِلَّا قَلِیْلًا سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ
رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا سورہ احزاب لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی
الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّکَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْهَا اِلَّا قَلِیْلًا مَّلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا سُنَّةَ اللّٰهِ فِی
الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا سورہ فاطر فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا بلحاظ سیاق کلام اور خود
نفس کلام کے واضح ہو کہ باب نسخ احکام سے آیات مذکورہ کو کچھ تعلق نہین اور اونسے امتناع نسخ ہرگز ثابت
نہین ہوتا اور آیت سورہ ق مین تو بیان ہو حال تعذیب امثال لائقہ صاحب کا اور اونکی اعوان کا
اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ مُّرِیْبِ نِ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ
الشَّدِیْدِ قَالَ قَرِیْنُهٗ رَبَّنَا مَا اَطْغَیْتُهٗ وَلٰکِنْ کَانَ فِیْ ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْکُمْ بِالْوَعِیْدِ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ
وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ اور ایسے امور کو نسخ سے کچھ علاقہ نہین پس لائق صاحب کی نہایت درجہ کی مثالیت ہے کہ ایسی مغالطہ مین مبتلا ہون

سے شیوہ اسلاف کا اختیار کیا ہے قولہ سو ہر ز غرض یہہ مطلب تاکید اکید تسوید ہے انتہی ان قافیون کی کیفیت
سے تو یہہ بہتر تہا کہ آپ آمین یا مین تامین کہیہ اور قافیہ بندی کرتے فرماتے تو کہ اکید کیا چیز ہے کوئی لغت
عربی ہے یا فارسی یا سنسکرت تشریح اسکی کیجیو اور اگر عربی ہے تو مادہ اسکا کیا ہے ظاہرا نہ عربی ہے تہ فارسی نہ
اُنکی جاہلی ہے انسیہی لفظ تسوید اس مقام پر محض بیمعنی ہے کیونکہ تسوید مصدر مشتدی ہے من سواد الصدر جہک
فی الدارین تسوید اسی سبب سے لکہی ہوئی چیز کو مسودہ کہتے ہین پس ترجمہ اُنکی عبارت کا یہہ ہوا کہ یہہ مطلب
تاکید اکید کالا کرتا ہے اور یہہ سراسر مہمل مضمون ہے قولہ کسی پیغمبر نے الخ لالہ صاحب یہہ قصہ کسی نبی کا
کا تو نہین کیونکہ کسی کتاب معتمد اہل اسلام مین اوسکا وجود نہین مگر آپنے اسکندر پوران کاشی کہنڈ سے
اوسیطرح اوسیحال جناب برہما صاحب کا جنکی پیغمبری کے آپ قائل ہین انتخاب کیا ہے مگر مختصر کر دیا اوس سے
یہہ بہی ظاہر ہے کہ اسپر بہی جب وہ جہالت سے باز نہ آئے تو پہیر دن ناتہہ رجو دمین آئے اوسوقت برہما
صاحب کو اپنی موت نظر آئی اور از بس خوشامد و چاپلوسی کی مگر اوسنے نمانا آخر کو ایک سر برہما جی کا
کاٹ کر پہینک ہی دیا سے ہے جاہلان بر سر دار ہیکہ جاہل بخوازی گرفتار ہے۔ دیکہیے یہی مصداق ملعونین
اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا دلیل نقلی
تو لالہ صاحب کی ختم ہوئی اب دلیل عقلی دیکہنا چاہیے کہ اوس سے بیعقلی اونکی خوب ظاہر ہوتی ہے فرماتے
ہین کہ حلت و حرمت و مشروعیت و ممنوعیت اشیا نفس الامری ہے یا ارادی کہ جس چیز کو اوسنے چاہا
حلال ٹہہرا دیا ہے اور جسکو چاہتا ہے حرام بنا دیتا ہے انتہی سبحان اللہ لالہ صاحب کا بیان مشروعیت و ممنوعیت
کا ذکر بعد حرمت و حلت محض لغو اور اطناب مخل ہے غباوت نشانی کا بیان جب بولا جاتا ہے کہ نفس الامر
مین زید قائم ہے اور نفس الامر یہی ہے کہ عمرو قاعد ہے مطلب یہہ ہوتا ہے کہ قیام زید اور قعود عمرو واقع میں
صحیح ہے پس یہی معنی نفس الامری کے جو قول لالہ صاحب مین واقع ہوا سمجہے جائین یعنی حلت و حرمت اشیا
کی واقعی ہے اور اسکی حلال و حرام ہونے مین کچہہ شک نہین پایا بار اوہ خدا ہی تہے سکے پس یہہ قضیہ مانعۃ الجمع تو نہین
کیونکہ وجود شی کی نفس الامر مین مانع اسکا نہین کہ وہ ارادہ الہی مین ہو بلکہ وجود شی کا نفس الامر
مین بالضرورۃ بارادہ الٰہی ہوگا اور جس چیز کا وجود ارادہ مین نہوگا اوسکا وجود بالضرورۃ ممتنع ہو
یقین ہے کہ لالہ صاحب بہی اوسکو تسلیم فرما دینگے پس مجکو تا دلیل عقلی کا اوسپر ضرور نہین اور
علی ہذا القیاس یہہ قضیہ مانعۃ الخلو بہی نہین کیونکہ یہہ ہو سکتا ہے بلکہ یون ہی ہوتا ہے کہ وجود شی کا جب
نفس الامر مین نہین ہوتا تو وہ شی ارادی بہی نہین ہوتی کیونکہ اگر وجود اوسکا تو پایا جاوے مگر وجود
اوسکا ارادہ مین نہووے تو لازم آوے وجود شی کا بلا ارادہ اور یہہ ممتنع ہے جب یہہ قضیہ لالہ صاحب

نہ مانعۃ الجمع ہو نہ مانعۃ الخلو تو بحکم ضرورۃ منفصلہ حقیقیہ بھی نہیں اسلئے کہ حقیقت انفصال کو منع جمع اور منع خلو
لازم ہی اور جب لازم نہیں تو ملزوم بھی نہیں پس جب یہہ قضیہ اونکا منجملہ تینون قسم انفصال سے کچھہ بھی نہوا
تو لالہ صاحب فرماوین کہ یہہ کیا ہذیان سرائی ہی آپ تو مدعی استدلال عقلی کے ہوئے تھے مگر دلیل تمام تر جہل ہی
کہ مقدمۃ الشروع ہی مین جہل عقلی اپنی اور جہل مرکب ثابت کر دیا ؏ شد غلامی کہ آب جو آرد آب جو آمد و غلام
ببرد - جب مین نے آپکی کتاب مین یہہ لفظ دیکھا تھا کہ (دلیل عقلی آنکہ) تو مین از بس دل مین خوش ہوا
تھا کہ اب ہماری اور لالہ صاحب کے باہم بحث عقلی شروع ہوگی اور طرفین سے معارضات اور مخالفات اور
مناقضات اور قیاسات و حجج استثنائی اور اقترانی پیش ہونگی اور ہمسنداری اہل اسلام اور منتہی سے مباحثہ کے
مباحثہ کے ناظرین و سامعین پر کچھہ کیفیت کھلیگی مگر دل کی دل مین ہی رہ گئی مباحثہ کے میدان تک لالہ صاحب
پہونچنے بھی نہ پائے اول مقدمہ بحث مین ہی جہالت اپنی ایسی ظاہر کی کہ مباحثہ عقلیہ کو کچھہ گنجایش ہی نہ رہی ؏
کوہتہ کہ بیٹھے رہین تیشہ نہ ٹوٹا پایا پڑا ✱ ان سجا ڈنڈون پہ کبھی تمہین سیر کرین گے - اگر کوئی کہے کہ لالہ
صاحب پہلی ہی تصریح فرما چکے تہے کہ بنا بر یادداشت مبتدیون اشارہ کیا جاتا ہی اور کچھہ شک نہیں کہ مبتدی
مغالطہ مین لالہ جی کے اس مقام مین آجاتا وہ کیا سمجھتا کہ قضیہ منفصلہ لالہ جی کا صحیح ہی یا غلط ہو لالہ جی یہہ
نہیں سمجھے تہے کہ اہل اسلام کے مبتدی بھی اور ملت والون کے منتہیون سے ہزار درجہ زائد ہوتے ہین پس کوئی
محل طعن کا اوپر نہیں تو جواب اسکا یہہ ہی کہ اگر مراد اونکی مبتدیون سے مبتدیان دین ہنود ہین تو اونکی
جہالت ہی کیونکہ مباحثہ اونکا اہل اسلام سے ہی نہ باہم اونکے اور اگر مراد مبتدیان اہل اسلام ہین تو علم
مناظرہ اور میزان ابتدائی علوم اہل اسلام ہی پس لالہ صاحب کی تجہیل کیواسطے مبتدیان اہل اسلام ہی بعنایت
الہی کافی ہین الغرض جب بنا ر دلیل عقلی صولت ہند کی عین جہل اور گیدڑ بھبکی ظاہر ہوئی تو اوسے جسقدر
تفریعات لالہ صاحب نے کی ہین از خود باطل ہو گئین اور کچھہ حاجت اون تفریعات کے ابطال کی نہ رہی مگر
اسپر بھی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ لالہ صاحب کے ہر ایک مقدمہ مین اونکی ایسی تجہیل اور تضعیف کیجاوے کہ ازراہ
جہل مرکب کے جو وہ اپنی توہمات اور جہلیات کو عقلیات سمجھہ رہے ہین یہہ پندار اونکا اونکے دماغ سے
باہر ہوا اور پھر نام بھی عقل کا وہ زبان پر نہ لاوین اور سمجھہ لین کہ اہل ہند کو عقل سے کچھہ تعلق نہیں **قولہ**
بر تقدیر تسلیم شق اول نسخ باطل ہی کیونکہ جس صورت مین جواز و عدم جواز امور ذاتی اور حقیقی ٹھہرا تو بتقاضاے
وقت حال مکلفین جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز کر دینا ممکن نہیں کیونکہ تبدیل حقیقۃ اشیا محالات
سے ہی انتہی اقول اگر جواز و عدم جواز کو حکم مین مفرد کے رکہا ہی تو امور کو بھی بلفظ مفرد یعنی امر
لانا چاہیے اور اگر حکم مین جمع کے ٹھہرایا تو فعل کو بلفظ جمع یعنی ٹھہرے لانا واجب ہے عبادت لنشا

جز چہار دل منفصلہ مانعۃ الجمع کا جسپر یہان یہہ بحث کرتے ہین امور ذاتی او حقیقی تہا بلکہ نفس الامری تہا اور ذاتی اور
حقیقی اور نفس الامری ایک چیز نہین کیونکہ دونو کے مفہوم مین تغایر ظاہر ہے پس بطلان لالہ صاحب کا بیان
محض بیکار ہے اسلیے کہ حصر حل و حرمت کا تو دو شق مین کیا ہے اور بجائے ابطال دونو شقون مذکورہ کے
دو پہلی ابطال ایک اور چیز کے ہوئے جو اونکے مغائر ہے اونکی استدلال کی مثال یہہ ہے کہ کوئی شخص کہے کہ انسان
یا کاتب ہے یا ضاحک ہے بر تقدیر شق اول ماشی ہونا اوسکا باطل ہے کیونکہ جس صورت مین وہ راہی ٹہرا انتہی
صاحبان عقل ذرا غور فرماوین کہ اگر یہہ جہل مرکب مانعۃ الجمع کا نہین تو اور کیا ہے **قولہ** تبدیل حقیقت
اشیا محالات سے ہے انتہی کیا محال ہے کہ بموجب اعتقاد ہنود کے خارج مین موجود ہے تفصیل اس اجمال کی
یہہ ہے کہ از روی تناسخ کے ناطق مبدل بہ غیر ناطق اور روح نباتی مبدل بروح حیوانی ہوجاتی ہے
اور برعکس اوسکے بہی یعنی غیر ناطق بناطق اور روح حیوانی مبدل بروح نباتی ہوجاتی ہے اور یہہ
عین تبدیل ماہیت ہے پس دعوی استحالہ کا جو لالہ صاحب کرتے ہین جبتک تناسخ سے انکار کرینگے
باطل محض قرار پاویگا علاوہ بران صفحہ ۹۴ تحفۃ الاسلام پر لالہ صاحب فرماتے ہین کہ تبدیل ماہیت
شی موجب غیریت آن شی می باشد و حسب نظائر اوسکی بہی رقم فرماتے ہین اور صفحہ ۵۲ مین بہی یہہ
رقم فرماتے ہین کہ تبدیل ماہیت شی موجب غیریت آن شی می باشد و این مسئلہ مخصوص بہ بنیہ تناسخ
ہست اور یہہ قول انکا تبدیل ماہیت شی الخ قضیہ موجبہ ہے کہ جسکا موضوع ہے تبدیل ماہیت شی
اور جسپر آپنے حکم کیا ہے ساتھہ ایسی چیز جو خارج مین موجود ہے اور قضیہ موجبہ البتہ وجود
موضوع کو چاہتا ہے چنانچہ یہہ امر فن میزان مین مبرہن ہوچکا ہے پس خود قول لالہ صاحب سے وجود
تبدیل ماہیت کا ثابت ہوگیا اور رہا کہ خود اونکے قول سے وجود تبدیل ماہیت کا ثابت ہوا تو
یہان جو اونہون نے اوسکے وجود کے استحالہ کا دعوی کیا ہے خود اونہین کے قول سے رد ہوتا
ہے **قولہ** بر تقدیر تسلیم شق ثانی مسلمانون کا وہ اعتقاد باطل ہوتا ہے کہ نسخ آیات وفات حضرت پیغمبر ہوا
انتہی یہہ افترا پردازی لالہ صاحب کی ہے کوئی مسلمان یہہ دعوی نہین کرتا کہ نسخ وفات پیغمبر آخر زمان
بلکہ ہمارا دعوی یہہ ہے کہ جو احکام شرعی وفات نبی آخر الزمان صلعم تک ثابت ہین وہ منسوخ نہونگے
اور بعد وفات نبی آخر الزمان صلعم کے نسخ ظہور مین نہ آویگا نہ یہہ کہ وفات نبی علم پر منحصر ہے اگر
دو پہلو اعتبار فرق مفہوم مین لالہ صاحب تمیز نہین کرسکتے تو ناشدہ جاہل مین **قولہ** کیونکہ جس صورت مین
حل و حرمت اشیا ارادہ الہی پر موقوف ہے تو جب چاہے حلال کو حرام کرسکتا ہے اور حرام کو
حلال کیا عجب ہے کہ تمام قرآن کو منسوخ ٹہرا کر اوسکی بجای دوسری کتاب نازل فرماوے انتہی یہہ

آپکے تمنا یا موجبات ممکنات عامہ مین یعنی محال کرسکتا ہو کیا عجب ہو کہ قرآن کو منسوخ کرکر اور دوسری کتاب
نازل فرماتے اور ہرگاہ کہ یہہ سب موجبات ممکنات عامہ مین اور ہمارے دعوے کا قضیہ سالبہ حینیہ مطلقہ ہو اور
یہہ امر از روی برہان عقلی فن منطق مین ثابت ہوچکا ہو کہ موجبہ ممکنہ عامہ نقیض سالبہ حینیہ مطلقہ کی نہین
ہوسکتا پس ہرچند یا رشق دوم ہمارا اعتقاد یعنی نہ پایا جانا نسخ کسی زمانہ مین بعد زمان وفات نبی آخر الزمان
صلعم کے ہرگز باطل نہین ہوسکتا اور دعوی بطلان کا محض جہالت ہو قواعد برہان عقلی سے اور یہہ امر
بدیہی ہو کہ امکان ذاتی وجود کا کسی شی کے مستلزم اسکا نہین ہو کہ وجود اوسکا پایا بہی جاوے
بہت چیزین ہین کہ ممکن بالذات ہین اور تحت قدرۃ مین داخل ہین مگر وجود مین نہین آتین خراب ہوجانا
زمین وآسمان کا قبل از قیام قیامت ممکن بالذات ہو خدا کی قبضہ قدرت مین ہو کہ اگر ارادہ کرے تو آج
ہی خراب کر ڈالے مگر یہہ خرابی تا روز قیامت وقوع مین نہین آویگی ارادہ اوسکی خرابی کا روز قیامت
تک ہوگا برہما کا مار ڈالنا آج خدا کی قبضہ قدرت مین ہو اگر ارادہ کرے تو کوئی اوسکا مانع نہین کیا کت
الیسوا ارادہ کے برہما صاحب اپنی ہمت آج موت سے بچا نہین سکتی مگر یہہ امر ظہور مین نہین آویگا ارادہ
خدا کی قبل از مدت معہود اونکی مار ڈالنے کے واسطے نہوگا اسیطرح نسخ کے احکام ذاتی سے وجود خارجی
نسخ کا کسی طرح پر لازم نہین آتا اور ہرگاہ کہ ظہور وجود نسخ بعد وفات نبی آخر الزمان کے ضرور نہین
اور ایک امر ایسا پایا گیا کہ جسکی بابت جائز سے نسخ ممتنع ہوگیا تو گو کہ نسخ احکام بعد ظہور اوس امر کے
ممکن بالذات تہا مگر ممتنع بالغیر ہوگیا تفصیل اوسکی یہہ ہو کہ جسقدر احکام کہ علم الہی مین موقت تہے اندر
وحی قطعی کے اپنی اپنی اوقات مین منسوخ ہوگئے اور جب کوئی حکم موقت نرہا تو فرمان الیوم اکملت لکم دینکم
واتممت علیکم نعمتی نافذ ہوا اس فرمان سے واضح ہوا کہ اب تکمیل سب احکام موقتہ کی ہوگئی اور اب کوئی حکم
لائق نسخ کے نہین رہا علاوہ برآن نسخ حکم ثابت بدون وحی قطعی کے نہین ہوسکتا اور جب بسبب وفات حضرت
خاتم النبیین صلعم کے نزول وحی قطعی موقوف ہوگیا تو ہرآئینہ بعد وفات خاتم النبیین صلعم کے نسخ بہی موقوف
ہوگیا پس نسخ احکام ثابتہ گو ممکن بالذات ہو مگر ممتنع بالغیر ہوگیا چنانچہ علماء اصول رح نے صراحت کے
ساتہہ اس امر کو بیان فرمایا ہو اما بعد وفاتہ صلعم فقد صار لبقاء الاحکام الثابتۃ فی حیوتہ صلعم ثابتا بدلیل یوجبہ
وبرہان لانسخ بدون الوحی وقد انسد باب الوحی بوفاتہ صلعم فانہ بالنص القاطع خاتم النبیین فلا نبی بعدہ
فصار التعارض یقینیاً لایحتمل الزوال اصلا انتہی پس تسلیم مقدمات لالہ صاحب بہی ظاہر ہو کہ جسکو اونہون نے
دلیل عقلی قرار دیا ہو وہ محض جہل مرکب ہے اور واقعی بہی ہو کیونکہ اگر اونکو کچہہ بہی علم ہوتا اور طرق استدلال
عقلیہ سے تہوڑی سی بہی واقفیت رکہتے تو ایسی بیہودہ دلیل کہ جسکا ایک مقدمہ بہی جرح اور نقض سے

خالی نہین اور محض توہم پرستی ہو ہم ہرگز پیش نکرتے یہہ جا ہی آنکہ اونکا نام دلیل عقلی رکہتے گر وہ بہی کیا کرین کہ
مجبور ہین زور نہ قلم عقل کی کوتاہی اب اس سے زیادہ اور تو ہم کیا شکایت کرین **پھر فرماتے ہین** کیا کہی کہ محمد صاحب
کے انتقال کرتے ہی ارادہ الہی نے وفات پائی اتہی نسخ کے ارادہ کا نام فوت ارادہ رکہتے ہین اس جہالت
کا بہی کچہ ٹہکانا ہی **قولہ** قطع نظر ازین جب کہ جواز و عدم جواز اشیا فی الحقیقت کچہ نہین ہو صرف مشیت خدا
پر منحصر ہو تو خدا ای محمدیہ لوث معصیت سے منزہ نہین ہو کہ کسی چیز کو بلا سبب پاک ٹہراتا ہو اور کسی چیز کو بلا سبب
ناپاک بتاتا ہو اتہی یہہ کیا پریشان گوئی کر رہی ہو لالہ جی کچہ علاج خلل دماغ کیجیے جو چیز کہ فی الحقیقت موجود ہوگی
خواہ از قسم عرض ہو خواہ از قسم جوہر خدا ہی کی مشیت سے موجود ہوگی وجود ہر چیز کا اوسکی مشیت پر منحصر ہے
اور اگر چہ خدا ای تعالی مقید علل و اسباب کا نہین اور فعل اوسکا معلل بالغرض بہی نہین مگر پہر بہی کوئی فعل
اوسکا حکمت کا اوسے خالی نہین ہے آپکے عقیدہ مین جو گاے کا موتہہ پاک اور بول و براز اوسکا طاہر و
مطہر ہے کیا یہہ امر ذاتی ہے یا حکم تشریعی نہین اگر ذاتی ہے تو دلیل بیان کیجیے اور اگر حکم تشریعی ہے تو وہان
کو لگام دیجیے اور زیادہ تر جہالت اپکی یہہ ہو کہ آپ فرماتے ہین کہ لوث معصیت سے منزہ نہین آپ یہہ بہی
نہین سمجہتے کہ معصیت کے کیا معنی ہین اس ہیچمدانی پر جو آپ آمادہ مباحثہ کے اہل اسلام سے ہوئے ہین کمال
بیشرمی آپکی ہے جناب من معصیت کے معنی ہین نافرمانی کیا آپکے نزدیک خدا ای تعالی کسی کا فرمان بردار ہے
جو آپ کہتے ہین کہ لوث معصیت سے وہ منزہ نہین **قولہ** بہرکیف نسخ احکام جناب باری مین مستلزم ترجیح
بلا مرجح ہے اتہی یہہ کیسا بہرکیف ہو ذرا بیان اسکے معنی کیا ہین اوپر تو آپنے یہہ فرمایا کہ اگر مشیت ایزدی
پر نسخ منحصر ہے تو خدا ای تعالی معصیت سے بری نہین ہو سکتا اسکے بعد فرمایا کہ بہرکیف نسخ جناب باری مین مستلزم
ترجیح بلا مرجح ہے کہان معصیت کہان ترجیح بلا مرجح آپ کے اس استدلال سے صاف ظاہر ہو کہ آپ مالیخولیا
مین مبتلا ہین و الجنون فنون اب ہم یہہ کہتے ہین کہ ہر چند کہ یہہ دلیل پیش کی ہوئی لالہ صاحب کی مبنی
اور بر جہالت لالہ صاحب کے ہے کہ ایک مقدمہ بہی اوسکا معقول نہین لیکن چونکہ مسلمات سے لالہ صاحب
کے ہو پس بر آئینہ اونپر حجت ہوگی پس اس دلیل کی بنا پر ہم لالہ صاحب سے استفسار کرتے ہین کہ
مشروعیت اور ممنوعیت اور حلت و حرمت نیوگ کی نفس الامری ہے یا ارادی یعنی جس دور مین خدا
نے چاہا اوسکو حلال کر دیا اور جس دور مین چاہا حرام کر دیا بر تقدیر تسلیم شق اول کسی دور مین حلت
اور کسی دور مین حرمت اوسکی باطل ہے کیونکہ جس صورت مین جواز اوسکا یا عدم جواز اوسکا امر ذاتی
اور حقیقی ٹہرا تو بمقتضای حال مکلفین جائز کو ناجائز یا ناجائز کو جائز کر دینا ممکن نہین کیونکہ تبدیل حقیقت
اشیا محالات سے ہو بر تقدیر تسلیم شق ثانی وہ اعتقاد لالہ صاحب کا کہ حرمت نیوگ کی باختتام کلجگ کے

اطلاق ہوتا ہے کیونکہ جب حلت و حرمت اشیاء ارادہ الٰہی پر موقوف ہے تو جب چاہے حلال کو حرام اور حرام
کو حلال کر سکتا ہے کیا عجب کہ نیوگ کو کلجگ مین حلال کر دے یا کہئے کہ دواپر کے ختم ہونے سے ارادہ
الٰہی کا بھی خاتمہ ہو گیا اگر حرمت نیوگ حق ہے تو حکمت و قدرت خدا بیکار مطلق ہے قطع نظر ازین جب کہ جواز و
عدم جواز نیوگ فی الحقیقت کچھ نہین ہے صرف مشیت خدا پر محصور ہے تو خدای ہنود لوث معصیت سے
منزہ نہین ہے کہ کبھی ایک چیز بلا سبب جائز ٹھہرتا ہے اور پھر بلا سبب ناجائز بنتا ہے بہرکیف حرمت
نیوگ جناب باری مین مستلزم ترجیح بلا مرجح ہے اب فرمائیے لالہ صاحب آپکی اس دلیل عقلی نے تو عیاناً
مصرعہ مادہ تاریخ خلعت الہنود کو جو آپ کو معلوم ہے آپکے سر پر تھاپ دیا **قولہ** پھر نسخ احکام دال
ہے عدم استقلال پر انتہی یہہ قول لالہ صاحب دال ہے اونکے جہل و ضلال پر اگر کوئی دلیل اسپر رکھتے ہون
تو پیش کرین اب ہم یہہ دعوے کرتے ہین کہ جواز نسخ احکام ہنود کے علماء مین متفق علیہ ہے کوئی اوسکا
منکر نہین ہوا اور کتب معتمدہ ہنود سے وجود اوسکا ثابت ہے چھٹی برہان پرکرن جوگ بششت کو دیکھو
لکھا ہے کہ خداوند عالم کی قدرت سے بیدون اور تمام مخلوقات مین اختلاف واقع ہوا ایک وقت
ایسا تھا کہ شراب کا پینا شریفون کو روا تھا اور رذیلون کو ناروا اور ایک وقت ایسا تھا کہ عورت
غیر مرد کے ہمراہ ہمبستر ہونے سے پتبرتا کہلاتی تھی بارہا بید غائب ہوئے اور بیدون کا عمل جاتا رہا
اور ترمیم اور نسخ اونمین ہوئی دس مرتبہ چار دیو نے اندر کو سلطنت دی اور چھین لی اور
کئی مرتبہ بیدون کا مضمون تبدیل ہوا بارہا مشرق مغرب ہو گیا اور مغرب مشرق ہوا انتہے
مختصراً مہابہارت فصل موجبہ دہرم مین ہے بید در ہر قرن بنوع دیگر میگردد نیکی ستجگ بنوع
دیگر است و ترتیا بوجہہ دیگر و دواپر و کلجگ علی ہذا القیاس انتہی مہابہارت دہرم پرب مین
ہے کہ راجہ انک وید در جگ گاو کشتہ بود و از جرم آن گاو دریای چنبل پیدا شد از ان روز
کشتن گاو منع شد و جگدیس امر کرد کہ گاو زندہ بہ برہمن بدہند از ان روز گاو زندہ بہ برہمن
میدہند انتہی ملتقطاً الکہہ دہاری کی شرح مین اشلوک ۱۲۸ کرشن گیتا کے فرماتے ہین کہ جب ایک
مدت آسمان چرخ کرتا ہے ایک عمدہ حکیم یا اوتار یا پیغمبر پیدا ہوتا ہے وہ سابقہ رسم و رواج کو
بالکل منسوخ کر کے مجدداً آئین جاری کرتا ہوا انتہے اور ۶ ۷ ۳ اشلوک کی شرح مین لکھتے ہین بید شاسترون
کا پابند وہ رہتا ہے جو قوت ایجاد نہین رکھتا جسکو علم لدنی ہوتا ہے وہ ترمیم اور نسخ اور ایجاد کا
مختار اور قادر ہے انتہے ہرگاہ کہ جواز نسخ بلکہ وقوع نسخ کتب معتبرہ ہنود سے جیسا کہ چاہیے ثابت
ہے اور ہنود کے علماء مین بھی کوئی منکر اوسکا نہین پس انکار کسی بید یا شاستر کا جواز نسخ سے

محمول اوسکی سفاہت پر ہے **قولہ** اگر معترض ذرا بھی عقل رکھتا تو ثبوت بید کے لئے نزاع اہل شاستر
پر تمسک نکرتا شاستروں کے بعض فروع میں اختلاف ہے اور وہ ارباب اجتہاد سے ممکن ہے انتہی یہہ
نادانی اور بیعقلی لالہ صاحب کی ہے وہ ابھی تک یہہ بھی نہیں جانتے کہ چھون شاستر علماء ہنود کے
نزدیک کس کے اقوال ہیں اور چھون شاستر جنکی طرف منسوب ہیں آیا وہ لوگ مولف اون کے
ہیں یا موجد اون کے ہیں جو تمہا استنباہ پر کرن جوگ بسست کا دیکھیے اوسمیں بشسٹ جیو
فرماتے ہیں کہ برہما نے واسطے انتظام مخلوق کے چار بید اٹھارہ سمرتی چھہ شاستر اٹھارہ پوران
بنائے پس یہہ کتابیں سب برہما سے موجود ہوئی ہیں انتہی اور ہرگاہ کہ برہما آپکے عقیدہ میں
خدا کا رسول ہے اور بموجب تصریح بشسٹ پسر برہما کے ثابت ہوا کہ جسطور پر بید بنائے ہوئے برہما
کے ہیں اوسیطور پر شاستر بھی اوسیکے بنائے ہوئے ہیں پس آپکا عذر درباب مخالفت بید و
شاستر کے عذر بدتر از گناہ ہے اگر تالیف کا اعتبار فرماکر شاستروں کو از قسم اجتہادات
مؤلفین قرار دیتے ہو تو چونکہ بید مولفہ بید بیاس جیو کے ہیں اونکو بھی مجتہدات بیاس جیو قرار
دیجیے ورنہ اسکی کوئی وجہہ نہیں کہ ایک کو تو از قسم اجتہادات علماء سمجھو اور دوسرے کو کلام
الٰہی قرار دو **قولہ** ہاں شاستر ششگانہ کی بعض فروعات میں نزاع ہے جیسا کہ اہل اجتہاد کے
کلام میں ہوا کرتا ہے انتہی خود لالہ صاحب کے قول سے واضح ہے کہ چھون شاستر ایک دوسرے کے
مخالف ہیں کیونکہ یہاں لفظ ششگانہ اونہوں نے لکھا ہے اور لفظ (گانہ) لغات دلالت کرتا ہی
اسپر کہ ایک دوسرے سے مغایر اور مخالف ہیں پھر یہہ قول اونکا کہ بعض فروع میں وہ مختلف ہیں
صریح مناقض اونہیں کے قول سابق کے ہے پھر اختلاف بعض فروع کیا معنی لالہ جی تم نے عمر بھر
وہ شاستر نہ دیکھے نہ سنے آپکو اتنی استعداد بھی نہیں کہ اون چھون شاستروں کے مسائل
سمجھہ سکیں اگر کبھی آپنے وہ شاستر سنے ہوتے تو ہرگز یہہ نہ کہتے دیکھیے ادھیائے ۱۴ بھاگوت
اسکندھ ۳ بھاگوت اوسکے دیکھنے سے آپکو دریافت ہوگا کہ ایک شاستر کسقدر اصول میں
مختلف ہیں اور تفصیل اوسکی مقام مناسب پر بندہ کریگا منتظر رہیے **قولہ** خلیفہ ولید کے عہد سے
فتح سندہ تک ہند و لوگ نہایت ظلم کشیدہ رہے اور خلفا و سلاطین پریشانی بید میں چلے اور بہانے
رہے انتہی کیوں جھوٹ بولتے ہو تمہارے بید تو آج سے نہیں سیکڑون برس پیشتر سے پریشان
ہوئے ہیں اور ہر قرن میں ہمیشہ بسبب اصلی کہو گئے جاتے تھے اور پھر نظر دیگر عنایت بید
بیاس سے ظہور میں آئے ہیں بلکہ سلاطین کے عہد میں تو بہت کوشش اونکے جمع کی ہوئی ایسے

راجہ نے بہی نہین کی تہی چنانچہ تصدیق اسکی دیباچہ الکندر پرکاش مولفہ منشی کنہیالال صاحب سے ہے جو بڑے حامی ہین
ہند کے مین واضح ہے وہ یہ باتین ہین چارون مہاپاک کے آرتہ سری بیاس جیو نے ہند کے مردم کی ہدایت کو
بنام چار بید موسوم کیے تہے جب ہند سے سنسکرت کی تعلیم و تلقین جاتی رہی سمجہنا چاہیے کہ بید محجوب اور مفقود
ہوگئے تہے اس عرصہ مین ہزارون راجہ اور مہاراجہ ہندوستان مین ہوگذرے مگر کسی کو اسطرف توجہ نہوئی کہ اس
آب حیات کو خاص و عام کے واسطے سبیل کرتا آفرین صد آفرین شاہزادہ عالی ہمت بلند مرتبت داراشکوہ بہادر
وارین اور سرور کونین کو کہ تمام اونپکہدونکا برس روز محنت کر کے اور لاکہون روپیہ خرچ کر کے اور صدہا
پنڈتون اور سنیاسیون کو جمع کر کے اور کاشی اور کشمیر کی سیر کر کے سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کیا انتہی اور
یہہ کچہہ خاصہ اسی قرن کا نہین قرون سابقہ مین بہی ایسا ہی ہوتا رہا جوگ بشست مین لکہا ہے کہ بارہا بید غائب ہو گئے
اور بیدونکا عمل جاتا رہا مہابہارت سے ثابت ہے کہ اکثر اوقات بید ایسے غائب ہوئے ہین کہ خود برہماجی کو بہی یاد
نرہے یہانتک کہ وہ اونکے سیکہنے کے محتاج کبہی چاند سے اور کبہی اور شخص سے ہوے **قولہ صفحہ ۹** اگر کوئی
شخص ممالک محمدی مین نسبت قرآن مسلمانون سے رد و بدل کرتا ہے اوسکے قتل پر مرتکب ہوتے ہین اسی لئے کسی سے
نہوسکا کہ ممالک محمدیہ مین بخوف جان تحریف قرآن کرے انتہی یہہ ہجا لالہ جی کی ہے کہ لکہتے ہین قتل پر مرتکب ہوتی ہین بجای
پر کے لکہنا چاہیے اور یہہ مقولہ افترا پردازی لالہ جی کی ہے کیونکہ ہزارون دشمن دین پیدا ہوے اور بہت سی
کج بحثیان کین مگر آخر کار خائب اور خاسر ہوے یہہ جسقدر تقریرین جہالت آمیز جو لالہ صاحب نے اپنی کتاب
مین لکہی ہین ایک شمہ اونکی گفتگو کا ہے لالہ صاحب سے تو تقلید اونکی تقریرون کی بہی اچہی طرح نہوسکی نسخ کے
ہی باب مین ملاحظہ کیا جاوے کہ کسطرح پر دشمنان دین نے حجتین لاطائل اور باطل پیش کی ہین چنانچہ تفصیل
اونکی توضیح اور تلویح اور شروح بزدوی و دیگر کتب اصول و کلام مین مرقوم ہے لالہ صاحب نو بسبب
بےعلمی اور جہل طبعی کے اونکی ایک تقریر کو بہی پورا ادا نکرسکے خلفاء عباسیہ کے عہد مین برابر دہریہ اور یہود اور
نصاری اور فلاسفہ سے مباحثہ رہا اور یہہ سب فرقے قائل ہوے ہنود نے کبہی آجتک بسبب اپنے مذہب کے ضعف کے
مونہہ سامنے نہین کیا تہا اگلے زمانہ کے ہنود کو فی الجملہ پاس حیا بہی تہا مگر اب لالہ جی نے دامن حیا کو مونہہ
سے اوٹہا کر مباحثہ شروع کیا سو حال اونکی مباحثہ کا ظاہر ہے کہ باوجودیکہ دفتر کا دفتر سیاہ کیا مگر جسقدر
زیادہ گوئی کی بجز اظہار جہالت ہند کے اور کچہہ ثمرہ نہین پایا **قولہ صفحہ ۹۹** اسیواسطے بید کو نظر تشہیر
و ترویج کسی نے پرسر کوچہ و بازار آجتک نہین سنایا انتہی لالہ جی بید کہین تہی بہی جو کوئی مشہور کرتا
عصمت بی بی از بیچادری ہے آپکے دین کے بڑے بڑے محقق مثل منشی الکندہاری کے معترف ہین کہ اگر کوئی
شخص برسون تک مشرق سے مغرب تک پہریگا تو پتہ بہی اوسکا نہ لگیگا یہہ بچارے اونپکہد جو کہین کہین پایجاتے

اونکا حال تو دیکھنی سی معلوم ہوتا ہی یہی وجہ ہی کہ کبھی کسی زمانہ مین کسی ملت والے
سے اہل ہند بر سر مباحثہ نہوئی ہیبت اس گنبد کوبی کی طرح چہپاتی رہی **قولہ** رشی
برہمانے کسی کو بید نہین پڑہایا انتہی اول تو وہ خود اس بید کو سچا نہیں سمجھتے تہے اور اوسکے
اقوال کی تصدیق نہیں کرتے تھے چنانچہ مخاصمہ مہادیو مین اونہونی سر کٹوایا بر اوسپر
اعتقاد نفرمایا ثانیا وہ خود محتاج اوسکی تعلم کے ماہ وغیرہ سے تہے وہ کیا کسیکو تعلیم
کرتے علاوہ بران تخصیص تعلیم علم کی ساتھ عابدون اور زاہدون کے خلاف
تیری اینکہند جہر بید کی ہی اوس سے ظاہر ہی کہ برجاپت نے سزا اور اوسرونکو یکسان
تعلیم کی اور اوسمین مرقوم ہی کہ اوستاد کو لازم نہین ہی کہ تربیت مین بخل کری یا خلاف
واقع بتادی انتہی بس اگر برہمانی تعلیم مین بخل کیا تو بہت بیجا خلاف بید کے کیا
اور گناہ عظیم اپنے سر لیا **قولہ** چنانچہ منوسمرتی کے گیارہوین ادہیا مین آیا ہی انتہی
یہہ کیا چیز ہی منوجی کی سمرتیان بقول آپ کے مجتہدات منوجی کے ہین اور نیز برہماکے
کسی فعل کا ثبوت نہین ہوسکتا منوجی کے مجموعہ مین بہت باتین خلاف بید کے موجود
ہین اونہوں نے یہان تک لکہا ہی کہ برہمن کو شودر کے روبرو بہی بید کا پڑہنا درست
نہین دیکہئے باب ۴ اشلوک ۹۹ شودر کو دہرم شاستر کے سبق سکہانا یا اوسکے
گناہ کے کفارہ کا طریق بتاتا برہمن کو اوس دوزخ مین ڈالتا ہی جسکا نام اسم ورتا
کہتے ہین اوسکو دنیا کے کامون مین بہی نصیحت کرنا ممنوع ہی دیکھے باب چہارم کا
اشلوک ۸۰ اور ۸۱ شودر کو دولت جمع کرنیکی اجازت نہین مبادا دولتمند ہوکر
کسی برہمن کو رنج پہونچادی دیکھیے باب ۱۰ کا اشلوک ۱۲۹ اگر شودر کسی اعلی
فرقہ والی کو گالی دے تو اوسکی زبان کاٹ ڈالی جاوے باب ۸ اشلوک ۲۷۰
اگر کوئی شودر برہمن کے پاس آبیٹھی تو اوسکے چوتڑون کا گوشت کاٹ ڈالا
جاوے باب ۸ اشلوک ۲۸۹ اگر شودر برہمن کو دہرم کی بات بتادی تو اوسکے منہہ
اور کانون مین کہولتا ہوا تیل ڈالین باب ۸ اشلوک ۲۷۲ شودر کے قتل
کی دیتہ یا کفارہ وہی ہی جو بلی کے چہپکلی مینڈک کے مار ڈالنے کا ہی باب ۸ اشلوک
۱۳۲ بس آپ ہی غور فرمائی کہ یہہ واہیات کس طرح قابل التفات ہوسکتی ہی
اور ہرا سر خلاف بید کے ہی اسکا ذکر ہماری سامنی پہر کبہی نکیجئو اور مجرجار بید

اور اٹھارہ پوران اور چھ شاستر کے نام بھی ایسی واہیات کا نذکرہ لیجیے **قولہ** بغیر
بید کے نجات ابدی ناممکن ہے اقول یہہ بھی غلط بات ہی نجات بید کے پڑھنے سے نہیں ہوتی
کیونکہ کہٹولی اپنکہد اتھربن بید مین مرقوم ہے کہ بید کے پڑھنے سے آتما یا پرم آتما
نہین جانی جاتی جو آتما کو جانتا ہے وہ آتما کو پاتا ہے کیونکہ آتما خود اپنی صورت آتما کو دکھلا
دیتی ہے آتما گیان سے ملتی ہے انتہے **بیت** ابر گر آب زندگی بارد ❊ ہرگز از
شاخ بید برنہ خوری ❊ با فرومایہ روزگار مبر ❊ کز نے بوریا شکر نخوری ❊ آپ
تحفۃ الاسلام مین اقرار کر چکے ہین کہ نجات ہر فرقہ بوضع خاص نہادہ اند نجات
عابدان در عبادت و نجات شاہان بعدل گستری و نجات سوداگران در خرید
و فروخت بطوری کہ دران خیانت راہ نیابد و نجات نوکران در رضا جوئی ولی نعمت
اگرچہ آن ولی نعمت از اہل ظاہر بود انتہے پس ظاہر ہوا کہ بید موجب نجات نہین
اور حصول نجات بیدون پر منحصر نہین **قولہ** اتنے پر بھی تدریس و تعلیم بید
کی قرآن مجید سے کم نہین انتہے یہہ وہی مثل ہے کہ مصرع چہ دلاور ست دزدے
کہ بکف چراغ دارد ❊ لالہ صاحب فرماتے ہین کہ شہر مراد آباد جو ایک بڑا شہر ہے اوس مین
کتنے آدمی بید پڑھی ہوئے ہین خود آپ ہی فرماتے ہین کہ آپ نے کے بید پڑھے ہین آپ
بیدی ہین یا دوبیدی یا تربیدی یا چوبے خدا کو حاضر ناظر جانکر اس کا جواب رقم
فرمایئے لالہ جی بیدون کا حال تو ستجگ مین بھی ایسا ہی خراب تھا کہ اوس
زمانے مین بھی کسی کو محفوظ تھا سوای ایک نسخہ کے دوسرا نسخہ اوس کا موجود نہ
جب وہ ایک نسخہ ایک دیت لے بھاگا تو خود برہما جی خالی الذہن رہ گئے اور کار و بار عالم
بند ہو گیا چنانچہ یہہ امر بہاگوت کے اسکند آٹھوین سے ظاہر ہے بڑے بڑے
محقق دین ہنود کے اعتراف کرتے ہین کہ نام و نشان بھی بیدون کا کہین نہین ❊
اخبار رہنمائے ہند مطبوعہ یکم جنوری ۱۸۷۲ع مین صفحہ ۱۱۳ پر مرقوم ہے کہ کسی تاجر ہندو نے
بمبئی مین سنہ ۱۸۶۰ع سے یہہ اشتہار دے رکھا ہے کہ جو کوئی شخص از روی بیدون کے
ہنود کی معاشرت اور مذہب کی کیفیت زبان انگریزی مین لکھدے تو دو ہزار روپیہ
انعام اوسکو دیا جاوے گا چنانچہ اوسی تاجر نے دو ہزار روپے بنگال کمپنی سوداگران
بمبئے کی کوٹھی مین جمع بھی کر دئے لیکن آٹھ برس ہوئے کہ ابتک کسی انجام

اوسکا نہونا ظاہر ہے کہ یہہ ایسا ہی دلیل کامل ہے کہ صفحۂ عالم سے بید ایسے ابتر ہوئے ہین کہ باوجود توقع انعام
دو ہزار روپیہ کے کوئی شخص انکو جمع نہین کرسکتا بس یہہ اوف سرائی لالہ صاحب کی صریح جہوٹ
ہی قولہ کیونکہ کت مخلوق ست جگ یک کردار ہے انتہی یہہ بہی جہوٹ ہی جیسے اسرار وید کرواکہ
او دا رسالہ بقیہ مین گذری اس دور مین ابتک ایک بہی ایسا پیدا نہین ہوا چنانچہ تفصیل اوسکی سوط
الجبا اور دافع رسالہ مین مرافع عدیدہ پر ہوی ہے قولہ باوجود اس تکالیف شاقہ کے
ست جگ وغیرہ مین اکثر انسان اور حیوان درس بید کو مرغوب و مطلوب سمجہتے تہے انتہی
اس عبارت سے ظاہر ہے کہ درس بید اون تینون دورن مین صرف مرغوب اور
مطلوب ہی سمجہا جاتا تہا مگر واقع مین کوئی اوس کا طالب نہ تہا کیونکہ مرغوب اور مطلوب سمجہا
جانا اور بات ہے اور ظہور خارجی اوس رغبت اور طلب کا اور چیز ہے مرغوب سمجہنا
ایک شے کا مستلزم ظہور حصول اوس شے کا نہین ہے علاوہ بران یہہ عبارت مطابق
عبارت صفحہ ۱۷۱ تحفۃ الاسلام کے نہین اسلیئے کہ وہان لالہ صاحب فرماتے ہین کہ
درست جگ ترینا جگ دواپر جگ حسب الحال تخواندن بید لبید میسر وند
وازادا مر دلوا ہی آن [illegible] نے ہیچ پند نتہے یہان فرماتے ہین کہ اکثر انسان اور حیوان الخ
وہان حصر یہہ دعوی کا کلیہ تہا یہان اپنے کذب پر متنبہ ہوکر کلیہ سے دست بردار ہوگئے
اور جزئیہ پر قناعت کی اب ہم یہہ کہتے ہین کہ لالہ صاحب فرماوین کہ جب اون دورون
مین تو اکثر آدمی درس بیدون کا مرغوب سمجہتے تہے اور اس دور مین درس بید کا
بقول لالہ صاحب کے قرآن سے کم نہین ہے تو اس دور مین اور اون ثلاثہ ماضیہ مین کیا
فرق ہوا بلکہ یہہ دور خود بقول لالہ صاحب کے اون تینون دورون سے افضل قرار
پایا کیونکہ اون دورون مین تو اکثر آدمی درس بید کو مرغوب ہی سمجہتے تہے تو اس دور مین اکثر آدمی
مرغوب سمجہتے بہی ہین اور درس بیدون کا مثل درس قرآن مجید کے بقول لالہ صاحب کے واقعین
پایا بہی جاتا ہے پس اون دورون مین صرف سمجہہ ہی سمجہہ تہی اس دور مین علاوہ سمجہہ کے ظہور خارجی
بہی ہے پس ہر آئینہ یہہ دور اون تینون دورون سے افضل ہے اور حقیقت یہہ ہے کہ بید جیسے دور مین مشہور ہین
ہین جیسے آج ہین ایسے ہی پہلے بہی تہے ہمیشہ کم ہوجاتے تہے بعدہ کوئی شخص بتغییر و تبدیل مضامین اون کو بطور
خود بنا کر مشہور کرتا تہا چنانچہ یہہ مدعا عبارات مہابہارت اور جوگ بشسٹ سے جو ہمنے آخر بحث نسخ
مین نقل کی ہین بصراحت تمام ثابت ہے آخر کار یہہ ہوا کہ بیاس جی بانی اسکے ہوئے اور بطور خود

ایک لاکھ شلوک اوسکے بنائے چنانچہ اس مدعا پر الکھہ دہاری جو بڑا حامی بیدون کا ہے شاہد ہے الکھہ
پرکاش کے خاتمے مین ہمارے مدعا پر بطور شہادت ادا کرتا ہے کہ برہما کی زبان سے چار مہا بہاگ
برآمد ہوئے تھے جنکی تفصیل دیباچہ مین ہے اونکی شرح شری بید بیاس جیو نے ایک لاکھہ شلوک مین لکھہ کر بنام چار بید
شہرت دی سوای اونکے گواہ ہمارے مدعا پر جماعت کثیر سبہا پنڈتون بریلی کی ہے جنہون نے اپنی شہادت بطور بید
مشتہر کی ہے کہ واقعی یہہ بید کلام ربانی نہین ہین بلکہ خود اونہین بیدونسے ظاہر ہے کہ زمانہ مختلف مین شخصون
نے جو کچہہ کہا ہے اوسکو اونکے چیلون نے مدون کر لیا ہے اب ہم اسکی تحقیق پر متوجہ ہوتے ہین کہ زمانہ ستجگ کونسا زمانہ تہا اور
اوسکو کسقدر عرصہ گذرا اہل انصاف تقلید کو چہوڑ کر غور فرماوین ہنود مین کوئی تاریخ منضبط نہین اور حکایات
استداد زمانہ کی ایسی مبہم ہین کہ بادی النظر مین ہی صریح غلط معلوم ہوتی ہین پس سطحی دریافت زمانہ ادوار معروفہ
ہنود کی کوئی طریق بہتر اس سے نہین ہے کہ کسی واقعہ عظیم سے جو تمام روئے زمین پر یا اکثر بلاد مین واقع ہوا ہو اور سبکا تذکرہ
کتب ہنود مین بہی ہو تطبیق کیجاوے اور ازروے تواریخ مورخین دیگر اقالیم کے دیکہا جاوے کہ اوسکو کسقدر عرصہ گذرا
اس بنا پر جو ہمنے دریافت کیا تو مہابہارت مین واقعہ طوفان کا ذکر ہے اور اسمین یہہ بہی لکہا ہے کہ راجہ منو نے جسکی نسل سے تمام
آدمی ہین بموجب حکم خدا تعالے کے کشتی بنائی اور اسمین ہر قسم کے حیوانات کا ایک ایک جوڑہ رکہہ لیا اور پہر طوفان آیا
تو سمیر پربت تک پانی چڑہ گیا پس اس سے ظاہر ہوا کہ راجہ منو ازیسے حضرت نوح علیہ السلام کو قرار دیا ہے کیونکہ وہ صفت
جو اسمین مبین ہے یعنی (وہ شخص کہ جسکی نسل سے آدمی ہین) صفت مختصہ حضرت نوح کی ہے اور اور سب بیان بنانے
کشتی کا مع دیگر حالات کے جیسا کہ مہابہارت مین مرقوم ہے حضرت نوح اور واقعہ طوفان نوح پر منطبق ہوتا ہے سوای
اسکے یہہ ہے کہ بجز ایک طوفان کے طوفان دوسرا کسی کتاب ہنود یا اور کسی مورخ کی پانہی کی کتاب مین تذکرہ نہین
ہے پس بلا شبہہ و شک متعین ہوا کہ وہ طوفان جسکا ذکر مہابہارت مین ہے طوفان نوح نبی سے ہے اور
چونکہ یہہ امر بہی مہابہارت سے ثابت ہے کہ وہ زمانہ ظہور مچہہ اوتار کا تہا کہ منو نے اوسمین اوسکے حکم سے
کشتی بنائی تہی اور زمانہ ظہور مچہہ اوتار کا باتفاق سب ہنود کے دور ستجگ ہے جسکو وہ سادہ لین قرار دیتے ہین
پس واضح ہوا کہ زمانہ ستجگ کا زمانہ نوح کا ہے یا اوس سے بہی بعد ہے جب یہہ امر ثابت ہوا تو سب یادہ سرائی
لالہ صاحب کی کہ دور ستجگ اور ادوار مابعد مین تا دور کلجگ سب اہل عالم بید پڑہتے ہے صریح غلط ظاہر ہوئی کیونکہ
عہد نوح سے ابتک کبہی بید کا نام بہی کسی ولایت مین بجز خطہ ہند کے کسی شخص کی زبان پر نہین آیا بلکہ صحف ابراہیم اور
توریت اور انجیل اور قرآن اور اور انبیا کی صحف تلاوہ مین بہی رہے اور اونہین مین سے جو کتاب حکم ہے اوس کا
حکم جاری رہا **قولہ** القصہ قرآن اب بہی سارے عالم مین جاری نہین ہے وہ کونسی جگہہ ہے جہان قرآن اور
اہل ایمان نہین چین ہند فرانس روس روم انگریز اور سب بلاد افریقیہ اور امریکہ مین قرآن اور اہل ایمان موجود ہین **قولہ** اگر مقصد

تحقیق زمانہ ستجگ

معترض سیہ ہی کہ جو کتاب اکثر قریات و پرگنات مین دستیاب ہو وہی وحی الہی ہی تو لازم آتا ہی کہ جمیع کتب
درسیہ وحی سماوی ہون انتہے لالہ صاحب کی عبارت فشانی ہی جو مدعا کو نہین سمجھی اصل مقصود تو یہ ہی کہ
معدوم ہوجانا ایسی کتاب کا جو قیامت تک منسوخ نہو اور اوسکے احکام تا بقای دنیا جاری رہین نہین سکتا جب ہی
کتاب ایسی معدوم ہوجاوے کہ ہزار تلاش کیجیئے نملے تو جاننا چاہیے کہ وہ ایسی کتاب آسمانی نہین جو تا بقای دنیا احکام
اوسکے باقی رہین یا وہ کتاب واقع مین کتاب آسمانی ہی نہین جیسی بید ہنود یا اگر ہے تو منسوخ الاحکام ہے
جیسے کتب انبیای سابقین **قوله** ساکنان چین و سراندیپ و نیپال اور روس اور امریکہ اور مصر وغیرہ
نام اسلام و نشان قرآن سے بیخبر رہا نہین انتہے الہی کسقدر سچ بول رہے ہین انکو شرم نہین آتی تاریخ چین سے
کہ مولف ایک صاحب عیسائی کی ہی ظاہر ہی کہ چین مین بہت اہل اسلام اب موجود ہین اور بڑے بڑے
شہر اور بڑی بڑی مساجد اونکی زمانہ دراز کی بنای ہوئی اب وہان قائم ہین بلکہ مورخ نہایت متعجب سے
کہتا ہی کہ مین حیران ہون کہ یہانپر کسقدر اسلام کا کب شیوع ہوا اور کیسے ہوا مسٹر جیمس کارکران جو حال چین سے بہت
واقف ہین اور بڑی تاریخ دان مشہور ہین تاریخ چین مطبوعہ ۱۲۹۴ھ مطبع منشی نولکشور مین لکھتے ہین کہ ملک خطا مین
بھی اسلام جاری ہی اور ۷۹۰ مسیحی یعنی ۱۷۳ ہجری مین اس مذہب کا رواج اوس دیار مین ہوا اور کئی بڑی بڑی شہر
صرف مسلمانان خطائی سے آباد ہین اور تحقیق ہی کہ تین سو برس فغفوران خطا کی حضور مین مسلمان سب مہندس
اور ہیئت دان تھے اور زائچہ اور تقویم تیار کرنے کے لئے مقرر تھے معلوم نہین کہ کسطور سے پہلے خطا مین اسلام شروع
ہوا لیکن یہ تحقیق ہی کہ گھٹنے دونون آپس ہی مین بیاہ شادی کرکے رفتہ رفتہ اس قوم کو ترقی ہوئی بعد ازان بالکے
لڑکونکو خرید کرکے ختنہ کرادیا اور اوسی طرح ہر کافر کی لڑکیونکو لیکر اون سے بیاہ کرلیا اور [illegible] جب صوبہ شانتنگ
مین قحط سالی سے وہ تنگی ہوئی کہ ماں باپ اپنے بچونکو بیچنا شروع کیا مسلمان تمامی اولاد کفار کو خرید کرکے اپنے
مذہب مین لائے الغرض اہل اسلام کی بڑی کثرت خطا مین ہی اور بہت سے شہر صرف انہین سے آباد ہین اور
کسی غیر مذہب والیکو جوار مین بسنی نہین دیتے تھے جان ڈیونپورٹ صاحب اپنی کتاب مطبوعہ لندن ۱۸۶۹ء
مین لکھتے ہین کہ تیس برس کے کمتر زمانہ مین اس مذہب یعنی مذہب اسلام کے لوگون نے سلطان روم اور
شاہان فارس کو مغلوب کیا شام و عراق و مصر اور تمام بلاد بحر ظلمات سے بحر خضر اور دریای جیحون تک مقرر
کیئے اور اونکا مذہب تمام اقلیم ایشیا وسطا افریقہ اور کنارہای بحر خضر پر پھیلتا جاتا ہی انتہی جب یہ حال ہی تو لالہ جی
فرمادین کہ وہ کونسی اقلیم ہی جو شہرت اسلام سے باقی رہگئی حال مین اہل اسلام جو ساکنان چین ہین اونسے لوگ [illegible]
چین سے بہت تکرار ہوئی اور نوبت مقابلہ و مقاتلہ کی پہونچی ابھی تک اوسکا کچھ فیصلہ نہین ہوا اخبار جاپان سے معتبر ہی
اور وہان اہل اسلام کثرت موجود ہین اگر لالہ صاحب کو یقین نہو تو خود تشریف لیجا کر دیکھ آوین زاد راہ ہم دینگے

علی ہذا القیاس سراندیپ مین بہت عرصہ سے اہل اسلام موجود ہین یہہ بات کچھہ چھپی ہوئی نہین امریکہ اور سمہ
مین بگواہی متواترہ انگریزون کے ثابت ہی کہ وہان اہل اسلام بہت ہین روس مین بہی اہل اسلام بہت کثرت
سے ہین یہانتک کہ بعض عربستان روس کیطرف سے بعض بلاد پر حاکم ہین پس یہہ قول لالہ صاحب کا سراسر
افترا ہی اب ہم اون سے دریافت کرتے ہین کہ وہ حال بیدون اور شاسترون کا تو فرماوین کہ وہ بید کہان گئے
وہ تو ہندستان سے بہی غائب ہوگئے اور بیدی اور شاستری سوای ہنستہ کہین اور بہی نظر آتے ہین اور ہرگاہ
کہ بید جسقدر کہ زمان سابق مین عرض علم ہنود تہی اب صفحۂ عالم سے گم ہین پس اب وہ کونسی کتاب آسمانی ہی جسپر عملدرآمد
ہنود کا ہی اور بحالت مفقود ہوجانے بیدون کے کیونکر اعتبار کیا جاوے کہ جو طریق اب ان جہلاء ہند کا ہی یہہ
طریق مطابق بید کے ہی اور یہہ بہی نہین معلوم ہوتا کہ اسمین کیا کیا چیزین اور کیا کیا شرطین مرقوم ہین پس مدعیان
اتباع بید پر واجب ہے کہ یا تو اصل بید یعنی مجموعہ ایک لاکہہ اشلوک کو پیدا کرین ورنہ دعوی اتباع بید سے دست بردار
ہووین **قولہ** انبیاء پیشین کی کتابین تو صفحۂ عالم سے مفقود ہین انتہے چونکہ ابقاء اون کتابون کا علی حالہا واسطے
دوام کے منظور نہ تہا لہذا خدا تعالے نے اونکو گم کردیا اگر بید دنگا بہی یہی حال ہے کہ بزعم لالہ صاحب منسوخ ہین تو
ہم کو اون سے اسباب مین کچھہ مباحثہ نہین **قولہ** الغرض یہہ کلیہ نہین کہ کثرت نسخ اوسکی ذلت پر دال ہو اقول لالہ
صاحب نے یہہ کلیہ آپ ہی گڑہا اور آپ ہی اسکو باطل کیا عزت و ذلت کی تو یہان کچھہ بہی بحث نہین بحث تو
یہان یہہ ہے کہ جو کتاب صفحۂ عالم سے مفقود ہوجاوے تو فقدان اوس کا دلیل جلی ہی اسپر کہ یا تو وہ کتاب
آسمانی نہ تہی یا یہہ کہ اوسکے احکام کا باقی رہنا منظور الہی نہین **قولہ** اسیطرح کثرت نسخے باعث عزت نہین
انتہی یہہ بہی یاوہ سرائی لالہ صاحب کی ہی کہ جسکی بحث نہین اسکو دخل بحث کرکے کتاب کو طول دئے جاتے ہین
قولہ الحق مانند گلستان قرآن نے کبہی اسوقت شہرہ نہین پایا انتہے لالہ صاحب کو شرم نہ آئی کہ عمداً جہوٹی
قسم کہائی وہ خوب جانتے ہین کہ جسقدر شہرہ اور تواتر قرآن مجید کا ہی ہرگز اسقدر شہرہ گلستان کا نہین اور یہہ بات کسی
مخفی نہین کہ کسی شہر مین کوئی حافظ گلستان کا نہوگا مثلاً شہر مرادآباد مین ہی ایک شخص بہی حافظ گلستان کا
نہ نکلیگا اور قرآن کے حافظ صدہا آدمی اسوقت موجود ہین پہر اس امر کا کوئی انکار نہین کرسکتا کہ ہر سال مطابع
متعددہ مین قرآن مجید کے ایک ایک ہزار دو دو ہزار نسخے مطبوع ہوجاتے ہین اور یہہ نہین کہ اہل اسلام
ہی کے چہاپہ خانون مین چہپتے ہون بلکہ ہنود کے مطابع مین بہی چہپتے ہین لالہ صاحب فرماوین کہ آجتک گلستان کے
مرتبہ کس مطبع مین چہپ چکی ہی آیا اوسیقدر کثرت سے مطبوع ہوئی کہ جسقدر کثرت سے قرآن مجید چہپا ہے
قولہ برتقدیریکہ بید صفحۂ روزگار سے محو تہا تو معترض نے صفحہ ۲۲ و ۶۹ و ۷۶ و ۹۶ و ۱۰۴ وغیرہ مین کہان سے لکہا
کہ فلان مطلب بید مین یون لکہا گیا انتہی خلاصہ دعوی صاحب تحفۃ الہند کا یہہ ہے کہ بید بالاستیعاب نہین

نہیں ملتی اگر کہیں کچھ مضامین ہیں تو پورا نہیں ملتا مثلاً ایک ایک اشلوک کے سوا جو جا بجا ملی ہیں بھگوت گیتا کے سو دو سو اشلوک کل
بھی کہیں نہیں ملتے اور جس قدر ملتی ہیں وہ بھی متفرق کہیں بھاگوت میں مضمون کسی اشلوک کا منقول ہو کہیں
مہابھارت میں کہیں اور کسی کتاب میں پس انکو شاستر کا چند مضامین ہیں جو کہ ناقص و محرف ہو کے نہیں قولہ شاید کہ منقول
حالت نشہ میں ہو کہ عبد اللہ بن عمر کی سنت ہی تحریر کی انہی سخت بے ایمانی لالہ جی کی ہے کہ شراب خوری کی نسبت طرف عبد اللہ بن
عمر کے کرتے ہیں اور باوجود اسکے کہ انکو انکی اس بے ایمانی پر سید احمد صاحب نے بہت سرزنش کی ہے اور جلسہ انہو نے
اس تالیف اس رسالہ کے لالہ جی کو ایس پہونچ چکی ہے پھر بھی باز نہ آئے مگر چونکہ وہ ایسی قوم کے ایک فرد کامل میں جو ایسی
سرزنشو نکو اپنا فخر سمجھتے ہیں لہذا وہ کب باز آتے ہیں جناب لالہ جی صاحب شراب پینا سخت بے ایمانی اور نہایت بدکاری اور
ناہنجاری ہے اور یہ بدکاری سنت سکر دیوتا اور مہاراجہ سری کرشن جی اور بلرام جی اور ارجن وغیرہم کی ہے جو اکابر ہنود
ہیں عبد اللہ بن عمر پر کیوں تہمت لگاتے ہو قولہ یا سنت سکر بنانے کے جسکی اباحت ہدایہ میں نقل ہوئی ہے اقول یہ بھی لالہ
صاحب کی افترا پردازی ہے سکر بنانے کو ہرگز ہدایہ میں مباح نہیں لکھا اگر لالہ جی صاحب ہدایہ کی نقل کرتے تو خود بخود جہالت ان
اور افترا انکا ظاہر ہو جاتا ہدایہ میں صاف لکھا ہے کل مسکر حرام مگر استعمال بنگ البنج کو بغرض دوا کے جبکہ نشہ نہ آوے مباح لکھا ہے کیونکہ
سکر کو مباح لکھا ہو تو شاید کہ لالہ جی کی سنت تو جناب مہادیو صاحب کی ہے کہ ہمیشہ بھنگ و دھتورہ پیتے رہتے ہیں اور منہ دیو جی
انکو ہمیشہ مشغلہ بھنگ نوشی کا خوب گرم رہتا ہے مہادیو کے تصویرون میں جو انکی بنائی جاتی ہیں اکثر اسی سنت پر دلیل ہیں کہ وہ آدمی دو دو نو
پانو میں اور سونٹا ہاتھ میں بھنگ گھونٹتے ہوئے قولہ اگر مطلب یہ ہے کہ کسی طرح قرآن میں نقص نہیں ہو سکتا کہ اسکا نگہبان حق تعالیٰ
ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ ابو بکر و عمر و عثمان اس آیت پر ایمان لائے تھے یا نہیں اقول ہم اسکا جواب بعد کو دینگے پہلے ہم یہ دریافت
کرتے ہیں کہ مہاراجہ سری کرشن جی کے آپ معتقد ہیں اور وہ اور شاستر جانتے ہیں صاحب علم محیط ہیں تو بالضرور انکو یہ علم تھا کہ لڑائی
کوروان پانڈون میں ہوگی اور فتح پانڈون کی ہو پس انکو اپنے علم پر یقین تہا یا نہیں اگر تہا تو بڑی بے ایمانی ہے یا نہیں اگر وہ انکا
ثابت ہوا کہ علم ازلی پر جو سب شئی پر محیط ہے ایمان نہ لائے اور اگر یقین نہ ہو تو ارجن کے تعاقب کس سبب کیون اندیشہ ناک ہو کر اس
لڑائی کی اگر تو ہر وقت جنگ نہ کریگا تو بدنام ہوگا اور ایسا ہوگا وہوگا الخ پھر جب انکو معلوم تہا کہ فتح پانڈون کی ہوگی کیا اس علم پر
یقین تہا تو انکی قلت جمعیت پر خوفناک ہو کر کیون اطراف سے راجونکی جمع کرنیکا فکر فرمایا کرتے ان کی خوشامد در بدر کیون
کی اور اگر یقین نہ تہا تو سخت بے ایمانی تہی جانے دو کسی انکی شاہد جدید میں لکھا ہے کہ دیوتا بھی کہ مضمون سمجھ کر ہو کر
دیوتا اور مون چنانچہ خود لالہ جی نے بھی اسپر اعتراف کیا ہے ایا نشیادہ ۹۰ اسکند ۹ بھاگوت کو دیکھو کہ جب بر کا سنے
مہادیو جی سے یہ بات رکھنی کا ارادہ کیا تو انکو خوف ہوا پیدا ہوا کہ اگر دو ہاتھ انکے سر پر رکھیگا تو وہ جلکر بھسم ہو جاوینگے
اس ڈر سے ادہر اودھر بھاگے پھرے بھاگتے بھاگتے بیکنٹھ میں جا کر چھپے اور بشن جی نے انکی بیرت پاربتی کے بنا کر
انکی بچا نکی کی جب یہ امر متحقق ہوا تو اب ہم بعینہا وہ تقریر لالہ جی کی کرتے ہیں کہ مہادیو جی اور بشن جی ہم مضمون پر

ایمان لاتی تھی یا نہیں بر شق ثانی اون دونو دیوتون کی بے ایمانی ثابت ہوئی اور بر شق اول کس واسطے جہاد و بواو رشن نے
بھیسم ہو جنکے جہاد ہونیکا خوف کیا اور کیون ڈرکے مارے بھاگے پھرے اور کیون اونکی بچاؤ کی بشنجیو نے تدبیر کی الغرض اگر ایک کچھ بھی عقل
ہوتی تو آپ سمجھ لیتی کہ ہر چند عالم اسباب مین ہوتا وہی ہے جو علم الٰہی مین ہے اور اوسکا وعدہ بیشک شبہ پورا ہوتا ہے لیکن اہل
عالم پر واجب ہے کہ اسباب سے قطع نظر نکیا کرین ع گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد + تو مرو در دہان اژدرہا + صاحبان عقل
ہمیشہ اسباب و علل کا لحاظ رکھتے ہین کبھی اوس سے غافل نہین رہتے جسوقت اونکو آثار ظہور اسباب و علل امور مخالفہ کے
یا آثار انقطاع اسباب و علل امور موافقہ کے دریافت ہوتے ہین اسیوقت اونکی تدبیر مین کوشش کرتے ہین گو کہ اونکو یقین
واثق ہوتا ہے کہ امور مخالفہ وجود مین آوینگے اور امور موافقہ معدوم ہو جاوینگے یہی وجہ ہے کہ حکیم ربانی جامی نے اسکتاب
یزدانی مین لکھا ہے آثار انقطاع اسباب حفظ قرآن کا مشاہدہ کرکے تدبیر جبر [illegible] علل و اسباب حفظ قرآن کی ایسی کی شایستہ فرمائی
اس تدبیر سے یہہ لازم نہین آتا کہ اونکو اسکا اعتقاد تھا کہ خدا حافظ ہے قرآن کا مگر چونکہ عادة الله غالب یہی ہے کہ عالم
اسباب مین ہر امر اسباب و علل کے ساتھہ مربوط ہے لہذا اون اسباب و علل کی تدبیرین مطابق رای صحابہ رضی الله عنہم [illegible]
کے سعی فرمائی اور یہہ بات جو دلمین اونکے آئی یہہ بھی اثر اوسی وعدہ کا تھا جو درباب حفظ قرآن کی فرمایا ہے غرضکہ جس حافظ
حقیقی نے وعدہ حفاظت کا فرمایا تھا اوسی نے ہی عالم اسباب مین بسبب حفظ پر از روی القا و الہام کے ہدایت فرمائی
اور تکمیل اوسکی کرادی آپ یہہ خیال نہین فرماتی کہ مہاراجہ سری کرشنجیو کو بحسب اعتقادات باطلہ ہنود کے من حیث الالوہیة علم
تھا کہ فوج پانڈون کی منصور ہوگی اور کورون کو اونپر غلبہ ہوگا اور جناب مہا [illegible] اور مہادیو [illegible] اور راجہ اندر صاحب
اور راوردیو یا جدہشٹر او ارجن اور بہیم وغیرہ کو اونکی فتح اور غلبہ پر خبر دیچکے تھے پھر جسوقت کارزار مین برہمن کے تیر
آتش سوزان نمودار ہوئی اور لشکر پانڈو مغلوب ہونے کا آثار ظاہر ہوئی اور آثار و اسباب مغلوبی پانڈون کا ظاہر ہوئی تو جناب سری کرشنجیو
جیونے تدبیر اسکی دفع کی اسطور پر فرمائی کہ پانڈون کو حکم فرمایا کہ لباس امیری اوتار کر کمال خشوع اور خضوع کے ساتھ اجرا
اس آگ کی پرستش بجا لاؤ اور سجدہ کرو آگے اس آگ کے جسکا دفعہ یہہ اشتعال فرو ہوگا نہ ہمکو اور تمہاری سب لشکر کو
نیست و نابود کردیگی چنانچہ خود بھی سری کرشنجی نے یہہ عمل کیا اور پانڈون سے بھی کرایا علی ہذا القیاس جب درون اچاریہ کے عوض
کارزار مین سری کرشن اور پانڈون کی فتح مین توقف ہوا [illegible] کیا تو کرشنجیو نے یہہ ارشاد فرمایا جسکا ترجمہ [illegible] دیا
[illegible] فرماتے ہین [illegible] ہولیگا جب جدہشٹر دروغ + لڑائی کو ہوگا نہ ہرگز فروغ + الغرض خوف مغلوبی لشکر
پانڈوان اور غلبہ سپاہ کورون کی جدہشٹر سے جھوٹ بلوایا پس اگر لالہ جی اپنی اس دلیل کو خوب محکم تصور
فرماتے ہین تو بلا تکلف ان واقعات مین بھی اسکو جاری فرما کر صاف صاف افادہ اوسی تقریر کا کرین کہ [illegible]
کرتے ہین کہ کرشن جیو اور جدہشٹر اور ارجن اور بہیم سین وغیرہم اوس علم و خبر پر جو درباب فتح پانڈون کے
اونکے معبودون نے دی تھی ایمان لائے تھے یا نہیں بر تقدیر تسلیم شق ثانی ان سبکی بے ایمانی ثابت ہوئی

اور بر تقدیر تسلیم شق اول کس طرح پر ان ہنود نے پانڈون کی شکست کا خوف کیا اور کیون عباد آتش ار جہوٹ بولنے
اور بلوانے کے مرتکب ہوئے **معذرت** خدمتین ہنود کی چند کلمہ سخت نسبت مہاراجہ سری کرشن جیو کے یہان لکہے گئے
ہین واقع مین یہہ میرے الفاظ نہین ہین بعینہا اعادہ تقریر میرزا من میں ہرلال منشی اندرمن صاحب کا ہے اگر آپ لوگ شکایت
کرین تو منشی اندرمن صاحب ہی سے کرین اور مجکو معاف فرماوین **قولہ** نزدیک خلفا نقل اخبار احاد پر قرآنیت محتمل نہ تہی
کیونکہ ابوبکر نے یہہ امر خطیر تنہا زید بن ثابت کو تفویض کیا انتہی قساوت قلبی لالہ صاحب کی قابل لحاظ ہے کہ خود حدیث کے
ترجمہ مین قول زید بن ثابت کا نقل کرتے ہین تتبع و تلاش قرآن شریف کی شروع کی اور خرما کے پتون اور پتہرون اور
حافظون کے دلون سے لیکر ترتیب دی فقط جب یہانتک تحقیق اور احتیاط عمل مین آئی کہ نہ صرف لکہی ہوئی پر اکتفا کیا گیا نہ صرف
زبان حفاظ پر بلکہ دونون امر کے اجتماع سے اطمینان کامل کر لیا گیا جب دونو امر مجتمع ہو گئی تب مصحف مین لکہا گیا
یہانتک کہ آیات آخر سورۂ توبہ باوجودیکہ زبانی یاد تہین مگر پہر بہی واسطے مزید اطمینان کے تلاش اسکی ہوئی کہ
کہین کسی کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد کی لکہی ہوئی ملین چنانچہ ابو خزیمہ کے پاس لکہی ہوئی ملین ہرگاہ کہ ان سب امور کو خود
لالہ صاحب تحریر فرما چکے ہین پس سخت بے ایمانی ہے کہ جہلا کے بہکانے کو اور اپنا تشخص جتانے کو اور دلی کینہ کہولنے کو نقل
قرآن کو مبنی بر خبر احاد قرار دیتے ہین اگر اس کی زید بن ثابت کی جمع اور کتابت سے یہہ گمان لالہ جیکو پیدا ہوا تو یہہ
کمال بیوقوفی انکی ہے اسلیے کہ وحدت کاتب سے وحدت رواۃ مکتوبین کی لازم نہین آتی ایک کاتب ہزار آدمی کی زبانی ایک
خبر سنکر اور کتوبو نہین دیکہکر ایک کتاب مین لکہتا ہے پس لکہنا ایک کاتب کا اوس خبر متواتر کو خبر کے تواتر مین کسی طرح خلل انداز
نہین ہو سکتا بلکہ موید تواتر ہے علاوہ بران جو تواتر کہ قبل از جمع مصحف تہا وہ تواتر تو بدستور آجتک چلا آتا ہے اور وہی
سلسلہ روایت کا کہ قرئت علی فلان و سمعت من فلان اب بہی صاحب وحی علیہ السلام تک پہونچایا جاتا ہے بلکہ بعنایت
الٰہی روز بروز وہ ترقی ہے کتابت مصحف سے یہہ نہین ہوا کہ اہل اسلام نے یاد کرنا قرآن کا چہوڑ دیا پس قول لالہ صاحب کا کہ
نزدیک خلفاء الخ سراسر افترا پردازی انکی ہے **قولہ** پہر زید بن ثابت نے آیت آخر سورہ توبہ کو کسی واسطے ابو خزیمہ انصاری کے بیان
سے داخل قرآن فرمایا انتہی یہہ بہی لالہ صاحب کی دغابازی ظاہر ہے دیکہو آپ ہی حدیث کے ترجمہ مین صفحہ ۱۰ کی دسوین سطر مین
لکہتے ہین کہ سوا ابی خزیمہ کے کسی کے پاس لکہی ہوئی نپائی باوجود اسکے ازراہ دغابازی اور خیانت پردازی کے یہان یہہ
فرماتے ہین کہ ابی خزیمہ کے بیان سے داخل قرآن فرمایا ہرگاہ کہ خود ترجمہ لالہ صاحب سے واضح ہے کہ حدیث مین نفی وجود کتابت
ہے یعنی وہ آیتین بجز خزیمہ کے کسی کے پاس لکہی ہوئی نہ تہین یہہ نہین ہے کہ وہ آیتین کسیکو بجز خزیمہ کے یاد نہ تہین
پس دیدہ و دانستہ اغماض لالہ صاحب کا خود اپنی ہی ترجمہ سے دلیل جعلی پر بد دیانتی اور دغابازی لالہ صاحب کے ہے آگے
اسی سی جسقدر تقریرین لالہ صاحب نے کی ہین انکی حماقت پر دلائل قویہ ہین ہمکو انکی غلطی کی توجہ ضرور نہین کیونکہ جبکہ وہ
اپنی حماقت آپ ہی ظاہر کرتے ہین اور اپنی غباوت کو برملا آشکارا فرماتے ہین تو پہر ہم کو زیادہ تر تفضیح کی ضرورت

نہ رہی جب وہ ایسے احمق ہین کہ درمیان مین شئی معدوم اور موجود کے تمیز نہین کرسکتے اور توریت وانجیل اور بید وغیرہ کے وجود کو جو صفحۂ عالم سے معدوم ہین اور قرآن کے وجود کو کہ بتواتر بمشاہدہ موجود ہے برابر سمجھتے ہین تو اونکی حماقت پر اسسے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی **قولہ** قطع نظر ازین آیت وانالہ لحافظون مخالف و مناقض آیۃ ماننسخ من ایۃ او ننسہا ہی انتہی یہہ لالہ صاحب کی جہالت اور غباوت ہے کہ معنی لحافظون کو نہین سمجھتے اگر آیۃ مین یہہ ہوتا کہ لحافظون عن ان ننسخ تب البتہ تناقض ہوتا اور ہرگاہ کہ یہہ نہین ہے تو دونون آیتون مین کسیطرحکا تناقض نہین قراین عقلی ونقلی اسپر دال ہین کہ مراد آیت کی یہہ ہے کہ ہم وقوع تحریف وتبدیل مخلوق کے ہات سے اوسمین ہونے دینگے تا قیام قیامت تصرف اور قلت مبالات اور کم توجہی اور بدسگالی اور غنا واعدا کی سبب سے کچھہ قرآن مین سے ضائع نہوگا دائما صفحۂ عالم پر باقی رہیگا باقی رہا یہہ امر کہ خود خدا کیطرفسے اوسمین نسخ راہ پاوے اسکی نفی آیت مین نہین اور قراین نقلیہ تو یہہ ہین کہ ہرگاہ بصراحت تمام کئی آیتون مین بیان کیا گیا ہے کہ ہم بحسب اقتضاے مصلحت کسی آیت کے تلاوت کو منسوخ کردیتے ہین اور پہر یہہ بہی ہے کہ ہم اوسکے حافظ ہین تو ظاہر ہے کہ حفاظت سے حفاظت من النسخ جو خود حافظ کا فعل ہے مراد نہین بلکہ اونہین نقصانات سے حفاظت مراد ہے جنکا بیان اوپر گذرا یہی سبب ہے کہ جمہور مفسرین اور علماے عرب نے یہی بات تفسیر مین آیت کی لکہی ہے صاحب کشاف لکہتے ہین انہ ہو الذی نعت بہ جبریل الی محمد صلعم وبین یدیہ ومن خلفہ رصدحتی نزل وبلغ محفوظا من الشیاطین وہو حافظہ فی کل وقت من کل زیادۃ ونقصان وتحریف وتبدیل بخلاف الکتب المتقدمۃ فانہ لم یتول حفظہا وانما استحفظہا الربانیین والاحبار فاختلفوا فیما بینہم بغیا فکان التحریف ولم یکل القرآن الی غیر حفظہ وقولہ تعالی وانالہ لحافظون قد جعل دلیلا علی انہ منزل من عندہ آیۃ لانہ لو کان من قول البشر او غیر آیۃ لتطرق علیہ الزیادۃ والنقصان کما یتطرق علی کل کلام سواہ انتہی شارح بزدوی لکہتے ہین لیس المراد الحفظ لدیہ فان اللہ تعالی من ان یوصف بالنسیان والغفلۃ فعرفنا ان المراد الحفظ فی الدنیا فان الضیاع محتمل قصدا کما فعلہ اہل الکتاب والغفلۃ والنسیان یتوہم سنادیہ بعدم الحفظ الا ان یحفظ اللہ تعالی وہو معنی قولہ وانالہ لحافظون ای تحفظ منزلا لا یلحقہ تبدیل انتہی اور قرینہ عقلیہ خود طرز سوق کلام سے جیسا کہ لا مبدل لکلمات اللہ کی بیان مین اوپر گذر چکا ہے اور یہہ بات کچھہ زبان عرب ہی پر منحصر نہین بلکہ ہر زبان والا خوب سمجھتا ہے کہ مثلا حاکم زبردست یہہ کہتا ہے کہ مین اپنی رعایا کی جان ومال کا حافظ ہون اوسسے بھلا یہہ مفہوم نہین ہوتا کہ اگر ازرو سے قانون عدالت کے خود حاکم کے نزدیک ہلاک کرنا کسی شخص کی جان ومال کا ضرور ہو تو یہہ فعل اوسکا مناقض اوسکی قول کا ہوگا یا مثلاً بادشاہ یہہ کہے کہ مین اپنے خزانہ کا حافظ ہون تو اوس سے یہہ لازم نہین آتا کہ خود بادشاہ بہی تصرف اور خرچ کرنیسے ممنوع ہوجاوے اگر ایسا کوئی سمجہے تو بانیٔدلالہ صاحب کے سخت بیوقوف سمجہا جائیگا اب رہی یہہ بات کہ اگر کوئی کہے کہ بید بہی جو صفحۂ عالم

بعد دم مین وجہ اسکی یہی ہی کہ وہ بہی منسوخ التلاوۃ ہوگئی ہین جواب اسکا یہہ ہی کہ درمیان نسخ تلاوت کے اور
ضائع ہوجانیکے فرق بہت ظاہر ہی منسوخی تلاوت کی بحکم تشریعی ازروی خبر رسول کے واقع ہوئی ہی اور ضائع ہوجانا
یا معدوم ہوجانا یا جاتا رہنا کل یا جزکا بہی ہی اور بہ تعصب حفاظ اور قلت مبالات اور عدیم توجہی اور کم التفاتی اہل
کتاب کی اگر بید منسوخ التلاوۃ ہین تو وہ قول برہما کا نشان دین جس سے یہہ بات ثابت ہوتی ہی علاوہ بران یہہ کہنہ بہی غلط
ہادی ہی کہ ہر ترمین بغیر خبر برہما کی گم ہو واقع ہوئی ہی بید باس پہلی نشان بید ورکا کہین نہین چلتا تہا بید
باس تہے اسکو بید کیا زیادہ عرصہ نگذرنے پایا کہ پہر معدوم ہوگئی غرضکہ ان وجوہ سے ہرگز یہہ نہین کہا جاسکتا کہ
معدوم ہوجانا بید کا بسبب منسوخی تلاوت کی ہی **قولہ** یہہ ادعا بہی احادیث مرقومہ بالاسی باطل ٹہرتا ہی اقول
یہہ بہی ایک حیلہ سازی لالہ صاحب کی ہی کیونکہ دعوی صاحب تحفۃ الہند کا یہہ ہی کہ جتنے نسخے موجود ہین سب مین
وہی الفاظ موجود ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کو پہونچے تہے کسی مین زیر وزبر کا بہی اختلاف نہین اور جب
کہین کچہہ غلطی ظاہر ہوئی تہی تو فی الفور عالم اور حافظ نکال دیتے تہے لالہ صاحب اسکے جواب مین لکہتے ہین کہ
احادیث مرقومہ بالاسی یہہ ادعا باطل ٹہرتا ہی انتہی یہہ قول لالہ صاحب کا صریح جہوٹ ہی اور احادیث مرقومہ
تمامتر مؤید قول صاحب تحفۃ الہند کی ہین کیونکہ ایک حدیث سی تو یہہ ثابت ہی کہ صحابہ کے پاس جو لکہی ہوئی ورق
وغیرہ تہی اور کسی اور بہی انکی یاد زبانی سی مطابقت کرکے ایک جگہہ قرآن لکہا گیا اور دوسری حدیث سے
یہہ بات ثابت ہی کہ اوسی قرآن کی نقل عثمان نے بدستور اور مقابلہ جماعت کثیر صحابہ کی لکہوا کر اطراف مین بہیجدی
چنانچہ ابتک جسقدر مصاحف ہین سب انکی مطابق ہین اور حدیث ثانی سے یہہ بات بہی ثابت ہی کہ جسقدر ماسوا قرآن کے
قرآن سمجہ کر لکہہ لیا تہا اسکو مصاحف مین سی نکلوا کر جلوا دیا چنانچہ یہہ امر خود الفاظ حدیث سی ظاہر ہی کیونکہ
الفاظ حدیث یہہ ہین امر بما سواہ من القرآن فی الصحف ان تحرق یعنی حکم دیا اسکا جو چیز سوای اوسکے
ہی صحیفون مین قرآن سی میسے جو کچہہ کہ ماسوا قرآن کے صحیفون مین بنام قرآن لکہہ لیا ہی اسکو ان سی
پہاڑ ڈالا جاوی یا جلا دیا جاوی فقط پس جو کچہہ دعوی صاحب تحفۃ الہند کا تہا احادیث مذکورہ سے ثابت ہوگیا
بالیہہ اگر لالہ صاحب برعکس سمجہین تو انکی سمجہہ کی خوبی ہی **قولہ** کیونکہ اون حدیثون سی سوای فوائد مذکورہ کے
اور بہی کئی فوائد برآمد ہوتے ہین انتہی عجب جاہلانہ تقریر ہی کہ اگر یہہ بیان سچ کہا جاوی تو بہی بجا ہی اسلئے کہ دیوانونکی
بڑ سمجہی تو بہی سزا ہی یہہ کلام بطور دلیل کے اوپر اس امر کے لائی ہین کہ یہہ دعوی صاحب تحفۃ الہند کا احادیث
مرقومہ سی باطل ٹہرتا ہی مگر بعد لفظ تعلیل کے کچہہ ادہی بڑا نکہا دی یعنی کہ سوای فوائد مرقومہ سابق کے اور بہی
کئی فائدہ برآمد ہوتے ہین **قولہ** اول آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سی کسینے تمام قرآن نہین پڑہا تہا انتہی یہہ بیان طرزی
لالہ صاحب کی ہی یہہ امر کسیطرح حدیث کی الفاظ سے مستنبط نہین ہوتا پس فائدہ اول کا اثر بحق لالہ صاحب یہہ

ہوا کہ بہتان طرازی اونکی آشکارا ہوئی **قولہ** دوم آنکہ بوقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن جمع نہین ہوا تہا ابو بکر نے
جمع کیا باوجودیکہ اسپر مامور نہ تہی اگر مراد لالہ صاحب کی یہہ ہے کہ لکہا ہوا ایک جا نہ تہا تو مسلم ہے مگر اسمین کچہہ قباحت نہین
ہے اور لالہ صاحب کو اسپر کچہہ اعتراض نہین پہونچ سکتا کیونکہ اونکی بید بہی بیدبیاس سے پیشتر کتوبہ نہو اور اگر
مراد یہہ ہے کہ سینونمین مجتمع نہ تہا تو غلط محض ہے پہر جمع کرنا ابو بکر صدیق کا باوجود نامامور ہونیکے کچہہ موجب
طعن نہین ہے اگر اونکو جمع کرنیکی ممانعت ہوتی تو البتہ جمع کرنا موجب الزام تہا ہر گاہ کہ نہ نامامور تہے نہ ممنوع تہے
پس جو کچہہ اونہون نے کیا وہ امر مباح تہا کہ از روی الہام اور مشورہ اور استحسان اہل ایمان کے کیا گو عمل من الاہی
بیدبیاس جیو پر کونسی وحی اوتری تہی جسکے روسے وہ ویدونکی جمع کرنے بیدونکی مامور ہوئے ہون پس اگر لالہ صاحب
کے نزدیک فعل ابو بکر موجب طعن ہے تو عمل بیدبیاس بطریق اولی محل طعن ہے اور بیدبیاس تو گویا جیسی ہین برہما جیو کچہہ
کہتا ہون کہ وہ کب مامور کئے تہے کہ بید غائب ہوجاوی بیدونکا اونہون نے بیدونکو چاند سے سیکہا اگر کوئی حکم
اس مضمونکا اوترا ہو تو لالہ صاحب اوسکو بیدونسے نقل کرین خلاصہ کلام یہہ کہ ابسبب جمع قرآن امر صریح ہے کہ اگر جناب صدیق
رضی اللہ تعالی عنہ لالہ صاحب کے نزدیک مطعون ہین تو برہما کسی طرح ہرگز اس طعن سے مطعون نہین پس فائدہ دوم
بحق لالہ صاحب اتنا مفید ہوا کہ اونکی اکابر کو اونہین کی زبان سے مطعون کرایا **قولہ** سیوم آنکہ عثمان نے زمان
خلافت مین جب دیکہا کہ لوگ پہر بہی قرآن مین فرق کرتے ہین تو زید وغیرہ کو مامور کیا کہ از سر نو صحیح کرین
اور ساری آیات زبان قریش مین لکہین انتہی یہان لالہ صاحب تک کئی خیانتونکی ہوئی اور حسب جبلی قوم کے کئی
مغالطے اور دغابازیان کام مین لائی ایک یہہ کہ فرماتے ہین کہ لوگ پہر بہی قرآن مین فرق کرتے ہین یہہ صاف مغالطہ
اور دغابازی ہے جسکی یہہ لفظ پہر بہی وہی محض از راہ خیانت پردازی اور دغابازی کے لائے ہین تاکہ عوام کو دہوکا
دین کہ پیشتر بہی قرآن مین لوگ فرق کرتے تہے حالانکہ یہہ ہرگز نہین اول جو قرآن جمع ہوا تہا اوسوقت تک جیسا عہد
مین حضرت کے پڑہا جاتا تہا ویسا ہی پڑہا جاتا تہا اور ویسے ہی لکہا گیا تہا اوسوقت تک کوئی شخص خلاف قرات متواترہ کے
نہین پڑہتا تہا اور کچہہ فرق قرار دیتو تین قرات متواترہ سے تہا الیسے ہی یہہ قول اونکا کہ از سر نو صحیح کرین مبنی اوپر مغالطہ اور
خیانت پردازی اور دغابازی کے ہی حدیثون ہرگز یہہ لفظ نہین بلکہ الفاظ حدیث کی یہہ ہین ترمذی میں عن انس ان حذیفۃ
قدم علی عثمان وکان یغازی اہل الشام فی فتح ارمینیۃ واذربیجان مع اہل العراق فرأی حذیفۃ اختلافہم
فی القرآن فقال لعثمان بن عفان یا امیر المؤمنین ادرک ہذہ الامۃ قبل ان یختلفوا فی الکتاب کما اختلفت الیہود والنصاری
فارسل الی حفصۃ ان ارسلی الینا بالصحف ننسخہا فی المصاحف ثم نردہا الیک فارسلت حفصۃ الی عثمان بن
عفان بالصحف فارسل عثمان الی زید بن ثابت وسعید بن العاص وعبد الرحمن بن الحارث بن ہشام وعبد اللہ
بن الزبیر ان انسخوا الصحف فی المصاحف وقال للرہط القرشیین الثلثۃ ما اختلفتم فیہ انتم وزید

بن ثابت فاکتبوہ بلسان قریش فانما نزل بلسانہم حتی نسخوا الصحف فی المصاحف بعث عثمان الی کل افق
بمصحف من تلک المصاحف التی نسخوا یعنی غزوہ آذربیجان سے جب حذیفہ پہر کر مدینہ مین آئے اور وہان اہل شام
لڑتی تھے اور اہل عراق اونکی ساتہہ تہے تو چونکہ دیکہا تہا حذیفہ رض نے اہل عراق کا اختلاف قرآن مین اسلئے کہا
عثمان رض سے کہ ای امیر المومنین خبر لے اس امت کی پیشتر اسکی کہ باہم مختلف ہون قرآن مین مانند مختلف ہونے یہود اور
نصاری کی تو پیغام بہیجا عثمان رض نے حفصہ رض کے پاس کہ ہماری پاس بہیجدو تم اون صحیفونکو تاکہ ہم نقل کرالین اونکی مصاحف مین پہر
پہیر دینگے ہم اونکو تمہاری پاس پس بہیجدی حفصہ رض نے وہ صحیفہ پاس عثمان بن عفان رض کے پس پیغام بہیجا عثمان رض نے پاس
زید بن ثابت اور سعید بن العاص اور عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام اور عبد اللہ بن زبیر کے کہ نقل کرو اونکی مصاحف
مین اور تینون گروہ قرشیونسے کہا کہ جب اختلاف کرو تم اسمین زید بن ثابت سے تو لکہیو اوسکو زبان قریش
مین اسلئے کہ قرآن نازل ہوا ہے قریش ہی کی زبان مین جب نقل کر چکے وہ صحیفونکی مصحفون مین تو بہیجا
عثمان رض نے ہر طرف ایک ایک مصحف ان مصاحف مین سے جو نقل کئے تھے اونہون نے فقط اب
افترا پردازی لالہ جی کی عیان ہوگئی کچہہ حاجت بیان کی نہین رہی حدیث مین اصلا تذکرہ تصحیح بار ثانیہ کا
نہین بلکہ مضمون حدیث صاف یہہ ہے کہ جب اہل عراق قرآن کو جیسا کہ نازل ہوا تہا نہین پڑہتے تہے بلکہ کوئی
اوسمین کچہہ زیادہ کرتا تہا اور کوئی کچہہ گہٹا دیتا تہا تو عثمان رض نے بعینہ نقلین اوس صحیفہ شریفہ کی کہ جو ابوبکر صدیق رض
کے عہد مین بمشورہ اور تصحیح قرا بنقل متواتر اور تصحیح صحائف مکتوبہ کی لکہا گیا تہا لکہوا کر اطراف کو بہیجدین
پس اس فائدہ نے ناظرین کے حق مین اسقدر فائدہ بخشا کہ لالہ جی کی خیانت اور افترا مین انکو کچہہ شک نرہا قولہ
فائدہ چہارم پہلے نسخہ سب جلا دئے اور دوبارہ ترتیب دیا ہوا نسخہ رائج کیا انتہی اقول سراسر افترا لالہ جی کا ہے حدیث مذکور سے
صاف ظاہر ہے کہ پہلا نسخہ جو بہت احتیاط اور تصحیح کے ساتہہ لکہا گیا تہا اوسیکی نقلین کرا کر اونکو رواج دیا
اور سوائے اوسکے جو لوگون نے کچہہ اور زیادہ لکہہ لیا تہا اوسکو تلف کر دیا گیا لالہ صاحب از راہ کجروی اور
اعوجاج قلبی سیدہے مضمون کو برعکس تحریر فرماتے ہین اس فائدہ سے بڑا فائدہ کجروی اور اعوجاج
قلبی لالہ جی کا حاصل ہوا قولہ بر تقدیر یکہ نسخہ جدیدہ نسخ قدیم سے موافق تہا تو اگلی نسخہ کسواسطے جلا دئے
انتہی اقول لالہ جی فصد لوائیے اور کچہہ دماغ کا علاج فرمائیے بالاستیعاب کوئی صحیفہ جلایا نہین گیا بلکہ جسقدر
ماسوائے قرآن کے جو چیز تہی اور قرآن مین از راہ غلطی کے داخل کر لی تہی وہ جلائی گئی تہی نہ یہہ
کہ کوئی صحیفہ بالکل جلا دیا گیا ہو قولہ پہر نسخہ کہ حفصہ کو عثمان رض نے واپس کیا تہا اوسکی خبر بار دیگر
نہ ملی کہ کہان گیا شاید کہ سن بعد اوسکو بہی عثمان رض نے فی النار کیا اور جلا دیا اگر کسی محمدی کی
پاس ہو دے تو ظاہر کریں کہ ان قرآنونسے مقابلہ کیا جاوے کہ اوسکی مطابق ہین یا مخالف انتہی

خیر ہو الا الہامی مستی ذریعہ بیام یا ورمن فانڈر کی بیطرح آپ سکے وہاں عکو جرتی ہی کچہہ تو سوچ سمجھکر لکہا کرو تو بہتر ہوگا
ہی منزل تک پہونچا دینگے مگر آپ فرمائیے کہ جب آپکی مطابق آپ کی تحریر کے موافق کیا جاویگا کہ الہامی وید
جو برہما کے سامنے لکہے گئے تھے اور لائیے وہ گرنتھ گیتا جو کرشن کے عہد مین لکہی گئی تھی اور لائیے وہ مہابہارت
جو بیاس نے لکہی اور وہ کہاں گئے وہ سب پوران اور رامائن اور منوسمرتے اور متاچہرا اور اور کتابین جو مؤلفین نے
لکہین تہین کہ کتب موجودہ حال سے مقابلہ کیا جاوے تاکہ دریافت ہووے کہ اونکے مطابق ہین یا مخالف یا یہہ
فرمائیے کہ مؤلفین اور مصنفین کتب مذکورہ کے جسوقت فی النار ہوئے تو اون کتابونکو بہی اپنے ساتھہ سقر مین لیگئے تو اسکا
آپ کیا جواب دینگے بجز اسکے کہ خود کردہ را علاجی نیست سخت پشیمانی اوٹہاوینگے اور اپنے کیے پر پچتاوینگے
ہمچو کاری کنند عاقل کہ باز آید پشیمانی + مگر عاقل دور اندیش کو ایسے امور کا لحاظ رہتا ہے آپ تو ایسی قوم کے
فرد کامل ہین کہ جنکی نظر مین اس قسم کے امور نہایت خفیف ذری ہی تو دل مین شرمائے ہوتے بہلا اگر
پادری فانڈر نے یہہ تقریر میزان مین کی تو ایک بات بہی تہی کہ اونکے ہاتہہ مین ترجمہ ایک کتاب کا تو ہی گو کہ
محرف ہی ہی تو آپکے پاس تو ایک کتاب بہی مستند نہین آپ نے کس بنیاد پر پادری صاحب کی کاسہ لیسی
اختیار کی آپ کی وہی مثل ہوئی کہ مینڈکی کو بہی زکام ہوا اب سنیئے کہ اول تو قرآن مجید ہم تک بروایت
متواتر منقول ہوا اور ہر زمانے مین اسکے راویوں کا تواتر رہا ہے اور ہر قرن کے آدمی قرن سابق سے اسکو
بتواتر روایت کرتے چلے آئے ہین پس بسبب تواتر روایت کے ہم کو ضرورت اسکی اصلا نہین کہ ہم ان مصاحف
کو جو اس زمانے مین موجود ہین کسی مصحف مکتوبہ زمانہ سابق سے مقابلہ کرین بلکہ اگر کہین کاتب کی غلطی ہوگی ہم
اپنی روایت اور یاد کے رو سے صاف کہہ سکتے ہین کہ یہان کاتب سے غلطی ہوئی ہے پس حفظ قرآن
محتاج کتابت نہین اگر بالفرض لکہا ہی نجاتا تب بہی سینے اہل اسلام کی درباب روایت و حفظ قرآن کے
خدا تعالےٰ کے نزدیک ایسی مشکور اور منظور ہوئی ہے کہ کچہہ حرج اور نقصان اوسمین نہ آتا ثانیاً جسقدر مصاحف
مصححہ اس زمانے مین موجود ہین وہ مقابلہ کیے ہوئے ہین مصاحف سابقہ سے اور مطابق ہین اون مصاحف
کے جو عثمان رضی اللہ عنہ نے آفاق مین مشتہر کیے تہے اور وہ مصاحف بحضور جماعہ ثقات اور حافظان صحابہ کے
اوس مصحف سے جو بعہد امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لکہا گیا تہا لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً نقل کیے گئے
تہے چنانچہ حدیث مین لفظ لننسخہا اسپر دلیل صریح ہے کیونکہ معنے نسخ کے یہہ نہین کہ منتخب کیا ہو بلکہ معنے
اوسکے از روے لغت کے یہہ ہین کہ نقل اوتار لی ہووے اوسکی جیسا اصل تہا ایسی ہی نقلین اوسکی ہین پس جب
اکثر تصحیح مصاحف بحضور جماعہ ثقات اور قراء اور حفاظ کے اوس مصحف سے باحتیاط تمام ہوگئی تو اب موجود نہونا نسخہ
منقول عنہ کا کچہہ موجب نقصان نہین ہے اور یہی سبب ہے کہ روے زمین پر جسقدر مصحف مصححہ ہونگے کبہی اون مین

ایک حرکت یا سکون کا بھی تفاوت نہ کلیگا ثالثا یہہ کہ حدیث بخاری میں صاف وارد ہی حتی اذا نسخوا الصحف
فی المصاحف رد عثمان رضی الصحف الی حفصة الحدیث یعنی جب نقل کر چکے اون صحف کی مصاحف میں تو پہیر دیا
صحف کو عثمان رضی نے پاس حفصہ رضی اللہ عنہا کی جب پہیر دینا عثمان رضی کا اون صحف کو پاس حفصہ رضی کی ثابت ہی تو جو شخص
کہ مدعی اس امر کا ہو دی کہ اوسکو بہی جلا دیا اوسپر اثبات اپنی دعوی کا لازم ہی اور بدون ثبوت اوسکی دعوی کی ہمیر کچہہ
جواب لازم نہیں آتا **قولہ** الحاصل جیسا کہ شیعہ کہتی ہین کہ عثمان نے قصداً قرآن کم کر دیا اور بعض آیات کو متغیر
اور متبدل کر دیا ویسا ہی سنیونکی کتابون سی بہی ظاہر ہو یا ہر ہو اتہے لا اقول صاحب افترا پردازی سی کام نہین چلتا
سنیون کی کتابونکا حال تو آپنے چار فائدون مین لکہکر بجز اظہار اپنی افترا پردازی اور بہتان طرازی کی اور کچہہ
فائدہ نہین اوٹہایا اب شیعہ کی کتابونکی عبارات اور اون کے علمای محققین کی تصریحات قرآن کی باب مین لکہی جاتی
کہ دریافت ہو جاوی کہ آپنے شیعون پر بہی افترا کیا ہی ابو جعفر محمد بن علی بابویہ جو بڑی عالم فرقہ شیعہ کے ہین
اور ملقب بشیخ صدوق ملقب ہین رسالہ اعتقادات مین لکہتی ہین اعتقادنا فی القرآن ان القرآن الذی انزل
اللہ تعالی علی نبیہ ہو ما بین الدفتین وہو ما بین ایدی الناس لیس باکثر من ذلک ومبلغ سورہ عند الناس مائة واربع
عشرة سورة وعندنا والضحی والم نشرح سورة واحدة ولایلاف والم ترکیف سورة واحدة ومن نسب
الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فہو کاذب انتہی یعنی اعتقاد ہمارا قرآن کے باب مین یہہ ہی کہ بیشک جو قرآن
کہ اوتارا ہی اللہ تعالی نے اپنے نبی پر وہ بہی اسیقدر ہی جو درمیان دونو دفتون کے ہی اور وہ یہہ ہی جو لوگونکی ہاتہ
مین ہی اس سی زیادہ نہین اور اوسکی سورتین لوگون کی نزدیک ایکسو چودہ ہین اور ہماری نزدیک والضحی اور
الم نشرح ایک سورہ ہی اور لایلاف اور الم ترکیف ایک سورہ ہی اور جسنی ہماری طرف نسبت کی کہ قرآن اس سی
زیادہ تہا پس وہ جہوٹا ہی فقط سید مرتضی جو افضل العلماء اور مجتہد مذہب شیعہ ہین اون کا قول مجمع البیان میں
منقول ہے ان العلم بصحة القرآن کالعلم بالبلدان والحوادث الکبار والوقائع العظام المشہورة و
اشعار العرب المسطورة فان العنایة اشتدت والدواعی توفرت علی نقلہ وبلغت الی حد لم تبلغ الیہ
فیما ذکرناہ لان القرآن معجزة النبوة ومأخذ العلوم الشرعیة والاحکام الدینیة وعلماء المسلمین قد بلغوا فی حفظہ
وحمایتہ الغایة حتی عرفوا کل شیء فیہ من اعرابہ وقراءتہ وحروفہ وآیاتہ فکیف یجوز ان یکون مغیرا او منقوصا مع
العنایة الصادقة والضبط الشدید انتہی یعنی علم صحت قرآن کا ایسا ہی جیسا کہ علم شہرون اور بڑی بڑے
حادثون اور واقعون مشہورہ اور عرب کے اشعار مسطورہ کا ہی کیونکہ بیشک توجہ اور کوشش بہت زیادہ ہوئی
اور دواعی اوسکی نقل کے بہت وافر ہوئی اور وہ توجہ اور دواعی اور کوشش اس حد کو پہونچی کہ اوس حد تک
اور چیزون مذکورہ مین کوئی نہ پہونچی تہی اس لیئے کہ قرآن معجزہ نبوت کا ہی اور ماخذ ہی علوم شرعیہ اور احکام

دینیہ کا اور علماء مسلمین بالتحقیق اوسکی یاد اور توجہ بیچ انتہا درجہ تک پہونچی یہانتک کہ جتلا دیا اونہون نے جو کچھہ
اوسمین تہا اعرابون اور قرأتون اور حرفون اور آیتون سے پس کسطرح جائز ہی کہ وہ بدلا جاوی یا گھٹایا جاوے
باوجود ایسی پوری پوری توجہ اور ضبط شدید کے فقط محمد حسن جو بڑے محدث فرقہ اہل التشیع کے ہین اپنے رسالہ
مین لکہتے ہین کہ ہر کسیکہ تتبع اخبار و تفحص تواریخ و آثار نمودہ بعلم یقینی میداند کہ قرآن در غایت و اعلی درجہ
تواتر بودہ و آلاف صحابہ حفظ و نقل میکردند آنرا و در عہد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجموع مولف بود انتہی ملخصاً
بہر تفسیر مجمع البیان مین فاضل طبرسی اس جا پر بتاکید تمام اصرار فرماتی ہین اور لکہتے ہین ذکر السید الاجل المرتضی علم الہدی
ذو المجد ابو القاسم علی بن الحسین الموسوی ان القرآن کان علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجموعا مؤلفا علی ما هو علیہ
الآن واستدل علی ذلک بان القرآن یدرس ویحفظ جمیعہ فی ذلک الزمان وانہ کان یعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ویتلی علیہ وان جماعۃ من الصحابۃ کعبد اللہ بن مسعود وابی بن کعب وغیرہم ختموا القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عدۃ ختمات
وکل ذلک بادنی تامل یدل علی انہ کان مجموعا مرتبا غیر منثور ولا مبثوث وذکر ان من خالف من الامامیۃ والحشویۃ لا یعتد
بخلافہم فان الخلاف مضاف الی قوم من اصحاب الحدیث نقلوا اخبارا ضعیفۃ ظنوا صحتہا لا یرجع بمثلہا عن المعلوم
المقطوع علی صحتہ لکھتے یعنی ذکر کیا سید اجل مرتضی علم الہدی صاحب المجد ابو القاسم علی بن حسین موسوی نے
کہ تحقیق یہہ قرآن عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین مجموع مؤلف تہا اسطرح جسطرح کہ اب ہی اور استدلال کیا ہی اونہون نے
اسطور پر کہ یہہ قرآن درس کیا جاتا تہا اور حفظ کیا جاتا تہا سبکا سب اوس زمانی مین اور یہہ قرآن جناب پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض کیا جاتا تہا اور ایک جماعت صحابہ نی مثل عبد اللہ بن مسعود اور ابی بن کعب کے کئی ختم اوسکے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیے اور ان سب امور سے بادنی تامل دریافت ہوتا ہے کہ یہہ قرآن
مجموع مرتب تہا نہ منتشر و پراگندہ اور کہا سید مرتضی نے کہ جسنی آمین فرقہ امامیہ اور حشویہ مین سے خلاف کیا
تو اونکی خلاف کا کچھہ اعتبار نہین وہ خلاف منسوب ہی ایک گروہ کی طرف منجملہ اصحاب حدیث کی کہ نقل کی ہین اونہون نے
ضعیف خبرین اور گمان کیا ہی اونکی صحت کا ایسی ایسی اخبار کی ذریعہ سے رجوع نکیا جاویگا اوس چیز سے کہ جسکی
صحت کا علم قطعی حاصل ہو چکا ہو انتہے بعید نہین کہ الہ صاحب بعض غلاۃ رفضہ کے کلام سے معارضہ کرین
تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ ہرگاہ اہل السنن اور اہل التشیع اسپر متفق ہین کہ قرآن مین کچھہ تغیر و تبدیل نہین ہوئی جیسا
وقت وفات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تہا ویسا ہی ابتک ہی پس قول غلاۃ رفضہ کا کہ وہ خود ہی خارج
ہین اسپر اتہام اور انکار بدیہی ہی ۱۲۸۶ء مین ایک اشتہار پیشگاہ بادشاہ ثریا جاہ والی ایران سے کہ اوسپر
علماء ایران کی مہرین ثبت تہین بندر بمبئی مین آیا تہا منجملہ مضامین مندرجہ اوسکے ایک یہہ بہی تہا
کہ جو لوگ ہماری طرف نسبت قول تغیر و تبدیل قرآن کی کرتے ہین غلط کہتے ہین ہمارا اعتقاد قرآن کی باب مین

سو یہہ ہی کہ یہہ بعینہ وہی ہی جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہی اور ہنگام وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جسقدر تہا اسی
قدر اب بہی ہی کچہہ اسمین تغیر و تبدیل نہین ہوئی اور جو کوئی قائل تغیر و تبدیل کا ہی وہ ہم مین سی نہین ہی بلکہ گمراہ ہی
چنانچہ وہ اشتہار بلدہ بمبئی سی چہپکر آگرہ اور دہلی اور کلکتہ اور اور بلاد مین پہونچا تہا اس سی ظاہر ہوا کہ علماء متاخرین
شیعہ بہی اوسی قول متقدمین پر متفق ہین پس قول لالہ صاحب کا مبنی بر افترا پردازی ہی البتہ غلاۃ روافضہ کا یہہ قول
ہی کہ یہہ قرآن منزل من اللہ نہین ہی سو وہ فرقہ ہمارے نزدیک دائرہ اسلام سی خارج ہے اوس کا قول اور
ہنود اور یہود و نصاری کا قول اس باب مین برابر ہی **قولہ** ترجمہ مشکوۃ مین ہی کہ سات حرف سی مراد لغات سبعہ
ہین کہ عرب مین فصاحت کے ساتہہ مشہور تہے وہ یہہ ہین لغت قریش و طی و ہوازن و اہل یمن و ثقیف و ہذیل و
بنی تمیم اول قرآن لغت قریش مین نازل ہوا تہا جبکہ تمام عرب پر اسکی تلاوت دشوار ہوئی تب محمد صاحب نے
جناب باری تعالی سی فراخی چاہی پس حکم ہوا کہ ہر کوئی اپنے لغت مین پڑہے عثمان کے زمانے تک اسی
طرح پڑہتے رہے عثمان نے پہر لغت قریش مین قرار دیا اور واسطے دفعیہ باقی لغات کے حکم کیا کہ لوگ اختلاف
کرتے تہے اور ایک دوسرے کو کافر کہتا تہا پس لغات ہنگام سی کچہہ باقی نہ رہا مگر قدری اور صحابہ اسپر متفق ہوئی
انتہی اگرچہ یہہ الفاظ بعینہا نواب قطب الدین خان مترجم مشکوۃ کے نہین ہین پہر بہی بیان اونکا قریب قریب
اسکے ہی مین کہتا ہون کہ نواب صاحب مرحوم نے غلطی کی ہی اور یہہ قول روایۃ و درایۃ کچہہ اصل نہین رکہتا یہہ خطا
اونکی ہدایہ صاحب کی سی کہ یہ قول اونکا لغات سبعہ کہ عرب مین فصاحت کے ساتہہ مشہور تہے وے یہہ ہین الخ محض بے اصل ہی کچہہ
اسپر سند نہین بجز لغت قریش کے لغات معدودہ نواب صاحب لغات باقیماندہ برابر تہی پہر کوئی وجہ تخصیص ان
چہہ لغات کی نہین اور نزول قرآن لغت قریش مین ہی جنمین سی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تہے نہ اور لغات مین اور یہہ خود
قرآن سی ثابت ہی فانما یسرناہ بلسانک الآیہ قاضی نے تفسیر مین لکہتی ہین بان انزلناہ بلغتک نازل کیا ہم نے
قرآن کو تیری لغت مین چونکہ لغت جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم لغت قریش تہا پس ثابت ہوا کہ قرآن لغت
قریش مین نازل ہوا ہی نہ اور لغت مین علامہ زمخشری نے کشاف مین تفسیر اس آیت کے سورہ دخان مین لکہتی
ہین معناہ ذکرہم بالکتاب المبین فانما یسرناہ ای سہلناہ حیث انزلناہ عربیا بلسانک بلغتک یعنی نصیحت کر
تو اونکو ساتہہ اس کتاب مبین کے کہ آسان کر دیا ہی ہم نے اوسکو اوپر اسطور پر کہ نازل کیا ہی ہم نے تیری زبان
مین تیری لغت مین دوسری دلیل قرآن شریف مین آیا ہی وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ الآیہ یعنی نہین
بہیجا ہم نے کوئی رسول مگر اوسکی قوم کی زبان مین پس صاف و صحیح ہوا کہ نزول تہا مگر زبان قوم محمد بن عبد اللہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قریشی کے یعنی قریش کی زبان مین دلیل تیسری یہہ ہی کہ امام المحدثین محمد بن اسمعیل بخاری نے جامع
مین انس بن مالک سی روایت کی ہی ان عثمان دعا زید بن ثابت و عبد اللہ بن الزبیر و سعید بن العاص و عبد الرحمن بن الحارث

بن ہشام ینسخوہا فی المصاحف وقال للرہط القرشیین اذا اختلفتم انتم وزید بن ثابت فی شئ من القرآن فاکتبوہ بلسان
قریش فانما نزل بلسانہم ففعلوا ذلک اور چونکہ یہہ مقابلہ بحضور جماہیر صحابہ واقع ہوا اور کسینے عثمان کے قول کا انکار نہین
کیا بلکہ اسکو تسلیم کرکے ویسا ہی کیا پس ظاہر ہوا کہ صحابہ اسپر متفق تھے کہ قرآن زبان قریشیین نازل ہوا ہے جبکہ قرآن مجید
اور اتفاق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم سے یہہ بات ثابت ہوگئی کہ قرآن مجید لسان قریش مین نازل ہوا ہے تو برخلاف اوسکے
نواب صاحب کا خواہ اور کسی کا قول بیدلیل مطابق قواعد اصول فقہ کے ہرگز لائق احتجاج اور استناد کے نہین ہے علاوہ
بران یہہ قول مجروح ہے اور علماء سلف نے اوسکو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ لغات عرب ان سات سے بہت زائد ہین اور کسی حدیث مین
یا قرآن مین ان ساتون لغت کی تصریح نہین پس اپنی طبیعت سے بلا دلیل شرعی کے سبعہ حرف کو ان ساتون لغت پر محمول
کرنا جائز نہین اور وجہ تخصیص کی جو سطور بیان کیگئی ہے کہ اگرچہ لغات عرب سات سے زائد ہین مگر چونکہ یہہ ساتون لغت
افصح اللغات ہین اس سبب سے سبعہ احرف کو اونہین ساتون لغت پر محمول کیا گیا قابل اطمینان نہین کیونکہ ماعدا لغت قریش کے
ہذیل وغیرہ لغات مذکورہ کو لغات کنانہ اور قیس اور ضبہ اور تیم الرباب اور اسد بن خزیمہ اور ازد اور ربیعہ اور سعد بن بکر پر فصاحت
مین کسیطرح پر ترجیح نہین ہے سب باہم متساویۃ الاقدام ہین پس اختیار کرنا بعض کا اور ترک کرنا بعض کا بغیر دلیل شرعی کے محض تحکم ہے
کہ لائق قبول کے نہین یہی وجوہ ہین کہ اونکے سبب سے ابن قتیبہ اور ابو علی اہوازی رحمۃ اللہ علیہما نے اس قول کو ناپسند کیا
اور نہایت مستنکر سمجھا ہے جب یہہ امر متحقق ہوچکا تو واضح ہوا کہ سبعہ احرف سبعہ بطون قریشیین مین ہین اور یہہ مراد نہین ہے کہ ہر کلمہ سات
طرح پر پڑہا جاوے بلکہ یہہ احرف قرآن مین متفرق ہین اور دلیل جلی اسپر کہ اختلاف سبعہ احرف لسان بطون قریش مین ہے
یہہ ہے کہ صحیح بخاری مین مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن عبد القاری روایت کرتے ہین انہما سمعا عمر بن الخطاب یقول سمعت
ہشام بن حکیم یقرء سورۃ الفرقان فی حیوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستمعت لقراءتہ فاذا ہو یقرء علی حروف کثیرۃ
لم یقرئنیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکدت اساورہ فی الصلوۃ فتصبرت حتی سلم فلببتہ بردائہ فقلت من اقرءک ہذہ السورۃ التی
سمعتک تقرء قال اقرءنیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت کذبت فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرءنیہا علی غیر ما قرءت
فانطلقت اقودہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انی سمعت ہذا یقرء بسورۃ الفرقان علی حروف لم تقرئنیہا فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کذلک انزلت ثم قال اقرء یا عمر فقرءت القرءۃ التی اقرءنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذلک انزلت
ان ہذا القرآن انزل علی سبعۃ احرف فاقرءوا ما تیسر منہ اور ہشام بن حکیم اور عمر بن خطاب دونو قریشی تھے تقریب التہذیب مین ابن حجر عسقلانی
نے نسبت اور رجال اونکا لکہا ہے ہشام بن حکیم بن حزام بن خویلد القرشی الاسدی صحابی ابن صحابی لہ ذکر فی الصحیحین فی حدیث عمر حین سمعہ
یقرء سورۃ الفرقان انتہی اور پورا سلسلہ اونکی نسب کا قریش تک یہہ ہے ہشام بن حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب
بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر الملقب بقریش اور عمر بن خطاب مشہور قریشی عدوی ہین پس ہرگاہ کہ یہہ دونو قریشی
مکی ہین اور باہم ان دونو کی قراءت مین اختلاف واقع ہوا تھا اسکو جناب رسالتمآب صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے حق اور سبعہ حرف

بیان فرمایا پس ظاہر ہوا کہ یہہ سبعہ احرف انہلوں قریش مین ہی ہین کیونکہ یہہ دونو قریشی کی تہی یہہ نہتا کہ ایک ازد
یا ہذیل وغیرہ کے ہوں اور دوسرا کسی قوم کے ہوں اسی بنا پر ابو شامہ رح نے بعد نقل اقوال اون لوگونکے جو قائل
نزول قرآن کو لغت قریش اور ہذیل وغیرہ مین ہوئی ہین اونکو رد کر کے لکھا ہی وہذا القول بان عمر بن الخطاب وہشام بن حکیم

کلاہما قرشی من لغۃ واحدۃ وقبیلۃ واحدۃ وقد اختلف قرأتہما ومحال ان ینکر علیہ عمر لغتہ فدل علی ان المراد بالاحرف
السبعۃ غیر اللغات انتہی قول اونکا اول قرآن لغت قریشین نازل ہوا الخ اقول عفا عنہ اللہ تعالی یہہ قول کچھہ اصل نہین رکہتا چونکہ
یہہ امر بدون توقیف کے معلوم نہین ہو سکتا اور کوئی حدیث ایسی نہین کہ جسمین اسکی نص ہو پس محض تحکم اور قول بلا دلیل ہی علاوہ
برین اسقول سے واضح ہی کہ جب تمام عرب مین قرآن شائع ہو گیا اور پڑہنا اوسکا سب قبائل عرب پر دشوار ہوا تب جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ دعا کی حالانکہ ایسا نہین بلکہ بمجرد نزول ہی حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ سوال کیا ہی چنانچہ

کلمہ راجعتہ اور فاء تعقیب اسپر گواہ ہین اقرأنی جبریل علی حرف فراجعتہ فلم ازل استزیدہ ویزیدنی حتی انتہی علی سبعۃ احرف رواہ
البخاری قول اونکا لغات ہنگام نسخ کچھہ باقی نرہا الخ اقول عفا عنہ اللہ تعالی اس مقام پر نہایت بیباکانہ تقریر کی ہی اور خطاء
عظیم مین پڑی ہین احادیث صحیحہ متواترہ اور مشہورہ سے ثابت ہی کہ بعد نزول آیات اور سورتونکی صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اون آیات اور سورتونکو پڑہکر یاد کر لیتے تھے اور ہزار ہا آدمیونکو قرآن زمان حیات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر
المومنین ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما مین علی اختلاف القراءات یاد تہا اور زمان عثمان تک عرب وعجم مین اسقدر شہرت
تلاوت قرآن ہو گئی تہی کہ برابر مدارس اور مساجد اور گہرونمین مرد وعورت اور لڑکے اور لڑکیان اسکو علی اختلاف القراءات پڑہتے تہے
اور ہزار ہا حافظ قرآن کے علی اختلاف القراءات ہو گئے تہے پس صاحب عقل کی عقل مین یہہ بات نہین آتی کہ ایسی شہرت
و تواتر عثمان کے دفع کرنے سے مندفع ہو جاوی اور جس چیز کی اجازت خدا کیطرف سے اور خدا کے رسول کیطرف سے ہوئی تہی
عثمان اسکو کیونکر دفع کر سکتے تھے یہہ ظن فاسد بنسبت عثمان رض کی نواب قطب الدینخان مترجم سے نہایت مستبعد ہی مگر حق یہہ
ہی کہ مقتضای بشریت ہی عفا اللہ تعالی عنہ اب جاننا چاہیئے کہ ہرگاہ وہ قول کہ جسپر بناء اعتراض لالہ صاحب کی تہی غلط اور
نہایت درجہ ضعیف قرار پایا تو جسقدر ہذیان سرائی لالہ جی نے اوسپر بنیاد اوس قول کے کی ہی سب بنای فاسد علی الفاسد
ہی مگر لکھنا چند تنبیہ کا اس مقام مین ضرور ہی اول یہہ اعتراض جو لالہ صاحب یہان لائے ہین واقع مین یہہ اعتراض
زمان سابق کے یہود کا ہی کہ بروقت مباحثہ کے ساتھہ شیخ اجل ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم رحمہ اللہ کے انہون نے
پیش کیا تہا اور جواب کافی پاکر خاموش ہو رہے تھے چنانچہ کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل مین جو
جو شیخ ابو محمد رحمہ اللہ نے سنہ [illegible] ہجری مین لکھی تہی یہہ مباحثہ اپنا رقم فرمایا ہی اب چند روز ہوئی کہ پادری فنڈر نے
یہی اعتراض میزان الحق مین لکھا اور جواب شیخ سے کچھہ تعرض نہین کیا سو تصنیفات مولانا رحمت اللہ
اور ڈاکٹر وزیر خان مین جواب اوسکا دندان شکن دیا گیا ہی لالہ جی جو سرمست کاسہ لیسی پادری فنڈر ہین

انھون نے بھی پادری صاحب کے قدم بقدم رکھکر وہی راہ مغالطہ کی چلی جو پادری صاحب چلے تھے یعنی اون کو لازم تہا کہ اعتراض کے جواب سے تعرض کرتے اور اسمین بحث کرتے اسقدر تو طاقت اپنے آپ مین نپائی اور ردا عے اوس جواب مین رد و قدح کی گنجایش بھی نہی لیکن واسطے اظہار اپنے تشخص کے جہلا و مقلدین پر مثان بنیئے کے ارادہ سے اوسی اعتراض کو نقل کیا ہی ہرچند کہ اس مقام مین اسیقدر کافی تہا کہ ہم لالہ صاحب کو ہدایت کرتے کہ تصنیفات مولانا رحمت اللہ اور ڈاکٹر وزیر خان کو دیکھو بعد اوس کے جو شبہہ ہو اوسکو پیش کرو لیکن چونکہ یہہ مباحثہ مخصوص ساتہہ ہنود کے ہی نہین بلکہ جمیع فرقہ ضالہ جو انکار قرآن کا کرتے ہین اون سبسے یہہ مباحثہ ہی پس مناسب معلوم ہوا کہ اچھی طرح اس بحث کو تمام کیا جاوے پس اول عبارت شیخ ابو محمد رحمۃ اللہ کی کتاب الفصل سے نقل کیجاتی ہے تاکہ واقعی حال جمع و تالیف اور نقل قرآن کا اور کیفیت قراءت متواترہ اور شاذہ کی بخوبی کہل جاوے قال ابو محمد

وعترضوا ايضا بان قالوا كيف تحققون نقلكم لكتابكم وانتم مختلفون اشد اختلاف في قراءتكم له وبعضكم يزيد حروفا كثيرة وبعضكم يسقط منه ايات وايضا فانكم تروون باسناد عندكم في غاية الصحة ان طوائف من اصحاب نبيكم عليه السلام ومن تابعيهم الذين يعظمون وتاخذون دينكم عنهم قرؤا القرآن بالفاظ زائدة ومبدلة لا تستحلون انتم القراءة بها وان مصحف عبد الله بن مسعود خلاف مصحفكم وايضا فان طوائف من علمائكم الذين تعظمون وتاخذون دينكم عنهم يقولون ان عثمان بن عفان ابطل قراءات كثيرة صحيحة واسقطها اذ كتب المصحف الذي جمعكم عليه على حرف واحد من الاحرف السبعة التي نزل بها القرآن عندكم وايضا فان الروافض يزعمون ان اصحاب نبيكم بدلوا القرآن واسقطوا منه وزادوا فيه قال ابو محمد رحمه الله هذا الاحتجاج لهم بشي منه اما قولهم انا نختلف في قراءة كتابنا فبعضنا يزيد حروفا وبعضنا يسقطها فليس هذا اختلافا بل هو اتفاق منا صحيح لان تلك الحروف وتلك القراءات كلها مبلغ بنقل الكواف الى رسول الله صلعم فاتى بتلك القراءات

اعتراض کیا یہود نے کہ تم کس طور پر اپنی کتاب کی نقل کو متحقق کہتے ہو حالانکہ تمہاری قراءتون مین بہت اختلاف ہی کہ بعضے زیادہ کرتے ہین کچہہ حرف اور بعضے گرا دیتے ہین اوسمین سے کچہہ آیتین اور بہی تم روایت کرتے ہو ایسی اسناد سے کہ تمہارے نزدیک وہ اسناد بہت صحیح ہین یہہ بات کہ ایک گروہ نے اصحاب پیغمبر علیہ السلام اور تابعین سے جنکی تم نہایت درجہ کی تعظیم کرتے ہو اور اون سے دین اپنا اخذ کرتے ہو انہون نے پڑہا ہی قرآن کو ساتہہ الفاظ زائدہ کے اور بدلے الفاظ کے کہ اب تم جائز نہین سمجہتے قراءت قرآن کو اون الفاظ کے ساتہہ اور بہی مصحف عبد اللہ بن مسعود کا تمہارے مصحف کے خلاف ہی اور بہی تمہارے بعض علما جو تمہارے نزدیک معظم اور ماخذ دین ہین کہتے ہین کہ عثمان بن عفان رضہ نے بہت سی قراءتین صحیحہ بروقت کتابت اس قران کے ساقط کر دین اور اون سات حرفون سے کہ جنہین قرآن نازل ہوا

قرءنا فهي قراءة صحيحة وهي محصورة كلها منضبطة معلومة لا زيادة
فيها ولا نقص واما قولهم انه قد روي باسانيد صحاح عن طائفة
من اصحاب رسول الله صلعم ومن التابعين انهم قرءوا في القرآن
قراءات لا نستحل نحن القراءة بها فهو حق ونحن وان بلغنا الغاية
في تعظيم اصحاب نبينا صلعم ورضوان الله عليهم والتقرب الى الله بمحبتهم
فلسنا نبعد عنهم الوهم والخطاء ولا نقلدهم في شيء مما قالوه
وانما ناخذ عنهم ما اخبرونا به عن رسول الله صلعم مما عندهم بالمشاهدة
والسماع لما ثبت من عدالتهم وثقتهم وصدقهم واما عصمتهم من الخطاء
فيما قالوه برأيهم او بنظر فلا نقول بذلك وتلك القراءات التي ذكرتم
انما هي موقوفة على الصاحب او التابع فهي ضرورة وهم من الصاحب
والوهم لا يعرى منه احد بعد الانبياء وهم بمن دونه في ذلك
واما قولهم ان مصحف ابن مسعود خلاف مصحفنا فباطل وكذب و
افك مصحف ابن مسعود انما فيه قراءته بلا شك وقراءته هي قراءة
عاصم المشهورة عند جميع اهل الاسلام في شرق الارض وغربها
نقرء بها كما ذكرنا كما نقرء بغيرها مما صح انه منزل من عند الله تعالى
فبطل تعلقهم بها والحمد لله رب العالمين واما قولهم ان طائفة
من علمائنا الذين اخذنا دينا عنهم ذكروا ان عثمان بن عفان
اذ كتب المصحف الذي جمع الناس عليه اسقط ستة احرف من
الاحرف المنزلة واقتصر على حرف منها فهو مما قلنا وهو ظن منه ذلك القائل
اخطاء فيه وليس كما قال بل كان هذا ابين من الشمس ان عثمان رض
لم يك الا وجزيرة العرب كلها مملوة بالمسلمين والمصاحف والمساجد والقراءة
والقراء يعلمون الصبيان والنساء وكل من دب وهب واليمن
واليمن كلها وهي ايام في ايامه مدن والقرى والبحرين كذلك
وهي بلاد واسعة مدن وقرى ومكة والطائف والمدينة والشام
كلها كذلك والجزيرة كلها كذلك ومصر كلها كذلك والكوفة

تنہا ایک حرف پر تمکو جمع کیا اور یہی روافض کہتے ہین
کہ تمہارے پیغمبر کے اصحاب نے قرآن کو بدل دیا اور
ساقط کر دیا کچھہ اوس مین سے اور بڑہا دیا کچھہ
اوس مین کہا ابو محمد رح نے یہہ سب امور کچھہ
نہین اور کوئی امر ان مین سے ایسا نہین کہ
جو اون کے واسطے دلیل ہو یہہ امر کہ ہم جو
قرارات مختلفہ قرآن کو پڑہتے ہین کہ کوئی کچھہ
بڑہا دیتا ہی اور کوئی گھٹا دیتا ہے کچھہ اختلاف
نہین بلکہ یہہ امر متفق علیہ ہی ہمارے درمیان
مین اور صحیح ہے کیونکہ یہہ حروف اور یہہ
قرارات سب کی سب بروایات ثقات رسول اللہ
صلعم تک پہونچ گئی ہین پس ان قراءتون مین
سے جس قرارت مین ہم پڑہین وہ قرارت
صحیح ہے اور یہہ سب قراءتین محصور ہین اور
سب منضبط اور معلوم ہین اونمین نہ کچھہ زیادہ
ہی نہ نقص اور یہہ قول اونکا کہ صحیح اسنادسی
ایک گروہ صحابہ اور تابعین سے یہہ امر
مروی ہے کہ اونہون نے بعض کلمات قرآن
کو ایسی قرارت مین پڑہا ہے کہ اب ہم اوس
قرارت کو جائز نہین رکہتے یہہ بات سچ ہی
مگر حال یہہ ہے کہ ہم ہرچند کہ اصحاب پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مین بہت سا مبالغہ کرتے
ہین اور اونکی محبت سے قربت خدا تعالی کی چاہتے ہین
پر بہی اونکو وہم وخطا سے معصوم نہین سمجہتے اور
اونکے اقوال کی تقلید نہین کرتے البتہ جس چیز

والبصرة وكذلك في كل مدن البلاد والقرى من المصاحف ما
لا يحصي عددها الا الله تعالى وحده فلو رام عثمان ما ذكر
ما قدر على ذلك اصلا واما قولهم انه جمع الناس على
مصحف فباطل ما كان يقدر على ذلك لما ذكرنا ولا
ذهب عثمان قط الى جمع الناس على مصحف كتبه
انما خشي عثمان ان ياتي فاسق يسعى في كيد الدين
او ان يهم واهم من اهل الخير فيبدل شيئا من
المصحف عمدا او وهما فيكون اختلاف يؤدي
الى الضلال فكتب مصاحف مجتمعا عليها وبعث
الى كل افق مصحفا لكي ان وهم واهم او بدل مبدل
رجع الى المصحف المجتمع عليه فانكشف الحق و
بطل الكيد والوهم واما من قال ابطل الاحرف
الستة فقد كذب من قال ذلك ولو فعل عثمان
ذلك او اراده لخرج عن الاسلام ولما مطل ساعة
بل الاحرف السبعة كلها موجودة عندنا قائمة كما كانت مثبوتة
في القراءات المشهورة المأثورة والحمد لله رب العالمين واما قولهم
في تبديل الروافض وادعوه من تبديل القرآن فان الروافض
ليسوا من المسلمين انما هي فرقة حدث اولها بعد موت رسول الله
صلى الله عليه وسلم بخمس وعشرين سنة وكان مبدؤها اجابة من خذله الله تعالى
لدعوة من كاد الاسلام وهي تجري مجرى اليهود والنصارى
في الكذب والكفر وهي طوائف اشدهم غلوا القائلون بالالهية
لعلي بن ابي طالب رضه والالهية لجماعة معه قال ابو محمد رحمه الله
مات رسول الله صلى الله عليه وسلم والاسلام قد انتشر وظهر في
جميع جزيرة العرب من منقطع البحر المعروف ببحر القلزم مارا الى سواحل
اليمن كلها الى بحر فارس الى منقطعه مارا الى الفرات ثم على منقطعه

کے ہیں اور انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو
پہونچائی ہیں اپنے مشاہدہ اور سماعت سے اور اسکو
قبول کرتے ہیں بسبب اون کی عدالت اور ثقاہت
اور صدق کے با این ہمہ ہم اون کی عصمت
کے خطا سے اون امور میں جو اونہوں نے
اپنی راے اور عقل سے بیان فرمائی
ہیں قائل نہیں اور جن قراءتوں کا تم ذکر
کرتے ہو وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہونچیں
بلکہ موقوف ہیں صحابی یا تابعی پر پس بالضرور وہ
متوہم صحابی یا تابعی کے ہیں اور اس
قسم کے توہم سے بجز انبیا علیہم السلام کے
اور کوئی محفوظ نہیں ہو سکتا اور یہ جو
کہتے ہیں کہ مصحف ابن مسعود کا ہمارے مصحف
کے خلاف ہے تو یہ باطل اور کذب اور
افترا ہے مصحف ابن مسعود وہی ہے جس
میں اون کی قراءتیں بغیر شک اور شبہہ
کے ہیں اور قراءتیں ابن مسعود کی قراءتیں
عاصم کو پہونچی ہیں کہ جو جمیع اہل اسلام کے
پاس مشارق اور مغارب زمین پر موجود ہیں
اور ہم اون قراءتوں کو پڑھتے ہیں جیسا کہ
اور قراءتوں منزلہ کو پڑھتے ہیں اور یہ قول
اونکا کہ بعضے علما کا قول ہے کہ عثمان بن عفان رضی
بر وقت کتابت اوس مصحف کے جسکے پڑھنے پر
لوگوں کو مجتمع کیا چند حرف منجملہ حروف منزلہ
کے ساقط کر ڈالے اور ایک حرف پر انہیں کو

ولهذا في سنة تسع لسامرا الى بحر القلزم وفي بحر الجزيرة من
المدن والقرى ما لا يعلمه الا الله من بلاد اليمن والبحرين وعمان و
النجد وجبل طي وبلاد مضر وربيعة وقضاعة والطائف ومكة
كلهم قد اسلموا وبنوا المساجد ليس بها مدينة ولا قرية ولا حلة الاعراب الا وقد
قرئ فيها القرآن في الصلوة وعلمه الصبيان والرجال والنساء
وكتب ثم مات عليه السلام والمسلمون كذلك ليس بينهم خلاف في شيء
بل كلهم امة واحدة ودين واحد ومقالة واحدة ثم ولي ابو بكر
سنتين وستة اشهر فغزا فارس والروم وفتح اليمامة وزادت قراءة الناس
القرآن وجمع الناس المصاحف كأبي وعمر وعثمان وعلي وزيد و
زيد وابن مسعود وسائر الناس في البلاد فلم يبق بلد الا وفيه المصاحف
ثم مات رضه والمسلمون كما كانوا لا اختلاف بينهم في شيء اصلا
امة واحدة ومقالة واحدة الا ما حدث في آخر حيوة رسول الله
صلعم واول ولاية ابي بكر رضه من ظهور الاسود العنسي في جهة صنعا
ومسيلمة في اليمامة يدعيان النبوة ومع ما في ذلك من اقرار بنبوة
محمد صلعم معيان بذلك ومن العرب ومن باليمن من غيرهم
ارتدت قسم من مرتده صلعم فطائفة ثبت على ما كانت عليه
من الاسلام لم يبدل شيئا ولزمت طاعة ابي بكر وهم
الجمهور والاكثر وطائفة بقيت على الاسلام ايضا الا انهم
قالوا نقيم الصلوة وشرائع الاسلام الا انا لا نؤدي الزكوة
الى ابي بكر ولا نعطي طاعة لاحد بعد رسول الله صلعم وكان هؤلاء
كثيرا الا انهم دون من ثبت على الطاعة ويبين ذلك القول
الخطيئة العبسي ؎ اطعنا رسول الله اذ كان بيننا ÷ فيا
لهفتا ما بال دين ابي بكر ÷ ايورثها بكرا اذا مات بعده ÷ فتلك
لعمر الله قاصمة الظهر ÷ وان التي طالبتموا فمنعتم ÷ لكالتمر او
احلى اليهم من التمر يعني الزكوة ثم ذكر القبائل الثابتة على الطاعة

اگر ایسا کیا تو یہ محض ظن اور خطا ہے اور ہرگز ایسا
نہین ہوا بلکہ یہ بات بدلیل یقینی باطل ہے کیونکہ
جب عثمان رضہ متولی خلافت ہوئے تھے اوس وقت
مین جزیرۂ عرب مسلمانون اور مصاحف اور مساجد
اور قرارت سے بھرا ہوا تھا اور قرا تعلیم
کرتے تھے لڑکون اور عورتون اور ہر ایک چلنے
اور اوترنے والے کو یعنی تمام ہر قوم اور ہر گروہ مین
تعلیم قرآن قرارت متواترہ کی شائع اور ذائع تھی اور
جزیرۂ یمین کہ وسعت مین چند در چند روز راہ کا ہے اور
اوسمین بہت سے شہر اور قصبات ہین اور ایسی ہی
بحرین کہ وہ بھی آباد ہین اور اسمین شہر اور قصبات
واقع ہین اور مکہ اور طائف اور مدینہ اور شام
کے سب ایسے ہی حال پر تھے اور ایسی ہی سرزمین جزیرہ
اور مصر اور کوفہ اور بصرہ اسی حال پر تھے ان سب اضلاع
اور بلاد اور قصبات اور دیہات مین اوس وقت ایسی
کثرت سے مصاحف موجود تھے کہ اونکی تعداد بجز خدا تعالیٰ کے
اور کسیکو معلوم نہین بالفرض اگر عثمان رضہ ساقط کرنے
چھہ حرف کا قصد بھی کرتے تب بھی آپ قادر نہو سکتے اور
یہ جو کہتے ہین کہ عثمان رضہ نے اس قرآن پر لوگونکو
جمع کیا تو یہ غلط ہے اوسی دلیل سے جو اوپر ذکر کی گئی
یعنی یہ گمان کہ عثمان نے اور قراتین چھوڑوا کر ایک
قرارت پر مجبور کیا یہ بات غلط ہے اور حد قدرت
عثمان سے باہر ہے اور ایسا قصد بھی عثمان نے نہین کیا
بلکہ جب انکو اس بات کا خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ کوئی
فاسق دین مین الحاد کر کے کوشش کرے

بال فبانت بنی سعد وسناده طی وبانت بنی ازدان
حاشی بنی نصر ولکن والسنابہ بنی النصر وبانت الجوایة
علت الدائرہ والحمد للہ رب العلمین وطائفۃ ثالثۃ اعلنت
بالکفر والردۃ کاصحاب طلیحۃ وسجاح وسائر من ارتد
وہم قلیل بالاضافۃ الی من ذکرنا الان فی کل قبیلۃ من المسلمین
من یقاوم المرتدین فقد کان بالیمامۃ ثمامۃ بن اثال الحنفی
فی طوائف المسلمین محاربین لمسیلمۃ وفی قوم الاسود ایضا کذلک
وفی بنی تمیم وفی بنی اسد جمہور من المسلمین وطائفۃ رابعۃ توقفت
فلم تدخل فی احد من الطوائف المذکورۃ وبقوا یتربصون
لمن یکون لہ الغلبۃ کمالک بن نویرۃ وغیرہ فاخرج ابو بکر
الیہم البعوث فقتل مسیلمۃ وقد کان فیروز وداذویہ الفارسیان
الفاضلان رضی اللہ عنہما قتلا الاسود العنسی فلم ینقض عام حتی راجع
الجمیع الاسلام اولہم واخرہم واسلمت سجاح وطلیحۃ وغیرہم وانما کان
نزغۃ من الشیطان کنار اشتعلت فاطفاہا اللہ تعالی للوقت ثم
مات ابو بکر وولی عمر ففتحت بلاد فارس طولا وعرضا وفتحت الشام کلہا
والجزیرۃ ومصر کلہا ولم یبق بلد الا وبنیت فیہ المساجد ونسخت فیہ المصاحف
وقرئ الائمۃ القرآن وعلمہ الصبیان فی المکاتب شرقا وغربا وبقی کذلک
عشرۃ اعوام واشہر والمؤمنون کلہم لا اختلاف بینہم فی شیء بل ملۃ واحدۃ
ومقالۃ واحدۃ ثم ولی عثمان فزادت الفتوح واتسع الامر فلو رام احد
احصاء مصاحف اہل الاسلام ما قدر وبقی کذلک اثنی عشر عاما حتی
مات وبموتہ حدث الاختلاف وابتداء امر الروافض وعلموا
انہ لو رام احد الیوم ان یزید فی شعر النابغۃ او شعر زہیر کلمۃ
او ینقص اخری ما قدر لانہ کان یفتضح للوقت وتخالفہ النسخ
المثبوتۃ فکیف القرآن فی المصاحف وہی من آخر الاندلس وبلاد البربر
وبلاد السودان الی آخر السند وکابل وخراسان والترک والصقالبۃ

اگر کوئی نیک آدمی از روی وہم کے کوئی حرف مصحف میں
سے بدلدیتا اور اسکے سبب سے کچھ اختلاف موجب گمراہی
پیدا ہووے اس نظر سے اونہوں نے چند مصاحف
ایسے لکھے کہ اونپر سب لوگون کا اتفاق اور اجماع تہا
اور ہر طرف ایک ایک نسخہ اونکا آفاق میں بہیجدیا تہا
تاکہ اگر کوئی شخص کچہہ وہم کرے یا کوئی بدلنے والا
کچہہ بدلدے تو اوس نسخے کیطرف رجوع کیا جاوے
اور حق ظاہر ہوجاوے اور کید اور وہم باطل
ہوجاوے اور جس شخص نے کہ یہہ بات کہی کہ عثمان نے
چہہ حرف باطل کر دیے اور اوسنے مصاحف چہانٹ ڈالا
اگر عثمان رض ایسا کرتے یا ایسا ارادہ بہی کرتے
تو بیدرنگ اسلام سے خارج ہوجاتے یہہ
بات ہرگز نہیں ہوئی وہ ساتون حرف سب کے
سب جیسے تہے اب تک موجود ہیں منتشر
ہیں ہماری قراءت مشہورہ میں جو پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہیں اور قول بعض
کا تبدیل قرآن میں کچہہ مستند نہیں کیونکہ
روافض مسلمانون میں نہیں ہیں وہ تو ایک
فرقہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی
موت سے پچیس برس بعد حادث ہوا اور موجد
اوس کا وہ شخص ہے کہ جس کو خدا
تعالے نے ملعون فرمایا اور اوس
نے کید اسلام میں پہیلایا ہے اور
یہہ فرقہ ناشدہ و مشابہ فرقہ یہود
اور نصارے کے ہے کذب اور فتنہ

... قال ابو محمد رضي الله تعالى عنه واما
بعد فالنقل الذي عند المسلمين لكتابهم ودينهم لما نقلوه عن نبيهم
حتى يقف عليه المؤمن والكافر والعالم والجاهل عيانا [illegible]
لما نبين فرق ما بين نقل سائر الاديان من نقلهم فنقول وبالله التوفيق
ان نقل المسلمين لكل ما ذكرنا ينقسم اقساما ستة اولها شيء
ينقله اهل المشرق والمغرب عن امثالهم جيلا جيلا لا يختلف فيه مؤمن
ولا كافر منصف غير معاند للمشاهدة وهو القرآن المكتوب
في المصاحف في شرق الارض وغربها لا يشكون ولا يختلفون في
ان محمد بن عبد الله بن عبد المطلب صلعم اتى به واخبر ان الله تعالى
اوحى به اليه وان من اتبعه اخذه عنه كذلك ثم اخذ عن اولئك
حتى بلغ الينا والثاني شيء نقلته الكافة عن مثلها حتى يبلغ
الامر الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ككثيرة من آياته ومعجزاته
التي ظهرت والثالث ما نقله الثقة عن الثقة كذلك حتى يبلغ
به النبي صلعم يخبر كل واحد منهم باسم الذي اخبره ونسبه وكلهم معروف الحال
والعين والعدالة والزمان والمكان على ان اكثر ما جاء هذا المجي
فانه منقول نقل الكواف اما الى الرسول صلعم من طريق جماعة من
الصحابة رضي الله عنهم واما الى الصاحب واما الى التابع واما الى الامام
اخذ عن التابع يعرف ذلك من كان من اهل المعرفة بهذا
الشان والحمد لله رب العلمين وهذا نقل خص الله عز وجل
به المسلمين دون سائر اهل الملل كلها وابقاه عندهم غضا
جديدا على قديم الدهور مذ اربعمائة عام وخمسين عاما في المشرق
والمغرب والجنوب والشمال يرحل في طلبه من لا يحصي عددهم
الا خالقهم الى الآفاق البعيدة ويواظب على تقييده من كان
الناقل قريبا منه قد تولى الله عز وجل حفظه عليهم والحمد لله رب العلمين
فلا يفوتهم زلة في كلمة فما فوقها في شيء من النقل ان وقعت لاحدهم ولا

اور نقل مین اور ادیان مین کیسے فرق ہے بیان اوسکا
متکلمین وہ ہین کہ جو قائل ہین علی بن ابیطالب
رضی اللہ عنہ اور اون کے ساتہیون کی خدائی کے
کہا ابو محمد رح نے انتقال کیا رسول اللہ صلعم نے اور حال
یہہ تہا کہ منتشر ہوا تہا اسلام بیچ سب جزیرۂ عرب
کے بحر قلزم سے کنارے یمن کے بحر فارس تک اور
وہان سے پہرتا ہوا فرات اور کنارے شام پر
گذرتا ہوا بحر قلزم مین آملا اور اس جزیرہ مین
شہر اور قصبات اور دیہات اس کثرت سے تھے کہ
اون کی تعداد خدا ہی کو معلوم ہے مانند یمن اور بحرین
اور عمان اور نجد اور گرد بنی طے اور بلاد مضر اور
ربیعہ اور قضاعہ اور طائف اور مکہ وغیرہا کے اور یہ
سب اسلام لائے تھے اور بنالی تہین انہون نے مسجدین
اور نہ تہا کوئی شہر اور نہ کوئی گانون اور نہ کوئی
رہنے کی جگہہ عرب کی مگر پڑہا جاتا تہا قرآن اوسمین
نمازون مین اور پڑہتے تھے لڑکے اور مرد اور عورتین
اور لکہا جاتا تہا اور انتقال فرمایا رسول اللہ صلعم نے
اور حال یہہ کہ مسلمان اوسطور پر تہے نہ تہا کچہہ خلاف
کسی بات کا اونکے درمیان مین تھے سب ایک مت
اور ایک دین پر اور ایک قول پر متفق تہے پہر خلافت کی
ابوبکر نے دو برس اور چہہ مہینے اور جہاد کیا فارس
اور روم پر اور فتح کیا یمامہ کو اور زیادہ ہوا
پڑہنا آدمیون کا قرآن کو اور جمع کیے
آدمیون نے مصاحف آپکے اور عمر اور عثمان
اور علی اور زید اور ابوزید اور ابن مسعود اور ابی

ممكن فانّنا نقطع على انّه كلّه موضوع ولله تعالى الشكر وثبت

الاقسام الثلثة هي التي ناخذ ديننا منها ولا نتعداها الى

غيرها والحمد لله رب العالمين والرابع شئ نقله من بين

المشرق والمغرب او الكافة والواحد الثقة عن امثالهم

الى ان يبلغ الى من ليس بينه وبين النبي الّا واحد او اكثر

فسكت ذلك المبلوغ اليه عن من اخبره بتلك الشريعة عن

النبي صلى الله عليه وسلم فلم يعرف من هو فهذا النوع ياخذ به

طائفة من المسلمين ولسنا ناخذ به البتة ولا نضيفه الى

النبي صلى الله عليه وسلم اذ لم نعرف من الذي حدث به عن

النبي صلى الله عليه وسلم وقد يكون غير ثقة والخامس شئ نقل

كما ذكرنا امّا بنقل اهل المشرق والمغرب او كافة عن كافة او

ثقة عن ثقة حتى يبلغ الى النبي صلى الله عليه وسلم الّا ان في

الطريق رجلا مجروحا بكذب او غفلة او مجهول الحال فهذا ايضاً

يقول به بعض المسلمين ولا يحل عندنا القول به ولا تصديقه

ولا الاخذ بشئ منه والسادس نقل نقل باحد الوجوه التي قدمنا حتّے

يبلغ ذلك الى صحابي او تابع او امام دونهما انه قال بكذا او حكم بكذا

غير مضاف ذلك الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن المسلمين من ياخذ

بهذا ومنا لا ياخذ به اصلا لانه لا حجة فيه عندنا اذ لا حجة في احد دون

من امر الله باتباعه وارسله الينا ببيان دينه ولا يخلو فاضل من

وهم ولا حجة في من يهم ولا يأتي الوحي ببيان وهمه قال ابو محمد

رح ونقل القرآن وما فيه من اعلام النبي صلى الله عليه وسلم كالانذار

بالغيوب وشق القمر ودعاء اليهود الى تمني الموت والنصارى

الى المباهلة وجميع العرب الى المجي بمثل القرآن وتعجيزهم

بالعجز عنه وتوبيخ اليهود بانهم لا يتمنون الموت وقصة

الطير الابابيل ورميها اصحاب الفيل بحجارة من سجيل

آدمیوں کے بلاد میں اور زبانوں میں [illegible]

سے مصاحف تھے پھر انتقال کیا ابو بکر نے اور

حال یہہ کہ مسلمان ویسے ہی تھے جیسے کہ

تھی کچھ خلاف اون میں کسی بات کا تھا مگر

جو کچھ کہ حادث ہو گیا تھا آخر عہد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور اوائل خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں ظہور اسود

عنسی سے جانب صنعا میں اور مسیلمہ سے یمامہ میں کہ دعوی

کرتے تھے وہ نبوت کا اور حال یہہ کہ وہ دونو نبوت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کے بہی قائلین بہی مقر تھے اور باعلان اوسکا

اقرار کرتے تھے اور عرب میں بعد موت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے چار فریق ہو گئے تھے ایک فریق ثابت رہا تھا

اسلام پر اور کچھ تبدیل نہیں کی تھی اور بہت

کثرت سے تھے اور دوسرا فریق باقی رہا تھا

اسلام پر مگر یہہ کہتے تھے کہ ہم نماز پڑھینگے اور شرایع

اسلام قائم رکھینگے لیکن مال زکوۃ کا ابو بکر کے

پاس نہ بھیجینگے اور کسیکی اطاعت نکرینگے بعد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے اور یہہ لوگ بہت تھے مگر فریق اول سے کم تھے چنانچہ

یہہ حال اشعار حطیئہ عبسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسنے اپنے

اشعار میں یہہ مضمون لکھا ہے کہ اطاعت کی ہمنے رسول صلی

اللہ علیہ وسلم کی جبکہ تھے وہ درمیان ہمارے پس کیا افسوس ہے

ہمیں اور کیا حال ہے دین ابی بکر کا کیا وارث ہوویگا ابو بکر

بعد وفات پیغمبر علیہ السلام کے قسم ہے خدا تعالی کی یہہ بات ہمکو

گوارا نہیں اور جو چیز کہ مانگتے ہو تم ہم سے اور باز رکھے

جاتے ہو تم اوس سے یعنی مال زکوۃ سے وہ مانند کہجوروں کے

ہے یا شیرین تر ہے کہجوروں سے ہمارے نزدیک بعد

وكثيرا من الشرائع وكثيرا من السنن فانه نقل كله اليمانيون
والمصري والربعي والقضاعي وكلهم اعداء متباينون
متحاربون يقتل بعضهم بعضا ليس هنالك شئ
يدعوهم الى المسامحة في نقلهم له ثم نقله عن هؤلاء من
بين المشرق والمغرب وكانت العرب بالاختلاف قوما
لقاحا لا يملكهم احد كمضر وربيعة واياد وقضاعة او ملوكا
في بلادهم يتوارثون الملك كابرا كملوك اليمن وعمان
وشهر بن باذام ملك صنعاء والمنذر بن ساوى
ملك البحرين والنجاشي ملك الحبشة جيفر وعباد ابني
الجلندي ملكي عمان فانقادوا كلهم لظهور الحق وبهوره
واسلموا عليه السلام طوعا وهم آلاف آلاف وصاروا اخوة
كبني اب وام وانحل كل من الكلمة الانحلال من ملكهم
الى رسله طوعا بلا خوف غزوة ولا اعطاء مال ولا طمع في
عز بل كلهم اكثر عددا من جيشه واكثر مالا وسلاحا
منه واوسع بلدا من بلده وكذا الكلاع وكان ملكا متوجا
ابن ملوك متوجين ليسجد له سبع وعلية يركب امامه الف
عبد من عبيده سوى اتباعه من حمير وذي ظليم وذي رود
وذي سيران وذي عمرو وغيرهم كلهم ملوك متوجون في
بلادهم هذا كله امر لا يجهله احد من حملة الاخبار بل هو منقول
كنقل كون بلادهم في مواضعها وكذا كان اسلام
جميع العرب اولهم الاوس والخزرج ثم سائرهم قبيلة قبيلة
لما ثبت عندهم من آياته وبهرهم من معجزاته وما اتبعه
الاوس والخزرج الا وهو مهاجر اليهم عن مكة الى المدينة
قد نابذه قومه جد النابذة وكان يتيما لا اب له ولا اخ ولا ابن اخ
ولا ولد بعث اميا لا يقرأ ولا يكتب نشأ في بلاد الجهل

اس خطبہ کے بیان کیا اون گروہون کو جو فریق
اول تھے اور دشنام دیکر اون کے نام لئے یعنی بنی سعد
اور بنی طی اور بنی دودان سوا تھی بنی فضر کے تیسرا فرقہ
تھا کہ باعلان کافر اور مرتد ہوگئے مانند اصحاب طلیحہ
اور سجاح اور سائر مرتدین کے اور یہ بہت تھوڑی تھی
نسبت پہلی فرقون کے اور ان قبائل مین تھی مومنین
اسقدر کہ برابری کرتے تھے مرتدین کی چنانچہ یمامہ
مین ثمامہ بن اثال گروہ مسلمین مین محارب مسیلمہ تھا
اور اسود عنسی کی قوم مین بھی بہت آدمی مومنین
تھی اور بنے تمیم اور بنی اسد مین کثرت سی
مسلمان تھے چوتھا فرقہ وہ تھا کہ رک رہا تھا
اور کسی فریق مین نہ تھا سی مذکور ہوسکے اخل نہین
ہوا تھا منتظر اسکا تھا کہ کون غالب ہو مانند
مالک بن نویرہ وغیرہ کے غرضکہ بھیجین ابوبکر نے
فوجین پس مارا گیا مسیلمہ اور قتل کیا تھا پیشتر فیروز
اور داود نے اسود عنسی کو اور نہ گذرنے پایا
ایک برس کہ رجوع کیا سب نے طرف اسلام
کے اور اسلام لائے سجاح اور طلیحہ اور سب
اور جزاین نیست کہ یہ ایک وسوسہ تھا مانند
آگ کے کہ مشتعل ہوئی وہ پس بجھا دیا اسکو اللہ
تعالی نے اور اسیوقت پھر انتقال کیا ابوبکر رضی اللہ
عنہ نے اور خلیفہ ہوئے عمر رضی اللہ عنہ پس فتح کئے گئے بلاد
فارس طولا وعرضا اور فتح ہوئی شام سب اور جزیرہ
اور مصر سب اور نہ باقی رہا کوئی بلد مگر بنائی گئین
بیچ اونکے مسجدین اور لکھے گئے قرآن اور

فعلمه الكتاب والحكمة ودان بتعلم وتعليمه من كل من اراده
بلا حرس ولا حاجب ولا بواب ولا قصر يمتنع فيه على كثرة من
اراد قتله من شجعان العرب وقتالهم كعامر بن الطفيل و
اربد بن جرء وعورث بن الحرث وغيرهم مع اقرار اعدائه
بنبوته كمسيلمة وسجاح وطليحة والاسود وهو مكذب لهم فهل
بعد هذا برهان او بعد هذه الكفاية من الله تعالى
كفاية وهو لا نبي دنيا قام له اصحابه على قدم فنسعهم واكبر
ذلك عليهم وعلمهم ان القيام لله تعالى لا لخلقه وحضوا
بالسجود له فاستعظم ذلك وانكره الا لله وحده ولا شك
في ان هذه ليست صفة طالب الدنيا ولا صفة راغب
في غلبة او بعد صيت بل هذه حقيقة النبوة الى الصفة
لمن كان له ادنى فهم فهذا هو الحق لا ما يدعيه النصارى
من الكذب البحت في ان الملوك دخلوا في دينهم
طوعا وقد كذبوا في ذلك لان اول ملك تنصر
قسطنطين باني قسطنطينية بعد نحو ثلث مائة عام من
رفع المسيح عليه السلام فاي معجزة صحت عنه بعد هذه
المدة وانما تنصر لان امه لانها كانت نصرانية بنت نصراني
تعشقها ابوه فزوجها وانا من تبع النبي صلى الله عليه وسلم
فانهم اذا بلغهم خبره في حيوته عليه السلام للايات التي
كانت له بحضرة جميع اصحابه كاعجاز القرآن وانشقاق
القمر وغيرها ومع ما ذكرنا من تنصر قسطنطين فوالله
ما قدر على اظهار النصرانية حتى رحل عن رومة مسيرة
وبنى برنطية وهي قسطنطينية ثم اجبر الناس على النصرانية
بالسيف والعطاء وكان من عنوده المحفوظة ان لا يولي
ولاية الا من تنصر والناس سراع الى الدنيا نافرون عن الاذى و

پڑھا اماموں نے قرآن کو اور پڑھایا لڑکوں کو لکھتے
مین شرفا اور غربا اور یہی حال رہا دس برس
اور چند ماہ یعنی ایام خلافت عمر رضی اللہ عنہ کہ تھین مومنین
سب ایک ملت اور ایک مقولہ پر متفق تھی پھر خلافت
ہوئی عثمان رضی اللہ عنہ کی اور زیادہ ہوگئین فتوح
اور بہت وسیع ہوا امر اسلام کا یہانتک کہ اگر قصد کرتا
کوئی شمار مین لانا مصاحف اہل اسلام کا تو نہ
قادر ہوتا اوسپر اور باقی رہا یہہ حال بارہ برس
یہانتک کہ وفات پائی عثمان رضی اللہ عنہ نے اور
اونکی موت سے حادث ہوا اختلاف اور پیدا ہوئی
روافض اب سمجھو کہ اگر قصد کرے کوئے آج
اسبات کا کہ زیادہ کرے کوئی کلمہ نابغہ یا زہیر
کے اشعار مین یا گھٹا دے اونمین سے تو نہین قدرت
کہنے کا اوسپر بلکہ رسوا ہو جاویگا اور سبھی وقت
مخالف ہوجاویگا نسخون مشہورہ سے جو چھاپی انکے
مصاحف مین کچھہ کمی و بیشی کرے کہ وہ تمام اندلس اور بلاد
بربر اور بلاد حبش اور سندھ اور کابل اور خراسان اور
ترک اور صقالیہ مین ہند تک اوس وقت مین مشہور
ہوگئی تھے اور کہتے ہین ابو محمد رحمہ اللہ کہ اب ہم بیان
کرتے ہین طریقون نقل کو جسطور پر کہ اہل اسلام نے
اپنی کتاب اور دین کو اپنے ائمہ سے نقل کیا تھا تاکہ واضح
ہو وہی اوسپر دشمن اور کافر اور عالم اور جاہل اچھی
طرح اور جان لیوین سب لوگ کہ اور دینون کی نقل
کو مسلمانون کی نقل سے کچھہ مناسبت نہین وباللہ
التوفیق نقل مسلمانون کی منقسم ہے چھہ قسم پر قسم اول

ومع ذلک کان علی مذہب اریوس لا مع التثلیث ثم لم تزل دین
النصاری الی ان قسطنطین بن قسطنطین وولی ملک ترک اخیرا
ورجع اباه وتوالی الی ان مات ثم ولی جلیا من اقارب قسطنطین
ورجع الی النصرانیة تم کلامہ ملخصا اقول کانی بک تقول قد روی
البخاری فی صحیحہ عن علقمة قال دخلت فی نفر من اصحاب عبداللہ
الشام فسمع بنا ابو الدرداء فاتانا فقال افیکم من یقرأ فقلنا نعم قال
فایکم اقرأ فاشاروا الی فقال اقرأ فقرأت واللیل اذا یغشی والنہار
اذا تجلی والذکر والانثی قال انت سمعتہا من فی صاحبک قلت نعم قال
وانا سمعتہا من فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہولاء یابون علینا
فاعلم ان ذلک فیمن حملوا قراءة القرآن عن عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ اہل الشام حسدوا عن ابی الدرداء
وہم کلہم وجمہور الصحابة رضی اللہ عنہم اتفقوا علی قراءة وما خلق
الذکر والانثی فقراءة وما خلق الذکر والانثی متواترة
اخذت عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی الدرداء وجمہور الصحابة
رضی اللہ عنہم تفید علم الیقین وما روی علقمة عن ابن مسعود
والی الدرداء فہو یعارض ما روی الکوفیة والشامیة
منہما ومع تعارضہ انما ہو من الاحاد ولا یوجب علم
الیقین والا علم طمانینة فلا تدع ما یفید علم الیقین بما ہو
لیس کذلک فما رواه علقمة محمول علی انہ ہو النسیان
او الوہم وغیرہ ذلک وہکذا ما روی احمد بن حنبل
انکار ابن مسعود رضی اللہ عنہ علی کون المعوذتین من القرآن
لان الصحابة رضوان اللہ علیہم اجمعوا علی انہما من القرآن
وقد تواتر نقلہما وقراءتہما وقد صح قراءة عاصم عن زر عن
ابن مسعود رضی اللہ عنہ وفیہا المعوذتان فلا ناخذ بما
یعارض ما صح عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ وجمیع الصحابة علیہم فقط

ایسی نقل ہے کہ نقل کرتے ہیں اوسکو اہل مشرق اور
مغرب اپنے اشتال سے کرورہا گروہ نہیں خلاف کرتا ہے
اوسکے کوئی مومن بلکہ کوئی کافر منصف بھی جو مسائل
منکر ہوا اور یہ نقل ہے قرآن کی جو مکتوب ہے مصاحف میں
بیچ مشارق اور مغارب کے نہیں شک کرتا ہے اور نہ اختلاف
کرتا ہے سب یہ کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ
علیہ وسلم لائے اوس کتاب کو اور خبر دی اونہوں نے ہمکو
کہ اللہ تعالی نے اوتاری وحی سے بھیجا ہے وہ اونکا یہی او
ہیں کہ اونکی اتباع نے لیا اوس کتاب کو انسے پہر لیتے ہیں
اور لوگ درجہ بدرجہ یہانتک کہ پہونچی ہم تک قسم دوسری
وہ نقل ہے کہ نقل کیا اوسکو بہت لوگون سے یہانتک کہ
پہونچا سلسلہ روایت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مثل
روایت اکثر معجزات کے جو ظاہر ہوئی تہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
قسم تیسری ایسی نقل ہے کہ روایت کیا اوسکو ثقہ نے
دوسرے ثقہ سے یہانتک کہ پہونچ گیا سلسلہ روایت کا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اور روی تبوا ایسے راویون کہ اونکے نام
اور نسب معلوم ہیں اور وہی سب حال اونکا اور معروف الحال
ہیں اور زمان اور مکان اونکا سب معروف ہے اور یہہ
تینون قسمیں نقل کی ایسی ہیں کہ خاص کیا ہے اللہ عزوجل نے
انکو ساتھ اہل اسلام کو اور نہیں پائی جاتی ایسی نقل کسی اور ملت
میں اور نہیں ممکن ہے کہ کوئی فاسق ایسی نقل میں ایک کلمہ
بھی بنا کر بڑہا دے اور یہی تین قسمیں ہیں مانند دین کی سوائی کے
اور کسی قسم پر ہم اعتماد نہیں کرتے چوتہی قسم ہے نقل کی کہ نقل کیا
ہو بہت لوگون نے ایسی ثقہ نے اپنے اشتال سے یہانتک
کہ سلسلہ روایت کا پہونچا یا ایسے شخص تک کہ اوسکو اور

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک واسطہ یا ایک سے زیادہ رہگیا نہ معلوم ہوا کہ وہ کون تہا پس یہ بہی
ایک قسم ہی کہ بعض اسکو قبول کرتے ہین مگر ہم اسکو ہرگز نہین قبول کرتے پانچوین ایسی قسم روایت ہی
کہ اگرچہ سلسلہ روایت کا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچا مگر سلسلے مین کوئی ایسا آدمی ہی کہ بسبب کذب
یا غفلت یا مجہول الحال ہونیکے مجروح ہی ایسی روایت اگرچہ کوئی اوسے قبول کرے مگر ہمارے نزدیک جائز نہین
اوسپر اعتماد نہ اوسکی تصدیق اور نہ اوسپر عمل چہٹی وہ نقل ہے کہ بطریق اقسام مذکورہ کسی امام یا صحابی
یا تابعی کا قول یا فعل منقول ہو مگر منسوب بطرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو بعضے اسکو قبول کرتے ہین
اور بعضے نہین اور ہم اسکو قبول نہین کرتے ہیں اسواسطے یہہ کچہہ ہمارے نزدیک حجت نہین کیونکہ کسیکا قول یا فعل بجز
اوس شخص کے کہ اللہ تعالی نے اسکو ہماری طرف پیغمبر بہیجا اور اوسکے اتباع کا حکم کیا ہمپر حجت نہین ہی اور معصوم
نہین ہی کوئی خطا و وہم سے اور نہین ہی حجت وہ شخص کہ وقوع وہم سے معصوم نہوا اور اوسکے وہم کے
اظہار کے واسطے وحی نہ آئی ہو کہا ابو محمد رحمہ اللہ نے اور نقل قرآن کی اور جو کچہہ کہ ہمین ہی اور از قسم خبر و معجز
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ڈرانے کے امور غیبیہ اور شق القمر اور امر کرنے یہود کے واسطے آرزو کی موت
اور امر کرنے نصاری کے واسطے مباہلہ کے اور امر کرنے سب عرب کے واسطے اس بات کی کہ لاوین مانند سورہ
قرآن کے اور زجر کرنے عرب کے ساتہہ اسکے کہ تم ہرگز نہ لاسکوگے مثل اوسکے اور زجر کرنے یہود کے ساتہہ
اسکے کہ تم ہرگز موت کی آرزو نکروگے اور قصہ طیر ابابیل اور مارنے اون طیور کے اصحاب فیل کو سنگریزون
سے اور بہت شرائع اور سنن کے کہ یہہ سب ایسی ہین کہ نقل کیا ہے اونکو یمانیون اور مصریون نے اور
ربعیون نے اور قضاعیون نے حالانکہ یہہ سب باہم دشمن اور مخالف اور محارب تہے ایک دوسرے کو قتل کرتا
تہا اور نہ تہا وہان کوئی ایسا امر کہ باعث ہوتا اون کی سہل انگاری کا اس نقل مین پہر اوسکو نقل کیا
اون سے اہل مشارق اور مغارب نے (خلاصہ مدعا یہہ ہی کہ امور مذکورہ کو صرف ایسے ہی لوگون نے
نقل نہین کیا کہ باہم ایک دل تہے بلکہ ایسے ایسے لوگون نے نقل کیا ہی کہ آپس مین ایکدوسرے سے
اشد خلاف رکہتے تہے اور کوئی وجہ محبت کی بہی موجود نہ تہی پس بیشک و شبہہ وہ نقل ہر آئینہ صحیح
اور متفق علیہ سمجہنی چاہیئے) اور تہے اکثر عرب بلاخلاف قوم بے سر کہ کسی بادشاہ کے فرمانبردار نہ تہے
مانند مضر اور ربیعہ اور عیاد اور قضاعہ کے اور بعضے اون مین سے اپنے اپنے بلاد مین بادشاہ
بہی تہے کہ باپ دادون سے مملکت اون مین چلی آتی تہی مانند بادشاہان یمن اور عمان اور
مشہرین باذام شاہ صنعا اور منذر بن ساوی شاہ بحرین اور نجاشی شاہ حبشہ اور جیفر و
عباد پسران جلندی کے جو دونو فرمانروای عمان تہے پس یہہ سب مطیع ہوئے بسبب ظہور حق کے

اور مایان لائی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر بطوع و رغبت اور یہہ صاحبان جمعیت ہزار دن ہزار کے تہے اور باوجود
مخالفت سابقہ کے آپس مین بہائی بہائی ہوگئے اور یہہ سب بطوع و رغبت اسکے نہ ازراہ خوف
جنگ اور نہ واسطے مال اور طمع عزت کے بلکہ یہہ سب از روے جمعیت لشکر اور مال اور ہتہیار دن کے
بہت زائد تہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے اور ملک بہی اونکا بہت وسیع تہا انکے ملک اور اسباب بہی مال
تہا ذی الکلاع کا کہ تہا وہ ایک بادشاہ تاجدار بٹیا شاہان تاجدار کا سجدہ کرتے تہے اسکو رعیت
اوس کی آگے چلتے تہے اوسکے ایک ہزار سوار منجملہ غلامان خاص کے علاوہ اہل خاندان کے مثل
بنی شمیر اور ذی ظلیم اور ذی زرو اور ذی سران اور ذی ثمر وغیرہم کے اور یہہ سب بادشاہ تہے
تاجدار اپنے اپنے بلاد مین اور یہہ سب امور ایسے ہین کہ اون سے کوئی شخص جاملان اخبار سے
ناواقف نہین بلکہ یہہ امور ایسے متواتر منقول ہین جیسے کہ ہونا بلاد کا اپنی اپنی جگہہ پر نقل
کیا جاتا ہے اور اسیطرح پر تہا اسلام سب عرب کا اول اسلام لائی اوس اور خزرج پہر
سائر عرب گروہ گروہ بسبب اسکے کہ ثابت ہوئی اور روشن ہوئی معجزات اور جسوقت ہین کہ تابع
ہوئے تہے اوس اور خزرج وہ ایسا وقت تہا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے اون کے
پاس مکے سے مدینے مین آئے تہے جب کہ الگ کردیا تہا اونکو اون کی قوم نے ازراہ حسد کے اور
بچایا اون کو خدای تعالے نے اور تہے وہ امی لکہے پڑہے نتہے اور پیدا ہوئے تہے بلاد جہل
مین اور تعلیم کی اللہ تعالی نے اونکو کتاب اور حکمت بغیر معلم کے اور بچایا اون کو ایسی ہر ایک شخص
کو جسنے اونکے قتل کا ارادہ کیا بغیر کسی نگہبان اور دربان کے اور بغیر پناہ کسی گڑہی یا مکان کے
باوجود اسکے کہ بہتون نے شجاعان عرب سے اونکے قتل کا ارادہ کیا مانند عامر بن طفیل اور اربد
بن جزا اور غورث بن الحرث وغیرہم کے منجملہ بعض اعداء اون کے اونکی نبوت کا صاف اقرار کرتے
تہے مثل مسیلمہ و سجاح و طلیحہ اور اسود عنسی کے اور حال یہہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اونکی تکذیب کرتے
تہے پس ان دلائل کے بعد کونسی دلیل ہے جسکی حاجت ہو اور نہین طلب کرتے تہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
دنیا اور جاہ کو کہڑی ہوئی اصحاب اون کی تعظیم کو پس منع کیا اونکو اور ناپسند کیا اس امر کو اور آگاہ
کیا اونکو کہ قیام خاص واسطے خدای تعالے کے ہے نہ واسطے مخلوق کے اور آرزو کی اصحاب نے کہ
سجدہ کرین اونکو پس بہت برا جانا اوسکو اور سخت انکار کیا اوسپر اور فرمایا کہ سجدہ کسیکی
لیئے نہین ہے سوای اللہ تعالے کے کچہہ شک نہین ہے اسمین کہ یہہ سب علامات طالب
دنیا اور طالب غلبہ اور طالب شہرت و جاہ کی نہین ہین بلکہ یہہ سب سلاطین

خاص نبوت کی ہین اور نصاریٰ سے جو یہہ دعوی کرتے ہین کہ بادشاہ اون کے دین مین بطوع
رغبت داخل ہوئے یہہ محض غلط ہے اور صاف جہوٹ ہے کیونکہ اول بادشاہ جو
نصرانی ہوا ہے وہ قسطنطین بانی قسطنطنیہ ہے کہ نصرانی ہوا وہ بعد تین سو برس
کے رفع مسیح علیہ السلام سے کہ وہ کسی معجزے کو دیکہکر نصرانی نہین ہوا تہا بلکہ نصرانی
کیا تہا اوسکو اوسکی مان نے کہ تہی وہ بیٹی ایک نصرانی کی کہ عاشق ہوگیا تہا
اوسپر باپ قسطنطین کا اور نکاح مین لایا تہا اوسکو البتہ جو لوگ کہ تابع ہوئے تہے پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم کے بے شک وہ لوگ حیات پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مین معجزات کو اعجاز
قرآن و انشقاق قمر وغیرہ دیکہکر تابع ہوئے تہے اور با این ہمہ قسطنطین اظہار نصرانیت پر
قادر نہ تہا یہان تک کہ چہوڑ دیا اوس نے روم کو اور جا رہا ایک مہینے کی راہ پر اور بنایا
اوس نے بزنطیہ جسکو قسطنطنیہ کہتے ہین پہر اوس نے مجبور کیا آدمیون کو نصرانیت پر بلوار
اور وادو دہش کے ساتہہ اور اوس نے عہد کیا تہا اس بات کا کہ کسی ملک پر بجز نصرانی
کے کسیکو حاکم نکرون کا اور ظاہر ہے کہ آدمی دوڑتے ہین دنیا کے طرف اور بہاگتے
ہین تکلیف سے اور با این ہمہ تہا وہ مذہب اریوس پر نہ مذاہب تثلیث پر اور پہر
کچہہ دن نگذرے کہ مرگیا قسطنطین ابن قسطنطین اور بادشاہ ہوا ایک شخص کہ
اوس نے چہوڑ دیا نصرانیت کو اور رجوع کیا طرف بت پرستی کے یہانتک
کہ مرگیا بعد اوس کے ایک اور بادشاہ ہوا اقارب قسطنطین سے کہ اوسنے
رجوع کیا طرف نصرانیت کے انتہے مختصراً ـــــ چونکہ یہہ مقام
مزلہ اقدام ہے اور فرقہ رافضیہ اور یہود اور نصاریٰ نے اس مقام پر
بہت جہوٹے حکایتین بنائی ہین اور کوئی دقیقہ مغالطہ اور دغابازی کا نہین چہوڑا لہذا
مین نے یہان کلام کو بہت طول دیا اکثر علماء نے اس مقام مین مغالطہ فرق ضالہ مین آگئے
ہین اور وہ ہوکے مین آکر قواعد مقررہ اصول فقہ کو چہوڑ کر اپنے اقوال کو اخبار ضعاف پر مبنی کیا
اور تمیز درمیان متواتر اور مشہور اور ضعیف کے نکرکے خلط بحث کردیا ہو اس سبب سے
مین نے تمام عبارت شیخ ابو محمد رح کی بلفظہا نقل کی تاکہ آیندہ کوئی شخص دہوکے مین فرق ضالہ
کے نہ آجاوے خلاصہ مدعا یہہ ہے کہ حدیث مین جو وارد ہوا ہے کہ نزل القرآن علی سبعۃ احرف تو وہ
سات حرف وہی قرائتین مشہورہ متواترہ ہین جو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور اوکے اصحاب

کرام سے بتواتر اب تک منقول ہوتی چلی آتے ہین اور مخفی نرہے کہ مقصود ہمارا یہہ نہین کہ ہر ایک
قراءت منجملہ قراءتہای متواترہ کے مخصوص ساتہہ ایک حرف کے ہے منجملہ سبعہ حرف کے
یعنے یہہ نہین ہے کہ مثلاً قراءت عاصم کوئی رحمہ اللہ تعالے کی اوپر ایک حرف کے ہے اور
قراءت ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کی دوسری حرف پر ہے اور قراءت ابوعمرو بن علا کی تیسرے
حرف پر ہے و علیٰ ہذا القیاس اور قراءتین ایک ایک حرف کے ساتہہ مخصوص ہین تاکہ لازم
آوے یہہ امر کہ مثلاً ایک آیت کے دو کلمون کو کسی پڑہنے والے نے اس طور پر پڑہا کہ ایک
کلمے کو اوپر قراءت ابن کثیر کے اور دوسرے کو اوپر قراءت عاصم کے تو قراءت اسکی
احرف سبعہ سے خارج ہوگئی بلکہ مدعا یہہ ہے کہ سات حرف جو حدیث شریف
مین وارد ہین ان قراءتون متواترہ مین مبثوث اور متفرق ہین اور جب کوئی کلمہ کسی
قراءت متواترہ پر پڑہا جاوے گا تو البتہ جنس احرف سبعہ ہوگا نہ خارج اوس
سے چنانچہ یہہ امر واضح قراءت متواترہ پر مخفی نہین قولہ اب کوئی معترض
سے دریافت کرے کہ عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے کیونکر حروف سبعہ سے حروف
ششگانہ مسقوط اور منسوخ کیئے آیا قرآن ناقص ہوا یا نہین اقول اس ہیچمدان کا کیا
ٹہکانا ہے ہنوز الہ صاحب یہہ بہی نہین جانتے کہ مادہ نسخ قرآن سے منقول آیا ہے
یا نہین چونکہ وہ لغت عرب سے جاہل محض ہین اس لیئے ہم بہی اون کو معذور
سمجہتے ہین اور بقطع نظر اصل مدعا مین گفتگو کیجاتی ہے کہ عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے
ایک حرف بہی نہین ساقط کیا چنانچہ مفصل بیان اوس کا گذر گیا اور وہ ساتون
حرف اب تک قراءت متواترہ مین مبثوث اور متفرق موجود ہین سعدی گر نہ بیند
بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ + دیکہو قاضی ابوبکر انتصار مین اس
امر کو بہت اعلان کے ساتہہ لکہتے ہین انما قصد عثمان رضی اللہ تعالے عنہ جمعہم
علی القراءات الثابتۃ المعروفۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم والغاء ما لیس
کذلک واخذہم بمصحف لا تقدیم فیہ ولا تاخیر ولا تاویل اثبت مع تنزیل و
لا منسوخ تلاوتہ کتب مع مثبت رسمہ و مفروض قراءتہ و حفظہ لکہتے ابن وہب لکہتے ہین
سمعت مالکا یقول انما الف القرآن علے ما کانوا یسمعون من النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنۃ
بغوی شرح سنۃ مین لکہا ہے الصحابۃ جمعوا بین الدفتین القرآن الذی انزل اللہ علے رسولہ من غیر ان

زادوا او نقصوا منه شيئا فلكتبوه كما سمعوه من رسول الله صلعم من غير ان قدموا شيئا او اخروا او وضعوا له ترتيبا لم ياخذوه من رسول الله صلعم اور یہی قول ہی جمہور علما ہی اجمعین اہل سنت و اثنا عشریہ کا اور بفرض محال اگر ہم یہ بھی تسلیم کرلین کہ اب ہمارے پاس منجملہ سات قرأتون کی ایک ہی قرأت ہی تب بھی کچھ نقص قرآن مین نہین آتا کیونکہ جب اکثر احادیث مین یہ الفاظ ہین کہ کلہا شاف کاف یعنی ہر ایک قرأت کافی و شافی ہے پس جو نکہ ہر ایک قرأت کافی اور شافی ہی تو جبتک ایک قرأۃ بھی موجود ہی لکہ کافی اور شافی ہونے اُسی قرأۃ کے کچھہ نقصان قرآن مین واقع نہین ہوتا اور جونکہ احادیث بخاری اور مسلم مین ابن شہاب سے مروی ہی کہ بلغني ان تلک السبعة الاحرف انما هي في الامر تكون واحدا لا تختلف في حلال وحرام یعنے یہہ ساتون حرف بحیثیت کہ نفس الامر مین ایک ہی ہین کچھہ اختلاف حل و حرمت مین نہین پس جو قرأۃ موجود ہی وہ ہر آئینہ کافی اور وافی اور بذات خود مستقل اور مغنی ہے اور قرأت سی پس باطل ہوا قول لالہ صاحب کا کہ بر تقدیر تسلیم شق ثانی چار ناچار بعض کو امر یہہ بھی کا انکار کرنا پڑا اتہا اسلئے کہ جس جس قرأت پر جس جس صحابی کو پہنچا تہا وہ قرآن کامل ہی تہا پس اوسکو قرآن کامل ہونے مین کیا شک ہی اور مخفی نرہے کہ یہہ بحث ہمنی بطور فرض محال کی کی ہی اس سے یہہ نسمجہا جاوی کہ ہم نے بہہ امر تسلیم کرلیا ہی کہ احرف ستہ معدوم ہوگئی قولہ اگر کوئی حروف سبعہ سی قرأت سبعہ مراد رکہی تو خلاف علمائے محمدیہ ہی اقول ہم نہین کہتی کہ کلمہ حروف سبعہ جو حدیث مین وارد ہی اوس سی یہہ سات قرأتین مراد ہین اور یہہ کیونکر ہوسکتا ہے اسلئے کہ یہہ سات قرأتین منسوب ہین طرف قرأۃ سبعہ کی کہ بر وقت ورود حدیث کی یہہ ساتون موجود بہی نتہی بلکہ قول ہمارا یہہ ہی کہ احرف سبعہ قرأتون متواترہ مین موجود ہین چنانچہ ہم اوپر اقوال مشاہیر علما کے نقل کرچکے ہین بل الاحرف السبعة کلها موجودة عندنا قائمة كما كانت مبثوثة في القرأت المشهورة المأثورة یعنے حروف سبعہ سب کے سب ہمارے پاس اب موجود ہین جیسی کہ تہی اور وہ ساتون حرف متفرق ہین قرأتون مشہورہ مین جو پیغمبر خدا صلعم سی منقول ہین اور کوئی حرف انمین سی ضائع نہین ہوا قرائے سبعہ کی قرأت مین اور سوائے قرائے سبعہ کے اور ائمہ کے قرأتون متواترہ مشہورہ مین یہہ سب محصور اور منضبط ہین قولہ جزری نے کتاب نشر مین اس شخص کو تخطیہ کے ہی انتہی لالہ جی نام کتاب اور نام صاحب کتاب کا بہی نہین جانتے اور انہون نے وہ کتاب جسکا حوالہ کرتی ہین نہین دیکھی جزری کوئی قاری نہین نہ نشر یا کوئی موجود کوئی کتاب ہے البتہ ابن الجزری کی کتاب نشر ہمارے پاس موجود ہی مگر وہ کتاب عربی زبان مین ہی ترجمہ اوسکا ابہی تک نہین ہوا اگر لالہ صاحب نے وہ کتاب دیکھی ہی تو بلفظ عبارت اوسکی بحوالہ باب اور فصل کے لکہین یا اگر اونکے پاس ترجمہ اس کتاب کا ہو تو نام مترجم کا لکہین ورنہ جواب ثابت ہوگا کہ افترا لالہ صاحب کا ہی یا کسی شخص کی تفہیم لالہ جی کی منظور ہی ہوئی ہی اوسنے اونکو احمق جاہل جانکر یہہ الفاظ اون سے کہدیئے ہین چونکہ لالہ صاحب جاہل ناواقف ہین اونہون نے ناعاقبت اندیشی کی راہ سے اسکے بہکانے سی لکہدیا ع حال جاہل نجہان دان اے امر فیق ز مخفی نرہے کہ کتاب نشر مین ابن الجزری نے اور

ائمہ قرات نے کہین یہہ نہین لکہا کہ احرف سبعہ ضایع ہو گئی اور عثمان بن عفان نے انکو ساقط کردیا یہہ تہمت
ایسے بعض لوگونکا تہا جنہون نے فرقہ رافضیہ کو مغالطہ مین ڈالا بغیر تمسک احادیث صحیحہ کے اور بدون فکر و تامل
حمل کیا ہی چنانچہ اس امر کو بدلائل ہم ثابت کر چکے ہین ائمہ قرأۃ اور علماء فحول متفق اسپر ہین کہ حروف سبعہ جو
احادیث مین وارد ہین وہ نہین قرات متواترہ ہین جو ائمہ ثقات سے ماثور ہین متبوث اور معروف ہین چنانچہ
اس مدعا پر اونہین ابو الخیر بن الجزری کا قول کتاب نشر سے نقل کرتے ہین جنکی قول کو لالہ صاحب نے ازراہ
افترا ایسی ما کالتشابہ بیان کیا ہی کل قرأۃ وافقت العربیۃ ولو بوجہ ووافقت احدی المصاحف العثمانیۃ
ولو احتمالا وصح سندہا فہی القرأۃ الصحیحۃ التی لا یجوز ردہا ولا یحل انکارہا بل ہی من الاحرف السبعۃ التی نزل بہا
القرآن ووجب علی الناس قبولہا سواء کانت عن الائمۃ السبعۃ ام عن العشرۃ ام عن غیرہم من الائمۃ المقبولین
ومتی اختل رکن من ہذہ الارکان الثلثۃ اطلق علیہا ضعیفۃ او شاذۃ او باطلۃ سواء کانت عن السبعۃ ام عمن ہو اکبر
منہم ہذا ہو الصحیح عند ائمۃ التحقیق من السلف والخلف صرح بذلک الدانی والمکی والمہدوی و ابو شامۃ وہو مذہب
السلف الذی لا یعرف عن احد منہم خلافہ یعنے جو قرأۃ کہ موافق ہووے عربیۃ کے اگرچہ کسی وجہ سے ہو اور موافق
ہووے کسی مصحف عثمانیہ کی اگرچہ ازراہ احتمال کے ہو اور صحیح ہووے سند اسکی بے شک وہ ہی قراۃ صحیحہ
نہین جائز رد اوسکا اور انکار اوسکا بلکہ وہ انہین ساتون حرفون مین سے ہی کہ اوترا ہے انمین قرآن اور واجب ہے
آدمیون پر اوسکا قبول کرنا خواہ وہ انہین سات اماموں یا دسومین سے کسی سے منقول ہو یا اونکے سوا اور اماموں
منجملہ ائمہ مقبولین کے ہو اور جب کسی رکن مین ارکان مذکورہ سے کسی خلل ہو تو کہا جاویگا کہ یہہ قراۃ ضعیف ہے
یا شاذ ہے یا باطل ہے یہی بات صحیح ہے نزدیک جلہ ائمہ تحقیق کے تصریح کی ہی اسپر دانی اور مکی اور مہدوی
اور ابو شامہ نے اور یہی ہی مذہب سلف کا کہ کسیکا خلاف اوسمین پایا نہین گیا دیکہو ابن جزری نے نشر
مین صاف تصریح کی ہے کہ جو جو قراات متنوعہ متواترہ مشہور ہین وہ سب انہین حروف سبعہ مین جو حدیث مین
وارد ہین اور بہت صراحت کی ساتہ اس مضمون کو ان لفظون مین ادا کیا ہی بل ہی من الاحرف السبعۃ التی نزل
بہا القرآن اور چونکہ قراات سبعہ بہی متواتر ہین پس یہہ نزاع اور اختلاف انکا بموجب تصریحات ابن جزری
اور ائمہ کے وہی اختلاف اور تنوع احرف سبعہ کا ہی جن مین قرآن نازل ہوا ہی اور دیکہو ابن جزری کس
مدعا پر اتفاق و اجماع کا دعوی کرتے ہین چنانچہ یہ قول انکا اسپر نص صریح ہے ہذا ہو الصحیح ولا نعرف عن احد منہم
خلافہ تنبیہ ہرچند کہ وجوہ مذکورہ بالا سے یہہ بات ظاہر ہی کہ لالہ جی نے کتاب نشر ابن الجزری کے نہین
دیکہی ہی اور دیکہتی بہی تب بہی اوسکو نہ سمجہ سکتی مگر اس مقام مین ہمساتہ نصاری اور تابعان عبد اللہ
بن سبا نے ازراہ جہالت اور نافہمی کے یہہ تقریر کی ہی جسکو لالہ جی ازراہ کمال بے حیائی انہین مدعون کی ساتہ

لاہی ہیں سو ہم واسطے اظہار انکی غلطی اور نافہمی کے تشریح عبارات ائمہ قرأۃ کی اسبات میں کرتے ہیں تحقیق نہ سمجھے کہ
اگرچہ بعض ائمہ قرأۃ نے تخطیہ ان لوگوں کا کیا ہے جنہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ حروف سبعہ یہی قراءۃ سبعہ ہیں تو مقصود
انکا یہ نہیں ہے کہ حروف سبعہ ان قراءات میں مبثوث اور متفرق نہیں ہیں بلکہ مقصود انکا یہ ہے کہ حصر حروف سبعہ کا انہیں ساتوں قراءت
میں ممنوع ہے بلکہ سوا ان سات قراءتوں کی اور بھی قراءتیں منضبط اور متواتر اور مشہور ہیں چنانچہ یہ امر شبیہ النوع
سے کتاب اتقان فی علوم القرآن سے ثابت ہے قال ابوشامہ
۲۲ و ۲۳ اور ۲۴ اور ۲۵ اور ۲۶ اور ۲۷

قد ظن قوم ان القراءات السبع الموجودة الان هي التي اريدت في الحديث وهو خلاف اجماع اهل العلم قاطبة ؛

کہا ابوشامہ نے کہ گمان کیا ہے ایک قوم نے کہ یہ ساتوں قراءتیں جو موجود ہیں یہی مراد لی گئی ہیں حدیث میں حالانکہ یہ بات خلاف اجماع اہل علم کے ہے ؛

وقال ابو العباس بن عمار لقد فعل مسبع هذه السبعة ما لا ينبغي له واشكل الامر على العامة بايهامه كل من قل نظره ان هذه القراءات هي المذكورة في الخبر وليته اذ اقتصر نقص عن السبعة او زاد ليزيل الشبهة ووقع له ايضا في اقتصاره عن كل امام على راويين انه صار من سمع قراءة راو ثالث غيرهما ابطلها وقد تكون هي اشهر واصح واظهر ؛

اور کہا ابو العباس بن عمار نے کہ تحقیق معین کرنیوالے نے ان ساتوں قراءت کو ایسا کام کیا ہے کہ لائق نہ تھا اور مشکل کر دیا کام کو اوپر عوام کے کیونکہ اس تعیین سے ایسا آدمی کہ جسکی فکر کم ہے یہ گمان کرنے لگا کہ حدیث میں جو مذکور ہے وہ یہی ساتوں ہیں اور کاش کہ وہ قائل تعیین سات قراءت کی نہ کرتا تو وہ شبہہ زائل ہو جاتا اور یہ بات بھی اس تعیین سے پیدا ہوئی کہ منحصر ہو گئی ہر ایک امام سے روایت دو راویوں میں پس اس قول سے لازم آیا کہ جو کوئی شخص تیسرے راوی کی روایت سنے تو باطل ٹھہراوے حالانکہ بعض روایات راوی ثالث کی مشہور تر اور صحیح تر اور ظاہر تر ہیں ؛

وقال ابو بكر بن العربي ليست هذه السبعة متعينة للجواز حتى لا يجوز غيرها كقراءة ابي جعفر وشيبة والاعمش ونحوهم فان هؤلاء مثلهم او فوقهم انتهى

اور کہا ابو بکر بن عربی نے یہ ساتوں قراءتیں ایسی مخصوص نہیں ہیں کہ سوا انکی اور قراءت ناجائز ہو مثل قراءت ابی جعفر اور شیبہ اور اعمش اور انکی مثال کے کیونکہ یہ لوگ انہیں ساتوں کی مانند ہیں یا کچھ ان سے زائد ہیں ؛

حاصلہ مدعا یہ ہے کہ یہ بات کہنی کہ قراءۃ ابن کثیر کے مثلا ایک حرف مخصوص اور قراءۃ ابو عمرو کی دوسرا
حرف مخصوص اور نافع کے تیسرا حرف مخصوص اور ابن عامر کے چوتھا حرف مخصوص اور علی ہذا القیاس صحیح
نہیں کیونکہ ایسی حالت میں اگر کسی شخص نے ایک کلمہ اوپر قراءۃ ابن کثیر کے پڑھا اور دوسرا اوپر قراءۃ ابو عمرو کے
اور علی ہذا القیاس تو لازم آیا کہ اوس قاری کی قراءۃ ساتوں حرف سے مرکب ہو گئی اور ایک

اٹہوان حرف پیدا ہوا بلکہ مدعا یہ ہے کہ حرف سبعہ مثبوث اور منتشر ہین قرارات متواترہ مین کوئی تعیین اور
تخصیص لنبور مذکورہ کے نہین ہی پس حسب شخص نے کہ چار کلمہ چار قاریون کے قرارات کی مطابق پڑہے
تو اوسنے ہی قراؤن کو اوپر ایک حرف کے منجملہ حروف سبعہ پڑہا اوسکی قرارۃ خارج سبعہ حرف سے
نہین ہوئی یا یہ کہ مثلا کوئی کلمہ بروایت متواترہ کسی قاری نے اسطور پر پڑہا کہ قراء سبعہ مشہورہ کی قرارۃ
مین نہین حالانکہ وہ بھی بروایت متواتر ثابت ہوا تو اوسکو بہی خارج سبعہ حرف سے کہا جاویگا گو خارج
مین پایا نہین گیا پس ان تصریحات ائمہ اعلام سے واضح ہوا کہ حرف سبعہ جنمین قرآن نازل ہوا ہی
اور حدیث مین ذکر اون کا ہے قرارات متواترہ مین مبثوث ہین اور مدعا مخطیہ کا حصر حرف سبعہ کا
قرارات سبعہ مین ہی یعنی مقصود یہ ہی کہ حرف سبعہ محصور انہین قرارات سبعہ مین ہین نہین بلکہ قرارات
عشرہ جو متواتر اور مشہور ہین وہ بہی انہین سبعہ حرف مین ہین پس لالہ صاحب اور اون کے پیشواؤن
اساقفہ اور تلامذہ عبد السیح بن سبا نے دیدہ و دانستہ واسطے عوام کے یا ازراہ جہالت کی اون کے
مدعا کو برخلاف اونکی تصریحات کی بیان کیا ہی اب بہی یہ بات کہ حروف سبعہ کس چیز سے عبارت ہی سو حاصل
اس کا یہ ہی کہ ائمہ قرارت نے جو تتبع قرارات صحیحہ متواترہ کا کیا تو مرجع اختلاف سات وجہ مفصلہ ذیل پایا
کہ اون سے تجاوز نہین ہوا اول تغیر حرکت بغیر اختلاف معنی کے مثل لا یضار کاتب برفع و فتح دوم
تغیر بتصریف ابواب و افعال مثل مجرد و مزید و ماضی و مضارع و امر و تذکیر و تانیث وغیرہ کے
تیسرے وجوہ اعراب چوتہی کمی و زیادتی جیسے ما عملت ایدیہم او ما عملتہ ایدیہم پانچوین تقدیم و تاخیر
مثل فیقتلون و یقتلون بتقدیم مبنی للفاعل او تاخیر مبنی للمفعول او تقدیم مبنی للمفعول او تاخیر مبنی للفاعل
چہٹے ابدال و حذف ساتوین اختلاف مادہ لفظ ننشرہا و ننشزہا قولہ بر تقدیر کہ اتنی پر بہی اہل اسلام جب
بوسنی قرآن کے لئے احرف سبعہ سے قرارۃ ہفتگانہ تصور کرین تو لازم آتا ہے کہ مسلمانون کی اصل مین
فرق ہی کہ اس چیز کو رواج دیتے ہین کہ اون کے امام نے ساقط فرمائی انتہی لالہ جی ہم نے آپ کو
بہت سمجہایا اور آپ کا بہت لحاظ کیا مگر آپ اپنی بدذاتی سے باز نہین آتے اور بغیر اپنی ذات پت
کہردا ہی پر و براہ نہین ہوتے اپنی اصل و نژاد پر خیال نہین کرتے سب روز آپ کے گہرون مین دیور
کہار برہمن اغیار اجنب گہسے رہتے ہین اپکی عورات مخلی بالطبع اون کی ساتہ اختلاط رکہتی ہین از سر
او دجالے سب کام انسی کراتی ہین بہلا پہر غور تو کرو کہ آپ لوگون کی اصل ہین فرق ہونے مین کیا شبہہ
رہگیا آپ کا ہمسایہ ان کاشی کہنڈ دہیا ہی جلم با واز بلند پکارتا ہی کہ آپ لوگون کی عورات
سوا اول مرد و دیوتا اور اتی ہین اون کے بعد انسانون کی نوبت پہونچتی ہے جب اونکی چہاتیان اولکہ نکلتی

ہین توکنہیرب اور جب اونکی فوجون پر بادل گھٹتے ہین تو پانی دیتا بہا رہن اونکی لوٹتے ہین اور جب وہ
سمن نیش کو پہنچتے ہین تو آگ دیتا اونکے ساتہہ معاشرت فرماتے ہین پہر سوچو توکہ جب اول آپکی
مورات اُن تین شہوت پرستون کی حامل ہوکر چوتھے درجہ مین معبود کی محمول ہوئین تو آپ کی اصل مین فرق
ہونے مین کیا محل شبہہ ہے کرشن جی نے گیتا مین آپ لوگونکو نصیحت فرمائی ہے کہ اپنے کام کو چھوڑکر دوسرے
کا کام اختیار نکرین آپ نے جو اپنے برن کا کام چھوڑکر حوصلہ اختیار کرنے اورون کے کام کا کیا اور اپنے
اصل معبود کی نصیحت پر عمل نکیا تو بے شک آپکی اصل مین فرق ہے اب بھی زبان بند کیجئے ورنہ یاد رہے
کہ ان اصل باتون کا افشا کیا جاویگا جنکو آپ بھی اپنے دلمین خوب سمجہے ہین ؎ مصلحت نیست کہ
از پردہ برون افتد راز + ورنہ در مجلس رندان خبری نیست کہ نیست + **قولہ** کیونکہ حروف سبعہ عثمان نے
موقوف کئی قراءت سبعہ جوا بتلوں مین مروج ہی انہین یہہ افتراء الالہ جی کا ہے عثمان رضنے ہرگز ایک
حرف بھی نہین موقوف کیا اور عثمان یا اور کسی کے موقوف کرنے سی اُن حروف کا معدوم ہوجانا ممکن
ہی نہین وہ معروف قراءات متواترہ ہین اب تک متواتر ہین اور ابدالاباد قائم رہین گے غور تو کیجئے کہ قراءات
شاذہ اور منکرہ جو اس زمانہ مین موجود تہین ابتک وہ معلوم اور منقول ہین اور اکثر کتب تفاسیر اور
قراءت مین بیان کیجاتی ہین باوجودیکہ مصاحف عثمانیہ مین اونکا نشان بھی نہین نہ رسم خط مصحف عثمانی
اونکا متحمل ہے پس ہرگاہ اس قسم کی قراءات باوجود عدم تواتر اور عدم موافقت رسم مصاحف عثمانی
کے تو ابتک معلوم و منقول ہون پہر جہہ حرف حروف سبعہ سی جنمین قران نازل ہوا تہا اور بسبب شیوع
اسلام کے اطراف عالم مین اور کثرت حاملین کی ایسی معدوم اور نسیامنسیا کیونکر ہوسکتی ہین کہ جمیع
فرق اسلام کے سینون اور سفینون سی قطعاً محو ہوجاوین اب رہی یہہ بات کہ وہ کیا اختلاف تہا جسکے
باعث وہ عبارتین مخالفہ بذریعہ خرق یا حرق کے ساقط کردی گئین سو یہہ بات خود تقریر حذیفہ بن
الیمان رض سی حدیث مذکور مین ظاہر ہے تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ حذیفہ بن الیمان نے جب دیکہا کہ
اکثر لوگ ایسی کلمات اور حروف کو پڑہتے ہین کہ اُنمین قران نازل نہین ہوا تب اُنہون نے عثمان بن عفان رض
سے یہہ کہا کہ ادرک ہذہ الامۃ قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیہود والنصاری یعنی خبر لو اس امت
کی پیشتر اس سی کہ کتاب اللہ مین یہود و نصاری کا سا اختلاف کرین یعنی اب تمہاری خبرگیری سی یہود و
نصاری کا سا اختلاف کتاب اللہ مین پڑنے پاویگا اور قران مجید جیسا نازل ہوا ہی بلا خلاف بدستور
قائم رہیگا ورنہ بعد چندی جب ایک زمانہ گزر جاویگا اور تدارک اس قسم کے اختلاف کا نہوگا تو وہی حال
یہود و نصاری کا سا ہوجاویگا کہ بعینہ زمان کی جب حاملان توریت جنہون نے جناب موسیٰ کی زبانی

اختلافات قرات موجود ہین انتہی کمال حماقت لالہ جی سکے ہی کہ بحث اختلافات قرات اوریا اختلافات احرف
سبعہ کے ختم کر چکے اور اب آخر بحث مین یہہ حماقت آمیز کلام زبان پر لائے اونکی وہی مثل ہی کہ تمام
زلیخا پڑہ چکے اور پوچہتے ہین کہ زلیخا مرد تہا یا عورت اس کلام سی اونکے صاف ثابت ہی کہ اب تک
جسقدر اونہون سنے تحریر فرمایا محض نقل عبارات پادریون اور پیروان عبد اللہ بن سبا کی ہے ابہی تک
معنے ایکحرف کے بہی اس بحث مین سی اونکی سمجہہ مین نہین آئی لالہ جی ذری ہوش جمع کیجیئے یہی اختلاف
قرارات تو اختلافات احرف سبعہ کا ہے کہ ہر ایک قرۃ متواترہ مین مبثوث ہی تمام بحث احرف سبعہ
کی ختم کر چکے ابہی تک آپ نے یہہ بہی نہ سمجہا کہ یہہ کیا بحث ہی اور کیا معاملہ ہے آپ نے عبث نون
تیل کا بیچنا چہوڑکر یہہ کام اختیار کیا اور کرشن گیتا کو پشت کے پیچہے پہینکدیا ع کار بوزینہ نیست
نجاری ❊ **قوله** مرتع وملعب انتہی یہہ تو فرمائیے کہ یہہ کس قرت متواترہ مین ہے یہہ آپکو کسنے بہکا
دیا ہے **قوله** کلی وتلی انتہی لالہ جی آپ تو سراسر احمق نکلے نشان دیجئے کہ یہہ کس سورۃ مین ہی اور
کس قرۃ متواترہ مین بجای کلی تلی آیا ہے **قوله** خلاصہ النوادر مین ہے کہ نزدیک حمید اعرج کے
قرآن مین ۷۶۲۴۰ کلمے ہین اور مجاہد کے نزدیک ۷۶۲۵۰ ہے اسی طرح شمار حروف مین اختلاف ہی الخ
یہان از راہ بیہودانی کے لالہ جی معترض ہین کہ شمار کلمات قرآن مین علما مختلف ہین حالانکہ یہہ بڑی
حماقت لالہ جی کی ہے اگر کچہہ بہی کلام عرب اور علم نحو اور لغت سی واقف ہوتے تو یہہ اعتراض نکرتی
کلام عرب مین بہت الفاظ ایسی ہین کہ بعض نحاۃ اونکو بسیط کہتے ہین اور بعضے مرکب مثلا مہما ولکن
وکذا ولن اسلئے غیر ذلک علاوہ بران بعض قرارات مین بعض کلمات زائد ہین مثلا تجری تحتہا الانہار
تجری من تحتہا الانہار اور اور بہت وجوہ ایسی ہین کہ اونکے باعث شمار کلمات مین اختلاف ہی چنانچہ
سیوطی نے اتقان مین اسپر تصریح فرمائی ہے وسبب الاختلاف فی عدد الکلمات ان الکلمۃ لہا حقیقۃ
ومجاز ولفظ ورسم واعتبار کل منہا جائز وکل من العلماء اعتبر احد الجوائز انتہی یعنی سبب اختلاف
کا تعداد کلمات مین یہہ ہے کہ کلمات کیواسطی حقیقۃ ہی اور مجاز ہے اور تلفظ ہے اور رسم خط ہے
اور ہر ایک وجہہ کا ان وجوہ سی اعتبار جائز ہے اور ہر ایک عالم نے ایک ایک وجہہ کا اعتبار کیا
ہے پس اصل سبب اختلاف شمار کلمات کا یہہ ہے جو سیوطی نے بیان کیا نہ وہ جو لالہ صاحب نے اپنی
طبیعت سی یا کسی پادری یا کسی تابع ابن سبا سی سنکر لکہا ہی **قوله** علماء محمدیہ اختلاف کلمات کی بابت جواب
دیتی ہین کہ اکثر نے لفظ فی السماء کو دو کلمے قرار دئے اور بعضون نے ایک فقیر مدعا طراز ہی کہ فی السماء کلمہ
واحد نہین ہوسکتا کہ فی حرف ہی اور سماء اسم حالانکہ حرف واسم متفاوت ہین نہ متحد بہر صورت اتحاد

حرف و اسم باطل ہی ورنہ اجتماع ضدین مین کیا قباحت ہی انتہی اگرچہ یہہ تقریر لالہ صاحب کے ایک بنای فاسد
علی الفاسد ہی اور ہمکو اُس سے تعرض ضرور نہ تہا لیکن چونکہ لالہ صاحب نی اپنے زعم مین بحث عقلی سمجھکر زیب قلم فرمایا ہی اور
ہم انکی مباحث عقلیہ کے بہت مشتاق رہتی ہین کہ انسی جہل اہل ہند علی الخصوص عقلی سرمہ عقلاء ہند کی خوب منکشف
ہوتی ہے لہذا بطور تفریح طبع اور تشحیذ اذہان کی ہمین کلام کرتی ہین قول انکا حالانکہ حرف و اسم متفاوت ہین متحد الخ
ہمنے معلوم ہوا اگر کسی چیز مین متفاوت ہین تو بعض امور ایسی ہین کہ انمین حروف و اسماء متحد ہین دیکہو اکثر حروف مرکب ہین حروف ہجا سے
اور اسماء بہی حروف ہجا سی مرکب ہین حروف بہی واسطی معانی مفردہ کی موضوع ہین اسماء بہی اسیواسطی موضوع ہین جیسی حروف
مبنی ہوتے ہین ایسے ہی بعض اسماء بہی مبنی ہوتی ہین جو دلالت بر حروف و اسماء دونو یکسان دلالت کرتی ہین کلام مین حروف و اسماء دونو واقع
ہوتے ہین اور بہت صفات ہین جنمین دونو مشترک ہین اگر لالہ صاحب کہین کہ فی اور کلمہ ہی اور سماء اور کلمہ ہی تو یہہ بات تو دو
حرفون اور اسمون مین بہی متساوی اور کلمہ ہے اور من اور کلمہ ہے باوجودیکہ دونو حرف ہین اور زید اور ہی اور
عمرو اور ہے باوجودیکہ دونو اسم ہین تخصیص اسکی کہ حرف و اسم متفاوت ہین کیا ضرور تہی ہر شخص جانتا ہی کہ دو کلمہ
جو مختلف حروف ہجا سی مرکب ہونگی متحد نہین ہو سکتی یہہ بحث فی السماء مین تہے حرف فی اور سماء مین تہی لام تعریف
کو لالہ صاحب نے کیون چہوڑ دیا یہہ کہنا چاہیئے تہا کہ السماء اسم ہی اور اگر اسم ہی تو السماء ایک اسم ہی یا دو اسم ہین
یا دو حرف ہین اور شمار مین ایک کلمہ آویگا یا دو کلمہ اور ہمزہ السماء اور لام اوسکا دو کلمہ ہین یا ایک کلمہ اور دونو
ملکر ایک کلمہ شمار مین آویگا یا دو کلمہ چونکہ جناب سامی اپنی تئین بڑا نحوی تصور فرماتی ہین اور چراغ نحو تالیف فرماتے
اور اسباب مین یقین ہی کہ بعض اساتذہ اور اکثر اتباع ابن سبا آپکے ہوا خواہ ہین بہر خدا بمشورہ باہم مراتب مذکورہ کو
صراحت سی زیب قلم کیجئے یقین تو یہہ ہی جواب لکہہ سکوگے اور اگر لکہو گی تو جہل مرکب یہان ثابت ہی اوسکو تسلیم کرنا
واجب ہوگا قول انکا بہر صورت اتحاد حرف و اسم باطل ہی الخ محض جہالت ہی قایل کب کہتا ہے کہ حرف و اسم متحد ہوگئے ہی
بلکہ وہ تو یہہ کہتا ہے کہ بسبب شدت علاقہ اور اتصال کے فی السماء ایک کلمہ ہوگیا اور گو کہ یہہ قول انکا کیسا ہی ہو مگر
لالہ صاحب کی توجیہات اور حکمت ہندیہ سی جو انہون نے اوتارون کی باب مین خرچ کی ہی ہزاران ہزار درجہ
معقول ہی کیونکہ لالہ صاحب فرماتی ہین کہ نہ الوہیت مبدل بجسمیت ہوئی نہ جسمیت مبدل بالوہیت ہوئی البتہ ایک
علاقہ دونو مین ہی اور بسبب اُس علاقہ کی اوتار آلہ ہوگئی ایسی ہی یہہ قائل بہی کہہ سکتا ہی کہ نہ حرفیت مبدل باسمیت ہوئی
نہ اسمیت مبدل بحرفیت ہوئی مگر بسبب ایک علاقہ کی فی السماء ایک کلمہ ہوگیا اور وجہ معقول ہونی قول اس قائل کی بہ نسبت
قول لالہ صاحب بہت ظاہر ہی کیونکہ حرف و اسم دونو صفت مین کلمہ ہونیکے مشترک ہین اگر کسی علاقہ یا شدت
اتصال کے سبب سے دونو ملکر ایک کلمہ ہو جاوین تو محال نہین دیکہو عناصر مختلفہ باہم گو مختلف ہین اور بسبب شدت اتصال
کی مجموعہ مرکبہ ایک جسم ہو جاتا ہے برخلاف الوہیت اور جسمیت کی کہ اول تو اس قسم کی ترکیب سے الوہیت کے کہ

الوہیت شی مرکب کی ایک جزء واقع ہو جاوی ممتنع ہی ثانیاً اگر بفرض محال کسی شی مرکب کی جزء بہی ہو جاوی تو الوہیت اس مرکب کی ممتنع ہی جیسا کہ رسائل سابقہ مین مبرہن ہو چکا ہی پہر نول لکا ورتہ اجتماع ضدین مین کیا قباحت ہی صریح حماقت ہی کیونکہ اجتماع ضدین تو جب ہوتا کہ جبکہ قائل اسکا مدعی ہوتا کہ فی الشمار ایک کلمہ بہی ہی اور دو کلمہ بہی ہین جیسا کہ آپ کہتی ہین کہ رام چندر اور کرشن ایک بہی ہین اور دو بہی ہین یا آپ کہتی ہین کہ اوتار یکی ہین اور مخلوق بہی ہین اور جمع ہو جانا حرف و اسم کا ایک کلمہ مین یعنے اتصال اور ترکیب کی از قسم اجتماع ضدین ہرگز نہین دیکہو لفظ اندر مین مرکب ہی اندرا در مین بعد ترکیب کے ایک کلمہ ہو گیا علی ہذا القیاس لفظ اندر چار حرف ہجا ر سی کہ وہ چارون باہم مختلف ہین مرکب ہو کر ایک کلمہ ہو گیا حالانکہ آ اور ن اور د اور ر باہم متضاد ہین اگر اسکا نام اجتماع ضدین ہی تو یہ نام ممتنع بالذات کیونکہ ظہور خارج مین آگیا ذری سمجہ کر بات کیا کیجئے یہہ حکمت ہندیہ آپکو بہت بدنام کرتی ہی جس مقام پر آپ اوسکو خرچ کرتے ہین ازبس ذلیل ہوتے ہین بعید نہین کہ یہہ جو فروشی اور گندم نمائی آپکی دوکانداری مین بہت بٹہ لگاوی اور کساد بازاری ظاہر ہو جاوی ہم بنظر خیر خواہی کے آپکو بہت سمجہا چکی مگر آپ کا سہ سیسی اسا قفہ اور اتباع ابن سبا سی ایسی مدہوش ہوئی ہین کہ ایک نہین سنتی کرشن جی کی نصیحت پر عمل نہین کرتی اپنی دلیس کی مثل مشہور پر کان نہین دہرتے جسکا کام اوسیکو ساجی اور کری تو ٹہینگا باجی پہر ایک حماقت آپکی اور بہی ظاہر ہوتی ہی کہ آپ اختلاف کیفیت اعتبار شمار کرنیوالونکو عین اختلاف شی معدود تصور فرماتی ہین اگر مثلاً فی الشمار کو ایک شمار کرنیوالی نے ایک کلمہ شمار کیا دوسرے نے دو تو فی الشمار مین کیا اختلاف ہوا یہہ اختلاف کیفیت اعتبار شمار کرنیوالون مین ہی نہ فی الشمار مین یہہ تو ایسی بات ہی کہ مثلاً مراد آباد سی محمود پور ۱۶ میل ہی پورب والے دو میل کا ایک کوس قرار دیتی ہین دلی آنے والے نصف میلونکو سوایا کرکے کوس بتاتے ہین اسطرف کی آدمی پون کوس کا ایک میل ٹہراتی ہین اس حساب سی پورب والون کے نزدیک یہہ مسافت معینہ محمود پور اور مراد آباد کی آٹہہ کوس کی ہوئی اور دلی والونکے نزدیک دس کوس اور اسطرف والون کی نزدیک بارہ کوس کی ہوئی اگر بسبب اختلافات اعتبارات مذکورہ کی کوئی شخص اُس مسافت معینہ کو غیر معین مختلف سمجہی تو آپ ہی انصاف فرما ہی کہ آپکی مانند کسقدر بیوقوف اور مہمل سمجہا جاویگا یہانتک تو بیہودہ لالہ صاحب کا بیان ہوا اب انکی خیانت پردازی بہی ظاہر کیجاتی ہی فرماتی ہین کہ اب مصنف تحفۃ الہند کا دعوی کہ مشرق سی مغرب تک کسی قرآن مین زیر وزبر کا بہی اختلاف نہین ہی مردود ہوا نہی لالہ جی آپکی خیانت پردازی سی دعوی مین صاحب تحفہ کی کچہہ خلل نہین آتا کہین خاک ڈالی سی چہپتا ہی چاند تحفہ کی صفحہ ۲۰ سطر چہٹی کو دیکہئی آپ نی اونکی دعوی کو ازراہ خیانت پردازی کی بطرز دیگر بیان کیا اونکی عبارت یہہ ہی کہ قرآن مجید ایسا محفوظ رہا ہی کہ مشرق سی

مغرب تک جتنے نسخے قرآن مجید کے موجود ہین سب مین وہی الفاظ موجود ہین کہ آنحضرت صلعم سے
اصحاب کو پہونچے تہے کسی مین زیر وزبر کا بہی اختلاف نہین ہی اور جب کہین سی کچہ غلطی ظاہر ہوتی ہے تو
فے الفور حافظ و عالم اوسکو نکال دیتے ہین انتہی پس آپ نے جو اونکی عبارت مین خیانت کی اور اوسپر یہہ
اعتراض کیا کہ قرآن اختلاف عبارات و آیات و الفاظ و حروف سے مالامال ہی اگر مدعا آپکا اختلاف قرارت
ہی تو سراسر آپکی جہالت ہی کیونکہ قرارت متواترہ سب منزل من اللہ ہین اور مطابق دعوی صاحب تحفہ کے
وہی الفاظ اونمین موجود ہین کہ آنحضرت صلعم سے اصحاب کو پہونچے تہے جس جس قرارت پر اصحاب کو آنحضرت صلعم
سے پہونچا ہی اوسمین زیر و زبر کا بہی اختلاف نہین پس آپکا جہل صریح ہی کہ اختلاف قرارات کو مناقض دعوے
صاحب تحفہ فرماتے ہین اور اگر آپ کا مقصود سوای اختلاف قرارات کی کچہہ اور ہے تو صاف بیان کیجیے
از رہ جہہ ثبوت اسکی دیجیے مگر بڑے تعجب کی بات ہی کہ چند فقرہ علاوہ اسکی جو صاحب تحفہ العقائد نے
لکہی ہین ان سے آپنے کچہہ تعرض نفرمایا حقیقت یہہ ہی کہ اونکا جواب آپسے بن نہ آیا چنانچہ بعد عبارت مذکورہ
کے وہ لکہتے ہین نہ یہہ کہ حامل کتاب سے اوسکی پہونچنے مین تشکیک ہو جیسے ہندوون کے بید کہ معلوم نہین کہ
کسکے کلام ہین اور کس کے ہاتہ لگے پہونچے اور ساری جہان مین ایک بہی حافظ اونکا ایسا نہین جسکی زبان پر
یاد ہون اور اہتمام پر اگر ہندو یہہ کہین کہ بید خدا کے کلام قدیم ہین اور برہما سے ہمکو پہنچے ہین تو اسکا
جواب یہہ ہے کہ تم لوگ تواریخ سے بہت کچے ہو تمہاری روایت کی حفاظت بالکل نہین اسکے سوا یہہ بہی شک
ہوتا ہی کہ خدا جانے بید اصل مین کچہہ وجود رکہتا ہی یا یون ہی تمہاری بڑون کی وہم و خیال بندی ہے
اب دیکہیے کہ صاحب تحفہ نے بید کے باب مین متعدد کئی طرز سے اعتراض کیا اور ہر طرز پر اصلی اونکی بیدون
کی بیان کی اور آپ سبب نہ ہونے جواب کافی کے اوسکو ناشنیدہ کر کے کانون مین تیل ڈالکر بیٹہہ رہے
طرز اول وہ بیدون کے ثبوت پر یہہ جرح کرتے ہین کہ حامل کتاب سے یعنی برہما سے اونکی سند تم تک
پہونچنے مین بڑا شک ہی اور یہہ جرح آپکی مندفع نہین ہو سکتی کیونکہ آپکی کسی معتبر یا نامعتبر کتاب سے
ظاہر نہین کہ برہما سے بیدون کو کسنے روایت کیا اور یہہ وہان سے اب تک کس کس کی روایت سے پہونچی اور
جب سلسلہ روایت کا معدوم ہی تو اوسکو برہما کیطرف منسوب کرنا ایک امر موہوم ہی کیا بعید ہی کہ کسی
بیدین نے بنا کر برہما کیطرف منسوب کر دیا ہو غرضکہ قطعیت اوسکی ثابت نہین طرز دوم وہ فرماتے ہین
ساری جہان مین ایک بہی حافظ اونکا ایسا نہین کہ جسکی زبان پر یاد ہو مدعا اس جرح کا یہہ ہی کہ اس
منسوب موہوم کی روایت نقل اب تک درجہ تواتر اور شہرت کو نہین پہونچی بلکہ بطور اعاد کے بہی نہین اور
طریق اوسکی صحت کا کچہہ نہین اگر کہین کوئی کتاب ایسی ملی جسکو کاتب نے بنام بیدون کے نامزد کیا ہو تو کیونکر

یقین کیا جاوے کہ یہہ حقیقت مین وہی کتاب ہی جسکو ہنود بید بتاتے ہین بجہہ تو قول صاحب تحفہ کا ہی مین بہہ
کہتا ہون محفوظ ہونا اونکا تو درکنار وہ کہین تہا جہاں کبہی ہوئی بہی موجود نہین بلکہ مانند ثمر بید کی معدوم
ہین اگر کہین ہون تو لالہ صاحب اُسکو ثابت فرما دین اور معاینہ کرا دین بلکہ اوپر ہم اقوال ہنود سی ثابت
کر چکے ہین کہ اگر کوئی مشرق سی مغرب تک اور شمال سی جنوب تک برسون تک تلاش کریگا تو ہرگز ہرگز نہ پاویگا
طرز سوم وہ لکہتی ہین خدا جی برہما اصل مین جو دکہی رکہتا ہی یا یون ہی تمہاری بڑون کی خیال بندی
اور وہم ہی وہ تو تمہاری بڑون کی خیال بندی کو بلفظ شک ادا کرتے ہین اور مین اس خیال بندی اور
وہم کو تمہاری اپنکہہ دون سی بالیقین ثابت کرتا ہون سنئی نارایِن اپنکہد اتہربن بید مین لکہا ہی کہ برہما
اور مہادیو اور اندر وغیرہ صرف صفات ہین کچہہ جدا موجودات نہین کنول اپنکہد اتہربن بید مین ہے
کہ مہادیو تمام فنا ہونیکی تینون صفات ست اور رج اور تم ہین اور یہی برہما و بشن اور رودر موسوم
ہین اور جہان وہ نی ہیں برہم اور مایا اور برہما اور بشن اور رودر کو جدا جہتی ہین انتہی منڈوک اپنکہد اتہربن
بید مین لکہا ہی کہ برہما موصوف کی ایک صفت کا نام ہی انتہی الغرض جو وا اپنی بید ون سی ثابت ہوگیا کہ
برہما نام ایک صفت کا ہی صفات پروردگار سی کوئی وجود علیحدہ نہین ہے جیسا کہ بعض ہنود اور لالہ جی
بزعم مین ہی کہ وہ پیغمبر تہا اور او سپر بید اوترے ہین پس جس امر کا کہ صاحب تحفہ کو شک تہا یعنی خیال
بندی ہنود کی در باب وجود برہما کے وہ درجہ ثبوت کو پہنچا اور جب وجود شخصی برہما کا خود بید ون کی
تصریحات سی باطل ہوگیا تو وہ جو نزول بید ون کا برہما پر کہتے تہے او پر ہی شخصی برہما کے تہا خود بخود
مردود اور باطل ہوگیا لالہ جی نی صاحب تحفۃ الہند کے اعتراضات مین سی کس اعتراض کا جواب دیا گیا
البتہ یہہ جو انکا قول تہا کہ معلوم نہین کہ بید کسکی کلام ہین اور کسکی ہاتہہ سی پہنچی اسکو بتغیر الفاظ صفحہ ۱۱۶
پر لکہکر حوصلہ جواب کا پورا کرتے ہین ــــ رقم فرماتے ہین کہ حال بید کا معترض کو معلوم نہین یا ہندو
بر تقدیر تسلیم شق اول بڑا دھوکا ہی کہ علم بید ہر ایک نداف اور بوریا باف کی شایان شان نہین انتہی لالہ جی
یہان تو تمنی نہایت جاہلانہ تقریر کی معترض کی قوم کا آپکو حال معلوم ہی آپکی قوم سی اعلی و اشرف ہی
اگر آپکو تحقیق اسکی منظور ہو تو صاف لکہئی کہ ہمکو تحریر جواب مین کچہہ عذر نہوگا علاوہ بران حسب عادت آپ نی
منسوم مردود تو قائم کیا مگر جہالت کی سبب یہہ نہ سمجہی کہ دو نو جز دون انفصال مین منافی حقیقی ہی یا مانع جمع یا
مانع خلو پہر آپ نی جو دو شقوق پر تفریع کی وہ محض جہالت ہی کیونکہ اوس سی یہہ مستنبط ہوتا ہی کہ علم بید کا ہرایک
نداف اور بوریا باف کی لایق نہین اور اس سی یہہ متحقق ہوا کہ شایان شان معترض بہی ہی یا نہین اور چونکہ خود آپ
بہی اس سی انکار نکرینگے کہ معترض باعتبار حسب و نسب قوم بوریا باف اور نداف سی بلکہ آپکی قوم سی بہی اشرف ہی

تو آپکی کلام کی مفہوم کے اعتبار سی یہہ امر ثابت ہوا کہ علم بید کا بیشک شایان شان معترض ہی اب آپ ہی فرمائیے
کہ آپکا قضیہ منفصلہ غلط ہو گیا یا نہین پہر یہان تو بحث اسکی نہی کہ یہہ نہین معلوم کہ بید کسکی کلام ہین اور کسکی ہاتہ
سی پونہچی ہین آپ نی اس امر کو ترک کرکے علم بید مین گفتگو کی حالانکہ علم بید اور چیز ہی اور یہہ بات کہ بید
کسکا کلام ہی اور کسکی ہاتہہ سی پونہچا ہی دوسری چیز ہی پس سب تقریرین آپکی خارج از بحث ہین کہ اصلا
لائق التفات کی نہین پہر جو فرماتے ہین کہ شایان شان ہر ایک ذات اور نوربافت کی نہین اس سی ظاہر ہوتا
ہے کہ مرتبہ علم بید کا ایسا گہٹا ہوا اور رذیل ہی کہ معترض شریف النسب کا تو ذکر ہی کیا بقول لالہ صاحب کے
شایان شان ارزال بہی نہین حق بر زبان جاری ہست واقع مین علم بید کے ثمر کا ایسا ہی بیفائدہ اور لغو
ہی کہ اصلا اس لائق بہی نہین کہ کوئی دہنا جولاہہ بہی اوسکی حاصل کرنے مین اوقات ضائع کری کہ شان
ہر ایک دہنی جولاہی کی اوس سے برتر ہی پہر شایان شان نہونا مستلزم اسکا نہین کہ جو چیز کسیکی شایان
نہو وہ اوسکو حاصل نکری دیکہئے آپکے اور آپکے اکابر کے بقول علم بید شایان شان شودر کے نہین
سوت جی جنہون نے بہاگوت بنائی ہی قوم کے تہ در تہی کہ یہہ اور بہت سے کرشن گیتا مولفہ الکہہ باری
دسوین ادہیائی سی ظاہر ہے علی ہذا القیاس بیاس مصنف کنندہ بید برہمن نہ تہی نہ برہمن کی اولاد تہی
چنانچہ یہہ امر مہابہارت انکی اشکہد چرتر بید سی ثابت ہی باینہمہ ایک تو ناصب بید ہی دوسری ایسی عالم بید ہوئے
کہ مین کہ سب برہمن انکی تعظیم کرتے مین خصوصا بیاس جی کو تو اوتار ہی سمجہتی ہین راجہ وید اس جسنی تمام زمین پر
بعدالت حکومت کی شودر تہی اور نام اونکا بیتر نین جی تہا چنانچہ یہہ بات ادہیائی ۹۴ کاشی کہنڈ اسکند
پوران سی ثابت ہی بید وانی اونکی ہنود مین متفق علیہ ہی زمانہ گذشتہ اور قرون کا کیون بیان کرون آج
حال ہی کے بعض بید وانون کا حال لکہتا ہون ع حدیث زندہ گویم مردہ درگور ہا منو کے مجموعہ باب ۳
اشلوک ۱۴۸ سی اور باب ۱ اشلوک ۴۰ اور باب ۱۰ اشلوک ۱ سی واضح ہی کہ میٹ کی کچہہ بڑی عزت نہین اور
وہ اس لائق نہین جو بید پڑہے یا ہوم کری باینہمہ بیس برن تحر ہو ذرمن لالہ اندرمن کیسی بید دان ہین
کہ اہل ہند کے نزدیک بید بیاس کو بہی شرما دیا ہی خلاصہ اس سب تقریر کا یہہ ہی کہ آپ نے جو اپنے
استدلال مین ایک قضیہ منفصلہ قائم کرکر اوسپر تفریعات لکہی ہین وہ قضیہ اور آپکی تفریعات آپکی عین
جہالت ہی علم مناظرہ اور علم میزان سی آپنے اہل اسلام کے مباحثون کو دیکہکر قصد کیا کہ اونکا طرز اڑائین
مگر آپ علوم مناظرہ اور میزان سی واقف نہین عبث آپ نے اپنی ہنسی کرائی اور جہالت جتائی ع
کار بوزینہ نیست نجاری ہی جسکا کام اوسیکو ساجی اور کری تو ٹہینگا باجی بیٹہی بٹہائی آپ نے اپنی اوچہہ
ٹہیکا بجوایا اور اپنی تئین انگشت نما زمانہ بنایا۔ مگر یہہ چہوڑ تماشا جائی ناحق چوٹ جولاہا کہائی یہانتک تو بیان

تہا شق اول کا اب شق ثانی پر لالہ صاحب فرماتی ہین بر تقدیر تسلیم شق ثانی غلط محض ہی کہ بید خوان
ہندون پر کوئی بات مخفی نہین چنانچہ خود بید ناطق ہی انتہی مناظرہ وا قی لالہ صاحب پر ختم ہو گئی سوال
تو یہہ ہی کہ بید کسکا کلام ہی اور کسکے ہاتہہ سی پونہچا جواب اسکا یہہ کہ بید خوان ہندون پر کوئی بات
مخفی نہین حالانکہ یہہ جواب سراسر غلط ہی بید خوان ہندو تو درکنار بید بیاس جی ناقل بید پر بھی ہزارون
باتین مخفی تہین قطع نظر اسکی لالہ صاحب شق ثانی یعنی اس امر کو کہ ہندون کو نہین معلوم کہ بید کسکا کلام
ہے اور کس کے ہاتہہ سی پونہچا غلط ٹہراکر یہہ فرماتے ہین کہ بید خوان ہندون پر مخفی نہین تحقیقین بید خوانے
کی اسپر دلالت کرتی ہی کہ جو ہندو بید خوان نہین اونکو معلوم نہین کہ بید کس کے کلام مین اور کسکے ہاتہہ
سی پہونچی پس شق ثانی غلط کیونکر ہوئی بلکہ مطابق مفہوم کلام لالہ صاحب کے اوسکی صحت مین کچہہ کلام نہ رہا
غایۃ الامر یہہ کہ قضیہ شق ثانی جزئیہ ٹہرا مگر کیونکر غلط نہوا اور جب وہ غلط نہوا تو حسب تقریر جواب لالہ جی کے قول
اور بانیہ تجرید بید کی خلاف بی ثمر ہو گئی پہر یہہ بات بھی لایق غور کی ہے کہ جب آنہون نے دعوی یہہ کیا تہا
کہ بید خوان ہنود پر کوئی بات مخفی نہین تو اوسکی اثبات پر کسی بید خوان ہندو کا قول نقل فرماتے نہ کہ بطور
دلیل کے بید ہی کا قول لاتے اسلئی کہ اگر ہم اس عبارت کو اوسی مجموعہ کی فرض کرین کہ جسکو آپ بید کہتے
ہین تو آپکی دلیل مصادرہ علی المطلوب ہے کیونکہ معرض بحث مین تو یہہ امر ہی کہ آیا یہہ مجموعہ جسکی یہہ عبارت ہے
اصل وہی کتاب ہی جسکو تم برہما پر اوتری ہوئی بتلاتی ہو آپ پر ثابت کرنا اس امر کا لازم تہا کہ یہہ مجموعہ
وہی ہی جو برہما پر اوترا ہی سو آپ سی ثابت نہو سکا غرضکہ آپ کا جواب از روی قواعد مناظرہ اور
اور میزان کے سراسر بیہودہ اور محض یاوہ گوئی ہی اب ہم آپکی اس دعوی کی تکذیب پر آپ ہی کی کتب معتبرہ
سی دلائل پیش کرتے ہین اونکی جواب دیجیی کرشن گیتا کے تیسری ادہیا مین لکھا ہی کہ بید برہما کا کلام
ہے پہر کرشن گیتا اشلوک ۴۹ مین بعد تفصیل کرمون کے یہہ لکھا ہی یہی کرم ہین جنکی تفصیل بیدونمین
ہے بعد ازان اشلوک ۲۱۸ مین لکھا ہی پرمیشر نی حکم نہین دیا کہ آدمی کرم کری اس سی ظاہر ہے کہ بید
جنمین کرمون کا حکم ہی پرمیشر یعنی خدا کیطرف سی نہین ہین ورنہ یہہ کسطرح صادق آتا کہ پرمیشر نی کرمون
کا حکم نہین دیا پہر اشلوک ۲۷۶ مین لکھا ہی کہ جسکو خواہش ادراک معقولات کی رہتی ہی اوسکو وصل ہوتا ہی
وہ محتاج بیدون کے احکام کا نہین رہتا ہی اس سی صاف ظاہر ہے کہ بید خدا کیطرف سی نہین بلکہ بنائے
ہوئی حکما کے ہین یہی وجہ ہی کہ جو معقولات کا پابند ہی وہ اونکی تقلید نہین کرتا اگر بید خدا کی طرف سے
ہوتی تو ہر صاحب عقل طالب معقول بدرجہ اولی اونکا پابند اور محتاج ہوتا کیونکہ اوس سی زیادہ اور کوئی
چیز صاحب عقل کو راہبر نہین مل سکتی یہی وجہ ہی کہ الکہداری مترجم گیتا لکھتی ہین کہ بید دان اور شاستر دان

کہا یا بید وہ ہتا ہی جو وقت ایجاد نہین رکہتا جس کو علم لدنی ہوتا ہی وہ ترمیم اور کٹ بڑہ اور تنسیخ
کا مختار ہی بید و شاستر تینتیس سو بنے ہین اور وجہ ظاہر ہی کہ شاسترون کی تصنیف منجمل
اور بنالنک وغیرہ ہین اور بیدون کا مؤلف بیاس اور مصنف برہما ہی برہما دل کو کہتی ہین اور
دل پنج تت سی بنا ہی پرمیسر اسی طبیعت ہی رہیوا انتہی پہر الکہہ وتاری اشلوک ۲،۳ کی شرح مین
لکہا ہے کہ بیدون اور شاسترون اور پرانون کو قدیم زمانہ سے رکہیسرون نے اور پنڈتون نے
بطور چیتان کے بنایا ہی لفظون مین معنی نہین رکہی ہین انتہی مہابہارت کو اسمید پرب مین منقول ہی کہ جس
راجہ رامچندر با آفتاب گفت کہ ہر چہار بید را تو پیدا کردہ انتہی اسی ظاہر ہوا کہ موجد بیدونکا آفتاب ہی
جوگ بسشت مین لکہا ہی کہ بید و شاستر اور پوران بیاس ہوتی ہر برہما کی ہین مہابہارت کی سانت پرب مین ہی کہ جب
اول برہما اپن کنول سی پیدا ہوا تو اعمال خیر کی عبارت بیدون سی ہی خود بجالایا پہر جب نارائن کی آنکہ سے
پیدا ہوا تو اعمال خیر یعنی بید جاننے میں سیکہی الکہہ دارا شکوہ نے شروع دیباجہ ترجمہ اپنکہندون مین لکہا ہی کہ بیدون
مین برہما کی زبان سی صرف چار کلمہ جسکو مہا باک کہتی ہین برآمد ہوئی ہین باقی جسقدر ہین سب بیدبیاس کی نتیجہ
طبیعت ہین اور تعددین اسکی اوہیا اول اسکند اول بہاگوت سی اور اسکند دوم سی ظاہر ہی اول مین
لکہا ہی جب سری نارائن نے برہما کو ناف کنول سے اوتپت کیا چار اشلوک برہما سے کہے اور برہما نے
اون چار اشلوک کو اپنی بیٹے نارد مین سو اور نارد جیو نے بیاس سے کہے بیاس نے بنوبد مہ پران
اور کتاب مفصل کیا اور اسکند دوم بہاگوت سی ظاہر ہے کہ خود برہما صرف چار ہی اشلوکونکا ہونا خدا کیطرف
ایسی باپ سی ظاہر کرتی ہین چنانچہ عبارت اسکی نقل کیجاتی ہی برہما جی نارد جی سے کہتی ہین کہ ہی نارد نارائن
نے جو چار اشلوک جو مجہسے کہین ہین وہ مین نے تجہ سے کہے الخ حاجت سہا
برملی نے بہت اصرار سی لکہا ہی کہ بید خدا کی بہیجے ہوئی نہین ہین اور بدلیل عقلی اور نقلی ثابت کیا ہے
کہ رشیون کی بنائی ہوئی ہین لالہ صاحب آپ نے بہتیرے اقوال مختلف بید خوان ہندؤن کے جن پر قبول
آپ کے کوئی بات پوشیدہ نہین انہین امور کے لحاظ سے تو صاحب تحفۃ الہند نے فرمایا ہے
کہ نہین معلوم کہ بید کس کا کلام ہین اور کس کے ہاتہ سے پہنچی پہر آپنے جو دو عبارتین بلا نشان اور پتہ بید کی نقل کی ہین
اون کی نقل پر ہمکو مطلق اعتماد نہین آپ ہمیشہ نقل عبارات کتب مشہورہ مین بموجب جبلی قوم خیانت فرماتی ہین آپ پر
واجب تہا کہ نشان اور پتہ بید کا لکہتی ہم بالیقین آپکی نقل کو جہوٹا سمجہتی ہین اور ہم یقیناً جانتے ہین
کہ آپنے کسی اور کتاب سی عبارت مذکورہ کو نقل کر کے منسوب بطرف بید کی کر دیا ہی اسلئی کہ کوئی بید آپ کے
پاس نہین اگر آپکی بیدون مین یہ عبارتین نقل کی ہین تو نشان اور پتہ بید کا دیجئی تاکہ مطابقت کیجاوی پہر یہ جو آپ

فرمائی ہین کہ برہما کی معرفت ہمکو بید پہنچا ہی اسکی سند تو صاحب تحفہ مانگتی ہین آیا خود سری برہما نے دولتخانہ
پر نزول فرماکر آپکو دیا ہی یا بواسطہ اور لوگون کی اگر صورت اول ہی تو تصریح کیجیئی اور صورت دوم ہی تو روداد
کا نشان دیجیئی اور چونکہ آپ مدعی اس امر کے ہین کہ بید ہمکو پہنچی ہین تو اس مجموعہ کو زر ہی ہمکو بہی دکہا دیجئی
تاکہ آپ کی قول کی تصدیق بالظہور مین آوی لیکن مین بالیقین کہتا ہون کہ یہ آپ کی جو تین بید ہین آپکی پاس
ایک بید بہی نہین پہر آپنی عبارت اولی کا ترجمہ فرمایا ہی جو پرم اتما سب سی پہلی برہما کو خلق کرتا ہی اور جو پرم اتما اونکی
لئی بید نازل فرماتا ہی اوسی جلم روح ظاہر کرنیوالی پرماتما کی مین پناہ لیتا ہون اسی ثابت نہوا کہ بید برہما پر نازل
ہوا اس عبارت سی صرف یہ ظاہر ہوا کہ اونکی واسطی نازل ہوا یہ نہ معلوم ہوا کہ کسپر نازل ہوا یا کس پر نازل ہوا یا جائے پر اوترا
اور برہمانے اون سے پڑہا اس صفت مین جو آپ کی ترجمہ مین مذکور ہوئی برہما اور آپ دونو شریک ہین
کیونکہ بید بزعم ہنود مخلوق کیواسطی اوترا ہی جیسا برہما کیواسطی ہی ویسا ہی اورون کیواسطی اور عبارت
ثانیہ کا یہ ترجمہ آپ نے اس طور پر کیا ہی کہ رگ بید ججر بید شام بید کلام خدا ہی محیط کل اشیا مین خبر جو
بلفظ جمع واقع ہوئی اسی جملات مراد آپ کی یہ بات ثابت ہوئی کہ یہہ تینون تین کتابین متعدد ہین
ایک نہین اور یہ امر مطابق آپ کی تصریحات سے کہ جو اس رسالہ اور دیگر رسائل مین آپ نے فرمائین
ہین موجب اصلی بیدون کا اور علت ثابت اسکا ہے کہ یہہ بید کتب سماویہ نہین ہین علاوہ برآن آپ
نے ترجمہ مین خیانت کی ہی صحیح ترجمہ یہ ہے کہ جس بیت سے پیدا شدہ ہی اوس کی سانس سے یا اوسکی
جائی سے رگ بید ججر بید شام بید پیدا ہوئی ہے اگر واقع مین بیت بہوت مراد خدا
تعالے سے ہے تو بڑا الزام یہہ عائد ہوا کہ وہ ایسی چیز ہے جو سانس یا جائی لیتا ہے
علاوہ برآن لفظ پیدا ہونیکا صاف دلیل اوپر حدوث ذاتی اور زمانی کی ہی اس پر بہی اعتراض بید
اوس حکم سے خارج رہا اوس کی نسبت یہ بہی متحقق نہوا کہ وہ کس نے بنایا اور کہان سی آیا
علاوہ برآن اس منتر کا مضمون تو نسبت بہاگوت سے بہی اسکند دوم بہاگوت مین مرقوم ہی کہ بہاگوت
خدائی پرمیشر سے کہی اور برہمانی نارد سی اور نارد نی بیاس سی اور بیاس نے سکہدیو سی پس کیا وجہ ہی کہ
اوسکو کلام ربانی نہین کہتی اور اوسکا درجہ بیدون سی کیون گہٹاتی ہو چونکہ قوت سند اور شہرت مین وہ بیدون
سی زیادہ ہی پس اوسکو بطریق اولی بید سے زیادہ سمجہنا لازم ہی اب ایک بات اور بہی قابل بیان ہی کہ عبارت اولیکے آخر مین
یہ ہی کہ مین پناہ لیتا ہون اسی معلوم ہوتا ہی کہ بالفرض اگر یہ کلام الہی ہی تو بطور حکایت کسی مخلوق کا قول منقول ہے
اور آگی نقل سی یہ نہین معلوم ہوتا کہ قایل اسکا کون ہی آیا کوئی ایسا شخص ہی کہ جسکے قول پر اعتماد ہو سکتا ہی یا نہین پس یہ
دلیل آپکی تحقیق نا تمام ہی علاوہ ان سب امور کے اگر بطور فرض محال اس امر کو تسلیم ہی کر لیا جاوی کہ برہما کوئی موجود شخص تہی

اور اوسی تین کتابین بہی موسوم بہ شام بید اور یجر بید اور رگ بید اوتری تہین اور یہہ بہی تسلیم کرلیا جاوے کہ کوئی
مجموعہ ہنود کے پاس ایسا ہی جسکو وہی بنام چہار بید اونکے تعبیر کرتے ہین پہر بہی اسقدر واسطی دفع اعتراضات
صاحب تحفۃ الہند کے کافی نہین اوس سی یہہ امر ثابت نہین ہوتا کہ یہہ مجموعہ بالیقین وہی کتابین ہین جو برہما پر
اوتری تہین یا وہین اگر وہی ہین تو تمامہا مطابق اصل کے ہین یا اونمین سہو سی کاتبون یا اور لوگون کے
تصرف سی سہوا یا عمدا تغیر تبدیل کمی بیشی ہوگئی ہی کیونکہ واسطی حصول علم الیقین کے تواتر شرط ہی جسطرح
تواتر قران کا ہی کہ آج لاکہہ نسخی اوسکی اور ہزارون حافظ اوسکی موجود ہین اور جن جن قراتون مین
صاحب وحی صلعم نے اصحاب کو تعلیم فرمایا تہا اتبک وہ قراتین بنقل متواتر محفوظ ہین اور ہر عصر مین یہی حال
رہا ہی برخلاف اس مجموعہ معروضہ ہنود کے کہ نقل متواتر تو یکطرف نقل احاد کا سلسلہ بہی معدوم ہی اور حال
اسکا ایک بہی موجود نہین اور اس زمانہ کا تو نہ کہو ہی کیا زمانہ ست جگ مین جب ایک عفریت اس مجموعہ کو اوڑا
لیگیا تو خود برہما جی بیکار ہوگئی چنانچہ یہہ امر اسکند ہشتم بھاگوت سی ظاہر ہی اس سی واضح ہوا کہ اس زمانہ مین
بہی بیدون کا یہی حال تہا کہ نہ برہما جی کو یاد تہا نہ سوای ایک نسخہ کے دوسرا نسخہ موجود تہا کوئی نسخہ
اسکا بقول صاحب تحفۃ الہند کے ملا تو ملا ورنہ نہین اور بقول الکہہ تاری شارح انجیلون کے عالم سی
مفقود محض ہی پس باینہمہ خرابیون کے مجموعہ غیر ثابتہ کو کسطرح بالیقین کہہ سکتی ہین کہ یہی مجموعہ برہما پر اوترا ہی
علی الخصوص ایسی حالتمین کہ جماعات محققین ہنود اور بڑی بڑی پیشوا اونکی اس مجموعہ کو مصنفہ رشیان اور حکما
ظاہر کرکے بدلایل قویہ اپنی مقولہ کو ثابت کرتے ہین یہانتک کہ صاف لکہتی ہین کہ بعض بعض کے نام اس مجموعہ مین
نام مصنفین کے بہی مرقوم ہین اور ہم اندرونی شہادت بہاگوت کے یہہ اقرارات کرتے ہین کہ وہ کتابین جنکی
نزول کا برہما پر لالہ جی دعوی کرتے ہین راجہ پرتہو کے عہد سی پہلی مفقود ہوگئی تہین اور عہد راجہ پرتہو مین زمین کے
دوہنی سی کوئی چیز نکلی کہ جسکو برہمنون نے بید تصور کیا چنانچہ اسکند چوتہی بہاگوت مین یہہ امر بتصریح تمام
مرقوم ہے ہر چند کہ جسقدر عبارات اور ایکہدات ہنود کے پاس ہین اونپر اسقدر بہی اطمینان اور اعتبار
نہین کہ آیا یہہ منجملہ انہین عبارات کی ہین کہ راجہ پرتہو کے عہد مین زمین سی برآمد ہوئی تہین کیونکہ اسکی بہی کوئی
سند ہنود کے پاس نہین ہی پس اگر بطور فرض محال اسکو تسلیم بہی کرلیا جاوی تب بہی ظاہر ہی کہ یہہ کتاب
نہین جو بقول لالہ جی برہما پر اوتری تہی بلکہ ایک بات مجہول ہی کہ زمین سی نکلی ہی نہین معلوم کہ کیا چیز
ہے اور کسکی مولف ہی ظاہر حال اسکا یہہ ہی کہ کسی عہد مین کتاب کا ردی اور غیر معتبر سمجہکر فرابل پر
پہینکوا دی گئی اور کہورا اوسپر پڑتا رہا آخر کار تہ زمین ہوگئی پس اوس کتاب کو بلا سند کتاب سماوی سمجہنا
محض توہم پرستی ہی علاوہ بران یہہ عبارتین جو لالہ صاحب نے رقم فرمائین اگر کوئی شخص یہہ کہی کہ یہہ

عبارتین اصل کتاب کی نہین بلکہ الحاقی ہین تو اوسکا جواب کیا ہی کیونکہ جبتک کہ بمقابلہ سو دو سو نسخہ قدیمہ اور مقابلہ
ایسی سو دو سو حفاظ کے کہ وہی سلسلہ نقل کا صاحب وحی تک بسند متصل پونہچا دین ثبوت اوسکا نہو اوسکی قول کا
رد ممکن نہین اور یہہ امر بنسبت اس مجموعے کے ہر آئینہ حیز منع مین ہی باوجودیکہ شہر مرادآباد بہت بڑا شہر ہی اور
ہزارون ہنود آباء جد وہان رہتی چلے آئی ہین دو چار نسخہ اس مجموعہ لاکہہ اشلوکون کے تو کوئی دکہا دے
یا بتا دی کہ فلان مطبع مین اتبک مطبوع ہو چکی ہین اب ایکبات اور بہی سُنئی کہ جناب منشی نولکشور صاحب کی مطبع مین
ایک پرچہ چھپا ہی اور ہر جگہہ مشتہر ہوا ہی چنانچہ ایک قطعہ اوسکا راقم کے پاس بہی موجود ہی اوسمین ظہیر الدین
بلگرامی لکہتے ہین کہ ترجمہ اتہربن بید کا میری پاس ہی اور اوسمین اوپر تصدیق نبوت محمد عربی صلعم اور حقیقت دین
احمدی اور استوار ہی اس دین کے روز قیامت تک شہادت مہا دیو صاحب کے موجود ہی یقینی بات ہی کہ لالہ صاحب
اوسکی تکذیب کرینگی کیونکہ تکذیب انکی بلا دلیل متصور ہوگی کیونکہ جبتک وہ اصل کتاب پیش کرکے ثبوت اوسکا از روے
نقل متواتر کے نگزرانین گے تبتک تکذیب اونکی ممنوع ہی علاوہ ان سب امور کے مہابہارت سے جسکی معتبر ہونے پر
لالہ صاحب نے بحث اصرار فرمایا ہی اور واقع مین ہنود کے نزدیک وہ نہایت درجہ پر معتبر ہی ثابت ہی کہ تریتا جگ
سے ہی بیدون مین تحریف ہونی شروع ہوئی چنانچہ بہیکم پرب مین مرقوم ہی مردم در انچہ در چہار بید است عمل
نمی کنند و در معانی آن تحریف میکنند فصل موجبہ دہرم مین لکہا ہی کہ بید در ہر قرن نوع دیگر میگردد انتہی بن پرب
مین لکہا ہی کہ در دواپر در معنی بیدہا تحریف گردید و چہار دانگ از انچہ در بیدہا بود نوشتند در کلجگ از چہار دانگ
ثواب یکی خواہد شد انتہی علی ہذا القیاس جوگ بشسٹ مین تحریف و ترمیم بیدون کا ذکر بصراحت موجود ہی چھٹے
پرمان پرکرن مین لکہا ہی کہ خداوند عالم کی قدرت سے بیدون مین اختلاف واقع ہی بار ہا بید اور بیدون کا
عمل جاتا رہا اور ترمیم اور تنسیخ اونمین ہوئی کئی مرتبہ مضمون بیدون کا تبدیل ہوا حاصل کلام یہہ کہ جسطرح نئی مخلوق
پیدا ہوتی ہی مصنفون نے ذکاوت ذہن اور دریافت احوال زمان کہن سے وہی کتابین موجود کین انتہی جب یہہ حال
ہی تو لالہ جی فرماوین کہ اب اس مجموعہ مفروضہ کا کیا اعتبار رہا اور کونسی وجہ مابہ الفارق ہی کہ جس سے آپ منسوخ
کو غیر منسوخ اور محرفہ کو غیر محرفہ سے تمیز کر سکتی ہین اور جب جوگ بشسٹ سے یہہ ثابت ہی کہ اگلی زمانہ کے بید جاتی
رہی زمان لاحق مین مصنفون نے ذکاوت ذہن سے سرنو موجود کئی تو آپ ہی فرمایئے کہ وہ کتب سماویہ کیونکر متصور ہون
وہ تو کتب مصنفہ علماء زمانہ لاحق کی بالبداہتہ قرار پاتین ایکبات اور آپکی گوش گزار کرنیکی قابل ہی کہ الکہ دارا
مترجم انپکہدون کی بعد ترجمہ چاروں انپکہد چہار بید کے لکہتے ہین کہ بوقت ترجمہ کرنے انپکہدون کے قریب پانچ
کتاب فراہم کین اور بعضی بعضی انپکہد بہاشا زبان مین بعضی برہمن پنڈتون سے سُنی اس چاروں انپکہد مین تہوڑا
اختلاف عبارت کا پایا کئی انپکہدون مین لفظ رتہہ کا شناخت دیکہا اور کوئی شناخت اور اوسکی بعد کے

عبارت کو بھی دیکھا چونکہ حاصل مطلب ہر ایک کا یکسان تھا لہذا جو مضمون سب سے زیادہ و تہا وہی ترجمہ کیا
انتہی اب ملاحظہ فرمائیے کہ ہرگاہ عبارتون مین اختلاف ثابت ہوا تو دو حال سے خالی نہین یا تو ایک دونو
مین سے غلط ہی اور الحاقی ہے یا مانند اختلافات قرارات قران دو دونو منزل من السماء ہین اگر صورت اول
ہے تو وجہ تمیز صحیح و غلط کی کیا ہی اور چونکہ وجہ صحت کی کہ تواتر ہے دونو کے ساعد نہین پس کچھہ اعتبار
نرہا اور دونو مین احتمال ایسی غلطی کا باقی رہا کہ تصحیح اوسکی نہین ہو سکتی اور جب ایک جگہہ وقوع غلطی کا
متیقن ہوا تو باقیماندہ بھی محل یقین نرہا اور اگر صورت ثانی ہے تو صاحب وحی کے قول سے آپ یہہ امر ثابت
کر دیجیے کہ نزول بیدون کا باختلاف عبارات ہی جسطور پر اہل اسلام کی کتاب کی نسبت درجہ ثبوت کو پونہچا
ہے اور تعین اور تعہد ان اختلافات کا کیجیے جسطرح پر قران کی قرائتین متعین اور معہود ہین حالانکہ یہہ امر آپ سے
کیا بلکہ کسی ہندو سے زنہار زنہار ثابت نہو سکیگا کیونکہ جو چیز واقع مین ہی ہی نہین اوسکا ثبوت بھی ممنوع
ہے اگرچہ اسباب مین کلام بہت طویل ہوا لیکن قطع نظر اسکی کہ مجموعہ بیدون کا صفحہ عالم سے ہیئت منقود ہے
اور کئی باتین اچھی طرح ثابت ہوئین ایک یہہ کہ برہما جسکو لالہ جی منبر کہتے ہین کوئی موجود شخصی نہین دوسرے
کہ یہہ امر کہ برہما پر بید خدا نے نازل کیے ثابت نہین تیسری یہہ کہ بفرض و تسلیم امرین اولین کے یہہ ثابت
نہین ہوتا کہ جو برہما پر کتابین نازل ہوئی تہین وہی کتابین ہین جنکو بید کہتے ہین چوتھے بیدون مین
تریتا سے تحریف و تبدیل و ترمیم و نسخ نے راہ پایا ہی پانچوین یہہ امر متمائز نہین ہو سکتا کہ بیدون مین
کسقدر مضامین اصلی ہین اور کسقدر الحاقی اور کتنی منسوخ ہین اور کتنی غیر منسوخ چھٹے یہہ کہ سلسلہ روایت
اور نقل دین کا اکابر سے ہنود مین ایسا ناقص ہی کہ بطور خبر احاد کے بھی نہین ساتوین یہہ کہ بعض مقام پر
اپنکھہ دون مین جو ایک جزو بید کے ہین اختلاف عبارات بمقابلہ نسخہ جات متعددہ کے پایا جاتا ہی اور
یہہ معلوم نہین ہوتا کہ کون نسخہ صحیح ہے ان سب قباحتون پر صاحب تحفۃ الہند نے اعتراض کیا لالہ
جی اونکی جوابات سے تو قاصر ہے لیکن بتقلید پادریون اور غلاۃ رفضہ کے اہل اسلام پر قصداً اعتراضات
کا فرمایا اور کتب پادریان اور غلاۃ رفضہ سے اونکی عبارتین منتخب کر کے تحریر فرمائین سو پیشتر اسکے
کہ ہم جوابات اونکی لکھین ہم ایک ضابطہ کلیہ قائم کرتے ہین اور وہ یہہ ہی کہ پیشتر ہم بحوالہ کتاب
الفصل شیخ اجل ابو محمد کے چند قسمین نقل و روایت کی بیان کر چکے ہین اور ثابت کر چکے ہین کہ
نقل قرآن از قبیل قسم اول ہی یعنے از قسم نقل متواتر ہے اور جن جن قرائتون مین قران نازل
ہوا ہی وہ سب محفوظ اور منقول بنقل متواتر ہین اور علماء اہل سنت اور علماء شیعہ دونو اسپر متفق ہین
اور جو الفاظ و کلمات اور عبارات بتواتر منقول نہین وہ داخل قران نہین چنانچہ قاضی عضد الدین

نے عضد ہی شرح مختصر الاصول مین اور سب علماء اصول نے اسپر تصریح فرمائی ہی ما نقل احاداً فلیس بقران لان القران مایتوفر الدواعی علے نقلہ لما تضمنہ من التحدی والاعجاز ولانہ اصل سائر الاحکام والعادۃ تقتضے بالتواتر نے تفاصیل ہو کہ لک ممالم ینقل متواترا علم انہ لیس قرانا قطعاً والقراءات السبع متواترہ انتہی اب ہم لالہ صاحب کے اقوال کیطرف توجہ کرتے ہین **قولہ** تفسیر امام ثعلبی و منہاج الصادقین مین ہے کہ سورہ نساکی فما استمتعتم بہن الے اجل مسمی فاتوہن اجورہن فریضۃ اس آیت کو ابن زبیر اور ابن مسعود وغیرہ اسطرحپر قراءت کرتے تھی فما استمتعتم بہن الی اجل مسمی فاتوہن اجورہن فریضۃ نے الجملہ آیت ہذا مین ابن زبیر اور ابن عباس اور ابن مسعود وغیرہ الفاظ اجل مسمے زیادہ پڑہتی تھی انتہے یہان نے الجملہ کا کیا محل تہا یہہ بھی ایک ہیچمدانی لالہ جی کی ہی پہر اول صرف ابن زبیر اور ابن مسعود کا نام لکہا آخر مین ابن عباس اور بڑہا دیا خیر اب ہم یہہ کہتے ہین کہ یہہ روایت کسی معتبر سند سے ثابت نہین مفسرین کے قول پر تفسیر آیت مین لحاظ کیا جاتا ہی نقل مین اونکا قول بغیر تصحیح اہل نقل کے اصلا معتبر نہین کیونکہ وہ سلسلہ نقل کا انتہا تک نہین پونہچا ہی اور اگر بالفرض ثابت بہی ہو تب بھی خبر احاد ہی حالانکہ عبد اللہ بن عباس نے ابی بن کعب سے قران کو نقل کرتے ہین اور ابی بن کعب سے قرءۃ لعینہا قرءۃ ابن کثیر مکی کی ہی کہ منجملہ قراء سبعہ ہین کہ اونہون نے قران پڑہا ہی عبد اللہ بن السایب سے اور عبد اللہ بن السایب نے ابی بن کعب سے اور ابن کثیر کی قرءۃ متواتر اور مشہور اور مصاحف مین مکتوب ہے اوسمین یہہ کلمات ہرگز نہین پس یہہ کلمات بموجب ضابطہ متقدمہ کی کبہی داخل قران نہتی اور حال صاحب منہاج الصادقین کا سبکو معلوم ہی کہ وہ غلاۃ مین تہا اور ثعلبی کو شیخ اجل علامہ ذہبی نے بلفظ حاطب اللیل ملقب کیا ہی اور اکثر روایات ثعلبی کی محمد بن یعقوب کلینی سے ہین جو مشہور غلاۃ مین ہین اور ابن خلکان نے اونکی نسبت لکہا ہی کان من اصحاب عبد اللہ بن سبا اور بعض روایات ثعلبی کا سلسلہ محمد بن مروان سدی صغیر تک پونہچتا ہی جو بلاشک غلاۃ مین سے تہا پس قطع نظر از وجوہ مذکورہ بالا کے ایسے لوگونکا قول کچہہ لائق اعتماد نہین اور منسوب کرنا ان کلمات کا بطرف ابن زبیر کے بھی غلط ہی کوئی روایت صحیح ان سے اسباب مین نہین ہی اور ابن مسعود کیطرف تو نسبت ان کلمات کی صریح افترا ہی ابن مسعودؓ کی قرءۃ بطریق عاصم کوفی بواسطہ زر بن حبیش کے متواتر اور مشہور اور مصاحف مین مرقوم ہی اوسمین ان کلمات کا وجود بھی نہین یہہ سبب افترا محللین متعہ کا ہی کہ انہون نے واسطے دہوکا دینی اہل سنت کی ایسی ایسی روایتین بناکر رایج کئے ہین بعض اہل سنت نے جو توجہ تام بطرف صحت نقل اور حال رواۃ کے نہین کی تو وہی اونکے دہوکے مین آگئے اور ان روایتون کو اپنی کتابون مین

لکھا ہی مگر چونکہ ہماری دین مین کوئی روایت بدون صحت سند کی اور ثبوت قرآن بدون سند متواتر کے
مقبول نہین پس اگر اہل سنت مین سی کسی نے اس قسم کی روایت کو نقل بھی کیا تب بھی کچھ لایق استناد اور
احتجاج کے نہیں ہی اہل تشیع سو ان پر بھی اس قسم کی روایات سی الزام نقص قرآن عاید نہین ہوتا کیونکہ
جس طرح ہماری ہان واسطی ثبوت قرآن ہونے کسی کلمہ کے تواتر شرط ہے اسیطرح اونکی ہان بھی شرط
ہے اور چونکہ یہہ خبرین بطور احاد بھی ثابت نہین پس وہ دونو مذہبون کی شرائط کی اعتبار سی ہرگز داخل
قرآن کسی زمانہ مین نہین سمجھی گئین نہ سمجھی جاوینگی قولہ حسینی نے لکھا ہی کہ سورہ احزاب کی یہہ آیت
وازواجہ امہاتہم قرآن ابی اور قرات ابن مسعود مین اسطرح پر تھی ہو اب لہم وازواجہ امہاتہم فقط یہہ کیت
آیہ مذکور نسبت مصاحف مشہور کے قران ابی و قرات ابن مسعود مین الفاظ و ہو اب لہم زیادہ رکھتی
تھے اقول بیچارے لالہ صاحب کی کیا ہستی کہ کوئی مفسر نہین البتہ تفسیر ملا حسین واعظ کی منسوب بطرف حسین
مفسر کے حسینی کہلاتی ہی سو تفسیر فاعل لکھا ہی کی نہین ہوسکتی پھر یہہ کیت کا یہان کیا محل تھا بیچارہ کیا
کرے علم و عقل سی معرا ہی اگر الفاظ نے محل سی کتاب کو نہ ضخیم کرے تو دوکان کیونکر چلے یہان بہی
وہی حال ہی کہ الغریق یتشبث بکل حشیش یہہ روایت بھی کسی سند صحیح سی ثابت نہین اور قراتین
ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود کی بنقل متواتر محفوظ اور مصاحف مین مرقوم ہین انہین یہہ کلمات نہین
پس کبھی داخل قرآن بھی نہین نہ ہونگے قولہ تفسیر عزیزی مین محدثین کثیر و صحابہ کبیر سی نقل کیا ہی اقول
بیچارہ لالہ جی کی صاحب تفسیر عزیزی نے لکھا ہی کہ اکثر محدثین از صحابہ کبیر نقل کردہ اند لالہ صاحب
نے بھی ازراہ بوالہوسی اونکی قدم پر قدم رکھنا چاہا مگر بقول آنکہ ع بھولی اپنی بھی کوا چلے جو ہنس کی
چال کو اپنی چال ہی بھول گئی یہہ سمجھی کہ صفت جمع کی لفظاً یا معنی جمع ہونی چاہیئے محدثین کی صفت لفظاً یا
معنی جمعیت کی کثیر ہوسکتی ہے مگر صحابہ کی صفت کبیر کہ لفظاً اور معنی مفرد ہے ہرگز نہین ہوسکتی
بہی معلوم ہوتا ہی کہ ہنوز لالہ جی کو یہہ بھی معلوم نہین کہ صحابہ جمع ہی یا مفرد اور جمع ہی تو مفرد اسکا
کیا ہی اور یہہ قاعدہ بہی اونکو نہین معلوم کہ جمع کی صفت بلفظ مفرد مذکر جائز نہین چونکہ صفت و موصوف
دونو الفاظ عربیہ ہین اور لالہ جی ساتھہ صفات جہل و حمق کے موصوف ہین پس اس غلط کاری مین
معذور ہین اصل توجیہہ ہی کہ تک بندی کی ہوس نے یہہ وبال لالہ جی کے سر پر ڈالا ہی عبارت و مضمون غلط
ہو جاوی تو ہو جاوی تک بندی کہین نجاوی سے لب سری کیف صح القافیہ بعد ما صاحت اصول
العافیہ بہر یہہ بھی لالہ جی کا افترا ہی کہ تفسیر عزیزی مین محدثین کثیر اور صحابہ کبیر سی نقل کیا ہی صاحب
تفسیر عزیزی نی کسی صحابی سی نقل نہین کی بلکہ وہ تو یہہ لکھتی ہین کہ اکثر محدثین از صحابہ کبیر روایت

کرتے ہین قولہ کریمہ آیت لوکان ابن آدم وادمن ذہب لابتغی الیہ ثانیا ولوکان اودیان لابتغی الیہما
ثالثا لایملا جوف ابن آدم مصحف ابی بن کعب کے سورہ توبہ یا سورہ احزاب مین مرقوم تھے انتہی بلفظہ سیجرانی
لالہ جی کے قابل تماشا ہے ایک عبارت کہ جسکے الفاظ عربی ہین نقل کی مگر خاک بھی نہ سمجھی کہ کچھ معنی بھی انکے
ہوسکتے ہین یا نہین لاتبتغی ثانیا ایک مہمل جملہ ہی لوکان لہ ادیان لاتبتغی الیہما سراسر بے معنی ہی لایملا
جوف آدم محض بے محل ہے خیر یہہ تو ایک سیجرانی لالہ جی کی ہے کہ اکثر مواقع مین مانند کاتبان بیوقوف کی
نقل عبارت کرتے ہین ہم اصل مدعا مین بحث کرتے ہین اس قسم کے کلمات ہرگز کسی محدث معتمد نے نقل نہین
کیے البتہ دو شخص انکی راوی ہین اور دونو کی روایتون مین نہایت درجہ کا اختلاف کلمات اور مضمون کا
ہے اور وہ دونو شخص مجہول الحال اور طبقہ مابعد ثالثہ عشر کی ہین کہ اصلا انکی روایت اہل اسلام کے
نزدیک مقبول نہین منجملہ ان دونون کے ایک ابو عبیدہ نامی ہی وہ تو اسطرح پر نقل کرتا ہے حدثنا عبد اللہ
بن صالح عن ہشام بن سعید عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابی واقد اللیثی قال کان رسول اللہ صلعم
اذا اوحی الیہ اتیناہ فعلمنا مما اوحی الیہ قال فجئت ذات یوم فقال ان اللہ یقول انا انزلنا المال
لاقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ ولو ان لابن آدم وادیا من ذہب لاحب ان یکون الیہ الثانی ولو کان
لہ الثانی لاحب ان یکون الیہما الثالث ولا یملا جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب
دوسری روایت اسی ابو عبیدہ کی اسطور ہے حدثنا حجاج عن حماد بن سلمۃ عن علی بن زید عن ابی حرب
عن ابی الاسود عن ابی موسی الاشعری قال نزلت سورۃ نحو براۃ ثم رفعت وحفظ منہا ان اللہ سیوید
ہذا الدین باقوام لا خلاق لہم ولو ان لابن آدم وادیان من مال لتمنی وادیا ثالثا ولا یملا جوف ابن آدم
الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب انتہی دیکھو کسقدر معانی اور الفاظ مین اختلاف ہی کہ کسیطرح پر یہہ
گمان بھی نہین ہوسکتا کہ یہہ دونو روایتین صحیح ہین اب حال اونکی رواۃ کا سنیے روایت اولی مین جو عبد اللہ
بن صالح راوی ہی وہ کثیر الغلط اور اوسکی روایت مین نہایت غفلت ہوتی ہے تقریب التہذیب مین
اوسکے نسبت لکھا ہی کثیر الغلط وکانت فیہ غفلۃ مات ولہ خمس وثمانون سنۃ فی سنۃ ۲۲۳ دوسری روایت
مین حجاج ہی اور یہہ حجاج بن محمد المصیصی ہی اوسکی روایت جبتک کہ یہہ بات ثابت نہو کہ اوائل عمر مین اسنے
یہہ روایت لی ہی تبتک معتبر نہین ہوسکتی کہ اوسکی حفظ وضبط مین آخر مین بہت فرق آگیا تہا تقریب التہذیب
مین لکھا ہی اختلط فی آخر عمرہ یہی حال ہے حماد بن سلمہ کا چنانچہ تقریب مین لکھا ہے تغیر حفظہ باخرہ
اور علی بن زید جو اوسکی رواۃ مین ہی اوسکی حدیث اصلا قابل استناد نہین کیونکہ اوسکی نسبت تقریب مین
لکھا ہی ضعیف من الرابعۃ ابو عبیدہ کی روایات کا تو یہہ حال ہی اب رہے دوسری وہ حاکم ہین سیوطی نے

القان مین لکہا ہی کہ اخرج الحاکم من المستدرک عن ابی بن کعب قال قال لی ان اللہ امرنی ان اقرء القرآن علیک فقرء لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین ومن لقیتہا لوان ابن آدم سال وادیا من مال فاعطیہ سال ثانیا وان سال ثانیا فاعطیہ سال ثالثا ولا یملاء جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب وان الذین عند اللہ الحنفیہ غیر الیہودیۃ ولا النصرانیہ ومن یعمل خیرا فلن یکفرہ انتہی یہان تام و

نشان راویون کا بہی نہین پس ایسی روایت ہماری اصول کے موافق زنہار اس قابل بہی نہین کہ اس سے کوئی مسئلہ شرعیہ ثابت ہوسکی چہ جائی آنکہ قرآن ہونا کلمات کا ثابت ہوجاوے علاوہ برآن یہہ روایت ابی ابن کعب سی ہی اور ہم پہلے ثابت کرچکے ہین کہ قرءۃ ابی بن کعب کی یہی قرءۃ ابن کثیر کی ہے جو متواتر اور مصاحف مین مکتوب ہی پس ظن غالب یہ ہوتا ہے کہ اس روایت کا ہی علاوہ ان سب امور کے ہرگاہ کہ ایک عبارت بہی عبارات مذکورہ سے متواتر نہین بلکہ درجہ صحت کو بہی نہین پونہچے اور قرآن ہونا کسی عبارت اور کلمات کا بغیر تواتر کے نہین ہوسکتا اسلئی ضوابط و اصول مذکورہ کے موافق ایسی عبارات مہملہ اور مجہولہ کو ہم ہرگز قرآن نہین کہہ سکتی پس یہہ عبارات جو لالہ صاحب نے نقل کی ہین ہرگز جزو قرآن نہین قولہ ہر کیف مصحفون مین اختلاف آیات و عبارات و حروف و حرکات اسقدر ہی کہ احاطہ تحریر و تقریر سی برتر ہی انتہی یہہ سب افترا لالہ جی کا ہی بجز اختلاف قراءات کے کہ جسکا منزل من السماء ہونا ثابت ہوچکا ایک حرف اور ایک حرکت کا بہی اختلاف نہین اور اختلاف قراءات معلوم اور مشہور ہے چنانچہ کتب تفاسیر مین اور کتب قراءات اور اکثر مصاحف مین تصریح اونکی موجود ہی اور اکثر حافظون کو سب قراءات بر قران زبانی یاد ہی قولہ مثلا قرءۃ حفص کہ ایک قاری مشہور ہے مصاحف متداولہ سی اسقدر مخالف ہی کہ ہزارہا اختلاف حروف و حرکات رکہتی ہے انتہی سبحان اللہ لالہ جی کی قابلیت ملاحظہ ہے احمق یہہ بہی نہین سمجہا کہ مصاحف تو سارے قرءۃ حفص کے متداول ہین اور بیوقوف کو یہہ بہی سمجہہ نہین آئی کہ مطبع حسنی کا چہپا ہوا قرآن تو باعتبار متن اور اق کے خاص حفص کی ہی قرءۃ ہی کہ وہ ایک راوی ہین عاصم کوفی سی جاہل الناس نے نشان حق کو جو حاشیہ پر لکہا ہوا ہے دیکہہ کر رمز اختلاف قرءۃ دوسری راوی کی قرار دیا ہی بسبب جہالت کے رمز حفص سے اپنی ذہن ناقص مین قرءۃ حفص سمجہا اور از راہ جہالت ہندیہ کی بیوقوف اعتراض کرنے کو مستعد ہوا اگر تصریح نام اس راوی کی جسکی نام کی رمز حق ہی ضرور نہین مین یقین کرتا ہون کہ جس نسخہ مین تلمیذ ابن عباس ثعلبیہ سی اوسنی یہہ اعتراض کیا ہی اس جاہل کو بہی علم رموز اسماء قراء نہین پس ایسی جہلا کے سامنی اہل علم کا ہمکو مناسب معلوم نہین ہوتا اور پہر کذاب مفتری ایسا کہ کہتا ہی کہ ہزارہا اختلاف رکہتی ہی یہہ محض سے دروغ گو ہم برروی تو ز جناب لالہ جی آپ تو بڑی پنڈت بید دان ہین بیدین آپ نی یہہ پڑہا ہوگا

جو بنی کی ستر پشت جہنم مین جاتی ہین خوب پنڈتائی کی آپ ڈوبتے اور اونکو بھی لے ڈوبنے آپکی کتابین
دہرم بھی بیگناہ بید کی رو سے جہنمی ہو گئے اچھی خلف الرشید پیدا ہوئی **قوله** اصل یہہ ہی کہ قران کی
برابر اختلاف کسی کتاب دینیہ مین نہین ہی انتہی لالہ جی تمہاری یہہ اصل محض بے اصل ہی اور آپکی اس اصل مین
بڑا فرق ہی جسکو آپ اختلاف سمجہی ہین وہ اختلاف نہین وہ بالاتفاق عین قران ہی چنانچہ یہہ بحث مفصل
اوپر گذر چکی **قوله** چنانچہ علی بن ابراہیم نے اثبات نقصان و تحریف قران مین روایات متواتر المعنی تحریر
فرمائی ہین مجلسی نے تذکرۃ الائمہ مین وہ سورہ و آیات نقل کی ہین جنکو عثمان نے قرآن سی نکال ڈالا
کلینی نے لکہا ہی کہ در اصل آیات قران ہفدہ ہزار تہین تخمینا دس گیارہ ہزار مفقود ہین شاید کہ لوح محفوظ
مین موجود ہون انتہی لالہ جی نے عبارات مجلسی و کلینی کی نقل نہین کی اور ہم بالیقین جانتی ہین کہ اونکو عبارات
کلینی اور مجلسی کے سمجہنے کا بہی شعور نہین علاوہ برآن علی بن ابراہیم اشد کذاب اور بظاہر اپنے تئین زمرہ
اہل اسلام مین گنتا تہا مگر در پردہ یہودی تہا مانند ابن سبا کی اور مجلسی اور کلینی علاوہ رفضہ مین سبکی
پس اونکی اکثر باتین سی مسلمانون پر حجت لانا بیہودہ بات ہی ہم تو علی بن ابراہیم اور لالہ صاحب کو یکسان دونو
کو ایک قصابہ سی سمجہتی ہین ناحق تکلیف لالہ صاحب نی اوٹہائی کہ علی بن ابراہیم وغیرہ کی اقوال کی تلاش کی
علی بن ابراہیم کے قول کو لالہ صاحب کی اقوال پر کچہہ ترجیح نہین دونو ایک ہی مرتبہ مین ہین الکفر ملۃ واحدۃ
کالی بہلی بسیت دونو پدرہ ایک ہی کہیت اور ہم بیشتر اقوال علماء شیعی المذہب کے نقل کر چکے ہین جنسی بطلان
اقوال اتباع ابن سبا کا ظاہر ہی علاوہ برآن لالہ صاحب نی کتاب تفسیر علی بن ابراہیم ہرگز نہین دیکہی ورنہ یہہ
نہ کہتی کہ اوسمین روایات متواتر المعنی تحریر فرمائی ہین اوسکی کتاب مین اس باب مین ایک خبر واحد بہی صحیح نہین
چنانچہ فاضل طبرسی اور سید شیخ علم الہدی اور دیگر علماء شیعہ نے حکم تضعیف ایسی اخبار کا بہت تصریح
کے ساتہہ فرمایا ہی یا یہہ ہی کہ آپ ہنوز تواتر کو نہین سمجہتی کہ کسکو کہتی ہین آیا تواتر اسکا نام ہی کہ جس طرح
اس سید نے سورہ نورین نقل کی ہی یقین ہی کہ اس لمجد کی اتباع آپ کی شریک مشورہ ہونگی انسی پوچہتی
کہ اگر کوئی نماز مین سورہ نورین پڑہی تو آیا نماز اوسکی جائز ہوگی یا نہین اور آیات تحدی ہی اور بعض نظم
قرآن کی جو مصاحف مین مکتوب ہین واقع مین منزل من اللہ ہین یا الحاق عثمان بن عفان رضی ہین اگر وہ
آیتین منزل من اللہ ہین تو یہہ سورہ نورین تو نظم معجز نہین بلکہ غایت درجہ کی سقوط مین ہی اسکو تو
احادیث نبویہ صلعم سی جو صحاح مین منقول ہین اور خطب جناب مرتضویہ سے بہی کچہہ مناسبت نہین
عنایت فرما کر جواب ان امور کی ارسی ہمکو بہیجئے اور وہ جو یہہ لکہتا ہی کہ تخمینا دس گیارہ ہزار الخ اگر وہ
آیات متعین ہین تو تخمینہ کا کیا محل ہی اور اگر نہین معلوم تو بنائی تخمینہ کیا ہی سوای اسکی عثمان رضی نے تو

سنتہ چوری مین منصب تقسیم کر گئی تھے اور اُس سنہ او ستین برس شیوع قرآن اور اسلام کا تمام بلاد فارس اور روم
اور حبش اور مغرب اور شام اور بلخ و بخارا وغیرہ مین حوالی ہند تک جسکی تفصیل اور کتاب ابو محمد یوسف
منقول ہوئی ہی ہوگیا تھا اور ہزار ہا مدرسون مین تعلیم قرآن کی شائع تھی اور ائمہ اطہار سلالہ خاندان
مصطفوی ہی سب حافظ قرآن تھی اور سوا انکے اور ہزار ہا آدمیونکو قرآن زبانی یاد تھا اکثر دشمنان
بالاتفاق جان نثار ائمہ اہل بیت کے تھے انکی سینون سی وہ قرآن کیونکر جاتا رہا تعجب کی بات ہے کہ
فضائل مناقب ائمہ اطہار جو اوس عہد کے مسلمانون کے لکھی تھے بدستور ابتک جیون کی تیون موجود
ہین اور قرآن جو ماخذ دین اور اصل ایمان ہی ایسا کم ہوگیا کہ بقدر دو ثلث تو معدوم ہی ہوگیا القصہ بائیبل
خالی از تحریف و تبدیل نہ حقیقت یہ ہی کہ یہود کو بسبب قساوت قلبی کے ادیان حقہ سی عداوت رہی
ہے بعد رفع جناب مسیح عم پولس یہودی نے اپنے تئین نصرانی ظاہر کرکے انجیل کو خراب کردیا ابن سبا نی
وہی طریق جاری کرنا چاہا مگر تلبیس اس ابلیس کی خدا کی عنایت سی پیش نگئی لیہلک من ہلک عن بینۃ
ویحیی من حی عن بینۃ سعی اصحاب کبار کی خدا کی نزدیک مقبول ہوئی اور کتاب اللہ مین کچھ فرق نہ آیا دیں
خار دلمین اتباع ابن سبا کے ہردم کھٹکتا ہے واللہ یحق الحق ولو کرہ الکافرون قولہ الزام قرآن
سات لغت اور سات قرأت پر نازل ہوا تھا عثمان نے قراءت سبعہ جاری رکھین اور لغت سبعہ ہو دور
کرکے ایک لغت پر جاری رکھا اور ابن مسعود کو جسنے اخراج قرآن کی نسبت کراہت ظاہر کی تھی ستایا اور ذلیل
ہلکت پونچایا انتہی یہہ سب افترا پردازی لالہ صاحب کی ہی ورنہ احرف سبعہ سی لغت مین انہین قرأت
متواترہ مین ہین اور ہم ثابت کرچکے ہین کہ نزول قرآن بلغت قریش ہی اور دلیل تکذیب لالہ صاحب
کی بہت جلی ہی کہ اگر قرأت متواترہ خلاف احرف سبعہ کے ہوتین تو حسب خبر صاحب حی نے جیسے
تھہ انزل علی سبعۃ احرف اُسیکی ساتھ یہہ بھی فرماتے انزل علی سبعۃ قرأت تاکہ دریافت ہوتا کہ
قرأت متواترہ سوا احرف سبعہ کے ہین جب ایسا نہین فرمایا تو صاف ثابت ہوا کہ احرف سبعہ سوا
قرأت متواترہ کی نہین ہین بلکہ انہین قرأت متواترہ مین متفرق اور مبثوث ہین چنانچہ اس مدعا کو ہم اوپر
ثابت کرچکی ہین اور ہم یہہ بھی ثابت کرچکے ہین کہ جو خبر مخالف ہین سبی ملائی گئی یا گھڑ لی گئی تھی وہ
کیا خبر تھی اور بعض مخالف ہین کہ کچھ شک و شبہہ نہ تھا وہ بدستور قائم رہی چنانچہ مخالف مولفہ عبد الکریم
زوجہ بعثیا ام المومنین حفصہ کو پھیر دی گئی اگر حال منشور ہوتا جیسے کہ لالہ صاحب و اتباع ابن سبا
بیان کرتے ہین تو اسکو بھی جلا دیا جاتا کیونکہ یہہ وہی قرآن وہی عہد کا لکھا ہوا تھا کہ جس عہد میں
احرف سبعہ منفرد تھے لالہ صاحب واتباع ابن سبا اسقدر تو جانتے تھی لالہ جی اس قسم کا تصرف مخصوص آپکی

بید ون ہی مین ہوا ہی کہ بیاس جی نے اول تو اونکی ہیئت کذائی بدلکر اور پورانون کے ساتھہ خلط مزج کرکے چار سنگتا اونکی بنائین اور ہر ایک سنگتا علیحدہ علیحدہ چار شاگرد وان کو پڑہائین پہر اوسپر بہی قانع نہ ہوی تو اوسکی جہانٹ پچہوڑ کرکے اوسکی ساکہا کین اور بقول آپکے چار پارہ کردیا چنانچہ یہہ مضمون بہاگوت کے اسکند دوم مین اسطور پر مرقوم ہی کہ جب کلجگ نے پرویش کیا بیاس جی نے دیکہا کہ منکہہ سو چہم آیو اور تہجہ بدہی ہوینگے ساری بید نہین پڑہ سکین گی اور نہین سمجہین گی بیاس نے ان چار بید کی سنگتا کری اور سنگتا سی ساکہا کری انتہی یعنی جب کلجگ کی آغاز ہوئی تو بیاس نے دیکہا کہ آدمی کی عمر کم ہو گی اور سمجہہ بہی ناقص ہو گی تب اونہون نے چار بید کی چار منتخب کئی اور بہہ تفریق اور تنوع اونکا کیا اب آپ ہی انصاف کیجئی کہ جب یہہ تصرف اور تغیر بید ون مین ہوا تو اصل بید کہان رہی یہہ تو صاف ترانہ اور راگ بید بیاس جی کے ہو گئی بڑا تعجب ہی کہ اب اس ترانۂ بیاس کو کتاب آسمانی سمجہین اور بربنا او ہام باطلہ قرآن پر معترض ہون اور ستانا اور ہلاکت کو پونہچانا ابن مسعود کا محض توہم اور خیال بندی ہی اور صاف مغالطہ اور دہوکا ابن سبا اور اوسکی اتباع کا ہی کسی خبر صحیح مسند ہر نوع متصل سی ثابت نہین البتہ بعض مورخین نے لکہا ہی سو حال مورخین کا سب پر ظاہر ہے کہ رطب و یابس جیسا سنتی ہین بلا تحقیق لکہدیتی ہین کیا بعید ہی کہ ابن سبا اور اوسکی اتباع کی ایسی شہرت بی اصل کے دہوکی مین آکر لکہدیا ہو پس اس قسم کے اخبار پر مدار امور دینیہ کا ہرگز نہین ہو سکتا **قولہ** ظاہرا مقصود عثمان تحریف قران تہی اور یہہ امر بدون احراق مصاحف غیر ممکن تہا اور احراق صحف بغیر سقوط لغات سبعہ موجب فساد منظر آتا تہا اسواسطی عثمان نی حروف سبعہ بہی ساقط کئی انتہی ناظرین با انصاف کی جناب مین التماس ہی کہ لالہ جی کی تقریر پر غور فرماوین یہہ بی سر پیر کی تقریر جس سے کچہہ نہین دریافت ہوتا کہ مدعا کیا ہی اور دلیل کیا ہی اور جس پر دلیل موقوف ہی وہ کیا ہی جب اونکی پہلی تقریر ون سی یہہ بات ظاہر ہی کہ صحف محرقہ اوپر لغات سبعہ کی مشتمل تہی تو یہہ قول اونکا کہ احراق صحف بغیر سقوط لغات سبعہ موجب فساد منظر آتا تہا سراسر جہل اور دیوانگی بڑہی ازراہ حماقت یہہ نہین سمجہتی کہ اسقاط لغات سبعہ اور احراق مصاحف خود او نہین کے بقول ایک ہی فعل سی واقع ہوتی پہر ایک مین احتمال فساد اور دوسری مین احتمال اصلاح کہان باقی رہا پہر لالہ صاحب اور اونکی اعوان پیروان ابن سبا یہہ تو بیان کرین کہ مقصود عثمان کا تحریف قرآن سی کیا تہا جسکے باعث وہ مرتکب اس جریمۂ عظیمہ کی ہوتے اگر کوئی امر اہم تہا تو وہ اسقاط احرف سبعہ سی حاصل نہین ہوتا کیونکہ اختلاف احرف سبعہ کا کچہہ ایسا اختلاف نہ تہا کہ اوسسی حلال و حرام مین کچہہ فرق آتا چنانچہ یہہ امر او پر درجہ ثبوت کو پونہچ گیا ہی پہر ہم

اور پر ثابت کر چکے ہین کہ اُس واقعہ تک بلاد روم و شام و فارس و عرب وغیرہ مین اسقدر تواتر قرآن کا ہوگیا
تھا اور حافظان قرآن اس کثرت سے ہوگئی تھے کہ بجز خدا تعالی کے شمار اونکی اور کسیکی خبر قدرت مین
نہی باوجود ایسی تواتر اور شہرت کی محرف ہوجانا قرآن کا فعل عثمان رض سی عقلا ممتنع اور محال ہی غور تو
کیجیے مثلا اگر آج کوئی چاہے کہ کسی شعر کو میرزا الوتہہ یا ناسخ کے بدل ڈالی یا اور کوئی شعر اوسکی جگہہ لکھدی
تو یہہ بات ہرگز نہین ہوسکتی باوجود اس کے کہ اہتمام حفظ قرآن اور مراجعت کا طرف
قرآن کے واسطے دریافت مسائل دینیہ کے اور واسطے تلاوت کی ہرآئینہ نسبت اہتمام و توجہ
کے بطرف دیوانون شاعرون مذکورون کے زیادہ تر تہا ہرگز ممکن نہین کہ وہ بدلا جاوے یا اوسمین کمی
بیشی راہ پاوی **قولہ** مقام تعجب ہی کہ آیت رجم تو منسوخ التلاوت ہوگئی اور حکم برقرار ہی انتہی یہان
پہر لالہ صاحب نے نسخ کی بحث کی حالانکہ بیشتر سب کچہہ دل کہولکر لکہہ چکے ہین مگر چونکہ اونکو تطویل
کتاب واسطے رونق بازاری اور رواج دوکانداری کے منظور ہے اسی غرض سی بار بار ایک مضمون
کو بتکرار لاتے ہین ہم اونکی تعاقب و خبرگیری کو مستعد ہین **ف** جسقدر بیہودہ درازی اسکو صنم ہوئی دی
سنبل باغ کو شرہ چلنی ندی گیسوسی تر مخفی نرہے کہ اگرچہ بعض مفسرین نے اس قسم کی چند عبارات
لکہی ہین اور اونکی لکہنے کے بعد وہی لکہتی ہین کہ یہہ منسوخ التلاوۃ ہوگئین مقصود اونکا یہہ نہین ہے
کہ یہہ عبارات مرقومہ بعینہا وہی عبارتین ہین جو نازل ہوئی تہین چنانچہ بحث اسکی اوپر گذر گئی کیونکہ
اول تو واسطی ثبوت اس امر کے کہ یہہ عبارت و کلمات منجملہ قرآن ہین یا منجملہ قرآن نہی نقل متواتر ضرور ہی علماء
اسلام اسپر متفق ہین کہ ما لیس بمتواتر لیس من القرآن پس ہرگاہ کہ اس قسم کی عبارت جو اونہون نے
لکہکر اونکی نسبت لکہا ہی کہ یہہ منسوخ التلاوۃ ہوگئی تو یہہ مطلب نہین کہ یہہ کلمات بعینہا کلمات منزلہ
ہین بلکہ مقصود یہہ ہی کہ جسقدر مطلب اونکا یہہ تھا جو یہہ حروف و کلمات ادا کرتی ہین جلال الدین سیوطی
نے اسبابمین ایک تنبیہ خاص لکہی ہی اور وہ یہہ ہی حکی القاضی ابو بکر فی الانتصار عن قوم انکار ہذا
الضرب لان الاخبار فیہ اخبار احاد ولا یجوز القطع علی انزال قرآن و نسخہ باخبار احاد ولا حجۃ فیہا و
قال ابو بکر الرازی نسخ الرسم و التلاوۃ انما یکون بان ینسیہم اللہ ایاہ و یرفعہ من اذہانہم ولا یجوز
نسخ شئی ثم لا یخلو ذلک من ان یکون فی زمان النبی صلعم حتی اذا توفی لا یکون متلوا او یموت وہو متلو
موجود بالرسم ثم ینسیہ اللہ الناس و یرفعہ من اذہانہم و غیر جائز نسخ شئی من القرآن بعد وفاۃ النبی صلعم
و من ہذا انکر ابن ظفر فی الینبوع عد ہذا ای عد الشیخ والشیخۃ اذا زنیا الخ مما نسخ تلاوتہ قال لان خبر الواحد
لا یثبت القرآن انتہی ثانیا جب یہہ ثابت ہوگیا کہ یہہ قرآن ہی تو اوسکی نسخ کیواسطی بہی خبر متواتر ضرور ہی

علم یقین ہو ضرور ہے غرضکہ از روی دلایل عقلیہ اور نقلیہ کے جو علم اصول مین مبین ہو چکے ہین واسطے
ثبوت قرآن اور بھی واسطے نسخ قرآن کے خبر متواتر جو موجب علم یقین ہو ضرور ہے جب یہہ امر متحقق ہو چکا
تواتر و ہی استقرار کے واضح ہوا کہ جو آیت منسوخ التلاوۃ تھے وہ بعد نسخ کے کسیکے ذہن مین بھی
نہین رہی پس حکم قران ہونے الشیخ والشیخہ اذا زنیا اور امثال اوسکی کا جو بعض مفسرین نے
فرمایا ہی مدعا اونکا یہہ نہین ہے کہ یہہ کلمات مترتبہ بعینہا بہیئت مجموعیہ منجملہ قران کے ہی اب ہم
تحقیق کرتے ہین اس امر کو کہ عبارات مذکور کس قسم کی ہین آیا از قسم اخبار متواترہ ہین یا از قسم اخبار
احاد اور اگر از قسم اخبار احاد ہین تو صحیح ہین یا ضعیف اسمین تو کچھ شک نہین کہ از قسم متواترات نہین
اور کوئی شخص اسکا قایل بھی نہین پس رہگیا یہہ امر کہ آیا از قسم صحاح ہین یا ضعاف جاننا چاہیے کہ اکثر
روایات اس قسم کی جمع کی ہوئی اُن لوگون کی ہین جو بارہوین طبقہ سے بہت روز دن بعد گئے ہین اور
اونکے جمع کی ہوئی روایتین ہمارے دین مین لایق احتجاج کے نہین کیونکہ اُس زمانہ مین تفرقہ بہت ہوگیا
تھا اور روافض و خوارج وغیرہما بہت کد و کوشش بیچ درپے خرابی دین کے ہوئی تھی اور طرح طرحکی
دہوکے بازیون مین سرگرم تھے اکثر آدمی اُس عہد کے ایسے تھے کہ اپنے تئین اہل سنت ظاہر کرتے
تھے مگر درحقیقت غلاۃ رفضہ مین تھے خرابی دین کے ارادہ سے منجملہ اہل سنت کے اپنے تئین قرار
دیکر لوگون کے دلونمین شبہہ ڈالتے تھے جہوٹی حدیثین بناتے تھے اس سبب سے بھی اُس زمانہ کی جمع کی
ہوئی روایتونکا کچھہ اعتبار نہین علاوہ بران ہم ہر روایت مین خاص جرح کا بھی بیان کرنا مناسب جانتے
ہین چنانچہ وہ روایتین جنمین ایک عبارت بنام نہاد آیت رجم مذکور ہے مفصل لکھی جاتی ہین قال ابو عبید

حدثنا اسمعیل بن جعفر عن المبارک بن فضالة عن عاصم بن ابی النجود عن زر بن حبیش قال قال
لی ابی بن کعب کاین تعد سورۃ الاحزاب قلت اثنتین وسبعین آیہ او ثلاثا وسبعین آیہ قال ان كانت
لتعدل سورۃ البقرہ وان کنا لنقرء فیہا آیہ الرجم قلت وما آیہ الرجم قال اذا زنی الشیخ والشیخہ
فارجموہما البتہ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم انتہے اسکی رواۃ مین مبارک بن فضالۃ ہین اونکے
حدیث معتبر نہین تقریب مین ہے یدلیس فی الحدیث پس یہہ روایت قطع نظر از نقص عام جو اوپر
مذکور ہوا اس وجہ خاص سے بھی ساقط الاعتبار ہی پھر وہی ابو عبیدہ دوسری روایت کرتے ہین

حدثنا عبد اللہ بن صالح عن اللیث عن خالد بن یزید عن سعید بن ابی ہلال عن مروان بن عثمان
عن ابی امامۃ بن سہیل ان خالتہ قالت لقد اقرءنا رسول اللہ صلعم آیہ الرجم اذا زنی الشیخ والشیخہ
فارجموہما البتہ بما قضیا من اللذۃ انتہی اسکی رواۃ من عبد اللہ بن صالح کثیر الغلط صاحب غفلۃ ہی

تہذیب مین اوسکی حالمین لکہا ہی کثیر الغلط وفیہ غفلہ ایک راوی ہی خالدبن یزید ومجہول الحال ہے
تقریب مین ہی خالدبن یزید بن عمرو بن ہبیرا الکوفی مجہول الحال ایک راوی ہی لیث بن ابی سلیم ابن زنیم وترک
الحدیث ہی تقریب اختلط اخیرا ولم یتمیز حدیثہ فترک ایک راوی ہی سعید بن ابی ہلال اللیثی ابن حزم نے
اسکی تضعیف کی ہے تقریب کو حکی الساجی عن احمد انہ اختلط ایک راوی ہے مروان بن عثمان
تقریب مروان بن عثمان ضعیف اور امامہ بن سہل ان لفظوں سی روایت کرتے مین ان خالتہ الخ
تو خالہ اونکی مجہول الاسم اور مجہول المسمی ہے غرضکہ یہہ روایت بہی بسبب ضعف رواۃ کے مقبول
نہین دور روایتین اور ہین سیوطی نے اتقان مین لکہی ہین اونکا حال بیان کیا جاتا ہی ایک یہہ ہی اخرج
الحاکم عن طریق کثیر بن الصلت قال کان زید بن ثابت وسعید بن العاص یکتبان المصحف فمرا علی ہذہ الآیۃ
فقال زید سمعت رسول اللہ صلعم یقول الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما البتۃ فقال عمر لما نزلت اتیت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت اکتبہا فکانہ کرہ ذلک فقال عمر الا تری ان الشیخ اذا زنی ولم یحصن
جلد وان الشاب اذا زنی وقد احصن رجم انتہی اس روایت کی رواۃ کے نام کچہہ نہین جب تک نام
رواۃ کے معلوم نہون اوسکی صحت کا حکم نہین ہوسکتا علاوہ برآن اس روایت سی صاف ظاہر ہے
کہ یہہ کلمات الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما البتۃ آیت قرآن نہین زید بن ثابت یہہ کہتے ہین سمعت
رسول اللہ صلعم یقول الشیخ والشیخۃ اذا الخ اس سی صاف ثابت ہی کہ یہہ حدیث ہی قرآن نہین
یہہ طرز نقل حدیث کا طرز ہی روایت قرآن کا نہین اسمین یہہ نہین کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے یہہ فرمایا
کہ یہہ قرآن ہے پہر جبکہ حضرت عمر رضہ نے اپنی گمان مین اسکو آیت قرآن سمجہکر اجازت لکہنے کی چاہی تو
حضرت صلعم نے اجازت ندی اور ناپسند کیا اجازت طلب کرنے کو اگر واقع مین یہہ آیت قرآن
کی ہوتی تو اوسکی لکہنے کی اجازت کیون ندیتے اور ناپسند کیون فرماتے بلکہ قول عمر رضہ سی یہہ بہی ثابت
ہوتا ہے کہ بعد اس گفتگو کے عمر رضہ کو بہی ثابت ہوگیا کہ یہہ آیت قرآن کی نہی دوسری یہہ ہے
اخرج النسائی ان مروان بن الحکم قال لزید بن ثابت الا تکتبہا فی المصحف قال لا الا تری ان
الشابین الثیبین یرجمان ولقد ذکرنا ذلک فقال عمر انا اکفیکم فقال یا رسول اللہ اکتبنی آیۃ
الرجم فقال لا استطیع قال لا استطیع قولہ اکتبنی ای ائذن لی فی کتابتہا فمکنی من ذلک انتہی
اگرچہ سند اسکی بہی جید نہین پہر بہی اس سی ثبوت آیت ہونے اس عبارت کا پایا نہین جاتا بلکہ واضح
ہوتا ہے کہ خود زید بن ثابت کے بہی نزدیک یہہ عبارت آیت قرآن نہین کیونکہ اونہون نے اسپر
جرح کی اور فرمایا الا تری ان الشابین الخ اور اوسکی مصحف مین لکہنے سے انکار صریح کیا و عمر

بن الخطاب رضؓ کے قول کو اپنا موئد قرار دیا پھر سیوطی نے کسی ابن الضریس کی کتاب مین سے ایک روایت
اور بھی نقل کی ہے اور وہ اسطرحپر ہے اخرج ابن الضریس فی فضائل القرآن عن یعلی بن حکیم
عن زید بن اسلم ان عمر بن الخطابؓ خطب الناس قال لاتشکو فی الرجم فانہ حق ولقد ہممت ان اکتبہ
فی المصحف فسالت ابی بن کعب فقال الیس اتیتنی وانا استقرئہا رسول اللہ صلعم فدفعت فی
صدری وقلت استقرئہ آیۃ الرجم وہم یتسافدون تسافد الحمر انتہی حال اسکا یہہ ہی کہ ابن الضریس
کوئی مجہول شخص ہے طبقہ بارہوین تک تو کوئی شخص اس نام کا نہین اور یعلی بن حکیم طبقہ سادسہ مین
ہے کہ معاصر تابعین ہی اور قرین قیاس نہین کہ صاحب طبقہ مابعد ثانیہ عشر نے یعلی بن حکیم کو دیکھا
ہو لیس بلاشک وشبہ یہہ روایت کسی تابع عبد اللہ بن سبا کی واسطے الزام امیر المومنین عمر بن الخطاب
کے بنائی ہے اور اوسکی ضمن مین وہ مفتری دشمن دین الزام عدم تبلیغ رسالہ کا جناب رسالت
مآب صلعم پر بھی عائد کرنا چاہتا ہے الغرض دلائل مذکورہ سے واضح ہی کہ کلمات مذکورہ جو بنام نہاد
آیت رجم کے نقل کئے گئے ہین وہ ہرگز آیت قرآن نہین بلکہ ہونا اسکا منجملہ احادیث پیغمبر صلعم کے
بھی ثابت نہین ہوتا چنانچہ یہہ امر خود اوسی عبارت سے ثابت ہی کیونکہ اس عبارت سے پایا جاتا ہی
کہ رجم کیواسطے احصان شرط نہین اور جوان محصن پر بموجب اس عبارت کے رجم عائد نہین ہوتا اور
شیخ غیر محصن پر رجم لازم آتا ہی حالانکہ یہہ بات صریح خلاف احادیث صحیح اور اجماع امت کی
ہے پس ہر آئینہ یہہ عبارت حدیث نبوی بھی نہین ہے اور چونکہ بسند صحیح ثابت بھی نہین پس
کسیطرحپر مقبول نہین ہوسکتی اور قرن اول سے آجتک کبھی اسپر عمل نہین ہوا اور از روی روایت
اور بھی از روی درایت اور بھی از روی اجماع امت کی کچھہ اصل اسکی نہین ہم اسکا انکار نہین کرتے
کہ کوئی آیت منسوخ التلاوۃ نہو بلکہ ہم خود یہہ کہتے ہین کہ احتمال عقلے قائم ہے اسپر کہ ایسی بھی
کوئی آیت ہو لیکن اگر کوئی آیت ایسی ہوگی تو جسطور پر کہ وہ نازل ہوئی تھی یعنی بالفاظہا وکلماتہا و
ترتیب الکلمات بمجرد منسوخ ہونیکے سینون اور صحایف سے مرتفع ہوگئی نہ وہ کسیکو یاد رہی نہ صحایف
مین باقی رہی اور نسخ تلاوۃ پر کوئی اعتراض عقلی وارد نہین ہوتا لاالہ صاحب نے جو جو اعتراضات
وہی اسپر اوپر لکھی تھی سبکا جواب پا چکے ہین **قولہ** برتقدیریکہ اس قسم کی آیات خود صاحب
قرآن نے منسوخ التلاوۃ کردین تو لازم آتا ہی کہ ان آیتون کی فصاحت وبلاغت مین کچھہ
نقصان تھا انتہی یہہ توہم پرستی لالہ صاحب کی ہے اس ملازمہ پر کوئی دلیل رکھتے ہون تو پیش
کرین جبتک کہ وہ آیات منسوخ التلاوۃ نہین تبتک مجامع مین بحضور مسلمین و منکرین پڑہی جاتی تہین

اور برابر ایسی دعوی تحدی کا پیش ہی اگر وہ غیر فصیح ہوتین تو اس زمانہ مین ممکن تہا کہ جماعہ
منکرین مین سی کہ فصاحت و بلاغت مین دستگاہ کامل رکہتی ہتے کوئی شخص بمعارضہ پیش نہ آتا اور ویسی عبارت
نہ بنالاتا پس ظاہر ہوا کہ فصاحت و بلاغت مین ان آیات کے کچہہ شک و شبہہ نہین مگر موجب نسخ تلاوۃ اور
امور ہین جنکا اوپر بیان ہو چکا **قولہ** جلال الدین سیوطی کتاب اتقان مین عایشہ سی روایت کرتا ہے
کانت سورۃ الاحزاب تقرء فی زمان النبی صلے اللہ علیہ وسلم مایتی آیۃ فلما کتب عثمان المصاحف لم یقدر
منہا الا علے ماہو الآن انتہی جلال الدین سیوطی ہرگز یہہ روایت نہین کرتے بلکہ وہ یہہ روایت ابو عبید
کی نقل کرتے ہین اور اس قسم کی روایتین نقل کرکے انہون نے آخر مین اس نوع کی ایک تنبیہ قایم کی ہے
جس سی دریافت ہوتا ہی کہ انہون نے اکثر ایسی ایسی روایتونکو معتبر نہین سمجہا حال اس روایت کا یہہ ہے
کہ اسکے راویون مین ایک شخص ہے ابن ابی مریم ابو بکر بن عبد اللہ حمصی وہ ضعیف ہی تقریب ضعیف
سرق بیتہ فاختلط دوسرا ایک راوی ہی ابی لہیعہ وہ مجہول ہے پس ایسی روایت جنکی راویون کا یہہ حال
ہے کسیطرح قابل احتجاج کے نہین اور حال ابو عبیدہ کا اوپر بیان ہو چکا ہی **قولہ** پہر جلال الدین
سیوطی اسی کتاب مین زر بن سی روایت کرتا ہی کہ مجہہ سی ابی بن کعب نے کہا کاین تعد سورۃ الاحزاب
الخ انتہی یہہ افترا لالہ جی کا ہے جلال الدین سیوطی نے زر بن سی کوئی روایت نہین کی شاید لالہ جی نے
از راہ جہل کے وہ روایت جو ابو عبید نے زر بن جیش سی روایت کی ہی اور جلال الدین سیوطی نے
اوسکو نقل کیا ہے مراد لی ہے اور جہالت سی زر بن حبیش مین جو لفظ بن بیا موحدہ ہی اوسکو
بیای تحتانی سمجہا ہے حال جاہل آنچنان دان ای رفیق ؛ اگر واقع مین وہی مراد ہی تو حال اوسکا
اوپر بیان کیا گیا اس قسم کی روایات غیر صحیحہ سی ہرگز احتجاج درست نہین **قولہ** پہر جلال الدین
سیوطی کتاب مذکور مین حمیدہ بنت یونس سے روایت کرتا ہے الخ ہیچمدانی لالہ جی کی ہی یہہ بہی نہیں
سمجہے حمیدہ بنت یونس ہو ہی نہین سکتا حمید عورت کا نام نہین ہو سکتا کہ موصوف بہ بنت ہو یہہ روایت
تہے ابو عبیدہ کی سیوطی نے نقل کی ہی اور ابو عبیدہ نے سند اوسکی یہہ بیان کی ہی حدثنا حجاج عن ابن
جریج اخبرنی ابن ابی حمید عن حمیدۃ بنت یونس قال قرءت علی ابی وہو ابن ثمانین فی مصحف عایشۃ
ان اللہ وملایکتہ یصلون علے النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلے الذین یصلون
الصفوف الاول قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف انتہی یہہ حدیث صاف موضوع اور بنائی
ہوئی کسی رافضی مقلد ابن سبا کی ہی اسکی رواۃ کا حال سنئے کہ ایک راوی اسکا حجاج ہی نہین معلوم کہ
کونسا حجاج ہی اگر حجاج بن یوسف ہی تو وہ فاسق ظالم مشہور ہی اور اگر حجاج بن ارطاۃ ہے تو

اسکی نسبت تقریب مین لکہا ہی کہ کثیر الخطاء والتدلیس اور اگر حجاج بن تمیم جزری ہی تو اوسکو صاحب تقریب لکہتا
ہے کہ ضعیف اور اگر حجاج بن ابی زینب سلمی ہی تو اسکو تقریب مین لکہتا ہی کہ یخطئی اور اگر حجاج بن عبید ہی تو اسکو
لکہا ہی مجہول غرضکہ یہہ راوی بھی مجہول ہی نہین معلوم کہ کون ہی پہر اسکی راویون مین ایک ابن ابی حمید ہی اور وہ محمد
بن ابی حمید ہے جسکو تقریب مین لکہا ہی ضعیف اور موضوع ہونا اس روایت کا اس سے ثابت ہی کہ اس روایت
سے طبقہ محمد بن ابی حمید کا طبقہ ابن جریج سے عالی معلوم ہوتا ہی حالانکہ معاملہ برعکس ہے کہ ابن جریج طبقہ چھٹی مین ہین
اور محمد بن ابی حمید طبقہ ساتوین مین ہی کسی مقلد ابن سبا نے روایت تو بنائی مگر جعلسازی بگڑ ہی گئی پہر اسکے
راویون مین ایک حمیدہ بنت یونس ہی یہہ مجہولہ ہی نہ اسکا ذکر تہذیب مین ہی نہ تقریب مین نہ اور کسی نے کچہ
تذکرہ اسکا لکہا ہی مفتری ایک نام فرضی واسطے پورا کرنے سلسلہ روایت کی معلوم ہوتا ہی جب راوی اس روایت
کے ایسے مجہول الحال اور ضعیف اور سلسلہ روایت سے بناوٹ ظاہر ہو تو ایسی روایتون سے احتجاج ہرگز
درست نہین اس مقام پر جسقدر روایتین لالہ صاحب نے لکہین سب اس قسم کی چہانٹ چہانٹ کر لکہین جو ضعیف
اور موضوع ہین پس جسقدر اعتراض انہون نے انکی بنا پر وارد کئے سب بیجا اور بے اصل اور بناء فاسد علی الفاسد ہین
قولہ علی ابی نے پہلے اس سے کہ عثمان نے قران کو تغیر دیا مصحف عائشہ کی سورہ احزاب مین اسقدر
عبارت زیادہ پڑہی تہی وعلے الذین یصلون الصفوف الاول انتہی یہان تو لالہ جی کی ہیچمدانی کی خوب
قلعی کہلی اور انکی دوکانداری کو بڑا بٹہ لگا بٹہ کیا لگا لالہ جی کا دیوالا ہی نکل گیا قررت علی ابی کے معنے
اسطور پر بیان فرماتے ہین کہ علی ابی نے اتنی ہی قابلیت پر چراغ نحو تالیف فرمائی اتنی ہی حیثیت پر دعوی
عربی دانی اور تمیز فصاحت و بلاغت کا بہت زور شور سے فرماتے تہے اپنی ہی بنا پر قصد مناظرہ کا اہل
اسلام سے فرمایا ہی کچہہ بہی شرم ہو تو پہر منہ سامنے نکرو دیکہو تو کہ اطفال دبستان اس مقام پر آپکی خلاصہ معنے کو
دیکہہ دیکہہ کر آپکی جہالت پر کہیسے قہقہہ لگاتے ہین اور کیا کیا مذاق اوڑاتے ہین آپ نے ناحق اپنے تئین
اضحوکہ اطفال بنایا کرشن جی کی نصیحت پر کچہہ عمل نفرمایا آخر کار آسمان کا تہوکا آپکے منہ مین آیا حق تعالی آپکے
اعمال آپکے سامنے لایا کرگہہ چہوڑ تماشا جا ہی ناحق چوٹ جولاہا کہا ہی آپ تو سخت جاہل نکلے یہہ نہ سمجہے کہ علی جار
اور ابی علم ہے اسکی معنی یہہ کیونکر ہوسکتی ہین کہ علی ابی نے یون پڑہا ہے ؎ آنکہ چون پستہ گفتمش ہمہ مغز
پوست بر پوست بود ہمچو پیاز + **قولہ** ہمنی یہہ حدیثین سنیون کی معتبر کتاب سے نقل کی ہین انتہی کیون
جہوٹ بولتی ہو جس کتاب کی یہہ حدیثین آپ نے نقل کی ہین یعنے کتاب ابو عبیدہ اوسکو کس سنی نے معتبر
سمجہا ہی کتاب علی بن ابراہیم اور کتاب مجلسی اور کتاب کلینی کو سب جانتے ہین کہ غلاۃ رفضہ پیروان ابن سبا کے
گہڑی ہوئی ہین پہر آپکو شرم نہین آتی کہ ایسا دعوی جہوٹا پیش کرتے ہو کیون نہو کس قوم کی فرد کامل

قوله ابو بکر سے معتبر شخص کی جمع کی ہوئی کل قران جلادی گئی انتہی کیون افترا پردازی پر کمر باندہی ہو
جس بات کو خود ہی پیشتر لکھ چکے ہو اب اوسکے برخلاف لکھتے ہو دیکھو صفحہ ۲۳۰ کے اسطر اخیر سے ایک سطر پہلے
آپ ہی نقل کرتے ہو کہ وہ اجزا عثمان نے پہر حفصہ کے پاس بہیجدیئے اور اوسکے ماسوا کل قران کو جلا
دیا پہر شرم نہین آتی کہ یہان یہہ کہتے ہو کہ قران جمع کئے ہوئے ابو بکر کو جلادیا خود آپ ہی نے جو روایت
نقل کی ہے اوس سے مانند شمس نصف النہار کی روشن ہے کہ عثمان بن عفانؓ نے جتنے مصاحف لکہوائے تہے
وہ سب اوسی مصحف سے نقل کئے گئے تہے جو حفصہؓ کے پاس تہا اور وہ مصحف وہی تہا جو بعہد خلافت ابو بکر صدیقؓ
کے اور بمقابلہ قرا صحابہ لکہا گیا تہا پس سب آپکی تقریرین سراسر دہوکہ بازیان ہین **قوله** عبد القادر گیلانی نے
نے غنیۃ الطالبین مین نسبت فرقہ میمونیہ کے لکہا ہے کہ ان سورۃ یوسف لیست من القران یعنی
فرقہ میمونیہ کے مسلمان کہتے ہین کہ سورۂ یوسف قران سے نہین انتہی تمکو شرم نہین آتی جو صریح جہوٹا ترجمہ
کرتے ہو لفظ مسلمان جو تمنے خلاف اصل عبارت کی بڑہایا صاف دغابازی ہے کہانتک ہم تمہاری دغابازیون
اور افترا پردازیون کی تشریح کرین ہر امر مین جبلی قوم کو اچہی طرح چمکاتے ہو سمجہہ لو کہ جو لوگ انکار قران سے
سورۂ یوسف کا کرتے ہین وہی مسلمان نہین جسطرح آپکے ہمراہی غالی رافضی جنکی اقوال آپکی آگے سند
لاتے ہین **قوله** دبستان مذاہب مین مرقوم ہے کہ شیعہ کہتے ہین کہ اکثر سورتین قرآن مین نہین لکہی
گئین انتہی بیچارے شیعون پر کیون افترا برپا کرتے ہو اونکا دامن تو اس معصیت سے آلودہ نہین وہ تو
با ملان ہمارے ساتہہ اتفاق کرتے ہین اسی قران کی تلاوت کرتے ہین اسکو نماز مین پڑہتے ہین سوا
اسکے جو غلاۃ رافضہ نے کچہہ عبارتین بنائی ہین نہ کبہی اونکو پڑہتے ہین نہ اونکی قرات سے نماز کو صحیح
جانتے ہین ہان فرقہ رافضہ پیروان ابن سبا کہ اہل اسلام اونکو کافر سمجہتے ہین اس قسم کی باتین بناتے
ہین **قوله** از انجملہ ایک سورۃ یہہ ہے کہ عثمانؓ نے قران مین درج نہین کئے انتہی جو عبارت کہ لوح
دلیجر کہ مبتدیان علم ادب اوسکو سنتے ہی کہدینگے کہ یہہ کسی اعجمی بیوقوف کی بنائی ہوئی ہے آپ نے نقل کئے
ہے اگر مین اوسکی نقصان ضبط تحریر مین لاؤن تو کم سے کم دس جزو پر لکہہ سکتا ہون بلکہ بلا مبالغہ کہتا ہون
کہ جسقدر اوسمین نقصانات ضعف تالیف اور تعقیدات اور تنافر کلمات اور مخالفت مقتضای مقام اور اور
قبائح مین دس جزو بہی نہ سماوینگی لہذا اونکو تحریر کی ضرورت نہین سمجہتا کیونکہ جو چیز عیانا زشت و
قبیح ہے اسکا بیان کیا مگر پہر بہی کچہہ مختصر الکہتا ہون ہر چند کہ مخاطب من مباحثہ کے لائق نہین لیکن
بنظر جہالت کی مخاطب اصلی وہ قرار نہین پاسکتی ؏ بدر میگویم ای دیوار بشنو * مخفی نرہے کہ
شاید میری اعتراضون کی بعد یہہ عبارت دوسری قرات پر پڑہی جاوے اور یہہ عذر پیش کیا جاوے

یہہ کلمہ یون نہین یون ہی سو مجکو کچہہ اس تبدیل سی خوف نہین اب تو مین اوپر قرارت لالہ اندرمن کے کلام کرتا ہون جب اور کوئی قاری اور طرح پر پڑہیگا تو اگر زندہ رہا تو اوسپر بھی کلام کرونگا ورنہ اور کوئی اہل ایمان ماہر علم قرآن دیکہہ لیگا یہان بیان ایک امر کا قبل از اظہار قبایح عبارت مسطورہ کے ضرور ہی وہ یہہ ہی کہ لالہ صاحب اور اونکی پیشوا پیروان ابن سبا بہت شد و مد سی الزام تلف کردینی چہہ لغت کا عثمان بن عفان رض پر عاید کرتی ہین چونکہ یہہ عبارت تو بہت احتیاط کے ساتہ اونکے پاس کا برًا عن کابر محفوظ رہی ہے وہ فرماوین کہ یہان سے چہہ لغت کسقدر تلف کردی کیونکہ اوسکی دیکھنے سی واضح ہی کہ بجز لغت قریش کے اور کسی لغت کا تو ایک حرف بھی اسمین نہین پایا جاتا شاید کہ یہہ قرارت لالہ اندرمن کی لغت قریش ہی پر ہو اور کوئی قاری مماثل اور معاصر لالہ اندرمن کا اوسکو اور لغات مین پڑہے اب مین چند فقرون کا حال مختصرًا بیان کرتا ہون اور اوپر قرارت لالہ اندرمن کی صحت انہین امور مین جو مخالف عربیت کی ہین گفتگو کرتا ہون جب کوئی دوسرا قاری اور طرح پر لکہیگا تو اوسپر کلام بیان غلطیون مین گفتگو کرونگا انشاءاللہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا آمنوا بالنورین انزلتہما یتلوان علیکم آیاتی یحذرانکم عذاب یوم عظیم انتہی ظاہر انزلتہما صفت ہی النورین کی اور چونکہ النورین معرفہ ہی اور انزلتہما جملہ ہی حکم مین نکرہ کی پس ترکیب توصیفی ہرگز درست نہین یہان سی ظاہر ہوا کہ یہہ کلام کسی جاہل بیوقوف کا ہی یتلوان علیکم اسکا کیا محل ہے آیا صفت ہی بعد صفت کے اگر ایسا ہی تو موصول بالعطف ہونا لازم تہا فصل کی کوئی وجہہ نہین ہی یا حال ہی تو لازم آتا ہی کہ زمان انزال اور زمان تلاوت علی المخاطبین اور زمان تحذیر متحد ہو حالانکہ یہہ بات ثابت نہین پہر النورین معرف باللام ہی چاہیی کہ وہ دونو نور جو اس کلام مین ہین معلوم ہون حالانکہ قرآن سی ثابت ہو کہ دونو نور جو یہان معہود ہین کون ہین اور نہ اور کہین سی کچہہ ثبوت اسکا ہی ہر شخص اپنی خواہش کے موافق دو چیزین مقرر کرسکتا ہی قولہ نوران بعضہما من بعض وانا السمیع العلیم انتہی باشارالعمیا اسی قسم کا کلام مستحق ہوتا ہی جب سحابہ بغرت نے اوسکو منجملہ قرآن کے قرار دیا اوسیی دریافت کرنا چاہیی کہ نوران نکرہ ہی کہ مبتدا ہونا اسکا جایز نہین الا بشرط معلوم اور وہ شروط یہان موجود نہین اگر یہہ کہئی کہ خبر ہی مبتدا محذوف کی یعنی ہما نوران تو اس احمق سی کہنا چاہیی کہ اسقدر فایدہ تو النورین بہی دیتا تہا پہر اس لغو کلام کی کیا حاجت تہی بلکہ اسمین تو بنسبت النورین کے زیادہ ابہام ہی کہ وہ معرفہ ہی اور یہہ نکرہ پہر نہین معلوم ہوتا کہ محل اس جملہ کا کیا ہی ظاہر استیناف ہی اگر استیناف ہی تو فایدہ استیناف کا کیا ہی کوئی تردد سامع کے ذہن مین پہلی سی پیدا ہوتا ہی کہ جسکے رفع کیواسطی اہتمام استیناف کا کیا یا کوئی ابہام تہا جسکے رفع کیواسطی استیناف کی ضرورت ہوئی اگر واقع مین منجملہ ان دونون کے ایک بعض دوسری کا تہا تو یہہ امر بہت ظاہر ہر کسیکو معلوم ہوگا اور اگر نہ تہا تو غلط کلام ہوا بعضہما من بعض دیکھو کسقدر لغو اور

بیہودہ کلام ہی یہہ الفاظ بعد جماعت کے واقع ہو سکتی ہین مثنی کے بعد کسیطرح لفظاً وعقلاً واقع نہین
ہو سکتی کیونکہ لفظ بعض مبہمات مین سے ہے اور مثنی کی جب دونو فرد ونکو جدا جدا کیا تو دونو معلوم ہوگئے
پس ان دونو کی تعبیر بکلمات مبہمہ سراسر جہالت ہی ایسی مقام پر یہہ کہہ سکتی ہین کہ احدہما عن الآخر بعضہا
من بعض کسیطور پر جائز نہین وانا السمیع العلیم نہایت بیربط جملہ ہے اونکی ایکدوسری کی بعضیت
سے خدا تعالی کے سمیع وعلیم ہونیکو کیا ربط ہے جو یہہ بولا گیا کہ وہ دو فرد ہین کہ بعض اونکا متصل
بعض کے ہے اور مین سننے والا ہون اور جاننے والا ہون بہلا یہہ بہی کوئی کلام ہے یہہ تو ایک مجذون
کی بڑ ہے **قولہ** ان الذین یوفون بعہد اللہ ورسولہ فی ایات لہم جنات نعیم دیکہو کسقدر مہمل جملہ ہے
یوفون فی ایات کے کیا معنی ہوئی وفا بالعہد آیات مین سراسر بیمعنی ہے **قولہ** والذین کفروا من
بعد ما امنو ینقضہم میثاقہم وما عاہدہم الرسول علیہ لیقذفون فی الجحیم دیکہو ینقضہم میثاقہم وما
عاہدہم الرسول علیہ ایک ہی چیز ہے پس صریح المناسب مخل اور تکرار مخل ہے **قولہ** ظلموا انفسہم و
عصوا الوصی الرسول یہان فصل کا کیا مقام ہے اس جملہ کا اعراب مین کیا محل ہے سراسر خبط اور بیربط
عبارت ہی پہر الوصی الرسول دو کلمہ ہین نہین معلوم کہ محل الرسول کا کیا ہی اگر اضافہ معنوی ہی تو غلط ہی
اور اگر اضافہ لفظی ہے تو بسبب مفقود ہونے شرائط کے نہایت قبیح ہے ان اللہ الذی نور السموات و
والارض بما شار للاجی اپنی پیشوا سی دریافت کیجئے کہ خبر کو ان کے کیون کہا گئی اور موصول لانیکا کیا
فائدہ ہے اور بماشار کے معنی کیا ہین یہہ کلمہ یہان کیا فائدہ بخشتا ہی جعل من المومنین اولئک
یہان اولئک کا کیا مقام ہے اور جعل کے دونو مفعول کہان اوڑ گئے فی خلقہ لیفعل اللہ ما یشاء
ظرف عامل پر خلاف اصل کے کیون مقدم ہوا قد مکر الذین من قبلہم برسلہم فاخذتہم بمکرہم جبکہ
اخذ متفرع اوپر مکر کے ہی پہر بمکرہم محض لغو ہے وجعلہم لکم تذکرۃ فلا تتقون کیا خوب مضمون ہی تذکرہ بہی
ٹہرایا گیا اور پہر نفی اتقا بہی ہوئی ان اللہ قد اہلک عادا وثمود بما کسبوا وجعلہم لکم تذکرہ فلا
تتقون وفرعون بما طغی علی موسی واخیہ ہارون فاغرقناہ ومن تبعہ اجمعین لیکون لکم تذکرۃ و
اکثرکم فاسقون سخت ردی کلام ہی اہلاک عاد وثمود بسبب اونکے کسب کی اور اہلاک فرعون بسبب
طغیان کے قرار دیا چونکہ طغیان بہی کسب فرعون تہا پہر اوسکو علیحدہ کیون کیا اغرقناہ جو معطوف
ہے اوپر اہلک کے اغراق فرعون اور اہلاک اسکا دونون ایک ہی بات تہی پہر ایک کو دوسری پر
معطوف کیون کیا کہ جس سی مغائرت ثابت ہوتی ہی فی یوم الحشر نے کیون بڑہایا یوم الحشر ظرف تو بلا فی
کے یہہ فائدہ بخشتا ہی کانوا عن آیاتی دیکہو معرضون دیکہو صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہہ کسی عجمی نے ادہر ادہر

کا کلام ہی کان ناصب خبر ہوتا ہی نہ رافع متکلم بیوقوف تک بندی کی ہوس مین خبر کو مرفوع لایا مثل الذین
یوفون بعہدک الی جزیہم جنات النعیم دیکھو کیا بیہودہ کلام ہے جزا کو مثل قرار دیا ہی یا ایہا الرسول
قد انزلنا الیک آیات بینات فیہا من یتوفیہ و من یتولہ من بعدک یظہرون دیکھی کسقدر مہمل کلمات
ہین ضمیر مذکر منصوب متصل یتوفیہ و یتولہ مین کسکی طرف راجع ہے اور اموتنا کیا لفظ ہے اور کیا
معنے اوسکے ہین و جملہ من بعدک یظہرون کا کیا محل اعرابی ہے انا لہم محضرون تعدیہ احضار
بحرف جار خلاف لغت ہی ان لہم فی جہنم مقاما عنہ ولا یعدلون عنہ ولا یعدلون کے کیا معنی ہوئے
اور جار مجرور کسکا متعلق ہوا ولقد ارسلنا موسی وہرون بما استخلف فبغوا اہرون فصبر جمیل کسقدر
ردی کلام ہے اور سخت مہمل نہین معلوم کہ بما استخلف کا کیا محل ہے اور ضمیر جمع بغوا مین کسکی طرف
راجع ہے اور سبب بر ظرہ صبر جمیل ہے دیکھی خدای مفروض رافضی کا جسنے یہہ کلام نازل کیا گیا عاجز
محل رحم ہے کیسی بیکسی کے ساتھہ صبر جمیل ربانپر لایا ہے لقد آتینا بک الحکم کالذین من قبلک من
المرسلین تعدیہ آتینا کا حرف جار کے ساتھہ دلیل بین ہے کہ کسی احمق عجمی کا بنایا ہوا کلام ہی جسکو
اتنا بھی شعور نہین کہ آتینا خود متعدی ہے اور اگر اتینا کو ثلاثی سے فرض کیا جای تب بھی درست
نہین اتیت بہ کے یہہ معنی نہین ہوسکتی کہ دیا مین نے اسکو علاوہ بران اس سورتین الحکم مین کوئی عاقل
قرار نہین پاسکتا ان علیا قانتا باللیل ساجدا یحذر الاخرہ قانتا ظاہرا حال ہی پس اگر عامل اسکا یحذر
ہے تو نہایت بیجا ہے کہ حذر اخرۃ کو مقید بقنوت لیل کیا گیا اور اگر عامل کچھہ اور ہی تو اسکا پتہ نشان
بتائیے بل یستوی الذین ظلموا فرمائیے کہ یہان یستوی دوسری خبر جسکے ساتھہ مساوات کا بیان ہی کہان
جاتی رہی بعدا لی یعلمون کچھہ تو حیا کو کام مین لائی ہوتے ایسی ردی جملہ کو کلام الہی قرار دیتی ہوئین
کہانتک ان دو کلمون کی غثاثت کا بیان کرون کتاب طویل ہوتی ہے انہم قوم سوء خاسرین
خاسرین کا محل اعرابی کیا ہے اگر قوم سوء صفت ہی تو منصوب کیون ہی اور اگر خبران کی ہی تب بھی
نصب کیسا اور پہر قوم سوء مین عامل کون ہی مین نے ان عبارات کی رداءۃ اور غثاثت سی بہت کم
تعرض کیا ہے صرف متعلقات نحو و لغت مین بہت مختصر بحث کی ہے دو وجہ سے ایک تو یہہ کہ ان عبارات
کی رداءۃ ایسی نہین کہ محتاج کسی تشریح کی ہو جو شخص کہ ادنے مہارت علوم عربیہ مین رکہتا ہوگا خود بخود
سمجھہ لیگا کہ کسی احمق عجمی کا کلام ملحق باصوات انعام ہے دوسری یہہ کہ اگر تمامتر شرح رداءۃ و غثاثت کے
مطابق قواعد علوم تصریف و اعراب و معانی و بیان کے کرتا تو عبث تطویل اور اصل مقصود میرا تاخیر
ہوتی لہذا اسقدر لکھا ہی اسی پر اکتفا کرکے باقی کو محمول اوپر سخندانان و ماہران علوم ادبیہ کے کرتا ہون

وعلے الذین سلکوا مسلکہم متی رحمۃ الٰہی سخت دنی اور یہ وہی کلام ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کسی بڑے
احمق کا کلام ہی کہ اوسکو مانند لالہ جی کی کچھ بھی دخل وفراست عربیہ مین نہین تقدیم ظرف کی عامل پر اور
خبر کی مبتدا پر برخلاف اصل کے بلا کسی وجہ کے ازبس امر شنیع ہے یہانتک لالہ جی نے بحث قرآن کی محفوظ
ہونے مین کی اور بہت سر پٹکا اور ہر فرقہ شیطانیہ سے مدد لی مگر یحکم الحق یعلو ولا یعلے واللہ متم نورہ ولو
کرہ الکافرون ایک بھی پیش نگئی اب وہ دلمین غور کرین اور خود ہی انصاف کر کے دیکہین کہ دین محمدی
اور قرآن مجید کسقدر محکم ہے اور کیسی کیسی ضوابط محکمہ معقولہ واسطی حفاظت دین اور کتاب مبین کے ابتدا
سے مقرر ہین کہ بقول جناب صاحب تحفۃ الہند کے ممکن نہین کہ کسی طرحکا اختلاط ہوجاوے اور صحیح اور غیر صحیح ملتبس
ہوجاوے اخبار کا سلسلہ دیکہئے تو اوسی خوبی کے ساتھہ ہی ضبط احوال رواۃ پر نظر کیجئے تو ایسا ہی
مستنبط ہے ممکن نہین کہ غیر قرآن قرآن مین مختلط ہوجاوے اول تو نظم معجز ہی ایسی ہے کہ اسمین غیر کا کلام
شامل نہین ہو سکتا ثانیاً ضبط رواۃ اور انواع اور اقسام روایات ایسا حسن وخوبی کے ساتھہ ہی کہ
اوسکی مراعات سے ہر ایک شخص جو اس علم مین تہوڑا سا بھی دخل رکہتا ہوگا عبارت ملحقہ کی صاف تمیز کر لیگا
یہی وجہ ہی کہ باوجود خروج ہزارون فرقہ اعداء دین کے مثل رافضہ وغیرہا کے کچھہ نقصان قرآن مجید
مین نہین آیا اور باوجودیکہ لاکہون طرحکی تدبیرین اونہون نے کین جہوٹی روایتین بنائین تلبیس شیطانی
مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا مگر اوسمین کچھہ فرق نہ آیا جن جن قرار قرون مین صاحب وحی علیہ السلام پر نازل ہوا تہا
ابتک متواتر اور مشہور ہی ہنود تو کیا بیچارے ہین روی زمین پر جسقدر ادیان ہین کوئی ایک تو دین
کا حفظ وضبط اور اپنی کتاب واخبار کی سند ہماری طرح پیش کر دے دیکہیے جبر بید کی جہانکلی اینکہدکی
بعض عبارات مین کمی وبیشی ہی کوئی سند دلیل تو ہی اوسکی تصحیح نہین کر سکتا پس ہمارے سامنے
کوئی غیر دین ومذہب والا کیا منہ لیکر آسکتا ہے الا یوجہ لیس فیہ حیا ؏ کوئی پیدا تو کر لیوے
ہمارا سا جگر پہلے + قولہ الحاصل قرآن محفوظ نہین رہا انتہی لا حاصل گفتگو ہے ددتین کافرون
کے قول نقل کر کے یہہ کہدینا کہ الحاصل قرآن محفوظ نہین رہا اسبات کو تسلیم کرنا ہی کہ بعد نقل کرنی
جین اور بودہ اور ناستک اور یہود اور نصرانیون کے یہہ حکم کیا جاوے کہ بید جہوٹا ہی اور
چہون شاستر غلط محض ہین قولہ پس ادعای سورہ مائدہ کہ قرآن پہلی کتابون کا نگہبان ہی دروغ صریح
ہے انتہی ظاہر ہوتا ہی کہ بے شک لالہ جی کو مرض مالیخولیا لاحق ہے اپنی دلمین خیال باندہ کر اس
خیال پر حکم جاری فرماتے ہین یہہ تو فرماوین کہ سورہ مائدہ مین کہان ہے کہ قرآن پہلی کتابون
کا نگہبان ہی شستی رائے یہہ گمان کرتے ہین کہ جب پہلی قوم ازراہ دغابازی کی یہہ افترا برپا کرتی

ہین مگر مین یہہ کہتا ہون کہ آخر تو لالہ صاحب انسان کیصورت ہین گو از روی تناسخ کے کچہہ ہی ہون ہر ایک
انسان کو تہوڑا بہت اپنی عزت کا خیال ہوتا ہی کچہہ نہ کچہہ حیا و شرم بہی ہوتی ہی کسی پردہ مین بیحیائی کی باتین
کرتا ہی ایسی کہلا کہلی بیشرمی تو اختیار نہین کرتا واقع مین یہہ ہی کہ مرض مالیخولیا مین گرفتار ہو کر مجبور ہو گئے
ہین مگر ایسے نہوتے تو اپنے دین کا پردہ کیون فاش کرتے پہر یہہ بہی خیال مین آتا ہی کہ چندین مشکل برای کل
پیٹ بری بلا ہے سب کچہہ کراتا ہے ؎ بروز طمع دیدۂ ہوشمند ٭ در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند ٭ چون
غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ٭ صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد ٭ **قولہ** سورۂ بنی اسرائیل مین صاحب قران مطلقاً
انسان کو بخیل ٹہراتا ہے وکان الانسان قتورا یعنی انسان بخیل ہے فقط ظاہر آیت سراسر نقیض واقع ہے
کیونکہ ممکن نہین کہ کل انسان ممسک ہون انتہی بہیہ آپ نے کیا لکہا (قتورا) یہہ کلمہ تو قرآن مین نہین خیر یہہ تو
ثمرہ آپکی جہالت کا ہے یہان تو بحث حفظ قران کی تہی تناقض کے بحث مین تو لالہ جی پیشتر بہت سر مار چکے
ہین یہان تناقض کے بحث کو کیون لائی انما ہو کالقنفذ یبدی راسہ تارۃ من ہذا النقب وتارۃ من ہذا خیر ہم
انکے تناقب کیو اسطی موجود ہین عقل حیران ہے کہ لالہ آپ کس قابلیت پر آمادہ مباحثہ ہوئی ہین اور مباحثہ بہی
کس سی جنکے سامنی بڑی بڑی موجدان منطق بجز تسلیم اور سکوت کے اور کچہہ چارہ نہین دیکہتے ہین آیت
کے معنی بعد کو بیان کرونگا پہلے آپ ہی کے اقوال سے آپکو ساکت کرتا ہون خود آپ ہی فرماتے ہین
مطلقاً انسان کو بخیل ٹہرایا ہے تبیتے یہہ قضیہ کان الانسان قتورا قید جزئیہ اور کلیہ سی خالی ہے
اور فن میزان مین مبرہن ہو چکا ہی کہ ایسا قضیہ حکم مین جزئیہ کے ہے پس اسکی نقیض لازم ہی کہ سالبہ
کلیہ ہو وہی یعنے اگر یہہ قضیہ صادق نہو تو یہہ قضیہ صادق ہو کہ کوئی انسان بخیل نہین مگر یہہ تو بالبداہت
غلط ہے ہند کے بنئے اکثر آپکی ذات برادری از بس کنجوس منحوس دانہ دزد ہوتے ہین آپ بہی اسکا
انکار نکرینگے آپکی بڑی معبود و فخر ہنود سری کرشن چند رہنے کپڑون کے لالچ سی ایک بیگناہ دہوبی
کو مار ڈالا دیکہیے ادہیای ۲ ہا اسکند دہم بہاگوت پس جب نقیض اسکی بحکم بداہت اولیہ غلط ٹہری تو فرمائیے
کہ اصل قضیہ کے صحیح ہونے مین کیا کلام رہا گیا اب بہی اوسکو غلط کہہ دوگے کیا ارتفاع النقیضین کے
ثبوت کا حکم کر دوگے جسطرح بحث اوتارون مین لزوم اجتماع نقیضین کی راہ چلے ہو آپ تو بہت سرگرم
تہے اس دعوی پر کہ جمیع فنون عقلیہ کا ماخذ ہند ہے بڑی شرم کی بات ہی کہ مبادی فنون عقلیہ مین بہی
حکمت ہندیہ کا دیوالا نکالے دیتے ہو آب بطور امتحان کے ہم آپ سی دریافت کرتے ہین کہ آپ کا یہہ
قضیہ کہ ممکن نہین کہ کل انسان ممسک ہون کلیہ ہے یا جزئیہ ہے یا مہملہ اور نقیض غیر مسورہ کی ہو سکتا ہی
یا نہین ذری مہربانی فرما کر اسکا جواب تو دیجئے تاکہ آپکی حکمت ہندیہ کا حال کہلے ایہ بفرض اس امر کی اوس

کہتا دل اسکی اپنی پاس رکھتی ہو تو پیش کرو **قولہ** اکثر آیات قران شفا از امراض ہین مثلا ونزل من القران
ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظلمین الا خسارا دیکھو یہہ آیت کیسی غلط ہے اور عکس ظاہر ہے تہر سے
فہم سخن گر نکند مستمع ؛ قوت طبع از متکلم مجوی ؛ اگر لالہ جی مرض الیخولیا مین مبتلا نہوتے تو اونکو ظاہر
ہو جاتا کہ مراد شفا سے روحانی ہے نہ شفاء جسمانی کہ امراض جسمانی تو مومن و فاسق کو یکسان لاحق ہوتے
ہین اور علاج بھی دونون کا ایک ہی طرح ہے یہان جو شفا کو خاص ساتھ مومنین کے کیا اور برعکس
اوسکی فاسقین کے حق مین موجب نقصان قرار دیا تو صاف ظاہر ہوا کہ مراد شفای امراض روحانی ہے
کہ مومنین اوسکے معتقد ہو کر مطابق اوسکے عمل کرتے ہین تو مہلکات و اسقام روحانی سے نجات پاتے
ہین اور فاسقین کہ مریض القلب ہین بسبب اوسکی انکار اور پیش کرنے جدال کے زیادہ تر آفات و مہلکات
روحانی مین مبتلا ہو جاتے ہین اسکی جواب مین جو لالہ جی فرماتے ہین کہ محمد صاحب تمام عمر جاہل رہے اور
اُمی کہلائی انتہی سخت حماقت و جہالت لالہ جی کی ہے کہ از راہ جہالت کی وہ خط و کتابت کو علم سمجھتے ہین اور اسیکو باعث شرافت
سمجھتے ہین انصاف سے کہین کہ اگر خط و کتابت پر علم کا مدار ہوتا تو وہ بلدیہ گایون کا چرانیوالا قبل اس سے
کہ اوسنے سانددہین یا اکرش سے بھی لکھنا پڑھنا سیکھا لالہ جی کے نزدیک جاہل تھا یا نہین اگر جاہل تھا تو ایک زمانہ دراز
تک مین جہالت مین ہی بموجب اعتقاد مردود ہنود کے خدائی کرتا رہا اور اگر جاہل نہ تھا تو مدار علم و جہل اوپر خط کتابت
کے نہ ٹھہرا آپ نے رسالت پر یہہ الزام لگا کر اپنے خدائی مفروض کی خدائی پر بڑا بٹہ لگایا دیکھو ادہیائے
٤٦ اسکند دہم بہاگوت اور چہاندوک اپنکہد سام بید معلوم ہوتا ہے کہ آپنی اپنی دین کی کتابین بہی نہین
دیکھین منڈوک اپنکہد اتہربن بید دیکہی علوم رسمیہ کو مثل بید و پران وغیرہ کے بتصریح تمام اوسمین اجہل
فروع قرار دیا اور علم سنیر ٹھہرایا ہے کہٹولی اپنکہد اتہربن بید مین صاف لکہا ہے کہ بید وغیرہ علوم رسمیہ
کے پڑہنے سے آتما پائی نہین جاتی پس ظاہر ہوا کہ علم کامل یہہ رسمی نہیں پڑھنا بید پورانون کا علم حاصل
کرنا نہین یہہ بموجب تصریح اپنکہد مذکور و کے علم ادنیٰ ہے **قولہ** بہت لوگ اونکی رسالت پر ایمان لائے اور
حضور حضرت مین قران پڑھا مگر بعد چندے مرتد ہو گئے انتہی یہہ بھی ایک جہالت لالہ جی کی ہے چونکہ راسخ
الاعتقاد نہ تھے اور قبل اس سی کہ اسقام روحانی سے بہمہ وجوہ چنگی ہو جاوین بد پرہیزیان اختیار کین اور
جو شئی کہ اونکے امراض کیواسطی شفا تھی یعنی قرآن اس سے منحرف ہو گئے لاجرم جسقدر مرض کہ رو بکمی لایا تھا
پہر عود کر آیا اور ہلاک ہو گئے آپ نے تیتری اپنکہد یجر بید نہین دیکھا اوسمین یہہ لکھا ہے کہ پرجاپت نے
سُر اور اسُرونکو بید بیک نمط تعلیم کئے مگر اسر اوس سی گمراہ ہو گئی اب فرمایئے کہ آپکے نزدیک بید شفاء
اسقام روحانی ہین یا نہین اگر ہین تو اسر کیونکر گمراہ ہو گئے پرجاپت تو بیک نمط دونو سکہائی تہی اور

اور اگر نہین تو فہو المراد چشم ما روشن دل ما شاد **قولہ** علی الخصوص جبکہ محمد صاحب نے وفات پائی اور دولت
مسیلمہ و سجاح بر سر ترقی آئی اکثر عرب نے دین اسلام چھوڑ دیا اور اسود عنسی اور مسیلمہ وغیرہ کی نبوت پر عمل
کیا انتہی مین حیران ہون کہ لالہ جی کس قسم کے خلل دماغ مین مبتلا ہین نہ علم تاریخ سے واقف ہین نہ اور کسی
علم سے آگاہ ہین جہل مرکب مین پڑے ہوئے ہین اسود عنسی کا تو فیروز دیلمی اور داود رضی اللہ عنہما نے
پیغمبر صلعم کے وفات سے ایک روز پیشتر کام تمام کیا اور اوسی روز پیغمبر صلعم نے اوسکے مارے جانے کی خبر
اصحاب کو سنا دی مسیلمہ کذاب ایک برس کے اندر ہی مارا گیا سجاح اور طلیحہ سال بھر کے اندر ہی اندر مشرف
باسلام ہوگئی آیا اسیکا نام لالہ صاحب کے نزدیک ترقی دولت و اقبال ہے شرم تو نہین آتی پھر جو یہہ
فرماتے ہین کہ اکثر عرب نے دین اسلام چھوڑ دیا یہہ بھی اونکی جہالت ہے شیخ ابن حزم نے مرتدین کے حال
مین لکھا ہے کہ تیسرا گروہ وہ تھا جسنے ارتداد و کفر اختیار کیا مانند اصحاب طلیحہ اور سجاح وغیرہ مرتدین کے
اور یہہ گروہ قلیل تھا پھر ان سب قبایل مین بھی مومنین مرتدین کی برابر موجود تھی یمامہ مین ثمامۃ بن اثال
حنفی مجاہد مسلمین محارب مسیلمہ موجود تھی اور قوم اسود اور بنی تمیم اور بنی اسد مین بھی جمہور مسلمین تھی انتہے
ترجمہ کیا لالہ جی اسی گروہ قلیل کا نام اکثر عرب ہے اس سے زیادہ تو بڑے بڑے بید خوان ارکان دین
ہنود مثل بھیکم پتامہ اور درونہ چارج اور کرن پسر آفتاب وغیرہم کرشن جی کے مقابلہ مین برسر محاربہ تھی
انکا کیا ذکر خود مہادیو جی اور راجہ اندر جو بڑے عارف اور نامی دیوتا ہین چند بار برسر مقابلہ ہوئی اور بڑی
جنگ واقع ہوئی بھارت اور بھاگوت دیکھئے پھر یہہ جو لکھتے ہین کہ اسود و مسیلمہ کی نبوت پر اقرار کیا یہہ بھی
جہالت ہے اسود عنسی کم بخت تو حیات جناب رسالت مآب ہی مین تخت تاراج ہوگیا تھا علاوہ خود
اسود عنسی اور مسیلمہ اور سجاح اور طلیحہ یہہ سب پیغمبر صلعم کی نبوت کے مقر تھے مگر باینہمہ اپنی تئین بھی
ازراہ افترا کے نبی ظاہر کرتے تھے چنانچہ کتاب شیخ ابن حزم اور اور اخبار سے یہہ بات ثابت ہی چنانچہ

وہ لکھتے ہین مع اقرار اعدائہ بنبوتہ کمسیلمۃ و سجاح و طلیحۃ والاسود و ہو مکذب لہم قبل بعد ہذا برہان

او بعد ہذہ الکفایۃ من اللہ تعالی کفایۃ انتہی اور مسیلمہ کا تو نامہ ابتک منقول اور مشہور ہے اوسمین وہ لکھتا ہے

اما بعد من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ الخ والفضل ما شہدت بہ الاعداء لالہ جی تو فرماوین
کہ مخالفین برہما اور کرشن جی اور راجہ رام چندر مین بھی کوئی ایسا گذرا ہے جو باوجود مخالفت کے
رسالت برہما اور الوہیت کرشن اور راجہ رام چندر کا اقرار کرتا تھا **قولہ** پھر سورہ آل عمران مین آیا ہے
کہ کعبہ جائی امن ہی و من دخلہ کان آمنا یعنی جو کوئی کعبہ مین آیا اوسنی امن پایا سورہ عنکبوت مین ہے

اولم یروا انا جعلنا حرما آمنا یعنے کیا نہین دیکہا کہ ہمنے حرم کو جای امن کیا یہہ آیتین بھی خلاف واقع ہین
کہ کعبہ جای امن ہرگز نہین آپنے لالہ جی کے دماغ مین سراسر فتور ہے ترجمہ آیات کا طور اس طرز پر
رقم فرماتے ہین کہ جس سے ثابت ہے کہ غیر امن کی متعرض ہے زمانہ ماضی سے اور اوسکی خلاف کو
زمان حال کے ساتہہ مقید فرماتے ہین اگر یہہ جنون یا مالیخولیا نہین تو اور کیا چیز ہے ہر صاحب عقل
مانتا ہے کہ ثبوت تناقض کیواسطے اتحاد زمانہ متناقضین کا شرط ہے مثلاً اگر زمان سابق مین زید امیر تہا
اور اب فقیر ہے پس یہہ قول کہ زید امیر تہا مناقض یا مناقض اس قول کا ہرگز نہین کہ زید فقیر ہو مگر
لالہ جی کو عقل کہان کاش کچہہ فن مناظرہ اور میزان سے واقف ہوتے تو اسقدر ہماری اوقات ضائع
نکراتے اب سنئے کہ آیات مذکورہ دو حال سے خالی نہین یا احکام ہین فے الفاظ الخبر جیسے کہ اور
بعض آیات بھی ہین یا اخبار زمانہ ماضیہ ہین جیسا کہ ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے ہم اسوقت آپکے
مقابلہ مین تعیین اسکا کہ درحقیقت دونو شقون مین کونسی شق مراد ہے ضرور نہین جانتے کیونکہ ہم دونو
صورتون پر آپ کو جواب کافی دیتے ہین یعنی اگر خبر ہے تو نزول آیات سے پیشتر کی خبر ہے کیونکہ الفاظ
ماضی مین بیان کئے گئے ہین پس جبتک کہ آپ غیر امن ہونے زمانہ سابق کی ثابت نکرین تب تک آپکی یہہ
سب ہذیان سرائی مخل صدق خبر کی ہرگز نہین ہو سکتی اور تصدیق اس خبر کے بہت عیان ہے
الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدہم فی تضلیل وارسل علیہم طیرا ابابیل ترمیہم بحجارۃ
من سجیل فجعلہم کعصف ماکول ابرہہ جب ایک لشکر کے ساتہہ باراد ہ ہلاک کرنے قریش کی چڑہ
آیا تو دیکہو بمصداق اس خبر کے اسکا کیا حال ہوا پس اس سے زیادہ ظہور صدق خبر کا کیا ہوگا اور
اگر حکم فے الفاظ الخبر ہے تو سب اعتراضات آپکے محض یاوہ سرائی ہے کیونکہ یہہ ضرور نہین کہ حکم
شرعی کے خلاف کوئی بات ظہور مین نہ آوے دیکہئے بعد مین حکم حرمت شراب کا ہوا اور سکر دیوتا اور گرگٹ
اوتار اور اونکے خاندان اور جد بشر وغیرہ اخوان اور اونکی بہائی بلرام سے وہ فعل ظہور مین آیا
اور اور بہت نظائر اسکی ہین **قولہ** تفصیل اس روایت کی رسالہ صمصام ہند مین ہو انتہی اجی اوس
تیغ چوبین کو جیتون کی گڑہی اینٹ سے بھی بدتر سمجہو اوسنے تو گٹہلی چہری بنکر آپ ہی کی گردن کاٹی
سیف القہار کو دیکہئے **قولہ** درصورتیکہ صاحب قرآن غیبدان ہوتا تو بلا تامل اخبار وآثار سے لینے
ان حوادث سے جو حجاج وغیرہ سے مکہ پر نازل ہوئے لوگون کو اطلاع دیتا انتہی اگرچہ یہہ قول ایکا محض
توہم پرستی اور مبنی بر مالیخولیا ہے پہر بھی چونکہ آپ پر ہر آئینہ حجت ہے پس اسکی بنا پر ہم کہتے ہین کہ اگر

غارمین بیدنصیب ان ہوتا تو اپنی زوجہ کے لے بہاگنی کی خبر نسبت راون دیت کے بیدمین بلاتامل دیتا
اپنی شکست فاش اور فرار ہونے کے سترہ میدان مین جراسندہ کی سامنی سی بلاتامل خبر لوگون کو بذریعہ بید
کے پہونچا دیتا اپنی روسیاہ ہو جانے کے خبر بہنکار سے ایک ناگ کی اطلاع بلاتامل اوسمین لکہدیتا اپنی
پٹنے اور کٹنے کی خبر ہاتہہ سے بہیکم تیامہ کے ہرگز بیدمین سی متروک نکرتا اپنی ٹلجا اور رامن یعنی
سرزمین ہندکہ جہان باربار تنزل جسمیہ اختیار کرکے عیش و کامرانی مین مصروف ہوتا تہا وہان کی رانیون
اور راجون اور اپنے اوتار اعوانون کی فضیحت کا حال ہاتہہ سی سلاطین ایران اور اسکندر رومی
اور سلطان یمین الدولہ کے زنہار پردہ مین نرکہتا بلکہ صاف بیدمین درج کردیتا اب کدہر
گہوسی گئی ہمصفیر ابہ مین لالہ اندرمن سبہی برن زری آنکہہ کہولکر دیکہین کہ شرطیہ مسلمہ جنابسامی کا
کیا رنگ لایا اور اوسنی آپکو آپ ہی کے ہاتہون کیسا ذلیل بنایا دیکہا اعجاز قران اسطرح منکرون
کو انہین کے دست و دہان و زبان سی رسوا کرتا ہے اب بہی کچہہ سوچو سمجہو ہوای باطل مین ایسی نہ بہو بہت
فضیحت ہو چکے آپ کے ہواخواہ بہی آپکو بعد ملاحظہ سوط الجبار کے بیوقوف اور جاہل سمجہنے لگے ہین کوئی
دن کی دوکانداری ہے جلد دیوالا نکلنا چاہتا ہے **قولہ** خود محمد صاحب نے بہی حرم مین حکم خونریزی کا دیا
انتہی یہہ اعتراض لالہ جی کا اوپر شق اول کے ہی یعنی اگر قولہ تعالی ومن دخلہ کان آمنا حکم بالفاظ الخبر ہے
تو خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اوسکے خلاف کیون عمل مین لائی چار رسالہ لالہ صاحب نے تحریر فرمائی
ان چارون مین اگر معقول ہی تو صرف یہی ہی کہ حسب عادت بہتان و افترا بہی نہین کیا تو عدمیزان اور
مناظرہ کے بہی خلاف نہین بخدا اس تقریر سے مین نہایت خوش ہوا اور انکی ہذیان سرای سابقہ سے جو
بسبب ضائع ہونے اوقات اپنی کے منغض تہا چونکہ انہون نے یہان معقول گفتگو کی وہ سب ملال
رفع ہوگیا ؎ ہرچند کہ از جور تو ام خون رود از دل * از درچو درآئی ہمہ بیرون رود از دل * اسی
سبب سے مین نے اونکی عبارت کو کہ لچر اور پوچ اور اداہی مدعا مین قاصر تہی بدلکر اونکے مدعا کو خوب
چست کرکے اپنی عبارت مین لکہا اور بدعای خیر اونکو یاد کرکے جواب دیتا ہون ہدیت الی الصواب
خذ الجواب کہ صاحب وحی کا عمل ہرگز خلاف حکم خدا کے نہین ہوتا خود خدای تعالی نے از روی وحی
کے حکم حرمت کو اوسوقت منسوخ فرماکر اجازت قتال کے دی تہی چنانچہ حدیث صحیح مشہور مین وارد ہے

لم تحل لی الا ساعة من نہار فہو حرام بحرمة اللہ الی یوم القیمة اور جواز نسخ احکام کا از روی دلائل
عقلیہ و دلائل نقلیہ فریقین کے ہم اوپر ثابت کرچکے ہین پس یہہ اعتراض اونکا ہمپر وارد نہین ہوتا ہے

ہمنے تقریر شق اول مین ضمناً اسپر اشارہ کیا ہے کیسے یہہ مجرمین نے لکھا ہے کہ ضرور نہین کہ حکم
شرعی کے خلاف ظہور مین آوے اور اوسپر نظائر اعمال شکر دیوتا اور مہاراجہ سری کرشن وغیرہ
کے جو آپکے نزدیک حد آدم تلک خلاف حکم کے نہین ہوسکتی لایا ہون اسی سے یہی مدعا تہا قولہ لازم
آتا ہے کہ محمد صاحب قرآن کسی زکشتہ تھے اقول یہہ لالہ جی کے حماقت ہے کیونکہ ان اونکے اصول پر برگشتگی
انکے اکابر اور اونکے معبودون کی لازم آئی اور تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ بید شاستر مین قتل کرنا آدمی
کا بڑا گناہ ہے بلرام جی نے ایک بڑے نامی گرامی عالم کو جو نیمکھار مین بیاس جی کی گدی پر دہنا
دہار ہا تھا قتل کر ڈالا اور کسی نے یہہ بھی نہ پوچہا کہ کون مارا گیا بیل گای کی برابر تو اوسکی پرسش
ہونی محال تہی کتے کی برابر بھی اوسکی خون کی پونچھ گچھ نہوئی بلرام جی تو بڑے اکابر مین ہین وہ
بید و شاستر کے خلاف کیون عمل میں لائے اگر لالہ جی کہین کہ بلرام جی کی اونہون نے تعظیم نہین کی
تہی اس جرم مین وہ واجب القتل تھے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ جرم مستوجب قتل کسی ملت و مذہب
مین نہین ہے بلکہ واقع مین جرم بھی نہین ہے بلکہ ایسی وقت مین عالم جلیل القدر سے طالب تعظیم
ہونا جرم عظیم ہے اگر بید مین تعظیم نہ بجا لانا کا جرم مستلزم القتل ہو تو نشان دیجیے علاوہ بران اگر
سوت جی مرتکب ایسے جرم کے حقیقت مین تھے کہ جسکے ارتکاب پر ایسی سخت سزا اونپر واجب تھی
تو وہ بلاشک و شبہہ فاسق ٹہرے اور جب وہ فاسق ٹہرے تو سب بید و پران کہ جنکا سلسلہ
رواۃ کا سوت جی سے خالی نہین بسبب فاسق ہونے راوی کے سراسر نامعتبر ہوئے اور کچھ اطمینان
اونپر نرہا بید مین مخالطت عورات اجنبیہ کو نہایت ممنوع لکھا ہے سری کرشن جی عمر بھر گوپیون کے
ساتھ سرگرم مخالطت اور ملاعبت رہے پس برگشتگی اونکی بید سے لازم آئی برہما جی اور مہادیو جی
جب مجادلہ ہوا اور ایک نے دوسری پر تعلّے چاہی تو بیدون کو حکم قرار دیا بیدون نے مہادیو جی
کو فضیلت دی برہما جی بیدون کے قول پر مطمئن نہوئی یہانتک کہ اس جرم مین اونکا ایک سر کاٹا گیا
چنانچہ یہہ قصہ اسکند پران کاشی کہنڈ مین مذکور ہے برگشتگی برہما کی بیدون سے صاف ثابت
ہوئی قولہ پہر قرآن ادعا کرتا ہے کہ بطفیل اسلام قبائل عرب سے دشمنی قدیم دور ہوئی سورہ
آل عمران مین ہے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا
یہہ آیت خلاف واقع ہے کہ قبائل عرب مین بعد ظہور اسلام بھی بازار خصومت گرم رہا انتہے مختصرا
یہہ اعتراض بھی مبنی بر جہالت ہے اسلئے کہ بقول اکثر مفسرین کے مخاطبین انصار کبار رضی اللہ عنہم مین

که قبل از قدوم جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم باہم اُنمین اشد عداوت تہی چنانچہ وقائع ان کی
مثل واقعہ بعاث وغیرہ بہت سخت سخت واقع ہوتے رہتے تھے ایک سو بیس برس سے سخت عداوت
اُنمین چلی آتی تہی جب وہ مشرف باسلام ہوئے تو آپس مین صلح ہوگئی اور باہم کی عداوت رفع ہوگئی
اور کچھہ رنج نرہا ایک دوسرے سے ملنے لگے باہم رشتہ قرابتین ہونے لگین چنانچہ یہہ امر اخبار
متواترہ سے ثابت ہے پس باوجود تواتر اخبار کے یہہ قول لالہ صاحب کا کہ یہہ آیت خلاف واقع اور
نقیض ظاہر ہے سراسر خلاف واقع اور ظاہر البطلان ہے منشا اوسکا جہالت ہے لغت عرب سی کہ
جہل مرکب سی وہ اس خبر کو از قسم اخبار آیندہ سمجہے یہہ سمجہی کہ یہان اَلّفَ و اَصْبَحتم صیغہ ماضی کے
ہین اخبار آیندہ پر کسیطرح پر دلالت نہین کرتے یہہ بات کہ بعد اُس صلح و صفائی کے پہر کبہی کچھہ شخاص
ہین منجملہ اُن دونو گروہون کے کسی طرح کا تکرار ہو یہہ کسیطرح پر مدلول آیت کا نہین اکثر تفاسیر اور
بعض اخبار سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شان نزول اس آیت اور چند آیات متقدمہ کا یہی ہے کہ جب
شماس بن قیس یہودی کو الفت و محبت باہم دونو گروہون کی بعد ایسی عداوت شدیدہ کی بہت ناگوار
گذری تو اوسنی چند آدمیونکو دونو گروہون مین سے از راہ شیطنت کے بہڑکایا اور گفتگو زبانی باہم
ہوئی ہنوز نوبت قتال کی نہ پہونچی تہی کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی اور جناب
رسالت مآب صلعم خود تشریف لیگئے اور فریقین کو زجر و ملامت کی تب یہہ آیات نازل ہوئین یا ایہا
الذین آمنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کافرین وکیف تکفرون وانتم
تتلی علیکم آیات اللہ وفیکم رسولہ ومن یعتصم باللہ فقد ہدی الی صراط مستقیم یا ایہا الذین آمنوا
اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ
علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا خلاصہ مدعا یہہ ہے کہ خدا اُن لوگونکو نصیحت
فرماتا ہے اور اپنا احسان اونکو یاد دلاتا ہے کہ خدا کے احسان کو یاد رکہو کہ تمہاری ایکسو بیس برس
کی عداوت کو تمہارے دلون سے نکالکر آپس مین تمہاری محبت کرادی بعد اسکے ایسا نہو کہ تم آپس مین آمادہ
جنگ و جدال کے ہو صاحبان عقل لالہ جی کی جہل پر غور فرماوین کہ کسقدر مالیخولیا مین گرفتار ہین
صاف بات بہی اونکی سمجہہ مین نہین آتی اونکا اعتراض تو اسدم قائم ہوسکتا تہا کہ جب واقع مین باہم اوس
و خزرج کے صلح نہوئی ہوتی اور جبکہ صلح و صفائی مین کچھہ شک نہین تو بعد صلح و الفت کے پہر کسی
بات پر کسی قسم کا نزاع ہوجانا محل صدق مضمون آیت اصلا نہین ہوسکتا قولہ اوس و خزرج مین

جبکہ عظیم ہوئی الٹو افزا لالہ صاحب کا ہے اونکو شرم نہین آتی کہ ہم سے تو مطالبہ سند کتاب معتبر ہنود کا فرماتے ہین اور آپ بلا حوالہ کتاب یا بحوالہ کتب غیر معتبرہ جو منہ مین آتا ہے تحریر مین لاتے ہین باوجودیکہ سید بت شکن نے اسباب پر اونپر بہت نفرین کی ہے گروہ ایسی حیادار قوم کے فرد کامل ہین کہ ایسی لعن و تشنیع پر خیال بھی کرنا معیوب سمجھتے ہین قولہ پہر قرآن ناطق ہے کہ سابق تمام آدمی ایک دین پر تھے وماکان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا یعنے اول مین لوگ ایک دین پر اتفاق رکہتے تھے پس ازان اختلاف کیا مضمون آیت ہذا بہی خلاف واقع ہے کہ بنی آدم مین روز ازل سے ہی اختلاف چلا آتا ہے مثلا قابیل نے خلاف آدم کیا اور کنعان برعکس نوح ہوا انتہی اقول اولا کی اول یہہ ہے کہ لفظی معنی آیت کے بھی نہین جانتے کسی سے سنکر غلط ترجمہ کیا ہے لفظی معنی آیت کے یہہ ہین کہ نہی آدمی مگر ایک امت یعنی اصل فطرۃ پر پہر مختلف ہوئے ثانیا یہہ کہ از راہ جہل مرکب کہتے ہین کہ بنی آدم مین روز ازل سے اختلاف چلا آتا ہے یہہ نہین سمجھتے کہ آدم خود ازلی نہین بنی آدم کیونکر ازلی ہوسکتے ہین ثالثا خود لکھتے ہین کہ ایک دین پر اتفاق رکہتے تھے اسکی نقیض یہہ لائے کہ قابیل نے آدم سے خلاف کیا حالانکہ مطلق مخالفت مستلزم مخالفت دین و فطرت نہین ہوسکتی مقید کی نقیض مطلق کو ٹہرانا سراسر جہالت لالہ صاحب کی ہے کیونکہ بحکم الکفر ملۃ واحدۃ بلرام اور سوت جی دین ہنود مین دونو متفق تھے اگر کوئی احمق بسبب قتل کرنے سوت جی کے بلرام کیطرف نسبت یہہ گمان کرے کہ وہ دین ہنود سے برگشتہ ہوگئے تھے یا سوت جی کو سمجھے کہ وہ دین ہنود سے مرتد ہوگئے تھے تو لالہ جی کیطرح سخت احمق کہلا دیگا اور اگر یہہ اصل لالہ تسلیم کیجاوے تو بسبب مقاتلہ بہیکم پتامہ اور سری کرشن جی کے یا بسبب مجادلہ اور محاربہ برہما اور مہادیو یا بشن اور مہادیو کے لازم آتا ہے کہ ایک انمین سے نئے دین یا مرتد تھے حالانکہ لالہ جی اسکو تسلیم نکرینگے رابعا مخالفت قابیل کے تو مدت مدید کے بعد واقع ہوئی تہی اس مخالفت سے پیشتر تو ہر آئینہ اتفاق ہی تہا پس صدق مضمون آیت مین کیا کلام رہا علے ہذا القیاس بعد طوفان نوح کے ایک زمان دراز تک آدمی ایک ملت پر تھے اور جب کسی زمانہ مین از منہ ماضیہ سے اتفاق آدمیونکا ایک ملت پر متحقق ہوگا مضمون آیہ کریمہ کا بالبداہتہ صادق ہوگا اور اتفاق آدمیونکا ایک ملت پر ایک زمانہ دراز تک خود کتب معتبرہ ہنود سے اور نیز اعتراف لالہ جی سے ثابت ہے اسلئے کہ مہابہارت مین جابجا بتصریح تمام لکھا ہے کہ زمانہ ست جگ مین سب آدمی ایک طریق پر تھے اور گناہ نہ تہا اور لالہ جی بھی تحفۃ الاسلام اور اس رسالہ مین اوسپر معترف

معترف ہین البتہ لالہ صاحب کے دین کی کتابین اسباب مین باہم متناقض ہین کہ یہہ بھی کہتے ہین کہ لئی کرور برس آدمی ایک دین پر رہی اور وجود گناہ کا نتہا پہر وقوع معاصی کے بھی معترف ہین اندر کے زنا کا اہلیا کے ساتھ اقرار ہے چندرمان کے زنا کا تارا کے ساتھ اور پیدا ہونا بدہ ولدالزنا کا اُس حرامکاری سے اعتراف ہے واقعہ بششٹ بیٹیون و بسوامتر کا اور مارنا بسوامتر کا بہت بیٹون بششٹ کو کتب معتبرہ ہنود مین مرقوم ہے جو چیز کہ اصل اصول دین ہے یعنی معرفت پیدا کرنیوالے کی اوسمین یہانتک برہما اور رحما دیوکے اختلاف نی طول پکڑا کہ ہرایک نے اپنے تئین دوسریکا بلکہ تمام موجودات کا پیدا کرنیوالا ظاہر کیا علاوہ بران عصیان وکفر برہما کا اوسی زمانہ مین ظاہر ہوا یعنے جسکو لالہ جی کتاب سماوی منزل بر برہما قرار دیتے ہین اُنپر برہما نے یقین نکیا کہ اس کفر کے سبب ایک سر اونکا کاٹا گیا غرضکہ اس قسم کی اور بہی بہت حکایات ہین کہ اگر سبکو لکہون تو ایک دفتر چاہیے **قوله** پہر قرآن ذوالقرنین کے حالات مین او عاکرتا ہے کہ اوسنی آفتاب کو ولدل مین ڈوبتا ہوا پایا حتے اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی عین حمئۃ یعنی ذوالقرنین نے الخ اقول مغرب وہانتک قدم رنجہ فرمایا کہ آفتاب کو چشمہ گلیمین ڈوبتا پایا انتہی اوپر آیت مین مذکور ہی کہ ذوالقرنین نے اسباب کی تلاش کی بعد اوسکے فرمایا کہ حتے اذا بلغ الآیہ یعنی تا آنکہ جب پونہچا مغرب شمس مین توپایا سورج کو کہ چھپتا تہا دلدل کے چشمہ مین مراد یہہ ہی کہ ایسے مقام پر مغربی زمین مین پونہچا کہ وہان سے آگے کسیطرح بسبب دلدل کے گذارا نتہا اور یہہ بھی ممکن نتہا کہ جسطرح تھوڑی سی دلدل پر گھاس یا پتے بچھا کر پل بناکر راہ بنالیتی ہین یہان بھی راہ بنالیجاوی کیونکہ وہان اسقدر مسافت بعید تک بجانب غرب دلدل تہی کہ سورج اُسی دلدل مین چھپتا ہوا پایا جاتا تہا اور یہہ امر صاحبان عقل کے نزدیک خصوصاً واقفان علم ہیئت کی نزدیک عین مطابق واقع کی ہی زمین اور پانی کرہ کی شکل پر ہی اور سورج زمین سی بہت دور ہی اور پہر دو قول یعنی بسبب حرکت شمسی یا حرکت ارضی کے حیلولۃ تحدیب ارضی اور پانی کی درمیان مین سورج اور ساکنان زمین اور پانی کے ضروری ہی اور اسیطرح اوسی حرکت کی سبب مقابلہ بھی ضرور ہے پس اسی حیلولۃ اور مقابلہ کا نام غروب و طلوع وبزوغ اور افول زبان عرب مین ہی اور نکلنا اور چھپنا اور ڈوبنا اُردو مین اور اودا اور است سنسکرت مین ہرایک اہل زبان اسی حیلولۃ اور مقابلہ کو اپنی اپنی لغت مین جدی جدی الفاظ سی تعبیر کرتا ہی زمین سخت پر جو لوگ ہین وہ کہتی ہین کہ سورج زمین مین چھپ گیا دریا مین جو لوگ ہوتی ہین وہ کہتی ہین کہ پانی مین چھپ گیا جو پہاڑ کے رہنی والی ہین وہ کہتی ہین کہ پہاڑ مین چھپ گیا دلدل کے قریب جو لوگ ہین وہ کہتے ہین کہ دلدل مین چھپگیا انکا یہہ مقصود نہین ہوتا کہ زمین مین دہس گیا یا پانیمین ڈوبگیا یا پہاڑ مین سماگیا یا دلدل مین اندھگیا

اور یہہ بھی اور وہ عوام و خواص و کتب سماویہ اور کتب غیر سماویہ میں ایسا ذائع اور شائع ہی کہ کوئی شخص اسکا انکار
نہیں کر سکتا مین یہان نقل کرنا اسکا کتب سماویہ سی ضرور نہیں جانتا مگر اور کتابون سی چند لطیفے اسکے واسطے اتمام حجت کی
اور پر ہنود کے لکھتا ہون کو لنگ اپنکہہ آگ جب جلتی جلتی بجھہ جاتی ہے عام سمجھتے ہین کہ یہہ مر گئی حالانکہ روشنی آگ
کی برہم ہی جسکو فنا نہین اور وہ اُس حالتمین ہوا ہو کر آفتاب سی جا ملتی ہے اور آگ کی روشنی آگ کی پران ہی آفتاب کے اندر کی
پران ہی جب شام کو مغرب مین غروب ہوتا ہی عوام کہتے ہین کہ آفتاب مر گیا حقیقت مین اسکی حالتمین تغیر نہین ہوتا ہی روشنی
اسکی قمر مین اور پران اوسکی ہوا مین آجاتے ہین چاند جب چھپتا ہی نادان اوسکو مرا سمجھتے ہین وہ مرنیوالا نہین
ہے اُس حالت مین روشنی اوسکی برق مین اور پران اوسکی ہوا مین ملجاتے ہین بجلی جب چمکتی ہی مضمحل ہوتی ہی
بعلم سمجھتے ہین کہ وہ فنا ہوئی اور حقیقت یہہ ہی کہ روشنی اور پران اُسکی ہوا ہو جاتی ہین انتہی میتری اپنکہہ مجر سید
طلوع آفتاب کا مشرق ہی سی چاہیے کہ جب آفتاب طلوع ہو دران سکو آفتاب کے گرد گرتا ہوا اور طالع سمجھو اور جب آفتاب
غروب ہو وہی ان سکو آفتاب مین محو سمجھو انتہی برہدارن اپنکہہ مجر بید مین لکھا ہی بید کی سرتی ہی سوال طلوع آفتاب کا
کسمین ہوتا ہے اور غروب کس مین جواب ہوا مین طلوع ہوتا ہی اور اسمین غروب ہوتا ہی فقط پہر اسمین دوسری جگہہ
لکھا ہی سوال جب آفتاب غروب ہوتا ہی اُسوقت اُسکا نور کہان جاتا ہی جواب چاند مین کہ چاند کی روشنی سی انتظام
کا ہی سوال جب آفتاب و چاند نہین ہوتا ہی تو کہان جاتا ہی جواب چراغ اور مشعل اور آگین کہ انتظام عالم کا آگی وسیلہ
سے ہوتا ہی سوال جب یہہ تینون نہین ہوتی ہین تب نور کہان رہتا ہی جواب آواز مین کہ بوقت تاریکی کے آواز
کی سماعت سی آمد و رفت اور کار و بار ہوتا ہی سوال جب یہہ چارون نہین ہوتے تب روشنی کہان رہتی ہے
جواب آتما مین کہ عقل سے کام کرتے ہین اور یہہ سب سی اعلی ہی کیونکہ اسکی ضرورت ہر حالمین ہوتی ہی فقط انتہی
اسکند بھاگوت مین مرقوم ہے کہ راجہ بل پربت استاچل یعنی کوہ مغربی مین کہ وہان سورج آست یعنی غروب
ہوتا ہی چلا گیا انتہی سوا اسکے اور بہت جگہہ اسی قسم کے الفاظ مستعمل ہین جب تمام متحقق ہو گیا کہ زمین اور
پانی تحدیب کی اوٹ مین آجانیکا نام غروب ہے تو صحت مین وجدہا تغرب فی عین حمئة کے کچھہ شک و شبہہ نرہا
مگر جیسا اوسکی صحت مین کچھہ شک نرہا ویسا ہی غلطی مین بید کی اُس عبارت کے جو برہدارن اپنکہہ مجر بید
مین ہے کچھہ شبہہ نرہا بید کی سرتی سے کہ آفتاب ہوا مین طلوع ہوتا ہے اور ہوا مین غروب ہوتا ہی اسلیے
کیونکہ ہوا ایسی لطیف ہی کہ آفتاب اسمین کسیطرح چھپ نہین سکتا اگر حایل ہو جانا ہوا کا موجب غیبوبت شمس ہوتا
تو کسیوقت بھی وہ ظاہر ہوتا کیونکہ کرہ ہوا کا تو ہر وقت ہمارے سورج کے درمیان مین حائل رہتا
ہے — پادری فنڈر نے میزان مین ازراہ بوالہوسی کے اس آیت پر یہہ اعتراض کیا تھا
کہ سورج چار سو چھتر لاکھہ کوس زمین سے دور ہے اور دس لاکھہ مرتبہ زمین سے بڑا ہی

اور قرآن کہتا ہی کہ دلدل کی ندی مین ڈوبتا ہوا اتہی بجواب اوسکی مولانا آل حسن سلمہ اللہ نے پادریصاحب کی
ازلیس تحصیل کی تھی اور بہت اونکو شرمایا تہا اور جواب مین یہہ رقم فرمایا تہا کہ مین اس تقریر سے بہت خوش ہوا کیونکہ
اس سے قابلیت پادریصاحب کی آفتاب کیطرح روشن ہوگئی اور معلوم ہوا کہ ناوانی کے دلدل مین سر سے پانو تک
ڈوبے ہین اور نخوت کے سبب کوچہ سخن فہمی سے بالکل محض ہین یہہ نہین سمجھے کہ تمام جہان کے لوگ انبیا اور حکما اور خواص
عوام اور توریت اور انجیل سب محاورہ کہتے ہین کہ آفتاب غروب ہوا آفتاب طلوع ہوا کیا آفتاب کسی چیز مین گھس جاتا ہی
اور اسمین سے نکل آتا ہی وہ تو ہمیشہ نکلا ہوا رہتا ہی کسی چیز مین کبھی نہین ڈوبتا ہی پادریصاحب کے نزدیک شاید جتنے لوگ یہہ
محاورہ کہتے ہین وہ جہوٹے ہین اصل حقیقت یہہ ہی کہ وے نہین جہوٹے ہین پادریصاحب خود ہین ہنسی اگر ذی علم ریاضی الوان
سے جہوٹے جہاز پر سفر کیا ہی یہہ بولتے سنا ہے کہ سمندر پر ایک عجب عالم آب ہوتا ہی کہ آفتاب پانی سے طلوع کرتا ہے
اور پانی مین ڈوبتا ہے پس جو معنی یہان ہین وہی معنی اس آیت کے ہین یعنی ذوالقرنین نے آفتاب کو دلدل مین ڈوبتے
دیکہا نہ یہہ کہ آفتاب آسمان سے اوترکر دلدل مین گھس گیا اتنی بڑی حیف کی بات ہی کہ باوجود اسقدر تصریحات تامہ حصول جواب
کافی کے پہر لالہ صاحب نے اسی اعتراض کو بالفاظ پادریصاحب بعینہا اعادہ کیا مگر کچہہ تہوڑا سا تغیر و تبدل الفاظ مین کردیا
طرفہ یہہ کہ جو جو لفظ پادریصاحب کے بدلکر اپنے الفاظ اونکی جگہہ قایم کئے ان الفاظون سے زیادہ تر ناوانی لالہ جی کی
واضح ہی لالہ جی فرماتے ہین کہ کون نہین جانتا کہ سورج زمین سے کئی لاکہہ کوس بالا اور بہت اعلی ہی پادریصاحب
نے لکہا تہا کہ ۱۴ لاکہہ مرتبہ بڑا ہی اور ۴۶۴ لاکہہ کوس دور ہی لالہ جی کو از بسکہ ہوس تکبندی کی ہی انہون نے
بجاے لفظ دور لفظ بالا اور اوسکی تک ملانیکو لفظ اعلی بجاے لفظ بڑا رقم فرمایا جہالت سے یہہ نہ سمجہے کہ
اس مقام پر لفظ دور کا چاہئے یا لفظ بالا کا اور ہمکو تصریح اسکی ضرور نہین اگر لالہ جی علم ہیئت سے واقف ہوتے تو
ہم بیشک تصریح کرتے ناواقف آدمی کے سامنے اسباب مین تفصیل کلام تضییع اوقات ہی پہر اعلی جو بجاے بڑا
زیب قلم کیا ہی محض مہمل ہی بہرحال تو مدار کلام جسپر یہہ اعتراض متفرع ہی صغر اور کبر حجم ہی اعلی ادنی پر کچہہ بنیاد
اعتراض کی نہین آمدم برسر مطلب لالہ جی جو فرماتے ہین کہ کون نہین جانتا کہ سورج زمین سے الخ بیشک جو لوگ علم ہیئت
سے واقف ہین وہ سبہا اسکو جانتے ہین برخلاف اکابر و اماثر ہنود کے کہ وے از راہ جہل مرکب اس بات کو نہین جانتے کیونکہ
اونکی زعم فاسد مین یہہ ہی کہ سورج چاند سے ایک لاکہہ جوجن یعنی چار لاکہہ کوس نیچا ہی چنانچہ یہہ امر بتصریح تمام اونہا
علم ہوکا تہی گہنہ اسکندپوران مین جو خاص برہما سے منقول ہی مرقوم ہی اور چونکہ علم ہیئت مین مبرہن ہوچکا ہی کہ چاند
زمین سے بقدر ۱۱۸۷۵۰ کوس تقریبا دور ہی پس گویا اور لوگون کو اسکا علم ہو کہ بعد درمیان سورج اور
زمین کے کئی لاکہہ کوس کا ہی مگر بانی اوپر اونکے قول پر شک و شبہہ لازم آتا ہی کہ سورج قعر زمین مین رہتا
ہوا ہی کیونکہ جب چاند زمین سے ۱۱۸۷۵۰ کوس دور ہے اور بموجب تصریح اسکندپوران کے سورج چاند سے چار لاکہہ کوس

بیچاری تو نا محالہ لازم آیا کہ سیہ رج تقریر میں رہ سا ہوا ہی جناب لالہ اندرمن صاحب گروا سے جہل سی ابر کر فرمایئے
پرانون کا کہ وہی بانی بیدون کا ہی کسقدر جہل کے دلدل میں سر سے پاؤن تک غرق ہی اور جناب میرزا بلدیون کی
تقلید کے اندھیرے میں کیسی پھنسی ہوئی ہیں اندھون کیطرح جیرا ہی لاٹھی پکڑے ہوئی ہوئی پھرتے ہیں ہے چہ مند بی عمر
بیس قیس را اندہ مثل اپت سمجھو جر دوگل یار ہے خیر یہہ تو ایک جہل بانی پوران کا ہے جواب آپکی دلیل پر ہمکو
کرنا ضرور ہی آپ جو فرماتے ہیں کہ کہنی لا الہ کو اس اونچا ہی اور اسپر آفتاب طلوع و غروب کو متفرع کرتے ہیں یہہ آپکی
کمال جہالت ہی کہنی لا الہ کو اس نہیں بلکہ اگر کسی جسم اونچا ہو تب بھی بسبب بعد مانع طلوع و غروب کی نہیں یہہ
یہہ امر ما بجنبہ بیتہ بحکم حس ثابت ہی آپ تو سخت جاہل نکلے آپنے کیا سمجھکر یہہ جہالت و حماقت کی تقریر کی ہی بہر حسبہ
کہ اس قسم کی جہالت اور سوفسطائیہ اہل ہنود سی مستبعد نہیں مگر یہہ تو دلمیں سمجھئے کہ اس تقریر میں آپنے
بانی بیدون کو جاہل ٹھہرایا دیکھا اعجاز قرآن آپ ہی کے منہ سے آپکے بید کے بانی کو کیسا احمق بنایا غور کیجئے
کہ یہہ قول بید کا کہ آفتاب جب ہم کو مشرق میں غروب ہوتا ہی روشنی اسکی قمر میں اور حرارت یعنی جان اسکی ہوا میں
آ جاتی ہے اور چاند جب چھپتا ہی تو روشنی اسکی برق میں اور جان اسکی ہوا میں مل جاتی ہی اور آگ جب
جلتی ہے تو ہوا اسکو آفتاب سے جا ملتی ہی اور بجلی جب جمکہ سے معطل ہوتی ہے تو روشنی اور حرارت اسکی ہوا ہو جاتی
ہیں یہہ کیسا جہالت کا قول ہی کوئی صاحب عقل ایسی بیہودہ بات کا قائل ہو سکتا ہی یہہ کلام سراسر جہل سے ملوث
ہیں کہاں تک اسکی جہل کی تشریح کروں جہالت اسکی مانند شمس نیم روز کے عیاں ہی کچھ حاجت تشریح کی
نہیں علی ہذا القیاس اور اقوال بید کے جو ہمنے نقل کیے انکا بھی یہی حال ہی اول تو آپ انکی اصلاح کیجئے اور بعد از
اسکا جواب دیجئے کہ کہنی لا الہ کو اس بالا ہونا آفتاب کا زمین سے موجب استحالہ طلوع و غروب کیونکر ہو سکتا ہی اور اگر
میں یہہ قول آپکا صحیح ہی تو وہی اور است یعنی طلوع و غروب موتزم کا خارج میں کیونکر وجود میں آتا ہی جسکی شکل
وجود خارج میں ہوتا ہی نہیں یہہ طلوع و غروب کیسا مہمل ہی کہ ہر چوبیس ساعت میں ایکمرتبہ موجود رہتا ہی مگر
قرائن سے یقین کامل ہی کہ بیشک مرض مالیخولیا آپکے مزاج پر بہت غالب آگیا ہی کچھ بعید نہیں کہ بسبب خلل واقع
آپ معانی طلوع اور غروب اور زاویہ اور است کے کچھ اور سمجھے ہیں پھر خدا اور اسکی تشریح فرمائی اور جو پر جہالت
دکھائی کہ بہت آدمی آپکی اس قسم کے مضحکات کے مشتاق ہیں قولہ مگر کوئی کہی کہ فی الحقیقت آفتاب کے لئے طلوع
اور غروب نہیں ہی الخ یہہ تو وہم پرستی اور بادہ پرستی لا الہی کی ہی شاید کہ ازراہ جہل کے مولانا آل حسن کی عبارات
یہہ امر سمجھو سوگی اگر واقع میں یہہ بات ہی تو جہالت بالا جہالت ہی کیونکہ عبارت مولانا صاحب کی بالفاظہ یہہ ہی کہ تمام جہان
لوگ یہہ محاورہ کہتے ہیں کہ آفتاب طلوع ہوا آفتاب غروب ہوا گیا آفتاب کسی چیز میں گھس جاتا ہی اور اس سے پھر نکل آتا ہی
ہمیشہ نکلا ہوا جاتا ہی کسی چیز میں کبھی نہیں گھستا ہی اس عبارت کا مطلب صاف صریح یہہ ہی کہ آفتاب ہمیشہ

کبھی تجاوز نہیں کرتا یعنی یہہ بات نہیں ہی کہ جس طرح ہنود کہتے ہیں کہ آفتاب کنتی سے مجامعت کرنے کو زمین پر اوتر
آیا اور کنتی سے مجامعت کی کہ نطفہ کرن اوس سے مستقر ہوا یا جنگل کو کھیت میں اوترا اور شکل گھوڑے کی بنکر سنگیا
سے براہ منخرین سنگیا کے مجامعت کی کہ اشونی کمار اوس سے متولد ہوئے اور پہر ان سب حرکات کے بعد اپنی مدار کو معاودت
کی بلکہ وہ ہمیشہ اپنی مدار پر پہرتا ہی کسی چیز میں ہس جاتا ہے نہ اوس سے نکل آتا ہے مولانا صاحب کا
مدعا یہہ نہیں کہ طلوع و غروب آفتاب کے لئے نہیں ہے طلوع و غروب آفتاب کو تو خود باستشہاد اقوال اہل
محاورہ خاص و عام اہل عالم کے ثابت کرتے ہیں اور اوسی محاورہ پر طلوع و غروب کو جو قرآن میں واقع ہی محمول فرماتے
ہیں اگر لالہ جی از راہ جہل مرکب کے نہ سمجھیں تو اونکی جہالت ہی ؏ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را چہ گناہ *
ہاں لالہ جی پہلے سپارہ اور اس کتاب میں از راہ سوفسطائیت کے کور باطن از راہ جہل انکار طلوع و غروب کا جو بید بیاس
اولیا تے ہی فرماتے ہیں اور سب بید اور پوران کو پس پشت پہینکے دیتے ہیں فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب
التی فی الصدور آگے اس سے جو لالہ صاحب نے نامعتبر کتابوں کے حوالہ سے روایات نقل کی ہیں یہہ امر ہمارے اور اونکی
معاہدہ کے خلاف ہی جواب دیا نہ جاویگا **قولہ** فی الجملہ ادعاے طلوع و غروب آفتاب بکلیہ ضلالت و لیلا ہی کہ برعکس
حکمت ریاضی اور طبعی ہی اور خلاف واقعی ہی انتہی اس تقریر سی لالہ جی کے خوب متحقق ہوا کہ بید اور بہاگوت جو بروایت
بید بیاس جی کے سری نارائن جی کا کلام ہی بکلیہ باطل اور مبنی اوپر ضلالت کے ہی کیونکہ اوسمیں مرقوم ہی کہ راجہ بل
پربت استاچل میں کہ وہان سورج است ہوتا ہی چلا گیا انتہی یعنے مغربی پہاڑ میں کہ وہان سورج غروب ہوتا ہی
چلا گیا الخ اور بید میں بھی طلوع و غروب آفتاب لکہا ہی وہ بھی اس تقریر پر باطل ہیں ہیچمدانی لالہ صاحب کی تکبندی
کی ہوس میں ضلالت کے ساتھہ بطالت بھی لائی کیتہ سمجھے کہ بطالت کے کیا معنی ہیں ظاہرا از راہ جہل مرکب کے بطالت
کو بمعنی بطلان سمجھے ہیں ؏ زشتی اعمال ما صورت اژدر گرفت * آدمیان گم شدند ملک خدا خر گرفت * رجل
بطل محرکۃ و بطال بین البطالۃ والبطولۃ شجاع بطل الاجیر بطالۃ تعطل فسیطر جیر پیشہ اونہون نے دو فقرے کہی
ہیں کہ اگر طلوع و غروب آفتاب فی الحقیقۃ باطل ہے تو معاینہ اہل جہاز بدرجہ اولی عاطل ہے باطل کی تکبندی کی رعایت سے
عاطل لائی مگر یہہ نہ سمجھے کہ یہان عاطل محض بے محل ہی بلکہ غلط ہی معاینہ اہل جہاز کسی طرح معطل نہیں ہو سکتا امر
حسی پر اطلاق عاطل کا جہل لالہ جی کا ہی پہر طلوع و غروب کے حالات سے علم طبعی میں اصلا بحث نہیں لالہ جی جو لکہتے ہیں
کہ عکس طبعی ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ہنوز لالہ جی یہہ بھی نہیں جانتے کہ علم طبعی کیا چیز ہے اور اوسکا موضوع کیا ہی یہہ
قول انکا کہ خلاف واقعی ہی دلیل جلی ہی اونکی جہالت پر یا واقع اور واقعی میں کچھہ تمیز نہیں کر سکتے یا تکبندی کی
ہوس میں یار نسبت برائی ہی اب ریاضی دانی لالہ صاحب کی دیکہنی چاہئے کہ طلوع و غروب کو خلاف حکمت ریاضی
بیان کرتے ہیں حماقت سے یہہ نہیں سمجھے کہ اگر خلاف ریاضی ہوتا تو ظہور میں کیوں آتا اہل ہیئت سے خود بقدر اختلاف

مطالع و مناظر کا کیا ہی اور ایسی اختلاف کی اعتبار پر بہت مسایل ریاضی کے متفرع ہین حکماء ریاضی بعضی کہتے ہین کہ
سورج ساکن ہی اور حرکت ارض سبب طلوع و غروب کی ہی بعضی کہتے ہین کہ زمین ساکن ہے حرکت شمس سبب طلوع و غروب کی
ہے معلوم نہین کہ لالہ جی کے ذہن مین کس سوفسطائیہ کا نام ریاضی ہی کہ طلوع و غروب اوسکے خلاف ہی اور اگر طلوع
و غروب نہین تو دن سو رات اور رات سو دن کسطرح پر ہو جاتا ہی کیا یہہ اختلاف لیل و نہار بھی بنے اصل بات ہی کیا ہی
ہر ایک جو ایک شخص نے رسالہ موسوم بہ مصباح ہند کے صفحہ ۹ پر یہہ لکھا ہی کہ جسوقت آفتاب درختان برآمد ہوتا ہی
ہے اسوقت ظلمت شب دفع ہو جاتی ہی اور جبکہ آفتاب غروب ہوتا ہی تاریکی لیل عالم پر احاطہ کرتی ہی انتہی وہ شخص بھی
بہمہ الماس سے خیر ہمکو اس سے کچھہ بحث نہین کہ صاحب مصباح ہند بیوقوف ہی یا جیسا مولف منیہ احمق ہی
ارادہ ازین قصہ کہ گاو آمد و خر رفت ہی گرشتہ ہم بر سر سخن آئیں سلک الکفر ملۃ واحدۃ صاحب تحفۃ الہند نے بعض ہنود
کے اس اعتقاد پر کہ بید کلام خدا اور قدیم ہی یہہ اعتراض کیا کہ اس بید کی بات خود تمہاری بعضی شاستر کی اس
قول کے برخلاف کہتی ہین چنانچہ منوشاستر مین ہی کہ برہما نے بید تین کو آگ اور ہوا اور سورج سے حاصل کیا اب ذرا
انصاف کرو کہ بموجب اس قول کے بید خدا کا کلام اور قدیم کہان رہا انتہی اسکی جواب مین لالہ صاحب فرماتے ہین کہ
مخالفین نے نقل قول منوشاستر مین نہایت تصرف کیا ہی اور ترجمہ الفاظ آیند و یک لخت چھوڑ دیا اب قول منو اور اسکا
ترجمہ جو نا حق آنقلم بند کیا جاتا ہی یعنے سری برہما تین بید جسکا نام رگ اور یجر اور سام ہی اور قدیم اور برم آتما کے کلام
مین اختتام جگ کی لئی آگ اور ہوا اور سورج سے واپس کرلئی انتہی لالہ جی نے عادت گندم نمائی اور جو فروشی کو یہان
بھی نچھوڑا اگر چہ اور الفاظ کا بھی ترجمہ صحیح نہین مگر ہمکو اس سے کچھہ مطلب نہین صرف یہان بحث یہہ ہی کہ آیا منوشاستر
مین یہہ ہی کہ برہما نے بید حاصل کئی یا یہہ ہی کہ واپس کرلئی سو لفظ شاستر کو دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہی اور معنی اوسکے
کیا ہین مخفی نرہی کہ یہان لفظ (ددوہی) واقع ہی اور معنی ددوہی کے ہین حاصل کیا نہ واپس لیا لالہ صاحب نے تم
اور راہ خیانت پردازی کے واسطے تغلیط عوام کے غلط ترجمہ کیا ہی کہین یہہ لفظ بمعنی واپس لینے کے مستعمل ہین
ہوا اگر لالہ جی کو اپنی ترجمہ کی صحت پر اطمینان ہی تو دو تین نظیرین اپنی قول کی تائید مین پیش کرین ورنہ آپکی دوکانداری
کو بڑا بٹہ لگا اور سنسکرت دانی کا بھی دیوالا نکل گیا علاوہ وبران یہہ بھی لالہ جی کی خیانت ہی کہ ترجمہ مین لفظ اتمام
و اختتام بڑہاتے ہین جس لفظ کا وہ یہہ ترجمہ کرتے وہ (سدہی) ہی کہ اوسکی معنی اختتام اور اتمام نہین بلکہ
محدود کرنے کے ہین جب یہہ بات ثابت ہوئی کہ ترجمہ لالہ جی کا غلط محض ہی تو اب درود اعتراض صاحب تحفۃ الہند
مین کچھہ شک و شبہہ نا قولہ منوشاستر مین قطعا نہین ہی کہ برہما نے سورج وغیرہ سی بید حاصل کیا بلکہ یہطرح پر مرقوم ہے
کہ برہما نے انجام جگ کی لئی موکل آتش و باد و آفتاب کی ہاتھہ سی کلام لم یزلی لے لیا انتہی یہان سی خیانت پردازی لالہ
جی کی ظاہر ہوگئی اور بحکم آنکہ دروغگو را حافظہ نباشد اونکی تناقض کلامی سے جہوٹ اونکا ثابت ہوگیا اور ترجمہ بطرح

فرماتے ہین کہ تین بید سورج اور آگ اور ہوا سے واپس کر لئے یہان یہہ کہتے ہین کہ موکل آتش و باد و آفتاب کے اپنے
کلام مجہول نے لیا پہلی عبارت ہین موکل کا ذکر بھی نہ تہا یہان موکل بڑہا لیا یا پہلی عبارت مین تہا کہ واپس کرلئے یہان
واپسی کا ذکر بھی نہین پہلی عبارت مین تصریح تین کی تہی یہان لفظ تین کو جو تعدد پر دال تہا اڑا دیا اور وہان لفظ اہتمام
جگ کا تہا یہان اوسجگہہ لفظ اہتمام قائم کیا حالانکہ دونو مین بہت فرق ہی ایک لازمی ہی دوسرا متعدی ہی اگر حذف
زوائد مثل تعدد کے بعد دونو عبارتونکی تطبیق کیجاوے تو حاصل یہہ ہوتا ہی کہ برہما نے تین بید آگ اور ہوا اور سورج
سے واسطے جگ کے لئی اور یہہ مضمون آپکے مدعا سے بہت دور اور مدعا صاحب تحفۃ الہند سے بہت قریب گیا پس
ظاہر ہوا کہ ٹھیک بات وہی ہی جو صاحب تحفۃ الہند نے لکھی ہی اب ہوشیار ہو جئی ہم بہت خوبی کے ساتھ دعوی
صاحب تحفۃ الہند کو ثابت کرتے ہین دعوی صاحب تحفۃ الہند کا یہہ ہی کہ تم جو کہتے ہو کہ بید خدا کا کلام ہی اسکے خلاف
تمہاری کتب معتبرہ سے ثابت ہوتا ہی دلائل اوسکی یہہ ہین اول جو دجر بید کے برہمارن اپنکہد مین لکہا ہی کہ پرجاپت
نے جانا کہ بدن کثیف اور لایق محسوس ہونیکے پیدا ہووی اور نطق کیجاوے پس تینون بید جو بنام رگ اور ججر اور شام
کے معروف ہین پیدا کئی انتہی دیکھو خود بید سے ثابت ہوا کہ موجد تینون بیدون کا پرجاپت ہی پہر اوسی اپنکہد
مین اندک بعد عبارت مذکورہ کے کیفیت پیدا ہونے بیدون کی اسطور پر لکہی ہے کہ ہرن گربہ نے سورج کے کہانیکو
منہ پہیلایا سورج نے ڈر کر آواز بہان کی یہان سے نطق ظاہر ہوئی ہرن گربہ نے سورج کو خدای کا ملی تصور نکیا پس واسطے
اپنی سیر ہونے کے انواع و اقسام کی موجودات کو مخلوق کیا چنانچہ اوسی آواز سے آسمان اور نام ہر شی کا جو موسوم
جدا جدا مقرر ہوئی رگ بید پہر ججر بید پہر شام بید ایک بعد دوسرے کے ہوا ہرن گربہ نے ہر ایک شی کو بعد پیدا کرنے
کے کہانیکا قصد کیا اسواسطے اوسکا نام آدت مقرر ہوا یعنی کہانیوالا ہر شی کا انتہی دیکھو یہان سے ظاہر ہوا کہ تینون بید
بنائی ہوئے ہرن گربہ کے ہین پہر اوسی اپنکہد مین ہی کہ پرجاپت کی تین غذا ہین دل اور نطق اور پران دل پر مدار
عالم کا ہی نطق کے سبب علم حاصل ہوتا ہی پران پر مدار حیات اور علم و عمل اور تمام کامون کا ہی ان تینون کسی تین
عالم ایک عالم فضا دوم عالم زمین سوم عالم بہشت بنی ہین جسطرح یہہ تینون عالم دل اور نطق اور پران سے پیدا
ہوئی اسیطرح یہہ تینون بید اوسی بنی انتہی مختصرا دیکہو یہان سے ثابت ہوا کہ یہہ تینون بید دل اور نطق اور پران سے
بنی ہین پہر اوسی اپنکہد مین ہی کہ بید نطق سے بنی ہین انتہی مہابھارت کے اسمید پرب مین مرقوم ہی کہ کوشل راجہ
رامچندر نے آفتاب سے خطاب کیا کہ بیدون کو تو نے پیدا کیا ہی انتہی جب ایسی نامی گرامی اوتار کے فرزند یا ملیک
رکہیشر کے شاگرد رشید بیدونکو بنایا ہوا آفتاب کا قرار دین تو بر خلاف اوسکے قول کسی بیس شودر کا کب قابل اعتبار ہی
کرشن گیتا مین تصریح تمام لکہا ہی کہ بید برہما کا کلام ہی جوگ بششٹ مین بھی لکہا ہی کہ بید پوران بنائی ہوئی برہما کے
ہین مہابھارت کے سانت پرب مین لکہا ہی کہ بید کلام نارائن سے انتہی اور یہہ امر ثابت ہو چکا ہی کہ نارائن وہ ذات

یکی سمجہے جکہ خود لالہ جی نے اقرار کیا ہے کہ نارا ین جی جو خواب و خور سے منزہ ہیں الکہہ نا رسی اعلان کہتے ہین کہ ہم پہار مہا پاک سے باقی اشلوک بنائی ہوئی ہیہ بیان کیے ہین بہاگوت کے پوتہی اسکندھ مین ہے کہ پرتھمی نے زمین کے دو ہنے سے پہلے بید نکلے پہر غضب نکلا الخ پنڈت اُن سبہا بہاری مشتہر فرماتے ہین کہ انہین بیدونکا سابق مین بیدونکا بہن اخل تہا باقی تین بید قدیم زمانے کے رشیون کے بنائی ہوئی ہین یہانتک کہ منتر و بعض جگہہ نام بہی اُن رشیان کے پائی جاتے ہین اور اپنے اقوال کو بدلایل مدلل کرتے ہین ۲۳ دہیای اسکندہ ا بہاگوت مین منقول کرشن جی کا منقول ہے کہ بیدیون نے اپنی بدو کے ہرتان نت بید برن کرا ہو او پاری ا ہکار اور مایا کے اپنی ہمت سے نہین مطبق الخ یعنی بیدیون نے اپنی عقل کے موافق بیہ ہمیشہ بیان کئے ہین اور تکبر کے سبب اپنی ضد سے باز نہین آئے انتہی بیان سے ظاہر ہے کہ بیدون نے بید بنائے ہین پس اس سے زیادہ ثبوت دعوے صاحب تحفۃ الہند کا کیا ہوگا کہ اکابر اساطین ہنود بلکہ خود بید بہی اونکے دعوی کے گواہ ہین یعنی کوئی پرجاپت کی بنائی ہوئی کوئی سنورج کی آواز سے بنی ہوئی کوئی تعلق اور بیان دل سے پیدا ہوئی کوئی برہما کی بنائی ہوئی کوئی نارا ین کے بنائی ہوئی کوئی بیان کی کے کوئی منتر و رشیون کے بنائی ہوئی بیان کرتا ہے اب لالہ جی کو اونکے دعوی کی تسلیم مین کوئی مقام عذر کا نہ رہا بٹ دیری بات دوسری ہے ہم اس بحث کو سوط البحار مین بہت دلایل سے طی کر چکے ہین اور اس رسالہ مین بہی کچہہ مختصراً پیشتر یہہ بحث ہو چکی ہے **قولہ** خود مخالفین کی مستند منو شاستر سے ازلیت و سماویت بید کی ثابت ہے انتہی منو شاستر تو آپکے کسی مخالف کا مستند نہین ہم تو اُسکو ایک لغو کتاب سمجہتے ہین چنانچہ اوپر ہم سبب اوسکا لکہہ چکے ہین وہ تو آپ ہی کی مستند کتاب ہے کہ جس سے ثابت ہے کہ برہما نے بید و نکو آب و آتش اور آفتاب سے لیا ہے صاحب ہدیہ نے لالہ صاحب کے اس جواب کی تردید مین یہہ تقریر کی ہے کہ کتاب آسمانی در کدام زمان و کدام جگ سوای رسولی بذات دیگر ہے اختصاص نداردبس اختصاص بیدہا ہی مذکورہ بباد و آب و آفتاب چہ معنی دارد انتہی او شیر ولالہ نے معترض ہین کہ صاحب ہدیہ لفظ جگ مندرجہ باب دوم تحفۃ الاسلام کو کہ بفتح جیم بمعنی عبادت خاص ابراد کیا تہا بضم جیم بمعنی معلوم سمجہہ گیا انتہی حالانکہ یہہ سراسر بیجا ہی لالہ صاحب کی ہے لالہ صاحب لفظ جگ مفتوح الجیم کو جو بمعنی عبادت مخصوص ہنود ہے اور عبارت ہدیہ مین واقع ہے بضم جیم بمعنی زمانہ مبہم کے سمجہہ باشتباہ اپنی فہم نارسا پر صاحب ہدیہ پر معترض ہوئی اور طرہ یہہ ہے کہ لکہتے ہین ایراد کیا گیا تہا ظاہر اجہل مرکب سے معنی ایراد کے غلط سمجہے ہین اور جگ مضموم الجیم کو بمعنی زمانہ معلوم لکہتے ہین حالانکہ ظروف از قسم مبہمات ہین اگر مقید کسی علوم کے ساتھ ہوتا جیسا کہ ست جگ یا تریتا یا دواپر یا کل جگ تو البتہ ابہام مرتفع ہو کر معلوم ہو جاتا مطلق جگ یا قید کے مبہم ہے پس لالہ جی کی سراسر جہالت ہے کہ مطلق جگ کو معلوم قرار دیتے ہین اور اس جہالت پر جو مسلہ احرام کا صاحب ہدیہ پر کہتے ہین سیاہ ابراہی ترجون ناموسی کن + خلاصہ مدعا صاحب ہدیہ کا تو یہہ ہے کہ

کتاب آسمانی تو بالتخصیص پیغمبر کو ہر زمانہ مین اور بجا آوری ہر قسم کی عبادت مین مخصوص ہوئی ہی اوسکو اسطے
اتمام جگ کے جو عبادت مخصوص فرقہ ہنود کی ہے آب آتش و آفتاب سی لینی کی کیا ضرورت تھی لینا کتاب کا
اور دن سے بدلیل جلی اسپر ہے کہ برہما حامل کتاب نہ تھی بلکہ حمل کتاب مین اور دن کے محتاج تھے کہ جب تک
اور دن سے کتاب حاصل کی تب تک شرایط و ارکان جگ کی جنکی تفصیل کتاب مین تھی ادا نکر سکے اور یہہ امر
منافی نبوت ہی اور اس سی ظاہر ہے کہ بید اونکو خدا سی نہین ملے اسکی جواب مین لالاجی نے اول تو وہ یاد دہرا
کی جو اوپر مذکور ہوئی پہر بعد و بہر کیفیت اور دو نے اجملو کچہ یہہ فرمایا ہمارا قول یہہ ہی کہ ایکبار برہمانے
جگ کیا تھا اور دیوتای موکل آتش و باد و آفتاب کو منصب ختم بید دیا تھا کہ باہم کسی مسئلہ مین گفتگو شروع
ہوئی کہ جسکی جہت سی تکمیل جگ مین تاخیر درمیان آئی پس برہمانے واسطی اتمام اور اختتام جگ کے دیوتون
کے ہاتہہ سی کتب بید لے لین اور نزاع رفع کردی انتہی یہہ سب لالاجی کی سخن سازی ہی جو ایکبات نے ثبات
کلہدی کچہہ اسکی سند کسی کتاب معتمد سی لائی ہوتے بغیر سند مجرد انکا قول اصلا لایق لحاظ نہین پہر نزاع رفع کرنا
امر اخیر صاحب بید کا اعتراض یہہ ہی کہ لینا بید کا اونسی کیا معنی اگر مخل اتمام جگ تہا تو نزاع تہا نہ بید
بیدون کے لینی سی تو اور نزاع دو بالا ہوتا نہ کہ رفع ہو جاتا اس تقریر سی ظاہر ہوا کہ یہ عامنوشاستر کا یہہ
نہین ہی جیسا کہ لالاجی توجیہ کرتے ہین بلکہ صاف ظاہر ہی کہ سفیہ خاطر جناب برہما صاحب کا نقوش بید سی معرا
محض تہا پہر تو آفتاب آب و ہوا سی منعکس ہو کر شرایط اور ارکان جگ سی واقف ہوئی پہر صفحہ ۔۔ پر اسی کتاب کے
آپ فرماتے ہین کہ ہر چہار بید کتاب واحد ہے اگر کوئی ہماری مخالفت کری تو اوسکا قول لایق اعتماد نہین ہی انتہی
یہان آپ ہی نے بیدون کو موصوف بصفت جمعیت فرمایا اور باعتبار رگ بید اور یجر اور سام کے مسند اور مسند الیہ
کو بالفاظ جمع تعبیر کیا یعنی کتب بید لے لین پس خود آپ ہی کے بقول آپکا قول لایق اعتماد کے نہین پہر ایک
شک مجکو اور پیدا ہوا ہی عنایت فرماکر اوسکو رفع کیجئی مین نے اپنہد برہدارن ججر بید مین دیکہا ہی کہ دیوتا جسمانی
نہین یعنی روحانی ہین یا اس سبب سے میری ذہن مین اتبک یہہ ہی کہ وہان دفتر و تدوین کتب و خط و کتابت کا کچہہ
کام نہین وہان بجز علم روحانی کے اور کچہہ نہین آپکی تحریر سی ظاہر ہوا کہ وہ بہی محتاج خط و کتابت و تدوین
کتب کی ہین دری اسکی تشریح کامل فرمایئی اور ہوا اور آتش اور آفتاب مین شیرازہ اوراق کا کیونکر مجتمع رہتا
ہے اسکا بہی جواب دیجئی پہر ایک بات اور بہی ہے کہ آپ نے تحفۃ الاسلام مین دعوی کیا ہی کہ ادوار
سابقہ مین اکثر بید کے حافظ ہوتے تہی تو یقین کامل ہی کہ موکلان آتش و آفتاب و ہوا بالضرور حافظ
ہونگے پس اگر یہہ بہی فرض کیا جاوی کہ مادہ نزاع کتب بید ہی نہین بلکہ یہہ بہی ظاہر ہے کہ بحالت حفظ کتب بید کو تو
نہ سی اوراق لے لینی سی رفع نزاع کیونکر ہو گیا اور قرآن پر کچہہ نزاع تہا آپکے قول سے ظاہر ہوتا ہی

مدتوں پر ترام تھا بلکہ کسی پہلے پر تھا اور ترام پر منشا متعلق منحصر ہے جو کہ الٹ شفقہ بید کے جو جو مضامین
منشا نہ نیہ تھے بیدوں کے ترتیب سے جاتا رہا اور انکا حفظ کسی سطر پر تھیک نہیں ہو سکتا علاوہ بران جب
خود حافظ بید مختر تو انکو جیہ ون کا بتا کس غرض سے تھا مہربانی فرما کر جواب ان ایرادات کے زیب رقم فرمائیے
گرانی فضایت کا اور امیدوار ہوں کہ جو کچھ رقم فرمائیے سند بھی اوسکی ہمراہ کتاب معتمد وید شاستر اور بیاسی اور بید
وغیرہ جات کیجیو اگر نسبت سند الہیات بھی لکھنی ضرور سمجھا جاوے کہ اگر آپ جوابات ایرادات سی تا عشرہ اور دینے سند بات پر
التفات کیا جائیگا **قوله المرام** جواب تحفة الاسلام شایان مولف ہدیۃ الاسلام مطلقا نہیں اسلئے کیونکہ تحفۃ الاسلام فرقہ
اطفال او بمجموعہ اوہام ہی اوسکی طرف التفات کرنا علماء کرام کا کام نہیں ہے لیکن یا کیجیو کہ حفاظت عوام کی نہیں ساکر
ایام سی یہ ضرور ہی صاحب تحفہ نے ایک دلیل اوپر اثبات اس امر قایم کی ہی کہ بید بنائی ہوئی متاخرین ہنود کے ہیں
اور وجہ یہ ہے کہ ان میں حکایات اُن لوگوں کی مرقوم ہیں جنکو تھوڑا زمانہ گذرا ہے اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ کتہ
کوکک اپکھد میں یہ لکھا ہی کہ جنک سے بسوبت گنت سے کہا کہ میں ایسا جگ کرنا چاہتا ہوں کہ اوسکی سبب سے بالم
میں پہونچوں کہ وہاں سے آواگون کی قید سے نجات ہو دی بسوبت نے جواب دیا کہ مجکو اتنا علم نہیں میں اپنی باپ سے پوچکر
جواب دونگا بسوبت نے اپنی باپ سے پوچھا اوسنے بھی یہ کہا کہ مجکو اتنا علم نہیں بعد اوسکے دونو خدمت میں
جنک کے حاضر ہوئی اور کہا کہ ہمکو اتنا مرتبہ کبھی اور جو عمل جگ اور سب سے اعلی ہے اوس سے اگاہ کیجئے تعمیل حکم
سے اُن دونوں کو وہ علم و عمل تفصیل تمام بتلایا چنانچہ تفصیل اوسکی بصراحت تمام اوس اپکھد میں مرقوم ہی
پھر اوسی اپکھد میں لکھا ہی کہ کاشی کا راجہ بہرت ردون اندر سے طالب اوس نعمت کا ہوا جو سپی جنک ہی اعنونے
اوسکو اوس نعمت عظمی پر آگاہ کیا اور بیان اوسکا مفصل اوس اپکھد میں مرقوم ہی بعد تفصیل اوس بیان کے لکھا ہی
راجہ کو اس نصیحت سے گیان ہو گیا اس سے ظاہر ہوا کہ بید بعد ایک زمانہ کے وجود جنک میں اور بسوبت اور دوبہرت
ردون اندر سے بنائی گئی ہیں پھر اوسی اپکھد میں ہی کہ جو شخص پران سے مشغول ہوتا ہی اوسکو سب باتیں غیب کی
معلوم ہو جاتی ہیں جیسے کوئی سنیاسی کسی سے سوال کرتا ہی جب اوسکو کچھ نہیں ملتا تو باہر نکل کر کہیں جا بیٹھتا ہی تب
اوسکو گانون کے آدمی بہت خوشامد سے گانوں میں لیجاتے ہیں اور نہایت عاجزی سے زیادہ اوسکے ساتھ پیش
کرتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ یہ بید انسانوں کی پیدایش سی بہت بعد ہوئی ہیں پھر اوسی اپکھد میں مرقوم ہے کہ
آگ جب بجھ جاتی ہی اور سورج اور چاند جب غروب ہوتے ہیں تو عالم اونکو مرا سمجھتے ہیں حالانکہ یہ آپس میں جی اٹھتے
ظاہر ہوا کہ نسبت ایک مدت بعد پیدایش عناصر اور کواکب اور عوام و خواص سے بنائی گئی اس قسم کی حکایات بیدوں
میں اس کثرت سے ہیں کہ کوئی اپکھد اونکا خالی ایسی حکایات سے نہیں اکثر بید دانوں نے دوسری
سے الہیات دریافت کی ہی اور اوسکی جواب دیا ہے وہ سوال و جواب بھی مرقوم ہیں جہاندارن اپکھد میں لکھا ہی کہ

روایت ہے کہ اندر نے دودھن کو گیان کی تعلیم کرنی منع کیا کہ کسی سے نکہنا اگر کہیگا تو تیرا سر کاٹ لونگا دودھن نے اشونی کمار سے قرار کیا تھا
کہ جو اندر مجھی تعلیم کریگا وہ تجھی بتا دونگا جب دودھن نے حسب اقرار نہ بتایا اشونی کمار نے دودھن کا سر کاٹ لیا
اور گھوڑی کا سر اوسکے دھڑ پر رکھدیا پس گھوڑی کے منہ سے اس راز کو معلوم کیا جب اندر کو یہہ حال معلوم ہوا
اوسنے پھر اوسکا اصلی سر لگا دیا انتہی دیکھئے یہہ سب اخبار زمان ماضی کی ہین ایک جگہہ جوالا تفسیر شنکراچارج
کا دیا ہی کہ اوسمین یہہ بات لکھی ہے اوتم پربودھ اپنکہد مین لکھا ہی کہ اتما کے علم سے کرشن ولد دیوکی اور
رام ولد جسرتہہ عارف ہوئی اور وہی عارفون کو عزیز رکہتی تھے انتہی چہاندوک اپنکہد سام بید مین ہے انگرس رکہیشر
نے کرشن پسر دیوکی کو ہدایت کی اور یہہ ترکیب جگ کی بتائی چنانچہ وہ ترکیب جگ کی بہی اوسمین مرقوم ہے
برہدارن اپنکہد یجر بید مین ہے کہ حکما کی رای ہی کہ سوتے آدمی کو یکایک جگانا گناہ ہی یکایک جگانے سے
احتمال ہے کہ کوئی قوت اپنی محل پر نپہنچ سکی پس بصارت یا سماعت مین خلل ہوجاوی چنانچہ تجربہ ہوا ہی اور
ایسی علت کا علاج اطبا سے نہین ہوسکتا ہی بعضون کی رای ہی کہ عالم خواب مین خیالی صورت سماتی ہے مگر
یہہ قول صحیح نہین انتہی اس قسم کی بہت باتین ہین اگر لکھون تو دفتر چاہیئے بطور مشتے نمونہ از خروارے
چند امر پر اکتفا کیا گیا غرضکہ ان وجوہ سے بہت صاف واضح ہی کہ یہہ بید ایک زمانہ کے بعد پیدایش
مخلوق سے بنائے گئے ہین اسکے جواب مین لالہ جی بہت گھبرائے اور حد سے زیادہ جھکرا کر دست پاچہ ہوکر خوب
غوطے کہائے باتین بہت بنائین مگر بن نہ آئین کسی طرح بداہت رفع کی نہ ایک دوسری کے خلاف ہوئی آواز
فرمایا کہ بید سے سلسلہ عالم کی قدامت جانی جاتی ہے اور تمام عالم مین اوتار وغیرہ ایک ہی ترتیب سے ظہور کرتے
ہین پھر اس عالم کے بعد بھی سلسلہ عالم اور ترتیب اوتار وغیرہ ابدا باقی رہیگی پس کوئی قباحت وارد نہین ہوتی
کیونکہ بید اور عالم دونو قدیم ہین مگر فرق یہہ ہے کہ بید بنفس خود قدیم ہے اور عالم از روی سلسلہ ازلی اور
ابدی ہے انتہی صاحبان عقل کی جناب مین التماس کرتا ہون کہ لالہ جی کی جہل پر نظر فرماوین بیدون کے قدم
پر تو صاحب اعجاز اعتراض ہی کرتے ہین اور بیدون ہی سے اپنے قول کو ثابت کرتے ہین کہ جب اونمین حدوث
اشیا ہی حادثہ کی بالفاظ ماضی خبر موجود ہی تو ظاہر ہے کہ وہ ان اشیا محدثہ سے بہی بعد کے ہین پس
اونکے وہ محدث ہین اس صورت مین یہہ کہنا لالہ جی کا کہ بیدون سے معلوم ہوتا ہی کہ بید قدیم ہین اصلا کافی نہین کیونکہ
جس چیز کے ابطال پر صاحب اعجاز نے برہان قایم کی ہے اوسی چیز کو لالہ جی بطور دلیل کے واسطے ثبوت
برہان صاحب اعجاز کے پیش کرتے ہین اور یہہ مصادرہ علی المطلوب ہے فرض کیا جاوی کہ بیدون سے قدم
بید ثابت ہی لیکن ہرگاہ کہ انہین بیدون سے حدوث اونہین بیدون کا ثابت ہی تو صاف ظاہر ہوا کہ وہ

بید سراسر جہوٹہ ہین کیونکہ جب حدوث اونکا نہین بیدون سے حدوث اونکا ثابت ہی تو دعوی قدم کا قطعاً باطل ہے پہر
عدم تناہی سلسلۂ عالم کو جو بیان پیش فرماتے ہین اس سے برہان صاحب کا زعم کچھہ ضعیف نہین ثانیاً فرض کرو
کہ سلسلہ عالم کا ازلاً و ابداً غیر متناہی ہی پہر بھی جب محدثات عالم سے متاخر ہونا بیدون کا ثابت ہوگیا تو عدم
تناہی سلسلہ عالم کی مستلزم بیدون کے قدم کی نہین ہوسکتی اور یہہ بات بدیہی ہی کہ محتاج دلیل کی نہین دیکہو
مثلاً زید ہمیشہ جوتے بدر بدر صاحب منین اکثر مذکورہ والا اندمن کا ہی ثابت ہی کہ یہہ ترشے وجود والا اندمن سے
متاخر ہین پس عدم تناہی سلسلہ عالم کی ابداً وجود غیر متناہی اندمنون اور بدری داسون کا مستلزم اسکا نہین کہ
وہ تراجم قدیم اور ازلی ہون بیان ایک امر اور بھی قابل تحریر ہی مخفی نرہے کہ اگر سلسلۂ عالم کو ہم غیر متناہی بہی فرض
کرین یعنی اس عالم سے پہلے ایک عالم اور تہا اور اوس سے پہلے ہکذا الی غیر النہایۃ پہر بھی مطابق اصول ہنود کے
قدم کسی عالم کا ثابت نہین ہوسکتا بلکہ جو عالم وجود خارجی مین آیا یا آویگا بالضرور حادث ہی ہوگا کیونکہ اصول
ہنود کے مطابق بھی کوئی عالم واجب الوجود اور مستغنی فاعل سے نہین اور ہر ایک عالم مسبوق بالعدم ہے اور جب حال
ہے تو بالبداہت حادث ہی اور جب یہہ امر ثابت ہوگیا کہ جسقدر عالم متناہی یا غیر متناہی وجود خارجی مین آئے یا آوینگے
سب کے سب حادث ہین تو جتنے اہل عالم ہین خواہ اس عالم کے ہون خواہ اور کسی عالم کے ہون بحکم ضرورت
حادث ہین اور جس کتاب مین کہ ان محدثات کی خبر بالفاظ ماضی دیگئی ہے وہ بھی بالضرورت حادث ہی ہمکو اس
باب مین ضرورت لانے دلایل عقلیہ کی نہین کیونکہ مباحثہ ہمارا اس کتاب مین فرقہ دہریہ سے نہین ہی بلکہ مباحثہ
ایسی لوگون سے ہے کہ وہ لوگ وجود باری تعالی کے منکر ہین اور چند کتابین کہ جنمین مسایل مسلمان لوگون
کے مرقوم ہین موجود ہین پس اس مقام پر ہمکو احتجاج اونکی مسلمات متفق علیہ سے کافی ہے ہر چند کہ لالہ صاحب
پر ہمنے سوط البحار مین اونکے مسلمات سے حجت تمام کی ہی مگر مناسب معلوم ہوتا ہی کہ یہان بھی لالہ جی کو بعض بعض
مسلمات کیطرف ہدایت کرین تاکہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہوکر غور فرماوین کہ عقیدہ قدم عالم کا سراسر خلاف اونکی کتب
مسلمہ کے ہی اوپدیا ۲۰ بہاگوت اسکند دہم کی بارہوین سُرتی دیکہو اوسمین لکہا ہی کہ میانسک سنسار کو نت
کہتے ہین سو یہہ بہرمے ہوئے ہین یعنے میانسک شاستر والے جو عالم کو قدیم کہتے ہین سو یہہ پابند وہم ہین جیسے
جو بیسوین سُرتی ہے کہ آدمین بھی سرشٹ نہین تہا اور انت بہی نہین ہوگا انتہی مختصراً یعنے پہلے ہی عالم نہ تہا
اور آیندہ بھی نہوگا اور چونکہ سرتیان مندرجہ اوپدیا مذکورہ باتفاق جملہ معتقدان بید وغیرہ کے اصل بید بلا
شک وشبہ کلام یزدانی ہین تو پہر اونکے مخالف کسی شاستری کا قول قابل اعتماد نہین اگر کوئی کہے کہ
قران مجید مین قصہ موسی علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام اور دیگر بعض عبارات ماضیہ موجود ہین حالانکہ
موسی و ابراہیم علیہما السلام سب حادث تھے پس لازم آیا کہ قران بہی حادث ہو حالانکہ جمہور اہل

اسلام اوسکو کلام قدیم کہتے ہین تو جواب اُسکا یہہ ہی کہ اہل اسلام حروف اور آوازا در مکتوب اور صحائف
اور اوراق کو اصلاً قدیم نہین کہتے بلکہ جس اعتبار سے ہم اوسکو غیر مخلوق اور قدیم کہتے ہین وہ ایک صفت ہے
صفات باریتعالی سے اور وہ صفت علم باریتعالی کی ہی کہ اوسکو بعض آیات مین بلفظ کلمۃ اللہ تعبیر کیا گیا ہے
وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا اور صفات باریتعالی قدیم ہین اب رہا معاملہ
تعبیر اخبار امم ماضیہ کا بالفاظ ماضیہ سو حال اوسکا یہہ ہی کہ نزول قرآن کا زمانہ یعنے زمانہ آگاہ کرنے خدا ے
تعالے کا اپنے رسول کریم کو اپنی اوس صفت قدیم سے وہ زمانہ ہی کہ جو اخبار امم ماضیہ سے متاخر ہے اور علم
قدیم مین اسیطور پر تھا کہ بعد ایک زمانہ کے ظہور ان واقعات سے نبی آخر الزمان کو ان واقعات کے از روی
وحی متلو کے اطلاع دیجاویگی اس سبب سے واجب ہوا کہ اُن اخبار کو جس طور پر علم قدیم مین تہین اسوقت
بالفاظ ماضیہ تعبیر کیا جاوے اگر لالہ جی بھی نزول بید کو بعد ظہور حوادث مرقومہ بید کے تسلیم فرمادین اور الفاظ
و اصوات کے قدم سے دست بردار ہو کر صرف باعتبار علم ازلی اونکو قدیم تصور کرین تو ہمکو کچھ محل اعتراض
نہین مگر چونکہ وہ ایسا نہین کہہ سکتے کیونکہ وہ نزول بیدون کے اول الموجودات پر قایل ہین کہ جس سے پہلے
کوئی فرد انسان و دیوتا و دیت وغیرہ وجود مین نہین آیا تھا اور اونکے زعم مین کتب بید علماً اور تنزلاً ازلی
اور قدیم ہین تو مذکور ہونا اخبار موجودات کا بالفاظ ماضی خود اونہین کتب مین بالبداہت اونکی زعم کا مبطل ہے
دوسرا جواب لالہ جی نے یہہ دیا کہ بید مین ذکر اوتار وغیرہ بطور پیشین گوئی کے ہی اور وہ پیشین گوئی من وعن ظاہر
ہوئی انتہے یہہ عذر بدتر از گناہ ہے کیا لالہ صاحب کے زعم مین پیشین گوئی خبر زمان ماضی کا نام ہے اگر اسیکا
نام پیشین گوئی ہی تو سب عام و خاص پیشین گو ٹھہرینگے ہر کوئی زمان ماضی کے واقعات کی خبر دے سکتا ہی جناب
لالہ صاحب پیشین گوئی تو اسکا نام ہے کہ زمان مستقبل کے واقعہ کی خبر دیجاوے نہ زمان ماضی کے واقعات کے
بیان کا نام پیشین گوئی نہین اب آپ ہی غور کیجئے کہ یہہ الفاظ کہ رام اور کرشن عارف تھے اور عارفون کو
بہت دوست رکہتے تھے پیشین گوئی کے الفاظ ہین علی ہذا القیاس دیگر عبارات پر بھی نظر فرماکر آپ ہی انصاف
کی راہ سے کہئے کہ اُن عبارات سے وہ پیشین گوئی مستنبط ہوتی ہے یا صاف صاف اخبار حالات ماضیہ ہین اور
یہہ عجیب پیشین گوئیان ہین کہ حالات پیشینون کے ساتھہ خصوصیت رکھتے ہین جس عرصہ مین کہ تصنیف
بیدون کی گمان کیجاتی ہے یعنی حد سے حد تین ہزار برس اوسکے بعد کی کوئی پیشین گوئی مرقوم نہین علاوہ
برآن پیشین گوئی بابت کسی امر عظیم یا انقلاب فخیم کے ہوتی ہے اوستاد شاگردون کے سوال جواب کی بابت پیشین
گوئی نہین ہوا کرتی پہر بہی تو غور فرمائیے کہ درصورتیکہ یہہ سوال و جواب جو ہمنے بیدون سے نقل کئے بلفظہا اور
سے بید وغیرہ مین مرقوم نہی تو مطلع ہونا اُن سائلون کا بھی جوابات پر بسبب بید دانی کے ہر آئینہ واجب ہی پہر باوجود

وقوت اور عدم کے اوپر حقیقت جواب کے سوال کرنے کی کیا ضرورت تھی دیکھیے بیدارن اپنکھد سے جو
جنمے قصہ دودھی اور اندر کا نقل کیا اوسمیں لکھا ہی کہ روایت ہی کہ اندر نے دودھی کو الم یعنی لفظ صاف
صریح اوپر بیان حکایت زمانہ ماضی کے ناطق ہی اور کسیطرح پیشین گوئی پر محمول نہین ہو سکتا علاوہ براں
سب مضمون اوسکا اوسکی حکایت ماضی ہونے پر گواہ ہی اور بالبداہت احتمال پیشین گوئی کو قطع کرتا ہے
اور درباب جگانے سوتے آدمی کے جو یہہ لکھا ہی کہ تجربہ ہوا ہی اور بعضونکا یہہ قول ہی الخ آپ ہی فرمائیے کہ
کسطرح پیشین گوئی پر محمول ہو سکتا ہی اس سبب سے بالبداہت عیان ہی کہ تم وین ان سوال و جواب کے بعد ایک زمانہ کے
وقوع سوالات اور جوابات اور تجربات مذکورہ کے ہوئی ہی اور پیشین گوئی کا تو کوئی قرینہ نہ لفظی ہے نہ معنوی بلکہ صراحت
لفظیہ اور دلایل معنویہ صاف اس سے انکار کرتے ہین الغرض لالہ جی نے جو وجوہات اعتراض کے دی جواب اول تو محض
مہمل ہے اور جواب ثانی محض غلط اور سخن سازی ہی اب ہم اونکے اقوال پر قولاً قولاً متوجہ ہوتے ہین قولہ سید
سلسلہ عالم کی قدامت پائی جاتی ہی انتہی جہوٹی بات ہی بید وغیرہ مین کہین نہین لکھا کہ سلسلہ عالم قدیم ہی بلکہ صراحت
کے ساتھ مقامات متعددہ پر مرقوم ہی کہ سوا اوس ذات پاک کے اور کوئی چیز قدیم نہین سب حادث و فانی ہین چنانچہ یہہ
بحث مفصل ستوا البحار مین مرقوم ہی قولہ اگر مخالف قدامت سلسلہ عالم سے انکار لائیگا تو بلا شبہ اللہ تعالی کو وجود عالم
ہاسی یعنی لاخالق ولا عالم ولا رازق ولا قادر و مثل اوسکی ٹھہرائیگا کیونکہ بغیر وجود مخلوق و معلوم و مرزوق وغیرہ کے ثبوت
خالق و عالم و رازق وغیرہ ناممکن ہی کہ امور مذکورہ اضافی ہین انتہی آپ خاطر جمع رکھئے ہم آپکے سب توہمات کا
جواب شافی دینگے مگر چند سوال آپسے ہین اونکا جواب اول یہہ کہ کرشن گیتا کے آٹھوین ادھیا مین لکھا
ہے کہ جو پیدا کرنیوالا عالم کا ہے اوسکا نام کرم ہے انتہی تیرہوین ادھیا مین لکھا ہے ذات پاک داخل
کسی فعل کا نہین اور کوئی صفت نہین رکھتا ہی انتہی اتما اپنکھد اتھرون بید مین ہے کہ وہ ہر صفت نیک و بد سے
منزہ ہی انتہی جب آپکے اکابر ملت کا یہہ عقیدہ ہی کہ خدا تعالی اکرتا ہی اور کوئی صفت نہین رکھتا ہر صفت
سے منزہ ہی اور موجد عالم کرم ہین تو آپکے اصول ملت پر ہر آیینہ لازم آیا کہ وہ لاخالق بھی ہے اور لاعالم
بھی ہے اور لاقادر بھی ہے پس آپ کس منہ سے یہہ اعتراض ہمپر پیش کر سکتے ہین دوم یہہ کہ اپنکھد وغیرہ
مقامات متعددہ پر لکھا ہی کہ وہ عین علم ہی اور صفات اوسکی عین ذات اور ذات عین صفات ہی اور بغیر
وجود مخلوق اور معلوم اور مرزوق وغیرہ کے آپکے بقول وجود صفات ناممکن ہی کہ امور مذکورہ اضافی
ہین اور ظاہر ہی کہ جب دو چیزون مین نسبت عینیت کی ہی تو عدم امکان ایک کا مستلزم عدم امکان دوسری کا
ہی پس لازم آیا کہ بغیر وجود مخلوق وغیرہ وجود ذات بھی ناممکن ہی پس وجود ذات محتاج ہوا وجود مخلوق کا اور جب
محتاج ہوا تو واجب الوجود اور مستغنی بالذات نہ ہوا فرمائیے کہ اسکا کیا جواب ہے اور چونکہ خود آپ کی ملت مین

مین یہہ امر مسلم ہی کہ کبھی ایسا بہی ہوا ہی کہ کوئی شی جو معلوم یا موہوم ہے موجود نہین ہوئی چنانچہ یہہ امر آپ کی
کتب معتبرہ سی بخوبی ثابت ہی پس لازم آیا کہ ایسی حالتین وجود ذات بھی ناممکن ہوجاوی ہی اور جب ایکمرتبہ
وجود ذات کا ناممکن ٹھہرچکا تو لازم آیا کہ پہر کبھی اُسکا وجود ہی نہو لالہ جی دخل فلسفیہ مین اہل ہند کا
کام نہین علی الخصوص جیس پرفون کا اُسکی ہوس ہین وہ بات ترازو سی بھی جاتے رہتی ہین کہ بہولے اپنی
بھی کوا چلے جو ہنس کی چال سوم یہہ فرمائیی کہ جب آپ عدم تناہی سلسلہ عالم کے قائل ہوئیٔ تو آپ اثبات
واجب الوجود پر کیا دلیل پیش کرسکتے ہین آپ کو بعض سراوگیون نے بیوقوف سمجھکر بہکا دیا ہی کہ سلسلہ
عالم غیر متناہی ہی ورنہ آپکے بیدون اور پرانون کا یہہ مت نہین مہابہارت کا سانت پرب دیکہو
اوسمین لکہا ہی کہ برہما بہ جگدیس گفت کہ من اول از دل تو در مرتبہ دوم از جسم تو و سوم از کلام تو و چہارم
از گوش تو و پنجم از بینی تو و ششم از بیضہ زرین و این مرتبہ ہفتم است کہ مرا از گل نیلوفر افریدی انتہے
اس سے ثابت ہوا کہ یہہ ساتوان دورہ ہی پس ہر دورہ کو کتنا ہی ممتد اور طویل فرض کرو تب بھی مجموعہ
ساتون ادوار کا غیر متناہی نہین ہوسکتا بید بیاس جی تیتری اپنکہد ججر بید مین حدوث زمانہ
بدلائل ثابت کرتے ہین اور لالہ جی جو یہہ فرماتے ہین کہ بید بنفس خود قدیم ہی اور عالم ازروی سلسلہ ازلی
وابدی ہی انتہی یہہ سراسر غلط ہی اسواسطے کہ بید کے بنفس خود قدیم ہونیکے کیہہ معنی ہین کہ بید واجب الوجود
ہوا اور چونکہ لالہ جی صفحہ ۳۳ پر تصریح تمام لکہہ چکے ہین کہ کلام الہی عین ذات نہین پس بہا لازم آیا قدیم
واجب الوجود کا علاوہ بران جو چیز کہ قدیم بالذات ہی وہ معلول اور مخلوق نہین ہوسکتی ہے
برکت سوکہت اپنکہد ججر بید اور دیگر تصریحات بید سی ثابت ہی کہ تینون بید یعنی رگ بید ججر بید سام
خداتعالی کے نام یعنی اوم سے پیدا ہوئی اور اسی سے قائم ہین اور اوسمین فنا ہونگی انتہی پہر بعض جگہہ
لکہا ہی کہ خداتعالی کی سانس سی بید نکلے کہین کچہہ اور طرح پر بید الش بیدون کا حال لکہا ہی پس جب
حسب تصریحات بیدون کے مخلوق اور معلول ہونا بیدون کا ثابت ہوگیا تو وعوی قدم ذاتی
بیدون کا سراسر جہوٹ اور بناوٹ لالہ جی کی ہی اور وہ جو لالہ جی فرماتے ہین کہ عالم ازروی سلسلہ کے
ازلی ابدی ہی اسکی مراد دریافت نہین ہوتی اگر یہہ مقصود ہی کہ کوئی آن ایسی نتہی اور نہوگی کہ اوسمین
سلسلہ عالم نہو یعنی عالم ازلی قدیم ہی حادث نہین ہی اور ابدی ہی فنا پذیر نہین تو یہہ مطابق تصریحات
بید کے اور نیز تصریحات دیگر کتب معتبرہ ہنود کے جنکا بیان بہت مواقع پر ہوچکا ہی غلط ہی اور
غالباً لالہ جی بھی اسکے ابطال مین عذر نکرینگے کیونکہ وہ خود مواقع عدیدہ پر قائل حدوث و فنای
عالم کو ہوئی ہین بہاگوت کی اسکندہ آٹہ ادہیای تیسرے مین دیکہو اوسمین مرقوم ہی کہ جب [illegible]

نہین رہتا ایک برہم نرنکار رہتا ہی جس پرکار سی پہیر رہا نڈ اُس سی اوتپت ہوا تہا اُسی پرکار سی ناس
پراپت ہوتا ہی انتہی لیعنے جب قیامت کہڑی ہوتی ہی کچھہ نہین رہتا اکیلا ذات بحت رہجاتا ہی جسطرح
کہ یہہ عالم ارادہ سی پیدا ہوا تہا اسیطرح فنا ہو جاتا ہی۔ اور اگر مدعا یہہ ہی کہ ہر عالم سی پہلے اور عالم تہا
اِس سلسلہ کی بدایت نہین اور ایسی ہی نہایت بہی نہین جبکہ ایک عالم معدوم ہو جاتا ہی تو اوسکی معدوم
ہونے سی کچھہ زمانہ کے بعد دوسرا عالم پیدا ہو جاتا ہی اور ایسی ہی ہوتا رہیگا تو یہہ بہی غلط ہی اسواسطی کہ تصریحات
کتب معتبرہ ہنود سی ثابت ہی کہ دورات عالم ابہی تک سات سی زیادہ نہین ہوئی تو بدایت ثابت ہوئی لا
نہ ٹہہرا اور اگر عدم تناہی دورات کی ثابت بہی ہو جاوی تو بہی سلسلہ عالم ازلی نہین ہو سکتا کیونکہ ہر عالم
کی فنا کے بعد ایک زمانہ عدم کا ہوتا ہی تو سلسلہ وجود منقطع ہو گیا ازلیت کہان رہی علی ہذا ابدی بہی
نہین ہو سکتا اِسی دلیل سی بعینہ کیونکہ ازلی وابدی اوسکو کہتی ہین کہ مستمر الوجود ہو جانب ماضی اور مستقبل
مین اور جب دو دو وجودون کے درمیان زمانہ عدم کا فاصل ہوا استمرار جاتا رہا پس ازلی اور ابدی ہونا
سلسلہ عالم کا باطل ٹہہرا وہو المطلوب اب ہم یہہ کہتی ہین کہ یہہ بید جو اِس عالم مین موجود ہین آیا وہی بید
ہین جو عالم ماضی میں تہی اور یہہ لالہ اندرمن جو اب موجود ہین یہہ وہی لالہ اندرمن ہین جو عالم ای
معدومہ مین تہی یا نہین اگر وہی ہین تو اعادہ معدوم کا لازم آیا اور یہہ محال ہی علاوہ بران سب
چیزین کیا اعیان اور کیا اعراض سب قدیم ٹہہرین اور بیدون اور اور اعیان واعراض مین کیا
فرق رہا کیونکہ سب ایک ہی حال مین ہین کہ بعد عدم کے اعادہ اونکا ہوا ہی اِس صورت مین جملہ بید اور کتب
معتبرہ ہنود کی کہ بہت صراحت کے ساتہہ حدوث عالم پر اقرار کرتے ہین غلط محض قرار پائین اور اگر یہہ نہین
یعنے بید اور ہین اور وہ بید اور تہی اور یہہ اندرمن اور ہین اور وہ اندرمن اور تہی تو مدعا ہمارا ثابت
ہو گیا یعنی حدوث ان بیدون کا جو اب اِس عالم مین موہوم ہین ثابت ہوا وہو المطلوب اور یہہ جو
لالہ جی فرماتے ہین کہ تمام عالم مین اوتار وغیرہ ایک ہی ترتیب سی ظہور کرتے ہین یہہ بہی غلط محض اور خلاف
کتب معتبرہ ہنود کے ہی ہم بہت مواقع پر مہابہارت اور جوگ بسسٹ سی ثابت کر چکے ہین کہ بید ہر قرن مین
بعد دیگر مبدل ہوتا ہی اور بارہا بیدون مین تبدیل ہوئی کبہی برہما جگکے دل سی کبہی آنکہہ سی کبہی اوسکے کلام
سی کبہی کان سی کبہی ناک سی کبہی بیضہ زرین سی اور اِس مرتبہ کہ ساتوین دفعہ ہی گل نیلوفر پیدا ہوئی کبہی برہما
صاحب عمال خیر خود بجا لائی اور اونسی بواسطہ چند چاندنے سیکہے پہر جب آنکہہ سی نارائن کے پیدا ہوئی تو
خود انہونے چاند سی سیکہی علی ہذا القیاس ہر عالم مین واقعات بطرز جدید ہی وقوع مین آتے رہی دیکہی تفصیل
موجہہ دہرم مہابہارت کی یہانتک ہمنی دلایل آپکی قول کی ابطال کی پیش کین ہر چند کہ اِنہا مین آپ مدعی ہین

پر واجب تہا کہ واسطی اثبات اپنی دعوے کے کوئی دلیل پیش کرتے مگر آپ اثبات سی اپنی دعوی کے قاصر ہے
پس ظاہر ہوا کہ دعوی آپ کا محض بے بنیاد ہی علی الخصوص ایسی صورتمین کہ اوسکی ابطال پر دلائل عقلیہ و نقلیہ
قائم ہین اب ہم آپکو بہت وسعت دیتی ہین اور آپ سی مطالبہ دلیل عقلی کا نہین کرتے اور آپکو اجازت دیتی ہین
کہ آپ بید دن سی اس امر کو ثابت کیجئے کہ عالم قدیم ہی اور بید قدیم بالذات ہین اور ابداً سلسلہ عالم اور ظہور
عالمیان کا ایک ہی طور پر باقی رہیگا لیکن یاد رکہئے کہ آپکی کتب معتبرہ سی یہہ امر پایا جاتا ہی کہ فنا ہی عالم دو
طرح پر ہوتا ہی ایک بذریعہ نت پرلے کے اور دوسری بذریعہ مہا پرلے کے سو یہان بحث مہا پرلے کی ہے
کہ آیا بعد مہا پرلے کے جو کچہہ ہوتا ہی وہ کسطور پر ہوتا ہی پس جب آپ کوئی دلیل بید سی یا اور کسی معتبر کتاب
سی پیش فرما دین تو اسکا بھی خیال فرما لین کہ متعلق مہا پرلے کے ہو نہ متعلق نت پرلے کے آپ سُننی جواب
شافی جسکا پیشتر ہمنی وعدہ کیا ہی کہ آپ کا یہہ سمجہنا کہ خالق عالم اگر عالم سی پیشتر ہوگا تو اوسکا لا خالق لا عالم
لا رازق ہونا لازم آویگا کیونکہ صفات اضافی ہین بدون وجود معلوم اور مخلوق وغیرہ کے تحقق انکا محال ہی الخ
محض خام خیالی اور ضلالت ہی اسواسطی کہ خالق کیواسطی قبل از خلق عالم عالم ہونا تمام مخلوق کا بہ علم تفصیلی
ضرور ہی کیونکہ بعلم کے پیدا کرنا مخلوق کا غیر متصور ہی اور اس علم کیواسطی معلوم کا موجود ہونا بوجود خارجی
ضرور نہین صرف ثبوت علمی کافی ہی اگر تحقق عالم اوپر وجود خارجی کے موقوف ہو تو ہر آئینہ دور لازم آوی
کیونکہ جب علم موقوف اوپر وجود خارجی معلوم کے ٹھہرا اور وجود خارجی معلوم کا موقوف اوپر پیدا کرنے کے
ہی اور پیدا کرنا ہر آئینہ موقوف اوپر علم کے ہی اسلئی کہ بدون علم باریتعالی کے کوئی چیز ظہور مین نہین آسکتی
پس دور لازم آیا اس سبب سے لامحالہ تحقق علم کیواسطی وجود خارجی معلوم کا ضرور نہین صرف ثبوت علمی
کافی ہی اور ثبوت علمی کے معنی یہہ ہین کہ ذات واجب تعالی من حیث الذات تمام اشیا پر مشتمل ہی اور سب اشیا اُس
مین ہین پس علم ذات کا بذاتہ علم تمام اشیا کا ہی اور جب ذات کو علم تمام اشیا کا ہی تو سب اشیا کو ثبوت علمی
حاصل ہی اور یہی ثبوت علمی تمام صفات کی تحقق کیواسطی کافی ہی کچہہ ضرورت مخلوق اور مرزوق وغیرہ کی
بوجود خارجی نہین ؎ شاہد خلوت گہہ غیب از نخست * بود سپے جلوہ گہ گرد و چست * آئینہ عیب نما
پیش داشت * جلوہ نمای ہمہ با خویش داشت * ناظر و منظور ہم او بود و بس * غیر او این عرصہ نپوید کس *
جی چاہتا ہی کہ کچہہ اور انداز کی بھی گفتگو کر دن لیکن چونکہ یہہ مسئلہ مسائل الہیات سی ہی آپکو اوسکی سمجہنی
کی بھی استعداد نہین کاش اگر بششٹ جی ہوتے یا بیاس جی ہوتے تو کچہہ لطف گفتگو کا تہا دیکہئے بیسرا
پرکرن جوگ بششٹ کا بششٹ جی راجہ رام چندر کو سمجہاتے ہین برہم صانع عالم کا تنہا صورت عالم
کی اوسکی ذات مین موجود تہی جب کثرت ہوئی بالفعل ظاہر ہوا انتہی بیاس جی تیتری اپنکہد ججر بید مین لکہتی ہین کہ

وہ ذات تھی کہ اسکا کنندہ اور کردہ کچھہ نہین کہا جاتا ہی اور مظنہ خلائق ہی کہ وہ کنندہ اور کردہ شدہ
اور فاعل اور فعل اور مفعول ہی انتہی ان الفاظ سی بھی جو مدعا ہی آپکا فہم اونکی حریم تک بھی نہ پونہچیگا اور بلا شک
وشبہ بسبب نافہمی کے آپ اور آپکے اعوان اسپر برعکس تصور فرماوینگی لہذا مین نے بیاس جی ہی کے قولکو تسلیم
کر کے زبان قلم کو بند کیا کیونکہ اونہون نے نسبت اس قسم کے مسائل کے فرمایا ہی کہ نا لائقون سے
ہمیشہ یہہ راز چھپانا چاہیئے سہ نکتہ اچون تیغ پولاد است تیز + چون نداری تو سپر واپس گریز + پیش این
شمشیر بے اسپر میا + کز بریدن تیغ را نبود حیا + زین سبب من تیغ کردم در غلاف + تا کہ کج خوانی نخواند
بر خلاف + اگر آپکو اس علم کے مسائل کے سمجھنے کا شوق ہی تو زنگ تعصب اور عناد دل سے دور کر کے از راہ خلوص
واعتقاد کے کسی صاحب بیان کی ملازمت کیجئے سہ پردہ بردار ز رخسار کہ دیدن داری + سر برآور
ز گریبان کہ شنیدن داری + صاف باپنبہ اسود کی ز گوش برآر + اگر از ناموس نالہ شنیدن داری + آگے
اس سے آپ نے جسقدر تقریرین جاہلانہ کی ہین وہی تقریرین آپکی جہالت پر دلایل قوی ہین ہمکو اونسے
توجہ ضرور نہین **قولہ** بہرکیف جو کوئی معدوم محض سے مکالمہ کرے بالیقین مجنون ہی کیونکہ معدوم کو ایک
چیز امر کرنا اور ایک چیز سے باز رکہنا سراسر مراق اور مالیخولیا ہی انتہی لالہ جی ہمتو جواب آپکے اس سوال کا
دے چکے خلاصہ یہہ ہی کہ اوسکی علم مطلق کے اعتبار سے ایسی کوئی شے کہ وجود اوسکا بالفعل یعنی کسی آن
مین ازمنہ ثلاثہ سے پایا جاویگا معدوم مطلق نہین ہو سکتی پس لالہ جی جو یہان لفظ معدوم محض کا لائے ہین
سراسر جہالت اونکی ہی اب آپ بھی اپنے اس اعتراض کا جواب دیجئے یعنی تیتری اپنکہد ججر بید مین لکہا ہی پہلی
وجود عالم سے اندیگار خاموش تہا جو لفظ سب سے پہلے اوسکی زبان سے نکلا وہ پرنو یعنی اوم ہے پہر
آسمان اور عالم فضا اور زمین پیدا ہوئی اونکو برہم کا بدن سمجھو انتہی پہر اوسی اپنکہد مین ہی کہ بیدکی آن
ہی کہ سب سے پہلے برہم محض تہا اوسوقت نہ مشرق تہا نہ مغرب نہ اونچائی تھی نہ نیچائی نہ دلیل تہی کوئی
محسوس نہ کچھہ حسد وحدود غرضکہ کچھہ نہ تہا فقط وہ برہم تہا اسیطرح جب قیامت ہوگی اور سب فنا ہو جاویگی
وہ بغیر تغیر حالت اصلی پر رہیگا جب وہ تن تنہا رہتا ہی کچھہ اوسکے سوا بھی نہین ہوتا انتہی اب فرمائیے کہ قبل
از پیدایش عالم جب مطابق تصریح بید کے خداتعالی اکیلا تہا اور کچھہ بھی سوا اوسکی نہ تہا تو کیا آپکے اعتقاد
مین وہ مصداق اوسی مثل شیخ چلی کا تہا جو آپنے نقل کی ہی اور بہاگوت اسکند دہم کے ۲۸ ادہیائے
مین جو لکہا ہی کہ بروقت قیام قیامت کبری کے جب کچھہ نہین رہتا تو پورن برمہہ اکیلے سوتے ہوتے ہین
انتہی اس سے تو وہ مثل شیخ چلی آپکے پورن برمہہ پر عاید صادق آگئی زرہ عنایت فرماکر جواب اسکا
دیجئے نا عاقبت اندیشی اور جہالت سے اولٹی ازار آپ کے گلی مین آئی کردوی خویش آمدنی پیش جاہ کن

راجا دیو پرستش **قوله** پھر قول مصنف اعجاز محمدی کہ بید مین عبادت آتش و آفتاب کی مرقوم ہی غلط ہی انتہی اقول صاحب اعجاز کے اس دعوی کی تصدیق تو اسی شخص کی گواہی سے ثابت ہی کہ آپکے عقیدہ مین بانی بید دہی ہے دیکھو ادہیای جو تھی کرشن گیتا لکھتا ہی کہ بعضے کرم کانڈی دیو تونکو پوجتی ہین بعضے آگمین ہوم کرتے ہین جو اس آئین پر چلتے ہین حق سے واصل ہوتے ہین اور جو بقصد اسکی فعل کرتے ہین ذلیل و خوار ہوتے ہین یہی کرم ہین جنکی تفصیل بید و نمین لکھی ہی اور یہی سبب نجات کے ہین پھر ریش اپنکہید اتھربن بید دیکھیے بھارکور نجیشر کی تقریر سی واضح ہی کہ آگ وغیرہ کی پرستش شائع و ذائع تھی چنانچہ اب بھی ہی اسی اپنکہید رکھہ بید مین ہی کہ بچہ دیوتا جنکو عوام پرستش کرتے ہین ظاہری اور بیرونی ہین وہ جو ظاہر اور بید اکرنیوالا سبکا اور حقیقی ہی اندر دن بدن کے ہی اور اس سی بیدا لیش اولاد کی ہوتی ہی پس چاہیے کہ آتما کو جو کہ اندر بدن کے ہی ظاہر اور بیدا کرنیوالا جہان کا سمجھکر پوجے انتہی بجاگوت کے اسکند آٹھ کے ادہیای ٢٨ مین بہت صراحت کے ساتھ حکم پرستش بتون کا موجود ہی سالگرام اور بھوانی وغیرہا کی پوجا کے تو جلد انمین مرقوم ہین لکھا ہی کہ سالگرامی پوجا کی برتمان کے آگے دہر ی اور بار بار پرکرما اور ڈنڈوت کرے جو چتر ہوتے ہین وہ پوجا بھوانی کی جو میری شکت ہی کرتے ہین اور پھر میری پوجا کرتے ہین انتہی مختصراً یعنے بت کے سامنے سب سامان پرستش کا رکھے اور بار بار طواف اور ڈنڈوت کرے جو آدمی ہوشیار ہین پہلے بھوانی کی پوجا جو میری شکت ہی کرتے ہین بعد میری پوجا کرتے ہین پھر مہابھارت اپنکہید ججر بید مین ہی کہ سات مہا ذوظ جو اور پر آن ہین روز و ابر آفتاب آگ اندر زمین بہشت سرخی آنکھہ کا نام رودر ہی پانی آنکھہ کا آب بینائی انکھہ آفتاب ہی سیاہی آنکھہ کی آگ ہی سفیدی آنکھہ کی اندر ہی پلک تلی کی زمین ہی پلک دیر کی بہشت ہی یہ جو ہستے ہین کی سرخی کی نہی پوتا ہین اور انہین کے پوجا چاہیے سوا اسکے اور بہت مضامین کتب معتبرہ ہنود مین موجود ہین جس سے حکم پرستش غیر خدا کا ظاہر ہے چنانچہ بعض بعض کی تفصیل ہمنے سوط الجبار مین کی ہی بخوف اطناب اعادہ اسکا ضرور نہ سمجھا گیا **قوله** بید مین ہی کہ خالق عناصر پنجگانہ کا پرم آتما ہی اور اوسیکی ذمہ اونکی پرورش ہی انتہی ہم ایسے مہمل قول کی تصدیق نہین کرتی حوالہ اپنکہید اور بید کا جب لکھوگے تو مطابقت کرکے جواب دینگے کہ آپ نے صحیح لکھا ہی یا یہان بھی خیانت کی مگر یہہ فرمائیے کہ برہدارن اپنکہید ججر بید بھی دیکھا ہی اوسمین لکھا ہی کہ ہرن گربھ نے پانی کو پیدا کیا اور پانی پیدا جو کف جمع ہوکر سخت ہوگیا وہ زمین ہوگئی اور ہرن گربھ کی ریاضت کرنے سی حرارت پیدا ہوئی اوس حرارت سی آگ پیدا ہوئی آگ سی آفتاب اور آفتاب سی ہوا انتہی یہان سی تو خالق چار عنصر کا ہرن گربھ پایا جاتا ہی پھر اسی اپنکہید مین درباب انتظام عالم کے لکھا ہی کہ برہما بصورت آگ کی ظاہر ہوا اوسوقت سوا اوسکے کوئی موجود نتھا اوسنے عالم کو پیدا کیا مگر پرورش نکرسکا پس متفکر ہوا کہ اور کوئی پیدا ہووے کہ پرورش کرے پس پایا جسم اندر اوس

برن اور چندرمان اور رودر اور جم اور مہادیو پیدا کئے جب انسے انتظام معاملات اور معاش دنیا دی کا انصرام نہوسکا تو بشن اور رودر اور سورج اور بسو می دیوتا اور جبراج پیدا کئے جب انسے سرانجام خدمات خلائق نہو سکا تو زمین دیوتا کو پیدا کیا کہ یہہ سبکی خدمت کرتی تہی انتہی مختصراً پس خود بیدون ہی سے بطلان قول لالہ جی کا ظاہر ہوگیا ایک بیجا انی لالہ صاحب کی ہے کہ بجای پنج عناصر عناصر یگانہ رقم فرمایا ہی **قوله** بید مین ہی کہ پرماتما نے آفتاب و ماہتاب کو خلق کیا جیسے کہ پہلے کیا تہا انتہی یہہ بہی بحوالہ منتر نشان ایک عبارت زیب قلم فرمائی ہی کہ صریح مناقض عبارت بید کے ہی جسے جسنے اور نقل کی **قوله** اس سے سلسلہ عالم کی قدامت ظاہر ہی انتہی شرین تہی سمجہہ پر آپکی سمجہے تو کیا سمجہے جناب لالہ جی آپ کس خواب خرگوش مین ہین اس سے تو تسلسل کی بیخ بنیاد اوکہڑ گئی کیونکہ اسمین صاف تصریح ہی خلق اول پر اور جب اولیت ثابت ہوگئی تو سلسلہ منتہی ہوگیا اور یہہ قول بعینہٖ ہوگیا مہابہارت کے قول کا جسمین تصریح ہی کہ یہہ برہمانڈ اور برہما ساتوان ہی اسکا مطلب تو صاف یہہ ہی کہ آفتاب اور ماہتاب جو پیدا کیا تو وہ مانند انہی ماہتاب اور آفتاب کے پیدا کیا جسکو اول پیدا کیا تہا پس اس سے زیادہ ثبوت بطلان عدم تناہی سلسلہ کا اور کیا ہوگا مین حیران ہون کہ لالہ جی ایسی عبارت کے معنی کسطرح برعکس سمجہے ہان سوداے منافی عقل اونکی مزاج پر بہت غالب ہین کہ اوسکی سبب مجبور ہی سے حرص و کینہ مرد را احمق کند + عقل را نلے نور و بیرونق کند + **قوله** پہر بید مین آیا ہی کہ پرماتما کی خوف سے ہوا چلتی ہی اوسکے خوف سے سورج طلوع ہوتا ہی اوسکی خوف سے اندر دیوتا پانی برساتا ہی اوسکی خوف سے موت اپنے کام پر آمادہ ہی انتہی جناب لالہ اندرمن آپکا یہہ کلام بیداری مین ہی یا ہذیان خواب سے گیا فی الحقیقت بید مین یہہ لکہا ہی کہ سورج طلوع ہوتا ہی مجکو خوب یاد آتا ہی کہ آپ نے اسی کتاب مین زیب قلم فرمایا ہی کہ ادعاے طلوع و غروب آفتاب بکقلم ضلالت و بطالت ہی کہ برعکس حکمت ریاضی اور طبعی ہی اور خلاف واقعی ہی انتہی دو ورق لوٹ کر تو دیکہیے وہان تو طلوع آفتاب یکقلم گمراہی اور بطلان تہا یہان دو ورق ہی بعد دوسرا قلم کسطرح پر اوسی گمراہی اور بطلان کے عین ایمان ہونے پر روان ہوا یہان بہی لالہ نے بلا حوالہ بید کے ایکعبارت دل سے بنا کر لکہدی ہی جبتک نشان پتہ بید کا نہ لکہین گے ہرگز لائق اعتبار کے نہین **قوله** اس سے واضح ہوتا ہی کہ سارے دیوتا پرماتما کے پرستار اور فرمانبردار ہین انتہی ایسے اعتراض صاحب منتر کا مندفع نہین ہوتا بلکہ زیادہ تر قباحت عائد ہوئی کہ پرستار ذکی پرستاری کا الزام لگا **قوله** البتہ قرآن مین ہر کسیکی تعظیم و تکریم بدرجہ غایت ترغیب ہی چنانچہ سورہ انعام مین ہی کہ کل کاردیار زمانہ کے اغنیا ہین ہی انتہی افتراے صریح ہی ہرگز سورہ انعام مین ایسا نہین اگر لالہ جی کذاب مفتری نہین تو اوس آیت کو جسسے یہہ مطلب سمجہے ہین کیون نہین لکہا لالہ جی اپنا الزام اوروں پر لگاتے ہو دلمین شرماتی نہین یہہ مضمون تو ہرگز

قرآن مین نہین البتہ تیتری اپنکہد ججر بید مین موجود ہی صاف لکہا ہی کہ زمان سی رسیح سی بنائی گئی ہین دلیل برہم ہے کیونکہ جو سب مین ہی اور سب اسمین ہین وہ برہم ہی سب زمان سی پیدا ہوی اور زمین قت اور اوسیمین مرتے ہین جو اسکو برہم سمجہکر تصور کرے وہ سعادت پاوی انتہی دیکہئی کیسی کفر عظیم کو سعادت ٹہرایا ہی اور اعتقاد الوہیت زمان کا حکم نافذ فرمایا ہی یہان سی تصدیق قول صاحب اعجاز جیسی چاہیئے تہی واضح ہوئی **قولہ** سورہ بقر مین لکہا ہی کہ مکانون اور کوہستانون کا طواف فرض ہی انتہی البتہ طواف بیت اللہ کا بحکم قران فرض ہی کوہستان کے طواف کی فرضیت کا سورہ بقر مین ذکر بہی نہین مگر فرضیت طواف سی عبادت بیت اللہ ہرگز لازم نہین آتی آپکو شرم نہین آتی کہ ہرگاہ طواف اور ڈنڈوت اور پرستش اصنام کا آپکی ملت مین حکم صریح موجود ہی جیساکہ اسی بحث مین بحوالہ بہاگوت مذکور ہوا پس آپ پر بنا ہی طواف اور دن کو کس منہہ سی اعتراض کرتے ہین لالہ جی کی اس بیہودہ سرائی اور سب ہرزہ درائیون کے جواب سوط الجبار اور ہدیۃ الاصنام اور خلعت الہنود مین بہت تفصیل سی مرقوم ہین لالہ جی کی دغابازی ہی کہ بتقلید پادریون کے جو جو باتین اونکو پادریون کی کتابون سی حاصل ہوئی ہین انہین کو وردزبان کر رکہا ہی اور جو جوابات انکی دیکہی ہین انسی صاف پہلوتہی کر جاتے ہین یہہ کچہہ خوبی مناظرہ کی نہین باوجودیکہ ہدیہ اور اعجاز اور خلعت اور سوط قبل از تالیف اس رسالہ کے لالہ جی کے پاس پہونچگئی ہین اور غالب ہی کہ سوط الجبار بہی آنکی ادب فرما ہوئی ہوگی مگر یا اینہمہ اونہون نے جو اس اعتراض واہی کیطرف توجہ نفرمائی تو ظاہر ہوا کہ لاجواب ہوئی با اینہمہ سخت بے شرمی کی بات ہی کہ پہر اسی اعتراض مردود کو زبان پر لائی ہی اور زری گریبان مین منہہ ڈالکر دیکہئی بہاگوت کے اسکند ۱۰ مین ہی کہ نارائن جی سنتکمار کے چرنون یعنی قدمو نمین پڑی جب آپکے معبود مفروض کا یہہ حال ہی تو آپ کیا کسی پر حرف کہہ سکتی ہین آگے اس سی جو لالہ جی نے بحث حدوث اور خلق قران کی کی ہی وہ سب یاوہ سرائی ہی باعتبار الفاظ اور اصوات کے کوئی شخص قرآن کو قدیم نہین کہتا کیونکہ الفاظ وکلمات اور اصوات کسیطرح قدیم نہین ہوسکتی بلکہ ہم صاف اس کتاب مین اور پہلے رسائل مین بہی تصریح کر چکے ہین کہ جن معنی کے اعتبار سی ہم کلام خدا کو قدیم اور غیر مخلوق کہتے ہین وہ ایک صفت ہی صفات ازلیہ سی اور اوسکو کلام نفسی کہتے ہین اور وہ عین علم ہی کلمات اور حروف اور آواز اور مرکب از کلمات وحروف اور صفیر کو قدیم اور صفت الہی سمجہنا مخصوص جہلاء ہند کے ساتہہ ہی چہانڈوک اپنکہد مین لکہا ہی کہ بید اوم کے تین حرفون سی مرکب ہوئی ہین پس کمال حماقت لالہ جی کی ہی کہ شی مرکب کو کہ بحکم بداہت اولیہ حدوث اوسکا ضروری ہی قدیم قرار دیتی ہین پرنو اپنکہد اتہربن بید مین ہی کہ یہہ لفظ اوم کا ایک کلمہ اور ایک شرتی ہی اور برہما کی وجود سی اوسکا وجود پیشتر ہے اور یہی بید ہی اور تخم بید کا یہی اسم ہی انتہی اس سی اول تو حدوث برہما کا دوسرے

برن اور چھند بان اور ... ہو کہ جب لفظ اوم تخم بید کا ہوا تو ہر آئینہ بید متاخر ہوئے لفظ اوم سے اور جب
ہے ہو حدوث لازم آیا علاوہ بران جب خود اوم ہی ایک لفظ قرار دیا گیا تو یہہ لفظ جو مرکب ہے

حروف سے اور صفیر اُسکی ذات کو اور اُسکے وجود کو لازم غیر مفارق ہی پس بالبداہتہ حدوث اُسکا بھی ضرور ہوا **قولہ** خیانت کاری صاحب اعجاز محمدی کی دیکھئے کہ قول زند لقانہ تت بودہنی کا تسلیم کرتا ہی اور اوسکی تتمہ پر چار تکبیر پڑہتا ہی انتہی صاحب اعجاز تو تت بودہنی پر اور آپ پردو نون پر تین حرف کہتا ہی مگر چونکہ وہ بڑی بڑی پنڈتون کی مجلس سے اور دہی تحقیق دین ہنود مین بہت سرگرم ہین اسلئے اونکی قول سے اوسنے ہنود پر حجت تمام کی ہی آپ سے بیس برنون کو اونکی مقابلہ مین کوئی ایک جو کو بہی نہین لیتا تمام بریلی کے ہندو اونکو ڈنڈوت کرتے ہین علم سنسکرت مین وہی لوگ بہت دستگاہ رکہتے ہین پس پہر اُنکے کہنے سے وہ لوگ نامعتبر نہین ہوسکتی اور تتمہ اوسکا جو آپ یہان زبان پر لائے ہین کیا چیز ہی کہان سے بلکہ آپکی خیانت اور دغابازی ہی کہ نے اصل جہوٹی بات بیان کرتے ہو اور چونکہ ہمنے بیشتر خود بیدون اور کتب معتبرہ ہنود سے حدوث بیدون کا اور نہونا اونکا پرم الشر کیطرف ثابت کردیا ہی پس یہہ مدعا ہمارا کچھہ شہادت تت بودہنی ہی پر منحصر نہین ہی مدعا تو یہہ تہا کہ بڑی بڑی فاضل اور عالم دین ہنود کے بھی ہمارے قول کی تائید کرتے ہین اور جو کچھہ اونہون نے لکہا ہی اوسکو مدلل کیا ہی چنانچہ وہی لکھتے ہین کہ رکہہ بید اگلے لوگونکی سبہا کی زبان یعنی بال اوستہا در عمر خوردسالی بنا ہی اسمین کچھہ شک نہین انتہی اس دلیل کو اونکی لالہ صاحب نے کسیطور پر رد نہین کیا اس سے ظاہر ہوا کہ یہہ بات اونکے نزدیک بہی مسلم ہی اب ہم ان پنڈتون کے قول کی تائید پر قول اور لوگون کا بھی جو بیدون کی زبان سے واقف ہین نقل کرتے ہین مدعا ہمارا یہہ نہین ہی کہ قول اونکا عموماً کسی دوسری ملت والون پر حجت ہو وے غرض صرف اتنی ہی کہ جو امر آنکہہ کا دیکہا ہوا بیان کرین اور اوسکو بدلیل ثابت کرین اوسپر بلا وجہ انکار کرنا انصاف سے بعید ہے آنرییل مونٹ اسٹورٹ الفنسٹن نے اپنی تاریخ ہند کے پہلے تتمہ مین لکہا ہی کہ بید دکن بہت سی بھجن ایسی غیر فصیح زبان مین لکھی ہوئی ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ باقی اور تمام بھجنون وغیرہ بید کے نظم کے مرتب ہونے سے بہت پہلے کی تصنیف ہین اور بعضی اگرچہ قدیم زبان مین ہین مگر شائستہ اور فصیح سنسکرت سے خارج نہین ہین اسلئے اکثر کی تصنیف اور کل کی تالیف کے درمیان مین بہت عرصہ گذرا ہوگا انتہی دیکھئے یہہ مضمون اور مضمون سبہانت بودہنی کا مؤید اکید رشتہ کا ہی یعنی اکثر عبارات بیدون کی غیر فصیح ہی کہ جس سے صاف ظاہر ہی کہ بقول سبہانت بودہنی کے وہ عبارات خوردسالی مین بنائی گئی ہین اگرچہ اوسی تتمہ سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ سر ولیم جونس کی تحقیقات سے زمانہ تصنیف بیدون کا ۱۵۸۰ برس حضرت یا ۱۲۰۰ برس پیشتر قبل جناب

مسیح کے ثابت ہوتا ہے کالبروکصاحب نے بھی یہہ لکھا ہے کہ بید ۱۴۰۰ برس پہلے جناب مسیح سے بنائی گئی ہین دلیل
اونکی یہہ ہے کہ ہر ایک بید کے ساتھہ جو رسالہ ہیئت کا لگا ہوا ہے اوسمین مقام راس سرطان و جدی کا وقت
تالیف جو قرار دیا ہے وہ ۱۴۰۰ برس پیشتر جناب مسیح سے تہا مگر یہہ دلیل کافی نہین کیونکہ کچھہ ثبوت اسکا نہین
کہ یہہ رسالہ ہیئت کا وقت تالیف بیدون کے لکھا گیا ہو ممکن ہے کہ جیسا کالبروکصاحب نے حساب کیا
ہے کسی ہندو نے اپنے ذہن مین اونکو تالیف کسی رشی کی یا بیاس جی کی سمجھکر اور اونکی زمانہ کا حساب
کرکے رسالہ لگا دیا ہو اور شلی صاحب نے بہت وجوہ سے زمانہ پراسر جی پدر بیاس جی ۵۷۶ برس قبل از مسیح
قرار پایا ہے اور زمانہ تصنیف بیدون کا ایک عرصہ کے بعد زمانہ پراسر جی سے ٹھہرتا ہے مگر ہم اس مقام پر یہہ کہتے
ہین کہ خود بیدون سے واضح ہے کہ تالیف اونکی سنہ ۱۱۰۰ع کے بعد کی ہے کیونکہ اپنکہد جو بیدون کی منتخب
ہین انمین سے منڈک اپنکہد اتہربن بید مین یہہ لکھا ہے کہ شنکر اچارج کی تفسیر مین یون لکھا ہے اس سے
ظاہر ہوا کہ تالیف بیدونکی بعد زمانہ شنکر اچارج کے ہے اور شنکر اچارج کا زمانہ سنہ ۱۱۰۰ع تھی غایت الامر یہہ
ہے کہ سنہ ۸۰۰ع یا سنہ ۹۰۰ع ہون پس اس برامن قطعی سے زمانہ تالیف بیدون کا سنہ ۱۱۰۰ع یا سنہ ۸۰۰ع یا سنہ ۹۰۰ع
قرار پاتے ہین پھر دوسری دلیل سبہاتت بودھنی کی یہہ ہے کہ اکثر جگہہ اون رشیون کے نام بھی پائے جاتے
ہین جنہون نے وہ عبارات بنائی ہین اسکا بھی لالہ جی نے کچھہ جواب نہین دیا ہم جو ترجمہ اپنکہد ونکو دیکہتے
ہین تو اوسسے تصدیق اس امر کی پائی جاتی ہے دیکھو جوگ تت اپنکہد اتہربن بید اوسکی ترجمۃ الباب سے ثابت ہے
کہ پرجاپت کا قول ہے اسیطرح ہنس ناد اپنکہد اتہربن بید کے ترجمۃ الباب مین لکھا ہے کہ سنتکمار نے گوتم رشی
کو سمجھایا برہم بدیا اونکہد اتہربن بید مین صاف لکھا ہے کہ موجب قول پرجاپت کے یہہ اپنکہد ہے علی ہذا القیاس
اور بھی جگہہ ایسا ہی پایا جاتا ہے اور کوئی قرینہ لفظی یا معنوی اسکی پیشین گوئی پر قائم نہین ہے نہ کوئی قرینہ
اسپر ہے کہ خدا تعالی کیطرف سے بطور حکایت کی حال مستقبلہ سے ہے جبکہ سبہاتت بودھنی کا قول اور دلیل تو
کے بنی ہے تو صرف بیدلیل قول لالہ صاحب کا اونکے قول کے رد کیواسطے کافی نہین آگے اسکے جو لالہ جی نے
ازراہ خیانت اور دغابازی اکثر اہل اسلام پر افترا کیا ہے جبتک کہ عبارات اونکی اونکی کتابون سے
بالفاظہا نقل نکرینگے کچھہ جواب نہ دیا جاویگا اور مین بالیقین کہتا ہون کہ لالہ جی بھی اپنے دلمین اپنی
افترا پردازی کو خوب سمجھتے ہین اور اسی سبب سے انہون نے عبارات کو بالفاظہا نقل نہین کیا ہے اگر دے
اپنے تئین مفتری نہین جانتے تو لازم ہے کہ اب عبارات کو بالفاظہا نقل کرین **قولہ** فرید الدین عطار صفحہ
تقریر کرتا ہے الخ یہہ سب ہرزہ درائی لالہ جی کی ہے ہم بہت مقامات پر لکھہ چکے ہین کہ جس مقام کا یہہ کلام ہے
وہ خارج از بحث ہے اس قسم کے کلام ہم سو جگہہ بیدون مین نشان دے سکتے ہین مگر لالہ جی کی جہالت ہے کہ

کہ بار بار اِس قسم کے کلاموں سے احتجاج کرتے ہین سرب میدا اپنکہد ججر بید دیکہی لکہا ہی وہ ذات جو روشن
ہی گو کہ سب سی منزہ ہی مگر شکم مادر مین بہی وہی ہے اور جو ہُوا یا ہوگا یا ہی وہی ہی تیتری اپنکہد ججر بید مین ہی بحکم
بموجب سرتی بید کے لکہا ہی برہما تو ہی بشن تو ہی رودر تو ہی پرجاپت تو ہی آگ تو ہی برن تو ہی پران تو ہی
دیوتا تو ہی ہوا تو ہے اندر تو ہی مچہلی تو ہی غذا تو ہی جسم تو ہے زمین تو ہی تمام عالم تو ہی آکاس تو ہی پیدا کرنے والا
ہے کرنیوالا ہر قسم کے افعال کا تو ہی صاحب عالم کا تو ہی علاوہ بران جہالت لالہ جی کی قابل غور ہے کہ اُس
مصرعہ سی کہ ع خود پیمبر شد و پیام آورد * یہہ سمجہتی ہین کہ قرآن کلام خدا نہین اِس حماقت پر انکی زری
اہل انصاف غور فرما دین کہ اِس سی تو دعوی لالہ جی کا کسیطرح ثابت نہین ہوتا بلکہ یہہ مضمون تو سراسر خلاف
اُنکے مدعا کے ہی آگے اِس سی جو حکایات تکذیب کفار لکہتی ہین محض بیہودہ سرائی ہی کفار اِس عہد کے اور اِس
عہد کے سب برابر ہین آپ کیا اسلام اور قرآن کی تکذیب نہین کرتے ایسی جاہلون کی بات کچہہ سند لائق
نہین ہوتی وَ ذِلِکَ تَوْضِیْحٌ لِلْمَسَانِیْد ہین اگر لالہ جی کے نزدیک پنڈتان سبہاتت بودہنی دین ہنود سی پہر گئی تو ان
اور ہندو نہی ہون تو لالہ جی صاف صاف لکہین کہ وہ ہندو نہین ہین اور مرتد ہو گئی ہین کہ اصول دین ہندو کا
انکار کرتے ہین مگر واضح ہو کہ جبتک بڑی بڑی نامی گرامی ہندو انکی سامنی ڈنڈوت کرتے رہینگی اور انکی تعظیم
و تکریم بسبب بزرگی ملت کے بجالاتے رہینگی جیسی کہ آپ بجالاتے ہین تب تک انکا قول ہرگز مقبول نہوگا **قولہ**
تت بودہنی تیر کا تمام ہنود کی رای مین مردود ہی کہ سراسر خلاف کلام معبود ہی انتہی جب تائید کلام بودہنی
پر تصریح اکابر ہنود موجود ہی تو قول لالہ صاحب کا جو اُسکی برخلاف ہی محض بے سود ہی لالہ جی اُس ہندو کا
نام لین جس نے تت بلودہنی کے قول کو رد کیا ہو اُنکا کلام تو مطابق اکابر ہنود کے ہی اگر اُنکا قول مردود
ہی تو قول سب اکابر ہنود کا مطرود ہی چنانچہ تفصیل اِسکی گذر گئی **قولہ** بید مین یہہ مطلب بتکرار پایا جاتا ہے
انتہی وہی دو عبارتین ہین کہ بلا حوالہ بید اور بلا پتہ اور نشان کے اُنکو ہر مرتبہ لالہ جی لکہدیتی ہین اور یہ
بحث اُسکی مفصل گذر چکی ہی **قولہ** تفسیر حسینی مین لکہا ہی کہ قریش کہتی تہی کہ محمد جبر و یسار سی کہ دو غلام
ہین قرآن یاد کر کے پڑہتا ہی اور اُسی تفسیر مین ہی کہ قریش تر زبان تہی کہ ایک رومی تو جسکا نام بلعام تہا محمد کو
قرآن سکہاتا ہی فی الجملہ کتب محمدیہ مین اِس قسم کی صدہا روایات مسطور ہین اور ہر جگہ جو جو جا بجا قرآن کے
نام مذکور ہین خوبی یہہ ہی کہ وہ اشخاص اولیا اور علماء اسلام سی سمجہی جاتے ہین مثلاً فرید الدین عطار و حمید الدین
ناگوری و فیضی فیاضی انتہی خیانت پردازی اور دغابازی لالہ جی کی حد سی گذر گئی مقولہ کفار قریش کو کہ
ازراہ قساوت قلبی اور فرط عناد کے بمقابلہ لالہ جی کی بمکابرہ اور مجادلہ پیش آتی تہی اور اِس قسم کی گفتگو
لوگون کے دہوکہ دینے کیواسطے درمیان لاتی ہی ہمیشہ حجت پکڑتے ہین لالہ جی نے عبث اِسقدر تکلیف کی اور نام

مفسرین اور علما و صلحا وغیرہم کا لیاجت انکے نزدیک مقولہ منکرین اور معاندین ہی کا واسطے احتجاج کے کافی ہی تو قرآن
ہی کی آیت سے کیون احتجاج نکیا قرآن مین تو بہت صاف ہی وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُولُونَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي
يُلْحِدُونَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ ہمکو انکار اسکا نہین ہی کہ کفار ہمیشہ سے یہہ کہتے چلے آتے ہین کہ قرآن خدا
کیطرف سے نہین ہی کبھی کہتے تھے کہ جبر غلام رومی عامر بن الحضرمی کا اونکو قرآن سکہاتا ہی کبھی کہتے تھے کہ جبر و لیسار
اعجمی تعلیم کرتا ہی کبھی اوسکو سحر کبھی شعر کبھی اساطیر الاولین بتاتے تھے مگر جب اونسے کہا جاتا تھا کہ جن
لوگ جنکی طرف تم گمان تعلیم قرآن کرتے ہو سب اعجمی ہین اور یہہ قرآن عربی فصیح و بلیغ ایسا ہی کہ باوجودیکہ
تم افصح العرب ہو اور قصائد و خطب تمہاری مجامع مین پڑہی جاتے ہین اور تمام عرب تمہاری فصاحت و
بلاغت کے قائل ہین جبر و لیسار تو درکنار تم ہی ایک سورہ ایسی بنالاؤ اور یہہ نہین کہ دو چار ہی آدمی متکفل
اسکے ہون نہین بلکہ سبکے سب ملکر ایکدوسرے کی اصلاح سے کچھ کام کرو اور افراد بشر ہی پر حصر نہین بلکہ افراد
جن اور شیاطین جنکو تم پوجتے ہو اونکو بھی اپنی مدد کیواسطے ساتھہ لو وَاِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا
فَاْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا
النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَاْتُوا بِمِثْلِ
هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا تو سرنگون ہوجاتے تھے اور کچھہ بن نہین آتی تھی اسیطرح جب
منکرین سے ہم یہہ مطالبہ کرتے ہین تو اپنا سا منہ لیکر رہجاتے ہین الغرض کلام کفار معاندین کو علی الخصوص ایسے
کلام کو کہ حجت قوی اوسکی ابطال پر قائم ہو دے اور ثبوت اوسکا کچھہ نہین ہوا ہی اور پر حجت لانا خالی روغا بازی
اور حیلہ سازی سے نہین برخلاف ہماری احتجاج کے کہ ہنسی بریلی کے مجمع برہمنان کے قول سے اور پر حدوث
عزمن بید کے حجت پکڑی ہی اور مجرد کلام ہی نہین بلکہ کلام بھی ایسا ہی کہ بدلایل قویہ مدلل ہی اور کتب اکابر
ہنود اور خود اقوال سری کرشن کے جو بزعم ہنود بانی بید ہی اوسکی تائید پر گواہی دیتے ہین دیکھو کرشن گیتا
مین لکھا ہی کہ کرم بید سے پیدا احکام ہین پہر لکھا ہی کہ کرم پرمیشر کی احکام نہین ان دونو مقدمات کی ترتیب سے
مطابق قواعد میزان کے دیکھیئے تو کیسا نتیجہ برآمد نکلتا ہی کہ بید کے احکام پرمیشر کی احکام نہین اگر اس
نتیجہ کو آپ تسلیم نکرینگے تو لامحالہ اوسکی نقیض آپکو تسلیم کرنی پڑیگی یعنے بید کے احکام پرمیشر کی احکام ہین
تو ہم اسکو صغری قیاس سے ملاکر دوسرا قیاس اس طور پر ترتیب دینگے کہ کرم بید سے پیدا احکام ہین اور بید کے احکام
پرمیشر کے احکام ہین تو بالبدیہتہ یہہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ کرم پرم الشر کے احکام ہین اور یہہ نتیجہ دیکھو صاف نقیض
قول کرشنجی بانی بید کی ہی کہ وہ فرماتی ہین کہ کرم پرم الشیر کی احکام نہین اور چونکہ وہ قول اسلم الصدق ہی اور آپکے
معبود کا قول ہی جنکو آپ بانی بید قرار دیتے ہین پس ظاہر ہوا کہ نقیض نتیجہ قیاس اول کی غلط ہی اور جب نقیض غلط ہی

تو ہمین نتیجہ صحیح ہے وہو مطلوب والحمد للہ علی ذلک اور آپنے جو نام فرید الدین عطار کا یہان لیا ہی بجز تہمت آپ
کی افترا پردازی ہی جو اشعار آپنے عطار قدس اللہ سرہ کے لکہی ہین اُنسی آپکا مدعا کچہ ثابت نہین ہوتا اور حمید الدین
ناگوری کا قول آپنے نقل ہی نہین کیا اور یقین ہی کہ نقل بہی نکرو گے کیونکہ اوسکی نقل مین آپکی جو فروشی اور گندم
نمائی خوب سر بازار ظاہر ہو جاویگی اور آپنے جو حمید اللہ کرانچی اور عماد الدین پانسے پتی کا تذکرہ کیا ہی آپکی
جہالت ہی یہہ دونو نصرانی ہین چنانچہ مباحثہ مولوی ولی اللہ کا عماد الدین مذکور کے ساتھہ مطبع نجم العلوم
لاہور مین چہپ کر مشتہر ہوا ہی اور فیضی کا جو ذکر یہان کیا ہی قطع نظر اسکی کہ اکثر لوگون کو اوسکے اسلام مین شک
ہے پہر بہی آپ نے کوئی قول اوسکا نقل نکیا صرف نور اللہ احراری کے بیان پر اکتفا کیا گیا بعید ہی کہ نور اللہ
نے کسی سی ایسا حال فیضی کا سنکر لکہدیا ہو ہمنی جو تفسیر سورہ یوسف کی لکہی ہوئی فیضی کی دیکہی ہی اوسمین
عقیدہ سی صاف انکار کیا ہی اور اُس تفسیر کو ذریعہ توقع نجات کا ٹہرایا ہی اور اور کتابین اوسکی جو دیکہی گئین
اُنمین بہی صاف صاف معتقد قرآن ہی اور بالفرض اگر اوسنے ایسا کہا ہو تو ہمپر کچہ حجت نہین کیونکہ پیشتر سے
اکثر علما اوسکی اسلام مین گفتگو کرتے ہین پس قول اوسکا ہمپر حجت نہین برخلاف قول برہمنان اور پنڈتان
سبہا بریلی کے کہ وہ ہر آئینہ ہنود پر حجت ہی کیونکہ بجز آپکے آجتک کسی نے اونکو خارج از دین نہین کہا نہ کسی نے
اونپر کچہ اعتراض کیا اگر واقع مین آپ سچے ہین تو کوئی کتبہ کوئی محضر کوئی صورت حال جو کسیوقت مین دربارہ
خروج انکی کے دین ہنود سی مرتب ہوا ہو نشان دیجئے کہ فلان مطبع مین پہلے اِسسی فلان وقت مین چہپا ہی
ہم آجتک دیکہتے ہین کہ سب ہنود خاص بریلی اور دیگر بلاد کے از راہ بزرگی دین کے اونکی تعظیم کرتے ہین
اور اپنا پیشوا سمجہتے ہین اونکی سامنی ڈنڈوت بجالاتے ہین پس مجرد آپ سی بس برنون کا کہدینا اونکی ہندو
ہونے مین کچہ خلل انداز نہین ہو سکتا بریلی تشریف لیجائی اور اس مسئلہ مین انسی گفتگو کیجئے کہ یہہ کام نہایت ضروری
ہی مصارف سی پریشان نہو جتنا زاد راہ کا مین متکفل ہوتا ہون گہر بیٹہی ہوئی آپ جو عذر کرتے ہین بقول آنکہ گنگا
بہی شیر ہوتا ہی اپنی مکان پر بخدا اگر اونکی سامنی جاوگے تو زبان سی بات بہی نہ نکلیگی اور اسی سبب سے مین
بالیقین کہتا ہون کہ میری اس التماس کو آپ ہرگز منظور نفرماوینگے اور یہہ کچہ خصوصیت پنڈتان بریلی کی ہی نہین بلکہ
راجہ رام موہن رای جو علم سنسکرت مین از بس ماہر تہی اور او دہبا تو نیز بہی دخل رکہتی تہی اور بنگالہ اور دیگر بلاد
بلاد مشرقیہ مین مشہور تہی اونہون نے بہی صاف لکہا ہی کہ بید کلام الہی نہین اور بابو دوارکا ناتہہ ٹہاکر اور بابو دیندرناتہ
ٹہاکر نے بہی اونکی قول کی تائید کی ہی اور ایک جلسہ منعقد کیا ہی کہ نام اوسکا برہمو سماج ہی ۱۲۶۰ہ یہہ کہ
خوب زور و شور سی پیش قدمیان کرتی ہین اور انکی وعظ اور تالیف تمام ہندوستان مین پہنچتی ہین الغرض ہنود
مین جسکو کچہ مناسبت علم و عقل ہی اوسکو بلحاظ مضامین و عبارت و تصریحات بید کی یقین کامل ہی کہ یہہ بید ضرور انسانی

کا کلام نہین دیکھو اخبار انجمن پنجاب جلد ۲ نمبر ۸ مطبوعہ ۲۴ فروری ۱۸۸۱ء **قولہ کید ہفتم**
اصل تو یہہ ہی کہ ہنود تاریخ کے بہت کچے ہین الخ ظرفہ خیانت لالہ جی کی ہی کہ صاحب تحفۃ الہند نے جو اونکی
بیدون کے ابطال پر دلائل قائم کئی ہین اونکی مقدمات سے بترتیب کچہہ تعرض نکیا بلکہ اونمین ایسی پریشانی
کر دی کہ دیکھنے والے مغالطہ مین پڑ جاوین صاحب تحفۃ الہند کی عبارت ہم اوپر نقل کر چکے ہین انہون نے
لکہا ہی کہ اگر ہنود یہہ کہین کہ بید خدا کے کلام ہین اور برہما سے ہمکو پہنچے ہین تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ تم لوگ
تواریخ کے بہت کچے ہو تمہاری روایت کی حفاظت بالکل نہین انتہی لالہ جی نے اوسکے بعد کے اقوال سے بیشتر تعرض
کیا اور جو موقع اس بحث کا تہا وہان سے صاف گریز کر گئی بہت اقوال کے بعد صرف یہہ قول بنام نہاد کید کے
بخلاف اول عبارت کے رقم فرمایا با اینہمہ خیانت پہر بہی کچہہ جواب نہین دیا چونکہ صاحب تحفۃ الہند ہنود سے
مطالبہ اس امر کا کرتے ہین کہ اگر تم یہہ کہتے ہو کہ بید برہما سے ہمکو پہنچے ہین تو اوسکی سند لاؤ کہ کے واسطہ سے
تمکو پہنچے ہین اور راویون کے نام بتاؤ کہ برہما نے کسکو پڑہایا اور پہر اوس سے کسنے پڑہا اسطرح کا سلسلہ تہوڑا
بہت تو پورا کر دو مگر یہہ تم سے ہرگز نہو سکیگا کہ تم تاریخ کے بہت کچے ہو تمہارے یہان کچہہ روایت کی حفاظت
نہین کچہہ معلوم نہین ہوتا کہ راوی بیدون کے کون ہین اور کیسے آدمی ہین لالہ جی اگرچہ باتین جہوٹی بنانے
مین مگر جواب سے ساکت ہین پس ثابت ہو گیا کہ واقع مین یہی حال ہی جیسا کہ صاحب تحفۃ الہند نے لکہا ہی اور
ظرفہ یہہ ہی کہ لفظ تاریخ سے جو عبارت مین صاحب تحفۃ الہند کے واقع ہوا ہی قصص و اخبار سمجہے حالانکہ اہل
ملت کی اصطلاح مین علم تاریخ سے علم قصص و حکایات مراد نہین بلکہ علم حالات رواۃ اور حاملان اور ناقلان
دین مراد ہی غرضکہ جب اسقدر بہی ہنود کے یہان ضبط حالات حاملان دین نہین کہ کون شخص کس عصر مین تہا
اور اوسنے اخذ دین کس سے کیا اور وہ کیسا شخص تہا پس ایسے دین کا کیا اعتبار ہی اور اوس دین کی کتابون کا
کیا اعتماد ہی اور اوسپر کیا اطمینان ہی کہ آیا وہ کتابین جیسی کہ مؤلف نے تالیف کی تہین اب تک بدستور ویسی ہی
ہین یا بد دیانتون اور کاتبون اور نافہمون کے ہاتہہ سے اونمین تغیر و تبدیل ہو گئی اور اگر تبدیل ہو گئی تو کون کون
مقامات پر ہو گئی مثلاً ایک اپنکہد کا تذکرہ ہمنے اوپر لکہا ہی کہ چند نسخون کا مقابلہ جو کیا گیا تو ایک دوسرے سے
مختلف ہین پس یہہ نہین معلوم کہ کونسا صحیح ہی اور کونسا غلط ہی پس ایسا دین اور ایسی کتب دینیہ اصلاً لائق
اعتبار کے نہین لالہ جی پر لازم تہا کہ اول سوال کا جواب دیتے اور اپنے سلسلہ رواۃ کا منضبط ہونا ظاہر فرماتے
اوسکی اونکو جو کچہہ اہل اسلام کی روایت کی حفاظت پر اعتراض کرنا تہا کرتے نہ یہہ کہ ابہی تو کچہہ خبر نہ لی اور مشاغبہ
کے ساتہہ پیش آتے مگر کیا کرین جواب سوال کا تو کچہہ اپنے پاس نہین رکہتے اگر مشاغبہ بہی نکرین تو جہلا کو گرم بازار
کیونکر دکہاوین خیر اب ہم اونکی مشاغبہ کو بہی دیکہتے ہین فرماتے ہین کہ سورہ کہف مین لکہا ہی کہ یاجوج ماجوج

کی بندش کے لئی ذوالقرنین نے دیوار آہنی بنا دی مفسرین عجیب و غریب روایتین نقل کرتے ہین کہ یاجوج و
ماجوج نوح بن یافث کی اولاد ہین انمین بعض کا قد ساٹھ گز لمبا ہی اور اکثر کا اس سی بھی زیادہ ایک گروہ
یاجوج و ماجوج سی ایسا ہی کہ اونکا اندام طول و عرض مین برابر ہی بعضی ایسے ہین کہ ایک کان اوڑھتی ہین
اور ایک بچھاتے ہین پھر اونمین سی کوئی نہین مرتا جبتک کہ اپنی نسل مین ہزار جوان جنگی نہ دیکھہ لے فقط دیکھو یہہ خبر
بے بنیاد محض ہی انتہی کسی مفسر نے نہین لکھا کہ نوح بن یافث کی اولاد مین ہین نوح بن یافث کوئی نہین گذرا یہہ
لالہ جی کی خیانت ہی آمدم بر سر مدعا لالہ جی پر واجب تھا کہ کسی تفسیر یا کسی مفسر کا نام لکھتی کہ جسنے ایسا لکھا تھا اور
اوسکی عبارت بلفظہا نقل کرتے اسیلئے سند باتون کا جواب اگرچہ ہمپر واجب نتھا پھر بھی ہم کہتی ہین دیکھی کہ ہم ضبط
رواۃ کی ایسی پختہ کار ہین کہ ہماری پختہ کاری سد سکندری سی بھی زیادہ مستحکم اور مضبوط ہی جب اس قسم کی اخبار کو
علم اخبار سی جو ہماری یہان محفوظ ہی جانچتی ہین تو ہم بلا تامل کہدیتی ہین کہ لا اصل لہ کیونکہ جب ایسی اخبار کا ہم
صاحب وحی تک منتہی نہین دیکھتی تو ہم اس قسم کی اخبار پر مطابق اصول علم اخبار کے اصلا حکم صحت کا نہین کرتے
مگر آپ فرمائیے کہ مہابھارت مین سانت پرب فصل موجبہ برم مین لکھا ہی کہ چونکہ حالت سکھدیو در جمیع موجودات
سرایت کردہ بود پیون بیاس اورا میخواند آواز جواب بیاس از ہمہ چیزہا برامد از انست کہ در کوہ و جنگل
ہرکہ صدا بلند کند آواز می آید انتہی دیکھو تو کسقدر جھوٹ ہی چٹیل میدان مین آواز کہان گونجتی ہی اور سبب
وہان سی صدا آتی ہی اور مکانات محاط اور پہاڑ و زمین جو آواز گونجتی ہی تو کیا سبب سکا سرایت حالت سکھدیو کا
ہی کیا سکھدیو سی پیشتر پہاڑ و زمین آواز نہین گونجتی تہی پہر اوسی پرب مین ہی کہ ماہ از دعا وچہ بمرض
روگ گرفتار شد و بار حسب ایمای وچہ کہ غسل سرام نیر تہہ کرد و از ان مرض خلاص شد اگرچہ صحت یافت اما
پیوستہ در نقصان میماند شبیکہ کامل میشود داغ سیاہ بر سینہ او میماند انتہی دیکھی کیسا جھوٹ صریح خلاف براہین
مسلمات ریاضی کے ہی کیا پیشتر اس واقعہ سی چاند ہمیشہ ایکحال پر رہتا تھا کیا پیشتر اس سی وقت کمال کے
اوسمین سیہ جو کچھہ نظر آتا ہی نظر نہین آتا تھا کیا علت اس نقصان و کمال کی یہی ہی جو مہابھارت مین مرقوم ہی
پہر دہرم پرب مین لکھا ہی کہ راجہ انت دیو در جگ گاو داد گشتہ بود از جرم آن گاو دریای چنبل جاری شد انتہی
دیکھو کسقدر جھوٹ ہی اوسپر طرہ یہہ ہی کہ مخالف ہی دروند پرب اوسی کتاب کے وہان لکھتا ہی کہ رنگ پوست
پسر راجہ شنکرت در ملیچ اوچندان آب روان می شد کہ از دیگ شوئی او جوہای آب کہ از انجملہ دریای چنبل است
روان شدہ انتہی حالانکہ دونو مضمون غلط ہین کہ جغرافیہ کے علم سی صاف کذب دونو کا ثابت ہی بن پرب مین لکہا
ہی کہ سبہل برہمن آب دریا نیکہ ہم در کشید چنانکہ آب در دریا اصلا نماند و دیوان نمایان شدند بعد آزردہ شدند
دیوان ہمہ بسبہل گفتند کہ چنان کن کہ آب در دریا بحالت خود عود کند سبہل گفت کہ آب را ہضم کردم حالا بقدر

آب از کجا آرم دیوتا ناغمگین شده باتفاق لشن که اوراناراین گویند پیش برہما رفتند برہما گفت که خاطر جمع دارند که بعد ازین راجہ بہاگیرت پیدا خواہد شد و برای زندہ شدن بزرگان خود گنگا را از آسمان خواہد آورد و دریا را پر خواہد کرد انتہی دیکہو کسقدر جہوٹا مضمون ہے بھلا یہہ امر ممکن ہی کہ کرہ آب عالم سے معدوم ہو جاوے اور ایک آدمی تمام کرہ کے کرہ کو ہضم کر جاوے پہر ایک نہر گنگا سے وجود سمندر کا صریح خلاف ہی ایسی ایسی کتنی ندیان اوسمین جاتی ہین اور وہ اپنی حالت اصلی ہی پر رہتا ہی پہر بن پرب مین لکہا ہی کہ ارجن چنان تیر در دریا انداخت کہ دریا خشک شد و دلوان را پناہ نماند در خشکی آوردند انتہی کتنا پیٹ بہر کر جہوٹ بولا ہے قطع نظر اور وجوہ کے ارجن کو تو آپ ہی لوگون کے مبالغہ کے مطابق زیادہ پانچہزار برس سے نہین گذرے اُس زمانہ کی تاریخین تو ہر ایک ولایت مین موجود ہین خشک ہو جانا دریا کا ایسا امر تہا کہ کسیکو اوسکا علم نہوتا اوس عرصہ مین تو صدہا جہاز جاری ہونگے اگر دریا خشک ہو جاتا تو یہہ جہاز کہان جاتے اور اہل جہاز کسقدر مصیبت مین آتے پہر آدہیای ۲۳ کاشی کہنڈ اسکند پوران مین لکہا ہی کہ سورج ایک لاکہہ جوجن زمین سے اونچا ہی اور اسی قدر چاند سورج سے اونچا ہی دیکہو کسقدر جہوٹ صریح ہی اور برخلاف علم ہیئت کے علم ہیئت مین مبرہن ہو چکا ہی کہ کواکب سیارہ مین چاند زمین سے قریب تر ہی اور سورج بہ نسبت چاند کے زمین سے بہت دور ہی اور اس بنا پر صدہا مسائل متعلق علم ہیئت اور علم نجوم اور کسوف و خسوف متفرع ہین پہلی اس کتاب کی عبارت نقل کی ہی اوسمین لکہا ہی چاند جب چہپتا ہی روشنی اوسکی برت مین اور پران اوسکی ہوا مین ملجاتے ہین دیکہو کسقدر غلط مضمون ہی کہ سراسر برخلاف علم نجوم اور علم طبعی کے ہی پہر یہہ بہی لکہا ہی کہ وقت غروب آفتاب کے روشنی اوسکی قمر مین اور پران اوسکی ہوا مین آجاتے ہین دیکہو تو کسقدر بیہودہ بات ہی باوجودیکہ خود ہی لکہا ہی کہ اوسکی حالت مین تغیر نہین ہوتا اسپر بہی ازراہ جہالت کے یہہ نہین سمجہا کہ اسباب طلوع و غروب کیا ہین اور روشنی جو قمر مین ہوتی ہی وہ کچہہ منحصر اوپر غروب شمس کے نہین علاوہ برآن استفادہ نور قمر نور شمس سے ایام مخصوص مین ہی ہر روز بلحاظ کرہ ارض یہہ حال روشنی قمر کا نہین پہر بید مین یہہ ہی کہ جب چاند اور سورج دونو نہین ہوتے تو نور سورج کا چراغ اور مشعل اور آگ مین جاتا ہی دیکہیے کیسا واہی مضمون ہی کہ اطفال مکتب پر بہی غلطی اوسکی ظاہر ہی مہابہارت کے اسمیدہ پرب سے واضح ہی کہ بروقت پہرانے گہوڑے کے جگ کے جب لشکر راجہ جدہشٹر اور راجہ سرباہن اور راجہ تمرالدہج سے مقابلہ ہوا تہا تو اوسوقت ۱۲ کروڑ ہاتی اور سات کروڑ ارابہ اور بیس کروڑ اسپ سوار اور تیس کروڑ پیادہ فوج سرباہن کی تہی اور تین کروڑ ہاتی اور تین کروڑ آدمی لشکر راجہ جدہشٹر کے ایک تیر سے سرباہن کے مارے گئے اور تین کو ہنی لشکر راجہ تمرالدہج کا مارا گیا تہا اور یہہ بہی ثابت ہی کہ سوا اسقدر جمعیت کے اور راجون کی سپاہ بہی بہت کثرت سے اسوقت تہی اور

اوسی زمانہ کے قریب اٹہارہ کوہنی لشکر کوروون اور پانڈوون کا باہم لڑکر قتل ہوچکا تہا اور ایک کوہنی عبارت ہی ٢١٨٧٠ فیل و ٢١٨٧٠ ارابہ و ٩٦٨٣٠ سوار و ٣٢٠٠٥٠ پیادہ چنانچہ تصریح اسکی اوسی پرب مہابہارت مین ہی دیکہیے کسقدر جہوٹ بیٹ بہر کر دیا ہی یہہ بہی خیال نہین کیا کہ اسقدر جمعیت کیواسطی تو تمام زمین ہندوستان کی بہی کافی نہوگی کیونکہ از روی جغرافیہ کے ثابت ہی کہ ہندوستان جنوباً شمالاً طول مین کشمیر سے راس کماری تک ١٩٠٠ میل ہی اور عرض مین کراچی سے سدیا تک ١٥٠٠ میل اسمین آبادی اور ندیان اور پہاڑ سبہی آگئی پس کل میل مکسر ٢٨ لاکہہ ٥٠ ہزار ہوئی اور بحساب فی میل ١٧٦٠ درعہ زمین کے پانچ پدم ایک کروڑ سولہہ لاکہہ گز کل زمین ہوئی اگر کم سے کم ایک ہاتی کے کہڑی ہونیکے واسطی دس گز اور اسیقدر ارابہ کے واسطی اور پانچ گز کہوڑی کیواسطی زمین مقرر کیجاوی تو سات پدم گز زمین انہیں مین خرچ ہون کے کہڑی ہونیکی واسطی درکار ہوگی اور واسطی حوائج ضروریہ حیوانات اور زرعت اور بود و باش اور حوائج ضروریہ آدمیون کے کچہہ نہ بچیگا اور یہہ تو ایک سرباہی کے لشکر کا حساب ہوا لشکر راجہ جدہشتر کا جو اس سے زیادہ ہوگا اور راجون کے لشکر کا اگر حساب کیجیے تو تمام ربع مسکون بہی کافی نہین ہوسکتا دیکہا لاحول آپ نے اپنی کتب معتبرہ کا حال اور ملاحظہ کی راست گوئی بیاس جی کی اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ ایسی کتابون اور ایسی راویون کا کیا اعتبار ہی اسکند پنجم بہاگوت مین ہی کہ راجہ پریہ برت نے زمین کی سیر کی اور رتہہ پر بیٹہکر زمین پر پہرا پہرتی بار راجہ پریہ برت کے رتہہ کے پہیون کی لیک سے سات دیپ یعنی سات اقلیم اور سات سمندر ہوگئی انتہی پہر اسکند نوین مین لکہا ہی کہ ٦٠ ہزار بیٹون راجہ سگر نے واسطی تلاش اسپ گمگشتہ جگ کے یہانتک زمین کو کہودا کہ یہہ سات سمندر اوسی زور سے ہوگئی دیکہیے دونون باتین جہوٹی ہین اور ایک دوسرے کے خلاف کیا زمین موجود تہی اور سمندر زمین کے بعد ہوتی ہین اور یہی آپ جو دسمندر کے بین مہابہارت کے اسمید پرب مین ہی کہ جگ کا گہوڑا ایک سرزمین مین پونہچا کہ جہان عورتین ہی تہین مرد کوئی نتہا ایک ایسی ولایت تہی کہ درختون سے حیوانات پیدا ہوتے تہے اور جوان ہوتی تہی اور آخر روز مین بوڑہی ہوکر وقت غروب مرجاتی تہی بہاگوت اور مہابہارت اور اسکند پران وغیرہ مین لکہا ہی کہ ہنومان جی نے اپنی جسم کو اسقدر بلند کیا کہ مدار آفتاب تک پونہچا اور سیر آفتاب کا ہزارون برس سد راہ مانع رہا — تیتری اپنکہہ چہڑ یہہ مین ہی کہ آفتاب واسطی حاصل کرنے رطوبت کی چکر کہاتا ہی اور پانی جو اسکی غذا ہی اوسکے سبب زندہ ہی انتہی دیکہیے کتنا جہوٹا مضمون ہی اور خلاف حکمت ریاضی اور طبعی کے ہی ترمش اپنکہہ چہڑ مین ہی کہ جو شب کو اپنی منکوحہ عورت سے صحبت کرتا ہی اوسکا نطفہ ضائع نہین ہوتا اور جو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو وہ مثل عالم ماہ کی خوبصورت ہوتا ہی انتہی دیکہیے صاف جہوٹ ہی بہت ایسا ہوتا ہی اور نطفہ رحم مین مستقر

نہین ہوتا یا بچہ بد صورت پیدا ہوتا ہی مہابھارت کے تیسرے اسکند مین لکہا ہی کہ سری کرشن نے ۹۶ کرڑور جادو
کو کیشر سی پیدا ہوا تہا دلوا کر آپسمین اونکو لڑا کر اونکا ناس کرا دیا انتہی دیکہو کسقدر صریح جہوٹ ہی جب ۹۶ کرڑ مرد
ہو تو اونکی عورات اور اولاد کسقدر ہونگی اور پہر اونکی حوائج ضروریہ کیواسطی کسقدر زمین درکار ہوگی اگر حساب کیجیے
تو تمام روی زمین ہند بہی کافی نہین ہوسکتی کیونکہ سوا ہی جادو کے اور قوم بہی مطابق تصریحات کتب ہنود بہت
کثرت سی تہی الغرض اس قسم کی حکایات جو صریح جہوٹ ہین کتب ہنود مین اسقدر ہین کہ اگر ان سبکو لکہا جاوے تو ایک
دفتر ضخیم چاہیی لہذا البطور مشتی نمونہ از خروارے چند حکایات یہان مرقوم ہین اب ہم کہتی ہین کہ بالفرض اگر اس
حکایت کو جو یاجوج ماجوج کے باب مین آنہون نے لکہی ہی تسلیم بہی کرلیا جاوے تو بہی لالہ جی کس بنا پر اسکی تکذیب
کرتے ہین آیا طول قامت اور عرض کی بنا پر یا درازی کانون کی یا کثرت اولاد کی اول شق پر اگر وہ تکذیب کرین
تو اونپر واجب ہے کہ قصہ راون وغیرہ کو بہی جہوٹا قرار دین اور شق ثانی پر بہی اونکو تکذیب کی گنجایش نہین
کیونکہ مہابھارت اسمید پرب مین مرقوم ہی زن دیو ہی گفت کہ من پستانہای خود را کہ بدرازی چار کروہ است
گردانیدہ ارجن را خواہم زد انتہی جب بعض مخلوقات ایسی آپکے نزدیک مسلم ہی کہ اونمین سی اکثر عورتونکی پستان بقدر
چار کوس کے درازہی تو پہر آپ کس مونہہ سی درازی کانون پر اعتراض کرسکتی ہین اور اگر کثرت اولاد اور درازی
عمر پر آپ معترض ہین تو یہہ بہی بیجا ہی کیونکہ سری کرشن جی کی حیات مین بقول دہیائی ۴۸ کاشی کہنڈ اسکند پوران
کے ۱۸ لاکہہ انکی بیٹی پوتے صاحب اقبال تہی پس جسقدر اونکی بیٹی اور پوتے تھے اونکی مقابلہ مین تو یہہ تین ہزار
بہت ہی کم ہین مہابھارت کے نوین اسکند سی ثابت ہی کہ راجہ سگر کے چہہ ہزار بیٹی قابل جنگ ایک زوجہ سی اوسکی
حیات مین موجود تہی کہ اسمید جگ کی گہوڑی کے ساتھہ وہی تہی پہر آپکو کیا مقام اعتراض ہی قولہ پہر قرآن اقرار
کرتا ہی کہ یہود و نصاری اپنی تئین فرزند خدا قرار دیتی تہی مثلاً سورہ مائدہ مین ہی وقالت الیہود والنصاری
نحن ابناء اللہ واحباءہ ظاہر ہی کہ کسی یہودی یا عیسائی نے ایسا نہین کہا انتہی میلی کو دا اکو دی گوت بہہ
تماشا دیکہو کون لالہ جی ایسی احمق کیون بنگئی کہ یہہ تو ولین سمجہی ہوتی اگر یہہ اعتراض کچہہ بہی اصلیت رکہتا تو آپکی پیشوا
پادری فنڈر جنکا رشتہ تقلید آپکے گلی مین ہی ہرگز فروگذاشت نکرتے آپ نے اناجیل اور اعمال حواریین اور
نامہای پولس ویعقوب و پطرس وغیرہم ہرگز نہین دیکہی اگر دیکہتی تو یاوہ سرائی نکرتے اگرچہ کتب ترسائیان ہمہ
در عایت مواقع پر ہی مگر چند مقام کی آپکو ہدایت کرتا ہون کہ اونکو ملاحظہ فرمائیے باب پنجم انجیل متی ورس ۹ اور ورس
۴۸ ورسہای متعدد باب ششم باب ۱۲ انجیل لوقا ورس ۳۶ باب ۳ نامہ اول یوحنا باب ۴ کتاب استثنا عہد
عتیق ورس پہلا اور ورس ۲۲ باب ۴ کتاب خروج غرضکہ تصدیق اس آیت قرآنی کی ہزار جگہہ کتب عہد
عتیق و جدید سی ظاہر ہی ہمنی بہت کمتر مقامات کے دیکہنی کی آپکو ہدایت کی ہی جب آپ کتب عہد جدید و

عتیق کو دیکھکر صاف صاف یہہ کہینگے کہ ہمنے کتب مسطورہ کو دیکھہ لیا کہین اونمین یہہ نہین تو پہر ہم عبارات
کتب مذکورہ کی بلفظہا نقل کرکے آپکی جناب مین پیش کرینگے **قولہ** شاید کہ محمد صاحب اپنا عقیدہ ومعبود لعبادت
پر جاہد مگر دانتی مین انتہی لالہجی برحق ہا ور لیصاحبون کا واجب تہا کیونکہ ہمیشہ انکی لاٹہی پکڑکر چلنے مین نظر
ادای حقوق اونکی حامی ہوکر یہہ گفتگو شروع کی ہی کیا مضایقہ ہی ہمنے تو اونکی حمایتیون کی بھی خبر لی ہی از نیز
لینے کو مستعد مین **قولہ** خود مقولہ حضرت تہا کہ خلق اولاد خدا ہی انتہی اہل انصاف دیکہین کہ جناب لالہ صاحب
کسقدر بیحیا ہین کہ ایسا افترا برپا کیا ہی اپنے دعوی باطل کی دلیل مین لاتی ہین کہ چنانچہ حدیث مین آیا ہے
الخلق عیال اللہ یعنی خلق عیال خدا ہی انتہی کچھہ تو دلمین شرماتے کہان اولاد اور کہان عیال عیال فعال

عیلہ اور عیولا سے جو بمعنی فقر اور احتیاج کے ہی صحاح لغات عال یعیل عیلۃ وعیولا اذا افتقر قال ؎ وما یدری

الفقیر متی غناہ + وما یدری الغنی متی یعیل + وہو عائل وقوم عیلۃ وترک اولادہ یتامی عیلی ای فقراء

عیال الرجل من یعولہ ای یقوتہ وینفق علیہ پس بیہودگی لالہجی کی ظاہر ہوئی کہ ازراہ جہل وحمق کے عیال
کو بمعنی اولاد سمجھا وہ جہل مرکب سے آمادہ اعتراض ہوئی حالانکہ عیال الرجل اونکو کہتی ہین جو اوسکی طرف
احتیاج رکھتے ہون اور وہ اونکی نان ونفقہ کی خبر گیری کرتا ہو پس زن وفرزند پر جو اطلاق عیال کا
ہوتا ہی تو من حیث التوالد اور زوجیت نہین ہوتا بلکہ من حیث الاحتیاج والافتقار ہی اگر مثلا باپ فقیر
ہی اور بیٹا امیر اور بیٹا خبر گیری نان نفقہ پدر کی کرتا ہی تو اصلا بیٹے کو ایسی حالتمین عیال الاب نہ کہینگے بلکہ
برعکس اوسکی ایسی حالتمین باپ داخل عیال پسر ہی اوسیطرح عبید وجواری پر اطلاق عیال ہی پس مفہوم
عیال اور اولاد مین نسبت تساوی اور علیت نہین بلکہ نسبت تباین جزوی کی ہی غرضکہ جہل مرکب لالہجی کا
ہی کہ عیال کو بمعنی اولاد سمجھے ہین ؎ حال جاہل بپرسیدن ای رفیق + کہ زود جاہل ہمیشہ در طریق
اور چونکہ ظاہر ہی کہ مخلوق جتنی ہی سب محتاج ہی خدایتعالی کیطرف اور خدایتعالی سبکی پرورش فرماتا
ہی پس صحت معنی حدیث مین بجز کسی اجہل الناس کے کوئی شخص شک وا عتراض نہین کرسکتا **قولہ**
نصاری مسیح کو ابن اللہ کہتی ہین اور اہل اسلام اونپر طعن کرتے رہتے ہین کہ خدا کہین جورو بچے رکہتا ہی مگر حدیث
پر خیال نہین کرتے کہ ساری خلق کو آل وعیال اپنا بنایا ہی انتہی لالہجی شرم تو نہین آتی ذرہ منہ سامنے تو
کرو آپ نے الفاظ حدیث سے جو نقل کئی ہین اوسمین لفظ آل کہان ہی تمکو شرم نہین آتی کہ ہر جگہہ افترا
پردازی پر آمادہ ہوجاتی ہو غیرت ہو تو ڈوب مرو مگر کیا کرو اول تو جبلی قوم پس دوم مزید براں
طمع روٹیون کی اگر ایسی افترا پردازی سے پیش نہ آؤ تو مفت کی روٹیان کیسے کہاؤ مگر خوب سمجھہ لو کہ یہہ
روٹیان نہین ہین دوزخ کے انگاری پیٹ مین بہرتے ہو اور بحکم بعد کے اپنا ہی ستیاناس نہین کرتے

اپنی بہتر پشت سے دوزخ بھرتے ہو خیر یہہ تو جو کچھہ ہوا سو ہوا اب آپ فرمائیے کہ کرشن گیتا اسلوک ۲۵ م
مین ہے کہ تم برہما کے جد ہو تمکو سجدہ کرتا ہون انتہی جب وہ برہما کا جد ٹھہرا اور یہہ سب ہنود باعتقاد ہنود
برہما کی اولاد ہین اور اوسکا پوتا ہوا تو یہہ سب اسکی اولاد ٹھہری حمایت نصاری کو آپ تہ کیجئے اور جواب اپنے
اعتراضات کا آپ ہی دیکھئے آپ نے واقع مین ادای حقوق پادریون مین نہایت سعی فرمائی در حقیقت
حقوق مربیانہ کو خوب ادا کیا اونکی بلا اپنے سر پر اوٹھائی اور کوئی دقیقہ افترا اور دغا بازی کا باقی نہ
چھوڑا بہتر پشت سے جہنم کو بہر دیا تو بہر دیا پادریون کو تو خوش کر دیا مگر افسوس ہے کہ اسپر بھی کچھہ ثمرہ
نملا حمایت کا تم آئی کرشن گیتا کمبخت نے ساری محنت خاک مین ملائی ع حسن اولین کو دینے پڑے
پہر صفحہ ۱۴۴ پر تحفۃ الاسلام کے آپ رقم فرماتے ہین کہ ہرگاہ خدا یتعالی خویشان خود را در رنج می بیند الخ
لالہ جی یہان تو اولٹی ازار گلے ہین آئی نصرانیون کی خوب مدد فرمائی اہل اسلام پر اعتراض کرنیکو تو مستعد
ہوئے آگے پیچھے کی کچھہ خبر نرکھی خیال اسکا نہ کیا کہ پیشتر ایسا لفظ لکھہ چکے ہین کہ جسکے مطابق تقریر اعتراض
کی خدا یتعالی کی رشتہ داری اور برادری اور خویشاوندی ساتھہ مخلوق کے ثابت ہوتی ہے **قولہ** پہر سورہ
توبہ مین ہے وقالت الیہود عزیر ابن اللہ مگر یہود نے کبھی نہین کہا کہ عزیر ابن اللہ ہے ورنہ کتب یہود دیکھیے کہ
آجتک موجود ہین ثبوت دیجئے فی الجملہ روایت ہذا سراسر خلاف ہے اور نخامی طبع بانی قرآن پر برہان
قاطع انتہی ہم بہت تفصیل سے اس بحث کو سوط الجبار مین لکھہ چکے ہین لالہ جی اوسکو ملاحظہ فرمالیوین اور
مولانا آل حسن نے بھی استفسار مین جواب اسکا دیا ہے علاوہ بران لالہ جی جو ثبوت مضمون آیت کو منحصر اوپر
کتب یہود کے قرار دیتے ہین اور مطالبہ اوسکا کرتے ہین یہہ اونکی حماقت صریح ہے صفحہ ۲۶۷ سوط الجبار جلد اول
دیکھئے صاحب ہدیہ نے جواب اس اعتراض کا لکھا ہے کہ ہمارے واسطے یہی وجہ ثبوت کافی ہے کہ کلام الہی بتاتا
ہے کہ مقولہ یہود کا واقع ہے پس جو کوئی دعوے کرے کہ یہہ روایت خلاف اور کذب ہے ثبوت اسکا اوسکے
ذمہ پر ہے نہ ہمپر ورنہ یہہ کہا جا سکتا ہے کہ دعوی الوہیت ہرن کشپ کا کہ ہنود کی کتابون مین ہے جھوٹا
ہے ورنہ کتابون ہرن کشپ سے ثابت کرنا چاہئے انتہی لالہ جی ازراہ بوالہوسی کے اس جواب پر جرح
فرماتے ہین کہ انکار کے لئے وجہ ثبوت درکار نہین پس مخالف ہمسے کیونکر وجہ ثبوت چاہتا ہے ہان
مخالفین پر واجب ہے کہ بدلایل قطعیہ ثابت کرین کہ مقولہ سورہ توبہ مقولہ یہود کا ہے ثبوت بذمہ مدعی چاہئے
انتہی سبحان اللہ لالہ جی کی اور ناواقفی اونکی فن مناظرہ سے ظاہر ہے ہم اونسے دریافت کرتے ہین کہ وہ مدعی
تکذیب ہین یا بدون دعوے تکذیب کے محض منکر ہی ہین اگر مدعی تکذیب ہین تو اونپر اثبات تکذیب واجب
ہے اور جو صرف منکر ہی ہین تو مجرد اونکے انکار سے یہہ لازم نہین آتا کہ مضمون آیت کا غلط ہے مثال اسکی یہہ

ہو کہ اگر کوئی شخص یہہ کہے کہ جو انگلی انگہہ مین جو قصہ برہمنون کا لکھا ہی اور اور قصص و حکایات جو بید و ان ادر پرانون مین مرقوم ہین ہم اوسکو تسلیم نہین کرتے تو آیا لالہ جی اوسکو تسلیم کر لین گے کہ واقع مین وہ قصہ غلط ہے **قولہ** ثبوت بذمہ مدعی چاہیے انتہی ہم آپ سی دریافت کرتے ہین کہ آپ مدعی تکذیب اور مخالفت واقع کے ہین یا نہین اگر آپ مدعی تکذیب نہین تو بحث ختم ہو گئی اور اگر آپ مدعی ہین تو ثبوت بذمہ آپکی خود آپ ہی کے اقرار کے مطابق واجب ہے خلاصہ مدعا صاحب ہدیہ کا یہہ ہی کہ ہمکو مخبر صادق نے یہہ خبر دی اور یہہ خبر محال عقلی سے بھی نہین پس ہمپر واجب ہوا کہ اوسکے صدق کا اعتقاد کرین اگر کوئی شخص اوسکی تکذیب کا دعوی کرے تو ثبات دعوی کا اوسکے ذمہ ہی پس جبتک لالہ جی اپنے دعوی تکذیب پر کوئی دلیل پیش نکرینگے اونکے انکار سے صدق خبر مین کچھ خلل نہین آسکتا **قولہ** قطع نظر ازین بر تقدیریکہ نسبت عزیر اعتقاد یہہ ہی تو بلا تامل اونکی کتب عقائد سے واضح ہوتا مگر چونکہ ایسا نہین پس بالضرور یہ بات زبان کی خوبی تاریخ دانی ہی انتہی آپکی سراسر بیجا دانی ہی کہ علم آرا و ملل و نحل کو متعلق بتاریخ سمجھے ہو ذری عقل و ہوش کو جمع کیجئے اعتقادیات کو علم تاریخ سے کیا واسطہ اگر آپکو علم آرا و ملل و نحل مین کچھ بھی دخل ہوتا تو مانند اپنے پیشوا پادری فنڈر کے گرداب جہالت مین نہ پڑتے دیکھئے کتاب الفصل فی الآرا و الملل و النحل جہان آدمین یہود کے فرقون کو شمار کیا ہی وہان لکھا ہی ومنہم الصدوقیہ نسبوا الی رجل یقال لہ الصدوق وہم یقولون من بین سائر الیہود ان العزیر ہو ابن اللہ تعالے اللہ من ذلک علوا کبیرا وکانوا بجہۃ الیمن انتہی اور اوسکے مولف نے یہہ کتاب ۴۴۸ھ مین لکھی ہی اور دیکھیے کہ وہ اس فرقہ کے مواطن اور مسکن کو اور نام و نشان کو بہت صراحت کے ساتھ بیان کرتا ہی رہی یہہ بات کہ اونکی کتاب مین یہہ عقیدہ لکھا ہی یا نہین اور اگر اونکا یہہ عقیدہ ہوتا تو بالضرور اونکی کتاب مین لکھا جاتا سو حال اوسکا یہہ ہی کہ ہم رات دن برای العین دیکھتے ہین کہ سب قوم ہنود کی آفت بت پرستی مین مبتلا ہین پس اگر اب ہم یہہ کہین کہ ہنود بت پرستی کرتے ہین تو ہر آئینہ قول ہمارا صادق ہی حالانکہ آپ بہت جگہہ اسکا انکار کرتے ہین کہ بت پرستی کا حکم ہنود کے اعتقاد کی کتابون مین نہین ہی ظاہر ہے کہ بہت لوگ اپنے کتب عقاید کے خلاف کام کیا کرتے ہین اور اوسکو عبادت سمجھتے ہین پس ضرور نہین کہ جو کوئی کچھ کام کرے وہ اوسکی ملت کی کتاب مین ہو ہمنے مانا کہ آپکے نزدیک کلام الہی واجب الاذعان نہین مگر یہہ تو آپ بھی نہین کہہ سکتے کہ وہ خبر نہین بالبدیہتہ وہ خبر تو ہی اور یہہ بھی آپ نہین کہہ سکتے کہ صدق اس خبر کا عقلا ممتنع ہی پس اسمین تو کسی طرح شک و شبہ نرہا کہ وہ خبر محتمل الصدق ہی یہانتک تو آپ بھی انکار نہین کر سکتے غایت الامر یہہ ہی کہ آپ صرف یہہ کہہ سکتے ہین کہ جس طرح پر محتمل الصدق ہی اوسیطرح پر محتمل الکذب ہی پس لازم آیا کہ دونو یعنی احتمال صدق و کذب کا برابر ہین اور جب دونو احتمال برابر ہین تو جبتک قطع احتمال صدق پر کوئی دلیل قایم نہو

تکذیب اُس خبر کی یعنی بالجزم یہہ کہدینا کہ یہہ خبر جہوٹی ہے اور کبہی کسی یہودی نے ایسا نہین کہا ایک
قول بیدلیل ہے کہ لائق پذیرائی کے نہین ہم آپ سے اور آپکے پیشوا پادری فنڈر سے دریافت کرتے
ہین کہ آپ جو یہہ کہتے ہین کہ کبہی کسی یہودی نے ایسا نہین کیا یہہ کہنا ازروی علم ویقین کے ہی یا ازروی علم الیقین
کے نہین صرف مبنی اوپر تردد اور وہم اور شک کی ہی اگر شق ثانی ہی یعنی مبنی اوپر وہم و تردد و شک کی
ہے تو آپکے حق مین کچہہ مفید نہین کیونکہ مجرد وہم و شک و تردد مستلزم کذب خبر کا نہین ہوسکتا بلکہ خود آپ
ہی کا قول غلط ہی اسلئے کہ آپ کا وہ مقولہ جملہ خبریہ ہی اور جو خبر کہ ازروی علم ویقین کے نہو ہر آینہ جہوٹی
ہے پس لازم آیا کہ آپکا بہی یہہ مقولہ جہوٹا ہی وہو المطلوب اور اگر مبنی اوپر علم ویقین کے ہی تو وجہ اس یقین
اور بنا اس اعتقاد جازم کی بیان کیجئے آیا آپنے اُس زمانہ کے یہود کی زبان سے انکار اُس الزام کا
ہوا و نیز عائد کیا گیا تہا بگوش خود سنا یا اونکی کسی کتاب مین لکہا ہوا دیکہا یا بسبب اعتقاد کے آپنے
اُس زمانہ مین کسی یہودی کے گہر مین جنم لیا تہا اور یہودی تہے اور اب بسبب شتی اعمال کے ہندو کے
گہر مین جنم لیکر ہندو ہوئے ہو اور بسبب قوت ریاضت کے مانند جوگیشرون کی واقعات قالب گذشتہ
آپکو یاد آتے ہین ذری عنایت فرماکر مفصل بیان کیجئے اور اگر کچہہ وجہہ بیان نہین کرسکتے تو مقولہ آپ کا محض
بیدلیل ہے اور بیدلیل بات تو بقول لشٹ حکیم کے برہما کی بہی لائق قبول کے نہین آپ تو کس شمار و قطار
مین ہین **قوله** طلاق اور اعتاق ہی الخ لالہ جی ظاہرا آپکو رحبت ہی طرح کچہہ ایسی مجاہر بالطلاق ہو گئی
کہ خویش و اقارب سے تجاوز کرکے مخالفین کو سنا سنا کر طلاق دیتے ہو کہنا تک طلاق دیئے جاؤ گے نصاب طلاق
تو پہلے ہی رسالون مین پوری ہو گئی ہی کیا اُس نکبخت کو اور کہین روٹی نہین ملتی جو آپکے گہر طلاق ہی لہانے
پر پڑی ہے مہربانی لالہ جی قابل ملاحظہ ہی کہ لفظ اعتاق استعمال مین لائی ہین ظاہرا بسبب بے علمی مجرد و مزید
مین تفرقہ نہین کرسکتے **قوله** بالفرض اگر عہد محمد مین کسی یہود نے ازروی تضحیک یا تشکیک اسطرح کہا بہی
ہو دی تو قابل طعن قطعاً نہین ہی کہ دینیات یہود سے خارج ہی انتہی مہربانی لالہ جی کی قابل غور ہی مین حیران
ہون کہ دینیات اونکی نزدیک کسکا نام ہی کیا وہ جگ اور اوپاشنا اور کرم کو ہی دینیات سمجہتے ہین اور
جو چیزین کہ موجب کفر اور شقاوت عقبی ہین اونسی پرہیز کو داخل دینیات نہین سمجہتے کیا لالہ جی کے نزدیک
کلمات کفریہ ازروی استہزا یا شک کے کہنا کچہہ مضر دین نہین ہی اور ایسے کہنے والون پر کچہہ اونکی شریعت مین
تعزیر اور تہدید واجب نہین حقیقت یہہ ہی کہ لالہ جی نے اپنی دین کی کتابین نہین دیکہین اور علم و عقل سے
قطعاً معذور ہین فصل تیسری موجہہ مرم ساشت پرب مہا بہارت مین قصہ مین اندر کے لکہا ہی کہ تو مرا
بلسور شغال می بینی دراول جنم برہمن بودم اہانت بیدہا و علوم میکردم ازین مر شغال شدم انتہی دیکہیے

کر اہانت دین الیسا سخت گنا ہ ہی کہ جسکی ایسی سخت سزا ہی اور چونکہ استہزا مستلزم اہانت ہی اور شک ذات و صفات مین بالاتفاق موجب سوء خاتمہ ہی پس بحکم بداہت لائق تعزیر او تہدید ہی اور کمال حماقت و بیدینی لالہ جی کی ہے کہ ایسے مرتکبان کبائر کو قابل طعن بھی نہین سمجھتے مگر وہ اونکا قول بھی نسبت اونکے دین حق بجا ہی کیونکہ وہ ایسے دین مین ہین کہ جسین اسکو کہا و بالیقین باطل ہی اگر اوسکی اصل کے خلاف کوئی شخص بطور استہزا یا شک کے کچھہ کلام کرے تو واقعی محل طعن نہین **قولہ** جیسے مسلمانان ہند حرکات جہال ہنود کو لائق طنز جانتے ہین ویسے ہی مصنف قران قابل اعتراض مانتا ہی انتہی بھلا مسلمان طنز کرین تو کرین اور ہنود کو مطعون فرماوین تو فرماوین کہ اونکے دین مین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض ہی اور حق تعالی نے اونکے پیشوای دین محمد بن عبد اللہ صلعم کو سب خلق کی رہنمائی کیواسطے مبعوث کیا ہی کیا خاص اور کیا عام وہ سبکی ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہین یہہ تو فرمائیے کہ مہاراج سری کرشن جی سارندہ گیتا کو کیا ہوا تہا کہ اتباع مسلمانون کا کرکے کہتا ہی کہ بیوقوف ہین جو میری صورت بناتے ہین اشلوک ۰۰ م کرشن گیتا مین ہی کہ جاہل دیوتون اور ستارونکو پوجتے ہین اشلوک ۳۰۳ مین ہی کوتاہ عقل دیوتون کی پوجا سے جو پہل پاتے ہین وہ سریع الزوال ہی اور انکا حشر اونکے ہمراہ ہوتا ہی مگر اصل مطلب سے محروم رہتے ہین ایسے ہی کارندہ بید کیا دنیا جانتی دیکھی کہ مسلمانونکی پیروی کو سعادت اپنی سمجھکر بڑہ دارن اپنکہد یجر بید مین دیوتا پرستون پر طنز کرتا اور سرب مید اپکہد یجر بید مین جگ کرنیوالون پر لعنت بھیجتا ہی کیا جناب لالہ اندرمن صاحب یہہ لوگ جنہون دونو اپنکہدون مین لعنت کی ہے کب جہال مین نہ تھے کیا یہہ لوگ علماء او خواص ہند تھے کیا انکی عقائد کی کتابون مین دیوتون کی پرستش اور دیوتون کیواسطے جگ کرنا جائز یا واجب لکھا ہی ذری عنایت فرما کر اس بحث کو شرح لکہیے مگر مین بالیقین جانتا ہون کہ طبع والا اس مقام پر بلا شک و حسب عادت طالب اختصار ہو جاویگی اور آپ بحیلہ حوالہ پیش آوینگے آپکو اگر کچھہ بھی سمجھہ ہوتی تو باور یونکی تقلید مین اپنی انتہ پت نہ کہو بیٹھتے باوریون اور سرادگیون سے آپکو خوب احمق بنایا ہی کہ اونکی ہاتھہ اچہا ایک کھلونا آیا ہی جسنے بہت آپکو سمجہایا مگر ہمارا سمجہانا تو کیا آپ نے سری کرشن جی کی نصیحت پر بھی عمل نفرمایا بحث و مباحثہ آپکا کام نہین کرشن گیتا پر عمل فرماؤ اور نون تیل بیچو کہاؤ آپکی نجات بحث و مباحثہ مین نہین جسکام کے واسطے آپکو بنایا ہی وہی آپکے حق مین بہتر ہے **قولہ** پہر یہہ الزام مصنف ہدیہ کا کہ مسلمان بھی کہہ سکتے ہین الخ دال ہی اوسکی کوتاہی عقل پر کیونکہ کتاب مذہب ہر کشب دیو فی الحال کتعلیم منقود برخلاف کتب ہنود کہ ہنوز صفحہ روزگار پر موجود ہی انتہی سبحان اللہ لالہ جی کی تک بندی کی ہوس مین اپنی اصل بھی بہول گئی مفقود ہی کا قافیہ موجود ہی تو دیکہہ لیا مگر یہہ نہ سمجہے کہ یہہ خبر کتب کی ہی اور کتب لفظ جمع ہی پس

خبر بھی جمع ہونی چاہیے یہہ کہا جاتا ہے کہ کتابین موجود ہین کوئی یہہ نہین کہتا کہ کتابین موجود ہے شاید لالہ جی نے
ازراہ جہل کے علوم عربیہ سے لفظ کتب کو مفرد سمجھا ہے اسی سبب سے خبر مفرد لائے ہین ورنہ وہ تو بڑا نحوی اپنے تئین
سمجھتے ہین چراغ نحو تالیف فرمائی ہے تعجب ہے کہ ایسے کوتاہ عقل اور نہایت جاہل ہوگئے کہ آگے پیچھے کی خبر نہ رہی
آمدم بر مدعا یہہ تو ہم بھی کہہ سکتے ہین کہ فرقہ صدوقیہ کی کتابین صفحۂ زمین سے مفقود ہین برخلاف کتب ہنود
کے کہ ہنوز صفحۂ روزگار پر موجود ہین **قولہ** عہد محمدؐ سے آجتک یہود معارضہ پیش آتے ہین اور آیت سورۂ
توبہ کی حضرت کی خاطی ریخ دانی پر شاہد لاتے ہین انتہی صاحب اعجاز نے اسمقام پر ایک معقول تقریر کی ہے یعنی
یہود مین اگر کوئی فرقہ عزیرؑ کو ابن اللہ نکہتا تو اوسی عرصہ مین یہود معارضہ پیش آتے اور اسی امر کو اوسکی
تکذیب قرآن کے دلیل لاتے اسکی جواب مین لالہ اندرمن بافترا پردازی پیش آئے کہ ہم عہد محمدؐ سے آجتک الخ
مگر یہہ سراسر افترا ہے کبھی اُس عہد کے یہود نے بلکہ ہزار برس بعد تک بھی کسی نے یہود و نصاریٰ مین سے
یہہ معارضہ نہین کیا اسلیے کہ فرقہ صدوقیہ مدت مدید تک بعد بعثت نبیؐ کے موجود رہا اُسوقت تک کسیکو
مجال اسکے معارضہ کاذبہ کی نہین ہوئی بعد معدوم ہوجانے اُس فرقہ کے پادری فنڈر نے بسبب لت جہالت کے علم
آزار و ملل و نحل سے یہہ معارضہ پیش کیا اور لالہ جی نے تقلیداً اوسے سیکہا اگر لالہ جی اثبات مین افترا
پرداز نہین تو اپنے اس مقولہ کو ثابت کرین **قولہ** شاید کہ کسی یہودی نے براہ ظرافت و لطافت کہا ہووے
کہ ابنیت عزیر دینیات سے ہے پس حضرتؐ ہزل کو جدل جانکر اور ظرافت کو فصاحت مانکر یہود پر گرفت کرنے لگے
انتہی الحمد للہ والمنۃ کہ خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے لالہ اندرمن کو خود اونہین کی زبان و قلم سے جھوٹا
بنا دیا دیکھو اول دعوی اونکا ضروریہ سالبہ تہا یعنی ہرگز کسی یہود نے ایسا نہین کہا یہان اونکی نقیض موجبہ
ممکنہ عامہ اپنی قلم سے آپ ہی لکھتے ہین کہ شاید کہا ہووے اب فرمایئے جناب لالہ صاحب آپکا کونسا قضیہ صحیح
ہے آیا سالبہ ضروریہ یا موجبہ ممکنہ عامہ اگر پہلا قضیہ سالبہ ضروریہ صحیح ہے تو دوسرا قضیہ موجبہ ممکنہ عامہ
مستحیل ہے اور ضروریہ سالبہ غلط ہے تو سب تقریرین آپکی لغو اور لاطائل ہوگئین جب امکان اس قول ہونے
کا خود آپ ہی کی تقریر سے ثابت ہوگیا تو پھر آپکو صحت آیۃ قرآن مین کیا کلام رہا آگے رہی یہہ بات کہ ازراہ
ہزل و مزاح ایسا کہتے تھے تو اثبات اسکا آپکے ذمہ ہے ہزل و مزاح تو دونو امور ثبوتیہ مین سے ہین یہان تو
آپ کا عذر و انکار بھی پیش نہین جاسکتا علاوہ اسکے امور اعتقادیہ اصول دین مین مزاح اور ہزل بھی
ہرگز جائز نہین اور ہر آینہ مستوجب سرزنش اور تعزیر اور تہدید ہے چنانچہ مفصل بحث اسکی مرقوم ہو چکی
پس آپ اس تہدید و گرفت پر کس منہ سے گرفت کر سکتے ہین دیکھا آپ نے اعجاز قرآن منکرین اور طاعنین
کو کس کس خوبی اور کس اعجاز کے ساتھہ انہین کی زبان و قلم سے بیوقوف اور جاہل بنایا ہے اس نہی

اگر ایمان نہ لاوین تو انکی قساوۃ قلبی ہے ہمکو کچھہ بیجدانی لالہ صاحب کی بھی بیان ظاہر کرنی منظور ہے تاکہ زیادہ
ناظرین کو اعجاز قران معلوم ہو جاوے اولاً فرماتے ہین کسی یہود نے الخ یہود جمع ہے یہودی کی قاعدہ ہے کہ جب منسوب
کو جمع کرنا منظور ہوتا ہے تو ایک طریق یہہ بھی ہے کہ یاء نسبت کو حذف کر دیتے ہین پس یہان محل استعمال مجموع
نتہا بعد لفظ کسی کے ہمیشہ لفظ مفرد آتا ہے نہ لفظ مجموع ع کسی دیو نے دی پری کو خبر ع کہ شب
کو وہ کسی معشوق سے دوچار رہا + یہہ تو مین نہین کہہ سکتا کہ لالہ جی ایسے جاہل بیوقوف ہین کہ انکو قاعدہ
جمعیت منسوب بھی معلوم نہو دے انہون نے تو چراغ نحو تالیف فرمائی ہے اور یہہ بھی نہین کہہ سکتا کہ اردو کے
اس محاورہ سے جاہل ہون اکثر مسلمانون کے پاس آتے جاتے ہین مگر واقع مین یہہ اعجاز قرآن ہے کہ طاعنین کا جہل
آشکارا کر دیتا ہے ثانیاً فرماتے ہین کہ ہزل کو جدل یا نکر الخ ظاہر ہے کہ ہزل کے مقابلہ مین جد ہے نہ جدل اور ہزل
تو منجملہ جدل کے ہے نہ مقابل اوسکے ظاہرا کہین لفظ جد بمقابلہ جدل کے لکہا دیکہا چونکہ تکبندی کا نہایت شوق
ہے فرط شوق مین خیال صحت کا نرہا اور لام بڑہا دیا ثالثاً فرماتے ہین کہ فراحت کو فصاحت یا نکر الخ دیکہئے
فراحت صریح غلط ہے زیادتی مثناۃ فوقیہ اس لفظ مین محض غلط ہے مگر تکبندی کے غلبہ شوق نے لالہ جی
کی جہالت آشکارا کی ہے بمقابلہ مزاح فصاحت کا لانا حماقت بالائے حماقت ہے مرجع فصاحت الفاظ مین کیا
مزاح بکلام فصیح ادا نہین ہو سکتا الغرض اس کلام مین غایت درجہ کی بیجدانی لالہ اندرمن کی مانند آفتاب نصف النہار
کی تابان ہے کہ ایکبات بھی زبان سے صحیح نکلی اور نہین ہے یہہ مگر اعجاز قرآن لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ
أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا فَلَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ
قولہ حدیث مین وارد ہے کہ محمد صاحب نے بجای محمد رسول اللہ کے محمد بن عبد اللہ تحریر کیا اس حدیث سے ظاہر
ہے کہ محمد صاحب امی نتہے انتہی خیانت پردازی لالہ جی کی لائق لحاظ کے ہے جس حدیث کے حوالہ سے لکھتے ہین
اوسی حدیث مین یہہ عبارت موجود ہے ولیس یحسن یکتب یعنی کچھہ اچھی طرح لکہنا نہین جانتے تہے اور کثیر
نے لکھے پڑھے آدمی اب بھی موجود ہین کہ صرف اپنا نام بقید ولدیت خط غلام مین لکھہ لیتے ہین مگر اور کچھہ نہین
لکھہ سکتے پھر صرف نام کا لکھہ لینا منافی امی ہونیکا اصلا نہین ہے **قولہ** شیعہ تو علانیہ کہتے ہین کہ محمد صاحب
اکثر علوم مین ہوشیار تہے اور ستر زبانون سے خبردار انتہی علوم سے خبردار ہونا دوسری بات ہے اور لکھا پڑھا
ہونا اور امر ہے شیعہ اور سنی دونو متفق ہین اسپر کہ جو علوم کہ متعلق تحقیق مبدء و معاد کے ہین اور حصول
ہین وہ جناب رسالت مآب صلعم کو حاصل تہے مگر اس قسم کا علم اصلا منافی امی ہونیکا نہین اور یہہ افترا
لالہ جی کا ہے کہ شیعون پر بربا کرتے ہین کہ ستر زبانون سے خبردار تہے اور بالفرض اگر یہہ بھی کہا جاوے کہ
فی الحقیقت ستر زبانون سے واقف تہے تو بھی منافی امی ہونیکا نہین اب ہم بہت آدمی نے لکھے پڑھے ایسے دیکھتے

ہین کہ فارسی اور اُردو اور انگریزی سمجھہ لیتے ہین اور اونمین کلام بھی کر سکتے ہین پس یہہ صفت بھی منافی اُمّی
ہونیکی نہین ہی **قوله** ان روایات کی ضد وخلاف سورہ عنکبوت مین ہی وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَ
لَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ یعنی اس سے پہلے تو نے کوئی کتاب نہین پڑہی اور اپنے ہاتہہ سے نہین لکہی فقط انتہی حمق لالہ جی کا
دیکہو لکہہ لینا صرف نام کا کسطرح جزو اسکی ہوتا ہی کہ کاتب نام نے کوئی کتاب نہین پڑہی اور نہ کوئی کتاب
لکہی آج ہزار آدمی ہم ایسے نشان دے سکتے ہین کہ جنہون نے نہ کوئی کتاب پڑہی ہوتی ہی نہ لکہی ہوتی ہی مگر نام
اپنا لکہہ لیتے ہین لالہ جی علم منطق اور مناظرہ سے ناواقف محض ہین ازراہ بوالہوسی دخل در معقولات کرنا
چاہتے ہین مگر غیرت حق ہر جگہہ ایسی پہٹکار اونپر ڈالتی ہی کہ جہالت اونکی خوب ہی ظاہر ہو جاتی ہی بہلا غور
تو کرو کہ یہہ قضیہ کہ فلانے شخص نے اپنا نام لکہدیا کس قاعدہ میزانی کی روسے مناقض اس قضیہ کا ہوا کہ اوسنے
پیشتر اس سے نہ کوئی کتاب پڑہی نہ لکہی لالہ جی کہین تو غیرت کو کام مین لائیے ایسی بیباک بیشرم تو نہ بنئے ہماری
نصیحت ماننے سے عار ہی تو کرشن گیتا ہی پر عمل کر کر نون تیل بیچ کہائیے اور علوم شریفہ مین دخل نفرمائیے کہ بقول
سری کرشن یہہ آپکا کام نہین **قوله** سورہ انعام مین ہی وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ رَبِّكَ
یعنے جنکو ہمنے دی ہی کتاب وہ ہی جانتے ہین کہ یہہ قرآن تیرے ربکے پاس سے نازل ہوا ہی دیکہو یہہ آیت سراسر
خلاف واقع اور برعکس تاریخ انتہی یہہ بدمستی لالہ جی کی کاسہ لیسی پادری فنڈر سے ہی ان دونو جاہلون کو کچہہ
علم آرا وملل ونحل نہین اور اس معاملہ کو لالہ جی جو ازراہ جہل متعلق تاریخ سمجہتے ہین یہہ حماقت بالائے حماقت
ہی اس امر کی مطابقت واقع پر ہمارے پاس بہت دلیلین ہین مگر چند دلیل اسجگہہ لکہتا ہون اولا یہہ کہ پادری
صاحب کو بہی شاید معلوم ہوگا کہ منجملہ اہل کتاب کے ایک فرقہ عیسویہ ہی کہ نبوت عیسیٰؑ اور محمدؐ پر اقرار کرتے ہین
اور یہہ فرقہ کچہہ نیا نہین ہی قبل از بعثت عیسیٰؑ اور محمدؐ کے موجود تہا ہرچند کہ اونکا اعتقاد مین یہہ ہی کہ
بعثت عیسیٰ کی منجملہ بنی اسرائیل کے ایک خاص قوم کیطرف ہی اور بعثت محمدؐ کی خاص بطرف عرب ہی لیکن حقیت
نبوت اور قرآن کا اونکو کچہہ انکار نہین پس جب یہہ حال ہی تو آیہ کریمہ کی مطابقت واقع مین اور لالہ جی
اور پادری صاحب کی مخالفت حق مین اور حماقت مین کیا شک شبہہ ہی دوسری دلیل محمد بن اسمعیل بخاری نے
اپنی جامع مین بسند متصل مرفوع نقل کیا ہی کہ جب قیصر روم کے پاس نامہ جناب رسالت مآب صلعم کا پونہچا تو اوسنے حکم دیا
کہ جو لوگ رسول اللہ صلعم کی قوم کے یہان کسی تقریب سے آئے ہین اونکو تلاش کر کے حاضر کرو چنانچہ ابوسفیان
بن حرب مع قافلہ کفار قریش کے اُس عرصہ مین بتقریب تجارت وہان تہے اونکو مع قافلہ قریش کے حضور مین قیصر
کی حاضر کیا گیا تو اوسنے قافلہ سے پوچہا کہ تم مین از روی نسب کے کون شخص قریب تر ہی اس شخص سے جو دعوی
نبوت کا کرتا ہی ابوسفیان نے کہا کہ مین ہون بادشاہ نے اونکو اپنے پاس بلا لیا اور اور قریشیون کو اونکے پیچہے

کہڑا کرکے ترجمان سے کہا کہ ان لوگونکو سمجہا دو کہ مین حال اس شخص کا جو نبوت کا دعوی کرتا ہی اس شخص سے پوچہتا
ہون اگر یہہ کچہہ جہوٹ بولے تو تم تکذیب اسکی کیجیو ابو سفیان کہتے ہین کہ خدا کی قسم ہی کہ اگر مجکو اس امر کی شرم
نہوتی کہ یہہ میرے ہمراہی گہر آکر کہینگے کہ اسنے جہوٹ بولا تو مین بیشک آنکی شان مین جہوٹی باتین کہتا بادشاہ نے
پوچہا کہ یہہ شخص یعنے محمد صلعم نسب مین کیسا ہی مین نے کہا کہ صاحب نسب ہے پہر اوسنے پوچہا کہ یہہ دعوی کسی نے تم مین
سے اس سے پہلے بہی کیا ہی مین نے کہا کہ نہین پہر اوسنے پوچہا کہ کبہی اس دعوی سے پہلے تمنے کسی بات مین اسکو متہم
بکذب سمجہا ہی مین نے کہا نہین پہر اوسنے پوچہا کہ اوسکے آبا مین کوئی بادشاہ ہوا ہی مین نے کہا کہ نہین پہر اوسنے
پوچہا کہ آسودہ لوگ اوسکے تابع ہین یا ضعفا مین نے کہا کہ ضعفا پہر اوسنے پوچہا کہ آیا بڑہتے جاتے ہین یا کم
ہوتے جاتے ہین مین نے کہا کہ بڑہتے جاتے ہین پہر اوسنے پوچہا کہ آیا کوئی بعد داخل ہونے
کے اس دین سے ناراض ہوکر پہر بہی جاتا ہی مین نے کہا کہ نہین پہر اوسنے پوچہا کہ آیا کچہہ دہوکہ بازی کرتا ہی مین نے
کہا کہ نہین اور اب ہم اس سے ایک مدت پر ہین اب ہم خوف کرتے ہین کہ شاید کچہہ دہوکہ بازی کرے ابو سفیان کہتے
ہین کہ کوئی کلمہ اس سے زیادہ مین بڑہا نہ سکا اس خوف سے کہ یہہ میرے ہمراہی میرا جہوٹ نقل کرینگے پہر اوسنے پوچہا
کہ تمہارے اور اوسکے درمیان قتال بہی ہوا مین نے کہا ہان پہر اوسنے پوچہا کہ انجام لڑائی کا کیا ہوا مین نے کہا کہ
کبہی ہم اوسپر کبہی وہ ہمپر غالب ہا پہر اوسنے پوچہا کہ پہر وہ کس چیز کا تمکو حکم کرتا ہی مین نے کہا کہ حکم کرتا ہی اسکا کہ ہم
صرف خدا تعالی کی پرستش کرین اور کسی دوسرے کو شریک نکرین اور منع کرتا ہی عبادت سے انکی جنکو ہمارے باپ دادا پرستش
کرتے تہے اور حکم کرتا ہی نماز اور صدقہ اور عفاف اور وفاے عہد اور ادا امانت کا جب اوسنے یہہ سب سن لیا تو ترجمان
سے کہا کہ ان سے کہو کہ مین نے تم سے اوسکے نسب کو پوچہا تمنے کہا کہ صاحب نسب ہے اور یہی حال ہی بعثت انبیا کا نسب
و قوم کے باب مین پہر پوچہا مین نے کہ کسی نے یہہ دعوی پہلے بہی اوسکی قوم مین سے کیا ہی تمنے کہا کہ نہین اگر کوئی
تم مین پہلے ایسا گذرا ہوتا کہ جسنے یہہ دعوی کیا ہوتا تو مین سمجہتا کہ پیروی اوس بات کی کرتا ہی جو اوس سے پہلے کی
گئی تہی پہر مین نے پوچہا کہ آیا تم اوسکو کسی بات مین پیشتر متہم بکذب سمجہتے تہے تمنے کہا کہ نہین تو مجکو یقین ہوا کہ جو
شخص آدمیون پر جہوٹ نہین بولتا کسطرح ہو سکتا ہی کہ خدا پر جہوٹ بولے پہر مین نے تم سے پوچہا کہ اوسکے آبا
مین کوئی بادشاہ ہوا ہی تمنے کہا کہ نہین تو میرا یہہ گمان بہی رفع ہو گیا کہ شاید اپنے باپ دادا کا ملک چاہتا ہو
پہر تمنے کہا کہ ضعفا اوسکے تابع ہین تو یہی لوگ رسولون کے تابع ہوتے ہین پہر تمنے کہا کہ اتباع اوسکے بڑہتے جاتے ہین
تو یہی حال ہی ایمان کا کہ روز افزون ہوتا ہی یہانتک کہ کامل ہو جاوے پہر تمنے کہا کہ دین کو ناپسند کرکے کوئی مرتد نہین
ہوتا تو یہی حال ہی ایمان کا کہ جب لبون اوسکی محبت بیٹہہ جاتی ہی پہر کوئی چیز اوس سے ناراض نہین کر سکتی پہر تمنے کہا کہ وہ
دہوکے بازی نہین کرتا تو یہی حال ہی رسولون کا کہ وہ دہوکہ بازی نہین کرتے پہر تمنے کہا کہ لڑائی مین کبہی تم پر وہ

کبھی ہم اوسپر غالب ہو جاتے ہین تو یہی حال ہی رسولون کا کہ امتحان لئے جاتے ہین اور عاقبت کار اُنکی فتح ہوتی ہی پہر تمنی کہا کہ وہ حکم کرتا ہی اسکا کہ تنہا خدا کی عبادت کرو اور اوسمین کچہہ شرکت نکرو اور منع کرتا ہی تمکو پرستش سی اوسکی جسکو تمہاری باپ دادا پوجتے تھے اور امر کرتا ہی تمکو نماز اور صدقہ اور عفاف اور ادای امانت کا اور یہی صفات ہین نبی کی تحقیق مین مین خوب جانتا تہا اسبات کو کہ وہ نبی پیدا ہونیوالا ہے لیکن یہہ نہین جانتا تہا کہ وہ تم مین سی ہی اور اگر جو کچہہ تمنی کہا راست ہی تو قریب ہے کہ مالک ہوگا وہ اسجگہہ کا جو میرے پانون کے نیچے ہے اور اگر مجکو توقع ہوتی کہ چہوڑ دیا جاونگا اوسکی پاس تک تو بیشک اوسکی ملنے کا قصد کرتا اور اگر ہوتا مین اوسکی پاس تو قسم ہی کہ ہر آئینہ دہوتا مین اوسکی پانو ونکو الی اخر الحدیث دیکہی حال اہل کتاب کا اگر ایسی ہی سند مرفوع متصل سی یہود و نصاری و ہنود ہماری ساتہہ بمعارضہ پیش آوین تو البتہ گنجایش اور ایک بات بہی ہی یہہ کہ بلا اسناد اور بلا ذکر رواۃ بطور مجادلہ اور مشاغبہ کے اپنے دل سی باتین بناکر مباحثہ کو مستعد ہو وین دلیل سوم محمد بن اسمعیل بخاری کے جامع مین بسند مرفوع متصل مروی ہی کہ ورقہ بن نوفل جو پہلی مشرک تہا اور پہر نصرانی ہوگیا تہا اوسی نے حال جناب رسالت مآب صلعم اور نزول قران کا دریافت کرکے کہا کہ ہذا الناموس الذی انزل اللہ علی موسی مگر اوسکو اجل نے مُہلت ندی کہ ابتدا ایام بعثت مین اوسکا انتقال ہوگیا اب دیکہو ہماری استحکام تاریخی کو جو بات ہم کہتے ہین اوسکو ہم ایسی سند محکم سی منزل تک پونہچا دیتی ہین کہ یہود و نصاری اور ہنود ایسی سند سی اپنی اُن کتابونکو بہی جنکو وہ کتب آسمانی قرار دیتی ہین ثابت نہین کرسکتے پس بمقابلہ ہماری اخبار مستندہ کے بے سند محض باتین بنانا سورج کے سامنے خاک اڑانا ہی دلیل چہارم کتب عہد عتیق اور جدید مین بہت جگہہ نبی آخر الزمان صلعم کی بشارت موجود ہی باوجودیکہ محرفین نے اوسمین بہت تحریف کی ہی اور اب بہی تحریف سی باز نہین آتے اور عجیب عجیب غابازیان کرتے ہین کہ کہین نام کا ترجمہ کر ڈالتی ہین کہین ایک لفظ کے بعد تفسیر اوسکی درمیان دو خطون ہلالی کے لکہدیتی ہین پہر دوبارہ جب اوسکو چہاپتے ہین دو خطوط بہی دور کردیتی ہین لیکن باانہمہ ابتک ایسی وضاحت کے ساتہہ خبر جناب رسالت مآب کی موجود ہی کہ ممکن نہین کہ کوئی صاحب عقل اونکو پڑہ کر دلمین یقین نبوت جناب رسالت مآب کا نکرے گو کہ کسی غرض دنیا دی اور حب جاہ کے سبب زبان سی اقرار نکرے اور از راہ حسد و عناد کے تکذیب پر قائم رہے ہر چند کہ لکہنا اُن سب خبرون کا اس کتاب مین موجب تطویل ہی اگر کسی شخص کو شوق اونکی دیکہنی کا ہو کتب مباحثۂ اہل اسلام اور نصاری کو ملاحظہ کری علی الخصوص استفسار مولانا آل حسن اور ازالۃ الاوہام مولانا رحمت اللہ اور اعجاز عیسوی ڈاکٹر وزیر خان کو جزاہم اللہ عنی وعن سائر المسلمین خیر الجزا او پہر بہی مین چند خبرین جو اس امر پر دلیل قطعی ہین کہ علماء بنی اسرائیل کو از روی اخبار انبیاء سابقین کے اوپر نبوت محمد صلعم اور حقیت قران کے یقین تہا

یہان لکہتا ہون باب دہم سفر استثنا توریت مین بنی اسرائیل کیطرف خطاب کرکے فرمایا ہی کہ تمہاری بہائیون
مین سے ایک نبی مانند موسیٰ کی بہیجونگا انتہی اس خبر کی تشریح باب ۳ رسالہ اعمال حواریان مین اسطرح پر مرقوم ہی
که پیشوای زندگی را کشتید اما خدا او را از مردگان برخیزانید خدا چیزها را که خبر داده بود درباره وفات مسیح
کامل کرد پس توبه نمائید و بازگشت کنید تا که گناهان شما محو شود و تا که زمان تازه گی از حضور خداوند بیایند و
عیسی مسیح را که مژده به شما میشود باز فرستد زیرا که باید که آسمان او را نگاهدارد تا وقت ثبوت آنچه خداوند بزبان
پیغمبران خود از ایام قدیم فرموده است که موسیٰ به پدران ما گفت که خدای شما خداوند پیغمبری را مثل من از برای شما
از میان برادران شما مبعوث خواهد کرد و هر چه او بشما گوید شما راست که اطاعت نمائید و چنین خواهد بود که
هر کس که سخن آن پیغمبر را نشنود از قوم بریده خواهد شد و همگی پیغمبران از سموئیل و متعاقبان او هر کس که چیزی تکلم
نموده است خبر ازین ایام داده است و شما پسران پیغمبران هستید و پسران آن وثیقه که خدا با پدران ما موثق کرده
چون بابراهیم گفت که همگی قبایل زمین به نسل تو مبارک خواهد شد پس نخستین خدا پسر خود عیسی را برخیزانیده و نزد
شما فرستاد که برکت دهد شما را به برگردانیدن هر کس را از اعمال زشت خود انتہی اب دیکہیو وہ کونسا اہل کتاب ہی
کہ کتاب پر ایمان لایا ہووے اور تصدیق اس خبر کی بحق نبی آخر الزمان صلعم کے نکرے ہی اگرچہ علماء عیسائی اس خبر کا
مصداق ازراہ عناد و حسد کے واسطی بہکانے جہال کے جناب مسیح ع کو بیان کرتے ہین لیکن وے بہی خوب سمجہتے ہین
کہ جناب مسیح ع ہرگز مصداق اس خبر کے نہین ہوسکتے اور ایک ایک درس اس خبر کا انکی اس خلاف نمائی کی تکذیب
کرتا ہی دیکہو صاف لکہتا ہی کہ پہر آنا عیسیٰ علیہ السلام کا موقوف ہی اسپر کہ یہہ خبر درباب بعثت نبی آخر الزمان کے مکمل
ہوجاوی اور جبتک کہ خبر مکمل نہولیگی یعنی وہ نبی مبعوث اور مطاع خلائق نہولیگا تب تک عیسیٰ ع کو آسمان نگاہ رکہی
رہیگا پہر چونکہ بنی اسرائیل بنی اسمعیل کو بنظر حقارت دیکہتی تہی اس سبب سے یہہ منظور تہا کہ ایسا نہو کہ بروقت
ظہور اس نبی موعود کے کہ نسل سے برادران بنی اسرائیل کے یعنی بنی اسمعیل مین سے ہوگا اسکو بنظر حقارت
دیکہین اور استکبار اور بدنصیبی باعث کفران اور استحقار اور ذلت اخروی کا ہوجاوی اسلئی وعدہ خدا کا جو
حضرت ابراہیم ع کے ساتہہ تہا کہ تمہاری نسل کے سب قبایل مبارک ہونگی انکو یاد دلایا کہ قبل از بعثت نبی
آخر الزمان صلعم وہ سمجہ لین کہ برکت خدا کی کچہہ مختص بنی اسرائیل ہی کے ساتہہ نہین ہی واللہ یختص برحمتہ من
یشاء پہر اشارہ فرمایا اسپر کہ منشاء اس نبی کی بعثت سے واسطی اصلاح اس قسم کی زشت اعمالیون یعنی حسد
بغض اور تکبر اور حب جاہ و مال وغیرہ کے عیسیٰ ع کو بہیجا چنانچہ یہہ قول کہ نخستین خدا پسر خود عیسی را برخیزانیده
نزد شما فرستاد اسپر دال ہی وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ
يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ علاوہ بران اور بہت قرائن لفظی ہین کہ وہ دلالت

کرتے ہین اپر کہ مصداق اس خبر کے جناب مسیح ع نہین ہین چنانچہ تفصیل کتب مذکورہ مین مرقوم ہی بنظر اختصار ہمنے انکو
نہین لکہا خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر ایک صاحب عقل بعد یقین کرنے اس خبر کے بلا شک و شبہہ اپنے دل مین اس بات کو
خوب سمجہہ لیگا کہ نبوت محمد صلعم کی وہی نبوت ہی جسکی خبر یہان دیگئی ہی مگر فساد قلبی اور زشتی اعمالی کا کچہ علاج
نہین کہ حب جاہ یا استکبار نسب وغیرہ کے باعث بر سر تکذیب باقی رہی دلیل پنجم اشعیا نبی کی کتاب مین بہت
جگہہ خبر دی ہی النبوۃ فی العرب وبنی قیدار قیدار نام ہی حضرت اسمعیل ع کی بیٹی کا جسکی اولاد مین قریش کا ہین
دیکہئے کہ کیسی خبر صادق موجب علم صدق نبوت سید المرسلین محمد ابن عبد اللہ قرشی عربی صلعم کی ہی اور بعد اس خبر
کے کونسا اہل کتاب ہی کہ اوپر صدق نبوت نبی عربی قرشی سبط قیدار ابن اسمعیل کے یقین نکرے دلیل ششم اشعیا
نبی کی کتاب مین مرقوم ہی کہ خداوند مانند ایک بہادر کی نکلیگا اور وہ بتون کو چکنا چور کریگا اور اندہون کو
میری راہ دکہادیگا اندہا کون میرا بندہ میرا رسول جسکو مین نے پسند کیا عبد اللہ کا اندہا مسلم کا اندہا انتہی اگرچہ
یہان بجای اُمی کے مترجم کوردل نے اعمی لکہا ہی مگر پہر بہی مطلب مین کچہہ خلل نہین آیا کیونکہ صاف ظاہر ہی کہ
اندہے سے کور چشم مراد نہین بلکہ محل مدح مین واقع ہونا اسکا صاف مقتضی اسکا ہی کہ مراد اس سے اُمی ہے
اب یہان دیکہہ لیجئے کہ صاف صاف تصریح نبوت ابن عبد اللہ صلعم کی موجود ہی کیونکہ خود اہل کتاب اقرار کرتے
ہین کہ کوئی اور نبی پسر عبد اللہ نہین گذرا پس بعد ایسی صاف خبر کے کہ بقید ولدیت مذکور ہو کوئی عاقل نہین
کہہ سکتا کہ اہل کتاب کو کچہہ نبوت مین جناب خاتم النبین صلعم کے شک ہو اَلَّذِینَ یَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِی یَجِدُوْنَہٗ
مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ الاٰیۃ دلیل ہفتم برنباہ جو حواری
جناب مسیح ع ہے اسکی انجیل مین اب تک بشارت نبوت محمد بن عبد اللہ صلعم کی بتصریح نام اس طور پر مرقوم ہے
کیسا ہی چہوٹا گناہ کیون نہو خدا تعالی اسکی سزا دیتا ہی میرے ماں اور میرے دوستون نے جو مجہہ سے
محبت کی اور جو مجہکو ابن اللہ کہا حق تعالی کو ناپسند ہوا اوسنے چاہا کہ سزا اوسکو دنیا مین ملے تاکہ قیامت مین
مجہپر نہ ہو میری شبہہ مین یہودا کو سولی لگی اور مین بدنام ہون کہ مسیح سولی لگایا گیا لیکن یہہ اس وقت تک
رہیگا جبتک کہ محمد رسول اللہ صلعم آویگا جب وہ آویگا سب ایماندارون کے دل سے یہہ شبہہ دور ہو جاویگا
انتہی اب انصاف سے دیکہئے کہ اہل کتاب کو کیونکر اوپر صدق نبوت محمد رسول اللہ صلعم کے یقین نہوگا دلیل ہشتم
یہہ امر ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان مین متفق علیہ ہی کہ بعد جناب زکریا ع کے تین پیغمبرونکا ظہور متفق تہا
ایک یحیی ع کہ یہود اپنے زعم مین اونکو الیاس ع گمان کرتے تہے دوسرے عیسی ع تیسرے محمد صلعم مگر منجملہ ان تینون
نبیون کے شہرت نبوت محمد صلعم کی ایسی تہی کہ محتاج کسیطرح کی پتہ و نشان کی نہی تہی یہی سبب ہے کہ جب
یہود نے اپنے علماء اور ائمہ کو بہیجا کہ یحیی سے پوچہین کہ تو کون ہی تو اونہوں اقرار کیا اور انکار نکیا بلکہ صاف کہا کہ

مسیح نہین ہے پھر اونہون نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو الیاس ہے اوسنے کہا کہ نہین پھر اونہون نے کہا کہ کیا تو وہ
نبی ہے اوسنے جواب دیا کہ نہین انتہی باب اول انجیل یوحنا پس ظاہر ہوا کہ وہ تیسرا نبی جسکے نام کو لینے کے سبب شہرت
تامہ کی کچھہ ضرورت نہوئی علماء اہل کتاب مین ایسا نامی اور گرامی تھا کہ صرف لفظ نبی معہود کا اوسکی معرفت کے
واسطے کافی اور وافی تھا اب رہی یہہ بات کہ آیا وہ شخص معروف و معہود جسکی اس قسم کی شہرت درمیان اہل
کتاب تھی کون ہے سو یہہ بھی کچھہ محتاج تشریح و بیان کی نہین ہے یہہ تو خود ظاہر ہے کہ عیسیٰ نہ تھے بعد عیسیٰ کے
کوئی نبی ہے سوا اس امر کو ہم خود اہل کتاب ہی پر رکھتے ہین کہ خدا تعالی کو واحد و شاہد سمجھکر اور مطابقت صفات
ہمیشہ جناب اشعیا نبی سے فرمایا کر اور اس درس کو پیش نظر رکھکر النبوۃ فی العرب و بنی قیدار اور یہی اس درس
کا لحاظ فرما کر آحد ہما راکب حمار و ثانیہما راکب جمل از روی ایمان کے کہدین کہ وہ کون تھا اور ہم بتاتا
و تصدیق اخبار انبیاء کرام اور خدا کے کلام کی صاف کہتے ہین کہ تھا وہ مگر محمد بن عبد اللہ الہاشمی القرشی
الذی سبط قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم صلعم و علیہما السلام ع شتر سوار عرب میر حجرۂ کعبہ ✦ کہ حجر روب
شتربان اوست او بس قران ✦ محمد سید الکونین و الثقلین ✦ والفریقین من عرب و من عجم ✦ نوین دلیل کچھہ
یہہ خبر نامہ قران ہی مین نہین ہے بلکہ ٦٠٠ برس پیشتر اُس سے ارشاد جناب مسیحؑ سے واضح ہوتا ہے کہ اہل ایمان
ایسا ہی سمجھتے تھے اور خوب جانتے تھے چنانچہ باب ١٤ انجیل یوحنا مین ہے کہ جناب عیسیٰؑ نے حواریون سے فرمایا
کہ دنیا اوسکو (یعنے جو میرے بعد آویگا) دیکھتی نہین اور نہ اوسے جانتی ہے لیکن تم اوسکو جانتے ہو انتہی
اگرچہ علماء مسیحیہ بر خلاف عبارت و الفاظ و قراین لفظیہ و معنویہ کے ازراہ حق پوشی اور مغالطہ عوام کے کہتے
ہین کہ جس آنیوالیکی یہ خبر ہے وہ روح القدس ہے مگر استفسار کے ١٦ استفسار مین براہین عقلیہ و نقلیہ سے
ثابت ہو چکا ہے کہ یہہ قول اونکا بالبدیہہ غلط ہے اور مراد اس سے نبی آخر الزمان صلعم ہین الغرض بحکم الحق
یعلو ولا یعلی بعنایت الہی ہم اپنے مدعا کو ازروی شہادت انبیاء عظام و اخبار علماء کرام کے ایسا ثابت
کر چکے کہ مثل صبح صادق کی صدق اوسکا صاحبان عقل و ایمان پر مشتبہ نرہا اب اگر لالہ صاحب یا اونکے
پیشوا پادری صاحب کو اوسپر کچھہ کسیطرح کی جرح ہو یا اوسکی تکذیب پر کوئی دلیل رکھتے ہون تو پیش کرین
بعید نہین کہ لالہ اندرمن صاحب یہہ شبہہ پیش کرین کہ اگر واقع مین علماء بنی اسرائیل نبوت محمدؐ اور قران کو حق
سمجھتے تھے تو کیون اوسکی تکذیب کرتے تھے جواب اسکا یہہ ہے کہ بہت امور مثل حب جاہ اور حب قبول خلق اور حب
مال و غیرہا ایسے ہوتے ہین کہ ضعیف الایمان نسبت اُنکے بے ایمانی اور تکذیب حق جان بوجھکر اختیار کرتے ہین
دیکھو حال لالہ اندرمن کا کہ باوجودیکہ مسئلہ توحید فی التثلیث کے خلاف بید ہونیکا خود اقرار کیا ہے پھر بھی نظر
حب جاہ و مال جامی خاطر بعض ہمدستونکی شرح باب دوم تحفۃ الاسلام مین اوسپر کیسا اصرار فرمایا ہے اور کیسی

کیسی ہی دلیلین اوسکی اثبات پر قائم کی ہین پس ظاہر ہوا کہ علم حقیت امر محقق ضعیف الایمان لوگون کے
حق مین مانع تکذیب نہین ہوتا البتہ صاحبان ایمان کامل اسکو رو انہین رکھتے چنانچہ عبد اللہ بن سلام اور
نجاشی ملک حبشہ نے اور دیگر علماء اہل کتاب نے بمجرد استماع اخبار و آثار و مشاہدہ شواہد نبوت موعودہ کے
بلا ملال تمام تصدیق فرمائی اور مشرف باسلام ہو گئے اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡرِفُوۡنَہٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَہُمۡ
وَاِنَّ فَرِیۡقًا مِّنۡہُمۡ لَیَکۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ وَہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ قطع نظر اور ادلہ کے صرف ایک یہی امر یعنے ایمان لانا بعض علماء
یہود و نصاری کا واسطے صحت خبر الذین آتینا ہم الکتاب یعلمون انہ الحق من ربہم کے کافی ہی اور زیادہ تر
تشریح اسکی استفسار مین مرقوم ہی لالہ جی کو اگر کچھ ہوس مناظرہ کی اسباب مین تھی تو استفسار مین جو اس وہم کے
دفع کیواسطے وجوہ مرقوم ہین اون سے کچھ تعرض کرتے نہ یہہ کہ فضلہ مردود پادریان صاحب رطب اللسان ہو کر
اوسی پر قانع ہو جاتے **قولہ** سورہ نساکی ایک آیۃ کا مطلب یہہ ہے کہ عیسیٰ مصلوب نہین ہوا انتہی فی الواقع
ایسا ہی ہی وَمَا قَتَلُوۡہُ وَمَا صَلَبُوۡہُ وَلٰکِنۡ شُبِّہَ لَہُمۡ وَاِنَّ الَّذِیۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِیۡہِ لَفِیۡ شَکٍّ مِّنۡہُ مَا لَہُمۡ بِہٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا
اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوۡہُ یَقِیۡنًا بَلۡ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیۡہِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا **قولہ** بلکہ یہود نے سردار کو مصلوب کیا کہ
بقدرت خدا الصورت عیسے بر آیا تہا فقط انتہی سورہ نسا مین اصلا یہہ نہین یہہ افترای اندرمنی ہی اور خیانت انکی
مخفی تر ہی کہ لالہ صاحب پادریون کے فضلہ سی یہان بہی رطب اللسان ہین اور اور ملفوظات پادری فانڈر کو بار بار
زبان پر لاتے ہین مگر بڑی خیانت پردازی اور دغا بازی انکی یہی کہ جو جوابات اوسکی مولانا آل حسن اور علماء
اسلامیہ نے لکہی ہین اوسکی کچھ تعرض نکیا پس واضح ہوا کہ جواب مولانا آل حسن اور اور علماء کا اونکے نزدیک
بہی مسلم ہی مگر بپاس خاطر بعض عیسائیون کے دیدہ و دانستہ ایک امر باطل کی تائید پر کمر باندہی ہی جسطور پر مہاسبہا
بعض ہنود کے مسئلہ توحید فی التثلیث کی تائید پر بہت مصروف کی تہی جناب لالہ اندرمن صاحب آپ کیرین
ہر کسی کی خوشامد کرتے پہرتے ہین خدا پر توکل کر کے اپنا کام کیجئے یک در گیر محکم گیر ہر آنکس کہ دندان دہد
نان دہد ہم زیادہ تر تفصیل اس بحث کی بمقابلہ ہنود کے ضرور نہین جانتے کیونکہ ہمارا اور اہل کتاب کا مباحثہ
قدیم ہی کہ ہم اونکو اس بحث مین ہمیشہ سی ساکت کرتے چلے آئے ہین اور یہہ معاملہ کہ یہہ متعلق علم تاریخ
معروف بہی نہین ہی کیونکہ یہہ امر کہ کتب یہود اور نصاری مین یہہ مرقوم ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہوے محل انکار نہین بلکہ
خود قران مجید مین مرقوم ہی وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ پس یہہ تو کوئی احمق سی احمق
بہی نہین کہہ سکتا کہ پیغمبر صلعم کو یہہ خبر نہ تہی کہ نصاری اور یہود کہتی ہین کہ عیسیٰ مصلوب ہوے بحث تو اسمین ہی
کہ آیا یہہ خبر مطابق قواعد تاریخ اصطلاحی کے کہ جنکی رعایت سی ہم کسی خبر پر یقین صدق کا کر سکتے ہین صحیح ہی یا
نہین سو آجتک کوئی یہودی یا نصرانی اون قواعد کی روسی اس خبر کی صحت کو ثابت نہین کر سکا پس مجرد ایک افواہ

تمام اصلا قابل اعتماد کے نہین ہزارہا خبرین غلط مشہور ہوکر مکتوب اور مطبوع ہو جاتی ہین ہمارے اور اہل کتاب
کے درمیان یہہ امر تصفیہ طلب ہی کہ آیا وہ شخص جو مصلوب ہوا فی الحقیقت عیسی ابن مریم رسول خدا تھے یا کوئی
اور تھا اسکے اثبات پر عیسائی ترجمہ اونکا اناجیل اربعہ دلیل لاتے ہین ہمارے خدا اوسکی ہم انجیل برنباہ کو پیش کرتے
ہین اگر وہی لوگ کہین کہ انجیل برنباہ ساقط الاعتبار ہے تو ہم کہتے ہین کہ بمقابلہ انجیل برنباہ کے انجیل
لوقا طبیب اور یوحنا تو بدرجہ اولے ساقط الاعتبار ہونی چاہئین کیونکہ برنباہ حواری حضرت عیسیٰ تھا اور
یہہ دونو حواری نہ تھے رہی انجیل متی اور مرقس کی تو ہم کوئی وجہہ پاتے نہین کہ انجیل برنباہ کو تو ساقط
الاعتبار تصور کرین اور اونکی انجیلونکو لایق اعتبار سمجھین کیونکہ وہ ضابطہ کلیہ عقلیہ جو واسطے اعتبار اخبار کے
مقرر ہی یعنے سلسلہ روایت کا دونو مین مفقود ہی قطع نظر اسکے خود اُن دونو انجیلون سے ثابت ہی کہ اُس شخص
مصلوب کی شناخت اور معرفت کی اتنی تحقیقات بھی نہین کی گئی جتنی کہ کرباجوکی کی جو بوا نمائی کرم عظیم کی بلدہ
الہ آباد مین ماخوذ ہوا تھا کی گئی تھی دونو انجیلون سے واضح ہی کہ گرفتار کرنیوالے اوسکی عیسیٰ کو ہرگز نہین پہچانتے
تھی بلکہ صرف یہودا حواری کے نشان دینی سی ایک ابن انسان کو پکڑ لیا تھا اور بعد اوسکی بھی کچھہ اوسکی شناخت
نہین کرائی گئی کہ یہہ کون ہی بلکہ جب پطرس حواری سی پوچھا کہ یہہ کون ہی تو اوسنے صاف انکار کیا کہ مین
نہین جانتا اور جب وہان سے اوسکو لیکر سولی دینے کو چلی تو منہ اوسکا کپڑے سی چھپا دیا چنانچہ یہہ امر تصریح
تمام مرقس کی انجیل مین موجود ہی اور پہر بعد تصلیب کے ایک اندھیرا چھا یا غرضکہ ان وجوہ سے یہہ امر کہ وہ شخص
مصلوب عیسیٰ تھے ہرآئینہ مشتبہ ہی جیسا کہ قرآن مین وارد ہی ولکن شبہ لہم اور چونکہ یہودا منجملہ حوارئین کے تھا
کیا بعید ہی کہ اوسنے اور بعض حواریون نے آپسمین صلاح مشورہ کیا ہو اور اپنی حسن عاقبت کے فائدہ کے
لئے ایک مخبر اور دوسرا عیسیٰ ٹھہرایا گیا ہو اور یہہ کلمہ جو بروقت مرگ مصلوب کے زبان پر آیا کہ ای میری خدا تو مجھہ کو
آگے کیون چلا گیا صاف دلیل ہی اسپر کہ وہ شخص مصلوب کوئی معتقدین جناب مسیح مین سے تھا اور جناب مسیح ع
اس سے پیشتر اوٹھہ گئی تھے کہ اس سبب سے اوسنے یہہ کہا کہ تو مجھہ سے آگے کیون چلا گیا چونکہ یہہ بحث نصرانیون
کے ساتھہ بہت شرح و بسط سے ہو چکی ہی لہذا ہمنے یہان کلام مختصر کیا ہی جو کوئی شخص طالب تحقیق ہو وہ کتب
مباحثہ مذکورہ کو ملاحظہ فرماوے **قولہ** ظاہر ہے کہ یہہ خبر عہد مسیح ع کی تصنیف ہوئی تمامی تواریخ کے برخلاف ہی
اجی آجتک کسی عیسائی ملت والے نے تو یہہ دعوی نہین کیا کہ فلانی کتاب عہد عیسیٰ ع مین لکھی گئی ہی اگر کوئی
کتاب عہد مسیح ع کی تصنیف کی ہوئی آپکے پاس موجود ہو تو پیش کیجئے شاید آپکے ذہن مین یہہ ہوگا کہ یہہ اناجیل
لا یعنیہ جو اب عیسائیون کے پاس اونکی ترجمہ مین زمان عیسیٰ ع مین مولف ہوئی ہین سو یہہ بھی آپکی جہالت ہی یہہ بھی
جناب مسیح ع کے زمانہ مین مولف نہین ہوئین بلکہ ازمنہ مختلفہ مین بعد رفع جناب مسیح ع کے مولف ہوئی ہین اگر تعیین

یقین نکرو تو اپنے پیشواؤن یعنی پادریون سے پوچھ لو ورنہ افترا پردازی آپکی خوب ثابت ہوگئی مگر آپکی ناواقفی علم تواریخ سے
یہان خوب عیان ہی کہ ابتک تحقیق نہ کیا اور جسمین صاف برخلاف اسکے ہی مطلقاً اطلاع نہین ہی **قولہ** اصل یہہ ہی کہ
ذلت کے ساتھہ مارا جانا اور سولی پر بظاہر حقارت پر دلالت کرتا ہی انتہی ظلماً مقتول ہونا یا سولی پر کھینچا جانا ہرگز
ذلت و حقارت نہین بلکہ مرتبہ شہادت پر فائز ہونا ہی کہ اہل ایمان کیواسطے عین سعادت دائمی ہی ہان ظاہر بینان
ہند کہ سعادت عقبی سے بےبہرہ ہین اوسکو ذلت اور حقارت سمجھتے ہین **قولہ** لہذا محمد صاحب نے رجوع نصاری
کے لئے علم تاریخ کے برعکس ادعا شروع کی کہ عیسی نہین مارا گیا انتہی آپ تو ابھی تاریخدانی کی بحث فرماتے تھے
پس اوسی سے رجوع کرکے دوسرے امر کا کیون دعوی کرنے لگے اصل تو یہہ ہی کہ آپکی وہ مثل ہی کہ ادہر چوکے ڈونگی گاہی
تال کتال اور آپکی توہم پرستی کا جواب صاف ہی کہ جو شخص کہ بندای عالی بحکم خداوند متعال نصرانیون پر بسبب اعتقادات
فاسدہ کے برملا لعنت کرے اور خدا تعالی کا فرمان اونکو اسطور پر سناوی کہ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ
لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ اور اونسے مباہلہ کو مستعد ہووے بھلا ایسی حالات مین وہ کب واسطے
تالیف قلوب ایسے بیدینون کے ایسی بات زبان پر لاسکتا ہی جو سراسر خلاف واقع ہووے کیا قرآن مین بیان فضائل و علو
شان و سمو مکان جناب عیسیؑ مین آیات تھوڑی ہین جو ایسی ذری ذری سی باتون کے وسیلہ سے رضامندی نصرانیون
کی طلب کیجاتی آپ نے اپنے حال پر اختلال پر قیاس فرمایا یعنی جسطرح آپ اسمقام مین بنظر خیرخواہی اور دلجوئے
نصاری کے بطمع روٹیون کے پادریون کی کاسہ لیسی کررہے ہین بحکم المرء یقیس علی نفسہ آپ نے معاملہ انبیا کو
بھی ایسا ہی سمجہا ع کار پاکان را قیاس از خود مگیر ٭ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ٭ اور کمال جہالت آپکی ہی کہ
عین مخالفت نصاری کو ذریعہ اونکی دلجوئی کا تصور فرماتے ہین یہہ بات تو کوئی صاحب عقل پسند نہین کرسکتا مگر
آپکو عقل ہی نہین **قولہ** علاوہ ازین بادشاہ یہود نیکوکار رہتا یا گنہگار انتہی لالہ صاحب کی عقل ماری گئی ہی
یہود کے بادشاہ کا یہان کیا ذکر ہی اسکے حال سے کیا بحث ہی **قولہ** برتقدیر تسلیم شق اول کیونکر ناخوش ہوا انتہی
بطور فرض محال ہم کہتے ہین کہ جیسے نیکوکار ناخوش ہوجاتے ہین اور ظلماً قتل کردئے جاتے ہین جسطور پر راجہ
رام چندر جی اور کنس کے ہاتھون سے ماری گئی تھی جیسے کرشن جی صیاد کے تیر سے مارے گئے جسطرح پر سیتا اون کے
ہاتھون سے ناخوش ہوئی جیسے دروپدی کے بیٹے مارے گئے جیسے لچھمن جی نے زخم کاری اوٹھایا اور حماقت لالہ صاحب
کی قابل غور کے ہی کہ ازراہ جہل مرکب اس مفہوم مردد کو دلیل اوپر عدم امکان قتل شاہ یہود کے لائے ہین
حالانکہ اگر اس دلیل کو تسلیم کیا جاوے تو ہمارا مدعا بلاتکلف ثابت ہوتا ہی کیونکہ جناب مسیحؑ باتفاق ہمارے عیسائیون
کے جمیع معاصی سے معصوم تھے اور گو لالہ صاحب تصمیم قلب ہمارے اس اعتقاد کو تسلیم نکرینگے مگر بلحاظ اون وجوہ کے
کہ جنکو وہ دلیل سمجہے ہی ہین اور جسپر انکار اونکا ضرور نہین اس عقیدہ مین زبانی اختلاف نکرینگے پس اس صورت

لازم آیا کہ جناب مسیح بھی مصلوب ہوئے جو مقتول اور یہی ہی دعوی ہمارا کہ وما قتلوہ وما صلبوہ دیکھا لالہ اندرمن صاحب
آپ نے ابتدا قرآن جہان کہین آپ مستند تکذیب قرآن کے ہوئی ہین وہین آپ ہی کی زبان وقلم سے منزل القرآن
نے آپکو جہوٹا بنایا ہی اور حقیت قرآن کو آپ ہی کی دلایل سے ثابت کرایا ہی والفضل ما شہدت بہ الاعداء
بر تقدیر تسلیم شق ثانی بصورت مسیح کیونکر بنگیا انتہی اول تو ہم یہہ کہتی نہین کہ وہ بصورت عیسیٰ بنگیا چنانچہ کہ شکل
اسکی اوپر گذر چکی ہمارا مقولہ تو یہہ ہی کہ جو لوگ اونکو پکڑنے آئی تہی وہی اونکو پہچانتی نہ تہی اشتباہ مین اونکی ایک
اور آدمی کو پکڑ لیا اور بالفرض اگر کوئی پہچانتا بہی ہو تو بہی اعجاز صاحب معجزات سے ہم سے اوسکو بہی شبیہ پڑا کہ
ماخوذ ہی جناب مسیح ہین اور بالفرض اگر ہم یہہ تسلیم کرین کہ شخص ماخوذ گرفتار کرنیوالونکی نظر مین شبیہ مسیح نظر آیا تو اس سے
پھر لازم نہین آتا کہ فی الواقع وہ متمثل بصورت جناب مسیح ہو ممکن ہی کہ گرفتار کرنیوالونکی نظر خدا کی قدرت اور معجزہ
عیسوی سے ایسی خیرہ ہوگئی کہ معاملہ بازگون نظر آیا اور اگر یہہ بہی تسلیم کرلین کہ فی الواقع وہ بصورت مسیح متمثل ہوگیا
تب بہی کیا قباحت ہی نیکوکار ہی اور گنہگار ہی کو صورتین کچہہ عمل نہین علی الخصوص ہنود مین کہ اونکے نزدیک
پروردگار عالم کہ علی الاطلاق نیکوکار ہی عیاذا باللہ سؤر اور اجسام کریہ المنظر مین بروز کرتا ہی اور بسیاری
بعض اوتارونکی تو سواد ہند مین زبان زبان داستان ہی پہر لالہ صاحب کو قصہ درلکا اچہن کا معلوم ہی کہ اندر
اکرسین جو بڑی گیانی سے تہی اور ولی نعمت سری کرشن جی کے تہی اونکی زوجہ پون رکہیا کے ساتہہ راجہ صاحب کی
صورت مین متمثل ہوکر زنا کیا جس سے کنس پیدا ہوا لالہ جی فرما دین کہ وہ راچہن السیزنامی گرامی گیانی کیصورت کیونکر
بنگیا دیکہی اوسیا کی پہلی اسکند دہم بہاگوت ترجمہ للو جی کب اور اندر زناکار بصورت ایک رکہیشر یا کی متمثل
ہوکر اوسکی زوجہ کے پاس بہ نیت فاسد کیونکر پہنچا **قولہ** جبکہ تاریخ نہی حضرت کا انجام یہہ ہی تو خامی ہمدتون مین
کیا کلام ہی انتہی حیرت کا مقام ہی کہ لالہ صاحب کی یہہ گفتگو مالیخولیا ہی یا ہذیان سرسام ہی دلیل کچہہ ہی نتیجہ کچہہ ہی
مقدمات دلیل مبنی اسپر ہین کہ یہہ دعوی وسطی تالیف نصاری کے باوجود علم کے کیا اور اس رای کو اپنی اصلی
اور واقعی ٹہہراتے ہین پہر اوس سے نتیجہ وہ حاصل کرتے ہین جو خلاف مقدمات کر ہے اس جہل مرکب کا کیا ٹہکانا ہی
قولہ مسلمان خود ہی تجویز کرین کہ ڈیڑہ سو دو سو برس کی روایتوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہی انتہی کیون نہین
ہو سکتا ہی اگر راوی ہر طبقہ مین ثقات اور قوی ہون اور خبر کو متصل مرفوع کر دین تو اعتبار خبر کی کیا چیز مانع
ہی آیا کوئی دلیل عقلی ہی یا نقلی جو کچہہ آپ دلیل رکہتی ہون پیش کرین دلیل عقلی تو کوئی بہی نہین اور دلائل نقلیہ
ہنود بر خلاف اوسکی ہین دیکہو مہابہارت راجہ جنمیجہ کے عہد سے بہت بعد تک نہین لکہی گئی تہی اسلئے کہ مہابہارت مین
لکہا ہی کہ قصہ جلانے راجہ جنمیجہ کا نیون کو آدبرہمن نے ہرچند کہ اوس زمانہ کے برہمنون سے پوچہا کوئی بیان نکرسکا مگر
ایک برہمن نے زبانی اوس سے بیان کیا دیکہو آدپرب مہابہارت کا اگر یہہ کتاب اوسوقت تک لکہی گئی ہوتی تو اوسکا

عہد مین کیا اسقدر شہرت بہی اوسکی نہوتی جسقدر آج ہے اور چونکہ وہ قصہ اوسمین مفصل مرقوم ہے اگر وہ کتاب ویران
ہوتی توکیا وجہ تھی کہ اُس عہد کا کوئی برہمن بھی سوائے اُس ایک برہمن کے جسنے وہ قصہ زبانی بیان کیا اُس سے
واقف نہوتا پہر جب خود مہابھارت مین قصہ راجہ جنیجہ کا مرقوم ہے تو یہی ایک دلیل کافی ہے اسپر کہ وہ کتاب بعد عہد
راجہ جنیجہ کے لکہی گئی ہے پس ظاہر ہوا کہ واقعات مندرجہ اوسکی اُسوقت تک سب باقی تھی پہر ہزارہا قصہ بہاگوت اور
مہابھارت اور دیگر پورانونمین ہزارہا سال طوفان راجہ منّ سے پہلے کے موجود ہین فرض کرو کہ تدوین اُن کی
بید بیاس جی سے ہی شروع ہوئی پہر بھی دیکہو توکسقدر امتداد قرون کے بعد تحریر مین آئی خود بیدون کو ہی
دیکہو کہ لکہا جانا اونکا پیش از بید بیاس بلکہ پیش از شنکر اچارج ثابت نہین ہوتا اگر لالہ صاحب کو کچہہ وثوق
ہو تو اوسکو بیان کرین مگر بیان زبانی مقبول نہوگا جو کچہہ لکہین بحوالہ کتاب معتبر کے لکہین اور اسکا بہی لحاظ رکہین
کہ طوفان راجہ منّ مین پانی اسقدر بلند ہوا تہا کہ بجز ایک پہاڑ کی چوٹی کے جو سب مین بڑا ہے کہین خشکی باقی تہی
اُس سے پہلے اگر کوئی کتاب لکہی بہی گئی ہوگی تو سالم رہنا اوسکا خلاف قیاس ہے غرضکہ جو کچہہ تحریر فرماوین
آگے پیچہے کا سب خیال کرلین جوگ بششٹ کے گیان کانڈ کہنڈ مین مرقوم ہے کتنے بار بید لیے ہین اور کرم انکی جگ
مین بالمیک جی نے بارہ بریان رامائن پوتہی لاکہہ اشلوک جو بیدانت کون گیان کو بچار ہے سو رامائن کو جیسو جوگ
بششٹ ہی ایسی ہین بیاس دیو نے سات بریان پوتہی مہابھارت کی بنائی ہے آکوتات یہ ج کہیہ ہے کہ جب بید لیے
ہوتی ہے تب پوتہی ہوان سب بششٹ کے پرکار ناس کو پراپت ہوتی ہین اور پہر جگ بششٹ اتیت ہوتی تب وہی پنڈت
اپنی سکہین بہت اتیت ہوتی تب یہہ پوتہی اپنی بدہ تین پہر بنائین جیسی آگین ہوتین تیسی پہر رگہشٹ کرین گیان گہت
راکہت ستی انتہی بالفاظ ترجمہ بہاکا منطبعہ مطبع شعلہ طور اب لالہ صاحب اپنے قول کا خود جواب دین کہ ہرگاہ یہہ امر
ثابت ہوچکا کہ بعد ہر پرلے کے پنڈتون نے اپنی عقل سے یہہ سب پوتہیان مطابق پہلی پوتہیونکی بنائی ہین
حالانکہ معدوم ہونے پہلی پوتہیونکی روز سے تا بنائے جانے ان پوتہیون کے ہزارہا سال کا عرصہ گذرا پس اوپر
اصول موضوعہ لالہ جی کے لازم آیا کہ یہہ سب پوتہیان ساقط الاعتبار ہوجاوین **قولہ** موت پیغمبر کے دوسری
سال عمر خوفناک ہوا کہ برتقدیر عدم تحریر قرآن آدمی کو ہرگز یاد نرہیگا انتہی کہنہ لالہ صاحب کا افترا ہے جس
حدیث مین یہہ قصہ منقول ہے اوسمین یہ مضمون کا (کہ آدمی کو برتقدیر عدم تحریر ہرگز یاد نرہیگا) نشان وپتہ بہی
نہین بلکہ اُس حدیث سے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ عاقبت اندیشی اور احتیاط صرف اسنظر سے تہی کہ ایسا نہو کہ جیسے
جنگ یمامہ مین بہت قرا شہید ہوئے ہین ایسی ہی کوئی اور لڑائی پیش آوے اور اوسمین قرا قرآن شہید ہوجاوین
اور کوئی قاری باقی نرہے یا اگر رہجاوین تو اسقدر رہجاوین کہ روایت اونکی رتبہ تواتر سے گہٹ جاوے اس سبب سے احتیاط
یہہ کرنا چاہیے کہ مجمع قرا ہین کہ اب اعداد اونکی نصاب تواتر کو پہنچی ہوئی ہین لکہہ لیا جاوے تاکہ یہہ کتابت ہی

سکھ تواتر کو پیدا کرے اور یہہ سب امور بھی محض تبطلاً احتیاطاً تھے ورنہ روایت قرآن ابتک کابرا عن کابر زبانی چلی
آتی ہے کچھہ کتابت پر موقوف نہین آگے آپکی خیانت پردازی اور توہم پرستی اور دیگر عیوب جو
ذو تسلیت شکن کو کام مین لائے ہین اکثر کتب غیر معتبرہ کے حوالہ سے نے اصل باتین لکھی ہین اور اکثر بلا حوالہ
کتاب تحریر فرماکر صرف آورد واند اور روایت ہی پر اکتفا کرنے مین سو وانیح ہو کہ ایسی روایات کا کچھہ
جواب نہ دیا جاویگا کیونکہ اونکا تو مدار معاش اور ذریعہ روٹی کمانیکا یہی ٹھہر چکا ہی اور ہمکو اسقدر فرصت
نہین کہ آپکی ایسی بے نشان باتونکی طرف توجہ کرین اگر اونکو کچھہ حوصلہ ہو تو تتمہ اپنے رسالہ کا تحریر فرماوین
اور اوسمین حوالہ باب اور فصل کتاب کا صراحت سے لکھین اور یہہ بھی التزام کرین کہ یا اصل عبارت کتاب کی لکھین
اگر اصل عبارت نہ لکھہ سکین تو ترجمہ مع نام مترجم کے رقم فرماوین اور یہہ بھی خیال رہے کہ ایک ایک مؤلف
کی کئی کتابین ہین پس نام مؤلف پر اکتفا نکرین کتاب کا نام بھی لکھین ورنہ محمول اوپر کتاب معدوم کے کیا جاویگا
اور اگر اوسمین وہ مضمون نہ ملیگا تو لالہ صاحب پر الزام افترا کا عائد کیا جاویگا اور یہہ عذر شنا نجاویگا
کہ اوسکی دوسری کتاب مین ہی یا فلانے شخص کے اعتماد پر یہہ لکھا گیا تھا اگر کسی اور کے بھروسے پر لکھین تو
نام اوسکا مع حوالہ کتاب کے لکھین **قولہ** صفحہ ۱۲۹ بخاری فرماتا ہی کہ مین نے رسول اللہ کو الخ سراسر افترا
لالہ صاحب کا ہی جامع محمد ابن اسمعیل بخاری کے ہزارہا نسخے قلمی اور مطبوعہ مطابع متعددہ موجود ہین کہین
اونمین اس قول کا نام ونشان نہین **قولہ** بخاری وغیرہ جنکے امتحان پر اطمینان کرتے ہو ہجرت کی تیسری صدی
مین تھے حالانکہ آدمی کو کتنا ہی علم ہو دو سوا دو ڈھائی سو برس کی بات ہرگز تحقیق نہین کر سکتا اگر ان دنون کی
تحریری سند موجود ہو تو البتہ راست و دروغ کی تمیز ہوسکتی ہی انتہی جناب لالہ اندرمن صاحب یہہ آپنے توہم پرستی
کی ہی کہ آپنے اپنی اور اپنے علم پر قیاس کرکے ایک حکم کلی جاری کر دیا ع ماند احوالت بدان طرفہ
مگس + کو ہمی پنداشت خود را ہست کس + از خوشی سرمست گشتہ بی شراب + ذرہ خود را بدیدہ آفتاب +
وصف بازان را شنیدہ در عیان + گفت من عنقای وقتم بیگمان + آن مگس بر برگ کاہ و بول خر + ہمچو کشتیبان
ہمی افراشت سر + گفت من دریا وکشتی خواندہ ام + مدتے در فکر آن میماندہ ام + اینک این دریا و این کشتی
و من + مرد کشتیبان و مرد رای زن + بر سر دریا ہمی راند او عمد + مینمودش آنقدر بیرون ز حد + بود بیحدان
چنین نسبت بدو + آن نظر کہ بیند آن را راست کو + عالمش چندان بود کش بینش است + چشم چندین بحر ہمچندین
خیش است + آپ نے یہہ سمجہا کہ جیسے آپ جی کو ودن ہین ایسے ہی سب انسان ہونگے حاشا وکلا ع کار
پاکانرا قیاس از خود مگیر + گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر + اگر کوئی دلیل عقلی اس استحالہ پر رکہتی ہو تو پیش کرو ورنہ
سب ہذیان سرائی آپکی لائق التفات کے نہین پہر آپ اپنی کتب معتبرہ کو تو دیکہیئے کہ اونمین کسقدر مدت مدید کے

انسا سیخات طرایا بعد ایک زمان دراز کے لکھی گئی ہین مہابہارت کے آدپرب سے ظاہر ہی کہ وہ ایک زمانہ دراز کے
بعد لکھی جانے بھاگوت سی لکھی گئی ہی کیونکہ اوسمین یہہ عبارت مرقوم ہی راجیہ تجہت بہ پسر بیاس گفت تا
تمام مہابہاگوت بجہت اومیخواندہ باشد اور علاوہ بران صد اقتصص اوسمین ہزار ہا سال پیشتر کے موجود ہین
اور طرفہ تر یہہ کہ بھاگوت کے پہلے اسکند مین بھی حوالہ مہابہارت کا موجود ہی جسی سمجہا جاتا ہی کہ مہابہارت
بھاگوت سی پہلے کی ہی بید ونکو دیکہو کہ بعد بید بیاس کے بلکہ بعد شنکرا چارج کے لکھی گئی ہین اسلئی کہ اتہربن بید
مین حوالہ احوال بید بیاس اور شنکرا چارج کا موجود ہی بر نوا اپنکہد اتہربن بید مین لکھا ہی کہ بیاس کہیشر کا قول ہی
کہ رکہی یعنی سلونرن کہ آخر یوم ماہ ساون ہی یہہ اتہربن بید کو نشان دیتا ہی جوگ بشسٹ دیکہو کہ بعد راجہ جدہشٹر
بلکہ بعد مہابہارت کے لکھی گئی دیکہو پانچوان الشیم پرکرن لکھتا ہی کہ راجہ جدہشٹر نے کہا استہا ماہنی نردا
کنجر ووا اسکے معنی کو درونا چارج سمجہا کہ اوسکا بیٹا مرا حالانکہ جدہشٹر خوب جانتا تہا کہ ہاتی مرا اسکا مفصل
بیان مہابہارت مین ہی انتہی حالانکہ اس کتاب مین تعلیمات بشسٹ حکیم کی راجہ رامچندر کو مرقوم ہین دیکہو مطابق
آپکے اعتقادات کے ہزارون برس بعد وقوع واقعات سی یہہ کتاب لکھی گئی ہی حالانکہ روایت ان کتابونکی
ہماری روایات سی کچہہ مناسبت نہین رکہتی کہ انمین اصلا نام رواۃ کے اور تحقیق حالات علم وحفظ ووثوق
رواۃ کے نہین برخلاف ہماری روایات کے کہ یہہ اسناد مرفوعہ متصلہ مروی ہین اور جسطور پر کہ متن روایت
منقول ہی اوسیطرح پر حال رواۃ بھی کابرا عن کابر تحقیق کرتے چلے آئی ہین اور اس تحقیقات کی ایک کتاب
علیحدہ اکثر محدثین نے مدون کر دی ہی دیکہو تاریخ محمد ابن اسمعیل بخاری اور کتاب علل ابو عیسی ترمذی اور
ابواب تحقیق رجال مسلم بن حجاج نیشاپوری اور نامہ ابو داود بابل کہ اور دیگر کتب تحقیقات احوال رواۃ غیرہ
جسطور پر احتیاط بلیغ کے ساتہہ اہتمام روایت متن حدیث کا کیا گیا ہی اوسیطور پر اہتمام تحقیقات حال رواۃ
کا عمل مین آیا ہی اور یہہ بات کچہہ محمد بن اسمعیل بخاری سی ہی شروع نہین ہوئی بلکہ اونسی اور پر جو شیوخ اوسکے
ہین کابرا عن کابر یہہ تحقیقات کرتے چلے آئی ہین اور ہر ایک طبقہ کی اتباع اوس تحقیقات کو اپنی متبوعین سے
نقل کرتے ہین اور اپنی اتباع کو تعلیم کرتے چلے آئی ہین اور بہر خوبی بالائی خوبی یہہ ہی کہ الفاظ خبر مین کسیسی
کیسی احتیاطین کی گئی ہین کہ ہر ایک طریق خبر کیواسطے جدی جدی لفظ مقرر ہین مثل حدثنا وحدثنی واخبرنا واخبرنی
وسمعت عن فلان وقرأت علی فلان وقرا فلان وعن فلان اور یہہ کیتنی احتیاط عمل مین آئی ہی کہ التزام اسکا کیا
گیا ہی کہ نقل بالالفاظ ہونی چاہیئی نہ نقل بالمعنی اور جہان کہین کسی لفظ مین شک ہوا ہی تو وہ لفظ بوساطت
حرف شک کی نقل کئی ہین یا لفظ مثل ذلک نقل کیا گیا ہی علاوہ ان سب امور کے اور بہت ضوابط وقواعد
جعلیہ مقرر ہین کہ اونکی ذریعہ سے ہر طرحکی اخبار متمائز ہو سکتی ہین جب ہماری تحقیقاتون اور قواعد وضوابط

عقلیہ کا درباب تحقیقات سمعیات کے یہہ حال ہی تو ہر کوئی اور ملت والا جو ہمارے سامنے منہ کرکے تحقیقات سمعیات اپنی ملت کا دم بہرے اور ہنود کی تو اصل ہی کیا ہی کہ اونکی ملت مین کچھہ بھی تحقیقات سمعیات کی نہین ہوتی بقول عبید اللہ صاحب کے وہ تو تاریخ کے نہایت ہی کچے ہین اور تصدیق اسکی صاف ظاہر ہی کہ باوجودیکہ لالہ صاحب نے اپنے قول پر عبید اللہ صاحب کی بحث طویل زیب قلم کی مگر اب تک اونکے سوال کا جواب کچھہ نہین دیسکے یعنی وہ جو اعتراض کرتے ہین کہ تمکو بیدہا کیسے واسطے کے ذریعہ سے ملا اور راوی اوسکا کون کون ہی اور ان رواۃ کا کیا حال ہی الی غیر ذلک اوسکے جواب سے بکقلم پہلو تہی کرتے چلے جاتے ہین اب تک اسکا نہ جواب دیا نہ انشاء کبھی دیسکینگے **قولہ** شروع اسلام کی کوئی کتاب سوای قران کے بخاری وغیرہ کو میسر آئی جسکے ذریعہ سے آنحضرت ہی کا حال دریافت کرتے اقول جب ہمارے ہان نقل بالحفظ ایسے استحکام کے ساتھہ ہی کہ کتابت پر اوسکو ترجیح ہی اور مطابق ضوابط عقلیہ کے جو سمعیات کے اعتبار کرنیکے واسطے ضروری اور کافی ہین وہ اخبار مروی ہین تو ہمکو ضرورت کتاب مدون کی اوسوقت تک کچھہ نتھی اور چونکہ ظاہر ہے کہ مجرد کتابت بھی بدون رعایت ضوابط اور قواعد مذکورہ کے مفید یقین وظن غالب نہین یعنی احتمال سہو کاتب کا کتابت مین بھی ہی علاوہ بران یقین یا ظن غالب اس امرکا کہ آیا یہہ نوشتہ واقعی اوسیکی طرف سے ہی جسکی طرف منسوب کیا گیا ہی بدون مراعاۃ قواعد مذکورہ متصور نہین پس ہر آئینہ رعایت انہین ضوابط کی مقدم اور ضروری ہی پس جو خبر کہ مطابق ان ضوابط کے ہی خواہ مکتوب ہو خواہ زبانی خواہ ہزار برس کی ہو خواہ ایک ساعت کی ہر آئینہ مقبول ہی اور جو خبر مطابق ان ضوابط کے نہو گو کہ وہ مکتوب ہی ہو اور آج ہی کی ہو اصلا معتبر نہین مثلا ایک شخص آج ہی کی تاریخ کا لکہا ہوا ایک نوشتہ ہمکو دیوے اور بیان کرے کہ یہہ زید کا لکہا ہوا ہی اور وہ شخص لا ئبو لا ابالی متہم بہ جعل و فریب ہو اور دوسرا شخص جو نہایت ثقہ اور معتمد ہو اور عدل ہو اور ہمکو اوسکی عقل و حفظ پر بھی اطمینان کلی ہو ایک خبر زبانی زید سے ہمکو پہنچا دے پس صاحبان انصاف فرماوین کہ ان دونون مین کونسی قابل اعتبار کے ہی رہی یہہ بات کہ آیا کچھہ احادیث مالک بن انس اور محمد بن اسمعیل بخاری سے پیشتر لکہی بھی جاتی تہین یا نہین سو حال اسکا یہہ ہی کہ اکثر ایسا بھی ہوتا تہا کہ عہد رسول اللہ صلعم اور صحابہ کرام اور تابعین اور اتباع تابعین مین ملنے کا یہہ دستور تہا کہ گو کہ سب اہل علم نہین لکہتے تہے مگر بعض ایسے بہی تہے کہ لکہہ لیا کرتے تہے چنانچہ جامع ابو عیسے ترمذی مین ابو ہریرہ سے منقول ہی ان النبی صلعم خطب فذکر قصۃ فی الحدیث فقال ابو شاہ اکتبوا لی یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلعم اکتبوا لابی شاہ دوسری حدیث ہمام بن منبہ سے منقول ہی قال سمعت ابا ہریرۃ یقول لیس احد من اصحاب رسول اللہ صلعم اکثر حدیثا عن رسول اللہ صلعم منی الا عبد اللہ بن عمرو فانہ کان یکتب وکنت لا اکتب اور یہہ جو فرماتے ہین جسکے ذریعہ سے زمانہ ہی کا حال دریافت کرتے انتہی

اگر مراد یہہ ہی کہ اُس زمانہ کے لوگونکا حال دریافت کرتے تو یہہ اونکی جہالت اور حماقت ہی کسیکا حال دریافت
کرنے کے واسطے کوئی کتاب ضرور نہین ہے جو مادہ تحقیقات کا واسطے کتابت کتاب کے
ضرور ہے اگر وہ مادہ زبانی محفوظ ہووے تو بہتر از کتابت ہی اور اگر مراد یہہ ہی کہ زمانہ نبی صلعم کا
کونسا تہا اور آجتک یا اور کسی زمانہ محدود تک اوسکو کسقدر عرصہ گذرا تو یہہ قساوت قلبی لالہ صاحب کی ہے
زمانہ نبی آخر الزمان صلعم کا ایسا مخفی نہین کہ روی زمین پر مخالفین اور موافقین اوس سے آگاہی نرکہتے ہون اخبار
صحیحہ متواترہ موجود ہین قطع نظر اُن اخبار کے سنہ ہجری اسیر عالم مین مشہور ہین کہ کوئی اونسی انکار نہین کر سکتا
مواد تاریخ تالیف تحفۃ الاسلام جو خود لالہ جی نے لکہی ہین وہی اس مدعا پر دلیل کامل ہین علاوہ بران یقین
تو یہہ ہی کہ اگر لالہ صاحب کے بہی گہر کوئی قبالہ ۵۰ برس پیشتر کا ہوگا تو اوسمین وہی سنہ لکہی ہونگی اگر اونکو اوسمین
شک ہی تو اوسکی سند و قبچہ مین سی نکالکر دیکہہ لین ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ مہابہارت راجہ جنمیجے کے عہد کے بعد
لکہی گئی ہی اور واقعات مدت ممتدہ سی قطع نظر کرکے دیکہو کہ اوسمین قصہ جنگ کورو ون پانڈوون کا آیا ہی
تفصیل سی لکہا ہی کہ ایک ایک مبارز کی تعداد تیرونکی اور یکدیگر کے حملونکی تعداد تک بہی مرقوم ہی اور راجہ جنمیجے سی
اُس عہد تک چار پشتین گذری تہین کیونکہ جنمیجے بیٹا ہی پریچہت پسر ابہمن پسر ارجن سپہ سالار لشکر پانڈونکا دیکہو چار
پشت تک ایسا واقعہ کہ جسکا بیان ایک دفتر ضخیم مین ہی زبانی رہا علی ہذا القیاس اور کتب ہنود کا بہی یہی حال
ہی پس جسقدر لالہ صاحب تقریرین معرض بیان مین لا رہی ہین اپنے بیدون اور اوسکی ترجمہ کو اپنے ہاتہہ سی قلم فرما رہے
ہین قولہ مثلا کوئی شخص دعوی کرے کہ فلان روایت جہانگیر بادشاہ معتبر اور متواتر راویونکی زبانی چلی آئی ہی
اور یہہ بہی کہے کہ راویونکا اعتبار زبانی اخبار متواتر سے مجکو حاصل ہی پر یہہ بہی قبول کرے کہ اوسوقت کی
تحریری سند موجود نہین تو کوئی عقلمند ایسی روایت کو باور کریگا حاشا و کلا انتہی بڑا ہی بیوقوف اور لالہ صاحب
کی مانند سخت جاہل ہوگا کہ باوجود تواتر خبر اور اعتبار عدالت و حفظ رواۃ کے اونکی خبر مین کسیطرح کا شک کریگا کسی
صاحب عقل کا تو یہہ کام نہین حاشا و کلا قولہ کیونکہ بغیر سند تحریری کے دو سو تین سو برس بعد کوئی معلوم نہین
کر سکتا کہ فلان شخص معتبر تہا یا غیر معتبر انتہی البتہ جن لوگون نے نقل دین مین مثل یہود و نصاری کی مسامحت
اور غفلت زاید از حد کی ہی وہ لوگ سو برس کیا ساٹہہ برس پیشتر کے بعد بہی حالات دین کا حال معلوم نہین
کر سکتے یا مثل ہنود کی جن لوگونکا دین ابتدا ہی سی اکاذیب واہیہ اور خرافات بی اصل پر مبنی ہی اور در
اصل اونکا کوئی راوی ہی نہین ایسے لوگ کیا اعتبار اور عدم اعتبار کی تحقیق کر سکتے ہین دو فرقہ اول الذکر
تو بسبب غفلت کی اور فرقہ ثالثہ بسبب عدم اصلیت کی اس تحقیق سی معذور ہین لیکن جو لوگ کہ دین ہائے اسلام
کی ابتدا اوسی جسطور پر اہتمام نقل متن روایت کا ہی اوسیطور پر تحقیق حال رواۃ بہی ابتدا ہی سی مد نظر ہے تو

دیسی لوگ تو ہزار برس نہین بلکہ ٹڑہ برس کے بعد بھی کہ برا عن کا ہر ہر شخص کا حال تفصیلوار بیان کر سکتے ہین **قولہ**
قطع نظر اسکی ممکن نہین ہی کہ کوئی راوی کسی روایت کو ایکبار سنکر بعد مدت مدید نے کم و کاست نقل کر سکا اہتہ
اس سالبہ ممکنہ عامہ پہ اگر کوئی دلیل عقلی رکہتی ہو تو پیش کرو اور بلا دلیل تو بقول الشیخ حکیم کے ہم برہما کی بہی نہ
سنین گے اب ہم کہتے ہین کہ بالضرورت بعض راوی ایسے ہین کہ ایک روایت کو ایکبار سنکر بعد مدت مدید نے
کم و کاست نقل کرتے ہین چنانچہ ثبوت اسکا ہم خود کتب ہنود سے اوپر پیش کر چکے ہین اگر ہمارا قضیہ ضروریہ موجبہ جزئیہ
غلط اور لالہ صاحب کا سالبہ ممکنہ عامہ کلیہ صحیح ہے تو سب کتابین ہنود کی باطل اور نسخے اصل محقق ہین علاوہ بریان
تعلیم و تعلم علم ہماری ملت مین مبنی بر سہل انگاری اور افسانہ گوئی نہین ہی جناب حضرت رسالت مآب صلعم کوئی بات
فرماتے تہی مکرر سہ کرر اصحاب کو سمجہاتے تہے اور یہی دستور رہا قرون مابعد مین بہی چنانچہ محمد بن اسمعیل بخاری اپنی جامع مین
انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کان النبی صلعم اذا تکلم بکلمۃ اعادہا ثلثا حتی یفہم عنہ الحدیث یعنی تہے نبی صلعم
جب کلام کرتے تہی کسی کلمہ کے ساتہہ تو اعادہ کرتے تہے اوسکا تین بار تاکہ سمجہ لیا جاوے اوس سے پس لالہ صاحب جو
ایک لفظ ایکبار کا ہر جگہہ اسلئی مغالطہ عوام کے لکہتے ہین سراسر خیانت پردازی اونکی ہی **قولہ** جبکہ ایک راوی سے حفاظت
روایت دشوار ہی تو پندرہ بیس راوی سے حفاظت خبر و حدیث بدرجہ اولی محال ہی انتہی کیا عمدہ تقریر حکیمانہ ہی کہ جس سے
فلسفیہ ہند کی خوب عیان ہوتی ہی کاش اگر کپل مُن حکیم زندہ ہوتا تو لالہ صاحب کی قدم دہوتا دیکہئی تو تعفیہ شرطیہ
مین استلزام مقدم کا تالی کو کیسا بدیہی اللزوم ہی کہ اوسپر کسی دلیل لانے کی اصلا کچہہ ضرورت نہین غور فرمائے کہ ایک
شخص کی حفاظت کی دشواری کو پندرہ بیس کا استحالہ کسقدر بدیہی اللزوم ہی کہ ہرگز محتاج کسی برہان کا نہین جناب
لالہ اندرمن صاحب آپنے حکمت ہندیہ کو حد سے زیادہ فضیحت کیا آپ سر آمد حکماء ہند ہین جب آپکا یہہ حال ہی تو
وای برحال عامۂ ہنود دہہاں سنی تو دشواری کو تو استحالہ ایک شخص کے حق مین بہی لازم نہین ممکن ہی کہ ایک شخص کو
ایک امر دشوار ہو مگر مستحیل نہو چہ جای آنکہ اوسکی دشواری اوروں کے حق مین مستلزم استحالہ کی ہو جاوے
پہر بدرجہ اولی کا بیان کیا مقام ہی اگر دشوار ہی تو سبکے حق مین بیک نمط دشوار ہی اولویۃ اور اولیۃ کو یہین کیا
دخل ہی **قولہ** کیونکہ صحت نقل کے لئی جودت عقل و قوت یادداشت و صداقت زبان وغیرہ ضرور ہی تاکہ ایکبار کی
سُنی ہوئی روایت زمانہ بعید کے بعد لفظ بلفظ از روی یادداشت بیان کر سکی وحالانکہ راویان خبر متواترہ
صدسالہ و دو صد سالہ کی لئی حصول جملہ لوازم محالات سے ہی انتہی جناب لالہ صاحب خیر سے کچہہ دماغ مین ہوست تو
نہین آگئی طرز کلام سے کچہہ آثار ہذیان کے سے معلوم ہوتے ہین نہین معلوم ہوتا کہ آپ یہہ دلیل کس چیز پر لائی ہین
آیا یہہ دلیل صحت مقدم کی ہی یا صحت تالی کی یا ثبوت ملازمہ کی پہر لفظ وغیرہ کا مقام استدلال مین کیا موقع
ہی آمن وغیرہ کو بہی تو بیان کیا ہوتا کہ کیا ہی اوسکو مبہم کیون چہوڑا اگر چونکہ آپنے وغیرہ مبہم چہوڑا ہی ہم بہی

اوسکو لغو سمجھکر اوس سے تعرض نہین کرتے اور صرف بغرض تطویل عبارت کی تصور کرتے ہین مقدم آپکی شرطیہ کا یہہ ہے
کہ ایک راوی سے حفاظت روایت کی دشوار ہے اگر یہہ دلیل مقدم کے صحت کی ہے تو بنسبت رواۃ احادیث
صحیحہ کے اس دلیل سے مدعا آپکا ثابت نہین ہو سکتا کیونکہ رہ لوگ جودت عقل اور تفقہ فی الدین اور
قوت حافظہ اور عدالت و صدق اور ضبط روایات مین مشہور و معروف تھے البتہ رواۃ کتب ہنود کی نسبت لفظ
تمام ہے کہ اونمین منجملہ صفات مذکورہ کے کوئی صفت بھی نہتی تالی آپکے قضیہ کی یہہ ہے کہ ہندرہ بیس راوی سے کہ
پہلی اور دوسری صدی کے اندر گذرے حفاظت خبر و حدیث بدرجہ اولی محال ہے اگر یہہ دلیل تالی کی صحت
کی ہے تو محض پوچ اور پادر ہوا ہے کیونکہ اتفاق جودت عقل و قوت یادداشت و صداقت زبان جمیع راویان
سے چیز ممتنع مین ہے اگر یہہ مسلم ہوتا تو آپکی تالی کی تسلیم مین کیا عذر تہا اور آپ نے کوئی دلیل عقلی اوسکی استحالہ
پر قائم نہین کی پس آپکی یہہ تقریر بجز ہذیان سرائی کے اور کچھہ متصور نہین ہے علاوہ بران شرطیہ لزومیہ کا
توجب صحیح ہو وے کہ جب ملازمہ بین المقدم و التالی ثابت ہو وے کیونکہ مدار صدق شرطیہ کا اوپر صدق جزئین
کے نہین ہے لزومیہ شرطیہ مرکب جزئین کاذبین سے بھی صحیح ہو سکتا ہے مثلا اگر یہہ کہا جاوے کہ اگر لالہ فلانے
گدہے ہون تو اونکے واسطے دم کا ہونا ضرور ہے دیکھو دونو جزء کاذب ہین مگر لزومیہ صحیح ہے اور اسیطرح جبکہ
دونو جزئین صادقین سے کاذب ہو سکتا ہے مثلا کہین کہ اگر لالہ فلانے انسان ہین تو حمار ناہق ہے دیکھو دونو
جزء بظاہر صورت صادق ہین مگر لزومیہ باطل ہے کیونکہ لالہ فلانے کے انسان ہونیکو حمار کا ناہق ہونا لازم نہین
اور اسمین کچھہ شک نہین کہ یہہ دلیل آپکی کسیطرح مثبت لزوم نہین آپکو چاہئیے کہ بعد ملاحظہ اس بیان کے فکر
اصلاح تقریر کا کیجئے اگر سکوت اختیار کیا تو سمجھا جاویگا کہ واقع مین یہہ کلام آپ کا از قسم ہذیان تہا مگر بالیقین کہتا
ہون کہ طبع عالی اس مدعا کی فہم سے بھی سراسر قاصر ہو گی اب ہم آپ ہی کی تقریر سے آپکے سب مطالب کو باطل
قرار دیتے ہین کان رکھکر سنئے آپکے اس مقدمہ سے کہ صحت نقل کے لئے جودت عقل و قوت حافظہ و صدق
زبان ضرور ہے ثابت ہوا کہ بجز امور مذکورہ کے اور کسی چیز کی ضرورت نہین پس اشتراط کتابت جو آپکی تہات
کی بنا ہے باطل ہو گیا اور یہی تہا مدعا ہمارا کہ خدا تعالی نے آپکے بیان سے ثابت کرا دیا الحق یعلو ولا یعلے
اگر آپ فرماوین کہ لفظ وغیرہ سے مراد ہماری کتابت ہے تو سراسر حماقت آپکی ہے کیونکہ در صورت کتابت اشتراط
قوت یادداشت جو آپکے قضیہ مین واقع ہے باطل ہوا جاتا ہے اور جملہ اخیرہ یعنی حالانکہ راویان خبر متواترہ الخ
سراسر باطل ٹھہرتا ہے دیکھا آپ نے غلبہ اسلام کو کہ ہر ایک امر مین آپ ہی کی زبان و قلم سے غلبہ اوسکا ثابت
ہوتا چلا جاتا ہے والفضل ما شہدت بہ الاعداء اسپر بھی آپ ایمان نہ لاوین تو سخت قساوت قلبی ہے
فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ قولہ اگر قبول کیا جاوے کہ ناقلان روایت بالتمام صادق و عاقل تھے تو بھہ

لازم نہین آتا کہ اوسکی روایت بھی صحیح ہو وے کیونکہ بیان زبانی مین گنجایش سہو و نسیان سی ممکن ہی اسلئے حکمت عقلیہ کے اندر تو بہت چیزین ایسی داخل ہین کہ جبکہ عدم اعتبار پر مدار اکثر امور دینی اور دنیاوی کا ہی مگر بلا دلیل قوی قائل فعلیت کا ہونا سراسر حماقت ہی مثلاً ہم کہہ سکتی ہین کہ ممکن ہی کہ فلانے مس یا فلانے برہمن صحیح النسب نہین بلکہ نطفہ سی کسی دیوثکے ہین اس امکان عقلی کے استحالہ پر کوئی دلیل اگرلالہ صاحب کے پاس ہو تو پیش کرین لیکن چونکہ کوئی دلیل اوسکی فعلیت پر نہین ہی لہذا مجرد امکان مدار احکام شرعی اور رسمی کا نہین ہوسکتا اسیطرح حال روایات کا بھی ہی کہ جب ثقات و عدول اور حفاظ سی منقول ہو تو جبتک کوئی دلیل جو معارض اوسکی صحت کی ہو قائم نہو لیوی مرتکب مجرد امکان سہو و نسیان مدار احکام نہین ہوسکتا قوله جبتک ایک راوی نے آپ حدیث سنکر دوسرے کو سنائی دس پندرہ برس کا فاصلہ ہوسکتا ہی پہر کون نہین جانتا کہ اسقدر مدت کی بات بلا کم و کاست یاد نہین رہتی انتہی قید دس پندرہ برس کی غلط محض ہی اور پہر اسپر جو انکا قول مبنی ہے کہ کون نہین جانتا بنای فاسد علی الفاسد ہی کیا آجکی خبر سنی ہوئی دس برس سے پہلے کوئی نقل نہین کرسکتا علاوہ بران دس برس کی بات بلا کم و کاست لوگونکو یاد رہتی ہین ہماری ملت کے اکابر تو احادیث اور اخبار دینیہ کا بہت اہتمام رکہتے تھے اور ہمیشہ انکی مزاولت اور مراجعت اور درس مین رہتی تہی اور ضبط اخبار اور تفقہ مین معروف و مشہور تھے اونکا تو ذکر ہی کیا ہی اوس عرصہ مین اکثر اشخاص کا یہ حال تہا کہ بڑی بڑی خطبے اور بڑی بڑی قصاید السی زبانی یاد رکہتے تھے کہ اونمین کچہہ کمی و بیشی نہین ہوتی تہی اور ہم بعض بعض ناخواندہ لوگونکو اب بھی دیکھتے ہین کہ افسانہ طویل مثل قصہ الہ داد وغیرہ کے اونکو ایسے یاد تہے اور یاد ہین کہ تا دم مرگ نہین بھولے نہ بہولینگے قصہ بہارت اور سایر پوران باوجود اسقدر طوالت الکلام کے سونک نے سوت سے اور سوت نے بید بیاس سی سنکر نقل کیا یا نہیں لالہ اندر من صاحب ان سبکو بلا کم و کاست صحیح مانتے ہین اگر یہہ کہین کہ بیاس جی انکو لکہوا دیا تہا تو یہہ صاف غلط ہی اگر اسکا کچہہ ثبوت رکہتے ہون تو پیش کرین حالانکہ اوپیاے ۹۵ اسکند پوران کاشی کہنڈ سی جسمین حال بیاس جی مذکور ہی اور بھی دیگر دلایل مذکورہ سابق سی واضح ہی کہ یہہ تدوین بعد بیاس جی کے ہوئی ہی قوله مسلمانون پر موقوف نہین بلکہ ہر امت مین روایت زبانی کہ مدت تک بلا تحریر چلی آتی ہے غیر معتبر سمجھی جاتی ہے انتہی اہل اسلام مین جو اہتمام ضبط روایات کا ابتدا سے کسی دین و ملت مین نہین ہوا اسلئے اور ملت والونکی حماقت و جہالت ہی کہ ہماری روایات مستندہ کو اپنی روایات مجہولہ پر قیاس کرین شعر جملہ عالم زین سبب گمراہ شد + کم کسی ز ابدال حق آگاہ شد + اشقیا را دیدۂ بینا نبود + نیک و بد در دیدشان یکسان نبود + اولیا را ہمچو خود پنداشتند + همسری با انبیا برداشتند + این ندانستند ایشان از عمی + ہست فرقی درمیان بی منتہی + علاوہ بران لالہ جی یہہ

قرآن مین کر کرشن کیا جو زبان کرشن جی سے عین وقت کارزار صادر ہوئی ہی حق الیقین واضح ہو کہ اوسوقت ضبط
تحریر مین نہین آئی اور راوی اوسکا جو سنجی وزیر دہرتراشٹ جانب مخالف کا ہی اوسوقت فوج مین موجود ہی نہین
کی تہا یہہ ممکن نہین کہ اوسنے اوس بحر طویل کو جیسا کہ چاہیے سنا ہو اور تمہید اوسکی عین وقت صف در بالبداہتہ
باطل ہے لاجرم بعد ایک زمانہ طویل کے ضبط تحریر مین آئی ہی پس اس کلیہ لالہ جی کے موافق لازم آیا کہ وہ بہی
غیر معتبر ہو اگرچہ مضامین مکرر اس بحث مین بہت آئی مگر مین مجبور تہا کہ لالہ صاحب کو شوق تکرار کا ہی ہر سطر بعد
وہی ایک مضمون لکہتے چلے گئے ہین کہ یاد رکہنا خبر کا بعد مدت کے محال ہی اوسی مضمون کو دعوے قرار دیا ہی وہی دلیل
وہی مقدمات دلائل کی دلیل ہی وہی بدیہی ہی وہی نظری ہی آگے اسکے آپ نے آخر صفحہ ۲۱۳ تک جو کچہہ لکہا ہی
بلا حوالہ کتاب کے لکہا ہی لہذا مطابق شرط مذکورہ بالا کے جواب نہ دیا جاویگا جب تمام اس کتاب کا برعایت
پابندی شروط مذکورہ کے لکہینگے تو البتہ جواب دیا جاویگا اب چونکہ آگے اسکے لالہ صاحب از راہ
بوالہوسی کے ابطال بیان تعارض اخبار کے متوجہ ہوتے ہین لہذا ہم اول دو تمہیدین قائم کرتے ہین
تاکہ ہر ایک کی جواب مین حوالہ اوسپر کیا جاوے اور ضرورت لانے مضمون مکرر کی نہ پڑے تمہید اول یہہ کہ
ہماری ملت مین خبر صحیح باعتبار کثرت و قلت اعداد رواۃ کے تین قسم پر منقسم ہی اول خبر متواتر اور وہ عبارت
ہی اس سے کہ ہر قرن مین اس خبر کو اتنی کثرت سے راوی مسلسل روایت کرتے ہون کہ اونکا تواتر اور اونکی عدالت
مظنہ سہو و نسیان اور کذب کا رافع ہو دوسری خبر مشہور وہ ہے کہ اگرچہ قرن اول مین وہ خبر حد تواتر کو نہ پہنچی
ہو مگر بعد قرن اول کے سب قرون مین متواتر منقول ہوئی ہو تیسری خبر احاد وہ ہے کہ راوی اوسکے کسی قرن مین
خبر تواتر کو نہ پہنچے ہون اول کی دونو قسمون مین احتمال سہو و نسیان و کذب کا نہین ہی قسم سوم مین بہی احتمال کذب کا نہین ہی مگر احتمال سہو
و نسیان کا ہی پہر بہی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین ظن غالب اسکی صحت کا ہی جبتک کہ معارض اوسکی کوئی دلیل یا خبر ایسی
قوی کہ قوت مین اوسکے درجہ کو پہنچے یا اس سے زائد ہو درپے قائم نہوگی تب تک یہ ظن غالب قریب بیقین ہی اور اسکی
صحت تسلیم کیجاویگی البتہ درصورت قیام تعارض دیکہا جاویگا کہ آیا سہو یا نسیان کسی راوی کا ہی یا اور کچہہ
بات ہی لہذا علماء امت محمدیہ نے ایکباب موسوم بہ باب المعارضہ قائم کیا ہی اور اوسمین قواعد عقلیہ اس خوبی
کے ساتھہ بپابندی آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے مہید کئی ہین کہ طریق عمل اور اخذ باحد المتعارضین
بہت آسان ہوجاتا ہی تمہید دوم ہم علم اصول مین بدلائل عقلیہ ثابت کر چکے ہین کہ امر بشرطیکہ کوئی قرینہ اور
دلیل خلاف قائم نہو تو امر اوپر وجوب کے اور نہی اوپر حرمت کے دلالت کرتی ہی لیکن اگر قرینہ اور دلیل
قائم ہو وہی تو امر اوپر اباحت اور ندب کے اور نہی اوپر کراہت تنزیہی کے محمول ہوگی اور یہہ قاعدہ عقلی
ہی اور دلائل اسکی علم اصول مین بیان کیگئی ہین یہان لانا اونکا ضرور نہین ہی جب یہہ تمہیدین مہید ہوچکین

تو ہم اب اقوال لالہ صاحب کیطرف متوجہ ہوتے ہین قولہ ایک حدیث مسلم سے ثابت ہی کہ عزل جائز ہی دوسری
روایت سے ظاہر ہے کہ عزل بچہ کو زندہ دفن کر دینا ہی انتہی یہان لالہ صاحب خیانت کو کام مین لائی حدیث
مین یہہ نہین ہی کہ عزل بچہ کو زندہ دفن کر دینا ہی بلکہ یہہ لفظ ہین ذالک الوأد الخفی یعنے عزل ورد خفی
ہی ورد کی معنی ہین زندہ درگور کردن لالہ صاحب نے لفظ خفی کا ازراہ خیانت جبلی کے اوڑا دیا جس سے
معلوم ہوتا ہی کہ عزل درحقیقت زندہ درگور کرنا نہین ہی مگر مشابہ اوسکی ہی اور چونکہ جو چیز ممنوع ہی وہ دو
حقیقتے ہی پس جواز کی حدیث اصلا معارض اس حدیث کی نہین ہان اس حدیث سے کراہت البتہ ثابت ہی کہ
جو چیز مشابہ بحرام ہی کروہ ہے سو کراہت معارض جواز کی نہین بہت سے اشیاء مع الکراہتہ جائز ہین مثلا
سوای چار قسم اول کے باقی پانچ قسم کے نکاح اگرچہ مطابق تصریح ادہیای ۳۰ کاشی کہنڈ اسکند پوران
کے بموجب بیدکے ہین مگر مکروہ ہین دوسری سطر صفحہ ۳۱۳ سے پانچوین سطر تک بلاحوالہ کتاب جو کچھ لکھا
ہے بموجب شرط مذکورہ جواب ندیا جاویگا تاوقتیکہ تتمہ تفصیل تام اور باب کتاب کے نلکھینگے
قولہ حدیث مسلم مین آیا ہی کہ کہڑے ہوکر پانی پینے سے منع کیا ہی اسکی برعکس بخاری اور مسلم مین موجود ہی
کہ ابن عباس آب زمزم حضرت کے پاس لایا اور حضرت نے ایستادہ ہی نوش فرمایا انتہی اس تعارض
سے سہو یا نسیان اصلا ثابت نہین ہو سکتا بلکہ نہی محمول اوپر نہی تنزیہی کے ہی اور فعل محمول اوپر بیان
جواز کے ہی جیسا کہ تمہید دوم سے ظاہر ہے پس اسباب مین اس سے استدلال بیفائدہ محض ہی مگر لالہ جیسا
جواب اسکا دین کہ بیکل اینکہید اتہرین بید مین شراب پینے کی ممانعت ہی اور اوسکو داخل بدفعلی قرار دیا
ہی اور پرب مہابہارت مین لکھا ہی کہ ارجن و سری کرشن درایام استقامت دہلی لشکار رفتند و در دیہ
راہی درگرفتند وشکار میکردند و شراب میخوردند انتہی اودم پرب مین ہی کہ کرشن با ارجن شراب
میخوردند انتہی بہاگوت کے دسوین باب مین بہت جگہہ سے ثابت ہی بلبہدر نے گوپیون کے ساتھ
شراب پی اور قصہ مجمع می نوشی جادونکا جسمین مہاراجہ سری کرشن جرعہ مرگ سے تلخ کام ہوئی انہی
کتاب مین مفصل مرقوم ہی اور زبان زبان ودہان دہان ہی اس تعارض کا کیا سبب ہوا آیا سبب
انہون نے سند تحریری کے سہو و خطا بتاتے ہو یا مسئلہ نسخ کو تسلیم فرماتے ہو یا ہماری تمہید دوم کی
پناہ مین آتے ہو مگر واضح ہو کہ تمہید دوم کا قاعدہ یہان جاری نہین ہو سکتا اسلئے کہ یہان لفظ
بدفعلی کا کہ دلالت اوپر حرمت کے کرتا ہی اوسکی نسبت واقع ہی قولہ بمشکوۃ مین ہی کہ کعبہ کیطرف منہ
کر کے بول و براز سے منع فرمایا الخ یہان بہی نہی تنزیہی اور آداب ہی اور جو اسکی خلاف مروی ہے
بیان جواز ہی پس کچھ قباحت نہین قولہ حدیث متفق علیہ مین ہی کہ دجال کی داہنی آنکھ کانی ہوگی

اور مسلم کی روایت مین ہی کہ دجال بائین آنکہہ سی کانا ہوگا انتہی یہہ شبہہ مع جواب ترجمہ مشکوۃ مین جو آپکی پاس
موجود ہی اوسمین مرقوم ہی بڑا تعجب ہی کہ آپ نے شبہہ تو قائم کیا مگر جواب سی کچہہ تعرض نفرمایا کچہہ امر داب مناظرہ سے
بہت بعید ہی پس ہم آپکو کچہہ جواب نہین دیتی صرف یہی کہتی ہین کہ جہان سی آپ نے یہہ شبہہ نقل کیا ہی وہین جواب
دیکہہ لیجیی مگر آپ جواب اسکا دیجیی کہ قصہ زنا کا اندر مین ساتھہ زوجہ گوتم کے مہابہارت مین لکہا ہی کہ اندر بصورت
برہمن سیہ فام گوتم کے گہر گیا اور اوسنی تعظیم اوسکی کی اور اپنی گہر مین شب باش کیا اندر نے اہلیا زوجہ گوتم سے
زنا کیا گوتم کی بد دعا سی بعلت مشہور مبتلا ہوا انتہی جوگ بششٹ مین لکہا ہی کہ ایکروز گوتم کسی کام کو گہر سی گیا تھا
اندر نے وقت کو غنیمت جانکر اپنی صورت کو گوتم کی شبیہہ بنا لیا اور گوتم کے گہر مین گہس کر اہلیا کے ساتھہ فوراً
زنا کیا اتنے مین گوتم آگیا اندر خوف سی بلی کی صورت بنگیا مگر گوتم نے جان لیا اور اندر کو بد دعا دی کہ تو فرج
کا شوقین ہی تیرے بدن پر ہزار فرج ہو جاوین چنانچہ جابجا اندر کے بدن پر فرج نمودار ہوئین اندر شرم سے
کنول کے پہول مین چہپ رہا دیوتا اندر کے تلاشی ہوئے ڈہونڈتے ڈہونڈتے کنول مین چہپا پایا جب وہ چار
ہوئے تو چکونگی حال کو دریافت کیا اندر نے کمال خجالت سی سرگذشت بیان کی تب گوتم سی درخواست عفو تقصیر کی
کی گوتم نے دعا کی تو ہزار فرج ہزار چشم ہوگئین انتہی برہم سرب پران مین ہی کہ گوتم کی دعا سی اندر کے بدن پر
ہزار فرج ہوگئین پس اندر نے ہزار برس تک عبادت کی آخر سورج کی دعا سی مبدل بہزار چشم ہوئین لالہ صاحب
نے بالمیک کی روایت سی لکہا ہی کہ گوتم اور بیبی اوسکی دیوتون کے مغلوب اور مرعوب کرنیکے لئے تپ کرتے تھے
اتفاقاً ایکروز گوتم واسطے غسل کے دور چلا گیا تہا اوسوقت اندر گوتم کے غضبناک کرنیکے لئے اہلیا کے قریب
گیا اتنے مین گوتم آگیا اور اندر کو بد دعا دی کہ اندر کے فوطے گر پڑے انتہی پہر لالہ صاحب نے صمصام چرین مین
لکہا ہی کہ کسی روایت مین ہی کہ بشن کی عنایت سی اندر نے نجات پائی پہر لالہ صاحب نے اوسی رسالہ مین بحوالہ
بالمیک کی لکہا ہی کہ اندر نے بعد اس کار نمایان کے دیوتونکو مژدہ سنایا اور دیوتون سی التجا کی کہ مجہہ
کچہہ مجہپر مصیبت پڑی ہی اوسکا تدارک کرین انہونے ایسے ہی کیا اور اندر کے فوطے بدستور کردئے پہر لالہ صاحب
نے بحوالہ روایت بالمیک لکہا ہی کہ پس ازان گوتم نے گہر کے اندر جاکر اہلیا پر بہی نفرین کی کہ اوسکا بدن
پتہر کا ہوگیا انتہی مہابہارت مین لکہا ہی کہ گوتم نے اپنے بیٹے سی کہا کہ تو اہلیا اپنی مان کو مار ڈال اور یہہ کہکر
باہر کو چلا گیا بیٹے نے اوسکی مارنے مین تامل کیا جنگل مین جاکر گوتم کے دلمین خیال آیا کہ عورت کا کیا قصور ہے
مین نے تو خود اس برہمن نابکار شیطان سیرت برہمن صورت کو گہر مین شب باش کیا تہا اور عورت کو
اوسکی خدمت کی لئے مامور فرمایا تہا یہہ سوچکر گہر کو لوٹا دیکہا تو بیٹا متفکر تہا اور اوسنے ماکو مارا نہ تہا
بمشاہدہ اس حال کے بیٹے کی عقل پر آفرین کی انتہی مختصراً اب دیکہیے کہ کسقدر روایتون مین اختلاف ہی ایک

روایت مین ہی کہ اندر کے نوٹے گر پڑے دوسری مین ہی کہ اوسکے بدن پر ہزار فرج ہو گئین ایک روایت مین ہے کہ
دیوتونکی دعا سی پہر چنگا ہو گیا ایک روایت مین ہی کہ سورج کی دعا سی چنگا ہو گیا ایک مین ہی کہ بشنو نے عنایت
فرمائی ایک روایت مین ہی کہ گوتم کی دعا سی ہزار فرج مبدل بہزار چشم ہوئین ایک روایت مین ہی کہ دتہا ہی دراز
دیوتون سی ہہار ہا اور وہی اوسکو ڈہونڈتے پہرے ایک روایت مین ہی کہ یہہ کارنمایان کرکے فوراً دیوتون
کے سامنے جاکر سرگذشت اپنی بیان کرکے اپنی علت کی دور ہونیکا خواستگار ہوا اور انکی دعا سی چنگا ہو گیا
ایک روایت مین ہی کہ ہزار برس تک ریاضت کرتا رہا بعد ہزار برس کے سورجکی دعا سی چنگا ہوا ایک روایت مین ہی کہ
گوتم نے البیا کو جو بدد عا دی تو اوسکا جسم پتہر کا ہو گیا ایک روایت مین ہی کہ مارنیکا حکم دیا تہا مگر پہر لین سو چکر
اوسکو مارنے سی دست کش ہوا دیکہی تو کہ ذرہ سی بات مین کسقدر اختلافات ہین اور تفصیل اسکی رسالہ سیف الفتاح
جو برہنا ئی کہینچی تیغ چوبین کے مرتب ہوا ہی مرقوم ہی ناظرین اوسمقام پر ملاحظہ کرین مہابہارت کے استری
پرب اور دیگر پربون سی ثابت ہی کہ بدرجی برادر راجہ دہرتراشٹ واقعہ جنگ کوروان پانڈوان مین موجود
تہے چنانچہ وہی متہم جلانے کشتگان جنگ کی ہوئی تہی اور اسکندم بہاگوت سی ظاہر ہی کہ بدرجی پیشتر اس جنگ
سی تیرتہونکو چلی گئی تہی اور تیرتہون مین یہہ واقعہ اونہون نے لوگونکی زبانی سنا اور افسوس کرکے اور تیرتہون
کو چلی گئی فرمایئے اس اختلاف کا کیا سبب ہی **قولہ** ایک روایت مین ہی کہ دجال سات دن زمین پر ٹہیریگا انتہی
حقیقت مین یہہ روایت صحاح کی ہے **قولہ** دوسری روایت مین ہی کہ سات برس ٹہیریگا انتہی یہہ روایت صحاح
کی نہین لالہ صاحب جب نام جامع اصل کتاب کا لکہین گے تو خود اعتراف کرینگے کہ یہہ منجملہ صحاح کے نہین ہے
قولہ حصن حصین کی ایک روایت ہی الخ اصل کتاب کا نام لکہئے حصن حصین صحاح مین نہین ہی اور تفصیل صحاح
کی خود آپ ہی اوپر لکہہ چکے ہین مبالغہ کی انتہا و آپ جو لکہتے ہین جبتک نام کتابونکا نہ لکہو گے جواب نپاؤگے **قولہ**
ابو داؤد وغیرہ سی واضح ہی کہ عورت کی بوسہ لینی سی وضو لازم نہین آتا ہی اور مشکوہ مین ابن مسعود کی روایت
سی واضح ہی کہ بوسہ لینی سی وضو لازم آتا ہی انتہی اس بحث سی اسکو کیا علاقہ ہی ابن مسعود کا اجتہاد یہی ہی
کہ من قبلة الرجل امرأته الوضوء اس سی کیا نقصان ہوا اور رواة کا سہو و نسیان کیونکر ثابت ہوا آپ اپنے
شاستر دیکہے اختلاف پر نظر کیجیئے یہہ اختلاف اجتہادی تو فروع مین ہی وہان تو اصول مین اختلاف
عظیم ہی **قولہ** مشکوۃ مین ابو سعید کی روایت سی ظاہر ہی کہ جبتک منی بر آمد نہو اصلا غسل واجب نہین ہوتا
اور ابو ہریرہ کی روایت مین ہی کہ مجامعت عورت سی غسل واجب ہوتا ہی اگرچہ منی نہ نکلی انتہی یہان لالہ صاحب
خیانت بیندانہ کو کام لائی مشکوۃ سی حدیث ابی سعید نقل کی ہی مگر جو مشکوۃ مین بعد اسکی یہہ لکہا ہی قال الشیخ
الامام محی السنہ رحمہ اللہ ہذا منسوخ انتہی اسکو ازراہ خیانت پردازی چہوڑ گئی علماء امت اسکی منسوخ ہونی پر

متفق ہین اور مؤید اسکے ہی جو موطا مالک اور صحیح مسلم مین ہی کہ قرن صحابہ مین ہی اسکا مباحثہ ہوا اور
آخر کار یہی قرار پایا کہ یہہ حکم منسوخ ہی چنانچہ ابی بن کعبؓ جو یہہ کہتے تھی کہ بغیر خروج منی کے غسل واجب
نہین ہوتا اونہون نے اوسکو منسوخ جانکر اُس قول سے رجوع کیا مالک بن انس زید بن ثابت سے بعد
بیان قصہ کے روایت کرتے ہین قال زید بن ثابت ان ابی بن کعب نزع عن ذلک قبل ان یموت
جب یہہ بات ظاہر ہوئی کہ ایکحدیث منسوخ ہی تو ثابت ہوا کہ اعتراض لالہ جیصاحب کا اوپر رواۃ حدیث کے
محض خام خیالی اور توہم پرستی ہی آگے اِس سے جو جناب لالہ صاحب بسبب واقع ہونے اِس قسم کی گفتگو کے بحضور
عائشہ رضی اللہ عنہا محل استہزا سمجھتی ہین مسائل شرعیہ کے بیانمین ایسی توہمات کو دخل دینا ایک حماقت ہی ہان مناسب
مقام مجھکو چند حکایتین اکابر ہنود بلکہ اونکی معبود کی یاد آئی مین ادہیای ۸۸ کاشی کہنڈ اسکند پوران
مین مرقوم ہی کہ نارد جی بہ سری کرشن گفتند کہ این سانت پسر شما بسیار شوخ چشم و عمرور حسن دارد و این ایان را
کہ نشستہ بودند بحسن او مائل گشتہ از غلبۂ شہوت منی ایشان وقت برخاستن برزمین افتاد و آن مشاہدہ باید
ساخت ~ عجب انداز سے کل بزم خوبان مین وہ آتا تھا + کہ اوسپر دل ہی دل مین ہر کوئی قربان جاتا تھا +
سری کرشن بسمع ہمین سانت را رو بروی خود طلبیدہ بد دعا داد کہ حسن تو دیدہ ما دران تو مائل شدند
گناہی عظیم بوقوع آمدہ بنابران گوشت یعنی مرض برص بتو عاید گردد کہ حسن تو مبدل بہ بد طلعتی گردد انتہی
قطع نظر اور امور کے یہہ بھی غور کی جگہہ ہی کہ کمہار پر تو بس چلا گدہے کے کان کہینچی لازم تو یہہ تہا کہ وی
آگندگان شہوت غیرہ کسی قسم کی سزا کو پہونچائی جاتین تاکہ آیندہ کسی اور حسین کے جمال پر حسب عادت
فریفتہ ہوکر اور آغوش تصور مین اوسکو مساک کر ایسی حرکت نکرنی پاتین ~ آن یکے از خشم ما در را
بکشت + ہم بزخم خنجر و ہم زخم مشت + آن یکی گفتش کہ از بد گوہری + یاد ناوردی تو حق مادری +
گفت کاری کردگان عار ویست + کشتمش کان خاک ستار ویست + متہم شد با یکی زان کشتمش + غرق خون
در خاک گور آغشتمش + گفت آنکس را بکش ای محتشم + گفت پس ہر روز مردی را کشم + کشتم او را رستم از خونہای
خلق + نای او برم بہ است از نای خلق + نفس تست آن مادر بد خاصیت + کہ فساد او ست در ہر ناحیت +
ہم بکش او را کہ بہر آن دنی + ہر دمی قصد عزیزی میکنی + از وی این دنیای خوش بر تست تنگ + از
پے او با حق و با خلق جنگ + دوسرا قصہ سری برہماجی کا ادہیای ۸۱ اشیو پوران مین ہی کہ وقت انعقاد
نکاح مہادیو جی کے گوری جی کے ساتھہ سری برہماجی کی نظر گوری جی کے اوپر پڑی ~ وقت نکاح
کی جسد م نگہہ دید دخور + سر سے لے اُس قدر عنا کی گئی پانون تلک + فندق پا لگی کہنے کہ نہ دیکہا ہوگا + شاخ
مین سرو کے پہولا گل اور یک اب تک غرق فندق جب انگشت حنائی گوری جی کی نظر آئی بادہ شہوت سے سرشار ہوگئی

اور نفس حیوانی نے ایسا غلبہ کیا کہ زمام زہد و تقوی ہاتھ سے چھوٹ گئی اور مجمع عام مین منزل ہو گئے

سے مجکو زاہد نے دیکھا کہ نیا تھی توبہ ٭ تو تو و توبہ شکن ہی کہ الہی توبہ ٭ مہابہارت کا اسمیدہ پرب منظر

سے گندا ہوگا دیکھیئے کہ باہم درو پدی جی زوجہ پانڈوان اور ست بھاما زوجہ کرشن جی کے بحضور پانڈوان

اور سری کرشن وغیرہم کے کیسا جھگڑا ہوا ہی ست بھاما جی نے فرمایا کہ ای درو پدی تجھے شرم نہین آتی کہ

تو نے پانچ خصم کئی ہمکو نہین دیکھتی کہ کئی ہزار عورتین ایک خصم کے ساتھ خوش ہین الی حکایات او ر بھی بہت

ہین مگر خیال آزردگی جناب لالہ اندرمن صاحب تشریح کا مانع ہے اندکی از غم دل گفتم و خاموش شدم ٭

کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست ٭ **قولہ** مشکوٰۃ مین ہی عن اسود وہمام عن عائشہ قالت کنت

افرک المنی من ثوب رسول اللہ صلعم یعنے مین اپنی منی کو پیغمبر صلعم کے کپڑی سے رگڑ تی تھی انتہی یہان

لالہ جی استہزاء تقریر کرتے ہین مگر اولاہم افترا پردازی لالہ صاحب کو ظاہر کرتے ہین حدیث مین کوئی لفظ

ایسا نہین جسکی معنی اپنی کے ہون یہہ اپنے لالہ جی نے اپنے گہر سے لیکر زبان پر لائی اور طب اللسان ہوئے

اور فرک کا ترجمہ (رگڑنا) بھی صحیح نہین فرک کی معنی ہین حتک حیر کو ملنا لما فرکت التوب والسنبل بیدی فرکا

فرکا ولیقال للنبت اول مایطلع نجم ثم فرخ وقصب ثم اعصفت ثم سنبل ثم احب والب ثم استغنی ثم افرک

ثم احسد صحاح جوہری یعنی جب کپڑا خشک ہو جاتا تہا تو اسکو ملڈالتی تہے تاکہ صاف ہو جاوی اور یہہ حدیث

باب تطہیر النجاسات مین مروی ہی اور اسپر مسئلہ شرعیہ متفرع ہی کہ منی جب کپڑی کو لگجاوی تو بعد خشک

ہو جانیکے ملڈالنی سے بھی پاک ہو جاتا ہی اور مسائل شرعیہ کے بیانین کوئی محل استہزاء کا نہین آگے اس سے

صفحہ ۱۳۹ تک لالہ صاحب نے اکثر روایتین بلا حوالہ کتاب لکہی ہین اور بعض روایتین مدارج النبوۃ اور معارج النبوۃ

اور تاریخ اخوند شاہ اور حکایات مظہر حق وغیرہ کتابونکی لکہی ہین اور صحاح حدیث کی حوالہ سے کوئی روایت

نہین لکہی اور انہین قصص و حکایات کی کتابونکو وہ علم تاریخ سمجھتے ہین ہم اسکا جواب دینگی اگر تتمہ اسکا

متصریح نام کتاب حدیث کے مرتب کرکے پیش کرینگی تو البتہ جواب پاویگا کیونکہ لالہ صاحب کا بعینہ حال ہی

کہ الغریق یتشبث بکل حشیش اور ہمکو عبث تضییع اوقات منظور نہین ہے لیکن پائی جران کیا واندر زمین ٭

سر بجنبانی بیاد می نہ لے یقین ٭ لیک یات نیست تا نقلی کنی ٭ یا مگر یاراز ین گل بر کنی ٭ صفحہ ۱۴۰ مین

بعد چند سطر کے پہر متوجہ ہوکر فرماتے ہین حاصل کلام آنکہ اخبار وآثار اسلام چند سبب سے لائق اعتبار

نہین سبب اول حدیثین مخالف قرآن ہین انتہی سراسر جھوٹ ہی اور بالکل افترا ہی **قولہ** جنت ونار عمل

نیک وبد پر منحصر نہین بعض کو بہشت کی لئی پیدا کیا عمل نیک کرین یا بد اور بعض کو دوزخ کیو اسطی مخلوق کیا

فعل بد کرین یا نہین انتہی یہہ سب افترا لالہ صاحب کا ہی انکو شرم نہین آتی کہ افترا پردازی کو وسیلہ ردّ ی

کمانے کا ٹھہرایا ہی اگر سچے ہین تو لیسند الفاظ تراجم مشکوۃ کے جو اونکی پاس موجود ہین کیون نہین لکھی بدکے
مضامین پر بھی خیال نہین کرتے کہ اوسمین لکھا ہی جو ہنٹی کی بشتر پشت جہنم کو جاتی ہین جناب لالہ اندرمن صاحب
خدا پر نظر رکھو اسباب رزق کے بہت ہین ع ہر آنکس کہ دندان دہد نان دہد ‡ آپکی یہہ افترا پردازی گو کہ
باعث گرم بازاری کا ہی مگر ۲۱ پشت کا بھی تو خیال کرو کہ کسقدر بیگناہ بیچارے بموجب دوزخ کے ایندہن ہو
جاتے ہین مشکوۃ مین یہہ مضمون مکرر ہی کل میسر لما خلق لہ ان اللہ اذا خلق العبد للجنۃ استعملہ بعمل اہل الجنۃ
حتے یموت علی عمل من اعمال الجنۃ فیدخلہ بہ الجنۃ واذا خلق العبد للنار استعملہ بعمل اہل النار حتی یموت
علے عمل من اعمال اہل النار فیدخلہ بہ النار رواہ مالک والترمذی وابوداؤد یعنے ہر ایک آدمی کو اوسکی
عمل آسان کردئیگئی ہین اور خدا جب پیدا کرتا ہی بندی کو جنت کی لئے تو کام مین لگا دیتا ہی اوسکو اہل جنت
کے کام پر یہانتک کہ وہ مرتا ہی اوپر کسی عمل کے اعمال اہل جنت سی پس داخل کرتا ہی اوسکو بسبب اوسکے
جنت مین اور جب پیدا کرتا ہی واسطی دوزخ کے تو کام مین لگا دیتا ہی اوسکو اہل نار کے کام پر یہانتک کہ جب وہ مرتا
اوپر کسی عمل کے اعمال اہل نار سے پس داخل کرتا ہی اوسکو بسبب اوسکے نار مین اور آپ کو تو اسمقام مین گنجایش
زبان کہولنی کی بہی نہین دیکہئی چھٹا اسکند بھاگوت کا قصہ بہت طویل ہی ورنہ بلفظہا نقل کرتا خلاصہ لکھتا
ہون کہ جامیل ایک شخص تہا نہایت فاسق فاجر اوسکا بیٹا تہا ناراین نام جب جامیل مرنے لگا تو اپنے
بیٹے نارا ین کو پکارا اور اوسوقت ملک الموت کے کارکن بہی واسطی تعذیب اوسکی آپہنچے چاہا کہ اوسکو
سزا دین اور ملک الموت کے پاس لیجا دین چونکہ اوسکی زبان سے اوسوقت نام نارا ین کا نکلا تہا یعنی ا[illegible]
بیٹے کو جسکا نام نارا ین تہا اسوقت پکارا تہا اسیوقت کارکنان نارا ین جی آپہونچے اور ملک الموت کے کارکنون
سے چھٹا کر بہشت کو لیگئی اور کارکنان جمراج منہ تکتے رہگئی دیکہئی یہہ مضمون معارض ہی دیگر مضامین بید و[illegible]
اور کتب ہنود کے کہ ہر عمل بد کی سزا ملنی چاہئی **قولہ** قرآن مین ہی کہ محمد صلعم نے کوئی معجزہ نہین دکہایا
انتہی لالہ صاحب نے اپنے دلمین یہہ تو خوب سمجھہ لیا ہی کہ بسبب کفر و شرک کے عاقبت تو خراب ہی ہوتی ہی پھر
کیا ضرورت اجتناب کبائر کی سے آب چون از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یکدست جہوٹ طوفان کو
سرمایہ دوکانداری کا بناکر روٹی کما کہانی چاہیئے ؎ پس شکار خوک آمد صید عام ‡ رنج بیحد لقمہ زد
خوردن حرام ‡ **قولہ** قرآن مین ہی کہ محمد الخ ظاہر اگنہگاری اور سیہ کاری کثرت مکار و غدار کی کہ جس کا
سواد الوجہ فے الدارین ہونا اشتہار روزگار ہی لالہ نابکار کو یاد آئی اور بسبب تصویر اوس نامہ سیاہ قسمت
تباہ کے ایسی تاریکی دلپر چہائی کہ مہر منیر کو جس سے ایکعالم منور ہی تاریک دیکہنے لگے ؎ نامبارک خ[illegible]
این لالہ بود ‡ کرد ہان او سواد دل نمود **قولہ** سبب دوم آنکہ احادیث باہم بہی مختلف ہین جناب

معلوم ہوا انتہی اسکا بطلان تو اوپر کے بیان سے واضح ہو گیا مگر جو تناقض ہمنے بیدون اور پرانون سے
اوپر لکھے ہین اونکا جواب بذمہ لالہ صاحب کے رہا **قولہ** سبب سوم حدیثین خلاف عقل اور نقل ہین مشکوٰۃ
کے باب الحشر مین ہے کہ قیامت کے دن آدمیونکو اسقدر پسینا آویگا کہ ستر گز زمین مین اوتر جائیگا اور خود اونکے منہہ
تک پہونچیگا انتہی ایک ذری سی عبارت کا (یذہب عرقہم فے الارض سبعین ذراعا) بھی ترجمہ نہو سکا اتنی
ہی قابلیت پر دعوی عربی دانی کا کرتے تھے اور ہمکو کچھہ اوسکے معنی لکھنے کی ضرورت نہین اسقدر کافی ہے کہ
یذہب کے معنی اوتر جانا نہین اب لالہ صاحب فرماوین کہ یہہ کس نقل اور کس عقل کے خلاف ہے کوئی دلیل
عقلی یا نقلی رکھتے ہو تو پیش کرو سہیل برہمن کے تمام سمندر کے پیجانیکا قصہ جو مہابھارت سے ہم اوپر نقل
کر چکے ہین کیا یہہ اوس سے بھی عقلا خلاف عقل کے ہے کچھہ تو کہین دلمین شرماؤ اگر وہ اسمین تو ایکبات بھی عقل
و نقل کے خلاف نہین اگر کوئی نقلی دلیل رکھتے ہو تو پیش کرو اور کچھہ حوصلہ اور استعداد ہو تو عقلی کشاکش کرو
قولہ پھر صفۃ النار مین آیا ہے کہ مابین ہر دو گوش کفار کے اتنی مسافت ہو وےگی کہ اسپ دوندہ تین دن مین
طے کر سکے اور اونکے دانت کوہ احد کی مانند اور سطبری پوست بدن تین رات کی راہ برابر ہوگی انتہی فرمایئے
اسمین کیا خلاف نقل ہے اور کیا خلاف عقل جو یہہ آپکی بادبستی ہے ایکدعوی کرکے دلیل سے عاجز ہو جاتے
ہو آپ نے مہابھارت مین قصہ ارجن اور ہنومت کا دیکھا ہے یا نہین دیکھو ہنومت نے کسقدر اپنی دم کو دراز
کر دیا کہ ارجن کو رامادرس سے بیچ جانیکا نملا بند اچل پہاڑ کا آپکے پورانون مین قصہ مذکور ہے اور زبان
زبان دہان مشہور ہے کہ اوسنے اسقدر اپنی تئین بلند کیا کہ فلک رابع تک پونہچکر راہ سیر آفتاب کو بند کر دیا
اور بیاس اول کاشی کہنڈ اسکند پوران کو دیکھیے یہان تو تین ہی منزلین اسپ سریع السیر کی تہین اونکے
زمین سے تین فلک کا بعد ہو گیا کہ ہزارہا فرسنگ زاید اوس سے ہے آپکی کتب معتبرہ مین لکھا ہے کہ آٹھہ قسم کی
سدہی ہین منجملہ اونکے ایک یہہ ہے جو کوئی اوسکو بس مین کر لیتا ہے وہ جسقدر جسم کو چاہے بڑہا سکتا ہے
دیکھو حکایات راجہ ہرچند اور بسوامتر کی جوگ بشسٹ مین جب یہہ امور ظاہر ہوتے تو دعوی اسکا عقلا اور نقلا
جنونست سے بیخبر ومی چند زخود بیخبر شخود رو گرفتند بر اہل نظر اور جب کہ امر تصریح کتب معتبرہ مین ہو کر
ممتنع نہین تو اگر بارادہ قادر مطلق ایسا ظہور مین آوے تو کیا قباحت ہے مخفی نرہے کہ ان احادیث مین تمثیلات
اور استعارات کے طور پر احوال اہل نار کی بیان کئے گئے مگر ہمنے ظاہر معانی الفاظ کو ہی تسلیم کر کے جواب دیا ہے کہ
اگر معانی ظاہری ہی مراد لئے جاوین تب بھی عقلا ممتنع نہین **قولہ** پھر عوج بن عنق کا حال تمام کتاب کا لکہو
جہوٹی باتین اور افترا پردازیون کا جواب نیاوگے **قولہ** پھر ترمذی اور بخاری مین ابوذر سے روایت ہے
کہ محمد صلعم نے فرمایا کہ سب سے پہلی مسجد حرام بنائی گئی بعد مسجد اقصی جسکو بیت المقدس کہتے ہین اور بیان

دونون کے بیچ بر سکا فاصلہ ہی انتہی لالہ بیجناتھ نے ترجمہ حدیث کا بالکل غلط کیا ہی حدیث مین لفظ بنائی جانیکا نہین ہے الفاظ حدیث یہہ ہین قال ابو ذر قلت یا رسول اللہ ای مسجد وضع فی الارض اول قال المسجد الحرام قال قلت ثم ای قال ثم المسجد الاقصی قلت کم بینہما قال اربعون عاما ثم الارض لک مسجد فحیث ما ادرکتک الصلوٰۃ فصل انتہی وضع کے معنی بنائی گئی نہین ہین بلکہ اوسکے معنی ہین رکہی گئی یعنی مقرر کی گئی خواہ اوسوقت بنای کے مقرر کی گئی ہو یا بغیر بنا کے **قولہ** جمیع کتب محمدیہ مین ترقیم ہی کہ بانی مسجد حرام ابراہیم ہے انتہی یہہ لالہ صاحب کی قوم کی دغا بازی قدیم ہی اور افترا عظیم ہے کہ کسی کتاب معتبر مین یہہ نہین لکہا کہ اول بناء کعبہ کی ابراہیمؑ سے ہی بلکہ قران مجید سے ثابت ہی کہ جب ابراہیمؑ اول ہی مرتبہ اسمعیلؑ کو بحالت شیر خوارگی وہان لیگئی تو بیت اللہ کے آثار وہان موجود تہے رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ یعنی ای رب مین نے ٹھہرایا اپنی بعض ذریۃ کو جنگل مین جہان کہیتی نہین ہوتی تیری بیت محرم کے پاس دیکہو کہ وجود بیت محرم کا اوسوقت مین اس آیت سے عیان ہی حالانکہ اوس وقت تک وہ بنا جو ابراہیم نے بنائی تہی اوسکا وجود بہی نہین تہا کیونکہ وہ تو بعد جوان ہونے اسمعیل کے دونون نے ملکر بنائی ہے وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ الایۃ محمد بن اسمعیل بخاری نے اپنے جامع مین روایت کی ہی جاء بہا (ای بام اسمعیل) ابراہیم وبابنہا اسمعیل وہی ترضعہ حتی وضعہا عند البیت ثم قفی ابراہیم منطلقا فتبعتہ فقالت این تذہب وتترکنا فی ہذا الوادی الذی لیس فیہ انیس ولا شیئ فقالت لہ ذلک مرارا وجعل لا یلتفت الیہا فقالت لہ اللہ امرک بہذا فقال نعم قالت اذا لا یضیعنا ثم رجعت فانطلق ابراہیم حتی اذا کان عند الثنیۃ حیث لا یرونہ استقبل بوجہہ البیت ثم دعا بہولاء الدعوات ورفع یدیہ رب انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم حتی بلغ یشکرون فقال لہا الملک وان ہذا بیت اللہ یبنی ہذا الغلام وابوہ وان اللہ لا یضیع اہلہ وکان البیت مرتفعا من الارض کالرابیۃ تاتیہ السیول فتاخذ عن یمینہ وشمالہ ثم جاء بعد ذلک ابراہیم فقال یا اسمعیل ان اللہ امرنی بامر قال فاصنع ما امرک ربک قال وتعیننی قال واعینک قال فان اللہ امرنی ان ابنی ہہنا بیتا واشار الی اکمۃ مرتفعۃ علی ما حولہا قال فعند ذلک رفع القواعد من البیت فجعل اسمعیل یاتی بالحجارۃ وابراہیم یبنی وہما یقولان رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ انتہی مختصرا من کتاب بدء الخلق من الجزء الثالث عشر پس ظاہر ہوا کہ مسجد کعبہ ابراہیمؑ کے عہد سے پہلی کی ہے **قولہ** اور مسجد بیت المقدس داؤدؑ انتہی یہہ بہی غلط ہی یہہ جگہہ بہی حضرت موسیٰؑ کے عہد سے پیشتر سے محترم اور معظم تہی ابن جوزی نے لکہا ہی کہ لیس ابراہیم اول من بنی الکعبۃ ولا سلیمان اول من

بنا بیت المقدس فقدروی ان اول من بنی الکعبۃ ادم ثم انتشر ولدہ فی الارض فجائز ان یکون بعضہم قد وضع بیت المقدس انتہی اور یہہ زمین بیت مقدس کی حضرت موسیٰ سے بہی پیشتر سے مقدس تہی چنانچہ قرآن مین ہی یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم پہہ داؤد یا سلیمان ؑ کے بنانے سے اُسمین تقدس نہین آیا ہی پس ظاہر ہوا کہ اعتراض لالہ صاحب مبنی بر توہم پرستی اور بناء فاسد علی الفاسد ہے **قولہ** یہہ بخاری مین روایت ہی کہ جب نمرود نے ابراہیم کو آگمین ڈالا تب سب جانور آگ بجہاتے تہی مگر گرگٹ پہونک پہونک کر بہڑکاتا تہا لہذا اس بدذات کے قتل مین ثواب ہی انتہی ترجمہ حدیث کا غلط کیا ہی الفاظ حدیث یہہ ہین ان رسول اللہ صلعم امر بقتل الوزغ وقال کان ینفخ علے ابراہیم انتہی یعنے رسول خدا ؐ نے امر فرمایا مارنے وزغ کا اور فرمایا کہ وہ پہونکتا تہا ابراہیم پر حدیث مین یہہ ہرگز نہین ہی کہ جب ابراہیم کو آگمین ڈالا تب سب جانور آگ بجہاتے تہی بلکہ یہہ ہی کہ وہ آگ کو پہونکتا تہا اور اس سے یہہ بات نہین نکلتی کہ جب آگ خوب بہڑک گئی تہی تب اوسنے پہونکین یا ریں تہین اُسوقت پہونکنے کی ضرورت کیا تہی **قولہ** تواریخ وتفاسیر مین مندرج ہی الخ نام تفسیر اور تاریخ کا لکہئے ورنہ جواب نہ دیا جاویگا اور یہہ بہی مخفی نہ رہی کہ جس تاریخ کی بحث یہان ہی اوس سے مراد مطلق قصص واخبار نہین بلکہ ہم اوپر کئی جگہہ لکہہ چکے ہین کہ مراد تاریخ سے دریافت حال رواۃ وحاملان دین کا ہی کہ کون کون شخص کس کس سے روایت کرتا ہی اور حال اُسکا کیا ہی آیا ثقات مین ہی یا غیر ثقات اور جو خبر وہ نقل کرتے ہین آیا وہ خبر صاحب جی تک بسند متصل مرفوع ہو گئی ہی یا نہین جب یہہ امر قرار پایا تو لالہ جی پر واجب ہی کہ ایسی خبر اور ایسی تاریخ کے ساتہہ مخالفت ثابت کرکے اعتراض کرین نہ یہہ کہ قصص وحکایات غیر ثابتہ کی بنا پر معترض ہووین کیونکہ ایسے قصص غیر ثابتہ اصلاً معارض روایات ثابتہ نہین ہو سکتی اب ہم بعد تسلیم آپکی سب روایات مذکورہ کے آپکے اقوال پر جرح کرتے ہین یہہ تو ظاہر ہی کہ آپ نے کوئی خبر ایسی صحیح یا غیر صحیح نقل نہین کی کہ جسمین یہہ مذکور ہو کہ گرگٹ اُس آگ کو نہین پہونک سکتا تہا پس یہہ حدیث کسی نقل کے تو مخالف نہین اور یہہ قول آپ کا کہ یہہ حدیث بہی خلاف نقل ہی غلط محض ہی اب رہی دلیل عقلی جو آپ یہان لاتے ہین سو اوسکا جواب سنئے **قولہ** ظاہر ہی کہ اِسقدر آگ کی نزدیک کوئی نہین جا سکتا مگر گرگٹ کا تو کیا ذکر ہی انتہی ممکن ہی کہ کسی ذی حیوۃ مین کسیوقت مین ایسی کوئی صفت پیدا ہو گئی ہو کہ مثل سمندر اوسکی جسم مین حرارت آگ کی تاثیر احراق کی نکرے پس اگر آپکا یہہ قضیہ کہ اسقدر آگ کے نزدیک کوئی نہین جا سکتا سالبہ ضروریہ ہی یعنی نقیض اوسکی ممکن نہین تو صاف غلط ہی کہ امکان نقیض کا تو مذکور ہی کیا فعلیت اوسکی ثابت ہی اور اگر ضروریہ نہین اور نقیض اوسکی ممکن ہی تو استدلال آپکا ناتمام ہی پھر یہہ بہی غور کیجئے کہ جسقدر حرارت آگ کی آپنے نمرود کے قصہ مین جانچی حرارت آفتاب کی اس سے

ہزاردن درجہ زیادہ ہی حالانکہ متصل موجہ دہرم سانت پرب مہابہارت مین مرقوم ہی کہ عاجل برہمن یکدفعہ در آفتاب وطن گرفتہ بود پس جب توطن آدمی کا آفتاب مین جو ہزاردن درجہ حرارت مین آتش نمرود سی زیادہ ہی ثابت ہوگیا تو پہر محال عقلی نسبت آتش نمرود کے کہان باقی رہا پہر قصہ کدرو اور بنتا دختران دچہ پرجاپت زوجگان کشب رکہیشر کا ادہیایہ پچاسوین کاشی کہنڈ اسکند پران اور آدپرب مہابہارت مین دیکہا ہوگا اوسمین لکہا ہی کہ روزی کدرو با بنتا گفت کہ چون ترا بر وار بسیارست چیزی می پرسیم کہ اسپان سواری آفتاب برنگ سیاہ یا برنگ سفید چہ قسم اند بنتا گفت کہ سفید ہستند کدرو گفت کہ من سیاہ میگویم باہم شرط گردید کہ ہرکس کہ شرط ببرد و نماید آن دیگر ہی کنیز او شود بہمین شرط ہردو جہت تنقیح این سخن پرواز نمودند کدرو کہ مادر ماران بود با فرزندان خود حقیقت حال بیان نمود فرزندان گفتند ای مادر تو غلط کردی اسپان آفتاب البتہ سفید خواہند بود زیراکہ از دریای شیر پیدا شدہ اند بشنیع ایشنی پسران خود بدبو حاکرد کہ چون شما مرا رنج دادید در نسل شما مادر بیضہ ہا یعنی فرزندان خود را خواہد خورد ماران فراج والدہ نگردیدہ باخود مشورہ کردند و پیش از رسیدن آن ہردو زن خود را قریب رسانیدہ بر ہمہ تن اسپان آفتاب چسپیدند کدرو کہ سقدر پرواز نداشت بنتا او را بجود سوار کردہ گرفت چون بسیاری از مسافت آسمان پیمودند از تموز آفتاب کدرو سوختن گرفت و بالحاح پیش آمد کہ ہمیشہ من کنیزگی تو قبول خواہم داشت الا پیش مرو زیراکہ تاب آفتاب ندارم و اگر آفتاب زیر افتد رنگ اسپان تواند دید بنتا پرہای خود چنان جنبانید کہ اورا بہ آفتاب جنبش کردہ زیر افتاد چون ماران بر جسم اسپان چسپیدہ بودند بچشم ہردو سیاہ رنگ نمودار گشتند اگرچہ آفتاب طرفۃ العین بمکان خود قائم گشت لیکن از اثر ذنب افتاد دن نام آفتاب کبکہولکا دت شد و بنابر صدق قول کنیز کدرو قبول نمود بعد چندی گرڑ پسر بنتا بہ ماران گفت کہ اگر والدہ شما مادر مارا آزاد نماید عوض آن چیزیکہ فرمایش سازند بہم رسانیدہ دہیم ماران بہ کدرو گفتند کہ اگر آبحیات باشد مایان خوردہ مدام زندہ می شویم و ہمین درخواست از بنتا نمودند الغرض گرڑ آب حیات آوردہ پیش ماران نہادہ دیوتایان آب حیات را از نظر ماران غائب نمودہ بردند ماران در کمال اندیشہ و افسوس افتادند و ہرگاہیکہ سبو چہ نہادہ بود باشتباہ اینکہ شاید یکدو قطرہ در این افتادہ باشند بزبان خود می لیسیدند از انجا کہ بر گیاہ کاہ تیز بود ند زبان ہریک تراشیدہ دو تا دو تا شد از ہمان جہت ہنوز زبان ماران دو تاست انتہی مختصراً از کاشی کہنڈ اب غور کیجئے اور آپ ہی اپنے سالبہ ضروریہ کا جواب دیجئے کہ یہہ سانپ کسطرح سورج کے گہوڑون پر چپٹ گئے اور درمیان مین طبقہ زمہریر اور کرہ سعیر کو طی کر گئے اور سورج کے گہوڑون پر جا لپٹے نہ حرارت سعیر نے نہ حرارت آفتاب نے اونپر تاثیر کی اور صحیح سالم رہے پہر اگر گرگہٹ قریب

ایسی آتش کے کہ ایک جز اوسکا جز کرہ نار سے ہو اور ایسی ہی حرارت مین آفتاب سے بھی بہت کم ہو پہنچ گیا تو کیا استحالہ لازم آیا **قولہ** بر تقدیر تصدیق وہی گہر گہٹ واجب التعذیر ہوسکتا ہی جس سے خطا صادر ہوئی ہو دوسرونکا کیا قصور ہی کہ مسلمان اونکا خون ناحق ثواب جانتے ہین شاید کہ ایک گہر گہٹ کا گناہ اوسکی کل نوع مین ابدالآباد تک منتقل ہوگیا انتہی یہہ ایراد ہماری اوپر وارد نہین ہوسکتا کیونکہ حدیث مین یہہ لفظ ہین وقال کان ینفخ علی ابراہیم علت مارنے کی نفخ علی ابراہیم نہین ہی بلکہ علت مارنے کی خبث نوعی اُس نوع کا ہی کہ یہی خبث باعث نفخ علی ابراہیم کا ہوا تہا چنانچہ اور حدیثون مین اسکی خبث نوعی پر تصریح وارد ہوئی ہی صحیح مسلم مین ہے کہ امر بقتل الوزغ وسماہ فویسقا اور ہرگاہ کہ خبث نوعی علت قتل ٹہرا تو تخصیص کسی فرد کی نہین ہر ایک فرد اُس نوع کا کشتنی ہی لیکن آپ فرمائیے کہ ہرگاہ علت اشتقاق زبان کی چاٹنا گہاس تیز کا ہی اور وہ اونہین افراد مخصوص مین منحصر ہے جنہون نے گہاس کو چاٹا تہا پہر کیا وجہ ہی کہ اور ونکی زبان بہی ابدالآباد دوتا ہوتی چلی جاتی ہی کیا ان خاص افراد کا گناہ اوسکی کل نوع مین ابدالآباد منتقل ہوگیا علی ہذا القیاس کدرو کو جو رنج حاصل ہوا تہا اُن افراد موجودہ کی گفتار سے ہوا تہا نہ انکی اولاد سے اونکی فرزندون کا کیا قصور تہا کہ اونکو اونکی ماتین ابدالآباد کہاتی رہینگی پہر راجہ پریچہت کو تو تچھک سانپ نے کاٹا تہا اور سانپونکا کیا قصور تہا کہ لاکہون سانپ راجہ جنمیجے نے بمشورہ اکابر علماء عہد کے آگ مین جلوا دیے شاید کہ بقول آپکے افراد مخصوص کا گناہ اونکی اولاد مین ابدالآباد منتقل ہوگیا پہر دیکہیے یہہ بات کہ آفتاب کا رتہہ بنانا کے پہیہ ہلانے کی جنبش سے مع گہوڑون کے نیچے گر پڑا ماشاء اللہ کسقدر مطابق علم ہیئت کے ہی کہ اتنا بڑا جرم عظیم کہ جرم زمین اوسکے ساتہ کچہہ مناسبت نہین رکہتا ہی ایک شی حقیر کی پہیہ ہلانے سے زمین پر گر پڑے اور خبر بہی کسیکو نہو اور کچہہ خلل کائنات الجو اور اہل ارض مین واقع نہووے کوہ غم بر دل نشست و آہ سہروی بر نخاست ❊ آسمانی پر زمین افتاد و گردی بر نخاست ❊ **قولہ** پہر بخاری مین روایت ہی کہ محمد صلعم نے فرمایا کہ البتہ بعضی بندے اللہ کے ایسے ہین کہ اگر خدا کے بہروسے پر قسم کہا بیٹہین تو اللہ تعالی اون کی قسم سچی کر دیتی ہی انتہی الفاظ حدیث یہہ ہین رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ ❊ بعضے بہت پراگندہ سر و ژولیدہ مو گرد آلود و بالون والے کہ دروازون سے پہیر دیے جاتے ہین یعنی نظرون مین اہل دنیا کے حقیر ہین ایسے ہین کہ اگر خدا پر قسم کہا دین تو خدا اونکی قسم پوری کر دے مطلب حدیث کا یہہ ہی کہ بہت آدمی جو اہل دنیا کی نظر مین انتہا درجہ حقیر ہین خدا کے نزدیک عزیز ہین کہ اگر کسی بات کا دعوی کرکے قسم کہا دین کہ خدا یون نہی کریگا تو خدا اونکی بات کو پورا کر دے ❊ خاکساران جہان را بحقارت منگر ❊ تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد ❊ مخفی نہ رہے کہ مسئلہ قسم کا ساتہہ آیہ کریمہ واقسموا باللہ جہد

ایمانہم اقسم باللہ ابو حفص عمر یہان اوس سی عدول کرکے علی کے ساتہہ آیا وجہہ اوسکی یہہ ہی کہ یہان
اقسم متضمن معنی قال علیہ کے ہی جو بمعنی دعوی کرنے کسی بات کے ہی دوسرے پر اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون
یعنی دعوی کرتے ہو ایسی بات کہنی کا خدا پر جو نہین جانتے ہو کیونکہ معنی حدیث کے یہہ ہین کہ خدا پر دعوی
کسی بات کا کرکے قسم کہا دی یعنی قسم کہاکر یہہ کہی کہ خدا یون ہی کریگا پس واجب ہوا کہ صلہ اوسکا ساتہہ
علی کے آدے نہ ساتہہ حرف با کے پس ظاہر ہوا کہ معنی اقسم باللہ کے اور ہین اور معنی اقسم علی اللہ کے
اور ہین اول تو عام ہی اور شامل ہی جمیع اقسام قسم کو خواہ اپنی فعل پر ہو خواہ خدا کے فعل پر خواہ اور
کسیکے فعل پر اور دوسری مختص ہے ایسی قسم کے ساتہہ کہ خدا کے فعل پر قسم کہا دی یعنی خدا یون ہی
کریگا مصداق اسکا دیکہو کہ جب فارس روم پر غالب ہوئے اور یہہ خبر مکہ مین پہونچی تو مشرکین اہل مکہ کہ اسوقت
مین اہل ایمان کو از بس حقیر اور ناچیز سمجہتے تھے اونہون نے بنظر اسکی کہ روم ایک مناسبت کتابی ہونے
کی اہل اسلام سی رکہتے تھے اہل اسلام پر اونکی مغلوبی کا طعنہ دیا اسوقت آن سی ابو بکر صدیق رض نے کہا
لا یقر اللہ اعینکم فو اللہ لیظہرن الروم علی فارس بعد بضع سنین یعنی خدا تعالی تمہاری آنکہین ٹہنڈے
نکریگا قسم ہی خدا کی کہ ہر آئینہ غالب کردیگا خدا تعالی روم کو فارس پر مابین تین اور نو برس کے چنانچہ
ویسا ہی ہوا کہ خدا نے اونکی آنکہین ٹہنڈی کین کہ روز بدر کے اونہون نے بہی شکست کہائی اور غلبہ روم
کی بہی فارس پر خبر آئی چنانچہ یہہ قصہ اوپر مفصل مذکور ہوچکا ہی اس حدیث مین لالہ یاد ہو گو یہہ عذر کرتے ہین
قولہ یہہ حدیث خلاف نقل ہی کیونکہ اللہ تعالی نے محمد صلعم اور صحابہ کے سوگندین سچی نکین بلکہ تڑوادین
محمد صاحب نے تحریم ماریہ قبطیہ کنیزک کی سوگند کہائی تہی اور عثمان و علی وغیرہ صحابہ نے دوام ریاضت کی
قسم یاد کی تہی انتہی لالہ جی آپکو علوم عربیہ مین اصلا دسترس نہین غریق گرداب جہل مرکب ہو رہے ہو بیفائدہ
بات پانون ہلاتے ہو اور عبث ہمارا سر پہراتے ہو جن قسمونکا ذکر آپ نے کیا آیا یہہ قسمین از قسم اقسم
علی اللہ ہین یا از قسم اقسم باللہ ہین یہہ تو صاف اقسم باللہ ہین نہ اقسم علی اللہ اقسم علی اللہ تو جب
ہوتین کہ مانند قسم ابو بکر صدیق رض کی یہہ کہا جاتا کہ قسم ہے خدا کی کہ خدا یون کریگا یہان تو اپنی فعل پر
قسم کہائی تہی کہ مین ایسا کرونگا پس سب تقریر آپکی مبنی اوپر جہل مرکب کے ہی گرمان اب جواب سنئے
کہ اسر یا اپنکہد یجر بید مین لکہا ہی کہ جو ستی کی حقیقت کو سمجہی اور جہوٹ نہ بولے اونکی زبان سی سہوا جہوٹ بات
بہی نکلجادی تو سچ ہوجادی انتہی اور سکیم پرب مہابہارت کا دیکہئے اوسمین لکہا ہی کہ کرشن نے عہد کیا تہا کہ
اس لڑائی مین ہتیار نپکڑونگا جب مقابلہ بہیکم پتامہ کا ہوا تو چکر سنبہالا اوسوقت بہیکم پتامہ نے طعنہ دیا کہ
تمنی تو وہ عہد کیا تہا اور مین نے یہہ ٹہانا تہا کہ کرشن سی ایسا لڑونگا کہ اوسکو اس عہد سی پہرنا پڑی تب نام میرا

بیکیم سے انتہی سیر کرن پرب مہابہارت کا دیکہیو ارجن جو بڑا عارف اور بڑا اندر عارف کا اور تہا سکا ان کی
کرشن سے سنا کہ کرشن اور وہ یکجان دو قالب تہے اوسنی عہد کیا تہا کہ جو مجہسے کہیگا کہ کمان کاندیو دوسرے
کو دیدے اجیسی کہیگا کہ تو بہت کہاتا ہی تو مین اوسکو مار ڈالونگا اور راجہ جدہشٹر اس کہ یہہ کلام مکرر کہا گرو
عہد اسکا پورا نہوا اب آپ فرمائی کہ یہہ دو نوستی تہی یا اسنی تہی یا یہہ آپکا جہوٹہا ہی علاوہ برآن یہہ دو
جہوٹہ باہم متضاد مین بید مین جو یہہ لکہا ہی کہ جہوٹہ بات سچ ہو جاوی بالبدیہہ ممتنع ہی اور عقلاً محال
بالضرورت جہوٹہ کبہی سچ نہین ہو سکتا ہی پس ظاہر ہوا کہ یہہ قول بید کا عقلاً بہی محال ہی اور نقل کے بہی
برخلاف ہی **قولہ** تفصیل اسکی رسالہ عماد ہند مین ہی انتہی اجی لالہ جی وہ عماد ہند کہان ہی گہر مین ہی کا
چہپا رکہا ہی کبہی اوسکو باہر بہی لاؤگے زبانی ہی صفت وثنا اوسکی بیان کر رہی ہو اوسکو سامنے تو لاؤ
اوسکو تو ہم بہت مشتاق ہین **قولہ** تشریح اوسکی صمصام ہند مین گندی الخ ایکروز کی حکایت مجکو یاد
آتی کہ مین مظفرنگر سے میرٹہہ کو جاتا تہا راہ مین ایک بہلی ملی اسمین ایک بنیئی سوار ہوئی جاتی تہی اور راہ کے
تہا ایک مرد تہا جس لیک مین بہلی جاتی تہی اس لیک کو کاٹ کر ایک کاشتکار نے برہا پانی کا بنایا تہا اتفاقاً
وہ بہلی جب برہ پہ پہنچی ادہر سے اترتی تو برہ کٹ گیا کاشتکار نے کچہہ بہلا برا کہا وہ مرد جو ہمراہ بہلی کے تہا
لگوا سے لڑا کاشتکار اگرچہ قوم کا ٹہاکر تہا لیکن کمزور ضعیف تہا لہذا مغلوب ہوگیا ہنوز وہ مرد
ہمراہی بہلی کا کاشتکار سے جدا ہوکر زیادہ دور تک نجانے پایا تہا کہ بنیئی نے بآواز بلند پکار اکر
نائوسکے کیون لڑتا ہی چلا آ کاشتکار نے جو یہہ دریافت کیا کہ یہہ قوم کا حجام ہی نکا یک ہمت کر کمر
لاکر حملہ آور ہوا اور گالی دیکر بولا کہ یہہ نائو کا ٹہاکروں سے لڑنے آیا ہی اور ایک لاٹہی اوسکی ماری تب تو
حجام مغلوب ہوگیا اور ٹہاکر نے اوسکو مارنا شروع کیا غرضکہ بمشکل تمام اوسکو بچاکر ہمراہ بہلی کے روانہ کیا
سو جناب لالہ اندرمن یہہ آپکی صمصام چوبین جبتک غلاف مین تہی تب ہی تک ناواقفون اور ضعیف الایمان
لوگون سے دہمکا لیتی تہی اب تو اوسکی اصلیت خوب کہل گئی چنانچہ رسالہ سیف القہار سے اسکی چیتہڑین اوڑا
دیگئین اوسکا کیا بار بار مذکور زبان پر لاتے ہو ☙ تیغ چوبین را مبر در کارزار ✥ بنگر اول تا نگردد کار زار
قولہ مشکوۃ کے ربع مین ہی کہ محمد صلعم نے فرمایا کہ آفتاب بعد غروب کے عرش کے نیچے جاتا ہی اور سجدہ
کرتا ہی انتہی اسمین کیا چیز خلاف عقل ہی اور کونسا مضمون خلاف نقل ہی اگر کوئی دلیل عقلی ہو تو پیش کرو
اور کہولی اپنیکہہ اتہربن بید کو ملاحظہ فرمائیجئی اوسمین لکہا ہی کہ آفتاب کو ہوا کے لباس مین فرشتی لیکر
ہوتی ہین پس مقام معین سے طلوع ہوتا ہی اور مقام معین مین غروب ہوتا ہی یہہ مجال نہین کہ اپنی جای معین
سے تجاوز کری جہان آگی نہین جاسکتا وہ مکان یہی آتا ہی انتہی دیکہئی یہہ مضمون کہ چند وجہ غلط ہی

ایک یہہ کہ ہوا کے لباس مین الجہ صریح غلط ہی کرہ ہوا اور کرہ شمس کو بہت بعد ہی درمیان مین ایک کرہ نار ہے دوسرے یہہ قول کہ طلوع وغروب مقام معین سے ہوتا ہی صاف غلط ہی واسطی طلوع وغروب کے جگہہ متعین نہین بلکہ باعتبار بروج ودقایق وثوانی کے ہر روز مطلع اور مغرب بدلتا رہتا ہی تیسرے یہہ کہ باعتبار اختلاف بلاد کے بھی مطالع ومغارب مختلف ہین بعض بلاد مین جسوقت کہ طلوع اور جو موقع طلوع کا ہے اُسوقت اسمقام پر رات ہوتی ہے یا دن زیادہ آیا ہوتا ہی اگر آپ یہہ کہین کہ حدیث مین بھی ایسا ہی پایا جاتا ہی سو یہہ کہنا آپ کا غلط ہی وہ کلام حکمت التیام ایسا نہین جسمین یہہ شبہہ بھی پیدا ہو وہی آپنے ترجمہ حدیث کا سراسر غلط کیا ہی

سُنئے اب کلمات طیبات حدیث کے عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلعم حین غربت الشمس اتدری این

تذہب ہذہ قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فانہا تذہب حتی تسجد تحت العرش فیستاذن فیوذن لہا و

توشک ان تسجد ولا یقبل منہا وتستاذن فلا یوذن لہا ویقال لہا ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربہا روایت ہی ابو ذر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جسوقت غروب ہوا آفتاب تو جانتا ہی کہ یہہ کہان جاتا ہی مین نے کہا کہ خدا اور رسول خدا ہی خوب جانتا ہی فرمایا حضرت نے کہ یہہ جاتا ہی تاآنکہ سجدہ کرتا ہی عرش کے نیچے پھر اذن چاہتا ہی تو اوسکو اذن دیا جاتا ہی اور قریب ہے کہ سجدہ کریگا اور قبول نہوگا اور اذن چاہیگا اور اذن نہ دیا جاویگا اور حکم ہوگا کہ لوٹ جا جہان سے آیا ہی تو وہ طلوع کریگا اپنے مغرب سے الحدیث دیکہو تو حدیث مین کسی مقام معین کا ذکر بھی نہین اور نہ یہہ ہی کہ بعد غروب عرش کے نیچے جاتا ہی آپ نے ترجمہ غلط کیا ہی مدعا حدیث کا یہہ ہی کہ بموجب حکم خداوند متعال کے جب دورہ پورا کر لیتا ہی تو پھر اذن چاہتا ہے ایک روز ایسا ہوگا کہ اوسکو اجازت نہ دیجاویگی اور حکم ہوگا کہ جیسے آیا ہی ویسے ہی لوٹ جا تو اوسوقت وہ اپنے مغرب سے طلوع کریگا حدیث مین کسی مغرب معین کا ذکر نہین لفظ (مغربہا) سے ظاہر ہی کہ جو اسوقت اوسکا مغرب ہوگا وہین سے وہ لوٹ جاویگا پس حدیث پر کسیطرح کا اعتراض وارد نہین ہوتا قولہ جواہر التفسیر مین مرقوم ہی عبد اللہ بن عباس سے مروی ہی کہ او تعالی آفتاب کو فلک ہفتم پر لیجاتا ہی الخ لالہ جی کی وہ مثل ہے کہ اوسر جو کی ڈوبتی گاوے تال کتال یہان تو بحث احادیث صحیحہ کی ہی کہ اونکو لالہ صاحب خلاف عقل ونقل قرار دیتے ہین مگر چونکہ احادیث صحیحہ مین کچھہ گنجایش نہین پاتے تو لغو اصل حکایات کیطرف رجوع کرتے ہین سو ہم ازروی ضابطہ اصول اخبار کے جو ہماری ملت مین منضبط ہین صاف صاف کہتی ہین کہ ایسی اخبار کی کچھہ اصل نہین کیونکہ یہ روایت نہ ذات معتبر مرفوع متصل نہین ہین مگر لالہ صاحب جوانہ اسکا وہین کہ اسکند پوران کا تشی کہنڈ مین ہی کہ ستارگان از ہول راجہ دیوداس ایکا ہتا ہی خود گرا شتہ بر آسمان ہفتم مانند بر ہما جی از لوک خود پا بیرون نمی نہادند آفتاب ہم بر فلک پنجم رفتہ وکہی ہیچ راز لودان از بیکہ

آورده در کاشی سکونت کنانید که بهر یک خانه دولت بیشمار گردانید و تو داس اینچنین باج بیشمار کت عیرتا
هیشا ده هزار بسال نموده انتهی حالانکه یهه سب امور خلاف عقل هین یهه ممکن نهین که یهه امور واقع هون اور نظام عالم قائم
رهی **قوله** کتاب هزار مسئله مین لکها هی الخ اگر یهی حال هی که هر ایک طب یا سب کے حواله سے حجت پکڑتے هو تو صاحب
تحفه اور صاحب اعجاز پر کیون بگڑتے هو وه بهی تو کتب هنود سے هی آپکو الزام دیتے هین عجب حال هی آپکا
که جب آپ بحواله بعض کتب هنود کے الزام لگاتے هین تو آپ ان کتابونکو معتبر ٹهراتے هین اور جب
خود بر سر الزام آتے هین تو ایسی حکومت طلب بجاتے هین که لحاظ معتبر اور غیر معتبر کا نهین فرماتے هین انچه بر خود
نه پسندی بر دیگری مپسند مگر هان آپکی سب کتب معتبر مین یهه مرقوم هین که آفتاب ایک اراده پر جسکو کچهی کهتے هین اور
کچهی گهوڑے هین سوار رهتا هی اوسکو فرمائیے که مخالف علم هیئت کے هی یا نهین **قوله** حدیث صحیح مین هی که مومن ایک
روده مین کهاتا هی اور کافر سات روده مین انتهی اصل حدیث بخاری اور مسلم کی یهه هی المؤمن یاکل فی معا
واحد والکافر فی سبعة امعاء یعنی یهه هی که یاکل نے معا واحد و یاکل نے سبعة امعاء یهه مثل عرب کی هی
که جو کوئی بهت کهاتا هی اور بلا تامل کهائی جاتا هی اوسکے حق مین یهه کهتے هین که یاکل فی سبعة امعاء اور جو کوئی زیاده
حد سے نهین کهاتا اوسکے حق مین کهتے هین یاکل نے معا واحد صحاح مین هی دیکهو مثل پس معنی حدیث کے
یهه هین که شان مومن کی یهه هی که وه حد سے زیاده نهین کهاتا هی اور شان کافر کی یهه هی که حد سے زیاده کهایا
جاتا هی لا له جاهل اگنده حسد بحکم اکثه چشم بد اندیش که برکنده باد عیب نماید هنرش در نظر ایسے کلمه متفق
علیه پر که هر ایک صاحب عقل اوسپر دل و جان سے ایمان لاتا هی با عتراض پیش آتا هی که یهه حدیث بر خلاف
مصرنے اور انگریزی اور یونانی هے لاله جی طب انگریزی اور یونانی کے تو یهه کلمه عین مطابق هی مگر وه معرانی
کونسی هی جو فرمائی کرتے هو ذری اوسکو سامنے تو لاؤ شاید کسی شهر اسکے چوٹے کی یا سنبهل کے برهمن کی پیدا
کی هوئی هوگی که هند مین عبد البطن مشهور هین **قوله** نقلیات اسلام کی بهی بر خلاف هی چنانچه احمد و بیهقی نے
روایت کی هی الخ مسند احمد بن حنبل اور کتاب بیهقی کا ابهی تک کوئی ترجمه اردو یا فارسی مین نهین هوا ایس
آپ پر لازم تها که اصل حدیث نقل کرتے یهه جو آپنے عبارت اردو بنام نهاد حدیث کے لکهدی هی ایسی
حالت مین آپکی تحریر کا کچهه اعتبار نهین علاوه بران جو مومنین اولاد عبد المطلب تهے اونهین کوئی آدمی ایسی صفت
کا نتها که ایک بکرا کها جاوے اور آتهه سیر دوده پیجاوے آپ پر لازم هی که اس روایت کو مع اسناد مسند امام احمد
اور کتاب بیهقی سے نقل کیجیئے تاکه بلحاظ اوسی علم تاریخ کے جو هماری ملت مین اخبار کی جانچنے کیواسطے مقرر هے
دیکها جاوے که صحیح هی یا نهین مین بالیقین کهتا هون که آپنے نه مسند امام احمد دیکهی نه کتاب بیهقی نه آپ مین اوسکی
فهم کا ماده محض افتراء و خیانت پر داز آماده اعتراض هوئے هو **قوله** بر تقدیر که مسلمان نهین کوئی گنوار بهی هووے

تو بقول شخصی مطلب سعدی دیگر ست انتہی ہم آپکی اسبات کا کچہہ گلہ نہین کرتے کیونکہ جب آپکے اکابر نے ذات پاک پروردگار مین بہی علت جوع الکلب کا الزام لگایا ہی چنانچہ چہانڈوک اپنکہد شام بید مین آیا ہی کہ دیگران از خوردن ماندہ می شوند وا ہمیشہ میخورد و ماندہ نمی شود انتہی اور آپنے ترجمہ مذکور کو انہین الفاظ سی تحفۃ الاسلام مین تسلیم فرمایا ہی پس اگر آپ اہل اسلام پر یہہ گمان کرین تو مقام شکایت کیا ہی ــ چونکہ برگردی بر گردد دست زیر بالہی گرفتہ آید بر درت ✣ الی ربقیس علی نفسہ قولہ کتاب ہزار مسئلہ مین ہی کہ عبداللہ بن سلام نے محمد صلعم سے دریافت کیا کہ خدانے آسمان کس چیز سی بنایا ہی حضرت نے جواب دیا کہ دہوئین سی اور دہوئین کو موتی سی اسطرح کہ موتی خوف الہی سی گہلکر پانی ہوگیا اُس پانی سے دہوان اوٹہا وہ دہوان سات طبق ہوکر ہوا پر کہڑا ہی فقط یہہ روایتین علم ہیئت و ریاضی سی سراسر مخالفت رکہتی ہین انتہی یہہ کتاب ہزار مسئلہ غیر معروف کتاب ہی اور اصلاً معتبر نہین پس اوسکی روایتون سی ہمپر حجت لانا حماقت لالہ صاحب کی ہی مگر بیچارے لالہ صاحب کی آنکی تقریر سی خوب واضح ہوتی ہی ہنوز وہ یہہ بہی نہین سمجہی کہ علم ہیئت اور ریاضی کیا چیز ہی اور علم طبعی کیا ہی اس روایت مین تو بیان ہے ماہیت فلک کا اور جس علم مین ماہیت اشیا سی بحث ہی وہ فن ریاضی نہین ہی آپ عبث جہل مرکب مین پڑے ہین اہل ہند فلسفیہ کو کیا جانین نون تیل بیچ کہاؤ پہر اگر آپکے بقول وہ روایت خلاف علم ہیئت اور ریاضی ہی تو یہہ فرمائیی کہ چہانڈوک اپنکہد سام بید مین جو یہہ لکہا ہی کہ پہلی کچہہ نہ تہا فقط است مطلق تہا جب وسنی چاہا کہ حجاب سی برآمد ہوکے عیان ہو ایک بیضہ زرین پیدا ہوا پہر وہ انڈا شق ہوا نصف اُسکا سونا اور نصف چاندی ہوگیا سونا مراد آسمان سی اور نقرہ اشارہ زمین سی گویا زمین اور آسمان پیدا ہوا انڈے کے اندر زردی اور سفیدی ہوتی ہی اور بچہ دان سی پہاڑ وغیرہ بنی اور وہ پوست جو بچہ دان مین نہایت باریک ہی جسمین بچہ لپٹا ہے اور وہ تر ہے اس سی ابر اور برف پیدا ہوئی اور وہ پانی جو بچہ دان مین ہوتا ہی اوس سی دریا پیدا ہوئی اور وہ بچہ جو اُس بیضہ سی پیدا ہوا وہ آفتاب ہی انتہی فرمائیی کہ یہہ مضامین مطابق علم طبعی اور ریاضی کے ہین دیکہو تو کتنا غلط مضمون ہے نصف بیضہ زمین کو ٹہرایا ہی اور نصف بیضہ آسمان کو پس دو باتین خوب غلط ہین لازم آئین ایک یہہ کہ زمین و آسمان دونو برابر ہو جاوین حالانکہ زمین و آسمان کی مقدار مین بہت فرق ہی دوسری یہہ کہ جب بیضہ شق ہوا اور دو ٹکڑی اوسکی ہوگئی تو دو قوسین ایک کرہ کی ہوگئین اور کروی صورت دونو کی باقی نرہی حالانکہ باتفاق حکما دونو کروی شکل مین ظاہرا جو کچہہ جانب علو مین بصورت نصف دائرہ کے نظر آتا ہی اوسکو ہی آسمان سمجہکر یہہ خیال خام پکایا ہی یا انہہ جہل اپکو کلام الہی سمجہنا کمال جہالت ہنود کی ہی علی ہذا القیاس اور سب مضامین غلط محض ہین علاوہ بران تناقض ان مضامین کا اور مضامین سی اوسی اپنکہد کے سُنئی کہ چند ورق کے بعد لکہتا ہی کہ جب اوسنی چاہا کہ حدت سی کثرت ہو پس اشکال مختلف کو

قبول کیا اپنی نور سے آگ کو روشن کیا جب آگ نے وحدت سے کثرت کا ارادہ کیا پانی پیدا ہوا اور اس دلیل
سے جلد سمجھہ مین آویگا کہ آدمی کو جب گرمی لگتی ہے بدن سے پسینا نکلتا ہے اسیطرح آگ سے پانی بنا پانی سے مٹی
اور مٹی سے سب شے بنی انھی پہر لکھتا ہے کہ آگ مین سرخی جزو آگ کی ہے اور سفیدی جزو پانی کی اور سیاہی
جزو مٹی کی پس تینون کے اجتماع سے آگ بنی اگر یہہ تینون صفات آگ سے جاتی رہین آگ معدوم ہو جاوے
اب سمجھو کہ آگ ایک اسم فرضی ہے حقیقت اسکی کچھہ بھی نہین ہے اور تین شے سے مرکب ہو کر آگ موسوم ہوئی
ہے آفتاب مین جو سرخی ہے وہ آگ کا جزو ہے اور سفیدی پانی کا اور سیاہی مٹی کا جزو ہے پس آفتاب ان
تینون کے اجتماع کا نام ہے اگر قوت آگ اور پانی اور خاک اُس سے معدوم ہو جاوے آفتاب کی ترکی تمام ہو جاوے
پس یہہ ایک اسم فرضی مرکب چیز کا ہے اسیطرح چاند مین تین رنگ ہین اور بجلی مین انھی دیکھیے تو یہہ قول آگ
سے پانی بنا کس قدر مناقض ہے اِس قول کا کہ یہہ دان کے پانی سے دریا پیدا ہوئے اور دلیل جو اوسپر قائم
کی ہے یعنی تمثیل پسینے کی کیا عمدہ دلیل ہے اب ہمکو لالہ صاحب کے استدلالات کی کچھہ شکایت نہی جب
اونکے جید استدلالات کا جسکو وہ اپنے معبود کا کلام بیان کرتے ہین یہہ حال ہے تو لالہ صاحب اکثر بدیہیات
اور لغویات کو دلایل و براہین سمجھین تو کچھہ محل استعجاب نہین پہر ترکیب آفتاب کی عناصر سے باوجود تخالف و
تناقض مضامین سابقہ کے عجیب بیہودہ قول ہے اور ایسی ہی ترکیب آگ کی پانی اور مٹی سے سراسر واہیات
اور بادہ سرائی ہے علاوہ بر آن پیشتر یہہ ٹھہرا چکی کہ پانی آگ سے بنا اور پانی سے مٹی بنی پہر دعوی ترکیب
آگ کا پانی اور مٹی سے بالبدیہتہ باطل کیونکہ اس صورت مین تقدم الشی علی نفسہ جو بالبدیہتہ محال ہے لازم آیا
کیونکہ علت معلول پر اور جزو کل پر بالطبع مقدم ہے اور جب آگ علت ہے پانی کی اور پانی جزو ہے آگ کا
تو ہر ایک کا تقدم دوسرے پر واجب ہوا اور جب آگ پانی سے متقدم ہوئی اور پانی آگ سے متقدم ہوا تو لازم آیا
تقدم آگ کا آگ پر اور یہی ہے تقدم الشی علے نفسہ کہ بالبدیہتہ محال ہے پہر جب آگ اور پانی اور مٹی سے
آفتاب بنا تو ان عناصر کا تقدم ذاتی آفتاب پر لازم آیا اور یہہ بات محض غلط ہے اور بطلان اسکا خود وید
ہی کے چند مقام سے ظاہر ہے پہر بہارن اپنکہہ ججر وید مین لکھا ہے کہ پانی ہوا سے بنا اور ہوا آکاس سے
انھی دیکھو صاف مناقض ہے اس قول کا کہ پانی آگ سے بنا پہر برہدارن اپنکہہ ججر وید مین لکھا ہے سب سے
پہلے پانی پہر جملہ عناصر لطیف موجود ہوئے دیکھیے یہہ سب کے خلاف ہے از راہ مہربانی ان تناقضون کا جواب
دیجیے ورنہ ان ویدون کی تطبیق نظر کیجیے **قولہ** سبب چہارم آنکہ حدیث مین اکثر روایات واہیات ہین اسے
ہم نہین سمجھتے کہ مراد لالہ جی کی واہیات سے کیا ہے آیا مراد یہہ ہے کہ ممتنع بالذات یا بالغیر ہین یا ویدوں کی
بیدون اور پورانون کے خلاف ہین یا لالہ جی کی عقل مین نہین آتین جبتک تصریح اونکی نفرماوین تب

جواب تفصیلی نہین دیکتی صرف اسقدر ہم بھی کہہ سکتی ہین کہ قول لالہ جی کا واہی ہی اور حدیث بند کرنی دامان شکنیرہ
پر جو اعتراض اونہون نے پہلے رسائل مین کیا تہا اوسکا جواب مفصل پا چکی ہین اور احادیث مکالمہ زمین اور دعامی
ظروف اور محبت کوہ احد کو جو بیان لائی ہین ہم نہین سمجہتی کہ انمین کیا قباحت تصور کرتی ہین جب دین ہنود مین
یہہ بات ثابت ہی کہ کوئی چیز جیو آتما سی خالی نہین اور وہ سب مین بیاپک ہو رہی ہی اور بہت اس قسم کے
حکایات اونکی ہان مرقوم ہین پس وہ کیا منہہ لیکر ہمپر اس قسم کے اعتراضات کرتی ہین مگر ہم چند حکایات آنکی کتب
معتبرہ سی ایسی لکھتی ہین کہ جو قطع نظر امور مذکورہ کے فی نفسہ بحکم بدیہہ غلط ہین پہلا اوہیای اسکند دھم
بہاگوت مین لکھا ہی کہ جب زمین پر کنس کے عہد مین بہت گناہ ہونے لگی تو زمین دردناک ہوکر گہبرائی ہوئی گای
کا روپ بنا کر ہون ہون کرتی دیولوک کو گئی اور اندر کی سبہا مین جاکر سر جہکا کر اپنا سب درد کہا انتہی دیکھیے
اوٹھہ جانا زمین کا اپنی مقر سی کہ جسکے سبب ہزارون مسائل علم نجوم اور ہیئت کائنات الجو اور فلکیات کی غلط
ہوئی جاتی ہین کسقدر غلط ہے اوہیای پہلے اور دوسرے کاشی کہنڈ اسکند پوران کو دیکھیو لکھا ہی کہ نارد جی
سے کوہ بندہیاچل نے کہا کہ سب پہاڑ دہمین کوئی میری برابری نہین کرسکتا صرف ایک ہماچل کو بسبب اسکے
کہ وہ باپ پاربتی کا اور خسر مہادیو کا ہی بڑا سمجہتا ہون نارد جی نے فرمایا کہ یہہ تکبر کی باتین تو کرتا ہی سب
پہاڑ دہمین سمیر بڑا ہی کہ سورج اسکی گرد پہرتا ہی بندہیاچل نے یہہ تصور کرکے کہ بزرگی سمیر کی بسبب طواف
آفتاب کے ہی یہہ تدبیر کی کہ راہ سیر آفتاب کا بند کردیا انتہی مختصراً قطع نظر تکلم جمادات کے جسکو آپ مستحیل سمجہتے ہین دیکہو تو
کسقدر یہہ امر مستحیل ہی کہ پہاڑ کے بیٹی پیدا ہوئی اور نکاح مین مہادیوجی کے آئی پہر بلند کرنا ایک پہاڑ کا اپنے
تئین اسقدر کہ راہ سیر آفتاب کا بند کردیا کسقدر مستحیل ہی اور ہر گاہ کہ اوسی اوہیای سی واضح ہی کہ آفتاب اسقدر
سریع السیر ہی کہ نصف پل مین ۲۲۰۲ جوجن کہ ایک جوجن ۴ کوس کا ہی طی کرجاتا ہی اور یہہ بہی ظاہر ہی کہ کوہ
سمیر پربت سی ہزارون درجہ بڑا ہی پس ایسے جرم عظیم اور ایسی سریع السیر کے سامنی اگر ایسا جرم صغیر واقع ہو جاتا
تو بالبدیہہ پاش پاش ہوکر ٹکڑی ہو اوڑ جاتا نہ یہہ کہ اوسکی سیر کا مانع ہوتا پہر طواف کرنا سورج کا گرد سمیر
پربت کے ایک حماقت کی بات ہی کیا سمیر پربت مرکز محیط مدار شمس ہے اگر ملت ہنود مین ایسا قرار پایا ہو
تو لالہ صاحب اسکو بتصریح رقم فرمادین تاکہ علم ہیئت سی اوسکا بطلان ظاہر کرین پہر ایک امر اور بہی قابل غور ہی
کہ اس سی بطلان ملت ہنود کا واضح ہی یعنی اوہیای ۲۲ کاشی کہنڈ اسکند پوران مین ہی کہ آفتاب یک لک
جوجن از زمین بالا تر ہست و از آفتاب یک لک جوجن ماہ بالا ست انتہی پس اگر بالفرض والتقدیر ہم قطر زمین
کو بہی اسقدر یعنی ایک لاکہہ جوجن فرض کرین تو قطر مدار شمس کا تین لاکہہ جوجن ہوا اور اگر قطر زمین کو کچہہ بہی نہین
تو دو لاکہہ جوجن قطر ہوتا ہی اور چونکہ از روی برہان ہندسہ کی ثابت ہی کہ نسبت محیط کے ۳۱ قطر کے سات

اور بائیس کے تقریباً ہی یعنی اگر قطر مثلاً سات گز کا ہو تو محیط ۲۲ گز کا تقریباً ہی پس نہایت الامر محیط مدار شمس
درصورت محسوب کرنے قطر زمین کے ۲۰ لاکھ جوجن سے زیادہ نہین ہوسکتا اور درصورت عدم اعتبار قطر زمین
کے ۶ لاکھ اور دو سبع لاکھ جوجن سے کم نہین ہوتا کہ درصورت اول ۸۰ لاکھ کوس ہوا اور درصورت دوم
۲۵ لاکھ اور ایک سبع لاکھ کوس ہوا اب دیکھیے کہ اوسی پوران کے ادہیائے نہم مین لکھا ہی کہ ارابہ آفتاب
یک پایہ و ہفت اسپ وارن نام رتھبان دارد و بیکساعت چار ہزار کروہ میرود لیس وہ حال سے خالی
نہین یا ساعت سے مراد چوبیسوان حصہ رات دن کا ہے یا مطابق محاورہ اہل ہند کے ساٹھوان حصہ رات
دن کا مقصود ہی اگر شق اول ہی تو رات دنمین سیر آفتاب کی ۹۶ ہزار کوس ہوئی اور اسیقدر مدار شمس کا
ٹھہرا اور اگر شق ثانی ہے تو دو لاکھ ۴۰ ہزار ہوئی اور اسیقدر محیط قرار پایا حالانکہ موافق تشریح مرقومہ بالا کے
۲۵ لاکھ کوس سے مطابق اسی پوران کے کم نہین ہوسکتا پھر ادہیائے دوم کاشی کہند اسکند پوران مین لکھا ہی
کہ آفتاب نصف پل مین ۲۲۰۰ جوجن طی کرتا ہی اور ایک جوجن چار کوس کا ہوتا ہی اس حساب سے ایک گہڑی
یعنے ۶۰ پلمین ۲۶۴۰۰۰ جوجن طی کریگا اور ساٹھہ گہڑی یعنی تمام رات دنمین ۱۵۸۴۰۰۰۰ جوجن طی
کریگا اور اسیقدر مدار اوسکا ہوا حالانکہ مطابق تشریح مرقومہ بالا کے مطابق اسی پوران کے کسی صورت مین
دس لاکھ جوجن سے زیادہ نہین ہوسکتا پس ظاہر ہوا کہ قطع نظر تناقض کے اور قطع نظر مخالفت مسائل قطعیہ
علم ہیئت اور ہندسہ کے مقامیں آپکے کتب معتبرہ کے جو برہماجی کے اقوال ہین کیسے غلط ہین کہ کسیطرح سے
تصحیح اونکی ممکن نہین اگر آپ تصحیح اونکی کرسکین تو توجہ فرمائیے ورنہ ایسی ملت باطلہ اور اکاذیب صریحہ سے ہاتھ
اوٹھائیے **قوله** سبب ہیجم اکثر احادیث خلاف واقع نظر آتے ہین انتہی جب آنکھہ مین آدمی کے کجی ہوتی ہے
تو اوسکا آپ ہی کا سا حال ہوتا ہی کہ خلاف واقع دیکھتا ہی چونکہ احول کی نظر مین اگر کوئی چیز جیسی ہے
ویسی ہی نظر آوے تو جاننا چاہیئے کہ خود اوس چیز مین کچھہ نقصان ہی پس ضرور ہی کہ جو چیزین راست ہین کج
ہینونکی نظر مین کج نظر آوین پس اگر راست بوجھیئے تو یہہ بھی ایک کمال استقامت اور صحت احادیث نبویہ کا ہی
کہ کج بینون کو خلاف واقع نظر آتی ہین **بیت** یک نشان آدم آن بود از ازل + کہ ملائک سر نہندش از اہل +
یک نشان دیگر انکہ آن بلیس + ننہدش سر کہ منم شاہ و رئیس + پس اگر ابلیس ہم ساجد شدی + او نبودی
آدم او غیر بدی + ہم سجود ہر ملک میزان اوست + ہم جحود آن عدو برہان اوست + ہم گواہ اوست اقرار
ملک + ہم گواہ اوست کفران سگک + **قوله** چنانچہ تمام محدثین مورخین نے لکھا ہی کہ ہرقل محمد صلعم کا مکتوب
دیکھتے ہی ایمان لایا الخ ہم قصہ ہرقل بشتر بیان کرچکے ہین لالہ صاحب نے عبارات محدثین اور مورخین کی اندا
خیانت پردازی اور دہوکہ بازی کے بالفاظہا نقل نہین کین اگر وہ بالفاظہا عبارت محدثین کی نقل کرتے تو

اونکا منعالطہ صاف کہلجاتا کسی محدث نے یہہ نہیں لکہا کہ جس طرح اصحمہ بادشاہ حبشہ نے اسلام قبول کیا
ہرقل نے بھی ایسے ہی قبول کیا بلکہ جملہ محدثین متفق ہین اسپر کہ بعد پڑہنے نامہ شریفہ اور تحقیق حال باکمال جناب
رسالت مآب صلعم کے اُسکو اوپر صحت نبوت نبی آخر الزمان صلعم کے یقین تو ہوگیا مگر حب جاہ اور مملکت
قبول کرنے اسلام سے مانع ہوا خاتمۃ الباب مخفی نرہی کہ اسباب مین بحث اسکی تہی کہ ہنود و تاریخ کے بہت کچہ
ہین کوئی کتاب اونکی بسند مرفوع متصل برہما تک نہین پونہچتی اور یہہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ بید کسکو لکھی ہوئے
ہین اور ہنود تک کسکی وساطت سے پہونچے اور اوسکے راوی کون کون ہین اور حال رواۃ کا کیا تہا فاسق تہی یا عدول
صادق تہی یا کاذب کب پیدا ہوئی تہے کب مری الی غیر ذلک لالہ صاحب نے صفحہ ۲۴۳ سے تا صفحہ ۲۴۴ اس باب
مین کاغذ سیاہ کیا ہے ع منفعل نا خورد دو حلق خود بدرید ٭ مگر ناظرین ایک ایک حرف اُسکا دیکہہ لین کہ ایکبات کا
بھی جواب نہین دیا ہی صاحب تحفۃ الہند کا قرض اپنی گردن پر لیچلے ہین اسباب مین گفتگو خارج از بحث حسب عادت
بہت کی مگر اصل مدعا سے ایسی گریز کی ہی کہ پیچہا پہر کر بہی اوسکی طرف نہین دیکہا ہی اور بقول شخصے کہ مرتا کیا
نہین کرتا الغریق یتشبث بکل حشیش اپنی غلط فہمی اور حکایات غیر ثابتہ کی بنا پر قصد الزام کا مسلمانون پر کیا
اور گیدڑ بہبکیان بہت بتائین مگر ہنود اوسی علم تاریخ سے جو ہماری ملت مین بہت منضبط اور مستحکم ہے انکا منہہ
پہیر دیا منہہ ہی نہین پہیرا بلکہ جس چیز کا الزام ہمپر عائد کرنا چاہتے تھے اوسیکا الزام اونہین کی کتب معتبرہ سے
اونپر ایسا عاید کر دیا کہ اب اونکو منہہ دکہانیکی بہی جگہہ باقی نہین اب اونپر دو صدمہ پڑے ہین ایک صاحب
تحفۃ الہند کے قرض کا ادا کرنا دوسرے ہمارے الزامات سے ذمہ کو فارغ کرنا مگر واہ رے حیادار قوم کا فرد کامل
ہو تو ایسا ہو کہ باینہمہ تفضیح و رسوائی کے پہر از راہ وقاحت کہ قول مشہور (شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان
بیا ید) کو وسیلہ اپنی بچاؤ کا بنا کر اور دلیل سفاہت کو ذریعہ اپنی حفظ کا ٹھہرا کر کہتا ہی کہ اب ہم از روی دلایل
مذکورہ و مسائل مذبور کہہ سکتی ہین کہ اہل اسلام تاریخ کے بہت کچے ہین اسواسطے یہہ بھی شک ہوتا ہی کہ
محمد دراصل کچہہ وجود بہی رکہتا ہی یا نہین انہی یہہ کہتی ہوئی شرم نہ آئی وجود باجود محمد صلعم تو شرق سے
غرب تک ایسا متواتر اور مشہور ہی کہ کسی ملت والا اسکا انکار نہین کر سکتا یہود و نصارے کی کتابون مین
برابر منقول ہی زردشت کی دساتیر کے نامہ مین اُنکی خبر صاف صاف موجود ہی بابا نانک کہ ہندو ہی صفت و
ثنا اونکی کرتا ہے کہ باجہہ محمد بہشت اجائین یعنی بدون متابعت محمد صلعم کے عبادت ضائع ہی پہر کہتا ہے
پہلا نام خدا اور دوجا نام رسول تیجہ کلمہ پڑہ دے تا نکا جو درگہہ لوین قبول سوا ہی اوسکی مسند ہا کتابین
مولفات ہنود اب موجود ہین بعد حمد خدا کے نعت محمد صلعم کی خود اونہون ہی نے لکہی ہی دیوان شعرا
ہند کے بہت موجود ہین اونمین قصاید نعت محمد صلعم اور اُنکی آل و اصحاب رضی اللہ عنہم کی مرقوم ہین لالہ صاحب

تو زمانہ وہ ہیں کہ بجز خطہ جہالت آباد ہند اور دین جبل اگین ہند کے کسی اور اقلیم یا کسی اور مذہب میں نام
بھی برہما کا زبان و قلم پر آتا ہو بایہہ سخت بیحیائی لالہ جی کی ہے کہ آفتاب کے چھپانے کو خاک اڑاتے ہیں
دیکھو صاحب تحفۃ الہند نے جو وجود برہما میں شک کیا تھا جسنے بطلان وجود شخص برہما کا خود
بید دن سے ثابت کر دیا اور درجہ شک سے مرتبہ یقین کو پونہچا دیا پھر تم کس منہ سے صاحب تحفۃ الہند
کے سامنے آسکتے ہو الا بوجہ لیس فیہ حیاء ذری گریبان میں تو منہ ڈالکر دیکھو کونسا عیب اور قبیح عقلی و
نقلی ہے کہ تمہاری ملت میں نہیں مگر ابتک کسی نے کچھہ تعرض اور تفحص نہیں کیا تھا اب اکثر اہل اسلام
بسبب مجادلہ لالہ اندرمن کے اُن عیوب پر اطلاع پاتے جاتے ہیں اگر یہی مباحثہ رہا تو چند روز میں
ایسی قلعی کہلیگی کہ ہر ایک خاص و عام کو اُن عیوب و قبائح پر خوب طرح پر علم آجاویگا اور گل بلے
سے ہنود کے کوئی بات چھپی نہیں رہیگی کیا کیا چیز چھپاوینگے ایکبات ہو تو چھپ جاوے جہان ہزار
سقم اور لاکھوں زخم کہاں تک اونپر مرہم رکہیں گے ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہی + بیت
تا صبح رسید آہ بیہوشی کدام را + دامانت اینچنین دگر بیانت اینچنین + آگے اس سے اس قول صاحب
تحفۃ الہند میں بحث ہے کہ اونہوں نے فرمایا ہے کہ ایک خوبی قرآن کی یہہ ہے کہ باوجود رنگینی عبارت اور
اسلوبی قوانین علم صرف اور نحو اور بیان کے جھوٹ سے خالی ہے اور طرح طرح کے مضمون اوسمیں ہیں
چنانچہ جتنے علوم دین کے ہیں فقہ اور اصول اور تصوف اور اخلاق اور علم کلام وغیرہم سب قرآن سے
نکلے ہیں بلکہ سوای انکے جتنے علم دنیا میں ہیں سبکی اصل قرآن میں پائی جاتی ہے لیکن سمجھنے کو عقل سلیم اور
فہم مستقیم چاہیئے انتہی اسپر لالہ اندرمن بوساوس اہرمنی حسب جبلی کے پیش آئے ہیں اور مانند اور فصول
اور ابواب کے یہاں بھی خلط مبحث کیا ہے یہاں اصل مباحثہ یہہ ہے کہ قران باوجود حسن نظم اور مطابقت
قواعد صرف و نحو بیان کے جھوٹ سے خالی ہے پس جو اس قول پر معترض ہوا اوسپر واجب ہے کہ یا یہہ امر
ثابت کرے کہ قران مطابق قواعد علم صرف و نحو و بیان کے نہیں ہے یا اس امر کو ثابت کرے کہ قرآن میں فلانے
بات جھوٹی ہے یا دونوں امروں کو ثابت کرے لالہ اندرمن از راہ بوالہوسی درپے وساوس تو ہوے مگر دو
باتوں میں سے ایکبات بھی ثابت نکر سکے اور اسباب کو بھی مانند ابواب گذشتہ کے پریشان گوئیوں سے طویل
کر دیا اگرچہ اُن پریشان گوئیوں کا جواب ہمپر واجب تہا مگر بخیال اسکے کہ کوئی بات بلا جواب نرہے ہم بھی
اُنکی پریشان گوئیوں کیطرف توجہ کرتے ہیں اور اونکے سب وساوس کا رد کرتے ہیں **قولہ** باوصف
قوانین صرف و نحو کے کذب سے بریت دلیل بنا دسہ ہرگز نہیں ہو سکتی انتہی ابجدانی لالہ صاحب کی دیکھیے لفظ
بریت جو رقم فرمایا ہے صریح غلط ہے براءۃ مہموز ہے ناقص نہیں صحاح جوہری برئت من الدیون والعیوب

برارۃ وبرئت من المرض برآ بالضم واہل الحجاز یقولون برأت من المرض برار بالفتح انتہی صراح منتخب
نے منجملہ وجوہ خوبیون کے ایک یہہ بھی وجہ بیان کی ہے اسوجہ کو وجوہ مساویت مین انہون نے
داخل نہین کیا پس لالہ جی نے عبث یہان خامہ فرسائی کی ہے **قولہ** قطع نظر ازین عبارات قران کے
چندان خوشنما نہین کہ طاقت بشر سے باہر ہووے تفصیل اس بحث کی اوپر گذری ہی انتہی مسیلمہ وغیرہ کی
عبارات لالہ جی نے بمعارضہ قران کے نقل کی ہین سو اوپر اونکا حال مشاہدہ کر چکے ہم بھی اس بحث
کو مفصل اوپر بیان کر چکے ہین یہان صرف اسقدر پر اکتفا کرتے ہین کہ **ع** با چنین بیہودہ گوئے
نتوان گفتن اگر ✤ توتے داری بگو ور قدرتے داری بیار ✤ **قولہ** فقرہ ہذا سے معلوم ہوتا ہی کہ قران
صرف ونحو کا محتاج ہی انتہی **ع** پڑین پتہر سمجھہ پر آپکی سمجھے تو کیا سمجھے ✤ لالہ جی ہوش مین ہو یا بہنگ کی
ترنگ مین اسلوبی کے معنی احتیاج کے نہین ہم آپ سے استفسار کرتے ہین کہ اتہربن بید ساتہہ اسلوب
قواعد بیاکرن کے مرتب ہی یا نہین اگر ہے تو محتاج قواعد بیاکرن ہے اور اگر نہین تو چشم ما روشن
فرمائیے کیا جواب دیجئیگا **قولہ** الغرض بقول معترض قران محتاج صرف ونحو ہی اور صرف ونحو محتاج قران
پس دور لازم آیا انتہی اس بنا پر تو ہر کوئی یہہ کہہ سکتا ہی کہ بید اگر مطابق قواعد بیاکرن کے نہین ہین
تو سراسر خلاف قاعدہ مانند اصوات حیوانات کے ہی اور اگر مطابق قواعد بیاکرن کے ہی تو بقول لالہ
اندرمن محتاج بیاکرن کا ہی اور چونکہ لالہ اندرمن ماخذ جمیع علوم کا بیدونکو تحفۃ الاسلام مین بیان
کر چکے ہین پس علم بیاکرن محتاج بیدون کا ہوا اور بموجب مقدمات مسلمہ لالہ اندرمن دور لازم آیا
لالہ جی آپ دور کو کیا سمجھتے ہین کہ وہ کیا چیز ہے آپ نے ناحق اوقات اپنی رائیگان کی ہی قطع نظر
آپکے اس وسوسہ کے کہ قران محتاج صرف ونحو ہی ہم یہہ کہتے ہین کہ اگر دور کے یہی معنی ہین جو آپ نے
سمجھے ہین تو بڑی قباحت آپکے نسب مین آئی کہ ممتنع اور مستحیل ہوگئی کیونکہ ابوت اور بنوت امور اضافیہ
سے ہی کہ ایکدوسرے کی محتاج ہی ابوت آپکے والد کی آپکی بنوت کی محتاج ہی اور بنوت آپکی اونکی ابوت کی
محتاج ہی پس دور لازم آیا اور چونکہ دور محال ہی تو آپکی بنوت اور اونکی ابوت دونو ممتنع ہوگئین
اب فرمائیے کہ اونکی ابوت سے ہاتہہ دہووگے یا اپنی بنوت کو سر پکڑکر رووگے اگر یہی دور ہی تو دونو
کو کہووگے ہمنے بارہا آپکو سمجہایا کہ سری کرشن جی کی نصیحت پر عمل فرماکر نون تیل بیچ کہاؤ علوم حکمت مین
دخل نفرماؤ مگر آپکی سمجہہ مین نہ آیا آخر دیکہئے کہ بدولت اوسکی کیسا الزام اوٹہایا کہ نسب ہی کو گنوایا
ع کار خود کن کار بیگانہ مکن ✤ **قولہ** قران جہوٹ سے خالی بھی نہین کہ وہان شان خدا مین ایسی
ایسی ترلیات وترہات مذکور ہین کہ محض پادر ہوا اونمین سے ایک یہہ ہی سورہ بقر مین ہی مَن ذَا الَّذِی

یقرض اللہ قرضاً حسناً مسلم کی روایت مین ہی کہ جب کچھ رات باقی رہتی ہی او تعالی آسمان دنیا پر آتا ہی
اور دونون ہاتھ کھولکر فرماتا ہی کہ کون ہی قرض دے ایسی کو کہ نہ فقیر ہے نہ ظالم صبح تک یہہ کہتا رہتا ہے
ان آیات اور روایات سی معلوم ہوتا ہی کہ خدای محمد یہ ایک امیر ہی شکستہ حال و بیحال لہذا اہل اسلام سی قرض
لیتا ہی اور بروقت ارتفاع مع سود دیتا ہی انتہی لالہ جی نے جو قرآن و حدیث مین لفظ قرض دیکھہ پایا تو
موجب مثل مشہور کے کہ قصائی کے بچے کو خواب مین بھی چیچڑے ہی نظر آتے ہین ان الفاظ کو بھی اپنی قوم کے کاروبار
لینے روپیہ پیسے کے ادہار اور بیاج بٹہ کے بیوپار پر محمول فرمایا کیون نہو آخر تو بنئے کے بیٹے تھے سعدی
سگے را اگر کلوخے بر سر آید * ز شادی بر جہد کاین استخوانیست * اگر نعشے دو کس بر دوش گیرند * لئیم الطبع
پندارد کہ خوانیست * لالہ جی یہہ آپکی طبع خام نے سودا ہی زبان عرب مین استعمال لفظ قرض کا صرف دام ادہار
مین ہی نہین ہی بلکہ جو کچھہ بھلائی یا برائی سی پیش کیا جاوے اوسکو بھی قرض بولتی ہین آپ ازراہ جہل مرکب
باوجود ناواقفی کلی کے لغت عرب سی جو اس قسم کے آمادہ وساوس ہوتے ہین آپکی کمال حماقت ہی دیکھیے
قاموس کو اوسمین لکھا ہی القرض ویکسر ما اسلفت من اساءۃ او احسان انتہی صحاح جوہری لکتا
القرض ما اسلفت من احسان و من اساءۃ قال الشاعر کل امرء سوف یجزی قرضہ حسنا * او سیّئا
او مدینا مثل ما دانا * مجمع البحار دیکھیے اوسمین بہت کلام جو اس مادہ پر مستعمل ہین اور پیش کرنے بھلائی یا
برائی مین مستعمل ہین مرقوم ہین من اقرض عرض مسلم ای نال منہ وقطعہ بالغیبۃ ان قارضت الناس
قارضوک ای ان ساببتہم ونلت منہم سبوک پس ظاہر ہوا کہ معنی اقراض اللہ کے یہہ نہین ہین جو لالہ جی
ازراہ جہل مرکب سمجھے ہین بلکہ معنی اوسکے یہہ ہین پیش کرنا کسی عمل کا جسپر ثواب مترتب ہو اور یہہ جو لکھتے ہین کہ
امیر شکستہ حال اور بیحال ہی الخ یہہ بھی ایک خیالات پردازی ہی حدیث مین صاف لفظ غیر عدوم موجود ہے
جس سی صاف ظاہر ہی کہ وہ محتاج اور فقیر نہین اگرچہ تمام اسقدر بیان سی سب وساوس اہرمنی جو اسباب مین
لالہ جی نے پیش کئے ہین مردود ہو گئے اور کچھہ ضرورت نرہی کہ اونکے وسوسونکو قولاً قولاً نقل کرون مگر چونکہ
واسطے طرد ہر وسوسہ کے اظہار ایک نئے شہاب ثاقب کا مناسب معلوم ہوتا ہی پس مین سب وساوس اہرمنی
کو جدی جدی شہب سی مطرود کرتا ہون قولہ دیکھو سود لغایت درجہ فیصدی دو روپیہ لیتی ہین تب بھی
مسلمانونکی نظر مین کھٹکتے ہین انتہی آپکے عیب چھپانے سی یہہ عیب نہین چھپ سکتا دی ملعون تو پانچ
بلکہ چھہ چھہ روپیہ فیصدی پر بھی قانع نہین فی روپیہ ایک آنہ ماہواری لیتا تو اکثر ہی کا دستور ہی اگر باور
نہو تو سیکڑا پیچھے تمسک جسپر رجسٹری شدہ جناب مین پیش کئے جا دین پہر صرف مسلمان ہی نا اس عمل پر اونکو ملعون
نہین بتاتے سرسری بید بیان حق ہی اُن ملعونونکو جیسی تعلیم مین چنانچہ بیاجہ بیاہارت کی دہرم پربند مین فرمانے

ہین کہ جماعتی کہ سود خورند وجمعی کہ ربا از کار بر قمار بازی نہادہ باشند این جماعہ بدوزخ خواہند رفت انتہی
آگے اسکے جو استقراض ایک شتر اور ادا ہو دو شتر سے استدلال کرتے ہین کہ جناب رسالت مآب صلعم بہی
سود دیتی تھی تو یہہ بھی جہل مرکب ہے لالہ صاحب کا وہ ابتک یہہ نہین جانتی کہ ربو کس کس چیز مین ہوتی ہے
اور چونکہ یہان بحث اسکی ہی کہ قران باوجود رنگینی عبارت کے جہونٹ اور لغو باتون سی خالی ہے اور
مسائل ربو کو اس بحث سی کچہہ علاقہ نہین پس باہم خلط مبحث مناسب نہین جانتی اگر لالہ صاحب کو کچہہ حوصلہ
بحث مسائل فقہیہ فرعیہ کا ہی تو جدا رسالہ لکہین تاکہ اوسمین فریقین کے مسائل فقہیہ سی بحث کیجاوے

قولہ بہرکیف مسلمانون کے یہان اور سی صحبت خطا ہی لیکن دار حرب مین روا ہے انتہی مسلمانون پر تو یہہ سراسر
افترا ہی مگر ہنود کے معبودون نے بتصریح اسکی جواز کا ہر حال مین حکم دیا ہی چنانچہ حکم کشن بہگوان کا ادہیاے
۸۵ اسکند پوران کاشی کہنڈ مین لکہا ہی کہ آنہا کہ در زوجہ وہمشیرہ ودختر تفاوت می پندارند محض بیدانش
اند ہمہ زن یکسان باید دانست زیرا کہ یکصورت وہمان اعضا وگوشت واستخوان در ہمہ است ہر مرد وزنی
باہر کدام رغبت دارد بفراغت حظ نفس بردارد انتہی اسیرت انگیہدر رکہہ بید مین بیٹی کو مان کا جسم ٹہرایا
ہی صاف لکہا ہی کہ غور کرنے سی معلوم ہوتا ہی کہ شوہر نطفہ کیصورت بنکر رحم مین جورو کے آتا ہی اور حمل کی مدت
مین جورو جسم کی محافظ رہتی ہی جب بچہ پیدا ہوتا ہی سمجہنا چاہیئے کہ شوہر خود بمرتبہ ثانی کے تولد ہوتا ہی
انتہی ماجرا کرشن جی کی رانیونکا عنقریب گذرا ہی کہ ہر ایک نے سانت پسر سری کرشن کو آغوش تصور مین
ایسا مسکا ہی کہ فوارہ منی کا فرط تلذذ وغلبہ شہوت سی ایسا چلا ہی کہ ملبوسات کو تر کرکے آب منی زمین پر بہہ
گیا ہے قصہ روحد راجہ پرورداکا جو حسن اعمال سی بہشت کی اپسرا ہوئی ہی مہابہارت مین اسطور پر مرقوم ہے
کہ بہت سی شخصون نے اولاد دیکر او نہین اپسراجی کے بہشت مین پونہچکر اونکی ساتہہ زنا کیا ہی سورج دیوتا کی
زناکاری کنتی جی کے ساتہہ جو اونکی نواسی ہین اور تولد کرن کا اوس سی مثل آفتاب نیمروز کے آشکارا ہے

قولہ پہر سورہ نسا مین ہے بشر المنافقین بان لہم عذابا الیما یعنی خوشخبری دی منافقین کو کہ اونکی لئی
ہے عذاب سخت فقط اسطرحکی آیات سراسر بے بنیاد اور محض بہتان ہین ورنہ بالیقین معبود دہمکانی مین
گاہی گاہی بر سر مزاحت وظرافت آتا ہی اور عذاب الیم کو بشارت بتاتا ہی انتہی لالہ جی آپ تو بہت شدومد
سی دعوی دبیری کا فرماتے ہین اور جہلا مین منشی اندرمن کہلاتے ہین بحمد اللہ آپکی اس تقریر جہالت آمیز
سی خوب واضح ہوا کہ بوی افشان کلام بھی آپکے مشام جان تک نہین پونہچی واقع مین یہہ ہی کہ اہل ہند
جسطرح اور فنون سی بے بہرہ محض ہین فن معانی اور بیان سی بہی بے نصیب ہین ع آنکہ چون پستہ
گفتمش ہمہ مغز پوست بر پوست بود ہمچو پیاز ع آپ تو سخت جاہل نکلے اب ہم آپکے سامنی علم معانی

کے مسائل کی کیا تشریح کرین کاش آپنے باب استعارہ عنادیہ کا کسی ملان سی پڑہا ہوتا تو اس کلام معجز نظام
کی خوبی پر مطلع ہوتے کہ اِس کلام مین کسقدر تہدید اور تخویف ہی اور کسقدر منافقین کو اُنکے اعمال بد پر ذلیل
اور خفیف کیا ہی اور مقصود تہکم اور استہزا کہ ذلیل اور خفیف کرنا مستہزء بہ کا ہی کس لطافت کے ساتھہ اس
کلام سے حاصل ہوتا ہی استعارہ و بشرہم کا واسطے آخر کے علاوہ اور امور کے سوء خاتمہ منافقین اور انکی
زشتی مآل پر مخبر ہے کہ جیسے مانند صبح صادق کی یہہ بات واضح ہی کہ ایسے بد انجام لوگون کیواسطے کوئی چیز
ایسی نہین کہ جس سے مستبشر ہون بجز عذاب الیم نے الواقع بشارت نہین پس بابلغ الوجوہ انتفاء جنس
بشارت کا اونکی نسبت ثابت ہوا اور یہہ طرز سیاق کلام کا منجملہ فنون علم بیان کے ہی ؏ لاعیب فیہم
غیر ان سیوفہم ٭ بہن فلول من قراع الکتایب ٭ اگر کوئی احمق اِس قول پر معترض ہووے اور اوسکی
صحت مین عذر کرے تو خود اعتراض ہی اوسکا اوسکی حماقت پر گواہ عدل ہی کچھہ حاجت جواب کی
نہین اب ہم لالہ جی سے استفسار کرتے ہین کہ اونہون نے جو اسی مقام مین رقم فرمایا ہی (ہر ہر مزاحمت
آتا ہی) چونکہ ظاہر ہے کہ خراج ایسی چیز نہین کہ جسکا سر یا پانو ہو پس یہہ قول اونکا جہوٹا ہی یا سچا
اگر جہوٹا ہی تو اونکو شرم نہین آتی کہ باعلان جہوٹی باتین بناتے ہین اور اپنی بہتر پشت کو بموجب حکم
بید کے جہنم مین پونہچاتے ہین اور اگر سچا ہی تو بشارت عذاب الیم مین کیون عذر فرماتے ہین جناب لالہ
اندمن آپ نے دیکہا اعجاز قرآن آپ ہی کے کلام سے آپکو کیسا ذلیل اور خفیف کیا اور آپ ہی کے
اعتراض سے آپ پر الزام دیا آپ کے اِس اعتراض سے ہمکو خوب یقین ہوگیا کہ آپ کوچہ معانی و بیان
نابلد محض ہین لہذا ہمکو موقع اِس امر کا ملا کہ بنظر امتحان آپ سے دریافت کرین کہ آپ نے جو لکہا ہی کہ ہر
مزاحمت آتا ہی چونکہ مزاحم سر یا پانو نہین رکہتا پس آپکے اِس کلام کا سیاق کس سیاق پر ہی آیا لفظ سر
حقیقت مین مستعمل ہی یا کسی قسم کا استعارہ ہی مہربانی فرماکر ذرہ سی شرح اوسکی فرمائیے مگر واضح ہو کہ یہہ عذر مقبول
نہوگا کہ فلانے کے کلام مین بہی اِسطور پر مستعمل ہی لہذا ہمنے بہی لکہا اگر آپ یہہ عذر کرینگے تو ثابت ہوگا کہ آپ
نے محض کار بوزینہ کیا ہی ؏ اچہ مردم میکند بوزینہ ہم ٭ آن کند کز مرد بیند دمبدم ٭ پس آپ پر واجب
ہی کہ مطابق علم بیان کے طریقہ استعمال لفظ سر کا اِس محل پر بیان کیجئے اب سنئے کہ آپنے معنی استہزا اور
تہکم کے بالکلیہ نہین سمجہے آپنے مطابق محاورہ اردو کے اونکو محمول او پر عبث اور لعب کے کیا ہی سو یہہ آپکا
سراسر جہل مرکب ہی معنی استہزا کے ہین خفیف اور سبک کرنا چنانچہ علامہ جار اللہ زمخشری نے اِس
لغت کو بیان مین لکہا ہی الاستہزاء الاستخفاف و اصل الباب الخفۃ من الہزء وہو القتل السریع وہزء
یہزء مات علی المکان عن بعض العرب مشیت فلغبت فظننت لاہزءن علی مکانی وناقتہ تہزء بہ ای تسرع

وتحفنا انتہی پس ہرگاہ کہ از روی سند کلام عرب کے ثابت ہوا کہ معنی استہزا کے لعب و عبث جیسا کہ لاکہ جے
جہل مرکب سی سمجہی ہین نہین تو سب تقریرین اونکی باطل ہوتین اور مینی اوپر جہل مرکب کے قرار پائین مگر آپ
اوہیا ہی او اسکند دسم بہاگوت کی دیکہنی کہ جب مہاراجہ سری کرشن نے رکمنی سی یہہ فرمایا کہ تم اور شوہر تلاش
کرو تو وہ بیہوش ہوگئین اور غش مین آگئین آگے عبارت بہاگا بلفظہ سنئے مہاراج اس کال نندلال
پریم بس ہوا انیک چیشٹا کرنے لگی پیتامبر سے پیاری کا چندر مکہہ پوچہتی تہی کہبین کومل کمل سا
اپنا ہاتہہ اوسکی ہردی پر رکہتی تہی ندان کتنی ایک بیر مین سری رکمنی جی کے جی مین جی آیا تب ہر بولے
چوپائی تو مین سندری پریم گنبہیر + تین من کچہو نراکہی دہیر + تین من جانیو سانچی جہاڑی + ہتی
ہنسی پریم کی ناری + اتبو سندر دیہہ سنبہار + پران بہوڑ کے نین اوگہار + جب لون تو بولت نہین
پیاری + تب لون ہم دکہہ پاوت بہاری + جبہی بچن سنت یہہ ناری + چہٹی بارج نین اوگہاری +
دیکہی کرشن گود مین لئی + بہئی لاج اتی سکچی ہئی + اٹہ اوٹہ ٹہاڑی بہئی + ہاتہہ جوڑ پاین پر دہرے
بولے کرشن ٹہیکر دیت + بہلی بہئی جو پریم اچیت + ہمنی ہانسی ٹہانی تمنے سچ ہی جانی ہنسی کی بات
مین کرود ہ کرنا اوچت نہین اوٹہو اب کرودہ دور کرو من کا سوچ ہرو انتہی یعنے اسوقت نند کے بیٹے
یعنے کرشن جی عشق کے قابو مین آکر طرح طرح کی خوشامد اور خدمت کرنے لگے کبہی اپنی ملبوس خاص
سے پیاری کا چاند سا منہہ پوچہتی تہی کبہی اپنا شاخ کنول کا سا ہاتہہ اوسکی چہاتی پر رکہتے تہی غرضکہ کتنی
دیر مین رکمنی جی کے جی مین جی آیا تب ہر (یعنی کرشن جی) بولے تو تو اے خوبرو بہت عقلمند ہے
تو نے کچہہ تامل نکیا تو نے سچ جان لیا ہمنی تو محبت کے سبب تجہہ سی ہنسی کی تہی اب تو تو اپنا بدن سنبہال
حواس جمع کر کے آنکہین کہول جبتک تو اے پیاری بولنی کی نہین تبتک ہمیں بڑا بہاری دکہہ ہیگا یہہ سنکر
جو اوسنے آنکہین کہولین تو دیکہتی کیا ہی کہ کرشن جی حیا لحاظ کو ترک کئے ہوئے اوسکو گود مین لئے
بیٹہے ہین تب اوسنے ہڑبڑا کر ہاتہہ جوڑ کر پانون پر دہرے تب بولے سری کرشن جی کہ ہم نے
تو ہنسی ٹہانی تہی تمنے سچ جانی ہنسی کی بات پر غصہ کرنا اچہا نہین اوٹہو غصہ دور کرو دل کا سوچ چہوڑو
او ہیا ہی ، ۵ بہاگوت اسکند دسم ایکدن سب جدبنسیون نے ہنسی کہا کہ مہاراج ستراجت سی من لیکر راجہ
اوگرسین کو دیجئی اور جگہین جس لیجئی یہہ من ایسی نہین ہہتی راجہ ہی کے جوگ ہی اسبات کی سنتی ہی سری
کرشن جی نے ہنستے ہنستے ستراجت سی کہا کہ یہہ من راجہ جی کو دو اور سنسار مین بڑائی لو دینی کا نام
سنتے ہی وہ پرنام کر وہان سی چپ چاپ اوٹہہ سوچ بچار کرتا اپنی بہائی کے پاس جا بولا الحم یعنی مہاراج
ستراجت سی یہہ من لیکر راجہ کو دیجئی اور زمانہ مین نام کیجئی یہہ سنا اوسکو نصیب نہین دیتا راجہ ہی کے

بہت ہنستا ہی سری کرشن جی نے ہنسی ہنسی مین شرارت سی کہا کہ یہہ میرا بابجہ کرو دیکہو ہرائی اوراوجہ
اب بیان بہت دیکہی اوسمین لکہا ہی کہ ہم ہیمسین باہم سری کرشن کے خوب ہنسی ہوئی اور مزاح کی نوبت پہانچ
تک پہونچی کہ وہ بہی خوب ہنسی اور سب آدمی بہت ہنسی الغرض قرآن مین جو لفظ استہزا وارد ہوا اوسکی معنی
اور بیان کیگئی مگر یہہ استہزا اور مزاح جو آپکے میسور سی ظہور مین آیا البتہ اسکا نام مقرر آپکے بلا شک
و شبہ مسخراپن ہی جو استہزا کے معنی ہین معین ہی سوا اہل علم پر ہین صاف روشن ہی خلاف اسکو جو کہا
کہتا ہی کون ہی کہ استہزا ہی ذات حق پہ احسن ہی کہ ہی ہنستا بہی تو ایک مسخراپن ہی مگر یان بہاگوت سی
یہہ روشن ہی ہنسی اکثر کیا کرتے تہی موہن ہی عیان ہین خوب اس سی انکی لچھن ہی جواب قول آمدہ
مبرہن ہی کہ ہی ہنستا ہی تو ایک مسخراپن ہی بطرز دیگر ہوا جب حال اسمین یہہ روشن ہی ہنسی اکثر کیا کرتے
تہی موہن ہی تو فرمانے لگی یہہ ہو کے بدظن ہی کب استہزا ہی ذات حق پہ احسن ٭ کہ ہی ہنستا بہی تو ایک مسخراپن ہی
اب رہی یہہ بات کہ کسیکو خفیف کرنا اور ذلیل کرنا خواہ بذریعہ کلام ہو یا بذریعہ کسی فعل کے امر محمود نہین تو
جواب اوسکا یہہ ہی کہ نفس الواقع اہل وقار اور اہل صلاح کا خفیف کرنا نامحمود ہی مگر کفار و منافقین جو عقائد
فاسدہ اور اعمال مبتذلہ مین گرفتار ہین اونکا ذلیل اور خفیف کرنا مذموم نہین بلکہ واجب ولازم ہی سو
سرجاہلان بر سردار بہ ہی کہ جاہل بخواری گرفتار بہ ہی آپ نے تو لفظ استہزا پر اعتراض فرمایا اور جواب بہی
پایا اب آپ جواب اسکا دیجیی کہ منڈوک اپنشد اتھرون بید مین لکہا ہی کہ برہم اپنی کہیل کرتا ہی آمنو لا لہجی
کہیل تو استہزا اور مزاح سی سب سی زیادہ ہی انصاف کی بات تو یہہ ہی کہ اسکی نسبت بہی آپ یہ فرمائی
ے کہان ہی کہیل ذات حق پہ احسن ہی کہ ہی بازی بہی تو ایک مسخراپن ہی قولہ سورہ دہر مین ہی
اِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا یعنی ڈرتے ہین ہم پروردگار اپنی سی اوسدن کہ منہ
بنانیوالا ہوگا انتہی ہیچمدانی لالہجی دیکہی اول تو آیہ مین جو کلمہ آتا ہی اوسکو بلفظ آن لکہا دوم پرلے
جہل مرکب کے ترجمہ عبوسا قمطریرا کا یہہ لکہا کہ منہ بنانیوالا ہوگا تیسری عبوسا قمطریرا کو صفت ربنا
کی سمجہا طرہ یہہ کہ باوجود اسقدر حماقتون کے ازراہ بیحیائی کے مستعد اعتراض ہوی اگر آیہ کے معنی
نہین سمجہی تہی تو کسی سی دریافت کرلئی ہوتے شرم نہین آتی ہر جگہہ پر الزام جہالت کا اوٹہاتے ہو اور
اپنی تئین مسخرہ خلائق بناتے ہو ے پوست دنبہ یافت مرد مستہان ہی ہر صباح اوچرب کردی سبلتان
ہی درمیان منعمان رفتی کہ من ہی لوت چربی خوردہ ام در انجمن ٭ دست بر سبلت نہادی از نویدرمز
یعنی سوی سبلت بنگرید ہی ای انکش گفتی جواب بی طنین ہی کہ ابادالله کید الکافرین ہی ای سگ گرگین
زشت از حرص و جوش ہی پوستین شیر را بر خود مپوش ہی غرہ شیرت بخواہد امتحان ہی نقش شیر آنگہ

اخلاقِ سگان ثواب ستہی کہ معنی آیت کے یہہ ہین کہ ہم ڈرتے ہین اپنے رب سے اوسدن سی جو ہوویگا وہ دن نہایت
ترش اور بہت سخت - فرمایئے کہ اِس آیت پر کیا اعتراض وارد ہوسکتا ہی آپنے ازراہ ہیچدانی کے جو کچہہ کیان
رقم فرمایا واقع مین آپنے اپنے تئین اضحوکۂ اطفالِ دبستان بنایا **قولہ** قرآن مین ہی کہ خدا تعالی فریبی اور مکار ہی
انتہی یہان سی لالہ صاحب نے بحث الفاظ مکر وکید کی شروع کی جو قرآن مین واقع ہی جاننا چاہیئے کہ معنی مکر اور
کید کے ہین تدبیر کرنا کسیکی برائی کیواسطے اس انداز سی کہ وہ اُس سی بیخبر و غافل ہووی اور ہرگاہ کہ فساق اور
کفار باوجود افہام اور تفہیم انبیا اور علماء کے خبر نہین ہوتے اور غفلت اور حیلونکو اور کیدونکو انہون نے
اپنا شعار کر رکہا ہی اور اِس سبب سی اپنے اعمال کے انجام سی محض بیخبر اور غافل ہین اور خدا تعالی کیطرف سی جو
مہلت اور تاخیر عذاب مین حسب اقتضای مصلحت ملی ہی اوسکو ازراہ غفلت اور جہل کے برعکس سمجہکر زیادہ تر
عصیان اور کبایر کے مرتکب ہوتے ہین آخر کار ایک اونپر اوسکا وبال پڑیگا اور خدا تعالی کے عذاب مین
گرفتار ہونگے اِس امہال عاجل اور تعذیب آجل کو بالفاظ کید و مکر تعبیر کیا گیا ہی پس جو امہالات اور تعذیبات
اِس قسم کے بمنزلہ حیلون اور مکاید فساق اور کفار کے خدا تعالی کیطرفسی ظاہر ہونگے اونکو باعتبار اصل معنی
لفظ کے یا باعتبار مشاکلہ کے بلفظ مکر یا کید کے اگر تعبیر کیا گیا تو اسمین کوئی قبح عقلی نہین اصل فعل خدا تعالی کو لیکے
دیکہنا چاہیئے کہ آیا اسمین کوئی امر ایسا واقع ہوا کہ عقلاً قبیح ہی یا نہین اور ہرگاہ کہ اصل فعل مین کچہہ قبح عقلی
نہین بلکہ عین عدل ہی جو عقلاً اور نقلاً ہر طرح پر محمود ہے تو سراسر جہل مرکب لالہ جی کا ہی کہ اپنی نامہ اعمال کو سیاہ
کرتے ہین ہان یہہ اعتراض اونکی معبود مفروض پر باعتبار الفاظ اور نیز باعتبار معانی ایسا وارد ہوتا ہی کہ
ٹالا نہین ٹلتا کرشن گیتا کی اشلوک ۱۰۔۳۶ مین مرقوم ہی کہ قمار بازی مین جو فریب ہی سو وہ مین ہون ست رودری
اپنکہد یجر بید دیکہو لکہتا ہی کہ جو بدیا اور اودیا یعنی علم و جہل عالم مین پہیلی ہی تمہاری قدرت ہی چور اور
رہزن کے صاحب ہو ٹہگ اور ٹہگون کے صاحب ہو نیچ قوم اور معلم تم ہو عارف اور شوخ ہوا اور تمام نکی
اور بدی تم ہوا انتہی بلی اپنکہد یجر بید مین لکہا ہی کہ است یعنی دروغ بہی وہی ہی اگرچہ نسبت الفاظ ست رودر کے
اپنکہد کے آپ کچہہ جواب دینگی کہ وہ نسبت رودر کے ہین نہ نسبت ایزد متعال کے ہم اسپر اصرار نہین کرتے بلکہ
ہم منتظر ہین کہ آپ اُن صفات کو جو اپنکہد مذکور مین مسطور ہین اوپر رودر کے محمول کرین تاکہ ہمکو اثبات شرک
جلی مین نسبت تعلیمات بید کے کچہہ تامل باقی نہ رہی پہر قصہ فریب دہی بشن بہگوان کا جسکو آپ عین خدا کہتے ہین راجہ
دیوداس کو ادہیاہ ۵۰ کاشی کہنڈ اسکند پران مین مفصلاً موجود ہی مین مختصراً لکہتا ہون سوامی کارتک جی
اگست منی سے فرماتے ہین حال اجسطور پر کہ بشن بہگوان نے دیوداس کو فریب دیا کہا جاتا ہی کہ بہگوان نے
اپنے تئین بصورت بیوڑہ کی اور لچہمی جی کو بشکل سنیاسی کی اور گڑر کو بصورت مرید کی بنایا اور اپنا نام پن کیرت

رکہکر ایک کتاب اپنے ہاتھہ مین اور دوسری مرید کے بغلین دیکر کاشی مین پہونچے اور علم سحر اور افسون وغیرہ لوگونکو
سکہانا شروع کیا اور علاوہ اوسکے الحاد اور زندقہ اور فسق و فجور کی ایسی تعلیم کی کہ اوسکے سبب سب ساکنان
کاشی گمراہ ہو گئے اور طریق نیکی سے برگشتہ ہوکر عورتون نے شوہرونکو اور مردون نے عورتونکو چہوڑ دیا اور جسکا
دل جس سے رغبت کرتا تہا اوس سے صحبت کرتا تہا غرضکہ سب کاشی گمراہ ہو گئی اور بہت سی عورتین اور بیٹیان راجہ دیوداس
کی بہی اوسی پر عمل کرنے لگین اور نام بہی دہرم اور بید کے حکم کا باقی نرہا چونکہ چہارم حصہ ثواب اور عذاب رعایا
کا راجہ پر عائد ہوتا ہی نیت اور عقل مین دیوداس کی بہی خلل پڑ گیا غرضکہ اس مکر و فریب اور حیلہ سے اور ترغیب
فسق و فجور اور تخریب دین و آئین سے راجہ دیوداس سے کاشی کو خالی کرادیا دوسرا قصہ انہین بشن بہگوان کا کار
مہاتم اور بدہ پوران مین اسطور پر مرقوم ہی کہ ایکدفعہ اندر مہادیو کے درشن کو کیلاس پربت پر گیا وہان
جاکر کیا دیکہتا ہی کہ ایک شخص بدصورت سرخ چشم بڑے بڑے دانتون والا بیٹہا ہی اندر نے اوس سے پوچہا کہ شیو
یعنے مہادیو کہان ہین اوسنے اندر کی بات کا جواب کچہہ ندیا بلکہ سخت گوئی سے پیش آیا اندر نے خفا ہوکر اوسکی
گردن پر گرز مارا وہ گرز اوسیوقت راکہہ ہو گیا اندر حیران رہگیا اور حقیقت مین وہ شخص بدصورت آپ ہی مہادیو تہا
مہادیو نے چاہا کہ اندر کو ہلاک کرے اوسوقت برہسپت کہ سارے دیوتاونکا پیر و مرشد ہی وہان حاضر ہوا اور اندر کی
سفارش کرنے لگا اور بہت عاجزی سے اندر اور برہسپت نے مہادیو کو بہت سراہا تب مہادیو نے اندر کا گناہ معاف
کیا اور کہا کہ جو تمہاری مراد ہی مجہسے مانگو ان دونون نے کہا کہ ہم یہہ چاہتے ہین کہ یہہ غصہ کی آگ کہ تمہاری
آنکہون مین بہڑک رہی ہی اوسکو دبا لیجئے مہادیو نے کہا کہ یہہ آگ دب نہین سکتی لیکن اوسکو مین کسی اور جگہہ پہینک
دیتا ہون پہر مہادیو نے اوس غصہ کی آگ کو سمندر مین جہان گنگا ندی ملتی ہی وہان پہینک دیا وہ آگ پڑتے
ہی ایک لڑکے کی صورت بنگئی اور اوس لڑکے نے رونا شروع کیا اور اوسکی آواز کی ہیبت سے زمین اور آسمان
مین بہونچال پڑ گیا برہما وہان آیا سمندر نے برہما کی تعظیم بجالا کر اوس لڑکے کو برہما کی گود مین رکہدیا اور کہا
کہ اسکا نام آپ ہی رکہدیجئے اوس سعادتمند لڑکے نے برہما کی داڑہی ایسی زور سے پکڑی کہ برہما کی آنکہون سے
جل یعنے پانی نکل پڑا چونکہ اوسوقت برہما کی آنکہون سے جل نکلا تہا اوس لڑکے کا نام جلندہر رکہا اور شکر
دیوتا کو کہ سارے دیتونکا گرو ہی بلاکر کہا کہ جلندہر کو سب دیتونکا راجہ بنادے اور برندا نام عورت سے کہ
کالنیمی دیوتون کے سردار کی بیٹی ہی اوسکا بیاہ کر دے شکر نے بموجب حکم برہما کے اسیطور کیا اور جلندہر
کو اسیوقت جوان قوی ہیکل بنگیا اندر مین کے سارے راجاؤن اور بہادرون سے زیادہ تہا کوئی دیت اور دیوتا
اوسکے مقابل نتہا تب اوسکو بہت سا تکبر اور غرور پیدا ہوا اور اندر کو سرگ سے نکالدیا اسباب سے سارے دیوتاؤن
نے غمناک ہوکر یہہ حال برہما سے عرض کیا برہما نے اونکو بشن کے پاس بہیجا بشن کو جلندہر کا ہلاک کرنا منظور ہوا

نارد دیوتا کہ لشن کا دل ہو اوسنی لشن کا یہہ ارادہ دریافت کرکے یہہ سوچا کہ جلندہر بغیر مہادیو
کے اور کسیکے ہاتہہ سی مارا نہین جاویگا پہر نارد نے حیلہ کیا کہ جلندہر سی جاکر کہا کہ سب اسباب
بادشاہت کا تیری گہر مین موجود ہی لیکن پارتبی مہادیو کی جورو نہایت خوبصورت ہی جبتک وہ تیرے
ہاتہہ مین نآوے تو کچہہ لطف نہین ہے جلندہر نے مہادیو سی پاربتی مانگی لیکن نملی تب لڑائی کا قصد
کیا چنانچہ مہادیو اور اونکے صاحبزادہ جلندہر مین سخت لڑائی ہوئی برہما اور لشن اور تمام دیوتا
مہادیو کی مدد کو پونہچے پر جلندہر کے آگے سب عاجز ہوئے پہر لشن نے اپنی دلمین سوچا کہ برندا
جلندہر کی جورو بہت نیک اور جتی ہے جبتک اوسکی عصمت مین خلل نہ آویگا جلندہر نہین مریگا پہر
لشن نے اپنے آپکو جلندہر کیصورت بناکر اوسکی جورو سی فعل بد کیا اس حیلہ سی اُسکا جت توڑ دیا تب
جلندہر مہادیو کے ہاتہہ سی مارا گیا جب برندا جلندہر کی جورو کو لشن کا یہہ فریب معلوم ہوا اوسنے
لشن کو سراپ یعنی بددعا دیکر کہا کہ تو پتہر بنجا لشن اوسکی سراپ سے پتہر بنگیا جسکو سالگرام کہتے ہین
اور گنڈکا ندی مین جاپڑا چنانچہ اب اُس ندی مین سی اُن پتہرون کو لاکر پوجتے ہین القصہ برندا جلندہر
کی جورو اس غم سی آگمین جلکر راکہہ ہوگئی اور اوسکی راکہہ سی تلسی کا درخت جم آیا چونکہ لشن نے برندا کے
وصل سے بہت مزا لوٹا تہا اور برندا پر عاشق ہوگیا تہا اوسکی جل مرنے سی بہت اوداس ہوا اور بیتاب
اوسکی بہسم یعنی راکہہ پر آبیٹہا اور بیقرار ہونے لگا دوسری دیوتاؤن نے یہہ حال دیکہکر تلسی کے درخت
کے پتے اُسکے سر پر رکہے چونکہ تلسی بہی لشن کی معشوقہ کی راکہہ سی ظاہر ہوئی تہی اس سے لشن کے دلکو تسلی ہوئی
چنانچہ ابتک جو لوگ لشن کی پوجا کرتے ہین سالگرام پتہر کو لشن کا روپ سمجہکر پوجتے ہین اور تلسی کے پتے اوسپر
چڑہاتے ہین بعید نہین کہ آپ قصہ جلندہر کا سنکر یہہ فرمادین کہ توجیہہ لشن بہگوان کے اس فریب و مکر
کی حملہ ہنود مین کی گئی ہی تو جواب اسکا یہہ ہی کہ وہ توجیہہ آپکی مردود ہی رسالہ فتح المبین کو ملاحظہ فرمایئے
قطع نظر اسکی جس امر کی یہان بحث ہی یعنی ظہور مکر و فریب کا آپکے معبود مفروض سی اوسکا آپ خود اُس
رسالہ مین اقرار کرچکے ہین اور آپ نے اُس رسالہ مین صاف رقم فرمایا ہی کہ فریب کی جزا فریب کے ساتہہ عین
عدل ہی ہرگاہ کہ اس عمل لشن بہگوان کو جو فی نفسہ مذموم اور عقلا قبیح ہی ہے اور سراسر مبنی اوپر فریب
اور دغابازی کے بہی ہی یعنی جامع قبیح عقلی اور فریب کا ہی آپ عین عدل ٹہہراتے ہین تو آپکو شرم نہین
آتی کہ عقوبات اور تعذیبات جناب باریتعالی عز اسمہ پر کہ جنپر اطلاق لفظ کید اور مکر کا صرف بسبب جرم گذرہ
سابق کے ہوا ہی اور شائبہ قبیح عقلی سی بری ہین اعتراض کرتے ہین کہین تو بر سر انصاف آئیے یہہ حکومت
طلبی آپکی خلاف مناظرہ ہی پہر راجہ بل کے ساتہہ جو آپکے معبود فرضی نے دغابازی کی وہ آپکی کتب

معتبرہ سی بخوبی ثابت ہو کہ راجہ بل کے جگ مین بہت دغا و فریب کیے ہوئے بلکہ تمہ مرتبہ پایا اور جب
اوسنے مانگی دو وادس کرنا قدم کو یہہ سمجھا تہا محتاج کہ کچھ نقصان نہ ہوگا دو قدم آگے قیامت ہوئی جب
اوس سے وعدہ کرالیا تو اسقدر دراز قد ہوگئے کہ پورا کرنا سوال کا اوس بیچارہ کو دشوار ہوگیا ڈیڑھ قدم
قدر بھی زمین اوسکی تمام ملک کی نہوسکی آخر کار اوسکی جان ہی ہو کا دیکہی اور یہہ دغا بازی ابتدا ہی
ہی سے نشر تھی چنانچہ اسکند دہم بھاگوت کے بیچ ادہیاے مین یہہ تصریح ہی کہ بادن ہوکے راجہ بل کو
چہلا اور طرفہ یہہ کہ عین اوسوقت مین ہی راجہ بل نے ایک ایسا طعنہ دیا کہ غیرت ہوتی تو یہہ حرکت بیجا
کرتے یعنی اوسنے برد یہہ کہا کہ جب آپ ایشر ہی چہل کرین تو اسکا کیا اپاو ہی یعنی جب خود خدا ہی فریب
اور دغا کرے تو اسکا یعنی راج کے جانیکا کیا غم ہی علی ہذا القیاس اور بہت حکایات بکر و فریب معبودین
ہنود کی اونکی کتب معتبرہ مین موجود ہین کہ ہمنے بنظر تطویل نہین لکہین لالہ جی نے صرف دو لفظ مکر و کید
سے ایک نزاع لفظی پیش کی حالانکہ صرف لفظ مکر و کید سی جو باعتبار معانی مصرحہ شروع بحث کے کچھ قبح
عقلی وارد نہین ہوتا اگر لالہ صاحب قصد الزام کا رکہتے تھے تو کوئی عمل ایسا ثابت کیا ہوتا کہ عقلا مذموم
اور قبیح بالذات ہی نہ یہہ کہ صرف دو لفظ مکر و کید سی کہ جسکے معنی ہمنے اوپر بیان کئے ہین نزاع لفظی
درمیان لاتے مگر دیکہو کہ ہمنے کیسی صراحت سی ہنود ہی کی کتب معتبرہ سی اور بھی خود اقرار سے لالہ صاحب
کے اطلاق لفظ مکار اور دغا باز کا بھی اوپر اونکے معبود مفروض کے ثابت کردیا اور علاوہ دو
لفظ مکر و کید کے یہہ بھی ثبوت کو پونہچا دیا کہ معبود ہنود جن جن افعال قبیحہ کا مکر و دغا بازی کے اجرا مین
مرتکب ہوا ہی وہ عقلا مذموم اور سراسر قبیح بالذات ہین **ابیات** ذری ای ہنود دلمین کر غور
کہ خدائی کے بہلا ہوتے ہین یہہ طور ÷ مقابل آکے جب ہوجاوی مغلوب ÷ زناکاری سی ڈہونڈہی اپنا مطلب
جلندہر کی بناکر وضع و صورت ÷ برندا سے کری جا کر وہ قربت ÷ برندا جلکے جب ہوجاوی ستی ÷ کچھ اوسکی
خاک پر بسیے بستی ÷ زناکاری کا حظ دل سی بہلاوی ÷ نشیمن خاک پر اوسکی بناوی ÷ عدالت سی جو ہووی
ملک آباد ÷ کہ یہہ وان پہیلا ہی جاکر کفر و الحاد ÷ بناکر شکل ظالم سیورکی ÷ کرے تو الحاد کا یہہ حکم جاری
کہ کرو سب بیجا ہی تفریق محارم ÷ بنفس کرتے ہو کیون عیش ناغم ÷ نلادین دلمین کچھ وسواس ہنسد و ÷
تحسین فرق شہد تو نین کچھ بسر ہو ÷ تو ہی اعضا مین رنگ و بو وہی ہی ÷ پہر اسپر تفرقہ ایک ابلہی سے
بنا و خواہر و دختر کو جورو ÷ کہ ہی سب مین برابر رنگ اور بو ÷ بہن ہو خواہ مادر خواہ دختر ÷ مردان
سے ہو صحبت مقرر ÷ تہکانا ہی بہلا کچھ اونکے چہل کا ÷ کہ کہینچا پرست دہوکا دیکہے بل کا ÷ ہوا تہا کام
اپنے بیجا و بل سی ÷ جو مارا اوسکو ناحق مکر و چہل سی ÷ وہ راجہ تہا نہایت عدل پرور ÷ رعیت اوس سے

رانی تھی سراسر تو مگر ان دو پرستش دیوتو کی تو سمجھا تھا خلاف حق پرستی تو برہمن نے ہم قدم کر دغا کی تو
اوسی دہوکا دیا لعنت خدا کی تو **قولہ** حالانکہ خدای اسلام کو لوگ فریب بھی دیتے تھے چنانچہ سورہ بقرہ
مین ہے یخادعون اللہ والذین آمنوا یعنے فریب دیتے ہین اللہ کو اور ان لوگو نکو جو ایمان لائے ہین ا
ہمنے لالہ جی کو بہت سمجھایا مگر جہل مرکب نے انکو ایسا احمق بنایا کہ اونکی سمجھ مین کچھ نہ آیا از راہ جہل کے یہہ نہین
سمجھے کہ خادع کے کیا معنی ہین اگر یہان لفظ انخدع کا واقع ہوتا تو بیچہ دہوکا لالہ جی کا گنجایش رکھتا تھا
کیونکہ خدع کے معنی ہین ارادہ پونہچانے ضرر کا دوسرے کو اسطور پر کہ اوسکو علم نہو اور اوسکا مطاوع ہے
انخدع صحاح خدعہ ختلہ واراد بہ المکروہ من حیث لایعلم وخدعتہ فانخدع دہوکا دینا مستلزم اسکا
نہین ہے کہ دوسرا شخص دہوکے مین آجاوے پس صریح حماقت لالہ جی کی ہے کہ اس آیت سے اوپر اپنے مدعا کے
استدلال کرتے ہین مگر ہان ہم اس مدعا کو نسبت معبود مفروض ہنود کے اونکی کتب معتبرہ سے ثبوت کو پونہچاتے
ہین دیکھیے کہ کرن نے آپکے معبود پرسرام کو دہوکا دیکر علم تیراندازی کا اون سے سیکھا اور اونہون نے دہوکے
مین آکر وہ علم اوسکو سکھا دیا آخر کار جب حال کھلا تو کرن سے کہا کہ تو نے مجھکو دغا دیکر علم تیراندازی کا
مجھسے سیکھا ہے انتہی مختصراً دیکھیے قصل راج دہرم سانت پرب مہابھارت کی سالو دیت نے کرشن جی کو جو
کے عقیدہ مین خدا ہین کیا دہوکا دیا کہ اونکے باپ کی تمثال بناکر اونکے سامنے اوسکا سر کاٹ لیا چنانچہ
کتنی دیر تک کرشن جی دہوکے مین آکر متعجب اور حیران و پریشان رہے دیکھیے اودہیای ۲۲ اسکند دہم بھاگوت
قولہ یہہ مضمون قرآن سے اوس تعالی کیطرف نسیان عائد ہوتی ہے انتہی مخفی نرہے کہ کلام عرب مین لفظ نسیان
دو معنون مین مستعمل ہے ایک معنی بھولجانے کے دوسرے بمعنی ترک پس یا تو یہہ لفظ مشترک ہے یا ایک معنی مین استعمال
اوسکا حقیقۃً ہے دوسرے مین مجازاً چنانچہ صحاح جوہری مین ہے النسیان الترک قال اللہ تعالی ولا
تنسوا الفضل بینکم یعنی معنی نسیان کے ہین ترک قولہ لا تنسوا مت ترک کرو فضل کو آپس مین سے بہرحال آیۃ کریمہ مین
جو لفظ نسی کا واقع ہے مراد اوس سے نسیان حقیقی نہین بلکہ نسیان بمعنی ترک ہے اور یہہ کچھ زبان عربی ہی مین
مخصوص نہین ہے بلکہ اور زبانون مین بھی بہت رائج ہے جب کوئی شخص احکام شرع مین تہاون اور اعمال حسنہ
کو ترک کرتا ہے تو کہتے ہین کہ خدا کو بھول گیا اس سے یہہ مطلب نہین ہوتا کہ اوسکو یہہ یاد نہین کہ خدا ہے یا نہین
بلکہ صرف غرض یہہ ہوتی ہے کہ احکام خدا کو اوس نے متروک کیا علمای بیان کی اصطلاح مین اس قسم کے مجاز کا نام استعارہ
ہے جب یہہ متحقق ہوا تو اب ہم اقوال لالہ صاحب کیطرف متوجہ ہوتے ہین **قولہ** سورہ سجدہ مین ہے بما نسیتم
لقاء یومکم ہذا انا نسیناکم یعنے جیسے کہ تم لقا سے روز قیامت بھول گئے ہم تمکو بھول گئے انتہی مین لالہ صاحب
کی سمجھ انکی تشریح کرون یا اونکی عبادت لسانی کی تفصیل لکھون کتاب بہت طویل ہوی جاتی ہے مگر مجبور ہون

ہر ایک امر کی تصریح در جب ہوئی لہذا اول اونکی بیہودگی کا بیان کرتا ہوں ۵ انا نسیناکم کے الفاظ کو بھی
صحیح نہیں پڑھ سکتے کہ انکو اسطور پر لکھتے ہیں انا نسیانکم جب حال یہہ ہی تو صاحبان عقل غور کرین کہ وہ کیا
خاک قرآن کی فصاحت و بلاغت کو سمجھینگے پس دعوی جو اوپر انہوں نے کیا ہی کہ سالہای دراز گذری کہ ہم
قرآن کو لفظ لفظ کو خوض کرتے ہیں اور بغور تمام پڑھتے رہین اتنے پر بھی اگر ہمکو وہ لطافت و بلاغت کہ جسکی جہت سے
ہم اوسکی نظم کو معجزہ قرار دیں کہیں حاصل ہو تو بالضرور معجزہ ثابت ہو انتہی صاف باطل ہوا اور ثابت ہوا کہ وہ الفاظ قرآن
کو بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے پس انکی فہم عالی کی معانی وجوہ بلاغت تک معلوم پھر ترجمہ بما نسیتم لقاء یومکم ہذا کا
اسطور پر لکھتے ہیں کہ جیسے کہ تم لقاسے روز قیامت بھول گئے یہاں لفظ بما نسیتم ہی کما نسیتم نہیں ہی پس ترجمہ لالہ
جی کا سراسر غلط ہی پھر لالہ جی نے بار جارہ کو متعلق نسیناکم کے ٹھہرایا ہی یہہ غلط ہی یہہ بار متعلق ذوقوا
کے ہی جو اوپر اسکے واقع ہی فذوقوا بما نسیتم لقاء یومکم ہذا انا نسیناکم اگرچہ ہمکو زیادہ تر تفصیل بیجا
لالہ جی کی ضرور نہیں مگر مجملا اسقدر کہتا ہوں کہ ہنوز وہ خواص ان سے بھی درباب صدر الکلام واقف نہیں
جہلاء ہنود میں خیال خام صدر نشینی کا پکایا ہی اور کمبل کا پاک بنایا ہی ع ای درونت برہنہ از تقوی
کز برون جامہ ریا داری + پردۂ ہفت رنگ در بگذار + توکہ در خانہ بوریا داری + اب سنیے کہ یہاں
نسیان بھولجانے کے معنی میں مستعمل نہیں اور قرینہ ظاہر اوسپر یہہ ہی کہ ہرگاہ کافرین کو اوپر انکے اعمال
کے جو دنیا میں اونہوں نے کئے تھے سزا دیجاتی ہے اور اونکو آگاہ کیا جاتا ہی کہ ذوقوا بما نسیتم ذوقوا
عذاب الخلد بما کنتم تعملون یعنے وہ اعمال کہ جنپر سزا دیجاتی ہی اونپر اونکو اطلاع فرماکر تہدید کیجاتی
ہے تو اسمقام پر کوئی صاحب عقل یہہ گمان نہیں کرسکتا کہ انا نسیناکم سے نسیان حقیقی کہ سراسر حال واقعہ
کے خلاف ہی مراد ہی بلکہ بطور استعارہ اور مقابلہ کے وارد ہوا ہے اور مراد اس سے صاف یہہ ہی کہ ہمنے ترک کیا
تمکو اور کچھہ تمہارے حال پر توجہ اور عنایت نہیں فرمائی جاویگی یہی وجہ ہی کہ مفسرین تفسیر آیت کی اس
طور پر کرتے ہیں (کشاف) انا نسیناکم علی المقابلۃ ای جازیناکم جزاء نسیانکم وقیل ہو بمعنی الترک ای
ترکتم الفکر فی العاقبۃ فترکناکم من الرحمۃ انتہی (بیضاوی) انا نسیناکم ترکناکم من الرحمۃ او فی العذاب
ترک المنسی انتہی (تفسیر حسینی) انا نسیناکم بدرستی کہ ما نیز ترک کردہ ایم شمارا و بگذاشتیم در عذاب آب
لالہ جی ہمکو جواب دیں کہ بھاگوت اسکند دہم سکند ۳ ادھیای میں لکھا ہی کہ اسوقت یعنی بروقت فنای عالم کے
پورن برہم (یعنی خدا تعالی) سوتا رہتا ہی نرنارایں نارد سے بولے کہ سنو نارد اوسوقت اوسکے منہ سے بید
نکلکر یہہ کہتی ہیں کہ اب آگاہ ہو خبردار ہو جیتو انتہی یہہ کیسا خدا ہی بید دن اور بید کو انہوں نے ٹھہرایا ہی جو سب
کچھہ بھول بھالکر ایسا غافل ہو جاتا ہی کہ بدون آگاہ کرنے بید دن کے اوسکو کچھہ اپنی بھی خبر نہیں رہتی

قولہ سورہ حشر مین ہی لا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰہم انفسہم یعنے مت ہو مانند ان لوگون کی کہ بہول گئے
خدا کو پس بہولگیا خدا انکو انکے نفس اونکے کو انتہی لا الہ جی شرم آپکو نہین آتی ایسی جہالت پر دعوی قرآن فہمی کا کیا ہی
~~سے~~ ماندا حوالت بدان طرفہ مکس ✣ کو ہمی پنداشت خودراہست کس ✣ از خود اوسرمست گشتہ بی شراب
ذرہ خودرا دیدہ آفتاب ✣ آپ نے عبث اپنے تئین اضحوکہ اطفال دبستان بنایا ہی پہلا سنو تو انسٰہم انفسہم
کے معنی یہہ ہین کہ بہول گیا نفس اونکو کچہہ تو شرماؤ مادہ نسیان مین فعل اور افعل کے معنی ایک کہان
ہوسکتی ہین مین حیران ہون کہ جب آپکو ثلاثی مجرد اور مزید فیہ کی بہی تمیز نہین اور فعل اور افعل مین کچہہ
فرق نہین کرسکتے تو آپ نے کیا سمجہکر یہہ دعوی کیا ہی کہ سالہای دراز گذری کہ ہم قرآن کے لفظ لفظ کو
خوض کرتے ہین اور کس قابلیت پر چراغ نحو تالیف فرمائی ہی ~~سے~~ ہان ای فرعون ناموسی مکن ✣ تو شغالی
ہیچ طاؤسی مکن ✣ ای شغال بے جمال و بے ہنر ✣ ہیچ بر خود ظن طاؤسی مبر ✣ زانکہ طاؤسان کنند ت امتحان
✣ خوار و بیرونق بمانی در جہان ✣ اسیطرحپر سورہ طٰہٰ کی آیت کا ترجمہ آپ نے از راہ جہالت و حماقت کی
غلط کیا ہی اور ہمکو لکہنی ترجمہ کی ضرورت نہین جب آپ ترجمہ صحیح لکہین گے تو یقین ہے کہ دلمین شرماکر خود بخود
دم بخود ہورہین گے اور اگر پہر بہی از راہ ہٹ دہرمی اور بیحیائی کے کچہہ چون و چرا کروگے تو اسوقت البتہ
جواب پاؤگے **قولہ** یہہ مضمون حدیث مین وارد ہی چنانچہ مشکوۃ کی باب القصاص مین آیا ہی کہ قیامت کی
دن اللہ تعالی بندہ سے کہیگا الخ پوری حدیث یہہ ہی فیقول ای فل الم اکرمک واسودک وازوجک
واسخر لک الخیل والابل واذرک ترئس وتربع فیقول بلے قال فیقول افظننت انک ملاقی فیقول لا فیقول
انساک کما نسیتنی کہیگا خدا تعالی ای فلانے کیا مین نے تجہہ اکرام نہین کیا تہا کیا نہین سردار بنایا تہا تجکو
اور زوجہ دی تہی تجکو اور فرمانبردار کردیا تہا تیرا گہوڑون اور اونٹونکو اور چہوڑا تہا تجکو کہ ریاست کرتا تہا
تو اور ربع محصول لیتا تہا تو وہ کہیگا کہ ہان پہر کہیگا خدا تعالی کیا گمان کرتا تہا تو کہ مجہہ سے ملیگا تو وہ کہیگا
کہ نہین پس کہیگا اللہ تعالے کہ چہوڑ دونگا تجکو جیساکہ تو نے مجکو چہوڑ دیا فقط اب دیکہہ لیجئے کہ یہان نسیان کے
معنی بہولجانا نہین کیونکہ وہ خدا کے سب اکرامات کا اقرار کرتا ہی کسی اکرام کو بہولا نہین البتہ روز جزا کا
اعتقاد کہ ہر آئینہ ہر اہل ایمان پر واجب اور فرض ہی نہین رکہتا تہا اس اعتقاد کے ترک کرنے کو بلفظ
نسیتنی تعبیر کیا ہی پس صاف ظاہر ہوا کہ معنی نسیتنی کے یہہ ہین کہ چہوڑ دیا تو نے میری طاعت کو اور اسی
طرحپر انساک کے معنی ہین کہ چہوڑ دونگا مین تجکو عذاب مین اور کچہہ توجہ نکرونگا تیری حال پر چنانچہ نووی نے
شارح صحیح مسلم کتاب الزہد مین اس امر پر تصریح فرماتے ہین قولہ تعالی فانی انساک کما نسیتنی ای امنعک
الرحمۃ کما امتنعت من طاعتی **قولہ** پہر قرآن ناطق ہی کہ جو لوگ خدا تعالی کے معاون ہین خدا تعالی

اوسکا معاون ہی مثلاً سورہ محمد مین آیا ہی کہ یا ایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم یعنی ای ایمان والو اگر
خدا کی مدد کروگے خدا تمہاری مدد کریگا انتہی چونکہ مدد کرنا خدا کا عبارت ہی جہاد اور دین خدا کی تائید
سے پس معلوم نہین کہ لالہ جی نے اسمین کیا قباحت سمجھی ہی اگر یہہ کہین کہ خدا تعالی محتاج مدد لینی کا نہین ہے
تو جواب اسکا یہہ ہی کہ خدا تعالی کو تو کچھہ دین کی بھی پروا نہین اگر دین حق جاری ہوا تو اوسکو کچھہ فائدہ
نہین اور جو دین باطل شائع ہوگیا تو اوسکا کچھہ نقصان اور بگاڑ نہین علی ہذا القیاس اور احکام کا بھی یہی حال
ہے مثلاً وہ ہماری تنزیہہ اور تسبیح اور عبادت کا کچھہ محتاج نہین اگر ہمنی تنزیہہ اور تسبیح اور عبادت اوس
کی کی تو ہماری تنزیہہ تسبیح عبادت سی کچھہ اوسکو بڑائی نہین ہوئی اور اگر نکی تو اوسکی منزہ اور مسبح اور معبود
ہونے مین کچھہ خلل نہین آیا غرضکہ جسقدر احکام شرعی ہین اونکی امتثال سی کچھہ فائدہ اور عدم امتثال سے
کچھہ مضرت اوسکی ذات کو لاحق نہین ہوتی بلکہ امتثال اونکا ہماری ہی پاکی اور طہارت قلبی کا اور عدم امتثال
ہماری ہی ناپاکی اور نجاست دلی کا مستلزم ہی ع من نکردم امر تا سودی برم + بلکہ تا بر بندگان جودی
کنم + من نگردم پاک از تسبیح شان + پاک ہم ایشان شوند و درفشان + اور چونکہ رایج ہونا دین حق کا
اور منتشر ہونا آئین نجات دارین کا اس عالم مین باعث بہبودی دارین کا بحق عامہ خلائق کے ہی پس خدا
نے محض از راہ وفور رحمت کے اپنے بندونکو اوسکی شائع کرنیکا حکم دیا ہی چنانچہ مفصل بحث اسکی بحث
جہاد مین رسائل سابقہ مین مرقوم ہی رہا یہہ وسوسہ اہرمنی کہ خدا بمجرد ارادہ کے قلع وقمع کفار کا کرسکتا ہے
حاجت تائید اہل اسلام کیواسطے اعلاء دین کی کیا ہی سو دفع اسکا سوط الجبار مین بہت دلائل سی ہوچکا ہے
قولہ پہر قران بیان کرتا ہے فاذکرونی اذکرکم یعنے یاد کرو مجکو یاد کرونگا مین تمکو انتہی لالہ جی کو
کچھہ خبط ہوگیا ہی ناحق کاغذ سیاہ کرتے چلے ہین اسباب مین تو بحث یہہ ہی کہ قران باوجود حسن نظم کے جھوٹ
سے خالی ہی اس آیت کا یہان کیا موقع تہا اور اسمین کیا قباحت ہی اصل مدعا مین اتبک باوجود سیاہ
کرنے کئی ورق کے کچھہ بحث نہین کی بیفائدہ گفتگو خارج از مطلب کیے جاتی ہین **قولہ** اسی مضمونکی روایت
ابو ہریرہ سی ہی کہ خداوند تعالی نے فرمایا کہ اگر بندہ مجکو اپنے دلمین یاد کرتا ہی تو مین اوسکو اپنے جی مین
یاد کرتا ہون کہ اوسکی مجمع سی بہتر ہی یعنی محفل ملایکہ مین اوسکا ذکر کرتا ہون انتہی اول تو لالہ جی سے ترجمہ
حدیث کا نہوسکا حدیث یہہ ہی یقول اللہ تعالی انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی
فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہم اسکا ترجمہ یہہ نہین ہی جو لالہ جی نے
از راہ جہل مرکب کے لکہا ہی ثانیاً اسمین کیا قباحت لالہ جی نے سمجھی ہی اگر کچھہ اعتراض ہو تو مفصل لکہین
تاکہ ہم اسمضمونکو اونکی بیدون اور کتب معتبرہ اور دلایل عقلیہ سی ثابت کردین ثالثاً اس باب سے اسکو کیا علاقہ

قوله سوره مائده مین یحبهم و یحبونه یعنی الله اُن سی محبت کرتا ہی اور وی الله سی محبت کرتی ہین
انتہی یہہ بھی ویسی ہی تقریر ہے جیسی اوپر لکھتی چلے آتے ہین بھاگوت کے ۳-۱ اسکندہ مین ہی کہ ایک
ہاتی کو ایک ناکے نے ندی مین پکڑا ہاتی نے ہرچند کہ زور کیا اور اوسکی ہتنی اور بچون نے بھی بہت
کوشش کی مگر نہ چھوٹ سکا تب اوسنی بھگوان کو یاد کیا سری بھگوان اوسکی مناجات سُنکر ننگی پانون
دوڑی اور ناکی کو مار کر ہاتی کو بچایا گیارہوین اسکند کے دوسرے ادھیاے مین لکھا ہی کہ جسوقت بھگوان
کے بھکتون کو تکلیف رنج ہوتی ہی تو ننگے پانون دوڑکر اونکی تکلیف رفع کرتے ہین انتہی مختصراً عجب
حال ہے تو کمال بے شرمی آپکی ہے کہ مضامین آیات و احادیث مذکورہ پر معترض ہوتے ہین پھر دیکھیے
ادھیاے ۶۰ اسکند دہم کی اوسمین مرقوم ہی کہ سری کرشن جی رکمنی اپنی زوجہ سی مخاطب ہوکر کہتے
ہین کہ ای خوبصورت اور ای جان سی زیادہ محبوبہ تو مجکو سب سے زیادہ پیاری ہی اور مجکو اپنی جان
جانتا ہون جو کوئی مجھہ سی مجھہی کو چاہتا ہی وہ مجکو بہت پیارا ہی انتہی مختصراً اب فرمائیے کہ جب آپکے
کے معبود کا یہہ قول ہی پھر آپ یحبہم و یحبونہ مین کیا عذر کرتے ہین **قوله** سوره بقر مین ہی اوفوا
بعہدی اوف بعہدکم یعنی پورا کرو عہد میرا پورا کرونگا عہد تمہارا ظاہرا حاصل آیت یہہ ہی کہ اگر
بندے خدا کے ساتھہ وفای عہد کرین تو خدا بھی اونکے ساتھہ وفای عہد کرتا اور اگر بندے خدا کے ساتھہ
بدعہدی کرین تو خدا بھی اونکے ساتھہ بدعہدی کرتا ہی انتہی لالہ جی تمپر خدا کی مار ہی اور اہل ایمان کی
پھٹکار ہے یہان بدعہدی کا تذکرہ بھی نہین آپ نے بدعہدی کہان سی نکالی ع لعنت آن بادا
کہ کج بنیت کند * پرحسد پرغیظ و پرکینت کند * تمکو شرم نہین آتی کہ ازراہ بے ایمانی اور کج طبیعت
کے سیدہی بات مین ہنسون والے داؤ پیچ کررہی ہو خداوندتعالی کا بندون سے معاہدہ ہی کہ اگر
طاعت پر قایم رہوگے اور اعمال نیک بجالاؤگے اور معرفت اوسکی حاصل کروگے تو مطابق اعمال
کے جزا پاؤگے پس اگر بندے اپنی ذمہ کے امور بجالادینگے تو خدا کیطرف سی جو عہد ہوا ہی پورا ہوگا اور
اگر وہ اپنی عہد پر قایم نرہینگے تو کس بات پر جزاء خیر اور حسن عاقبت کی مستحق ٹھہرینگے کیا آپکے ذہن غیر
مستقیم مین اسکا نام بدعہدی ہی اگرچہ ہنود مین ایمان اور راستی معدوم ہی مگر پھر بھی تو کہین شرمایا کرو
کہین تو راستی پر آیا کرو **قوله** پہر اوسی سوره مین ہی من کان عدوا لله و ملائکته و رسله و جبریل و
میکائیل فان الله عدو للکافرین یعنی جو کوئی دشمن الله اور اوسکی فرشتون اور رسولون اور جبریل اور
میکائیل کا ہی تو الله اُن کافرون کا دشمن ہی القصہ مسلمانون کا خدا مانند زید و بکر ہی کیونکہ زید و بکر کا
بہی مقولہ ہے جہکو جو کوئی اُس سی جہک جائیے * ٹرکے جو کوئی اُس سی ٹرک جائیے * انتہی لالہ جی آپکی

سخت جاہل نکلے کلمات حکمۃ پر ازراہ جہالت کے معترض ہوتے ہو جزاء اعمال حسنہ عنایت و مہربانی ہے
سزاء اعمال سیئہ قہر و لعنت ہے پھر آپ سخت بیوقوف اور اجہل الناس ہین کہ ایسے آسان مضامین کو ازراہ
اعوجاج طبعی کے اولٹا سمجھتے ہو پھر گو بلی ایکھہ ججر بید دیکھا ہے یا نہین نہ دیکھا ہو تو اب دیکھو اوسمین لکھا
ہے کہ ہر ایک بشر پر فرض ہے کہ میرے ساتھہ نیک سلوک کرے تاکہ مین بھی آمادہ بدسلوکی اور بدادائی کا
ہوون انتہی اب فرمائیے کہ اگر ان کلمات حکمۃ پر معترض ہوگے تو نسبت اس عبارت اینکہہ کے اپنے اعتراض کا
کیا جواب دوگے دیکھو مصداق قول فاضل بت شکن کاسہ جو ہو وہی اسلام کے مقابل اوسکی جوتی اوسیکا
سر ہے یہہ مناظرہ ہے کچھہ سبزی منڈی یا بنئیے کی ہاٹ نہین فضول باتون سے کساد بازاری اہل نظر کی
نگاہ مین ہوتی ہے اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے بالکل ہات پاؤن چھوڑ دئیے اور مناظرہ سے عاجز
آکر مشاغبہ کیطرف رجوع فرمایا **قولہ** سورہ احزاب مین ہے اِنَّ الَّذِینَ یُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی
الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ یعنی جو لوگ ایذا دیتے ہین اللہ اور اوسکے رسول کو اونکو اللہ نے دنیا اور آخرت مین
لعن کیا ہے اس آیت سے جانا جاتا ہے کہ پروردگار مانند جن و بشر کی پابند غم و الم ہے انتہی اس تقریر سے
لالہ جی کے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ابتک اسناد اور تعلق صفات و افعال کو خدا تعالیٰ سے ایسا ہی سمجھتے ہین جیسا
کہ تعلق اور اسناد اونکی جن و بشر سے ہوتی ہے حالانکہ یہہ جہل مرکب اونکا ہے ہر شخص جسکو کچھہ بھی عقل ہے
خوب سمجھتا ہے کہ اسناد اور تعلق افعال و صفات کا جناب باری عز اسمہ سے ہرگز اوسطور پر نہین مثلاً
جب کہا جاتا ہے کہ زید نے یہہ کہا تو حقیقۃً معنے اسکے یہہ ہین کہ زید کی زبان سے حسب عادت معہودہ
یہہ الفاظ نکلے یا کہتے ہین کہ زید نے سُنا تو حقیقۃً معنے اوسکے یہہ ہین کہ زید کے کان مین حسب طریق معین
آواز پہنچی حالانکہ اس اعتبار سے نسبت کرنا ان افعال و صفات کا بطرف خدا تعالیٰ بالاتفاق ہمارے اور
ہنود کے ممتنع ہے پس یہی حال ہے تعلق اذی کا ساتھہ ذات باریتعالی کے کہ وہان حقیقۃً اذیت ممتنع
اور محال ہے اس سبب سے جسطور پر کہ اور صفات اور افعال کے الفاظ سے مفہومات مطابقی مراد نہین ہوتے
بلکہ مفہومات التزامیہ مقصود ہوتے ہین اسیطور پر مفہوم مطابقی لفظ اذی کا بھی اس مقام مین مراد نہین ہوسکتا
بلکہ مفہوم التزامی مقصود ہے اور چونکہ دلالت لفظ کی جسطور پر اوپر معنی مطابقی کے بہت واقع ہے اسیطور پر اوپر
معنی التزامی کے بھی ذایع اور شایع ہے پس ارادہ معنی التزامی مین کسی قسم کی قباحت یا تاویل بھی نہین
ہے چنانچہ سب مفسرین نے تفسیر یوذون اللہ و رسولہ کی اسطرح کی ہے کہ یرتکبون ما یکرہانہ من الکفر والمعاصی
یعنی معنی یوذون کے یہہ ہین کہ مرتکب ہوتے ہین وہ اوس چیز کے کہ جسکو خدا اور خدا کا رسول مکروہ جانتے ہین
از قسم کفر اور معاصی کے یہانتک کہ تفسیر حسینی مین بھی یوذون اللہ کی تفسیر مین یہہ لکھا ہے کہ ارتکاب

سکندانچہ نزدیک خدا تعالی کردہ از نسبت شریک ذرین فرزند دگفتن کلمات کفر انہو اور جب یہہ امر تحقیق
ہوا تو وساوس اہرمنی مندفع ہو گئی آگے اس سبب جو لالہ جی منتظر حلول لعنت کے ہو کر فرماتے ہین کہ دیکہا

چاہیے کہ خدای مسلمان کی دعا کب مقبول ہو وہے یعنی آثار لعنت کے جو آیت لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ
مین واقع ہے کب اونپر نمودار ہو وین سو یہہ بھی ایک اثر اوسی لعنت کا ہے مگر جاہل مرکب ہی اونکو کچھہ اوسکی خبر
نہین لالہ جی یہہ کفر اور انکار قرآن اور انکار انبیاء اور نبی ادبی آپکی اثر لعنت ہی کا ہے کہ دنیا مین ظاہر
ولعذاب الآخرۃ اشد وابقی سے لعنت آن باشد کہ کج بینت کند + پر حسد پر غیظ پر کینت کند + تاکہ نامو
بیش این و آن + بشکند بر لیست از تو بہ دہان + گرد حق ناموس را صد من حدید + ای بسا بستہ بہ بند
ناپدید + گرد کفر آن ان بہ بست این راہ را + کو نیارد کرد ظاہر آہ را + گفت اغلالاً فہم بہ مقمحون + نیست
آن اغلال تان را از برون + خلفہم سدا فاغشیناہم + می نہ بیند بند را پیش و پس او + رنگ صحرا دارد
سدی کہ جاست + او نمیداند کہ آن سد قضاست + بند پنہان لیک از آہن بتر + بند آہن را کند پارہ تبر + بند
آہن را توان کردن جدا + بند غیبی را نداند کس دوا + زخم نیش آما چو از ہستی تست + غم قوی گرد دنگرد د
درست + علاوہ بران جو لالہ جی نے خلق افعال مین یہان کچھہ لکہا ہی ہمنی رسائل سابقہ مین ثابت کردیا ہے
کہ اس عقیدہ مین بندہ ہنود ہمارا تابع ہی پس لالہ جی کو اسکا انکار پیش لانا اپنی ہی سید کی ضرب اپنی پیٹ پر
کہنا ہے اب کچھہ تھوڑا التماس ہمارا بھی سنکر جواب دیجیے کہ دوسرے اسکند بھاگوت مین ہے کہ جو برکہہ کو بھی کالے
جانے کہ بہگوان کو دکہہ پہنچیگا انتہی چونکہ دکہہ اور ایذا دونو مرادف ہین پس آپکی تقریر پر لازم آیا کہ آپکا خدا
بقول آپکے مانند جن و انس پابند درد و الم ہوا ہے ۱۰ اسکند دہم بھاگوت مین مرقوم ہے کہ ایک دن
کرشن جی نے رکمنی اپنی زوجہ محبوبہ سے کہا کہ کنسپال جسکے ڈر کے مارے ہم بہاگے پہرتے تھے اور متہرا
کو چہوڑ کر سمندر کے کنارے آ بسے ہین تمہارے ماں باپ اوسکی ساتھہ تمہارا بیاہ کرتے تہی اور وہ بھی برات
لیکر آ گیا تہا کہ تمنی ہمکو خط لکہکر بلوایا اور بڑا مقابلہ کرایا تمہارا کچھہ نہ بگڑا اب ہماری بات مانو کہ جو تمہارے
لائق زبردست ہو اوسکی پاس جا رہو رکمنی کو یہہ سنکر نہایت رنج ہوا یہانتک کہ بیہوش ہو گئی بحال کرشن
جی نے جو دیکہا تو بہت گہبرائے اور اوسکو گود مین لے بیٹھے اور کبھی اپنی کپڑے سے اوسکا منہ پونچھتے تہی کبھی اوسکی
دلپر ہاتہہ رکہتے تھے بہت دیر مین رکمنی کے جی مین جی آیا تب کرشن جی بولے کہ تمنے ہنسی کو سچ سمجھہ لیا اب اصل
کتاب بہاکا کے الفاظ سنیے جو پائی اب تو سندر دیہہ سمار + پران چہوڑ کے مین آگہار + جب لون تولین
نہین پیاری + تب لون ہم دو کہہ پاوت بہاری + یعنی اب تو اے خوبرو بدن کو سنبہال حواس جمع کر کر
آنکہین کہول جبتک تو نبولیگی میری پیاری تب تک مین دکہہ پاؤنگا بہاری انتہی جناب لالہ صاحب یہہ تو دو

مہاراجہ سری کرشن چند ہین جنکو آپ عین خدا کہتے ہین اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ آپکا معبود مفروض ایکمدت کے فرقت
مین ایسا آشفتہ خاطر ہے کہ اندوہ فراوان اور درد بے پایان اوسکو غم مین اوسکو اوٹھانا پڑتا ہی اگر آپ کہین
کہ غم اونکی جسم کو ہوا تہا اور دکھ اونکی بدن نے اٹھایا تہا تو یہہ آپکی صریح جہالت ہی کیونکہ درد و غم روح حیوانی کو
لاحق ہوتا ہی جسم محض بلاتعلق روح کے محل غم و اندوہ نہین پس جس اعتبار سے آپ اونکو عین خدا کہتے ہین اوسی
اعتبار سے وہ رکمنی کے درد و غم کو سہتے ہین ~ کرو دریافت اندر من سے یارو + کہ تم معبود ہو اپنے ہو جسکو
+ سدا وہ رکمنی کے غم مین رہتا + بدولت اوسکی رنج و درد سہتا + جو وان بل کہا کے بکھری زلف پیچان
تو یہان یکسر ہوئی خاطر پریشان + نظر بدلی جو دیکھی اوس صنم کی + ندی نالہ نے فرصت ایکدم کی + ہوا غش
رکمنی پر جبکہ طاری + پڑی دل پر مصیبت اوسکی بھاری + برنگ گل ہوا ہی جنکے زخندان + رہا وہ داغ
بردل نالہ آسان + اسیر غم گرفتار الم کو + جہالت ہی کہ تم معبود سمجھو + تیتری ایک شہد بجر بید مین لکہا ہی کہ
آتما پہلے ایک تھی اوس سے سب جہان پیدا ہوا ہی جب وہ تنہائی سے بے چین ہوئی اوسنے گوناگون صورت
پیدا کی اور ہواکو پانچ قسم کیا الخ جب آپکے بید دن مین بے چینی اور بیقراری خداتعالی کے حق مین ثابت کی
گئی ہے پہر آپ کس منہ سے اوپر کسی پر اعتراض کر سکتے ہین الا بوجہ لیس فیہ حیا ر **قولہ** ملای سندم کی مثنوی
سے معلوم ہوتا ہی کہ جو کوئی بندہ خاص کو ایذا دیتا ہی وہ خداکو رنجیدہ کرتا ہی کہ بندہ خاص عین خدا ہے
انتہی آپکی جہل مرکب کی اب کچہہ انتہا نہی آپ نے یہہ جناب مولانا قدس اللہ سرہ پر اعتراض نہین کیا حقیقت
مین تیشہ جہالت سے اپنی بید نے تمرکی جڑ کاٹی قبل اس سے کہ ہم تشریح استحکام کی کرین مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
جسطور پر آپنے جھگڑنا شروع کیا ہی جواب آپکا اوسیطور پر آپکو دیلین آپکے بید دن سے جسکی تصریح عنقریب آئی
ہے واضح ہی کہ آدمی ریاضت وعبادت و معرفت سے برہمہ یعنی خدا تعالی ہو جاتا ہی پس آپ جو فرماتے ہین
کہ مہوم صاحب بیٹے کی بیبی پر عاشق نہین ہوئی اور عشق مین بار بہ قبلیہ کے قسم نہین توڑی بلکہ خدا ہی نے یہہ
کام کئے الخ یہہ تو آپ کا سراسر افترا ہی مواقع متعددہ مین جواب پاچکے ہو مگر ہان یہہ امر بیشک لازم آتا ہی
کہ یہہ جو متسہ پوران مین لکہا ہی کہ برہمانے اپنی بیٹی کو جورو بناکر دیوتاؤن کے سو برس تک رکہا انہوں نے تو
واقع مین یہہ کام برہمانے نہین کیا بقول آپ کی آپکے مفروض معبود نے یہہ حرکت بیجا کی کی اسیطرح برہما
جی جو اپنی بیٹی سارستی کے پیچہے غلبہ شہوت سے دوڑے ہی اور ہرچند کہ وہ بہت بھاگی پہری مگر انہون نے
اوسکا پیچھا نچھوڑا تو واقع مین یہہ بیجائی برہما جی سے ظہور مین نہین آئی بلکہ بقول آپکے آپکے برہم مفروض سے
واقع ہوئی اسیطرح جو وہ گوری جی کی انگشت حنائی دیکہکر مجمع عام مین غلبہ شہوت سے منزل ہو گئی جیساکہ
شیو پوران مین مرقوم ہی بقول آپکے آپ مین یہہ حرکت نامعقول آپکے اوسی برہم مفروض سے واقع ہوئی

سے بر دیوتا نے جو کنتی اپنی نواسی کے ساتھ زنا کیا سو دراصل بقول آپکے یہہ فعل آپکے اسی برہم مفروض سے سرزد ہوا اور کشن اور کشن کی حرکات کو خود آپ بھی باصرار و اعلان تمام منسوب برہم فرماتے ہین وہان تو کچھ محل گفتگو ہی نہین رانیان کشن جی کی جو بید کی رچائین تہین اپنی بیٹی ساتہ کو دیکھکر محمد مین غلبہ شہوت سے جو منزل ہو گئی تھین تو واقع مین بقول آپکے وہی برہم مفروض آپ کا مغلوب شہوت بھی ہو کر بہہ نکلا تہا صد ہا اس قسم کے نظائر ہین اگر آپ زبان بند نکرینگے تو دفتر و دفتر ادنکی کہولے جاینگے مگر ہان آپلو بحوالہ بید اسکا جواب بہت سہل ہے کہ اوسمین بتصریح تمام بلا تکلف برہم کو بدافعال قرار دیا ہے چنانچہ برہدارن اپنکہد مجر بید مین مرقوم ہے بید کی سرتی سے کہ برہم گیانی کو سب قسم کے گیانیون سے فضیلت قدیم ہے اور یہہ پابند عمل کا نہین رہتا ہے اور نہ عمل کے سبب سے فضیلت اور رزیلت پاتا ہے کہ نیک افعالی سے اسکو نتیجہ نیکی کا نہین ملتا نہ بدافعالی سے بدی کا اسپر کوئی عمل کرنا فرض ہے کیونکہ وہ برہم ہو جاتا ہے اور برہم قادر نیک و بد افعال پر ہے جس سے عوام ڈرتے ہین اور جسکو عوام چاہتے ہین وہ اوسکی قدرت مین آجاتے ہین کیونکہ جو برہم کو جانتا ہے اور خدا کو پہچانتا ہے وہ برہم ہو جاتا ہے اور خدا بنجاتا ہے انتہی اب آپ سنئے کلام عالم ربانی اور دانای اسرار نہانی صلعم کا حدیث اول ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتے احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وان سالنی لاعطینہ وان استعاذنی لاعیذنہ الحدیث دوسری حدیث قال رسول اللہ صلعم ان اللہ یقول یوم القیمۃ یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی قال یارب کیف اعودک وانت رب العالمین قال اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعدہ اما علمت انک لو عدتہ لوجدتنی عندہ یا ابن آدم استطعمتک فلم تطعمنی قال یارب کیف اطعمک وانت رب العالمین قال اما علمت انہ استطعمک عبدی فلان فلم تطعمہ اما علمت انک لو اطعمتہ لوجدت ذلک عندی یا ابن آدم استسقیتک فلم تسقنی قال یارب کیف اسقیک وانت رب العالمین قال استسقاک عبدی فلان فلم تسقہ اما انک لو سقیتہ وجدت ذلک عندی رواہ مسلم ترجمہ پہلی حدیث کا یہہ ہے بندہ ہمیشہ تقرب چاہتا ہے میرا یہانتک کہ محبت کرتا ہون اوس سے پھر جب مین محبت کرتا ہون اوس سے تو ہوتا ہون مین سمع اوسکی جس سے وہ سنتا ہے اور بصر اوسکی جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ اوسکی جس سے وہ حملہ کرتا ہے اور پانون اوسکی جس سے وہ چلتا ہے اور اگر کچھہ مانگے مجھہ سے تو البتہ دونگا اوسکو اور اگر پناہ پکڑے میری ساتھ تو پناہ دونگا اوسکو انتہی بلا مدہی جبکہ تمکو شعور بیدون کے سمجھنے کا بھی نہین اور آپ ایک جاہل محض ہین ہمیشہ بہاکرت اور را ور پورانون مین عمر ضائع کی ہے مضامین کتب بیدون کے آپکے کان کبھی آشنا نہین ہوئی پہر ہم استفہام کی شرم آپکے سامنے کیا کرین بقول اندہے کے سامنے روئے اپنی آنکھین کہوئے کاش سری رامچندر جی یا اشٹ حکیم مخاطب ہوتے تو ہم کچھہ شرح اس حدیث اوس محرم رازکن فیکون کی بیا مین لاتے اور یقین ہے کہ وے بھی سنکر تسلیم کرتے

س: الٹ میساز خود کر خفتی ؛ ہمچو نے من گفتنیہا گفتنی ؛ محرم این ہوش جز بیہوش نیست ؛ مرزبان را مشتری
جز گوش نیست ؛ عشق آمد عقل او آوارہ شد ؛ صبح آمد شمع او بیچارہ شد ؛ عقل خود شحنہ است چون سلطان رسید ؛
شحنہ بیچارہ در کنجی خزید ؛ عقل سایہ حق بود حق آفتاب ؛ سایہ را با آفتاب او چہ تاب ؛ چون پری غالب شود بر
آدمی ؛ گم شود از مرد وصف مردمی رومی او رفتہ پری خود او شدہ ؛ ترک بے الہام تازی گو شدہ ؛ پس خداۓ
پری و آدمی ؛ از پری کے باشدش آخر کمی ؛ چون رسید اینجا سخن لب در ببست ؛ چون رسید اینجا قلم در ہم شکست ؛
لب ببند ارچہ فصاحت دست داد ؛ دم مزن واللہ اعلم بالسداد ؛ بر کنار بامی ای مست مدام ؛ پست بنشین یا
فرود آ والسلام ؛ اب آپ سنئے بیدون کا بیان کہ کسقدر اتباع کلام اوس سرور انام علیہ الصلوۃ والسلام کا کرتے
ہین چہور کا اپنکہد اتہربن بید آتما کو جیو آتما مین دہار کرکے ملاوے کہ بال کی برابر بھی دوئی نرہے اور جو ایسا
کرے وہ قیود عالم مین پہر نہ پہنسے اور عین ذات ہو جاوے یہی نتیجہ بید اور بیدانت کا ہے کنول اپنکہد اتہربن بید
مین ہے کہ جو کوئی اس رمز کو غور کرکے سمجھے وہ برہم ہو جاوے سکل اپنکہد اتہربن بید مین ہے کہ جو اس دنیا ناپایدار
کی حقیقت کو سمجھکر اور لذت محسوسات دنیا و عقبی کو ناچیز جانکر گیان کے دیپک مین من کو روشن کرکے محو اوس ذات
پاک مین ہو جاوے وہ مثل سورج اور چاند کی روشن ہو جاوے اور تاریکی اور نادانی سے خلاص ہو جاوے یہہ
جسکی طرف دیکھے اور جسکی آواز سنے اور جسکا ہات پکڑے سبکی مکت کر دے کیونکہ الساکل سے ملجاتا ہے اور صفت کل
کی پاتا ہے انتہی پاتنجل شاستر والے کہتے ہین کہ جوگ کی پرتاپ سے جیو برہم ہو جاتا ہے دیکہو ادہیاے ۸ بہاگوت سکند
دہم سرب اپنکہد اتہربن بید نشت جو تو مسی مین ہے وہی پرم آتما ہے جبکہ بسبب معرفت کے تو وہ ہو جاوے
پرم آتما ہو جاوے ہر چند کہ طبیعت چاہتی تھی کہ کچھہ زیادہ آپکے سمجھانیکے واسطے تشریح کرون مگر مجبور ہو گیا کہ
کہ بید بیاس جی مانع آئے اور عبارات منڈوک اپنکہد اتہربن بید اور تیتری اپنکہد ججر بید کی زبانی لایا کہ
جب دریا سمندر مین جا ملتے ہین پہر انکا نام و نشان کچہہ باقی نہین رہتا سمندر کہلاتے ہین ایسطرح جسکو
جانو نامعقول سے اس راز کو چھپانا چاہئیے دل کی خاصیت ہے کہ جسکی طرف متوجہ ہووے عین وہ ہو جاوے
اگر عالم کیطرف متوجہ ہووے عین عالم ہو جاوے اگر حق کیطرف توجہ کرے عین حق ہو جاوے یہہ قول قدیم کہ
اور یہہ بھید نامعقولون سے چھپانیکے لائق ہے اور جو نالائق ہے وہ اسکی پڑہنی کا مستحق نہین ہے انتہی اور دائم
مین نے بھی آپکو سخت نااہل و نیک تمیز نالائق دیکھکر قلم روک دیا س: در نیابد حال پختہ ہیچ خام ؛
پس سخن کوتاہ باید والسلام ؛ دوسری حدیث کا ترجمہ خود آپ ہی نے کیا اور اوسی ترجمہ سے آپکے شبہات
آپکے مندفع ہو گئی ہین مگر آپکی قساوت قلبی ہے کہ لکھہ تو دیتے ہو مگر سمجھتے نہین **قولہ** یہہ قرآن سے جانا جاتا ہے
کہ پروردگار شکر گذار بندہ نیکو کار کا ہے سورہ بقر مین ہے مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ واہ واہ

تبارک اللہ کہ بندی خدا ہو حمد کیے حق مین ولی نعمت ہین پس اسکو ضرور ہی کہ شاکر رہی اور سپاس کری انتہا تج لالہ جی واہ واہ کر رہے ہو اب کوئی دم گذرتا ہی کہ بہت نادم ہو کر رہو گی آپکی حماقت حد سے گذر گئی آپ طرق استعمال لفظ شکر سے بسبب ناواقفی کے زبان عرب سے جاہل ہین معنی لفظ شکر کے باعتبار اختلاف مسند الیہ کے مختلف ہو جاتے ہین جبکہ اسناد اوسکی طرف عباد کی ہوتی ہے تو سپاس کے معنی مین مستعمل ہوتا ہی اور جبکہ طرف خدا تعالی کی مسند ہوتا ہی تو معنی مجازات کے ہوتا ہی علی ہذا القیاس اسناد کے اور بعض چیزون کی طرف علاوہ ان معانی کے اور معانی کا فائدہ دیتا ہے (قاموس) الشکر من اللہ المجازاۃ والشکر الدابۃ تسمن علی قلۃ العلف وشکرت الناقۃ کفرح امتلاء ضرعہا انتہی (نہایہ) الشکور تعالی من یزکو عندہ العمل القلیل فیضاعف جزاءہ فشکرہ لعبادہ مغفرتہ انتہی دیکھیے کہ جب باختلاف مسند الیہ کے معنی اوسکی مختلف ہوتے چلے گئے یعنی جب اسناد اوسکی خدا کیطرف ہوئی تو مجازات کے معنی کا فائدہ دیا اور جب دابہ کیطرف مسند ہوا تو سمن علی قلۃ العلف کے معنی ادا کئے اور جب ناقہ کیطرف مسند ہوا تو امتلاء ضرع مین مستعمل ہوا پس اگر ہر جگہ آپ از راہ جہل مرکب کے ایک ہی معنی مراد لین تو کمال حماقت اور جہالت آپکی ہے یہانتک تو ہمنے بحوالہ کتب لغت کے معنے شکر کے تحقیق بیان کی اب از روی تفاسیر معتبرہ کے معنی شاکر علیم کے سنئے (تفسیر مظہری) شاکر علیم مثیب علی الطاعۃ لایخفی علیہ شیء انتہی یعنی جزاء دیتا ہی اوپر طاعت کے اور اوسپر کوئی چیز مخفی نہین (بیضاوی) شاکر علیم مثیب علی الطاعۃ انتہی یعنی ثواب دینے والا ہی اوپر طاعت کے (فتح العزیز) شاکر قدر دان است عمل آنرا رایگان نمیکند انتہی پس ہرگاہ کہ از روی لغت اور تفسیر مفسرین کے معنی شاکر کے واضح ہوگئی تو آپکی واہ واہ محمول اوپر جہالت کے ہی یا خندہ ندامت ہی اب یہہ وقت آپکو تھا کہ آپ بجای واہ واہ کے نادمی کرین اور سنبھلے اور جواب دیجئے ادھیای ۳۲ و ۳۳ بھاگوت اسکند دہم کو ملاحظہ کیجئے اوسمین لکھا ہی کہ جب گوپیان اور سری کرشن ایک موقع پر عیش فرماتے تھی تو یکایک کرشن اونسے علحدہ ہو کر اونکی محبت آزمانے کیواسطے چھپ گئے قصہ مختصر جب وہ تلاش مین بہت حیران اور سرگردان اور حال پریشان ہوئین تو پہر اونکی سامنے آگئے اور اونکی محبت کے مرہون منت ہو کر فرمانے لگے کہ جو ہم برہما کی سو برس جئین تو بھی تمہاری رن سے اُرن نہو نگے انتہی مختصراً یعنے اگر ہم برہما کی سو برس زندہ رہینگے تب بھی تمہارے احسان کا کفران کرینگے فقط پہلے جو چند آپ نے واہ واہ کرکے فرمایا تہا اب نادم ہو کرکے فرمائیے کہ گوپیان خدای مفروض ہنود کے حق مین ولی نعمت ہین پس اوسکو ضرور ہی کہ اونکا شاکر رہی اور سپاس کری اور اونکی رن سے جبتک جئے اُرن نہو ○ حد سے گذری ہیں بیوقوفی آپکی ✤ بوالفضولی بیشعوری آپکی ✤ حاصل اسکا یہہ ہوا انجام کار ✤ آپکا سر اور جوتی آپکی ✤

قولہ پہر اکثر آیات عالم الغیبی خدا سے پرخاش رکھتی ہین انتہی یہہ تو محض غلط ہی مگر آپ طبیعت خفاش

رکھتی ہیں ؂ گرنہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ + قولہ تشریح اُنکی رسالہ سوارم ہند میں مذکور ہی تم
ایک تیغ جو ہین کو تو آپ غلاف سے نکال کر بہت خستہ اور مجروح ہو چکے ہین اسکو غلاف مین جیسی ہی رہنی دو ورنہ
پہلے سے زیادہ زخم اور آزار اوٹھاؤگے ؂ تیغ جوہر را مبر در کارزار + بنگر اول تا نگردد کار زار + وتلک
سیوف الهند تبرو قلبا تبها + ونقطع سیف الله منها القلائد + نسخ کی بحث اوپر درمیان لاکر بہت پشیمان ہو چکے ہو
سیتی ہو کے وعدہ کا تذکرہ پیشتر کر کے بہت سر پٹکے رو چکے ہو اوسکا پھر تذکرہ کمال بے شرمی ہے قولہ سورۂ
بقر مین اہل اسلام کے لئے عورات سے حالت حیض مین اعلام جائز کیا گیا ہے الخ آپ نے غیرت و حیا کو یکقلم جواب دیا ہے
پانون تک جامۂ بیحیائی و بیغیرتی پہن لیا افترا پردازی اور خیانت طرازی اگرچہ شیوۂ مستمرہ ہنود کے جنیو کا ہی مگر آج
ان سب پر بات کیا نہ آپکو دنیا کی شرم رہی نہ عقبی کی ضد و عناد مین اپنے واسطے سامان جہنم کا مہیا کرتے ہو اور
پشت سے انیس سورتونکی بموجب تصریح بید کے دوزخ کو بھرتے ہو اسیکا نام تو خدا کی لعنت ہے جسکی آپ اور پنڈت جی طالب ہو
؂ لعنت آن باشد کہ بہ جنت کند + بر حسد بر ضبط و بر کینت کند + ذرہ سی خدا سے تو ڈرو سورۂ بقرہ مین تو فقط
یہہ حکم ہے کہ اونکے ساتھہ قربت نکرو فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ
حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ یعنی مجامعت عورات سے بحالت حیض مین اور نہ قربت کرو انسے تاوقتیکہ وہ پاک ہو جاوین پھر جب
پاک ہو جاوین تو مجامعت کرو انسے اوس جگہہ سے کہ خدا نے اسکا امر کیا ہے یعنی براہ قبل نہ براہ دبر چنانچہ مفسرین بالاتفاق اس امر پر تصریح
فرماتے ہین (تفسیر کشاف) من حیث امرکم الله من المأتی الذی امرکم الله به وحلله لکم وهو القبل انتهی تفسیر
من حیث امرکم الله یعنی الفرج دون الدبر (تفسیر الامام المسمی بالکبیر) قوله تعالی فأتوهن من حیث امرکم الله وظاهر الامر
للوجوب ولا یمکن ان یقید وجوب اتیانهن لان ذلک غیر واجب فحمله علی ان المراد منه ان من اتی المرأة وجب
ان یأتیها فی ذلک الموضع الذی امر الله تعالی به ثم هذا غیر محمول علی الدبر لان ذلک بالاجماع غیر واجب
فتعین ان یکون محمولا علی القبل انتهی (تفسیر حسینی) من حیث امرکم الله از انجا کہ خدا تعالی امر کردہ یعنی بانی تم
کہ وکران زرع است لاغیر (ترجمہ شاہ عبدالقادر) پھر جب پاک ہو وین تو جاوے جہان سے حکم دیا ہے اللہ تعالی
نے یعنی دوسری جگہہ جو ناپاک ہے اوسکا حکم نہین انتہی ہرگاہ کہ نص قران اور تفاسیر علماء عالیشان سے
ثابت ہے کہ ایام حیض مین تو مجامعت عورت کے ساتھہ اصلا روا نہین اور محل جماع قبل ہے نہ دبر پس سخت بیحیائی
لالہ جی کی ہے کہ ایسا افترای صریح اہل اسلام پر برپا کرتے ہین ظاہرا اپنی ندامت رفع کرتے ہین اور اپنی خلقت اور
پر دھرتے ہین کیونکہ اونکی بڑی بڑی وید مین مقید جماع فی القبل کے نہ تھی بلکہ یہانتک بےقید تھی کہ ناک کے نتھنون کو
بھی محل جماع جائز قرار دیکر مرتکب اوسکی ہوئی ہین چنانچہ اسکند پوران کے کاشی کہنڈ کے دھیائے ۷ مین مرقوم ہے
کہ ایک شخص نام پرجاپت دختری داشت سنگیا نام با آفتاب کتخدا شد چون آفتاب با او صحبت خواست تاب تجلی او

نیاورده بدل گفت که اگر آفتاب بصورت بیضه مرده شود برداشت آن میتوانم کرد چنانچه آفتاب برای خاطرش
همچنان نمود از آنوقت نام آفتاب مارتند گردید من بعد نیز سنگیا طاقت برداشت تجلی او نمیداشت روزی سایه خود را
مجسم کرده گفت که تو بجای ما باش تا بخانه پدر روم و خود بخانه تشٹا پرجاپت رفت پدرش ناخوش شد که زن
را ماندن بخانه شوهر بهتر است تو که چنین شوهر را گذاشته آمدی نخواهم داشت سنگیا چون دید که حالا از ترس بخانه
شوهر و نه بخانه پدر توانم رفت صورت اسپ ماده گرفته بصحرای کور چهتر چریدن گرفت و آفتاب آن زن چهایا را
سنگیا تصور نموده صحبت میداشت الغرض بعد متولد شدن چند پسر و دختر از آن سایه آفتاب را بر حقیقت حال آگهی
دست داد و سایه را از دعای بد معاف کرد باز آفتاب احوال سنگیا دریافت بدشت کور چهتر دید که بشکل ماده اسپ
کاه میچرد خود نیز صورت اسپ گرفته برای جماع عقبش دوید چون سنگیا در آنوقت پشت خود را از آنطرف گردانید
رخ بدانجا رسانید آفتاب از غلبه شهوت منی خود در هر دو سوراخ بینی چکانید بمجرد آن دو فرزند بیکصورت و سیرت
اسنی کمار نام پیدا شدند انتهی مختصراً آپنے جو کچھ مطائبه مبنی بر افترا ایجان رقم کیا ہی زری اوسکا جواب بھی مطابق
اسکند پوران کے سن لیجیے ۵ ہندؤنکا جو دیوتا ہے بڑا ٭ بید مین جسکی ہے بہت سی ثنا ٭ وقت نصف نہار
شام و طلوع ٭ اسکو کرتے ہین سب سجود و رکوع ٭ اوسکو جب شوق ازدواج ہوا ٭ عقد مین لائی دختر تشٹا ٭
سنگیا نام نازنین و حسین ٭ مہ لقا گلعذار زہرہ جبین ٭ بسکہ نوعمر و نرم و نازک تھی ٭ تاب صحبت کی ان
لا نسکی ٭ یہ تو مغلوب تہی ہی شہوت کے ٭ بے تامل اوسی لپٹ ہی گئے ٭ مرد کب سنگدل جہان بگزید ٭ لب دختر
کہ خوان از و بچکید ٭ تنگ آئی بس اونسی وہ نوخیز ٭ تاب رہنی کی تھی نہ پای گریز ٭ دلمین سوچی کہ کچھ تو کیجیے دغا
دیکھ دیو کا یہاں سی چل دیجے ٭ بچ گئی آج اگر تو کل مین مری ٭ ایسے گھر والے سے بھلی نگھری ٭ جاے
چولھے مین ای دادا یہہ سہاگ ٭ ایسے شوہر کے منہ پہ ڈالون آگ ٭ ایسے شوہر کو کر دون ملیامیٹ ٭
پھونک دون اوسکو پورئے مین لپیٹ ٭ دون بہا اسکو کوڑیون کے مول ٭ روپ بہونڈا موئی کا گول
مٹول ٭ اسکو لیجای سیتلا مائی ٭ اسکو آ جای ادہر کی آئی ٭ سن لو داسی کی ہے جسری جمراج ٭ اسکو لیجا
باندہ کر تم آج ٭ جان سی ہی جہان کی شادی ٭ جان اپنی نہین تو جگ پر لی ٭ بات کیسی بتانے کی یہہ بڑی ٭
باندہی ہاتی کے پانون سی بکری ٭ حد سی گذری ہی اسکی سیمہری ٭ مین نہ ٹھہرونگی اسکی گھر مین کبھی ٭
اپنے سایہ کو چھوڑ کر وہ پری ٭ باپ کی گھر کو اپنے بھاگ گئی ٭ باپ اولٹی خفا ہوئی اوسپر ٭ کہ چلی جا
تو یہان سی بدگوہر ٭ سامنی سی تو میرے دور ہو جا ٭ اپنی صورت مجھے کبھی نہ دکھا ٭ مین ہون ناراض
ایسی دختر سے ٭ بھاگ آئی جو گھر سی شوہر کے ٭ باپ کا جب سنا یہہ اوسنی عتاب ٭ بھاگی
کور چہتر کو وہان شتاب ٭ بنگئی گھوڑی وہان وہ چرنے لگی ٭ گھاس سی اپنا پیٹ بھرنے لگی ٭ یہان تو

یہہ حال سنگیا کا ہوا ÷ ماجرا سُنو اب یہہ سورج کا ÷ سالہا سال سایہ سی تہے شاغل ÷ تین فرزند بہی ہوئے
حاصل ÷ بعد چندی جو دیکہی کچہہ آثار ÷ کہل گیا اونپہ حال آخرکار ÷ درد فرقت سی اشک بہنی لگے ÷
ہاتہہ ململ کی تب یہہ کہنی لگے ÷ چہوڑ کر سایہ کو وہ عیارہ ÷ دیکہئی داغ ہمکو مکارہ ÷ خیر جانے دو
جو ہوا سو ہوا ÷ کہوج اب کچہہ لگائیں اوسکا ÷ ڈہونڈتے ڈہونڈتے اُسے پایا ÷ مدعای تلاش پر
آیا ÷ اوسکو گہوڑی کے روپ مین پایا ÷ بہیس گہوڑی کا اوسکو بہی بہایا ÷ دیکہکر اوسکا خوشنماؤ
طور ÷ شکل گہوڑی کی بنگئے فی الفور ÷ جوش مستی سی دُم ہلانے لگی ÷ مثل گہوڑونکی ہنہنانے لگی ÷
جام شہوت سی بسکہ تہی مدہوش ÷ ہوگئی اوس سی جلد ہم آغوش ÷ غالب آئی جو اونپہ خرمستی ÷ کچہہ نسوچی
بلندی و پستی ÷ دیکہئے اونکا فعل نامعقول ÷ اوس کے تہہ نہین کر دیا معمول **قوله** نساؤکم
حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم لیعنی بیبیان تمہاری کہیتیان ہین واسطی تمہارے پس جاؤ کہیتی اپنی
مین جسطرف سی چاہو انتہی لالہ جی کی عقل ماری گئی ہے دعوی کچہہ ہوتا ہی دلیل اوسپر کچہہ لاتے ہین
عجب کشمکش مین گرفتار ہین ذری غور کرین کہ دعوی تو یہ کہ بحالت حیض اغلام جائز کیا گیا اور دلیل
اسپر یہہ آیت لائے کہ جسمین مطلق ذکر بہی حالت حیض کا نہین بلکہ برخلاف اونکے مدعا کے جملہ فاتوہن من
حیث امرکم اللہ متردہا اور متفرع ہی اوپر اذا تطہرن کے پس اگر پردہ غفلت اور جہالت کا لالہ جی
کے حواس ظاہری اور باطنی پر نہین ہی تو یہہ کج بینی اور قساوت کس چیز پر متفرع ہی سہ آتش کرنا مست
این دو و چیست ÷ جان کہ گشت وروان مرد و دچیست ÷ ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی
ابصارہم غشاوۃ ÷ صم بکم عمی فہم لا یرجعون اب رہی یہہ بات کہ یہہ آیت جواز اتیان فی الدبر پر دلالت
کرتی ہی یا اوسکی حرمت پر اور از روی لغت کے اور تفسیر مفسرین کے معنی آیت کے کیا ہین سو قبل اسکی
کہ تحقیق مدعا مین بحث کرین ایک امر کا بیان ضرور ہی اور وہ یہہ ہی کہ بعضے جاہل ازراہ حماقت اور
جہل مرکب اور ناواقفی کے لغت عرب سی جہان کہین یہہ عبارت اتی المرءۃ من دبرہا یا لفظ استدبار
دیکہتی ہین بیوقوفی اور جہل مرکب کی راہ سی یہہ سمجہتی ہین کہ مراد اس سی اتیان فی الادبار ہی حالانکہ
یہہ انکی صریح جہالت ہی معنی اتی المرءۃ من دبرہا کے یہہ ہین کہ مجامعت کی عورت سی اوسکو اولٹا
لٹاکر اور اوسکی مقابل ہین یہہ لفظ ہی اتاہا من قبلہا یعنی مجامعت کی اوس سی اوسکو چیت لٹاکر ان دونو
عبارتون کے مفہوم مین ہیئت اور وضع جماع تو البتہ مختلف ہی مگر محل جماع مختلف نہین اور یہہ امر
کچہہ محاورہ عرب پر ہی منحصر نہین ہی بلکہ اردو مین بہی مطابق عربی کے ہی یعنی اگر کہا جاوی کہ مجامعت
کر جسطریق سی یا جس طرح سی یا جسطرح چاہی یا جس طرف سی تو مراد یہہ ہوگی کہ جس ہیئت پر چاہو جماع کرو

خواه باستدبار خواه باستلقا ہان اگر لفظ فی الادبار واقع ہوگا تو ظاہر لفظ اسپر دلالت کریگا کہ مراد جماع فی الدبر ہی الیسا ہی اگر اُردو مین کہا جاویگا جس مین چاہو جماع کرو تو تخیر جماع فی الدبر کی مفہوم ہوگی جب یہہ امر متحقق ہوا تو ہم کہتے ہین کہ خود لالہ جی اپنے ہی ترجمہ کو دیکھین کہ خود وہ ترجمہ اسطرح پر لکہتے ہین جاؤ کہیت مین اپنی جس طرف سے چاہو پس صاف مستفاد الفاظ کا ظاہر ہوا کہ خواہ از راہ استدبار خواہ از راہ استقبال اور بوضاحت تمام عیان ہوگیا کہ یہہ بیان کیفیت اور وضع جماع کا ہے نہ بیان تعدد محل جماع کا علاوہ بران جب آیت مین یہہ لفظ ہے کہ جاؤ کہیت مین اپنی اور یہہ امر بدیہی ہے کہ موضع کہیت جس سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے قبل ہی دبر نہین پس کچہہ شک و شبہہ نہین رہا کہ مراد انی شئتم سے ہیئت اور وضع مجامعت فی القبل ہے نہ مجامعت فی الدبر علاوہ بران ہر گاہ کہ ماقبل اس آیت کے صریح واقع ہے فاتوہن من حیث امرکم اللہ اور معنی اوسکا اوپر ہمنے بہت تصریح کے ساتھہ بحوالہ لغت و تفاسیر بیان کردی ہین کہ مراد محل مجامعت فی القبل ہے اور علی ہذا القیاس بعد اس آیت کے واقع ہے کہ قدموا لانفسکم یعنے آگے کی تدبیر کرو یعنی اس جماع سے نیت طلب اولاد رکہو محض شہوت رانی ہی مقصود نہو اور ظاہر ہے کہ امتثال اس حکم کا اتیان فی الدبر مین ہرگز متصور نہین پس بعد اسقدر تصریحات کے ہرگز گمان بہی اتیان فی الادبار کا ناشی نہین ہوسکتا بجز اسکی صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین شان نزول آیت کی اسطرح پر مروی ہے کانت الیہود تقول اذا اتی الرجل امرءتہ من دبرہا فی قبلہا کانت الولد احول فنزلت نساءکم حرث لکم الآیہ یعنی یہود کہا کرتے تھے اگر مرد عورت سے جماع کرے اوسکی قبل مین پیچہے سے تو بچہ احول پیدا ہوگا تو اونکی تکذیب مین یہہ آیت نازل ہوئی پس صحیح معنی آیت کی ایسی واضح ہوگئی کہ کسیطرح پر جماع فی الادبار کا شبہہ اور وہم بہی باقی نرہا اور یہان جو یہہ لفظ وارد ہوئی کہ من دبرہا فی قبلہا اونسے صاف صاف تفرقہ درمیان من اور فی کے واضح ہوا جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے اور شان نزول اس آیت کا مطابق روایت صحیحین اور کتب صحاح مین بہی مروی ہے چنانچہ صحیح ترمذی مین ابن عباس سے مروی ہے اقبل وادبر واتق الدبر والحیضۃ یعنے سامنے سے جماع کر یا پیچھے سے مگر بچ دبر اور حائض سے پہر صحیح ترمذی اور ابن ماجہ مین خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے ان النبی صلعم قال ان اللہ لا یستحیی من الحق لا تاتوا النساء فی ادبارہن یعنے فرمایا رسول اللہ نے کہ اللہ تعالی حق بات سے حیا نہین کرتا نہ جماع کرو عورتون سے اونکی ادبار مین پہر امام احمد نے اپنی مسند مین اور ابو داؤد نے بعض مین روایت کی ہے ابو ہریرہ سے قال قال رسول اللہ صلعم ملعون من اتی امرءتہ فی دبرہا یعنے فرمایا رسول اللہ صلعم نے ملعون ہے وہ شخص جو جماع کرتا ہے عورت سے اوسکی دبر مین پہر ابن عباس سے جامع ترمذی مین روایت ہے قال رسول اللہ صلعم لا ینظر اللہ الی رجل اتی رجلا او امرءۃ فی الدبر یعنی خدا توجہہ نکریگا طرف اوس مرد کی

جو مجامعت کرے مرد سے یا عورت سے اسکی دبر مین صحیح مسلم مین ہے ان الیہود کانت تقول اذا اتیت المرأة من
دبرہا فی قبلہا ثم حملت کان ولدہا احول فنزلت نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم ان شاء مجبیۃ و
ان شاء غیر مجبیۃ غیر ان ذلک فی صمام واحد یہود کہتے تھے کہ اگر مجامعت کیا وے ساتھ عورت کے پیچھے سے اسکی
قبل مین اور حاملہ ہو جاوے تو بچہ احول ہوگا تو یہہ آیت نازل ہوئی نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی
شئتم یعنے چاہے اوٹھا کر یا سیدھا لٹا کر مگر یہہ ہو وے کہ جماع صمام واحد مین یعنی ایک سوراخ معین مین
جب ہم تفسیرات کی اور روے لغت عرب اور بیان صاحب حی عم کے مطابق تشریح مذکورہ بالا کے کر چکے
تو ہمکو کچہہ ضرورت نقل کرنے قول کسی مفسر کی نہین ہے مگر بھی ہم واسطے دفع شبہات عمار اور جہلاء اور
حاسدین اور منکرین کے اقوال مشاہیر مفسرین کے اس آیت کی تفسیر مین نقل کرتے ہین رئیس المفسرین علامہ
زمخشری کشاف مین لکھتے ہین قولہ تعالی حرث لکم مواضع حرث لکم وہذا مجاز شبہن بالمحارث تشبیہا لما یلقی
فی ارحامہن من النطف التی منہا النسل بالبذور وقولہ فاتوا حرثکم انی شئتم تمثیل ای فاتوہن کما تاتون
اراضیکم التی تریدون ان تحرثوہا من ای جہۃ شئتم لا تحظر علیکم جہۃ دون جہۃ والمعنی جامعوہن من
ای شق اردتم بعد ان یکون الماتی واحدا وہو موضع الحرث وموقع قولہ تعالی نساؤکم حرث لکم موقع
البیان والتوضیح لقولہ فاتوہن من حیث امرکم اللہ یعنی ان الماتی الذی امرکم اللہ بہ ہو مکان الحرث
ترجمۃ لہ وتفسیر وازالۃ للشبہۃ ودلالۃ علی ان الغرض الاصیل فی الاتیان ہو طلب النسل لا قضاء
الشہوۃ فلا تاتوہن الا من الماتی الذی یتعلق بہذا الغرض انتہی قاضی ناصر الدین تفسیر بیضاوی
مین لکھتے ہین قولہ تعالی واللہ یحب المتطہرین المتنزہین عن الفواحش والاقذار کمجامعۃ الحائض والاتیان
فی غیر الماتی نساؤکم حرث لکم مواضع حرث لکم شبہن بہا تشبیہا لما یلقی فی ارحامہن من النطف بالبذور
فاتوا حرثکم ای فاتوہن کما تاتون المحارث وہو کالبیان لقولہ فاتوہن من حیث
امرکم اللہ انی شئتم من ای جہۃ شئتم روی ان الیہود کانوا یقولون من جامع امرأتہ من دبرہا فی
قبلہا کان الولد احول فذکر ذلک لرسول اللہ صلعم فنزلت انتہی (تفسیر مظہری) یحب المتطہرین من
الاقذار کمجامعۃ الحائض والاتیان فی الدبر فحرمۃ اتیان النساء فی ادبارہن ثبتت بہذہ الآیۃ نساؤکم
حرث لکم یعنی مواضع حرث لکم شبہن بہا تشبیہا لما یلقی فی ارحامہن من النطف بالبذور یعنی ینبغی
لکم اتیانہن ضرورۃ ابقاء النسل فاتوا حرثکم یعنی فروجہن فہو کالبیان لقولہ فاتوہن من حیث
امرکم اللہ انی شئتم یعنی کیف شئتم فان کلمۃ انی مشترکۃ فی معنی کیف واین ولا یتصور ہہنا معنی
این فانہ یدل علی عموم المحل ومحل الحرث لیس الا واحدا فتعین معنی کیف والتقیید بما سبق ذکرہ من التحقیق

فے سبب نزول الآیۃ و قدموا لانفسکم یعنے لا تقصدوا بالنکاح الحظوظ العاجلہ بل اقصدوا المنافع
الراجعۃ الی الدین من تحصین الفرج والولد الصالح یدعوا لہ ویستغفر انتہی (تفسیر حسینی) نساءکم حرث لکم
زنان شما موضع کشت زار شما اند یہود میگفتند کہ ہرگاہ در وقت مباشرت ظہر زوجہ جانب او باشد
فرزند احول آید جواب از حق سبحانہ وتعالے رسید کہ زنان شما محل زرع ومنبت اولاد اند فاتوا حرثکم
پس بیائید بکشت زار خود انی شئتم ہرچہ گونہ کہ خواہید بطریق ادبار واقبال و استلقاء وغیر ان چون آتی
واحد باشد یعنی موضع حرث بود نہ محل فرث وفرا پیش دارید لانفسکم برای نفس خود یعنی طلب ولد کنید
انتہی (ترجمہ شاہ عبد القادر) عورتیں تمہاری کہیتی ہیں تمہاری سو جاؤ اپنی کہیتی میں جہاں سے جاہو یعنی
جس راہ سے جاہو جاؤ یعنی کہیتی ہی میں کہیتی وہی ہے جہاں تخم ڈالے تو اوگا اور آگے کی تدبیر کرو اپنے واسطے
یعنے اس صحبت میں نیت چاہئے اولاد کی تا کہ ثواب ہو انتہے تفسیر درمنثور میں ہے کانت الیہود تقول اذا اتی
الرجل من خلفہا فی قبلہا ثم حملت جاء الولد احول فنزلت نساءکم حرث لکم الآیہ ان شاء مجبیۃ غیر ان
ذلک فی صمام واحد انتہی یہانتک ہمنے مفسرین عالیشان کے اقوال تفسیر آیت میں نقل کئے اب ہم فقہاء اربعہ
کے مذہب کی کتابوں سے اونکے اقوال نقل کرتے ہیں صاحب ہدایہ جو حنفی مذہب ہیں لکھتے ہیں من اتی امرءۃ
فے الموضع المکروہ او عمل عمل قوم لوط فلا حد علیہ عند ابی حنیفۃ ویعزر وقالا ہو کالزنا یحد وفی الجامع
الصغیر ویودع فی السجن حتی یتوب انتہی نووی شارح مسلم جو شافعی المذہب لکھتے ہیں اتفق العلماء الذین یعتد بہم
علی تحریم وطی المرءۃ فی دبرہا حائضا کانت او طاہرۃ لاحادیث کثیرۃ مشہورۃ قال اصحابنا لا یحل الوطی فی
الدبر فی شیء من الآدمیین ولا غیرہم من الحیوان فی حال من الاحوال انتہی مسوی میں جو موطا امام مالک کی
کی شرح ہے لکھا ہے اما الاتیان فی الدبر فحرام فمن فعلہ جاہلا بتحریمہ نہی عنہ فان عاد عزر انتہی اور امام احمد
بن حنبل کی روایت ہمنے اوپر نقل کی ہے اس تحقیق سے بخوبی ثابت ہوا کہ آیت قرآن اور بیان جناب رسالتمآب
صلعم بہت صاف ہے تحریم اتیان فی الادبار میں اور یہہ فعل ہر حالمیں حرام ہے بحرمت غلیظہ اور اہل سنت وجماعت
کے چاروں مذہبوں کے علماء متفق ہیں اوپر اوسکی حرمت کے پس جو شخص کہ دعوی اسکا کرے کہ اہل سنت کی کسی
مفسر نے تفسیر آیت کی برخلاف اوسکی کی ہے اوسپر واجب ہے کہ بعینہ عبارت مفسر کی لکھے یا اگر یہہ دعوی کرے کہ
فلانے امام نے حکم جواز اس عمل کا دیا ہے تو خود اوسی امام کی کتاب سے یا اوسکے مذہب کی رواۃ کی کتاب سے
اوسکو ثابت کرے کچھہ نہیں کہ مثلا دعوی تو یہہ کہ امام مالک نے یہہ حکم دیا اور سند اوسپر لاوے عبارات جو
کتب حنفیہ میں لکھی ہیں یا دعوی فتوی امام ابو حنیفہ کا کرکے دلیل اوسپر لاوے عبارات کتب شافعیہ کی ہرگاہ
کہ ہر ایک امام کے مذہب کے مقلد اور مجتہد فی المذہب بہت گذرے ہیں اور موجود ہیں اور ہر ایک نے اپنے امام کے مذہب

کو نقل کیا اور کتابین ترتیب دین اور وہ کتابین بہت کثرت سی موجود ہین بلکہ خود انہونکی کتابین بھی موجود
ہین اور ظاہر ہے کہ ہر ایک مذہب کے عالم کو اپنی مذہب اور اپنی امام کے اقوال پر زیادہ علم ہوتا ہی مقابلہ اوسکی
قول اور اوسکی روایت کی روایت دوسری مذہب کے راوی کی اوس مذہب کی بابت زیادہ تر معتمد ہی پس ایسی
حالت مین جب خود اوس امام کی کتاب مین کوئی مسئلہ مرقوم ہو یا اوسکی اتباع اوسی نقل کرین اور اوسکے
خلاف دوسری مذہب والونکی کتابون مین کوئی قول منسوب اوس امام کیطرف پایا جاوی تو دوسری مذہب والونکی
روایت ہر آئینہ متروک اور غیر معتبر سمجھی جاویگی خصوصاً ایسی حالتین کہ صدہا لعین دشمن دین پیروان ابن
سبا نے انداد بدذاتی کے یہہ شیوہ اختیار کیا ہو کہ اپنی گروہ مین سے کسیکو بنام نامی نعمان اور کسیکو بنام محمد
بن ادریس اور کسیکو بنام احمد بن حنبل اور کسیکو بنام مالک بن انس موسوم کرکے واسطی تلبیس عوام کے کتابین
تصنیف کی ہون پس ایسی حالتین ہر آئینہ واجب ولازم ہی کہ ہر ایک مسئلہ مین ہر ایک امام کی کتاب معتبر اور
مشہور کیطرف رجوع کیا جاوی تاکہ صحت مسئلہ کی ہووی خلاصہ تحاریہہ ہی کہ مخالفین دین متین خواہ تم ہو یا
ہون خواہ پیروان ابن سبا اگر کسی بحث مین علی الخصوص اس بحث مین کسی قول کو کسی امام ہمام کیطرف منسوب
کرینگے اور خاص اوسی امام کے مذہب کی کتاب سی سند نلا دینگی تو امیدوار جواب تحریر کے گی اور عاجز ہونا
اونکا نقل عبارت کتاب امام موصوف سی دلیل ہے اصلی نسبت مسئلہ مذکورہ کے بطرف امام ہمام کے متصور
ہوگی اب ہم اقوال لالہ اندر من کیطرف قولاً قولاً توجہ کرتے ہین قولہ مصنف ہدیۃ الاعتصام جابجا اپنی کتاب
مین تفسیر حسینی پر تکیہ کرتا ہی لیکن معنی انی شئتم کی نسبت اوسکو بے اعتماد ٹھہراتا ہی اور جو کچھ دلیلین آتا ہو بلا
حوالہ کتاب زبان پر لاتا ہی انتہی صاحب ہدیۃ الاعتصام مین کب تفسیر حسینی کو نامعتبر بتاتا ہی لالہ سیاہ دل کچھ بھی دل
مین نہین شرماتا ہی کہ افترا پردازی سی پیش آتا ہی قولہ کیونکہ حسینی نے انی شئتم کے معنی یہہ لکھے ہین
کہ خواہ بطریق دبر خواہ بطریق قبل عورت سی صحبت کرو انتہی دیکھو تو کسقدر حسین واعظ پر افترا بر پا کیا ہی لالہ جی
تم تو سخت بیحیا بیغیرت نکلی بیچڑ منہ لعنت خدا کی باوجود اسقدر افترای صریح کے تمکو شرم نہین آتی کہ ایسے
لعنت زدہ منہ سنا منی کرتے ہو غیرت ہو تو ڈوب مرو ہمنی صرف تمہاری تشبیہہ کیواسطی عبارت تفسیر حسینی
کی بالاستیعاب نقل کی ہی تاکہ خاص و عام پر بے ایمانی اور بدذاتی تمہاری مشتہر ہو جاوی اور آیندہ تمہاری
بات پر کوئی یقین نلاوی جب تمام مناظرہ مین مغلوب ہوئی تو سوای افترا پردازی کے اور سبیل اپنی نجات کی
نہ دیکھی مگر ہم تمکو بغیر گدہا ڈہول دیے ہرگز نچھوڑینگی کہانتک حیلہ بازیان کروگے ہم کار دونان حیلہ و
بیشرمیست ؛ سیجدانی لالہ جی کی المعنی من حسینی نے لکہی ہی قولہ عبدالقادر دہلوی بھی اسیطرف گیا ہی
انتہی لالہ جی تم ہوتے ہی نہ مری جب تو لگتا گز کپڑا اب لگین گے بہتان کے تہمان سوای اسکی بموجب

حکم سید کے ۲۲ پشت تو تمہاری تمہاری جریمہ مین اوسمہی منہ دوزخ مین بجاتین اچہی کپوت پیدا ہوئی
آپ ڈوبنے اور ۲۲ پشت کو ڈبو یا گہر کا گہر ہی کہو یا شاہ عبد القادر صاحب کے ترجمہ کی عبارت ہمنی صرف
تمہاری ہی بیحیائی اور افترا پردازی کے ثابت کرنے کیواسطی اوپر نقل کر دی ہی قولہ چنانچہ ترجمہ موجود
ہے دیکہہ لیجئے انتہی صرف دیکہہ لینی ہی پر اکتفانہ کیجئی بلکہ اسقدر اور بڑہا دیجئی کہ اگر ترجمہ شاہ عبد القادر کے
حرمت جماع فی الدبر کی نکلی تو آپ مسلمان ہو جاتی ہو اور اگر حلت ثابت ہو تو ہمسی کنارہ کیجئی اگر آپ ایسے
اغبی نہو تی تو صاف ظاہر ہو گا کہ آپکی سب تقریرین محض از راہ بدذاتی اور بے ایمانی کے ہین قولہ محدث
بخاری اور مصنف انساب اور مفسر سیوطی اور امام فخر الدین رازی وغیرہ علانیہ کہتی ہین کہ حالت حیض مین
عورت سی اغلام روا ہی انتہی حدیث بخاری اوپر مذکور ہو چکی ہی اور عبارات تفسیر در منثور اور امام
رازی کی بھی ہم اوپر نقل کر چکے ہین اونسی تکذیب لالہ سیاہ درون کی ثابت ہی پس انکی سخت بیحیائی
ہے کہ آفتاب کے چہپانے کو خاک اوڑاتے ہین ع چہ دلاور ست دزدی کہ بکف چراغ دارد +
اس مقام پر لالہ کذاب نے پرلے درجہ کی بیحیائی اختیار کی اور مکر شیطانی کو بہت کام مین لانے
اور کذابی اور بے ایمانی اونکی خود اونہین کی تقریر سی ثابت ہی کہ جتنی کتابونکا حوالہ دیا اونمین سے
ایک کی عبارت کو بھی نقل نہین کیا اگر یہی داب مناظرہ کا ہی اور افترا پردازی اونکی دین مین روا ہے
تو آیندہ قصد مناظرہ کا نکرین دیکہئی ہمنی یہہ دعوی کیا ہی کہ ہنود کے بڑے دیوتا جنکی وہی دن مین
تین مرتبہ پرستش کرتے ہین مرتکب جماع کے اپنی زوجہ سی ناک کے نتہنون مین ہوئی اور اوسکی اثبات
پر ہمنے بعینہ عبارت ترجمہ کاشی کہنڈ اسکند پران کی لکہدی اگر اسی طرح آپ بھی بعد نقل عبارات
کتب مذکورہ کے اپنی دعوی کو ثبوت کو پونہچاتے تو ایکبات بھی تھی ورنہ یون تو ہر بیہودہ سر احکایات
بے سروپا بکا کرتا ہی ایسی واہی کی باتین قابل التفات کے نہین قولہ بہرادعای مخالف کہ موضع
زراعت بطرف خاص ہو درحقیقت تکذیب قران ہی کیونکہ صاحب قران تو تمام اندام عورت کو موضع
زراعت کہتا ہی مثلاً نساءکم حرث لکم یعنی عورتین تمہاری جای زراعت ہین واسطی تمہارے اور یہہ
شخص برعکس قران ہرزہ درای ہی کہ موضع زراعت جای توالد وتناسل ہی انتہی لالہ جی تم تو سخت احمق
نکلے تمکو بات سمجھنی کی بھی لیاقت نہین آپ نے عبث اپنی تئین رسوای زمانہ کیا ہی آپ طرق تفنن
کلام سی محض نابلد ہین آپ ان استعارات اور کنایات لطیفہ کو کیا سمجہین اہل ہند جسطرح اور فنون
سی جاہل محض ہین افتنان کلام سی بھی ناواقف ہین اور اونکی سامنی بیان کرنا بھی خوبی اسالیب کلام
کا بیفائدہ ہی کیونکہ جب وہ علم معانی اور بیان سی بے بہرہ ہین تو مطالب علمیہ کنسے کہنا اندہے کے آگی مشعل

روشن کرتا ہی مگر واسطی صاحبان بصیرت اور واقفان فن فصاحت کے کچہہ مختصر الکہا جاتا ہی کہ ہرگاہ
سب ارباب عقول برخلاف ہنود جہول کے اِس امر سے واقف ہین کہ محل توالد اور تناسل مہین ہی اور
کوئی صاحب عقل سوای ہنود آگندگان جہل کے اسمین شک نہین کرتا پس جب اِس صفت کساتھہ تذکرہ
عورات کا آویگا جیسا کہ قران مین آیا کوئی صاحب عقل اسمین شک نکریگا کہ فرد اوس سی موضع خاص
اور مجرد تذکرہ اِس قسم کے لفظ کے ذہن بطرف فہم ایسی مدعا کے باقتضای دلالت عقلیہ کے جاویگا اور
ہرگز اوس سی تجاوز نکریگا کیونکہ سوای اوس موضع کے اور کوئی موضع محل حرث نہین اور چونکہ دلالت عقلیہ
دلالت لفظیہ سی زیادہ تر قوی ہی پس مین مقتضای نہت بلاغت یہہ ہوا کہ اردوی کنایہ کے شی مستہجنۃ الذکر کو
ایسی الفاظ سی تعبیر کیا جاوے کہ ذکر اسکا مستہجن بہی نہو اور سامعین اگر کچہہ بہی عقل سے بہرہ رکہتی ہون انکو
تو سمجہہ لیں لہذا اسمقام پر لفظ فروج کو کہ تطویل محض ہی متروک کیا گیا اور لفظ نساءکم کافی سمجہا گیا اور علم
بیان مین اِس قسم کے اقستان کا نام تسمیۃ الجزء باسم الکل ہی اگر لالہ جی اوسکو نہ سمجہین تو اونکی حماقت ہندیہ کا
اثر ہی اور تسمیۃ الجزء باسم الکل کچہہ مختص زبان عرب ہی مین نہین بلکہ سب زبانون مین ذایع اور شایع ہی دیکہو
ایک قطعہ وسیع زمین کو جو کسی بڑی گانون سی جدا کر کے آباد کر لیتے ہین تو اوسکو مزرع بولتی ہین اگر کوئی عقل
کا دشمن مماثل لالہ اندرمن کہی کہ اِس تسمیہ سی لازم آیا کہ جسقدر زمین شور کلر غیر ممکن آبادی جنگل اوس قطعہ وسیع
مین ہی سب محل زراعت ہی تو خود لالہ اندرمن ہی غور فرما دین کہ مانند اونکی کسقدر احمق اور بیوقوف سمجہا جاویگا
دیکہو یہہ بات ہر کوئی کہہ سکتا ہی کہ لالہ اندرمن روٹی کہاتے ہین چونکہ محل اور عضو کہانیکا معین ہی پس کیا
لالہ اندرمن صاحب ازراہ فرط دانائی اِس قول صحیح کو اسپر محمول کرینگے کہ تمام اعضا اور اندام جناب لالہ جی
کے محل خورد نوش کے ہین اگر ایسا تصور فرما دین تو سمجہو کہ اونپر سخت ادبار آگیا اور اونکی وہی مثل ہوگئی کہ منہ
طعم خوبی خوردہ است لیک سوراخ غلط کم کردہ است دیکہئی اسرچہ اپنکہند رکہہ بید مین مرقوم ہی کہ جن
حیوانات کے تلے کے دانت ہین اور اوپر نہین ہین وہ خوراک ہین انتہی کیا لالہ اندرمن ازراہ و نور دانش
اِس کلام کو اسپر محمول کرسکتی ہین کہ جس جس چیز پر وہ حیوانات مشتمل ہین وہ سب چیزین خوراک ہین اور
استخوان و پوست و نجاسات جو انمین ہین سب خوراک ہین دیکہو یہہ کہا جاتا ہی کہ لالہ فلانے از بطن فلانے
زوجہ فلانی متولد ہوئی ہین چونکہ محل ولادت معین ہی مجرد اِس قول کے ہر عاقل طریق ولادت کو سمجہہ لیگا
کیا مطابق فہمید جناب لالہ اندرمن صاحب کے اسکا مفہوم یہہ ہی کہ لالہ مذکور دوسری راہ سی برآمد ہوئی ہین چہ گنہ
تت اپنکہد اتہرین بید مین لکہا ہی کہ دنیا کے آدمی سخت نادان ہین کہ جس دروازہ سے منی برآمد ہوئی ہین اور
بروقت برآمد کے تکلیف پاتے ہین پہر اوسی دروازہ مین داخل ہونیکو لذت تمام سمجہتی ہین انتہی فبالله صاحب

آپ کا علم و عمل نسبت اس عبارت کی یہہ ہی کہ بجمیع اجزا جسمیہ اُس ذرواز دہ مین داخل ہوجاتے ہین صدہا اس قسم کے نظائر ہین اگر جناب لالہ صاحب آپ بسبب جہل مرکب کے اونکو برعکس حمل کرین تو آپ کی حماقت جبلی اور جہالت فطری اور غباوت پیدایشی ہے حد سے گذری ہو قوفی آپکی ذ بوالفضولی بشیعوری آپکی ذخلاصہ کلام یہہ ہی کہ لفظ حرث جو آیت مین واقع ہے صاف دلالت کرتا ہی اسپر کہ لفظ نسا کم نظر ابو تسمیۃ الجزء باسم الکل وارد ہی اور ہر صاحب عقل مجرد استماع اس کلام کے ایسا ہی سمجھیگا نہ برخلاف اوسکی البتہ جہلا ہندسے بعید نہین کہ مطابق فہمید خرد دشمن لالہ اندرمن کے تصور کرین کہ تمام بدن عورت کا محل حرث ہی کیونکہ اونکی افسانہا ی مذہبی سے پیدا ہی کہ مجامعت عورات کے ساتھہ منحصر اوپر محل خاص ہی کے نہین بلکہ یہانتک نوبت ہے کہ ناک کے نتھنو مین بھی یہہ فعل کیا جاتا ہی اور اُس سے بھی اولاد حاصل ہوتی ہی چنانچہ قصہ عمل سورج دیوتا اور پیدایش اشنی کمار کا اوپر مذکور ہوچکا بلکہ بظاہر پیدا ہونے ایسی اولاد خوش سیرت خوبصورت جامع فن طب و حکمت کا دلیل اسپر ہی کہ ہنود مین یہی عمل بہت پسندیدہ ہے کہ جس سے ایسی اولاد جامع محاسن ظاہری اور باطنی پیدا ہوی استقرار نطفہ اکثر کیشتران اور مجہو دری کا بسبب کہا جانے یا پہچانے آب منی کے واقع ہوا چنانچہ کتب ہنود سے ظاہر ہی قصہ پیدایش سکھدیو جی کا بھی گنیش پوران مین قابل سماعت کی ہی کہ اُس سے بھی ظاہر ہے کہ محل ادخال نطفہ رحم مین مخصوص محل خاص نہین زوجہ بیاس جی کے منہ کی راہ مادہ سکھدیو جی نے رحم مین استقرار پکڑا ہی چنانچہ ترجمہ گنیش پوران لکھتا ہی

یہہ منتر فرمانا مہادیوجی کا گوری سے اور سننا طوطی کا اور ظہور فرمانا سری سکھدیوجی کا

گوری نے کہا یہہ کیا ہین اسرار
اسوجہہ سے ہے زوال مجکو
مجکو نہین مرگ سے خلل ہے
وہ منتر بتائیے مجھے آج
تب بولے یہہ از رہ نکوئی
تفتیش سے درگذر کرو تم
اوٹھ کیطرف ہوئے روانہ
اِک تیرہ و تار عالم ہو
دیکھا نگہہ غضب سے اکبار

گنپت ہو نگاہ مہربانے
ہوتے نہین آپکے جو اوتار
بولے مجہی یہہ منتر ہے یاد
جلتا پر طائر اجل سے
عالم مین بعیش و کامرانے
واقف نہین اُس سے اور کوئی
گوری جو مصر ہوئین کہا خیر
اِک دشت مین آئی چابکانہ
گو دشت مین مطمئن ہوا دل
پران ہوئی مرغ دشت و کہسار

حاصل ہو نشاط و کامرانے
ہردم ہی یہی خیال مجکو
رہتا ہون اسی سبب سے دلشاد
گوری نے کہا کہ ایہاراج
حاصل ہو حیات جاودانے
بہتر ہے کہ الحذر کرو تم
بتلائین وہان جہان نہو غیر
صحرا مین نہ آدمی کی تہی بو
لیکن پئے احتیاط کامل
بیٹھین نہ تحمل تر ہوا نے

سنی لیکن مطلب نہ مانے
طوطا کوئی شاخ گل پہ تھا
پران ہوا مرتے تیر پر جلد
شمبہو ہوئی محو خوش بیانی
کہا سی مراد چین رہا تھا
جب منتر دیت لئے کہہ سنایا
فرمائے منتر کو دوبارا
جب قصہ مختصر ہوا طول
پران ہوا سے تیر پر سے
کی اندر کی جا کے جیہہ سمائی
پوچھا سوئی خانہ سری پاس
پھرتی سے وہیں میں آ گیا وہ
اس گھر سے نکال دو میرا جور
نے تنگ یہہ ہوا گناہ مجھ سے
اب قالب عنصری میں آیا
بولی مجھے منتر بر زبان جو
محکم ہو بنای زندگانی
طاہر ہوا جیہہ مطلب دل
صدمات اجل سے بیخطر ہے
خاموش وہ مالک زمانہ
پنہان تھا میان بطن مادر
برہما سے دعا کی بصد ہوش
استت لگی کرنے چار ناچار
بولی مجھی ایک بیٹا دیں ایسے
وہ مائہ نور باہر آیا

صحرا تھا وہ ساتھیں سے خالی
تیر نیں نہاں وہ سر پر تھا
شمبہو نے یہاں جو گرم کھا
کچھہ دیر میں سو گئیں سوانی
پاربتی جو عقل بوجوان تھی
تنی پاربتی کو ہوش آیا
تب بولے کہ شاید اور کوئی
اوٹھو سری شمبہو لیکے ترسول
ہر لوک میں ہر طرف پھرا وہ
پروا رہے پر آمان سیان تھی
تہ ویہم اونکی جو قصر میں تہائی
مانند ہوا سما گیا وہ
قدموں پہ گری وہ زندہ جان
مجرم کوئی بیا یا مجھ سے
فرمائی اوسکی کیا خطا ہے
ہر لحظہ بہ رنگ حرز جان ہے
مجرم نے غضب کیا ہے افسوس
کہنے لگے حاضرین محفل
شب جی تھی جو صاحب کرامات
کیلاس کو آپ جا بکانہ
گذری جو یوں میں دوازدہ سال
اس بار گران سے یون سکندر
جان اندہ التفات بخشو
مایا سے بچوں بہی ہوس ہے
سرمایہ علم و حلم لے رہو

ٹلتی نہیں بات ہو ہوا سے
بیضہ کو بس آتش چھوڑ کر جلد
بچہ ہوا وان نکلکے پردار
طائر وہ بگوستن سے ماتھا
گوری کے عوض زبان پہ تہی
بولیں کہ میں سو گئی تمہارا
سنتا تھا براہ نفسہ جو کئی
بچہ بھی یاور آادہر سنجر سے
پاربتی کے پیٹ پر گرا وہ
آخر وہ بغرق قلزم یاس
سستی کے سبب جمہائی آئی
شمبہو نے یہ بچگو ان کیا جو
کی عرض کہ جو ہے میری پاس
منہہ میں میری دفعتہ سمایا
بخشو جو وہ لایق عطا ہے
سنتے ہی یہ ہم ہو کا ترانے
خلوت میں وہ بس لیا ہمہ نفیس
وہ منتر کو سن چکا اگر ہے
سوچی تو حقیقتہ یہہ تہی بات
میان بچہ طائر سبک پر
مادر ہوئی غم سے سخت بیحال
شستہ رہو ہے دیوتا سب اکبار
مادر کو بس اب نجات بخشو
کہینچی سری کشن جی نے مایا
مشہور باسم پاک سکھدیو

وہ گوہر قلزم سعادت
آئینہ دل بے گرد وسواس
ہوتا نہ اگر مین گرم گفتار
سہل با چکے تحمل گفتگو سے
دانائی پہ اپنی غور کیجے ؛؛
جب سے تب غم تب کرین آہ
کہانے لگین بحر غم مین غوطے
مسکن سے چلین وہ بادل زار
پاس اوسکے گئین بپاس الفت
قدمون پہ ادب سے سر جھکایا
بولی وہ کہ تب سے ہی کرامات
کیجے وہ جو مرضی پدر ہے
پہر بر سر کوہسار جا کر ؛؛
گوری ہوئین محو طاعت سخت

اوتر کو گئے پئی عبادت
گوری ہے بیان کیا غضب ہے
سنتا نہ کبہی وہ مرغ ہشیار
اس منتر سے ہاتہہ دہو کے سیکہے
مسکن ابہی اپنا اور کیجے
گوری نے سنا تو رہ گئین سن
ہاتون کے اوڑی ہون جیسے طوطے
فرزند تہی اونکے شہرۂ عام
تا نکلے جگر سے خار کلفت
گوری نے کہا وہ حال ماضی
یہہ بات جو ہو سکے تو کیا بات
گوری ہوئین جان و دل سے راضی
رہنی لگین ایک مکان بنا کر

کیلاس ہی جو تہی کیلاس
کل کہل گئے آپکے سبب سے
در گذرے ہم ایسے طرز و خو سے
سچ ہی یہہ مثل کہ ہوکے سیکہے
بہتر ہی عفو جرم ہی جناب ؛؛
تشویش سے بارے دل بناخن
آئین ادب سے کر نمسکار
زیر تبہ سوام کارتک نام
فرزند نے اونکو لا بٹہایا ؛؛
دہ نبت تب وہ ہوئین راضی
رہنی کو تو آپ کا یہہ گہر ہے ؛؛
بہولین وہ سب انتشار ماضی
وہان بارہ ہزار سال یک سخت

خیر یہہ تو ایک ادنے شمہ حماقتون اہل ہند کا ہی کہ طرداً للباب بیان کیا اب اصل مدعا کی طرف رجوع کرتا ہون ہرگاہ کہ تفسیر مفسرین اور دلالت عقلیہ و محاورہ اہل زبان سے ثابت ہوا کہ معنی آیت کریمہ کے یہہ ہین کہ مباشرت کرو موضع حرث مین جس ہیئت و جس طریق پر چاہو اور یہہ جمقاء ہند کے جو صاحبان عقل کے نزدیک مسلم ہی کہ موضع حرث سوای قبل عورات کے اور کوئی جگہہ نہین ہی پس استنباط کرنا جواز وطی کا دبر عورات مین ہر آئینہ خلاف نص آیت اور خلاف اجماع امت کے ہی قول بتقدیر حرث لکم سے موضع ولادت مراد نہجا وے تو لازم آتا ہی کہ دین محمدی مین جماع عورات سے بہ نیت اولاد جائز ہو وے کیونکہ مزارعات مین قلبہ رانی اور تخم افشانی فقط باحتمال پیداواری ہے نہ باحتمال بیکاری انتہی یہہ بہی ایک حماقت لا لاجے کے ہے سیہ کلام کہ مجامعت کرو موضع حرث مین نہ بحسب منطوق نہ بحسب مفہوم کسی طرح اس امر پر دلالت نہین کرتا کہ اگر مقصود حصول اولاد نہووے تو مباشرت ممنوع ہووے ہان بحسب مفہوم اسپر البتہ دلالت کرتا ہے کہ غیر موضع حرث مین مباشرت

امر دولیت ہمارے شریعت مین یہہ ہے کہ حال مباحات کا بسبب اختلاف نیت کے
بغرض حصول مدعای شرعی کے ہوگا تو عامل کو اوسپر ثواب اور اجر ملیگا ورنہ نہین مثلاً
کہانا پینا سونا اگر بہ نیت حصول قوت اور طاقت کے واسطے ادای عبادت وغیرہ
مقاصد شرعیہ کے ہوگا تو مستحق ثواب کا ہوگا ورنہ نہیں اسیطرح حال مباشرت
کا ہی کہ اگر مدعا حصول اولاد ہی تو موجب حصول اجر ہی ورنہ نہین اور اس اصل مین بید
ہنود بہی ہماری شرع کا تابع ہی کہ برس ایکہند اتہرن بید مین لکہا ہے کہ جو کوئی بعد پاک
ہونے عورت کے حیض سے کہ اوسکے چار روز کی مدت مقرر ہی صحبت کرے کوئی
رو ریعنی مہینی مین ایک دفعہ یہہ داخل برہمچرج کے ہی اور مثل عبادت کے..
کیونکہ سبب ازدیاد خلق خالق کو یہہ سعی ہی نہ واسطے حصول لذت کے اگر اس عرصہ مین
ایک مرتبہ اوسکے پاس پہنچا وے تو اتنا گناہ اوسپر ہی جیسا کہ قتل انسان جنین کا ہوتا اگر
اور برہم ہتیا کا انتہی دیکہہ لیجئے اس عبارت سے بہت صاف واضح ہی کہ مباشرت
عورات سے بہ نیت حصول اولاد داخل عبادت ہی مگر اس عبارت سے ممانعت ایسی
مباشرت کی جس مین حصول اولاد مقصود نہووے مستنبط نہین ہوتی اگر لالہ جی کے ذہن
مین یہہ ہی کہ آیت قرآن سے ایسی مباشرت کی ممانعت مستنبط ہوتی ہو تو اوسپر واجب ہے
کہ ایسی مباشرت کی ممانعت کو از روی عبارت بید کے بہی تسلیم کرین اور بجواب ہمارے
اس تحریر کے صاف لکہین کہ اس قسم کی مباشرت دین ہنود مین ممنوع ہی تاکہ ہم ثبوت
اوسکے جواز کا واقعات متعدد سے جو کتب معتبرہ ہنود سے مرقوم ہین پیش کرین قولہ ظہور
اسلام سے پیشتر ہندوستان مین کوئی اغلام کے نام سے خبردار نہین تہا اسی واسطے زبان
ہندوستان مین معنی لواطت مین لفظ خاص کوئی نہین انتہی لالہ جی شرم نہیں آتی ہنود کے مرد
تو اس علت مین ایسے گرفتار ہین کہ اس فعل کی بدولت عورتون کی مانند حاملہ ہو گئے ہین اور
اونہون نے لوہے کے دستے جنے ہین گو کہ دفع عار کے واسطے جہوٹہی باتین بنائی ہین اور اسباب
عمل کو کچہہ کا کچہہ قرار دیا ہی مگر چونکہ بات عیان ہی وہ چہپ نہیں سکتی قصہ حاملہ ہونے بہائی کرشن
جی کا اور دستہ آہنی جننے کا یاد کیجئے کئی مرد انکا برہنہ و غلبہ شہوت نسائی کے سبب عورت
ہو گئے اور مردون کے ساتہہ منعقد ہوئے منجملہ اونکے ایک فرزند رشید خاص سوریج دیوتا کے
ہین کہ عورت ہو جانے کے بعد نکاح مین بدہ کے جو زنا زادہ چاند کا ہی آئے اور مہاراجہ سری کرشن نے بہی

کی نسل مین ہین اور یہہ جو فرماتے ہین کہ زبان ہندی مین کوئی لفظ واسطے اعلام کرانے کے نہین
یہہ بہی غلط ہی لالہ جی بہت جلد اوسکو بہول گئے قولہ بانی اعجاز محمدی کو شرم نہین آتی کہ حضرت
عمر کی شان مین جلال الدین سیوطی نے حاشیہ قانون اور قاموس مین کیا تحریر کیا ہی انتہی اقول لالہ جی
تم از بس بیغیرت اور بیحیا اور بیشرم ہو تمکو اپنا خیال تو مطلق نہین تمنی اپنی تمام لیاقت
کی کریا خراب کرا ہی سخت لایق یہہ ہی تمکو جہوٹ بولتی ہوے ذرا شرم نہین آتی
پہلے رسالون مین تمنی لکہا تہا کہ جلال الدین سیوطی نے حاشیہ قانون مین ایسا لکہا ہے
جب اوسکے جواب مین ہمنی تمہارا افترا اسطور پر ثابت کیا کہ جلال الدین سیوطی کا کوئی
حاشیہ قانون پر نہین تب تمنے ازراہ بے ایمانی کے ایک تازہ افترا برپا کیا کہ بعد قانون
کے قاموس کا نام اور زیادہ کیا اور پہر وہی ہماری جوتی اور تمہارا سر ہے کہ سیوطی کا کوئی حاشیہ
قاموس پر نہین اگر ہے اور تمنے دیکہا ہی تو بعینہ عبارت اوسکی لکہو ورنہ اگر کچہہ بہی غیرت
رکہتے ہو تو ڈوب مرو اور منہ نہ دکہاو لالہ جی افترا پردازیون سی کام نہین چلتا کیا ہوا کہ جاہلان
ہند دو چار دن آپ پر آفرین کرینگے مگر یہہ آفرین جہسا موجب نفرین کے تمہارے
اور تمہاری سرنوشت کے حق مین ہی البتہ یہہ دیکہی کہ اسکند پران کے کاشی کہنڈ
اوہیائی ۳ مین آپکی عورتون کے حق مین اپکے پیرو مرشد بید بیاس جی نے کیا لکہا ہی قولہ
یہہ بہی خلاف حدیث ہی کہ بروقت تسلط مسلمانون کے مالکیت شوہر اور مملوکیت ساقط ہوجاتی
ہی انتہی آپنی یہہ اعتراض شیع جو بین مین بہی لکہا ہی اور وہان ہمنی آپ کو جواب دندان شکن
دیدیا ہی اوسکو دیکہہ لیجئے اب رہی یہہ بحث کہ آیا فی الحقیقت مال غنیمت سے ملکیت مالک کفار
کی منقطع ہوجاتی ہے یا نہین سو آپکو انقطاع ملکیت مین کچہہ عذر نہین پہونچ سکتا کیونکہ یہہ امر
خود آپ ہی کی کتب معتبرہ اور شاسترون سی ثابت ہی فصل راج دہرم پرب ۱۲ مہابہارت مین
لکہا ہی کہ مال غنیمت لشکریان تقسیم کند انتہی باب ۷ اسلوک ۹۶ و ۹۷ منو شاستر دیکہئے
اوسمین صاف لکہا ہی غنیمت کا مال جو لوٹے اوسکا مالک ہو اور اگر بہئیت مجموعی ہاتہہ اوے تو
فوج پر تقسیم کر دیا جاوے انتہی اسمیدہ پرب مہابہارت سے ظاہر ہی کہ چہین لینا دوسرے کی مال کا
جنگ و جدال سی عین عبادت اور سعادت ہی اور موجب کمال ہی چنانچہ گہوڑا اسمید جگ راجہ
جو بیاس کا ارجن اور کرشن جی نے بجبر و تعدی بعد جنگ و قتال اور خونریزی خلایق کثیر کے چہین لیا
اب آپ فرمائے کہ آپ انقطاع ملکیت مال غنیمت مین کیا عذر کر سکتے ہین کہا آپ کی شاسترون

مین یہہ بہی جایز ہی کہ باوجود قیام ملکیت اشخاص غیر کے اونکے مال کا مالک لوٹنی والا ہوجاتا ہی کیا باوجود بقاے
ملکیت کے اونکا مال تقسیم کردینا جایز متصور ہی متصور ہوتا ہی اب باقی رہا یہہ امر کہ مال اور سبایا ہوازن کے جو
جنت مین آئی تہیں اوسکو جناب رسالت مآب صلعم نے اونکو واپس کردیا اسی یہہ امر آپ استنباط
کرتے ہین کہ مال غنیمت اور سبایا سے ملکیت اونکی منقطع نہین ہوتی یہہ آپکی کمال جہالت ہی پہیر دینا
اموال اور سبایا کا معاملہ دوسرا ہی انقطاع ملکیت ہوازن مانع ردکردینی اونکی اموال اور سبایا
کا نہین ہوسکتا دیکہی کہ متعاقدین بیع کو یہہ اختیار ہی کہ جسوقت چاہین اقالہ بیع کرین اور مشتری بایع
کو مبیعہ پہیردی اگر کوئی شخص اس بنا پر یہہ کہے کہ انعقاد بیع سے شی مبیعہ مملوک مشتری کی نہین ہوتی
اور جا ایکدو معاملہ اقالہ بیع کے اسکی سند کیواسطے پیش کری تو آپ غور کیجئے کہ آپکی مانند کسقدر
جاہل اور احمق متصور ہوگا اور یہہ جو لالہ جی فرماتے ہیں کہ نکاح زنان ہوازن بعد اونکی پکڑی ایکی
باطل ہوگیا تہا یا نہین انتہی اول تو ہم یہہ کہتی ہین کہ اوس حدیث سی یہہ بات ثابت نہین ہوتی کہ اونمین کوئی
عورت منکوحہ بہی تہی یا نہین ممکن ہی کہ نہو دوسری بحث انقطاع اور عدم انقطاع نکاح کی عبث ہی ثانیا
اختیار شق اول ہم یہہ کہتے ہین کہ حدیث سے یہہ بات نہین نکلتی کہ بعد واپسی سبایا کی تجدید نکاحات منکوحات
کی نہین ہوئی غالب ہی کہ ہوئی ہوگی اگر لالہ جی کے پاس کوئی دلیل تجدید نکاح کی ہو تو پیش کرین اور جب احتمال
تجدید نکاح کا قایم ہی اور ادہ سکے دفع پر کوئی سند نہین تو استدلال لالہ جی کا باطل ہی اذا قام الاحتمال بطل
الاستدلال پس اس واقع کا اور واقعات پر اور واقعات کا اس واقعہ پر قیاس صحیح نہیں ہی پس
لالہ جی جو کفار کی ایسی عورات سے جو اسی نذر سی گرفتار آوین مباشرت کو زنا تصور فرماتی ہین یہہ اونکی جہالت
ہی اور اونکو کسیطرح اس قسم کی ممانعت پر اعتراض نہین پہونچ سکتا کیونکہ اونکی شاستر مین ایک قسم کا
نکاح منجملہ اٹہہ قسمون نکاح کے بعینہ یہی صورت ہی کہ لڑائی کے فتح ہونی پر عورات کو قبضہ و تصرف مین
لاکر اونکی خلاف مرضی اونکو زوجہ بنالیا جاوے چنانچہ یہہ بحکم بتامہ راجہ بنارس کی بیٹیان
اسی طرز پر چہین لائے تہے نعمہ سو درس سے جو بہت مواقع مین بحوالہ مہابہارت کے
لکہا گیا ہی ثابت ہی کہ دین ہنود مین زنا کرنا عورات سے جائز بلکہ موجب ثواب اخروی ہی یہانتک
کہ اگر کوئی ہندو برہمن کو اپنی زوجہ سے زنا کرتا دیکہی تو اونکے عیش کو منغص نکرے بلکہ دعا
کہدے کہ آپ بفراغت تمام عیش و کامرانی مین مصروف رہئے بندہ باہر جاتا ہی اور رگوید اسکی ہی
جو اوہیای اکاتی کہند اسکتہ پوران مین لکہا ہی کہ چہٹی قسم کا بیٹا وہ ہی کہ زوجہ خود برہمن سی تخم حاصل کرکے بیٹا جنی
پہر ایک شمل نیوگ ہی جو اٹہون قسمون کے نکاح سی خارج ہی اور وہ بہی ایسی بی قیدی کی ساتہہ کہ مغایرت

جنس اور نوع کا بھی لحاظ نہین اور نانا کو نواسی کے ساتھہ اوسمین کچھہ خطر نہین واسطی ثبوت بیحیائی ہنود کے بھی دلیل کافی ہے **ابیات** سنو تک بیحیائی ہندؤن کی ٭ حیا ہرگز نہ اونکو گرد بھٹکی ٭ برہمن سے بھڑاوین اپنی جورو ٭ سعادت اپنی سمجھین اس عمل کو ٭ برہمن کو جو دیکھین زن سی غٹ پٹ ٭ تو باہر گھر سے خود آجاوین جھٹ پٹ ٭ فلان آوے یہ عیش برہمن مین ٭ یہی ہے رائج عمل چارون برن مین ٭ کرین غیرون سے دہرا دلا و حاصل ٭ نواسی ہو وی ناناجی سے حاصل ٭ کرے اک ساتھہ عورت چند شوہر ٭ تفو ہے ایسی قوم بیحیا پر ٭

قولہ نماز خفتن سے صبح تک ضبط جماع ممکن ہے یا نہین انتہی یہان سے لالہ جی نے بحث جواز مباشرت کی رمضان مین شروع کی اگرچہ ہمنی جواب دندان شکن سوط الجبار مین لکھدیا ہے پھر بھی بالالتزام تکرار پیشہ جواس بحث کو یہان لای ہین اور صاحب ہدیہ کے جواب پر نقص کرتے ہین اور بعد اسکی خود معقول بحث فرماتے ہین تو ہم بطور مناقضہ کے انہین کی تقریر سے اونپر الزام عائد کرتے ہین کہ آیا اسقدر مدت تک ضبط جماع اونکی نزدیک ممکن ہے یا نہین بر تقدیر اول یہہ تھا کہ پراسر جی کو جو مچھودری کو دیکھتے ہی لپٹ گئی سزای کامل دیجاتی ہے حالانکہ بجای دینے سزا کے ایک بڑا نامی گرامی بیٹا جو موجد بیدون کا ہے عطا فرمایا اور سزا دینے مین تو کان بھی نہ ہلایا اگر کہیئے کہ وہ گندہرب بواہ تہا تو جواب اسکا یہہ ہے کہ اگر گندہرپ بواہ فرض کیا جاویگا تو صورت مبحوث عنہ سے بہت قریب آجاویگا کیونکہ گندہرپ بواہ برہمنون کے حق مین ممنوع ہے صرف چھتریون کیواسطی مخصوص ہے دیکھہ لیجئے دہرم شاستر پس اسصورتمین ہم بعینہ آپ ہی کی تقریر کا اعادہ کرینگے کہ لازم تہا کہ پراسر کو سزا دیجاتی حالانکہ خدای ہنود نے کان بھی نہ ہلایا بلکہ وہ حکم اونکے حق مین منسوخ فرمایا **ع** اہل شہوت را فرستد حق مدد ٭ بر تقدیر ثانی لازم تہا کہ سب ہنود کو اجازت دیجاتی کہ جسوقت غلبہ شہوت ہو تو وقت بیوقت محل بے محل کا خیال نہ کرین کیونکہ جب ضبط ممکن ہی نہین تو خلاف اوسکی کسطرح وجود مین آہی نہین سکتا پھر یہہ بھی تو فرمائیے کہ نارد جی اور بیاس جی اور لبسوامتر اور بہار دواج وغیرہم جو آپکے بڑے بڑے پیشوا ہین اور بعضے اونمین دیوتا ہین بمجرد دیکھنی اندر کی اپسراون کے کسطرح غلبہ شہوت جماعیہ سے منزل ہو گئی آیا ضبط شہوت ممکن تہا یا نہین عنایت فرماکر اسکا جواب دیجئے اور یہہ بھی فرمائیے کہ وقت نظر پڑنے انگشت حنائی گوری جی کے برہما جی سے اور وقت مباشرت زنان رکھیشرون کے مہادیو جی سے اور بروقت خواہش دت کے کشب جی سے ضبط شہوت ممکن تہا یا نہین اگر ممکن تہا تو کیا وجہ سب آپکی خدا سے منفرد ضرر ایسی غالب تھی کہ اُن سے کان بھی نہ ہلایا اور جواب اپنی استفسار کا ہمسے سُنئے کہ برابر ایک مہینہ تک ضبط جماع اگرچہ ممکن ہے مگر بعض آدمیون کے حق مین مشقت شاقہ ہے کہ ضبط اوسکا بہت دشوار ہے پھر اس شق پر جو آپ فرماتے ہین کہ خدای محمدیہ پر واجب تہا کہ صحابہ کو سزا دیتا انتہی یہہ قول آپکا جہالت محض ہے کہ رفع کردینا مشقت شاقہ کا ازراہ وفور رحمت کے بھی ممکن تہا پس آپ

کیا دلیل ہی کہ سزا دینا واجب تھا اگر کچھ دلیل وجوب سزا اور امتناع رفع تکلیف شاقہ کی رکھتی ہو تو پیش کرو اور
بے دلیل قول تو بقول الست تسلیم کے برہما کا بھی مسموع نہین ہے مگر ان الیسے مقام پر آپسی ہم اگر مواخذہ کرین کہ
جو دیں خدای ہنود کے بیٹے کو دیکھکر ازراہ غلبۂ شہوت جماعہ کے منزل ہو گئین تو آیا ضبط شہوت کا ممکن تھا
یا نہ تھا شق ثانی تو بالبداہت باطل ہے رہی شق اول اوسپر لازم تھا کہ ان آگندگان شہوت کو سزا دیتا بقول
آپکے اونکے حق مین تو کان بھی نہ ہلایا اوس بیچاری بیگناہ کو بد دعا دیکر مبتلای رنج و آزار کیا پھر اللہ جو فرماتے
ہین کہ قطع نظر ازین ابتدای اسلام مین غروب آفتاب سی نماز شب تک روزہ داروں کے لئے اوتعالی نے
مباشرت ممنوع فرمائی تھی یا شروع ہی بر تقدیر تسلیم شق اول تکذیب مفسرین لازم آتی ہی بر تقدیر تسلیم شق ثانی
منافات لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور جہالت کہین تو نہین گئی کہ اول اسلام مین مسلمانوں کے اندازہ وسعت سے
آگاہ نہ تھا انتہی لا الہ جی آپ ازراہ جہل مرکب تکلیف شاقہ اور تکلیف مالا یطاق مین کچھ فرق نہین کرسکتے اور یہی
جہل آپکا باعث اسکا ہوا ہی کہ آپ یہہ ہذیان سرائیان کر رہے ہین حالانکہ دونوں مین فرق جلی ہی ایک وہ ہی کہ
ہو نہ سکے دوسری وہ ہی کہ ہو تو سکے مگر نہایت مشقت کے ساتھہ یہاں اوائل فرضیت صیام مین استصعاب مشقت
شاق کا تھا نہ تکلیف مالا یطاق کا اور بعد کو وہ تکلیف شاق بھی دفع کر دی گئی آیت لا یکلف اللہ نفسا الا
وسعہا متعلق قسم اول سے ہی نہ قسم ثانی سے پس آپکی سب ہذیان سرائیان مبنی اوپر جہل مرکب کے ہین ع بیخبر
چند ز خود بیخبر + خردہ گرفتہ بر اہل نظر + ذری عقل و ہوش سے کام لیجئے اور لغت عرب کبھی دیکھی ہو اگر کچھ جرح و مسئلہ ہو
تو بمقابلہ پیش آئیے **قولہ** بنیاد مسلمانی شہوت رانی ہی انتہی اسکا جواب آپکا یہہ سوال فاضل بت شکن لکھا جا چکا ہے
ع ذات معبود تو چہ قدوس است + ملک قدسش ہمیشہ محروس است + گرچہ آید چو قلب قالب + شہوت
زن بر و شود غالب + حاجت خود کند ہمیشہ روا + گہہ ز رادہا وگاہی از سیتا + گہہ برد بر درخت رخت
زنان + تا بہ بیند متاع شان عریان + مدۃ العمر خوی آن گیرد + کہ تمتع ز گوپیان گیرد + شہوت از رو
عقل گرچہ بد است + از خدای شما بجای خود است + آپکے بید مین بجامعت عورت کو داخل برہم چرج کہا ہے
اور اوسکے ترک کو برہم ہتیا کی برابر گناہ ہی آپکے اکابر مین وہ کون سا ہی کہ مرتکب زناکاری کا نہین ہوا یا
اوسکے سبب غلبۂ شہوت کے اپنی آبرو نہین کہوئی بہت مواقع پر تفصیل اسکی لکھہ چکا ہوں مگر آپکو کچھ شرم نہین
آتی کہ اپنی علت اوروں پر رکھتی ہو **قولہ** مسلمانوں کو عبادت سے ہٹایا اور شہوت مین لگایا انتہی یہہ فعل الہی
جی کو اندر کا یاد آیا اب یاد کیجئے اپنے اوس اقرار کو جو آپنے تیج چوہین مین لکھا ہی کہ کسیکو زہد مین لگانا اور
ریاضت سی ہٹانا پروردگار کے اختیار ہی خواہ بواسطہ ہو خواہ بیواسطہ اور پہر یاد کیجئے حالات نارد اور بسوامتر اور
بھاردواج اور پراسر اور بید بیاس وغیرہم کو جو عبادت شاقہ کا انہوں نے التزام کیا اور مانند کے داغ دین آکر

اپسراؤن کے دام مین پھنسکر آمادۂ شہوت رانی کے ہوئی چنانچہ ہمنی یہہ سب مضامین مواقع متعدد پر پہلی رسالون
اور اس رسالہ مین بحوالہ آپکی کتب معتبرہ کی لکھہ ہین قولہ الحاصل کسیکو عبادت سی ہٹانا اور شہوت مین پھنسانا
آثار شیطانی سے نہ اسرار ربانی شکر باری شکر خدا ہی کہ اب آپ نے بحث تحریرات کے بعد یہہ امر تسلیم فرمایا اور شیطنت
اندر دیوتا کو قبول کیا رسائل سابقہ مین تو اس کام کا الزام خدا پر دہرے دیتے تھی اور اندر کی بریت کرتے تہے اب کیا دنیا
جاتی دیکہی کہ اوسکی برخلاف یہہ مقولہ زبان پر لاتے ہو کیہ وجہ تسمیہ الطال المتخاصمین جو ہمنے رسائل سابقہ مین بیان کی ہی
اب سنیے کہ رفع تکلیف شاقہ کا نام شہوت پر لگانا نہین ہی جیسا کہ آپ از راہ جہالت سمجہہ رہی ہین بلکہ یہہ امر موجب
حصول مدعائے شارع بسہولت ہی اکثر لوگون نے جو التزام عبادت شاقہ کا کیا ہی اور راہ اعتدال کو ہاتھہ سی دیا ہی مدعا بھی
حاصل نہین ہوا اور معاصی مین گرفتار ہوئے ہین چنانچہ ہم اس مدعا کو بہت جگہہ لکہہ چکی ہین قولہ تفسیر فتح اللہ کاشی
مین نقل کی ہی انتہی چونکہ فتح اللہ کاشی کوئی عالم اہل سنت کا نہین ہی نہ اوسکی تفسیر کچہہ قابل اعتبار ہی لالہ جی نے
عبث اوسکا ذکر کرکے اوقات ضائع کی اب تہوڑی سی عبارت بہاگوت اسکند پنجم کی سنیے جب نارد جی نے راجہ
پریہبرت کو آتم گیان سنایا تو راجہ گیانی ہو گیا اوس سمی سنبہو من (پدر راجہ پریہبرت) نے راجہ پریہبرت سی کہا
کہ تم راج کرو اور استری بیاہ کی سنتان اوتپت کرو راجہ پریہبرت نے اوتر دیا کہ سنتان اور لوتروں کی
اوتپت کرنے سی موہ پہانس مین پہند جاتا ہی اور موہ کی پہانسی سی نرک مین جاتا ہی اس کارن مجکو اچہا راج
کی نہین مین پرم آتما کے ساتھہ آنند اور مگن ہون تب برہما جی آئے اور کہا کہ ہی پریہبرت تم جو راج کرنا نہین
مانتے اور بیاہ کرکے سنتان کا اوتپت نہین چاہتے یہہ بات بہلی نہین یہہ آگیا بہگوان کی ہی یہہ بات ماننے کے
جوگ ہی تب راجہ نے برہما کا کہنا مان لیا انتہی یعنی نارد کی تعلیم سی جو راجہ پریہبرت کو مرتبہ عرفان کا حاصل ہو گیا
سنبہو من پدر راجہ پریہبرت نے اوس سی کہا کہ تم سلطنت کرو اور بیاہ کرکے اولاد حاصل کرو پریہبرت نے
کہا کہ اولاد سی محبت کے بند مین پہنسجاتا ہی اور دلبستگی کے سبب دوزخ مین جا پڑتا ہی مجکو سلطنت کی خواہش
نہین مین اپنے خدا کے ساتھہ سرخوش ہون تب برہما نے آکر اوس سے کہا کہ تو جو سلطنت اور نکاح اور اولاد نہین
چاہتا یہہ اچہی بات نہین یہہ حکم خدا کا ہی یہہ ماننے کے لائق ہی تب اوسنے برہما کا کہنا مان لیا الخ اس مقام
پر آپ اگر فرماوین کہ خدا کی معرفت سی ہٹانا اور شہوت مین لگانا کار شیطان ہی اور برہما کو شیطان ٹہرادین تو
بجا ہی قولہ حسینی نے لکہا ہی بنیان تمار کے پاس ایک عورت حسین واسطے خریدنے خرما کی آئی فی الحال بنیان
پر شہوت غالب آئی پس خرما ہی خوب کی بہانہ سی گوشہ مین لایا اور گلے سی لگایا عورت نے زبان نصیحت کہولی کہ ذرا
خوف کر اور خدا سی ڈر بنیان یہہ سنتی ہی خدمت حضرت مین آیا الخ یہان اندرمن شیطنت کو کام مین لایا اور حسب
جبلی قوم کے ایک مضمون کو چرایا کمبخت بہیا دلمین یہہ نہ شرمایا کہ یہہ چوری اوسکی پکڑی جاویگی اور اسکو سزا

دلراو دیگی چنانچہ ہم وہ عبارت تفسیر حسینی سے نقل کرتے ہیں بنیان را خوف الہی دریافت و پشیمان شدہ ولی آنحضرت
بجمعت رسالت پناہ شتافت انتہی لالہ جی آگے لکھتے ہیں پس محمد صاحب نے زبان ہلائی اور آیت مذکور فرمائی انتہی
سے بھی اندر من نے ازراہ بیحیائی اور مکاری اپنی عبارت کی عبارت چرائی اور وہ یہ ہے سید عالم صلعم فرمود کہ
درمیان شما امر و شما چنین کار ما میکند حق سبحانہ تعالی را ہم تاکید امیدواری تا ایشان این آیت فرمود انتہی
اور یہہ جو اندر من نے ازراہ دغابازی اور خیانت پردازی کے لکھا ہے کرامی بنیان اندیشہ مت کر اور کچھ تہمت
بڑھ کر اللہ تعالی نے تمکو امیدوار کیا ہے اصلا تفسیر مذکور میں نہیں سخت بیشرمی لالہ جی کی ہے کہ نقل عبارات میں بھی
اپنے ایمانی جبلی کو ترک نہیں کرتے جس جگہہ عبارت اپنی کتابونکی نقل کرتے ہیں ہاں کمی مقاصد ہمہ میں بہتہ تعابانہ
عمل میں لاتے ہیں اور جہاں ہماری کتابون کی عبارات لکھتے ہیں وہاں بھی افترا پردازی سے باز نہیں آتے مگر کیا
خوف ہمسر کوڑا الہی اونکے سر پر موجود ہیں جہان دغابازی کام میں لاتے ہیں ہم اونکو سزا اونکو پونہچاتے ہیں اب ہم بسم
شاہا ایں قصہ سے چند قصہ اکابر ہنود کے لکھتے ہیں (ادہیای ۔ اشیو پوران ترجمہ منشی ستنگر دیال فرحت)
ے سری گوری تصاویر میں آئین ہے برنگ یوی گل گلشن میں آئین ہے لئے کچھ پھول سوغات چمن پہر ہے جھوم
شب گئین مشیر آبرین پہر ہے جو تاراگاکام نے پھولون کا اک بان ہے تو شب کو وصل گوری کا بندھا دھیان ہے
کہا یہہ حلقہ گیسو غضب ہے تمہاری جنبش ابرو غضب ہے نہیں سنے اعتنائی چاہئے ہے کلام آشنائی چاہئے
ہے ذرا دل کہو لکر گرم سخن ہو ابھی دم بھر شریک انجمن ہو مگر ہنسکر بناب گل نے کین وہ ہے اندیشہ
کام نکین وہ ہے کہا صحبت یہہ نہیں شادی نہیں خوب ہے عبث یہہ فتنہ ایجادی نہیں خوب ہے مرہ بد میں قسم
دھرنا برا ہے ÷ خلاف شاستر کرنا برا ہے ÷ دل شب سے وہیں جا آرا جوش ہے سنبھل بیٹھی وہ ذرا تو آگیا
ہوش ہے یہان ایک اور قصہ مہادیوجی کا اسکند ہشتم سہاگوت سے نقل کرتا ہوں ذری کان لگا کر سنئے
ے قلم سے شاخ گل اور جا کا غذ ہے ورق گل کا ہے خط گلزار میں لکھتا ہوں قصہ عشق بلبل کا ہے ایک جنگل
میں اکثر نہایت حسین مہ جبین کہ جسکی چہرہ تاباں سے مہر درخشاں شرماتا تہا انار پستان مری میان بہت سا
زیور مرصع زیب بدن کئے ہوتی تہا یک مہادیوجی کو نظر پڑی ے دیکھتے کیا ہیں کہ صحرا میں ہے دیکہ یہ دلہ پوش
پا سے سر سے غرق جواہر میں وہ ہے پانون تلک ہے حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چاردہم ہے یکایک دیکھ کر تو گنبد
وہ رشحار نہ جہک ہے چہرہ میں ایسی ہے گرمی کہ شب و روز جسے ہے یاد کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جہپک ہے
زلفین یون بکہری ہوئین چہرہ پہ یون ناگنین جھپٹیں ل ہے جسطرح ایک کہلونے پہ ہٹین دو بالک ہے جیسے
وہ قہر کہ کوہ میں ہے جسکی ہر لہر ہے گہر ڈبا دینے کو عشاق کے دریای اٹک ہے ناگنی پیچ میں آ اوسکے
نماسکے پانی کو کہیل جاد ہو وہیں کالا جو ڈسے اوسکی لٹک ہے دست وہ یہ کہ عالم میں نہیں جسکی پناہ ہے

چشم وہ ترک کہ ہو توم جنہون کی ازبک ہو سرمگین آنکھون کے ذبیابون کا یہہ تھا سامان ہو نیمچی سنگو لگی آئین دو حبشی نہ ہرگیا ہو عارض ایسے گویا شیشے ہین مے گلگون کے ہو زنخ اُن دو نون مین یون جیسے نمکدان ہین گزک ہو مسی آلودہ لب جگر تھی تہ خاکستر ہو کہ ہوا سے وہ سخن گوئی کے جاتی تہی دہک ہو ساعد دستہ حنابستہ کی ایسی حرکات ہو شاخ مین گل کے یون پہنی سے جون آئی لچک ہو دیکھی جو اُسکی کہون کہ یہہ تیقن ہوا دو تنبو یہان تان سکے یہہ کام کا ادترا ہی کٹک ہو یادہ مجنون بہی کی ڈبیان ایسی ہو آوے یہان مین جیسے سے جنہین روح ملک ہو لیچ یہہ قصد کہو ڈال دی تو ہاتھہ انپر ہو لنگ کی جی مین بھی آجای کہ جسکے یہان آچک ہو نانکے حسن کو جو اوسکو کیا مین نے قیاس ہو دلنشین یون ہوا میری کہ بلاشبہہ شناس ہو نرگس مین چشم کوئی سوگا کہ جسکی یہہ آنکھہ ہو لگ کے سینہ پہ صفا کے سبب آئی ہر ڈہلک ہو قامت ایسا ہی کہ ہنگام خرام اوسکی اگر ہو آگے آجای قیامت تو یہ بولے کہ سرک ہو زرق وبرق ایسی تہی پوشاک مین اوسکی کہ جسے کو ندیجلی کہون یا آنکہ مین شعلہ کی چمک ہو ایسی ادا سے جو نظر آئی وہ کافر شیوکو ہو دیکہکر دلکی طرف بولی کہ اللہ معک ہو الغرض عجیب ناز وانداز کے ساتھہ گلدستہ ہاتونمین لئی ہوئی شیوجی کو نظر آئی اور طرہ ایسپر تھا کہ گلدستہ کے مشغلہ مین جب ہاتھہ اوسکا اوپر کو اوٹھہ جاتا تھا تو صفحہ مصفای آبجیو این عالم حبابونکا نظر آتا تھا اور شیوجی کے دلکو از بس لبہاتا تہا اور بے اختیار اُنکی زبان پر آتا تھا ؎

بکف گلدستہ از خود بیخبر مستانہ می آئی ہو بقربانت سر شیوجی چہ معشوقانہ می آئی ہو سب بنیاس اور جوگ کو ایک ادا پر فدا کیا مرگ چہالے کو زمین پر پھینک دیا پاربتی کو چہوڑکر کمال اشتیاق سے اوسکی طرف روان ہوئے ؎

پنجہ زد عشقش لباس پارسائی پارہ شد ہو طاقت صد سالہ شیوجی محو یکنظارہ شد ہو ہر چند کہ جناب شیوجی قدم قدم پر اپنے دل وایمان کو اوسپر فدا کرتے ہوئے پیچہے پیچہے اوسکے روان تھی مگر وہ کچہہ التفات اونکی طرف نکرتے تھے ؎ وہ جانتی بھی آہ آپکو شیوجی ہو گذرتی جیسے ہو جس شوخ بیوفا کے لئے + آخرکار جب بہت قریب پہنچے تو اوسنے دزدیدہ نگاہون سے اونکی طرف دیکہکر منہ پر نقاب کہینچ لیا تب تو زیادہ تر غم کی گہٹا دل پر چہا ئی اور زبان پر یہہ بیت آئی ؎ سرمگین آنکہین شرم آلودہ غمگین ہم کو ملا دینگی ہو کیا یہہ نگاہین نیچی نیچی اوپر اوپر جادینگی ہو اور دل ہی دلمین بہت پستائی کہ بہتر یہی تہا کہ مین دور ہی سے نظارہ اوسکی جمال کا کرتا اور قدم آگے نہ دہرتا ؎ مین کیون نزدیک اُسکی گُلرو کے آیا ہو کہ اوسنی مجہہ سے اپنا منہ چہپایا ہو دل نہ سمجہا کہ اضطراب کیا ہو شوق نے کام سب خراب کیا ہو یہان تو یہہ حال تہا مہادیو جی کا وہان حال سنئے پاربتی کا کہ جب مہادیو جی اوس پریوش پر محو ہوکر اوسکے پیچہے ہوئے اور پاربتی نے دیکہا کہ ؏ معشوق عاشق ہوا اور پری ہو اداس ہوکر اونکے پیچہے ہولین از بسکہ اپنے تئین حسن وجمال مین یکتای زمانہ

جاتی تھین جیون ہی کہ اُس ماہ پیکر کے جمال پر نظر پڑی وہ بھی حیران رہگئین کمال حیرت سے کبھی اوسکو دیکھتی تھین اور کبھی آپکو ع آپکو دیکھیں تھین وہ اوسکا اُس تصویر کو ست ؎ زبس اپنے تئین کیا ہو عالم وہ سمجھتی تھین + یہہ عالم دیکھکر سوسطرح دلمین الجھتی تھین ؛ اور دلمین سوچتی تھین کہ مین نے کبھی ایسی حسن شمایل کی کوئی نازنین نہین دیکھی ہے ؎ من آدمی بچنین حسن و ناز و شکل و دیدم ؛ ندیدہ ام مگر این شیوہ از پری آموختہ ؛ یہہ کون ہے کہ مجکو بھی مات دیکھی اور شیوجی کا دل لیگئی ہے ؎ چہ کسی ای کہ دل سخت کسی جای تو شدہ سرا مین فاختہ سرو دلارای تو شدہ ؛ رحم کن رحم بحالش کہ عجب سرو قدی ہست ؛ اتفاق ہست کہ دلدادہ بالای تو شدہ ؛ یہان تو پاربتی جی اِس خیال مین پابند ملال تھین اودہر مہادیوجی غلبہ شوق سے بے اختیار اور پریشان حال تھی آخر کار بحکم آنکہ ؎ ادب تا چند ای دست جنون قاتل کے دامن کا ؛ سنبھل سکتا نہین ہے دوش سے اب بار گردن کا ؛ شرم و حیا کو کنارہ کرکے اُس ماہوش کو جا پکڑا اور گلے سے لگا لیا مگر وہ ایک طرفۃ العین مین بجلی کی مانند اِس کوہ گران سے دفعتہ نکل کر علحدہ جا کہڑی ہوئی مہادیوجی اگرچہ پہلی سے اوسکی ناز و کرشمہ کے مفتون تھی مگر جب اوسکی بدن سے بدن ملا تو زیادہ تر جان و دل سے مایل ہوگئی ؎ ہوئی رات داد و ستد کچہہ عجب ؛ جو ہم بوسہ لینی کو اُس سے بھڑی ؛ ملا لب لب دل دیا اوسکی ہاتھہ ؛ حسن اور لینی کے دینی پڑی ؛ غرضکہ غایت خودرفتگی سے پہر اوسکی پیچھی دوڑی جب شیوجی اُس سے نزدیک ہوتے تھی وہ بجلی کیطرح کبھی اسطرف کوندہ جاتی تھی کبھی اوس طرف نظر آتی تھی سخت مجبور ہوکر اول تو دلمین یہہ سوچنی لگے ؎ عشق آیا نہ راس کیا کیجی ؛ ای دل ہیچ آس کیا کیجی ؛ جو کہ دیکھی سے سو قدم بھاگے ؛ اوسکی ملنی کی آس کیا کیجی ؛ مگر پہر غلبہ خودرفتگی سے دلمین یہہ ٹھانی کہ ؎ دست از طلب ندارم تا کام من برآید ؛ یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید ؛ ہرچند کہ اِس خیال مین بہت جہد مبذول فرمائی مگر وہ پری پیکر کسیطرح ہاتھہ نہ آئی آخر کار تصور ہم آغوشی اور صحبت مین غلبہ شہوت سے انزال فرمایا اور پاربتی کا لحاظ اور اپنا سب گیان اِس حرکت ناشایستہ مین گنوایا اور کچھہ ہاتھہ نہ آیا الخ شاید کہ لالہ اندرمن صاحب تحریر اِس ترجمہ پر اطمینان نکرینگی لہذا عبارت بھاگوت بھاکا کی بلفظہ نقل کرتا ہون سکھدیوجی کہتے ہین کہ ہی راجہ پیچھی کال کے اُس جنگل مین ایک استری پرم سندر جسکی سورج مکہہ مانند جوتی ہے اور کچھہ ایک استہل کا استہان بہاری اور کرتلی اور چھوہر کہنبا کا اور مالا رتن جڑت اور بہت سی اپنوکن بہاری مول کے پہرکی ہوئی ہیم گہٹ ہوئی اور بجلی کی مانند سروپ اسکا دیپ وان تہا اور بالا کچھہ استہل کی اوپر پہرتی تہی اور گیند کو ہاتھہ سے اوچہالتی جاتی تہی اور گیند کی اوچہالنی کا جو ہاتھہ اوپر کرتی تہی چہاتی اوسکی دکہہ

جاتی تھی اور اُس بن مین اکیلی جاتی تہی سری مہادیوجی دیکہتی اُس استری کے سی اکیلے اوٹھی اور پاربتی
جی کو چہوڑ کے اور مرگ چہالے کو پرہی ڈالکی اُس استری کی اور چلے اوسکی سروپ کو دیکھکے بڑی اشکت
ہوگئی پروہ استری مہادیوجی اور درشٹ نہین کرتی تہی اور مہادیو اشکت ہوی اوسکی پیچھے جانے لگے
تہی بہت پراپریم کرکے اُس استری کی نکیٹ آئی اُس استری نے انچل پٹ سی اپنی مکہہ کو چہپا لیا گھونگہٹ
گہونگٹ کرلیا راجہ اُس کُٹاچہہ استری سی مہادیو بہت بیہل ہوگئی اور اپنی من مین کہنی لگے کہ مین نے بہت
کہوٹا کام کیا کہ آپکو دکہلا دیا اور پاربتی جی پیچھے پیچھے مہادیو کے چلی آرہی تہین اور سندر سیر اوس
استری کا دیکہکے آپکو دیکہتی ہین اور اُس استری کو آپ سی بہت سندرا ور سروپ وان جانتی ہین
اور مہاسوچ کرتی تہین اور کہتی تہین کہ ایسی سندر سروپ کی استری کبہی نہین دیکہی اور نہ سُنی اُس سے
پیچھے مہادیوجی دوڑکے اُس استری کو اپنی کاکہہ مین پکڑی اُس استری نے بل کرکے آپکو مہادیوجی
چہٹایا اور پہر اگاڑی کو چلی کہ اوسکی سروپ کے اوپر اشکت ہورہی تہی اور اوسکی سر کے بال بکہری ہوی ہوے
بیہل ہوگئی اور پہر پیچھے اوسکی دوڑے وہ دوہی دور جاکر کہڑی ہوگئی مہادیوجی نے چاہا کہ پہر اوسکو
پکڑی سو وہ استری انتردہیان ہوگئی پہر مہادیوجی نے دیکہا کہ کہڑی ہی پہر اوسکی پکڑنے کو دوڑی
پہر انتردہیان ہوگئی مہادیوجی اوسکی پیچھے دوڑتے بہت تہک گئی اور کشت وان ہوئی اور بیرج
مہادیو کا اسکہلت ہوگیا اور مہادیوجی نے لجا پاربتی جی کی اور گیان سب گنوا دیا انتہی بلفظہ اب حال برہما
کا سُنی اد ہیائی ۱۸ شیو پوران ترجمہ مذکور ہے قضارا تازہ گل کہلا دہا نیر کہ غیرت چہا گئی اہل جہان
سر گویر یکی انگشت حنائی زیر دست انجمن مین چہکیہ پائی گرا تخم سری دہارمین پر مجسم ہوگیا قطرہ زمین پر جو دیکہا
شنبہو نے چشم غضب سی قدم پر گر پڑی برہما ادب سی جو بہولے ہین حقیقت مین وہ بہولے سری
گنگا دہارا نی سے بولے یہہ ہین گو مورد تقصیر نے باک مگر غسل طہارت سی کردیا پاک قولہ تو بہ چندان
دشوار نہین ہی کہ کار کام زبان ہی انتہی معلوم ہوا کہ ابہی تک لالہ جی حقیقت توبہ سی بہی واقف نہین صرف
مطابق معمولات اپنی دین کے اوسکو کار کام دو ہان ہی سمجہہ رہی ہین لالہ جی توبہ مصطلحہ اہل اسلام زبانی
بات نہین یہہ وہ چیز ہی جسکا بیان قرآن مین اسطور پر ہی کہ ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَظَنُّوا أَنْ
لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ اور یہہ امر ہر ایک ناشستہ رو کا فر و ہنود کے قسمت مین نہین ہے اذکر
واللہ کار ہر اوباس نیست ارجعی بر پای ہر قلاش نیست دیکہی حکایات مذکورہ سی واضح ہی کہ شیوجی
اور برہماجی مرتکب کیسی جرائم فخیم کے ہوئی مگر اونکو اتنا بہی خدا کا خوف نہوا کہ جتنا بنیان کو ہوا تہا
ہے یہی ہین جنکو تم کہتی ہو شیوجی یہی برہما ہین اسی لعنت خدا کی پانچون پانڈی اور چہٹی ہر کی

بھگتنی مدت العمر سرگرم ایسی مجامعت کے رہی کہ جسکو لالہ اندرمن خلاف حکم شریعت تسلیم فرماتے ہین کبھی خیال بھی توبہ کا دلمین نگذرا چاندنے پیرو مرشد کی عورت سے زنا کیا توبہ تو یکطرف مہادیو جو مستحق تعزیر کے ہوتے تو اونکے ساتھ بمقابلہ اور مقاتلہ پیش آیا آخرکار برہماجی ساعی اس زانی کے ہوے اور اسکو بچایا کرشن جی نے کوبجا اور گوپیون سے زنا کیا کبھی نام بھی توبہ کا نلیا غرض اس قسم کے صدہا قصے ہین کہ بڑے بڑے دیوتا اور رشی اور اوتار مرتکب افعال شنیعہ کے ہوے ہین اور اونکو کبھی توفیق بھی توبہ اور استغفار کی نہین ہوئی پس ظاہر ہوا کہ توبہ اور استغفار بھی ایک نعمت الہی ہے کہ ہر کسیکے نصیب نہین مگر توبہ نام اسکا نہین ہے کہ زبان سے کہدیا کہ مین تائب ہوا اہل ایمان کی ملت مین توبہ اسکا نام ہے کہ اپنے معاصی پر نادم ہوکر بکمال خشوع وخضوع وخلوص نیت خدا سے عہد کرے کہ آیندہ مرتکب گناہ نہونگا سو یہہ امر آسان نہین جیسا کہ لالہ جی نے تصور فرمایا ہے فساق کب اپنے اعمال قبیحہ پر نادم ہوتے ہین اور حظوظ نفسانیہ کب اونکو اجازت ترک آیندہ کی دیتے ہین یہانتک کہ اسی فسق وفجور پر انکا خاتمہ ہوتا ہے چنانچہ مصداق اوسکا حال اکابر ہنود ہے کہ جنمین سے بعض بعض کا بیان اوپر لکہا گیا اور ہندون کو ہمارے اس عقیدہ پر کسیطرح مجال اعتراض نہین کیونکہ مہابہارت کے اسمیدپرب مین ہمارے عقیدہ کی حقیت پر صاف شہادت موجود ہے لکہتا ہے اگر بصدق واخلاص توبہ بدرگاہ سری نارائن کنند امید ہست کہ بھگوان ہمہ گناہان عفو کنند انتہی قولہ الحاصل حضرت صحابہ کی اجرای خواہش پر مرتے تھے اور آیات نازل کرتے تھے انتہی شرم تو نہین آتی وری تو اپنے اکابر کی نسبت دیکھو سری برہماجی کو نہین کہتے کہ ساعی چاند زناکار کے تھے اور اوسکی والد الزنا کو گلے سے لگایا بیاس جی کو نہین دیکھتے کہ مطابق خواہش پانڈون کے فتوی دیکر عمل خلاف شرع اون سے کرایا اور جھوٹی باتین بنائین کہ جنکی تفصیل سوط الجبار مین مذکور ہے سری کرشن پر خیال نہین کرتے کہ جب فرزند جرم زنا مین ماخوذ ہوکر مقید ہوا تو بحمایت اس بدکردار کے خونریزی کرکے ہزارون خون کرائے جب رانیان خود بدولت کی سانت کو دیکہکر غلبہ شہوت جماعیہ سے مبتلا ہوگئین تو انکا کچہہ تدارک نکیا سانت پر خفگی فرمائی صدہا اس قسم کی حکایات آپکے اکابر کی ہین مین تو لکہتا لکہتا ماندہ ہو گیا مگر آپکو کچہہ شرم نہین آتی قولہ سورہ تحریم اور سورہ بقر اور سورہ نسا مین اور سورہ انفال مین ہے کہ غیر مذہبون سے جنگ کرو اور بجبر اونکو مسلمان کرو انتہی جہاد کا حکم تو البتہ قرآن مین ہے کہ اعداء دین اگر افہام وتفہیم سے رو براہ نہون تو اونکے ساتھ مقاتلہ کرو مگر یہہ نہین کہ بالجبر اونکو مسلمان کرو یہہ افترا لالہ جی کا ہے اور یہہ حکم مخصوص ہماری ہی شریعت کا نہین کرشن جی خود فرماتے ہین کہ واسطے مدد نیکو کارون اور استیصال بدکارون کے ہربار اوتار لیتا ہون اور بید مین صاف حکم ہے کہ چہتری کا کام ہے

کہ دشمنان گنیان کے ساتھہ جہاد کرنی چنانچہ ہم اس مدعا کو بہت دلایل قوییہ سی رسایل سابقہ مین ثابت کرچکی
ہین آگے اسی جو لالہ جی کچھہ آیات لکھکر یہہ فرماتے ہین اگر خدا چاہتا تو سب لوگ ایک دین پر متفق ہو جاتے
اس سی معلوم ہوتا ہی کہ جہاد خلاف رضای الہی ہی ہر چند کہ یہہ قول مبنی بر جہالت ہی اور ہم رد اوسکا رسایل
سابقہ مین بخوبی کر چکے ہین یہان صرف اُن اقوال پر توجہ کرتے ہین کہ لالہ جی نے اپنی بیوقوفی سی بطور جرح کے
اوپر الزامات صاحب ہدیہ کے تحریر فرمائی ہین **قولہ** مذہب بید و شاستر سی برگشتگی مردم کی کہ فی الحال نظر آتی
ہے حکمت و مصلحت سی خالی نہین کہ سزای اعمال مخلوق ہین انتہی لالہ جی یہہ کیا معنی کہ فی الحال نظر آتی ہے
کیا پہلے ادوار مین نہی ادہیای ۵ اسکند پوران کاشی کہنڈ سی ظاہر ہی کہ مذہب سراوگیون و سیوڑون
کا ست جگ مین موجود تہا چنانچہ بشن بہگوان نے اپنی تئین بصورت سیوڑہ کی کہ مجتہد مذہب سراوگیون کا
ہوتا ہی ظاہر کرکے کاشی مین اُس مذہب کا رواج دیا مہابہارت کی اسمید پرب مین مرقوم ہی کہ چون سیتا
زوجہ راجہ رام از شہر بدر آمد جماعہ سیوڑہا پیش آمدند انتہی اس سی ظاہر ہی کہ یہہ بیدین لوگ اُس عہد مین بہی
موجود تھی کیا جناب لالہ اندرمن صاحب یہہ مذہب جو ستجگ اور تریتا مین مروج تہا آپکی عقیدہ مین بہی
موافق بید و شاستر کی ہی اور جو لوگ کہ اس مذہب پر ہین بید و شاستر سی برگشتہ نہین یہہ جو زنا کاریان دیوتون
اور اوتارون اور رشیون سی ظہور مین آئین کیا یہہ سب موافق بید و شاستر کے تہین اندر نے جو گوتم کی زوجہ
سی زنا کیا کیا یہہ بہی موافق بید و شاستر کے تھا پانچون پانڈون نے جو ایک عورت کے ساتھہ مجامعت خلاف
حکم شریعت کے کی کیا یہہ بھی مطابق بید و شاستر کے ہی تھی بسنت اسر اپنکہد ججر بید مین لکھا ہی کہ بعضی کہتی
ہین کہ یہہ عالم خود بخود پیدا ہوا ہی بعضی کہتی ہین کہ اتفاق سی یعنی اچانک پیدا ہوا ہی یہہ دونو غلط فہم
ہین کیا لالہ اندرمن کے عقیدہ مین یہہ ہی کہ ان دونو فرقون کا اعتقاد مطابق بید و شاستر کے ہے
سرب میدہ اپنکہد ججر بید مین لکھا ہی کہ نیک اور بد برہم سی ظاہر ہوئی ہین تو کیا لالہ جی کے زعم مین یہہ ہی
کہ نیک و بد پہلے تہی کلجگ مین ہی ظاہر ہوئی ہین اگر یہہ سمجھہ ہی تو لازم آتا ہی کہ یہہ بید بہی کلجگ مین ہی
بنایا گیا ہی کیونکہ اسمین اونکی ظہور کی خبر بالفاظ ماضی دیگئی ہی جس سے صاف ثابت ہی کہ ظہور اونکا بنائی جانے
اس بید پر مقدم ہی اور یہہ بھی غور کرنے کی جگہہ ہی کہ اوسمین یہہ ہی کہ نیک و بد دونو اوسی سی ظاہر ہوئی ہین
پس یہہ احتمال بھی نہین ہی کہ یہہ دونو کلجگ مین ہی ظاہر ہوئی ہین کیونکہ اگر پہلے نہ نیک تہی نہ بد تو پہر کیا تہی ہزار
دلیل کتب معتبرہ ہنود سی اسپر پیش کرسکتا ہون کہ فاسق فاجر بد کار زمانہ ستجگ سی تا شروع کلجگ اس کثرت سی
ہوتی چلی آئی ہین کہ اب منا اُس کثرت سی ہین نہ ویسا فسق شنیع مروج ہی مگر بخوف تطویل اور شدت ظہور اور شہرت
کے تشریح اونکی ضرور نہجانکر صرف چند سطر ہدارن اپنکہد ججر بید پر اکتفا کرتا ہون مبتلا خواہش ظاہری اور لذات

محسوسات اور جہل مرکب اور جہل بسیط اور شہوت و غضب اور ظلم جو ہین وہی شیطان اور جن اور اسرار اور دیت ہین
اور یہہ سب انسان کے جامہ مین ہین پوشیدہ نہین ہین اور کثرت سی ہین اور ظاہر ہے کہ ظالم اور بدکار بہت ہین
گرفتار لذت محسوسات سی جہان بہرا ہوا اور پہلی بھی تھا اور آیندہ بھی رہیگا آزاد لذت محسوسات سی ہمیشہ کم
نظر آوینگی جیسی نیک اور بد سب اسی جہان مین ہین ویسے ہی سرا اور اسرا ایک ہی جسم مین ہین اور ہمیشہ
مین جنگ جہاد ہوتا ہی اور ہر کوئی اپنا غلبہ اور دوسرے کا استیصال چاہتا ہی ستوگن یعنی تمیز کو سر اور رجوگن اور
تموگن کو اسیر فرض کرو ستوگن چاہتا ہی کہ مین غالب ہون اور رجوگن اور تموگن کا استیصال کرون تموگن اور
رجوگن چاہتی ہین کہ ہم دونو ملکر ستوگن کو جہان سی نابود کرین لیکن کبھی ستوگن کو غلبہ ہوتا ہی اور کبھی ان دونو
کو بالکل اخراج ایک کا دوسرے سی کبھی نہین ہوتا ہی کہ یہہ ممتنع الوجود ہی اب تم دیکھو خود تمہاری ہی بید دنیا
خالی ہونا زنا کا گناہون سی ممتنع الوجود ہی پہر آپ برخلاف اوسکے کیا دعوی کرسکتے ہین کرشن جی اپنے
عہد کا حال جو اس کلجگ سی بیشتر تھا بیان کرتے ہین اشلوک ۲۹۶ و ۲۹۹ جو لوگ بہ نیت درد کے دفع
کرنیکے یا امید کے برآمد کے یا فخر اور نام آوری کے عبادت کرتے ہین کئی مرتبہ کے آواگون کے بعد وے
تینون بھی عارف ہوکر مجھہ مین لین ہوتے ہین لیکن ایسے بھی کم ہین اشلوک ۵۰۰ دنیا مین دو قسم کی مخلوق ہین
ایک سر دوسری اسر ۵۷۸ اسر وہ ہین جو امر و نہی سی غافل ہین اور ناپاک ہین اور بدفعلی کرتے ہین اور لحاظ
احکام شاسترون کا نہین کرتے اور راستی کو چھوڑتے ہین ۵۷۹ سنسار کی حقیقت کو نہین جانتے اور کہتے ہین کہ
یہہ عالم بغیر بید و دوسرے کے از خود قائم ہی اور سوای تن پرستی کے کوئی نیک کام نہین کرتے الخ مین رسائل
سابقہ مین اس بحث کو بہت مفصل لکھہ چکا ہون ناظرین انہین ملاحظہ کرین پہر لالہ جی جو فرماتے ہین حکمت و
مصلحت سی خالی نہین الخ یہی تو ہم بھی کہتے ہین کہ وجود اسرار خالی از حکمت کاملہ نہین اسی سبب تو مشیت
ایزدی مین یہہ نہین کہ سب مخلوق دین حق مین آجاوین اور یہی تو معنی ہین لو شاء اللہ لہدیکم اجمعین کے
جیسے لالہ جی معترض ہین پہر لالہ جی جو بیان اس حکمت کا اسطور پر فرماتے ہین کہ سزاے اعمال مخلوق ہی یہہ
انکا جہل مرکب ہی اسلئے کہ وہ حکمت کاملہ کو محصور صرف اوپر سزاے اعمال کے کرتے ہین کیا حکمت کاملہ انکے
نزدیک محصور سزاے اعمال مین ہی ہی اور وجود اسکا بدون سزاے اعمال کے ممتنع ہی پہر بہر حالت بالاجمال لیکن
یہہ ہی کہ ابتدا دور کلجگ مین جو اعمال برخلاف بید و شاستر کے ظہور مین آئے چونکہ وہ سزاے اعمال ادوار
سابقہ مین اور یہہ بھی ظاہر ہی کہ اعمال بسزاے اعمال بد کی ہی پس لازم آیا کہ ادوار سابقہ مین بھی اعمال بد
موجود تھے حالانکہ یہہ امر خلاف مدعاے لالہ جی کے ہی اور چونکہ کتب ہنود سے خوب ثابت ہی کہ اکثر ارواح
جو ادوار سابقہ مین متعلق کسی جسم کے تھے انہون نے دور کلجگ مین جنم لیا ہی اور وہ بدکردار ہوئے ہین تو

لازم آیا کہ یہہ بدکرداری اونکی اوپر بداعمالی ادوار سابقہ کے متفرع ہو اور ادوار سابقہ بدکرداری سے خالی تھے علاوہ بران ہم کہتے ہین کہ ہرگاہ اعمال زشت بقول آپکے ادوار سابقہ مین تھے ہی نہین تو اب کہان سے آگئے کیونکہ اعمال زشت سزا بدکرداریہاے سابقہ کی ہین اور زشتکرداری ادوار سابقہ مین تھی ہی نہین پس اب کہان سے آگئے اسباب مین مسایل سابقہ مین بہت بحث ہو چکی ہے اور بخاصل سیدیت تشکیک سے اور حساب بدیہی اس عقیدہ کے ابطال پر بہت دلایل قایم کی ہین اور نیز سوداگر اخبار مین بطلان اس عقیدہ کا بید و شاستر سے ثابت کر دیا ہے اور ثبوت اس عقیدہ کا بید منو وغیرہ اصلا نہین ہے پس اب زیادہ تر گفتگو اسکی ضرورت نہین ہے بھاگوت کے پہلے اسکند مین مقولہ دہرم کا اس طور پر منقول ہے کہ بعضی کہتے ہین کہ اپنے اعمال سے دکہہ درد ہوتا ہے سو یہہ کیونکر ہو سکتا ہے اعمال کسیکی کرائے ہوتے ہین بر ہدایت انکہہ جیجر بید مین ہے کہ عمل جسم سے بنا ہے اور وجہہ ظاہر ہے کہ تمام عمل جسم سے ہوتے ہین پس عمل کا صانع جسم ہے انتہی اور امر بدیہی ہے کہ جسم مرکب ہے عناصر سے اور جو چیز مرکب ہے حادث ہے پس اجسام مین سے کوئی جسم قدیم اور ازلی نہین ہو سکتا اور جب کوئی جسم قدیم نہین ہو سکتا اور محدثات کیواسطے اول حدوث درکار ہے پس حدوث اعمال کا بھی بالضرور واجب ہے پس یہہ عقیدہ لالہ جی کا کہ متفرع اور مبنی اوپر قدم اعمال اور اجسام کے ہے بالضرور باطل اور بے اصل ہے اب ہم ایک اور دلیل ابطال پر اس عقیدہ کے پیش کرتے ہین لالہ جی جواب اسکا دین کہ کبھی ایسا بھی ہوگا کہ جتنی ارواح ہین سبکی مکت یعنی نجات ہو جاوے اور گناہون سے وہ پاک ہو جاوین یا نہوگا شق ثانی باطل ہے کیونکہ تصریحات کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ بروقت قیام قیامت کبری کے کوئی چیز نہین رہتی اور گن اور مایا بھی جنسے جود اور قیام اعمال ہے فانی ہو جاتے ہین صرف ایک نرنکار رہجاتا ہے سوا اوسکی کچہہ نہین رہتا علاوہ بران ادہیای بارہوین اسکند گیارہوین بھاگوت مین قول کرشن جی کا مرقوم ہے کہ اے اودہو جو ساری جیون کی مکت ہو جاتی ہے جو بندہی ہوئی ہین وہ کیا سمجھتی کہ ہم بندہی ہوئی ہین اور نجات پانیوالے اس آرام کی قدر سمجھتے پر ایک دن ساری جیودن کی مکت ہوگی ادہیای ۲۲ اسی اسکند مین کرشن جی کا قول منقول ہے کہ اودہو جو ساری منکہہ گیانی ہو جاوین تو مکت ہوگی پہر جنم دہارن نکرین اور ایکدن سب کی مایا نرورت ہو جاویگی کس کارن جیو میرا انس ہین یعنی اگر سب آدمی عاقل ہو جاوین تو نجات ہو جاوے اور پہر وہ بذریعہ تناسخ پیدا نہووین اور ایکدن سبکی جہالت دور ہو جاویگی اسلیے کہ سب ارواح میرا پرتوہ ہین پس شق ثانی ان دلیلون سے باطل ٹھہری رہی شق اول سو اس شق پر ایک روز سلسلہ تناسخ کا منقطع ہو جاویگا اور چونکہ بحسب اعتقاد لالہ جی عالم ابدی ہے تو بعد اس انقطاع کے جوارواح قالب مین آوینگی فرمائیے کہ وہ کسی چیز پر متفرع ہونگی اور چونکہ بحسب اعتقاد لالہ جی کے سلسلہ عالم کا قدیم ہے اور بارہا قیامت کبری قایم ہو چکی ہے پس ایسی

صورت بار ظہور مین آئی ہوگی کہ اوسمین سب ارواح کی نجات ہوکر از سر نو وجود ارواح و اجسام و ظہور اعمال کا
پایا گیا ہوگا پس بعد ایسی حال کے جو اعمال ظہور مین آئی وہ کس چیز پر متفرع تھی قولہ چونکہ کلجگ کے لوگ زشت کردار
ہین لہذا مذہب بید و شاستر سے برگشتہ ہین انتہی اقول چونکہ اور اوار کے بھی لوگ ایسی ہی بد اطوار بلکہ کلجگ کے
آدمیون سے زیادہ زشت کردار تھی پس بقول لالہ جی کے لازم آیا کہ وہ بھی بید و شاستر سے برگشتہ تھی قولہ پس
گمراہی دال ہی سزای اعمال پر نہ عجز ایزد متعال پر انتہی افسوس ہے لالہ جی کے حال پر اور اونکی علم استدلال پر گمراہی
عمال مقتضی اسکی تو البتہ ہی کہ تعالی مین ضال کو سزا دیجاوی مگر اوسکو اصلا از روی عقل کے اسپر دلالت نہین کہ یہہ
گمراہی سزا ہی اعمال گذشتہ کی اگر لالہ جی کچھ دلیل عقلی اسپر رکھتی ہون تو پیش کرین اور مجرد دعوی زبانی آپکا اور آپکے
برہمنون کا کسیطور پر منظور نکیا جاوی گا اور بلا دلیل اوسکو بجز خرافات اور ہزلیات نہ سمجھا جاویگا اور چونکہ از روی
برہان عقلی کے یہہ امر ثابت ہو چکا ہی کہ شرور جزئیہ جو عالم مین موجود ہوئی اور افعال باریتعالی کہ حکیم مطلق ہی
حکمت سے خالی نہیں ہین اور آپ بھی اس سی انکار نہین کرتے اور آپکے بید مین بھی یہہ امر مسلم ہی پس دیکھئی کہ ہم جو
یہہ کہتی ہین کہ وہ افعال قبیحہ جنکی کاسب بدکردار لوگ ہین اور اونسی ظہور مین آتے ہین ظہور اونکا بلا شبہہ و شک
خالی از حکمت نہین ہی کسقدر قول برہانی اور مطابق اصول فریق ثانی ہے نہ آپکا یہہ قول کہ بدکرداری آل
اور سزای اعمال کے کہ جسپر نہ کوئی برہان عقلی قائم ہی نہ ہم اوسکو تسلیم کرتے ہین نہ آپکی بیدون سے کچھ ثبوت
اسکا ہی نہ حکمای زمانہ نے اسکو تسلیم کیا ہی بلکہ خود آپ ہی کی کتب معتبرہ سے بطلان اسکا ثابت ہی دیکھئے سو تمام
بحث امور اربعہ اب آپکو لازم ہی کہ آپ بھاگوت وغیرہ کتب اسنانجات اور دیگر کتب مذہب ہنود کو طاق نسیان
رکھکر مباحثہ عقلی کیجئی ورنہ بر بنای اسنانجات اور کتب مذہب ہنود کے بلا دلیل کسی بات پر اعتماد نکیا جاویگا
قولہ خدای مسلمان نے انس و جان کو اپنی عبادت کے لئی بنایا لیکن اوس بیچارہ کا مقصود اصلا نہ بر آیا کہ اکثر
بر سر سرکشی آئی اور طاعت ابلیس بجالائی انتہی برادران اینگلہد جو بید مین ہی کہ انسان جانی علم الہی اور عمل
کرنیکی لئی پیدا ہوا ہی انتہی ہم اسکی خلاف اکثر اور موافق اسکی بہت ہی کمتر دیکھتی ہین اندر کی اغوا سے بہت
لوگون نے بدکرداری اور زناکاری جاری کی پس بقول مصنف اہرمن لالہ اندرمن خدای ہندوان نہایت
ہی ناتوان اور مغلوب مغویان ہی کہ اندر وغیرہ گمراہ کنندگان اوس بیچارہ کی غرض حاصل ہونے نہین دیتے
ہین اور اوسکی مدعا اور آرزو کے خلاف پر اوسکی مخلوق کو لگا لیتی ہین بلکہ ایک یہ بس برن لالہ اندرمن ہی
اہرمن سے زیادہ اوسکی خلاف پر آمادہ ہین کہ وہ تو یہہ کہتا ہی کہ انسان واسطی جانی علم الہی اور اعمال نیک
کے پیدا ہوئی ہین اور یہہ فرماتے ہین کہ واسطی دیتی جانی سزای اعمال قالبہای سابقہ کے وجود مین آئی ہین ہم مسلم
اسی عبارت سی برادران اینگلہد کے اوپر ابطال عقیدہ اہرمنی لالہ اندرمن کے استدلال کرتی ہین لالہ جی

جواب اوسکا دین تقریر استدلال یہہ ہی کہ ہرگاہ لالہ جی کا دعوی یہہ ہے کہ جو اعمال کہ آدمیون سی ظہور مین آتے
ہین وہ سزا اور جزا ہے اعمال نشار سابقہ کی ہین نیک اعمال جزا ہین اعمال حسنہ نشارہ سابقہ کی اور بد سزا
ہین سئیات سابقہ کی پس ظاہر ہوا کہ انسان واسطی جزا اور سزا کے پیدا ہوا ہی نہ واسطی بجا آوری اعمال نیک اور
عبادت خدا کے اور چونکہ لالہ جی کے اعتقاد مین یہہ تسلسل منتہی کسی درجہ تک نہین پس لازم آیا کہ کوئی انسان
واسطی بجا آوری حسنات اور عبادات کے پیدا نہین ہوا علی الخصوص ہنود عاقبت نا محمود جو دور کلجگ مین مخلوق
ہوئے ہین چونکہ وہی از پس زشتکار بد اطوار بد کردار ناہنجار بیہودہ شعار بتر سے بر کنار ہین وی تو کسی صورت سے
اوس غرض کیواسطی جو اپنکہد مین مذکور ہی پیدا ہی نہین ہوئی کیونکہ اونسی تو نہ کبھی نیکی اور عبادت ازل سے
ظہور مین آئی ہی نہین اور نہ ابدا ظہور مین آوی گی پس یا اعتقاد لالہ جی کا باطل ہی یا مضمون اپنکہد کا غلط ہے
شق اول ہی تو ہو المراد اور اگر شق ثانی ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد اور اس اعتقاد لالہ جی کے ابطال پر
سنت اسرا اپنکہد بجر وید مین بہت وضاحت کے ساتھہ تصریح فرمائی ہی چنانچہ اوسمین کیفیت پیدائش عالم مین دوسرا
قول یہہ لکھا ہی کہ بعضی کہتی ہین کہ سبب پیدائش موجودات کے اونکی کرم یعنے افعال ہین کہ جیسی فعل جس سی ہوئے
ہین ویسی صورت اوسکی ہوتی ہے غرضکہ آٹھہ قول نقل کرکے تیسری اشلوک مین ان سب اقوال کو رد کیا ہی اور
صاف لکھا ہی کہ یہہ اسباب پیدائش نہین پس ہرگاہ کہ اعتقاد لالہ جی کا از روی دلایل عقلیہ و نقلیہ باطل ہوگیا تو جس
بنیاد پر وہ صاحب ہدیہ کے مقابلہ مین آئی تھی وہ بنیاد ہی درہم برہم ہو گئی اب اونکو تسلیم قول صاحب ہدیہ مین
کچھہ محل عذر باقی نرہا الحمد للہ علی ذلک مخفی نرہی کہ ہمنی جسقدر یہان تقریر کی اوپر اصول ہنود کے واسطی الزام
لالہ جی کے بنی ہے اور جو مسلک اہل اسلام کا اس مسئلہ مین ہے وہ مبسوطا اخبار ادر ہدیہ اور خلعت الہنود مین
مرقوم ہی جو کوئی طالب تحقیق ہو وہ اون کتابون مین دیکھہ لے قولہ قصہ کوتاہ خدای ہنود وابدا عجز سی بری ہے
اور ہر دم مصروف عدل گستری ہے انتہی اقول جی صاحب اونکی عجز کی تو بڑی کہانی خود آپ ہی کے کتب معتبرہ
مین موجود دہری ہی گرڑ کے پنجون سی اونکو جا نبری مشکل ہوئی مہادیو کا ترسول کہا کر داغ بردل ہوئی راون
اور لوا ورکس کے ہاتہون سی ناکہون دم آیا بحکیم نیامت نے ایسا علاج بتایا کہ بجز صلح کے اور کچہہ نہ بن آیا اعدا
ڈر سی متہرا کو چہوڑا اور عدل گستری تو بہت ہی ظاہر ہی کہ دیوتون کے حسد اور کینہ دری کے حامی ہوکر بیچارے
راجہ بل اور دیو داس کو تباہ کیا آٹھوان اسکند بہاگوت کا دیکہئی سری نراین نے کردت سی کہا کہ جو راجہ بل
سریکا بل ہوتا تو دیوتون سی جدہ کرواکے راج چہین دیتا راجہ بل کو دہرم کا راج ہی اور برہمن بھکت ہی اور
جو کوئی بل دہرم رکہتا ہی میرا بل اوسکی اوپر نہین پونہچ سکتا پر تونے میری بڑی سیوا کی ایک اپاو اور چہل سے
راج راجہ بل سی لیکر تیری پتر دیکو دونگا انتہی یعنی سری نراین نے ادت ما در دیوتاون سی کہا کہ راجہ بل کو اگر

زور جسمانی ہوتا تو دیوتون سے لڑکر راج اسکا چھین دیتا اوسکو تو ایمان کا زور ہی اور وہ برہمنون کا خادم ہے
اور جو کوئی ایمان کا زور رکھتا ہی میرا وہ راو سپر نہین چلتا پر تو نے میری بڑی خدمت کی ہے ایک تدبیر اور فریب
سے راجہ بل سے لیکر تیری متہونکو دونگا غرضکہ سن لیا جناب لالہ اندرمن آپ نے اقرار عجز سری نارائن اپنی معبود
کا مگر طرہ یہہ ہی کہ طبیعت اونکی جو کر دہ حمایت بید تیون کی ہی کہ اجما ادارون پر کچھہ بس تو نہین چلتا مگر ایک
عورت ناقصۃ العقل کی خاطر داری سے اہل ایمان کو دغا و فریب سے ایذا پہنچاتے ہین اور مملکت چھین لیتے ہین اب
آپ ہی بچشم غور دیکھئے کہ آپ کے اس مقولہ نے کہ قصہ کوتاہ عجز سے بری اور معروف عدل گستری ہی آپکے خدای
کو تاوند کا کیسا قصہ کوتاہ کر دیا جناب من وہ تو ایسے عاجز ہین کہ آپکے آگے بھی اونکی کچھہ نہین چلتی چنانچہ تصدیق
اوسکی عنقریب ہو چکی ہی قصہ کوتاہ آپکے اس مقولہ سے واضح ہی کہ وہ اولًا عاجز اور غیر عادل ہی کیونکہ بدایۃ ایسا ہو
علاوہ بران اگر وہ عاجز نہین تو قادر کس چیز پر ہے ارواح اوسکی قبضہ قدرت سے باہر ہین کہ خود واجب الوجود
ہین سلسلہ اعمال کا قدیم ہی اوسمین اوسکی آفرینش کو کچھہ دخل نہین جزا و سزای اعمال آپ کے عقیدہ میں لازم ہے
اوسکو ارادہ پر بہی بجز ہین گناہ وہ کسیکو معاف نہین کر سکتا خلاصہ یہہ ہی کہ ہر طرح بموجب تصریحات آپکے بید و
شاستر کے وہ اکرتا ہی باینہمہ بڑا تعجب ہی کہ آپ اوسکو کیونکر غیر عاجز قادر مطلق تصور فرماتے ہین اگر اسی
عجز کا نام قدرت ہی تو پہر عجز کیا ہی **قولہ** جبکہ سزای زشت اعمالی انسان کی اختتام پائیگی قطعًا صورت اختلاف
نظر نہ آئیگی اور تمام زمین پر اطاعت بید جلوہ فرمائیگی اور مسلمانی معدوم ہو جائیگی انتہی الرجی یہہ عبارت آپکی بہت رنگ
لائیگی اور آپکو نہایت ذلیل بنائیگی اور بہت کہٹا کہلائیگی اور آپ ہی کی زبان سے آپکے عقیدہ کے بطلان کا اقرار
کرائیگی اب ذری ہوش مین آئو اور فرمائیے کہ جب یہہ امر مسلم ہو چکا کہ ایکوقت ایسا ہوگا کہ اوسوقت نہ اعمال زشت
ہونگے نہ سزا اعمال زشت کی تو چونکہ آپکے اقرارات کے مطابق زباحیات ادوار کی غیر متناہی گزر چکے ہین پس العبر
بلکہ ہر رباعی کے ایسا ہی ظہور مین آیا ہوگا اور بدفعات غیر متناہی ایسا ہی ہوا ہوگا کہ اعمال زشت اور سزای اعمال
زشت کچھہ نہ ہی ہوگی اور یہہ بھی آپ تسلیم کرتے ہین کہ تین دورون سابقہ مین اعمال زشت خلاف بید و شاستر
کے نہ تہی پس وہ اعمال زشت کہان سے آگئی جنکی سزا لینے دور رابع مین مخالفت بید و شاستر کی ظہور مین آئی
ذری سنبہ تو سامنے کیجئے اور جواب اسکا دیجئے مدعا ثابت ہمارا ہو گیا وہ ہو گئی ظاہر حماقت آپکی تو
جہونٹ چہپتا ہی چہپائی سے کہین وہ کہل گئی ساری جہالت آپکی وہ اب کچھہ ہمارا بیان اور بہی سنئے کہ آپنے
تو یہہ دعوی غلط کیا ہی کہ ست جگ مین مسلمانی معدوم ہو جاویگی مگر ہم یہہ دعوی کرتے ہین کہ بموجب کتب
معتبرہ آپکے وہ ست جگ مین قطعًا دین ہندو نہ رہیگا اور یہہ پرستش اجسام اوتارون وغیرہ کی جسکی تفصیل بیانہ ہے
اجسام اسکندہ بہاگوت مین مرقوم اور معمول ہندو ہی اصلا کچھہ نہ رہیگی اور وہی اصل توحید معتقدہ اہل اسلام

مطابق مراد لا اله الا الله کے ہے جسکو آپکی ملت مین نرگن روپ پوجا کہتے مین ظہور مین آویگی اور دین اسلام جو
ملت فطریہ بموجب تصریح قران مجید کے ہی فطرۃ الله التی فطر الناس علیہا شائع ہوگی اور بدولت اوسکی سب
لوگ نجات پاوینگے اب دیکھیے ثبوت اسکا گیارہوین اسکند بھاگوت اوہیائے پنجم مین مرقوم ہے کہ ستجگ مین برہمن
نرگن روپ کی پوجا تھی اور سارے مکتی موجب کو پراپت ہوتے تھے انتہی یعنی ست جگ مین صرف اوس ذات
وحدہ لاشریک لہ کی پرستش تھی خلاصہ یہہ کہ اوسکی مظاہر کی پرستش نہ تھی جسکو ہنود اب پرستش کرتے ہین اور اوس
دور مین سبکی نجات ہوتی تھی اور اوسی اوہیائے سے واضح ہے کہ بھگوان کے حضور بیچ دہیان یعنی پرستش مظاہر کلجگ
مین شروع ہوا ہے اور یہہ کفر قبیح پیدا کیا ہوا سری بید بیاس جی کا ہے کہ فیضان صحبت زرتشت سے اونکو پہونچا اور
انھون نے اوسمین کچھہ اور ایجادین کین کہ تصریح اوسکی عنقریب آتی ہے مخفی نرہے کہ یہہ گفتگو مبنی اوپر تصریحات
بھاگوت کے کی ہے اسسے کوئی یہہ نہ سمجھے کہ یہہ ہمارے مسلمات مین سے ہے پہر یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ تمام روی
زمین پر اطاعت بید کی جلوہ فرماویگی صریح جھوٹ ہے ادوار سابقہ مین کون سا دور گزرا ہے جسمین اس بید نے تمام کا تمام
تمام زمین پر پایا گیا ہے تاریخ مصر دیکھیے تاریخ یونان دیکھیے اور تواریخ انکو ملاحظہ کیجیے کلجگ سے پہلے کی تاریخین موجود
ہین وہ دور اولین جسمین آپ نے شیوع بیدون کا اور اونکی حفظ کا دعوی باطل تحفۃ الاسلام اور دیگر رسایل مین
کیا ہے اوسکا حال سنیے کہ آٹھوین اسکند بھاگوت مین مرقوم ہے سنکہاسر بید ونکو چرا لیگیا برہما نے
سری ناراین سے پرارتھنا کری کہ سنکہاسر بید چرا لیگیا اور بنا بیدون کے کارج سنسار کا نہین ہوتا وہ بڑا
بلی ہے مین اوسکا سامنا نہین کرسکتا پرتپال کرنیوالے دہرم کے آپ ہی ہو کرپا کرو کہ بید اوس دیت سے
مجکو پراپت ہون انتہی اس سے صاف واضح ہوا کہ خود برہما جی کو بھی بید محفوظ نہ تھی اور سوا ہے اوس ایک نسخہ کے
جو وہ دیت لیگیا تھا عالم مین اور کوئی نسخہ بھی نہ تھا نہ کسیکو بید حفظ یاد تھی ورنہ کاروبار عالم کا کیون متعذر
ہو جاتا اگر اور نسخجات موجود ہوتے یا برہما جی یا اور کو یاد ہوتا تو ایک نسخہ کے جاتے رہنے سے کاروبار عالم کا
کیون متعذر ہو جاتا اگر برہما جی یا اور کسیکو یاد ہوتا تو ہزار نسخہ اوسکے ایک روز مین موجود ہو سکتے تھے اور اگر
کسیکو حفظ یاد ہوتا تو واسطے اجرای کار عالم کے وہ یاد ہی کافی تھی غرضکہ خوب متحقق ہوا کہ یہہ [illegible] ہر دور
مین روی زمین تو درکنار ہندوستان مین بھی مانند ثمر بید کے ناپید رہا ہے بلکہ مین دعوی کرتا ہون کہ یہہ
سب بناوٹ بید بیاس کی ہے یہہ نخل بے ثمر کانٹون کا جہاڑ اونہین کا لگایا ہوا ہے بلخ مین تشریف لیگئے
اور صحبت زرتشت سے فیضیاب ہو کر چند کلمہ حکمت کی سیکہہ وہان سے ہند مین مراجعت فرما کر بقول شخصے کہ باولے
گانون اونٹ آیا یہان لوہ بجگر بنگئی اور چیلون ان سے تعلیم پاکر آئے تھے ان تعلیمات مین اپنی طرف سے بد بانات
بہت سی ملا کر ایک کتاب موسوم بہ بید بنا دی اور سند اوسکی کتاب ستاتیر زرتشتیون کی موجود ہے اوسمین ہے کہ زرتشت

نے خبر دی کہ مجکو خدا نے آگاہ کیا ہی اسپر کہ برہمنے بیاس نام از ہند آید در دل دارد کہ از تو چیزہا پرسد چون آن
نامہ بر وخوانی راست کیش شود واز ہم آیینان تو گردد چون بیاس ہندی ببلخ آمد گستاسپ زرتشت را بخواند و باو خشور
یزدان آمدن آن دانا گفت پیغمبر پاسخ داد کہ یزدان آسان کند پس گستاسپ شہنشاہ پیر موبد تا از ہر کشور فرزانگان و موبدان
را خواندند چون ہمہ گرد آمدند زرتشت از آفرین خانہ برآمد و بیاس نیز بانجمن آمد و باو خشور یزدان گفت اے
زرتشت از پاسخ و راز گزاری چنین پیدا کہ جہانیان آہنگ گزیدن کیش تو دارند و چیزہا فرجود پاہی تو لیستا زند
ام و من مرد ہندی نژاد و بدانش در کشور خود مانند ندارم رازی چند در سینہ دارم گر از دل بزبان نیارم دوم ہمہ گردی
گوید کہ اہرمنان الٰہی باہر من کیش دیو پرست دہند وجز از دل من ہیچ گوشی نشنید اگر درین انجمن ازان رازہا در
دل منست یکیک بر من خوانی بائین تو در آیم ست زرتشت گفت پیش از آمدن تو ای بیاس یزدان ازان انا آگہی
بخشید و پس این در شیم را از آغاز تا انجام بر وخواند چون بشنید و چشم پرسید و بمغز پرسید یزدان را نماز برد و بآئین
در آمد و بہند باز گشت یعنی در آئین زرتشت کہ بہترین بود در آمد انتہی اور یہہ استدلال در توالی ادوار اپنے ناسخ جو
کتب ہود دین ہر قوم ہی یہہ سب مضامین کتب زرتشتیہ کے ہین کہ بید بیاس جی نے فیضان صحبت زرتشت سی حاصل
کئے ہین چنانچہ یہہ سب مضامین دساتیر اور کتب زرتشتیہ مین موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھ لے اور یہہ پرستش مظاہر کی بھی
مانند پرستش کواکب وعناصر اور نار وغیرہ اثر صحبت زرتشت کا ہی ورنہ خود بھاگوت سے ثابت ہی کہ زمانہ پیشین
مین بجز ذات پاک کے پرستش مظاہر کی اصلا نہی یہہ بت پرستی وغیرہ دور کلجگ مین ہی شروع ہوئی ہی اور
صرف دین فطری یعنی دین اسلام کہ جسمین بجز ذات پاک کے پرستش کسیکی جائز نہین رائج تہا اور یہی موجب نجات
کا تہا اورجی بہر لالہ اندرمن نے اپنے رسایل مین تبدیل ماہیت شی کو موجب غیریت قرار دیا ہی اور اوسکو از راہ
جہالت کے منجملہ حکمت ہندیہ کے ایک حکمت غامضہ تصور فرمایا ہی اور اسپر بہت فخر وناز کیا ہی اور تبدیل ماہیت
اسی امر کو سمجہا ہی کہ روح بعد فساد قالب اول کے قالب ثانی سی تعلق پکڑے جسطرح چور دیدی نکلا ایک قالب جلکر دو
قالب اوسکی روح کو ملتا تہا پس ظاہر ہوا کہ مثلا روح اندرمن جو قالب سابق مین مرتکب اعمال خبیثہ کی تہی جب وہ
قالب یلقی فی النار ہوا اور اوسکو قالب لاحق ملا تو بموجب تصریح لالہ جی کے بسبب تبدیل ماہیت کے مطابق
حکمت غامضہ ہندیہ کے صاحب قالب ثانی غیر صاحب قالب اول ہوا پس اگر بمکافات جرائم صاحب قالب اول
کے صاحب قالب ثانی کو سزا دی گئی تو ہر آئینہ اشد ظلم وقوع مین آیا کہ کر گیا داڑہی والا اور پکڑا گیا مونچہوں والا
سچ رسوا شود کسی وتماشا کند کسی نیز اس حالتین باطل ہوا قول اندرمن کا کہ خدای ہنود ہر دم مصروف عدل گستری
ہی بلکہ ثابت ہوا کہ عادت معبود معہود ہنود کی جفا پروری ہی قولہ حاصل آنکہ قبول ایمان وحدت ارادی سے
انتہی سے صرف درویشان بند و مردودان نہ تا بخواند بر سلیمی صد فسون لالہ جی تمکو ہرگز مناسب نہ تہا کہ

باٹ تراز و چھوڑ کر مباحثہ دینی پر ساتھہ اہل اسلام کے آمادہ ہوتے ہو گرشنجی کی نصیحت گوش نفرمائی انجام کار بہت ذلت
اٹھائی تم قبول ایمان اور وحدت ارادی کو کیا جانو بقول شخصی کہ ع چہ داند بوزنہ لذات ادرک ؛ سنو تو
قبول ایمان تو مقولہ انفعال سے ہے اور وحدت مقولہ کم سے اور ارادہ مقولہ فعل سے پھر تمنے کیا سمجھکر یہہ کہا کہ
قبول ایمان حدت ارادی ہے کچھہ الفاظ کے معانی بہی سمجھا کرتے ہو اتنی ہی نے بضاعتی پر دیری کا دم بہرتے
ہو تمنے صرف روٹی کا کہانے کی یہہ صورت پیدا کی ہے یہہ سمجھا ہے کہ جاہلون مین بیٹھکر اس قسم کے الفاظ بیان
کرینگے چونکہ وہ حمقا کچھہ سمجھتے سوچتے نہین البتہ اسقدر تو ہے شاک و شبہ آپکے مدح مین زبان پر لاوینگے سو
ہوئی شکست اگر حبیب پر اندر چہ مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا ہے مگر خوب سمجھہ لیجئے کہ مدح جاہلون کی نہ سند
فراہل کی گہاس کے ہے انجام اسکا بخیر نہین صاحبان عقل جب یکہین گے تو آپ پر سخت نفرین کرکے کہینگے
کہ اس آگندہ جہل کی عقل مین فتور آگیا ہے کہ ایسی چیز کو جو مقولہ انفعال سے ہے کسطرح عین اُس شئے کا جو مقولہ
کم سے ہے ٹہراتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فنون حکمیہ اہل ہند مین مفقود ہین ورنہ آپ ایسا حکیم کل سر حلقہ سید اد
ہند کا مبادی فنون حکمیہ مین مثل خر در گل عاجز نہوتا قولہ پس لابد پند و وعظ پر موقوف ہے کہ لوگ بار او
دلی جمع آئین اور ایمان لائین انتہی اگر یہی حال ہے تو خود ذات پاک نے واسطے استیصال بدون کے کئی مرتبہ کیون
تنزل جسمی اختیار کرکے قتل و قتال و جنگ و جدال کیا صرف پند و نصیحت پر ہی کیون اکتفا کیا اوسکو طمع
ملک گیری کی بقول آپکے دامنگیر تھی کیا مملکت عالم پہلے سے اوسکو حاصل نتہی جسکے حاصل کرنیکی اوسکو آرزو
تھی ہم مسئلہ جہاد کو سوط الجبار اور سیف القہار اور فتح المبین مین کتب معتبرہ ہنود سے بخوبی ثابت کرچکے ہین
اور بہت تصریح کے ساتھہ ہم لکھہ چکے ہین کہ مقصود جہاد سے یہہ ہے کہ یا آدمی خصائل ردیہ کو کہ جنکے سبب وے
خود حیوان سیرت خاسر الدنیا والآخرۃ ہوجاتے ہین اور اونکی خبث کا اثر اطراف مین پہیلتا ہے ترک کرکے
روبراہ آجادین یا صفحہ ہستی سے نقش کو ایسے بد خصالون کے محو کر دیا جاوے تاکہ خصائل اور اخلاق ردیہ کا
اثر اطراف مین نہ پہیلنے پاوے پس مقصود شارع اصلاً نہین کہ بالجبر کوئی اظہار کلمہ ایمان زبان سے کرے اور دل مین
بدستور بے ایمان رہے اور یہی معنی ہین لا اکراہ فی الدین کے خود لالہ صاحب نے تحفۃ الاسلام مین مقولہ اندر کا
نقل کیا ہے کہ ہزارون جاہلونکو مین نے قتل کرکے کتون کو دیدیا انتہی آیا یہہ قتل اندر کا واسطے ملک گیری کے تہا یا
واسطے دفع شر و فساد و خصائل رذیلہ کے ہمیشہ سرون اور اسرون مین خباثت جہاد ہوتا رہا جہانتک اپکہہ شام
ہیہ دیکہے اب جہاد کی فرضیت کا کہان تک انکار کرینگے ہان یہہ سچ ہے کہ ہنود مین جبان القلب بزدل آدمی جیسے
ہند کے بنئے ہین اونکی واسطے اجازت جہاد کی نہین دی کہ صف کارزار دیکہتے ہی دہوتیون مین پاخانہ پیشاب
پہر دیتے ہین یہہ کام شجاعون اور جوانمردون کا ہے کہ آب شمشیر کو زیادہ آبحیات سے سمجھتے ہین اور طامعان حطام دنیویہ

کا بھی کچھ کام نہین جیسے مہاراجہ سری کرشن چند تھے کہ ہمیشہ للطمع عدوان بالطمع کرکے الناس کے باعث قتل
خلق ہوئے اہل اسلام البتہ اس قسم کی جنگ جدال کو معیوب اور نہایت مذموم اور باعث ضلال سمجھتے ہین
اور بیدین بھی ہمارے اس جلوے ہمت کی بہت صفت و ثنا ہے مگر چونکہ اہل ہنود از بس جبان القلب اور طامع
دنیا مین اور دین و ملت سے بمراحل دور ہین اسلئے خدا کی راہ مین جان دینے اور جہاد کرنے سے متنفر ہین اگر
کہین لڑتے بھی ہین تو صرف للطمع دنیا کے نہ امید نجات اخروی بڑے تعجب کی بات ہے کہ ملک و مال اور عورات
پر لڑنے کو مذموم نہ سمجھا نہین بلکہ ایسے لڑنے والونکو اوتار کرکے مانین اور جو لوگ خدا کی راہ مین جان دین اور
دفع ظلم اور شر و فساد کیواسطے جہاد کرین اونپر الزام خونریزی کا دہرین کیا خوب کہا ہے فاضل بت شکن نے
ع مگر بود مثل ز ہندوستان نمونہ + کہ باشد کار ہندو واژگونہ ÷ **قولہ** ملک گیری کہ فی الحقیقت و
قہری ہے جدال و قتال سے مربوط و منوط ہے انتہی یہان بھی وہی جہالت ہندوانہ لالہ جی نے صرف کی کیونکہ
ملک گیری مقولہ فعل سے اور وحدت مقولہ کم سے ہے دو چیزونکو کہ مقولہ ہای مختلفہ سے ہین ایک تو فرماتے
ہین اور ایک کو دوسرے پر حقیقۃً محمول کرتے ہین اور با اینہمہ نے سلیقگی اور بیہودہ خیال خام دہیری کا
پکاتے ہین **قولہ** خلاصہ آنکہ جہاد سبب قبول ایمان نہین ہو سکتا کیونکہ ایمان متعلق بتصدیق دل ہے جان
نہ باقرار زبان و دہان انتہی اس خلاصہ کو تو لالہ جی آپنے بہت ہی طول دیا ایک معنی کیواسطے الفاظ مکرر کام
مین لائے دل و جان زبان و دہان خوب خلاصہ کیا ایک سطر پہلے اسی کی بھی مضمون بعد لفظ حاصل آنکہ
رقم فرمایا تیسری سطر مین وہی مضمون بلفظ خلاصہ آنکہ لکھا آگے اسکے ایک ہی سطر بعد سب قطع نظر
کرتے ہو عجب حال ہے آپکا بات تو کچھ بن نہین آتی بیفائدہ الفاظ لکھ لکھکے واسطے اغوا جہلا ہند کے کتاب
بڑہاتے چلے جاتے ہو اب سنئے جواب انہی الحاصل و خلاصہ آنکہ کا دعوی یہہ ہے کہ جہاد سبب قبول
ایمان نہین ہو سکتا اور اسپر آپ یہہ دلیل لائے کہ ایمان متعلق بتصدیق دل ہے نہ باقرار زبان مگر اس دلیل
سے مدعا آپکا ہرگز ثابت نہوا ممکن ہے کہ جہاد سبب تصدیق دل بھی ہو آپ پر واجب تہا کہ کوئی دلیل ادہر
پر قایم کرتے اور یہی جو یہہ قضیہ لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ جہاد سبب تصدیق دل ہو اسکی نقیض پر کوئی برہان عقلی یا
نقلی لاتے نہ یہہ کہ جو مدعا ہے اوسیکو مکرر کبہی الحاصل کے بعد کبہی خلاصہ آنکہ کے بعد لکھدیتے اب سنئے کہ آپنے
جسقدر قضیہ بیان لکھے سب غلط ہین الحاصل کے بعد جو آپنے یہہ قضیہ لکھا کہ قبول ایمان وحدت ارادی ہے یہہ
تو بالبدیہۃ غلط ہے کیونکہ آپ اس شی کو جو مقولہ کم سے ہے اوس شی پر محمول فرماتے ہین کہ جو مقولہ انفعال
سے ہے اور یہہ بالبدیہۃ باطل ہے پہر آپنے یہہ ایک قضیہ اور لکھا لا بد پند و وعظ پر موقوف ہے حالانکہ یہہ
ہمارے کچھہ منحصر نہین کیونکہ ہماری شریعت مین یہہ حکم موکد ہے کہ قبل از شروع قتال پند و وعظ بلیغ فرمایا جاوے

پس جس چیز پر قبول ایمان بقول آپکی موقوف ہی وہ بھی حاصل ہوئی اور ہرگاہ کہ قبول ایمان جس شی پر بقول لالہ جی کے موقوف تہا وہ بہی حاصل ہوگئی تو آپ کا دعوی بالکلیہ باطل ہوگیا پہر آپنے ایک قضیہ لکہا کہ ملک گیری کہ فی الحقیقت وحدت قہری ہی جدال و قتال سی مربوط اور منوط ہی اول تو یہہ بہی قضیہ آپکا بالبداہت غلط ہی کیونکہ یہان بہی آپنے ایسی شی کو جو مقولہ کم سی ہی ایسی شی پر محمول فرمایا جو مقولہ فعل سی ہی اور یہہ امر بالبدیہت ممتنع ہی ثانیاً اسپر کیا دلیل ہے کہ ملک گیری جو بہ نیت اعلاء کلمۃ اللہ اور دفع شر و اور پاک کرنے روی زمین سکے جرائم اور شرور سی ہو سبب قبول ایمان کے نہو دیکہیئی ثمرہ اُس نیت نیک کا بلاد ہند مین ہی کہ قبل از غلبہ اسلام کے دیار ہند مین نام بہی خدا پرستی کا نتہا اور بت پرستی اور دیوتا پرستی تمام ہند مین پہیل رہی تہی اب لاکہون آدمی ہندی نژاد ہر قوم کے گرویدہ ایمان بدل و جان موجود ہین پہر آپ کس منہ سی ایسی امر کا دعوی کرتے ہین کہ بالبدیہت بحکم مشاہدہ باطل ہی اصل یہہ ہی کہ بہت اسباب اور علل ایسی ہین کہ بسبب غلبہ کفر کے مانع قبول ایمان ہین مثلاً حب جاہ قبول خلائق اتباع حکم سلطان پابندی رسم و رواج جاہلیت و علی ہذا القیاس اور بھی بہت امور ایسی ہین کہ مانع قبول نصیحت اور وعظ کے ہین جن جن بلاد مین کہ تسلط کفار کا ہی کوئی مومن وہان جاکر کچہہ نصیحت وہان کے باشندونکو نہین کرسکتا نصیحت تو درکنار وہان جا بھی نہین سکتا پس جب اس قسم کے موانع مجتمع ہون اور وعظ و پند موثر نہوسکی تو واجب ہے کہ از روی قہر ان موانع کا قلع و قمع کیا جاوی جب وہ موانع منقطع ہوجاوینگی تو یقین واثق ہی کہ عموماً بندگان خدا راہ پر آجاوینگے دیکہئیے بعجبی کہ جبتک کنس مقہور نہوا تب تک باشندگان متہرا از راہ نہوئی اور نیکو کار رو نکیئے اس بیان کو مفصل راج دہرم پرب ۱۲ مہابہارت دیکہئیے اوسمین لکہا ہی کہ راجہ کسکی راجنی بد شکل در گرفت راجہ سبب آن پرسید گفت کہ اگرچہ در ملک خود عدل میکنی لیکن قریب تو کہ سلطنت سلطان دیگر است در ملک او زنا و عصیان بسیار می شود او را چرا باز نمیداری اگر باز نیاید با وی جنگ کنی و او را بکشی و ملک از وی بگیری تا در مردم گمراہی رونداد انتہی اب رہی یہہ بات کہ یہہ احتمال ہی کہ بعض آدمی ایسی بھی ہونگی کہ بسبب خوف جان کی صرف زبان ہی سی اقرار کرینگی اور دلمین اونکی کفر راسخ ہوگا سو یہہ کچہہ اندیشہ کی بات نہین ہمکو حال دل کا معلوم نہین ہم ظاہر حال پر حکم نافذ کرتے ہین یہہ بھی اونکا اُس محاصرہ بالکفر سے بہتر ہی کیونکہ جب وہ اس درجہ پر مطیع اسلام اور تابع احکام ہین گو کہ انکو ثمرہ آخروی اس اظہار زبانی سے کچہہ نملیگا پہر بھی احتمال شر و فساد اور شیوع خصایل رذیلہ کا مرتفع ہوجاویگا اور بعید نہین کہ بعد چندی سمجہہ سوچکر وہ بھی مومن خالص ہوجاوین اور اگر وہ نہونگی تو اولاد اور ذریات انکی تو ہر آئینہ خصایل حمیدہ اور عقاید صحیحہ بسبب فیضان صحبت مومنین کے حاصل ہی کرینگی چنانچہ یہہ امر بحکم مشاہدہ اور تجربہ کی دیار ہند اور دیگر بلاد مین ثابت

ہو چکا ہی الغرض جس امر کا دعوی لالہ جی نے کیا تہا اوسکو مقدمات سے ہرگز ثابت نہوا اور وہی خود بھی اپنی دلیل سمجھ
لئے کہ واقع مین یہہ مقدمات انکی مثبت مدعا نہین لہذا اس گفتگو کو بیہودہ سمجھ کر انہون نے قطع کرکے فرمایا **قولہ**
قطع نظر ازین ایمان زبانی موجب نجات ہی یا نہین انتہی کیا مجمل تقریر لالہ جی نے کی یہان تو بحث جہاد ہی ایمان
زبانی کا کیا تذکرہ ہی واجب تہا کہ پہلے اس امر کو ثابت کرتے کہ جہاد مثمر ایمان قلبی نہین بلکہ صرف موجب ایمان
زبانی ہے پھر اگر یہہ مسئلہ معرض بحث مین لاتے تو ایک بات بھی تھی خیر اسپر بھی ہم کہتے ہین کہ حق بھی اسمین یہی
ہے یعنی احکام دنیوی مین جان اور مال اوسکا بیچ جاویگا اور احکام اخروی مین یہہ نفاق کچھہ کام نہ آویگا
قولہ برتقدیر تسلیم شق ثانی حکم جہاد بیفائدہ ہی کیونکہ بجبر و زور ایمان دلی و تصدیق باطنی ناممکن ہی انتہی
لالہ جی جس چیز سے آپ نے قطع نظر فرمائی تہی پہر اوسیکا اعادہ کیا اس قطع نظر سے فائدہ کیا حاصل ہوا اگر
مقدمہ آپکا کہ بجبر و زور الخ تسلیم کر لیا جاتا یا برہان عقلی ثابت ہو جاتا تو پہر نظر اور قطع نظر مین بحث ہی کیا
تہی ہر گاہ وہ مقدمہ آپکا غلط محض ہی تو چاہو پیش نظر رکہو یا اوس سے قطع نظر کرو ہر حالمین سب تقریر آپکی
ہمفن یا دہسرانی ہی وہی ایک بنیاد بے اصل ہی کہ اوسپر استدلال کو منبنی کئے جاتے ہو کبھی الحاصل کے بعد
اوسکو لے آتے ہو کبھی خلاصہ انکہ کے بعد کبھی قطع نظر کے بعد اب ہم خود آپ ہی کے اقرارات سے
اس قول کو کہ حکم جہاد بیفائدہ ہی باطل کرتے ہین آپ نے غیر متعدد مقامات پر اقرار کیا ہی کہ شیوع اسلام بلاد
عرب اور روم اور شام اور ترکستان اور ہندوستان اور دیگر بلاد مین بسبب جہاد کے ہوا ہی اور یہہ امر بدیہی ہی کہ اب روئے
زمین پر مسلمان جسقدر ہین اونمین ظاہرا کوئی منافق نہین بالفرض اگر کوئی ہوویگا بھی تو نہایت کمتر کہ اوسکا
وجود کالعدم ہے جب خود آپ ہی کے اقرار کے موافق جہاد نے اسقدر فائدہ بخشا کہ روئے زمین پر دین متین
ایسی کثرت سے پھیل گیا اور کفر و بت پرستی جو ایک عالم مین پھیل رہی تھی بدرجہ غایت رو بتنزل لائی آپ
کس منہ سے کہتے ہین کہ حکم جہاد بیفائدہ ہی الا لوجہ لیس فیہ حیاء ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ حکم جہاد طرح طرح
مثمر افادات کثیرہ ہی اگر دس آدمی ازراہ نفاق اطاعت اسلام کرینگی تو ہزار آدمی بطوع و رغبت ایمان
لاوینگے اور یہہ وہ منافقین بھی رفتہ رفتہ مخلصین ہو جاوینگی اور اونکی ذریات تو بالیقین داخل زمرہ مسلمین
مخلصین ہونگی چنانچہ یہہ بات بحکم مشاہدہ اور تجربہ کے ثابت ہی **قولہ** لب لباب آنکہ جہاد مانع ایمان دلی
ہی انتہی مرد وہی دیوانونکی بڑ لالہ جی کچہہ دماغ کا علاج کیجئے آپکا جیتا جاگتا ہی وہی ایکبات ہی کہ بار بار اوسکو
کہی چلے جاتے ہو جب آپ خود اقرار کرتے ہین کہ بسبب جہاد کے روم و شام و فرنس و ہند مین شیوع اسلام
ہوا برخلاف اوسکی آپ کا یہہ کہنا کہ جہاد مانع ایمان ہی اور بوسیلہ جہاد کوئی ایمان نہین لاتا آپکی سخت بیحیائی
ہی **قولہ** قطع نظر ازین آگے **قولہ** بوسیلہ جہاد کوئی دل سے نہین لاتا انتہی یہہ قطع نظر بھی اعادہ پہلی

قطع نظر کا ہی اسمین وہی مقدمہ باطلہ مدار استدلال ہی اب اِس سی زیادہ حماقت لالہ جی کی دیکھنی چاہئی اور ایک
قطع نظر لاتے ہین وہ قابل تماشا ہی فرماتے ہین قطع نظر ازین ہر کار کہ بآسانی میسر ہو اوسکی لئی جدال و قتال
حق ہے یا باطل بر تقدیر تسلیم شق اول خدا نے اسلام کو لازم ہی کہ کسی کام مین بغیر جبر و اکراہ لقمہ توڑ ہو اور
بر تقدیر تسلیم شق ثانی او تعالی بآسانی اور بدون اکراہ لوگونکو مسلمان کر سکتا ہی یا نہین اگر کر سکتا ہی
تو کیونکر آیت جہاد نازل فرمائی اور اگر نہین کر سکتا تو قادر مطلق نہین انتہی ہم کہتی ہین کہ جو کام بدون جنگ و
قتال کے حاصل ہووے اوسکی واسطی جنگ و قتال ضرور نہین یہی حکم ہی ہماری شریعت کا چنانچہ جو لوگ کہ بمجرد پونہچنے
دعوت اسلام کے ایمان لی آئی اور دین اسلام قبول کیا اونپر جہاد نہوا نجاشی بادشاہ حبشہ کا بمجرد دعوت اسلام
کے ایمان لے آیا اوسپر جہاد نہوا راجگان ہند نے باوجود دعوت اسلام اور مبالغہ پند و حفظ سر بابی کی
کفر سی باز نہ ہوا اونپر جہاد کیا گیا پہر لالہ جی کی حماقت دیکھئی کہ مقسم تو وہ امر قرار پایا کہ جو بآسانی یعنی بدون
اکراہ حاصل ہو جاوی اور شق ثانی مین مقسم کو ایک قسم قرار دیا تو انکی اِس تقریر سی تقسیم الشیئ الی نفسہ
الی غیرہ لازم آئی ماشاء اللہ جب یہ حال ہی سرآمد حکماء ہند کا تو کیون نہ خطہ ہند بلفظ جہالت آباد مشہور
ہووی چونکہ لالہ جی نے ازراہ جہل مرکب کے یاوہ سرائی بہت کی ہی اور جواب تحقیقی سب یاوہ سرائیون کا بہت
جگہہ پاچکے ہین اور پہر باز نہین آتے لہذا اب مجکو تکرار جوابات تحقیقی کا ضرور نہین لہذا اب مین انہین کی اقوال
سی اونکی یاوہ سرائیون کو رد کرتا ہون لالہ جی ۱۶۱ کی سطر دوم مین یہہ امر ممہد کر چکے ہین کہ سبب قبول ایمان
صرف وعظ و نصیحت ہی پس ہم استفسار کرتے ہین کہ بقول لالہ جی خدا تعالی بدون وعظ و نصیحت کی لوگون کو
رو براہ لا سکتا ہی یا نہین اگر لا سکتا ہی تو پند و نصیحت مین جانفشانی اور رائگانی اوقات کیا ضرور ہے سے
چو کار بی فضولی من برآید ٭ مرا در وی سخن گفتن نشاید ٭ اور اگر نہین کر سکتا تو قادر مطلق نہین علاوہ بران اگر
پند و نصیحت ہی سبب قبول ایمان ہی تو سرون نے اسرون پر جہاد کیون کیا کنس کا خون مہاراجہ کرشن چندر نے اپنی
سر پر کیون لیا اور علی ہذا القیاس بہت سی ظالمون سی کیون لڑی صرف پند و نصیحت سی جو چیز حاصل ہو سکتی تہی اوسکی
لئی نوبت مقاتلہ عظیم کی کیون پونہچائی اور اگر وہی باوجود پند و نصیحت کی رو براہ نہوئی تہی تو یہہ قول لالہ جی کا
کہ سبب قبول ایمان صرف وعظ و نصیحت ہی صریح غلط ہو گیا کہ باوجود قیام سبب کے حاصل نہوا قولہ خدا نے حفظ
ازین حفاظت کفار مرعوب کردگار ہی یا نہین بر تقدیر تسلیم شق اول او تعالی نے کیونکر محمد صلعم کو قتل کفار
پر مامور فرمایا اور کسواسطی بہ تلطف و تعطف سوی اسلام نہ بلایا بر تقدیر تسلیم شق ثانی لازم آتا ہی کہ کفار بغیر
حفاظت او تعالی زیست کرتے ہین انتہی ہم کہتی ہین کہ حفاظت بدکردارون اور ظالمون کی اور دائم کہنا
دیوار ظلم کا مرعوب کردگار ہی یا نہین اور اگر ہی تو اشلوک ۱۴۰ کرشن گیتا مین کیون کہتا ہی کہ ان کی استیصال

بد کردار دن اور اگر ہاڑ سنے ویران ظلم کے پیدا ہوا ہون اور اگر نہین تو بقول لالہ جی اشرار بغیر حفاظت اونکے
کے زیست کرتے ہین اور خدای ہنود کی حفاظت کو طاق مین دہرتے ہین غالب ہی کہ لالہ جی اسکی جواب مین کہہ
کہین کہ مذہب ہنود مین ارواح واجب الوجود ہین اور ارواح کیواسطی ازل سی ہی اجسام لازم ہین کیونکہ اگر
اجسام اونکو لئی ازل سی لازم نہون تو حدوث تعلق ابدان کا ارواح سی لازم آویگا اور سب اصول و
فروع ہماری درہم برہم ہو جاوینگی پس اجسام بھی واجب بالغیر ہوی یعنی وجوب اونکا وابستہ ساتہہ وجوب
ارواح کے ہوا اور جب ایک صفت وجوب وجود ارواح اور اونکی اتباع کی بمقابلہ خدای ہنود کی قائم
ہوگئی تو اونکو کیا پروا رخدای ہنود کی رہی پس مذہب ہنود پر کچھہ قباحت اسمین نہین کہ اشرار بغیر حفاظت
خدای ہنود کے موجود اور باقی رہین جسطور پر کہ وہ ایجاد ارواح پر قادر نہین اسیطرح اونکی القا اور فنا
پر بھی قادر نہین اور وہ تو اکیلا ہی میان تو ایک لشکر کا لشکر واجب الوجودون کا موجود ہی اگر ذرا بھی کان
ہلاویگا تو اوس لشکر جرار کے ہاتہہ سی بہت ذلت اوٹہاویگا اور مصیبت بالای مصیبت یہہ ہے کہ ست ارتہہ پرکاش
مین مرقوم ہی کہ مایا کے معنی ارادہ الہی کے ہین اور مایا مقید و فانی ہی اور جیو آتما مطلق و لازوال ہی جیو آتما
کو قدرت ہی کہ مایا کو فنا کری کہ مایا فانی ہی اور جیو آتما جاودانی انتہی اگر جیودن کی مضرت کا دلمین ارادہ بھی کریگا
تو سب جیو ملکر اوسکی ارادہ ہی کو فنا کر دینگی علاوہ بران خدای ہنود تو بموجب تصریحات بید کے محض
لاچار اپاہج اکرتا ہے واقع مین اوس سی حفاظت موجودات کی کب ہو سکتی ہی پس الزامات مذکورہ ہنود پر
وارد نہین ہو سکتی البتہ یہہ جواب اونکا اونکی اصول پر لاجواب ہی **قولہ** قطع نظر ازین جہاد سی کفار
کی نیستی اور نابودی مطلوب و تعالی ہی یا اسلام لانا انتہی لالہ جی فرمادین کہ یہہ قضیہ انکا منفصلہ حقیقیہ عنادیہ
ہی یا مانعہ الجمع یا مانعہ الخلو اگر مانعہ الخلو ہی تو استدلال اونکا محض ناتمام ہی کیونکہ تقریب اونکی منع جمع یا
منع خلو کی صورت مین ہرگز تمام نہین ہو سکتی بلکہ منحصر ہی اوپر تضاد جزئین کے اور یہہ منع جمع یا منع خلو
کیصورت مین متصور نہین اور اگر اونکی ذہن مین منفصلہ حقیقیہ عنادیہ ہی تو جو کچھہ دلیل اوپر تضاد جزئین کے
رکہتی ہون پیش کرین اور بغیر دلیل تو لالہ جی کی حقیقت کیا ہی بقول الشمشت کے برہما جی کا قول بھی لایق
التفات کے نہین پس باطل ہوگئی سب خرافات اور یاوہ سرائیان لالہ اندرمن کی لالہ جی ہم آپ سی خواہی نخواہی
ان مراتب کا جواب لینگے یہہ سبزی منڈی یا بنئی کی ہاٹ نہین کہ منہہ مین جو آیا سو بک دیا یا آپ ہمارے
مواخذون کا جواب بکر استدلال کو درست کیجئے یا داد انصاف دیجئے اور الزام جہالت کا اپنے اوپر لیجئے اگر آپ
نے ہماری مواخذات کی جواب نہ دئے اور ساکت ہو رہی یا ٹال بال بموجب عادت کے بتائی تو سمجھا جاویگا
کہ اہل ہنود ہمیشہ کے جاہل ہین اونکو کسی فن مین سلیقہ نہین اور اگر مقدمات استدلال کو قاعدہ کے موافق

درست کرکے اپنے پیش کیا اور عناد جز یکن ثابت کر دیا تو ہم اوسوقت آپکو جواب تحقیقی بھی دینگے اور جواب
الزامی بھی غرضکہ جبتک ہماری مواخذون سے آپ نجات حاصل نکر لینگے اور قاعدہ کے موافق دلیل
ومقدمات دلیل کو درست نکر لینگے تبتک ایسی یاوہ سرائیون کیطرف کچھہ التفات نکیا جاویگا حسنہ اعجاز
نے لالہ جی کو بہت لتاڑا اور اونہین کی جوتی اونہین کا سر کیا اور کہا کہ اگر خدا ہی مشہود مطلق ہوتا تو
تنزلات جسمیہ یعنی اوتار لینا کیون اختیار کرتا اور راون اور کنس وغیرہ کو اسقدر مہلت ندیتا اور نوبت جنگ
وجدال مین نہ پڑتا تو لالہ جی نے صاف میدان مین پیٹھ دکہائی اور ایسی بھاگے کہ آگے پیچھے کی سُرت نرہی
جسطرح مہاراجہ کرشن چندر جراسندہ اور سسپال کے سامنے سے سترہ میدان چھوڑ بھاگے تھے لالہ جی نے بھی
وہی طریقہ اختیار کیا مگر بقول آنکہ ہرکہ دست از جان بشوید ہرچہ در دل دارد بگوید پیچھا پھر پھر کے کچھہ
بھی کہتے گئے کہ اوتار لینا ضروریات سے ہے کہ بدون اوتار دیدار پروردگار نا ممکن ہے کہ مستلزم اجتماع النقیضین
ہے انتہی لالہ جی ایسے بدحواس نہو جئے دیدار کا یہان کیا تذکرہ ہے وہ تو اشلوک ۱۶۸ مین فرماتے ہین کہ
مین قائل ہون واسطے قتل خلق کے مجسم ہوا ہون ۱۶۹ جب اخلاق حمیدہ کم ہو جاتے ہین اور شر و فساد زیادہ
ہوتا جاتا ہے اعتدال دینی کو ایکصورت پیدا ہوتی ہے وہ مین ہون ۱۷۰ واسطے مدد دینے نیکون اور استیصال بدون
کے اور قائم کرنے بنیاد عدل کے اور اوکھاڑنے دیوار ظلم کے پیدا ہوا ہون تاکہ آیندہ کوئی اپنی حد سے
باہر پانون نہ دہرے اور افراط و تفریط ہونے نپاوے انتہی آپ کیا دیدار لئے پھرتے ہین وہان تو باعث ظہور صفات
ظاہر ہے اور تنزلات جسمیہ سے مقصود قتل عام ہے چنانچہ یہی امر اور بہت کتابون سے واضح ہے آپ سے کچھہ بات
نہ بن آئی صاحب اعجاز نے آپکو نہایت عاجز کیا خیر ہم آپکو اس کروٹ پر بھی داغی کرتے ہین آپ نے دلیل ضرورت
اوتار لینے کی یہہ لکھی کہ بدون اوتار دیدار پروردگار نا ممکن ہے تو ظاہرا آپکے ذہن مین یہہ ہے کہ دیدار پروردگار
ضروریات سے ہے سو یہہ زعم آپکا باطل ہے اگر کوئی دلیل ضرورت دیدار پروردگار پر رکھتے ہو تو پیش کرو اور
بیدلیل تو برہما کا قول بھی مردود ہے آپکی تو اصل ہی کیا ہے پھر اگر دیدار پروردگار ضروری ہے تو آپ کے
حق مین اور جملہ اہنود کے حق مین بھی ضروری ہوا یا مرجانے اور کم ہو جانے اوتارون کی موجود
ہون حالانکہ اونکو دیدار اوتار کا میسر نہین ہوا اور جب دیدار اوتار کا میسر نہین ہوا تو ضرورت مطلقہ
کہان باقی رہی ضرورت مطلقہ تو دوام سے بھی خاص ہے حالانکہ دوام کبھی باقی نرہا پس باطل ہو گیا
آپکا یہہ قضیہ ضروریہ کہ اوتار لینا ضروریات سے ہے پھر یہان سے بہت صاف ثابت ہو گیا مجسمیہ ہونا ہنود
کا جس سے آپ کئی جگہہ انکار کر چکے ہین کیونکہ یہہ ظاہر ہے کہ اوتارون مین جو کچھہ مرئی ہے یہہ جسم عنصری مرئی ہے
پس جب آپکے عقیدہ مین دیدار شئ مرئی یعنی جسم کا عین دیدار خدا تعالی قرار پایا تو ہونا جسم کا عین حق کے اثبات

لازم آیا پس آپکے مجسمیہ ہونے مین کیا کلام رہا پہہ تو للہ جی تمنے خوب جوابدیا الزام مجسمیت کو سر پر لیا اور عزاز
صاحب اعجاز کچہہ بہی دفع ہوا پہر آپ نے بہاگوت کے ادہیای ۲۴ اسکند ۱۱ دیکہی ہو اوسمین یہہ لکہا
ہو کہ جو تم یہہ بات کہو نارا ین اپنا سی کو کیا کارن تہا جو منکہہ سر یر دہارن کرا سو اسکا یہہ کارن ہو کہ
بسدیو دیوکی نے پچہلے جنم مین ادگر تپ کرا تہا اور چتربہوجی نارا ین نے درشن دیا اور کہا ہوی بر مانگ
تب انہون نے یہہ بر مانگا تم ہمارے پوتر ہو اس کارن سری لوکناتہہ نے اپنے بچن کے پرتپال کرنیکو اور
پرتہی بہار نروت کرنے کو اوتار دہارن کرا تہا انتہی یعنی اگر تم یہہ کہو کہ نارا ین کو کیا کام تہا جو آدمی کا تن
اختیار کیا تو اسکا یہہ سبب ہے کہ بسدیو دیوکی نے پہلے جنم مین ریاضت کی تہی اور نارا ین نے اونکو اپنی
زیارت کرائی اور اجازت دی کہ مراد مانگ تب اونہون نے یہہ مراد مانگی کہ تم ہمارے بیٹے ہو اس سبب سے
مالک عالم نے اپنے قول کے پورا کرنے کو اور زمین کا بوجہہ اوتارنے کو اوتار لیا تہا فقط دیکہو تو کیا خبط
مضمون ہی اگر کرشن جی نارا ین کے اوتار ہین اور نارا ین خدا ہی تو یہہ کیسی خدا ہین کہ اپنی مخلوق کے بیٹے
ہونیکا اقرار کرتے ہین اور بیٹا بجاتے ہین اور اگر خدا نہین تو سب آپکی تقریرین اور آپکا اعتقاد باطل ہے
پہر یہہ بہی فرمایئے کہ وہ عہد کرنیوالا کوئی جسم تہا یا کوئی روح تہی اگر جسم تہا تو اوس جسم نے اوتار نہین
لیا تہا بلکہ یہہ جسم جو کرشن کا تہا بقول آپکے بہی حادث تہا اور اگر روح تہی تو یہہ دعوی آپ کا کہ بلا واسطہ
روح کے جان و جنین کرتا ہی باطل ہوگیا اور اسکی کیا معنی کہ بدون اوتار دیدار پروردگار ناممکن ہی ذرا
تفصیل اسکی کیجیئے پرہماجی کی تصریح کے موافق تو سب مخلوق اوتار ہی چنانچہ مقولہ انکا آگے نقل کیا جاویگا
پہر کرشن اور رام چندر و پرسرام وغیرہم کی کیا خصوصیت ہی کہ اونکو وجود سے دیدار پروردگار حیز امتناع
سے خارج ہوکر مرتبہ امکان کو پونہچ گیا اگر واقع مین دیدار پروردگار ممتنع بالذات ہی تو کوئی چیز اوس
چیز کو امتناع سے خارج نہین کر سکتی کیونکہ جس شی کا وجود ممتنع بالذات ہی اوسکا حصول ہر حال مین محال ہے
اور اگر دیدار بالذات ممکن ہی تو بغیر وجود اوتارون کے بہی ہو سکتا ہی کچہہ ضرورت اسکی نہین ہی کہ ایسی
امر ممتنع بالذات یعنی وجود اوتارون کا الزام کیا جاوے علاوہ بران چونکہ یہہ اہم عقاید ہنود سے ہی پس واجب
ہی کہ ثبوت اسکا بیدون سے کرو جو آپکو عقیدہ ہی مین کتب سماوی ہین دیکہیے حالانکہ بیدون سے برخلاف اسکے پایا جاتا
ہی چنانچہ بحث اسکی مفصل سوط الجبار اور ختم المبین اور اور رسایل مین مرقوم ہوئی ہی سوای اسکے بہت دلایل
سے ان رسایل مین ثابت کر دیا ہی کہ یہہ اشیا جو بموجب تصریحات کتب ہنود کے بشن کے اوتار ہین خدا
اوتار نہین اور بشن خود بتصریحات کتب معتبرہ ہنود خدا نہین ہی بلکہ ایک دیوتا ہی دیکہیے ادہیای ۸۸
بہاگوت اسکند دہم لکہتا ہی کہ شیو اور برہما اور بشن تینون دیوتا پار برہم کا انس ہین پربہار جوگن رتب

بشن ستوگن شیو تموگن سروپ ہین اور برہمہ رجوگن سروپ ہی الخ اگر کہو کہ بہاگوت کے دوسرے اسکند
مین ۲۴ اوتارونکو جنکی تفصیل اوسمین ہی اوتار نارائن کا لکہا ہی اور بالیقین وہان سی مراد لفظ نارائن سی خدا
ہی نہ بشنو نہ نارائن برادر نر تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ اوسی کتاب سی ظاہر ہی کہ مراد مولف بہاگوت کی اوتار سے
خدا نہین ہی جسکی لالہ جی قایل ہین اور باینہمہ خود اوسی مقام سی واضح ہی کہ یہہ حکایات واسطی احمقون کے برہمنو
نے موافق عادات جبلی اپنی کے بنالی ہین چنانچہ خود برہما جی کا مقولہ اوسمقام پر اسطور پر منقول ہی کہ جب
تلک اگیان ہی ان ۲۴ اوتارون کو نارائن جانکر لیلا اونکی گاین کرے اور دہیان اونکی سروپ کا دہرے
اور یہہ ۲۴ اپنی بدہ پرمان برنن کرے ہین اور نہین تو جو کچہہ ششٹ دیکہتا ہی تو سب روپ نارائن کا ہی نارد
بشن اور برہما اور مہادیو بہی اوتار نارائن کے ہین کس کارن کہ انہین نارائن نے اپنی شکت دی ہی اور
مین اوتپت کرتا ہون اور بشن پرتپال اور مہادیو سنگہار کرتے ہین انتہی یعنی جبتک جہل اور نادانی رہے
ان ۲۴ اوتارونکو نارائن جانکر قصے اونکے بیان کرتا رہے اور دہیان اونکی شکل کا کرتا رہے اور یہہ ۲۴ اوتار مین نے
اپنی سمجہہ کے موافق بیان کئے ہین ورنہ جو کچہہ مخلوق نظر آتی ہی یہہ سب شکل نارائن کی ہی اے نارد بشن اور برہما
اور مہادیو بہی اوتار نارائن کے ہین اسلئے نارائن نے اونہین اپنی قدرت دی ہی کہ مین پیدا کرتا ہون اور بشن
پرورش کرتا ہی اور مہادیو ہلاک کرتا ہی انتہی اس بیان سی کئی امر ثابت ہوے ایک یہہ کہ ان ۲۴ کی تخصیص
مخصوص اسلئے جاہلون کے ہی دوسرے یہہ کہ در حقیقت سب مخلوق مظاہر صفات باریتعالی ہین کچہہ خصوصیت
ان اوتارونکی نہین ہی تیسرے یہہ کہ جسطور پر بشن مظہر صفت ربوبیت ہین برہما مظہر صفت ایجاد اور مہادیو
مظہر صفت قہر کے ہین چوتہی یہہ بات ہی کہ یہہ تفصیل اوتارونکی کچہہ بموجب الہام اور وحی کے نہین بلکہ برہما
جی اپنی سمجہہ کو یہان کام مین لائی ہین الغرض ان تصریحات سی سب یاوہ سرائیان لالہ جی کی جو اوتارونکے
باب مین کرتے تہی اور وساطت اور عدم وساطت روح کو درمیان لاتے تہی باطل ہوگئین اور یہہ بہی ظاہر ہوگیا
کہ اگر وید آریہ پروردگار کا بقول لالہ جی کے ممتنع ہی تو راجہ رام چندر اور سری کرشن اور کچہہ اور مچہہ اور بامن
جی اور سور کے وجود سی حیز امکان مین نہین آگیا قولہ مستلزم اجتماع نقیضین ہی انتہی لالہ جی ذرہ
اسکی بہی شرح کی ہوتی کہ وہ نقیضین کیا ہین کہ در صورت اوتار احد النقیضین مرتفع ہو جاتی ہی اور در حالت
عدم اوتار مجتمع ہو جاتے ہین مین خلاف نہین کہتا اور بنظر خیر خواہی کے جناب مین عرض کرتا ہون کہ
جلد کچہہ علاج اپنا کیجئی یہہ سب آثار مالیخولیا کے آپ مین موجود ہین بڑہتے بڑہتے کہین نوبت اور کچہہ نہ پہنچے
قولہ مسلمان دیدار خدا مسلمات سی مانتی ہین انتہی لالہ جی یہہ کبہی دیکہا ہی یا نہین کہ شنکر اچارج جی
اپنکہید اتہربن بید کو پہر ملاحظہ کیجئی شاید کہ آپکی جہالت دور ہو جاوے اگرچہ مجہکو توقع اسکی نہین کہ آپ سا

فراق محمد اب حیات اوسکو معاملک بونہچی لقول آنکہ ع اسیر ڈونڈے کہین اُجہتی ہین تو پہر بہی جوہر بیگر ذہن
ہی اوسکی بیان کرنے مین دریغ نہین کرتا چنانچہ گورو سی سوال کرتا ہی کہ تمنے آتما کو دیکہا ہی جواب دیکہا ہی کہ جو
بہد اجدا کرنیوالا ہر کام کا ہی وہ وہی ہو اور جسکا غور و بزرگ گواہ ہی اور جو تمام حواسون کا فاعل ہی اور جو سب
سے اول ہی اور جو شیلدی او رخم سے منزہ ہی اور جو لا ثانی ہی اور جو وصف ہر ایک دل کا ہی اور جو سب چیزون
سے اور جو ہر شی مین موجود ہی اور جسکی صورت تمام عالم ہی جسکی روشنی ہوا سے بہی چہپائی نہین جاتی اور وہ
برہم اور آتما ہی سوال جو تعریف تمنی کی ہی یہہ سب حواسون کی محسوس ہوتی ہی اور اوسکی صفت وہ ہی کہ حواسون
باہر وہ کسی تمنی کیا دیکہا جواب مینے تم سی نہین کہا کہ وہ کسی کو نظر نہین آتا ہی سوال اچہی طرح سمجہہ مین نہین آیا
جو تمنی بیان کیا پس مکرر بیان کرو جواب آتما کو تلاش کرو نظر آویگی مگر اس ترکیب سی کہ سواے آتما کے اور کچہہ
دکہلائی نہ دے پس آتما دان ہو جاؤگی وہ غیر نہین ہی اور غیر کسی کو نظر نہین آتی سے انتہی اب فرمائیے کہ آپ کس منہہ سے
مسلمانون پر اعتراض کرسکتے ہین خود آپ ہی کے بید سی ثابت ہوا کہ جب ایسی حالت ہو جاوے جیسی بید مین مذکور
ہی دیدار خداے تعالی ہر شخص میسر ہو جاتا ہی اور چونکہ اہل اسلام جسی حالت مین دیدار الہی کے قایل ہین وہ بہی حالت
یہی ہی پس جو عقیدہ اہل اسلام کا ہی وہ خود آپکے بید سی بہی ثابت ہی نہ یہہ کہ جسطرح پر آپ دیدار الہی کے قایل
ہوتے اور الزام مجسمیہ بننے کا اوٹہایا است ہرچہ گیرد علتی علت شود * کفر گیرد کاملی ملت شود * قولہ
تما حصل آنکہ اوتار لینا بندگان مقبول کو جزاے حسنات دینا ہی انتہی اس مہمل عبارت کے ہم معنی نہین سمجہی ذرہ
تشریح تو فرمائیے آیا مراد یہہ ہی کہ بندگان مقبول جو اوتار لیتے ہین وہ اونکی جزاے حسنات ہی یا خداے تعالی کے
جو اوتار لیتا ہی وہ اوتار لینے کے بعد بندگان مقبول کو جزاے حسنات دیتا ہی یا اوتار لینا خداے تعالی کا
عین جزاے حسنات بندگان مقبول ہی ہمکو ان تینون معنون مین بہت بحث ہی اور ہم آپکی اصول پر تینون معنی
کے ابطال پر دلیلین اپنے پاس رکہتے ہین مگر جبتک کہ آپ بالتعیین تصریح اپنے اس قول کی نکرینگے تب تک ہم
متوجہ ابطال معانی مذکورہ نہونگے کیونکہ بیفائدہ طول دینا ہمکو منظور نہین ہی ہان جس وقت آپ نے کوئی
معنی معانی مذکورہ سے متعین فرمائے تو دیدہ باید کہ انشاء اللہ تعالی آپکے اس قول کو آپ ہی کے اقرارات
سے باطل کر دینگے کہ آپکو مجال بات کرنے کی نرہیگی قولہ یہہ بحث طول طویل ہی اور بقدر ضرورت حلہ ہند
مین تفصیل ہو انتہی طبع نازک طالب اختصار ہو گئی تہوڑے ہی جاتی تہی کہ جب اسباب مین گفتگو آویگی تو طبع
نازک جناب کی طالب اختصار ہو جاویگی یہہ کیا بات ہی کہ بحث اوتار مین کہ مقاصد اہم سے ہی اور مداخل
اصول ہی جسجگہہ آپ سے مواخذہ کیا جاتا ہی تو مزاج عالی پر اختصار آجاتا ہی بیفائدہ کلام زبانی بہت سے جاری
رہتا ہی ایک صفحہ اور پر ایک مضمون مکرر کو چند المحاصل اور خلاصہ اور قطع نظر مین بیان فرمایا اور متعدد عبارا

اور ان الفاظ کو طول دیا کہ ایک ایک معنی کو کئی کئی جملوں میں بتکرار لاتے تھے یہان جو مقام تفصیل کا تھا طبیعت گھبرا
گئی تحفۃ الاسلام اور حملہ ہند مین بھی اسی مقام مین اختصار پسند آیا تھا مضامین بھی اسی بحث کو بہت گھٹایا خیر
یہ تو معلوم ہوا کہ گفتن ہمین بس است کہ آپ من البلاغت مجھ سمجھ گئے اتنی دلیلین ہوویگی ہوشیار ہو
جسقدر آپ نے تحفۃ الاسلام اور حملہ ہند مین لکھا ہی مہتی سوط الجبار علی متن الکفار اور فتح المبین علی جمع
الشیاطین مین بہت دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اوسکو الیسار دکیا ہی کہ بعد اونکی ملاحظہ کے یقین تو یہ ہی کہ
اب پھر کبھی نام بھی اوتار ونکا نہ لین گے پھر ایک بات یہان سے یہ بھی ثابت ہوتی ہی کہ آپکے عقیدہ مین اوتار
لینا خدا تعالی کا صرف جزای حسنات ہی استیصال بدکارون کے واسطے ہرگز نہین کیونکہ مقصود قتل اشرار بھی اگر
آپ تسلیم کرینگے تو مورد اعتراض صاحب اعجاز ہوونگے جسکا بیان اوپر گذرا اور اوسی اعتراض سے آپ نے
پیچھا چھوڑانے کیواسطے ظہور اوتار ونکا مخصوص جزای حسنات گردانا ہی مگر آپ کیسی ہی باتین بنا دین یہ چھوٹی
بات بن نہین پڑتی آپکا پردہ خود اوتارون کے مقال اور حال نے چاک کر دیا چنانچہ شرح اوسکی اوپر مذکور
ہو چکی پھر وہ اعتراض صاحب اعجاز کا اسپر بھی مندفع نہوا کیونکہ وہ اتنا یہہ کہہ سکتے ہین کہ اگر خدا تعالی قادر مطلق تھا
تو تنزلات جسمیہ اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی بغیر اوتار لینے کے بھی جزای حسنات دیسکتا تھا ہرچند کہ اوتارون
کی بحث پہلے رسالونمین بھی بہت ہو چکی ہی اور پہلے رسالون مین آپ نے لکھا ہی کہ تمیز اوتار ونکی علامات خاص
سے ہوتی ہی اور ان علامات سے اوتار ور کہیشر مین تمیز ہوتی ہی آپکے سمجھانے سے وہ علامات خاص بیان نہین
کین آپنے بیاس جی کو رکہیشر کرکے تعبیر کیا ہی بھاگوت مین پہلے اور تیسرے اور اونکی اسکند مین اونکو
اوتار قرار دیا ہی ارجن شاگرد رشید کرشن کا کہتا ہی کہ ہم کرشن کو اپنے ماموں کا بیٹا جانتے رہے یہ نجانا کہ
یہہ خدا ہین دیکھو اسکند پہلا بھاگوت کا اور یہہ جو بڑا جان نثار انکا تھا کہتا ہی کہ کبھی میرے خیال مین نہین
آیا کہ کرشن جی خدا ہین ہم آدمیونکی اونکو خدا سمجھا دیکھو اسکند تیسرا بھاگوت کا غرضکہ اس قسم کی اور بھی
تصریحات کتب ہنود مین موجود ہین اب ہم لالجی سے دریافت کرتے ہین کہ وہ کیسی علامات و آثار ہین کہ اوتارون
کی زندگی مین تو کچھ اونکے اثر کا ظہور نہین ہوتا بعد مرنے کے اوتار ہونیکے وہ بہت کام آتے ہین اور نہایت درجہ
پر موثر ہوتے ہین وہ کیسی علامات ہین کہ ہنود کو ان علامات سے بلکہ ان علامات کے ذریعہ سے اوتارون کو خدا
نجانا اور پیچھے والون نے ان علامات سے نتیجہ حاصل کیا پھر کیا وجہ ہی کہ حق بیاس جی تو وہ علامات آپکے
نزدیک بھی غیر موثر ہین اور بعد کرشن وغیرہ خوب اثر کرتی ہین فرمائیے جواب ثابت فرماکر جواب منصف فہم کیجیے
اور طالب انتصار نہو چونکہ بیشک وشبہ مضمون بیت سپدیت شکن کا صادق آویگا مصرع الہدوشی
بیاب دوسیہ گفتار ہندوان ثابت کہ خدای اوتار ہندوان ز قول رام راون اور کنس وغیرہ کو جنہی صلبت

دیا اور قبل از صدور سزا ادنی کے قتل کرنا خلاف قدرت کاملہ کے نہیں بلکہ اقتضای عدالت اور سیاست ہی
کہ جبتک سیئات اشرار تکمیل نہیں پاتی قطعاً سزا نہیں دیجاتی انتہی لالہ جی نے اعتراض صاحب اعجاز کو
بہت مختصر کرکے لکھا ہی ہم مفصل تقریر لالہ جی کی جو تحفۃ الاسلام میں ہی اور تقریر صاحب اعجاز کی بلفظہا
لکھتے ہیں لالہ جی نے تحفۃ الاسلام میں قادر مطلق پر یہہ اعتراض کیا اگر بعقیدہ محمدیان خدا قادر مطلق بودی
بنا بر رواج دین اسلام امر بجہاد نفرمودی بلکہ بدون آزار جانداری بمجرد ارادۂ خویش دین اسلام را رواج
دادی وہمہ کس را بر یک دین متفق گردانیدی انتہی بلفظہ اور اسکے جواب میں صاحب اعجاز نے لکھا کہ این ہرزہ
درائی معترض بر ہیمزن خانمان عقاید بید وشاستر ہنود است کہ چہ بعینہ برو وارد میشود کہ گفتہ شود
کہ اگر خدای ہنود قادر بودی محتاج اوتار نشدی و مدد خداپرستان بقدرت مطلقہ خود نفرمودی نیز
صورت خوک نگرفتی و بشکل ماہی و خار پشت بر نیامدی کہ باین شان وسامان جلوہ و درشن دادن و
خود را بر پرستاران مشتاق دیدار وانمودن حسنی و خوبی ندارد و نیز جامۂ تزویر باون برتن راست
نکردی و بل را فریب ندادی و نرسنگہ نشدی و نیز راون و کنس و کشپ را بیک طرفۃ العین از پریشہ وا بیل
بلکہ باشارۂ غیبی قتل کنانیدی و در رحم مادر نیامدی و خون حیض نخوردی و با عدا نجنگیدی و ایذا و
تکلیف بر نداشتی بلکہ خدا را تہذیب سرانجام مہام انام بس آسان بود مصدر اینہمہ خون دہیا ہی و
و فتنہ و شورش چرا شد کہ دلیل بیرحمی و لاچاری است انتہی بلفظہ لطف ان دونو صاحبون کے مباحثہ کا
منحصر ہے اوپر دریافت مضامین کتب ہنود کی جو دربارہ علت غائی اوتار لینے کے مرقوم ہیں اسلئے قبل اس
سے کہ ہم محاکمہ درمیان دونو صاحبون کے کرین عبارات بہاگوت اور شیو پران اور مہابہارت کی
لکھتے ہیں اوّل دہیان سیلے بہاگوت اسکند دہم متس (ماہی) روپ ہو بید ڈوبتے سے نکالے کچہہ روپ ہو
گرمیٹ پر دہارن کیا (کچھوہ کا روپ بنا کر پہاڑ کو پیٹ پر دہرا) باراہ بن بہوم کو دانت پر رکہہ لیا
(سور بنکے زمین کو دانت پر رکہہ لیا) باون ہوکے راجہ بل کو چہلا (فریب دیا) پرسرام اوتار ہوکے چہتریون
کو مار پرتھی کشپ من کو دی رام اوتار لیا تب مہا دشٹ راون کو بدہ کیا (ہلاک کیا) اور جب
تمہاری بھگتون کو دیت دکہہ دیتے ہیں تب تب آپ انکی رچہا کرتے ہیں تا تہہ اب کنس کے ستانے
سے پرتھی اتی بیاکل ہو پکار کرتی ہی اوسکی بیگ سدہ لیجئے اسرون کو مار سادہون کو سکھہ دیجئے انتہی
مہابہارت فصل موجب و پرم سانت پرب جای آن بود کہ از گرانی فسق دانوان زمین در آب فرو رفت
برہما بر فرش لشن رو نہاد پس براے ہلاک کردن قوم دانوان بصورت باراہ ظاہر گشت انتہی شیو پران ادہیائے
۵۷ ترجمہ منشی شنکر دیال فرحت سے ۵ تنزاب حال ہونا کچہہ کا تم کو میاں یا جسنی عالم میں تلاطم تہ زمین

کو صورت بستر لپیٹا ہو بہ رنگ کاغذ بہ زیر لپیٹا ہو تعلین دابکر وہ خود فراموش ہو ہوا تحت الثری مین جاکے
روپوش ہو جناب کشن جی تب ہوکے آگاہ ہو گئے پانی کے اندر بشکل ماہی ہو کہا نارد سے کہ اسدم اندر جو ہوش ہو
کہ تا قتل عدو پانی کر دنوش ہو گئی پھر خود بدولت زیر پاتال ہو بہ ہی گرم ہو غا پانصد سال ہو تری سے آئے خشکی
مین نکلکر ہو ہوئی زور آزما میدان بدلکر ہو رہی یہ تا تک زور آزمائی ہو بہم سرگرمی و چستی دکھائی ہو بہگایا آخر
دیو لعین کو ہو سیری بھگوان ہے آئے زمین کو غرض الغرض یہ ہے صاحب تحاز کا کہ یہ کہ تم جو یہہ اعتراض جہاد پر
کرتے ہو کہ اگر خدا تعالی قادر ہوتا تو بمجرد ارادہ کے کفار کو زمرہ مومنین مین داخل کر دیتا اور بدون آزار کسی
جاندار کے رواج اسلام ہو جاتا اور سب ایک دین پر متفق ہو جاتے تو یہہ اعتراض بعینہ آپ پر بھی وارد ہوتا ہی یعنی اگر
خدا ہی ہنود قادر ہوتا تو بدون تکلفات مذکورہ اور بدون آزار کسی جاندار کے جو مطلب تہا حاصل ہو جاتا
اوسکو مچھلی بننے کی کیا ضرورت تھی بمجرد ارادہ کے بید ڈوبے ہوئے نکل آتے کچھوہ بنکر پہاڑ کے نیچے پیٹ لگانے
کی کیا ضرورت تھی بمجرد ارادہ کے پہاڑ معلق ہو جاتا سؤر بننے کی کیا حاجت تھی بمجرد ارادہ کے قلع وقمع دیو
کا ہو سکتا تہا بمجرد ارادہ کے دشمن کا کام تمام ہو جاتا ہے برسون تک اوس سے لڑتے رہنا اور غالب نہو پانا دلیل
عجز کی ہی باون بنکر فریب بنا راجہ بل کو کیا ضرور تہا درصورت قدرت تامہ کے مدعا بغیر اوسکے بھی حاصل ہو سکتا
تہا پرسرام اور رام کی صورت بنانا کیا ضرور تہا بمجرد ارادہ کے چہتریون اور راون کا قلع وقمع ممکن تھا
کرشن جی کی صورت بنجانا کیا ضرور تہا کنس اور اوسکے اتباع بمجرد ارادہ کے مقہور ہو سکتے تھے لالہ اندرمن نے
اسکے جواب مین اول تو یہہ لکھا کہ اوتار لینا ضروریات سے ہے کہ دیدار پروردگار بدون اوتار ناممکن ہے
سو یہہ تو ایک بیہودہ کلام ہی اور مفصل بحث اسمین ہو چکی ظاہر ہے اور نیز اس کلام سے یہہ ہی کہ واسطے
اہتمام کارہای مذکورہ کے اوتار نہین لیا تہا بلکہ صرف واسطے دیدار دکھانے کے تہا علاوہ برین تناسخ مصرح
جو اس کلام پر عاید ہوتے ہین یہہ بات بھی ایک مضمون طبع زاد لالہ جی کا ہی لالہ جی نے کچھہ حجت ثبوت اپنی
نہین کی اور نہ یہ جو عبارات کتب مذکورہ کی لکہی ہین اون سے ثابت ہی کہ ظہور اوتارون کا اوسی کام
کے لئی ہوا تہا جو مذکور ہوئی دیدار کا تو ان کتابون مین ذکر بھی نہین کچھوہ بنکر جو پہاڑ کو پیٹ پر اٹھا لیا
تہا تو وہان دیدار کسکو دکہایا تہا جو جو اشخاص وہان موجود تھے اونکو دائمی دیدار حاصل تہا اور اگر یہہ قول بھی
لالہ جی کا تسلیم بھی کر لیا جاوی تب بھی تو الزام رفع نہین ہوتا کیونکہ الزام صرف اختیار کرنے جسمیت پر
نہین ہی بلکہ زیادہ تر محل الزام تو یہہ ہی کہ بمجرد ارادہ کے امور مذکورہ کیون وقوع مین نہ آئے جو اسقدر
تکلفات اور تنزلات اختیار کرنے پڑے لشکر بندر اور ریچھون کا جبتک معاون نہوا تب تک لنکا فتح نہوئی
برس تک ایک ادنی حقیقت مخلوق سے لڑتے رہے اور اس مدت ممتد تک اوسپر غالب نہو سکے علی ہذا القیاس

انجام دینا اور مہمات مین بھی مجرد ارادہ کام نہ آیا جبتک کہ سامان بہم نہ پونہچا علاوہ بران بدون
ازار جاندارون اور قتال عظیم کے مدعا حاصل نہوا بمجرد ارادہ کے گمراہ رو براہ نہوئے کہ نوبت قتال
پونہچی غرضکہ اس تقریر سے لالہ جی کے الزام ہرگز مرتفع نہوا اب یہہ فرماتے ہین کہ راون اور کنس وغیرہ
کو چندے مہلت دینا الخ جناب لالہ صاحب ہم اس قول پر آپکی بحث کم کرینگے مگر یہہ تو فرمائیے کہ آیات اجہل
الناس تابع بید بیاس نے جو یہہ تقریر کی ہے تا شایان جناب ارتعالی چنان بود کہ ابلیس را پیدا میکرد یا او را مہلت
اغوای مردم نمیداد یا بمجرد قصد اغوای مردم او را یک لحظہ نمیگذاشت و جانش قبض میکرد تا مومنان فارغ البال
بعبادت وطاعت مشغول میشدند وگرنہ او تعالی را بانی شر باید گفت واز قدوسی او دست باید شست بادشاہی کہ
کارا مرور بقدر انداز دادن لے شک بیخبر ست و سر رعیت پروری ندارد حاکم را باید کہ اگر نیم شب واقعہ پیدا گردد
از حالش کماینبغی خبر گیرد وگرنہ ہیچ عاقل سزاوار بادشاہی نخواہد دانست (صفحہ ۸۰ و ۴ ۵ تحفۃ الاسلام) اسکا بھی
جواب کچھ سوچ رکہا ہی وہ تو یہہ کہتا ہی کہ شایان باریتعالی یہہ تہا کہ اشرار کو پیدا ہی نکرتا اور انکو کچھ بھی مہلت
ندیتا اور بمجرد ارادہ اغوا کے ایکدم بہر انکو زندہ نچھوڑتا اور جو بادشاہ آجکا کام کل پر رکہتا ہی اور واقعہ
نیم شبی کی خبر فوراً نہین لیتا وہ لایق بادشاہی کے نہین ہی الخ آپ یہان یہہ فرماتے ہین اقتضای عدالت
اور سیاست یہہ ہی کہ جبتک سیئات اشرار کو تکمیل نہین پاتے قطعاً سزا انہین دیجاتی انہو وہ قائل بھی تو رسوم
بہ اندر من ہی ہی کیا وہ جاہل ستائر آپ کا ہی جو ایسی حکومت جلبی کرتا ہی مشہور تو یہہ ہی کہ وہ آپ ہی ہین اگر
واقعی یہہ حال ہے تو حیانا قول فاضل بت شکن صادق آیا ع جو ہو دین اسلام کے مقابل اوسکی جو لی
اوسکا سر ہی لالہ جی پیشتر تو آپ نے ازراہ جہالت تحفۃ الاسلام مین وہ تقریر کی تہی جو صاف مناقض اس
مضمون کی تہی جب ہمنے سوط الجبار مین سری بہگوان کے کوڑے بحوالہ مہابہارت کے خبر لی اور آپکو یہہ
مقولہ مہابہارت کا سنایا بہگوان کسی را کہ مکر وخداع وظلم کردہ زود نمیکشد برای مصلحت چندروزہ در دنیا
نگاہ میدارد و تا بدیہای او زیادہ تر شوند و کشتی او پر گردد بعد ازان بیکبار بعذاب ابدی گرفتار خواہند شد اہ
سوای اسکے اور کئی مضمون ایسے ہی سنائے تب اب آپ راہ پر آئے اور سزا پاکر پہلے قول سے رجوع فرما کر یہہ مقولہ
زبان پر لائے خیر اسقدر اثر تو سوط الجبار کا ابتک ظاہر ہوا کیا بعید ہی کہ اور بھی زیادہ مؤثر ہو دیکہا چاہئے
الزام صاحب اعجاز کے آپکے سر سے ٹلے یا نا کہ خدا تعالی جبتک کہ سبب شرور جنکا ظہور ہر ایک شریر کی ذات
سے مقدر ہی ظاہر نہین ہو چکتی تب تک اوسکو مہلت دیجاتی ہی مگر یہان تو یہہ بحث نہین یہان تو بحث اسکی
تہی کہ بمجرد ارادہ کے مدعا کیونکہ حاصل ہوا واقع مین کنس وغیرہ ظلمہ مقہور تو وقت معہود پر ہی ہوئی لیکن
یہہ فرمائیے کہ بمجرد ارادہ کے ازراہ قدرت کاملہ کے آپکے بقول کیون مقہور نہوئے اور بمجرد ارادہ کے ہر ایک کام کا رہا ہے

مذکورہ سے کیون انجام کو نہ پونہچا کہ نوبت باستعمال اسباب ظاہری پونہچی اسکا جواب بھی خلط مبحث نکیجئی اور یہہ
جو آپ نے فرمایا قبل از صدور نے ادبی قتل نکرنا الخ یہہ ایک مغالطہ آپکا ہی بعد نے ادبی ہای ہزاران ہزار
کے بھی تو تا وقت مسہود ظلمہ مذکورہ مین سے کوئی قتل نہوا اگر مراد آپکی یہہ ہی کہ جبتک سب نے ادبیان جنکا ظہور
مقدر ہی کمال کو نہ پونہچ جاوین تب تک قتل نکرنا اقتضاء عدالت ہی تو مسلم ہی مگر اس تقدیر پر بت یا وسرا انبیا
آپکی جنکی دفع کرنیکے واسطے صاحب اعجاز نے آپکی گردن دبائی ہی آپ ہی کی تقریر سے رد و باطل ہوگئین اور
مدعا ہمارا ثابت ہوگیا اور اگر مراد یہہ ہی کہ بمجرد ظہور ایک ہی ادبی کے بھی قتل کیا جاویگا تو یہہ امر سراسر
باطل اور غلط ہی اور برخلاف آپ ہی کی کتب معتبرہ اور عبارات مہابھارت کی بھی جو ہمنے بیان اور سوط لکھا
مین نقل کی ہین یقین تو یہہ ہی کہ آپ بھی اوسکی قایل نہونگے آگے اس سے جو آپنے کچھہ بیان ابلیس کا کیا ہی اگر چہ
جواب اسکا بہت مواقع پر پا چکے ہو پہر بھی ہم یہہ کہتے ہین کہ ہمنے جو نسبت مراد آپکی اس قول کے کہ قبل از
صدور نے ادبی الخ آپ سے استفسار کیا ہی آپ منجملہ دو نو شقون استفسار بالا کے کوئی شق اختیار کرینگے تو خود
بخود اپنی یاوہ گوئی کا جواب پالینگی پھر یہہ جو آپنے لکھا ہی کہ جبتک سیات اشرار کے تحمیل نہین پا سکے
یعنی تو بیان کیجئی ہر ایک شریر کے شرور جنکی تحمیل ضرور ہی اوسقدر ہین جو آپکے ذہن ناقص مین ہین یا یہہ امر
مفوض بر علم الہی ہی اور جب آپکی نزدیک دیا جانا مہلت کا تا تکمیل شرور عین عدالت ہی تو اس عادل نے
کیا آپ سے مشورہ کرکے کوئی میعاد مہلت کی معین فرمادی ہی اور آپ کے مشورہ سے ہر ایک شریر کی شرارت
مطابق آپکے علم کے ٹھہرادی ہی کہ بجز آپکے اور کسیکو اطلاع اوسکی نہین ذری عنایت فرماکر اوس میعاد اور شرارت
معینہ سے ہمکو بھی اطلاع دیجئی اور اپنی علم کی وجہ کہ جس جہہ سے آپکو اس میعاد معینہ پر اطلاع ہوئی ہو تحریر
کیجئی مگر اتنا خیال رکہئی کہ صرف طبعزاد مضمون منظور نکیا جاویگا کیونکہ آپکے طبعزاد دلایل اور مضامین
کا حال تو اسی بحث مین ظاہر ہوگیا کہ تحفۃ الاسلام مین جس امر کو خلاف عدالت بیان فرمایا تھا اس رسالہ
مین اوسیکو عین مقتضای عدالت ٹھہرایا دیکہئی وجہ تسمیہ ابطال المتناقضین جو ہمنے رسالہ فتح المبین مین لکھی
ہے **قولہ** بخلاف خدای اسلام کہ ہرچند ابلیس نے ہزاروں بندگان خدا کا خاندان تباہ کیا مگر خدا نے
ہنوز دادرسی نکی انتہی لالہ جی شرم تو نہین آتی جس بات مین قایل ہوچکے تھے اور خود اپنی ہی لکہی ہوئی کو جو تحفۃ الاسلام
مین لکھا تھا اپنی بات سے کاٹ دیا پہر اوسی بات کو زبان پر لاتے ہو ہمنے جو اسی مقام پر آپکے اقوال مین بحث
کی ہی اور آپ سے تعین مدت مہلت کا طلب کیا ہی جب آپ اسکا جواب دینگی اور یہہ بھی متعین کرینگے کہ
آپکے معبودون نے کتنے آدمیونکے گہر تباہ کرنے پر سزا تجویز فرمائی ہی یا سیکڑون گہر کی تباہی معاف ہی ہزارون
پر البتہ مستوجب سزا ہونا چاہئی تو غالب ہی کہ آپ خود بخود قایل ہوجاوینگی ہم جواب تحقیقی اسکا آپکو رسان

سابقہ مین بہت مفصل دیکھے ہین بلا خدشہ تو ابلیس تمام عالم کون وفساد مجموعہ انسداد ہی ہے اسلیے تا بقای عالم ابقای
انسداد بھی ضرور ہے دیکھو مہابھارت اسکندھ لیا رہوان کہ بغرض نجات پا جانے سب عالم کے حسب التماس برہما
اور سارے دیوتون کے اور باقی نہ رہنے جگہ کے بہشت مین اور خالی رہنے دوزخ کے سری کرشن جی نے ماسوا دنیا کے
کتی اگر بقای شر در اونکو منظور تہا تو کیا موکل شر لے ڈر کے ماری دنیا چہوڑ دی تہی چنانچہ عبارت ادہیای
اسکندھ ١١ کی یہہ ہے ایکدن شیوا اور برہما اور سارے دیوتا سری کرشن کے درشن کو آئے اور ہاتھہ جوڑ کر بنتی کرنے
لگے کہ جتنی جیو جگت کے ہین تمہارے درشن کے پرتاپ سے مکت کامی ہو ہو جاتے ہین سرگ مین اتنی ٹہور نہین ہے
اور نرک سارے ریتے پڑے رہگئے سو آپ کرپا کرکے جگت سے انتردہیان ہو جیے سری کرشن نے کہا کہ جی
دیوتو تم سچ کہتے ہو کلجگ کی آیو سے پانچ برس جیتے اب بیگ اس جگت سے انتردہیان ہوتا ہون انتہی
مختصراً یعنی ایکدن شیوا اور برہما اور سب دیوتا کرشن کی زیارت کو آئے اور ہاتھ جوڑ کے خوشامد کرنے
لگے کہ جسقدر خلق عالم مین ہین تمہاری زیارت کی برکت سے نجات پانے چلے جاتے ہین بہشت مین کچھ جگہ بھی
نہین رہی اور دوزخ خالی پڑی رہگئی مہربانی فرماکر آپ یہان سے انتقال کیجیے کرشن نے کہا کہ اے دیوتو
تم سچ کہتے ہو پانچ برس کلجگ کی عمر گذر چکی ہے اب عنقریب یہان سے غائب ہوتا ہون انتہی مختصراً اگرچہ
ہنود کو کبہی استعداد فہم غوامض حکمیہ کی نہین ہوئی یہانتک کہ اگر کہین اونکی بید وغیرہ مین کلمہ حکمت کا مرقوم
ہے اوسکو بہی مانند دیگر افسانجات کے تصور کرتے ہین اسی سبب سے لالہ جی از راہ جہل مرکب کے بقای ابلیس کو
تا روز قیام قیامت معترض ہوئے ہین دیکھو یرہاران اپنکہد جر بید جسکی عبارت ہمنے اندک پیشتر واسطے
اثبات موجود ہونے اشرار کے زمانہ ستجگ وغیرہ مین نقل کی ہے اس سے ثابت ہے کہ معدوم ہو جانا شر کا
ممتنع اور محال ہی ہے غور فرمایئے کہ جب بید سے بہی معدوم ہو جانا افراد نوع شر کا ممتنع اور محال ہے تو انکو بقای
ابلیس پر کیا اعتراض باقی رہا آگے اسسے جو لالہ صاحب جواب بقای ابلیس کا ہماری طرف سے تجویز فرما
اوسکے رد پر متوجہ ہوئے ہین جہالت اونکی ہے ہمنے کبہی یہہ جواب بقای ابلیس کا اونکو نہین دیا اگر ہم مقدمات
رد پر جو لالہ صاحب نے لکہی ہین محض واسطے اظہار علم وکمال لالہ جی کے متوجہ ہوتے ہین **قولہ** قبول دعا
ابلیس سے پہلے خدا آگاہ تہا یا نہین کہ اجابت دعای ابلیس باعث فتنہ وفساد ہے بر تسلیم وجہ اول کیون دعا
اوسکی قبول فرمائی اور عصمت انبیا اور اولیا منقوض کرائی بر شق ثانی لا علمی خدا کی کہین نہین گئی انتہی ہم بہت
مواقع پر لکہہ چکے ہین کہ جو بندگان خاص ہین اونپر کبہی تسلط شیطان کا نہین ہوا نہ کبہی ہوگا اور خدا تعالے کو
ہر آئینہ علم اغوای ابلیس کا ازل سے تہا خدای معبود مانند معبود مفروض ہنود نہین کہ کرن سے اس معبود ہنود یعنی
پرسرام کو دہوکا دیکر علم تیر اندازی کا اوس سے سیکہہ لیا اور اونہون نے بسبب لا علمی کے عواقب امور کے اوسکو سکہا دیا

انبیاء کا اوسنی اسی علم و ہنر کی بدولت جنگ مہابھارت مین خدائی ہنود کی نا کہین تیر ڈالا اور بہت حیران اور سرگردان کیا اور معاملہ اغوای ابلیس کا ایسا عیان تہا کہ خود ابلیس بھی اسکا منکر تہا چنانچہ خود قرآن مین موجود ہی فبعزتک لاغوینهم اجمعین رہا شیوہ شرور تو ہم بارہا کہہ چکے ہین اور بید اس مقولہ مین ہمارا تابع ہی کہ شرور جزئیہ عالم کون و فساد مین عین اقتضاء حکمت کاملہ کا ہی مگر آپ فرما دین کہ باناسر کے حق مین یہہ دعا شیوجی کی قبول فرمائی گئی تھی کہ اوسکو زبردست کیا اور کہا کہ اوسپر کوئی غالب نہوگا اور بسبب خوف اون سے اوسکو سخطر کیا گیا یہانتک کہ اوسپر خود بدہاتا یعنی خدا تعالی کا بھی بس نچلیگا تو اس وقت اسکا علم تھا یا نہین کہ وہ بدولت اس دعا کے بہت شر و فساد برپا کریگا یہانتک کہ اس تکبر مین آکر خود انہین ذات پاک سے برسر مقابلہ ہوگا اور بھوت پریتون کو لیکر بجنگ و جدال پیش آویگا اور بہت فتنہ و فساد اوٹھاویگا اگر علم تہا تو کیون ایسا کیا اور اگر نتہا تو لاعلمی خدائی ہنود کی ثابت کرنے کے یہان بھی ظاہر ہوئی اگر آپ کہین کہ مہادیو جی نے باناسر سے یہہ کہدیا تہا کہ سر کرشن تیرا مقابلہ کرینگے تو جواب اسکا یہہ ہی کہ اوسوقت تو اطلاع تذکرہ سری کرشن کا نہین آیا دیکھہ لیجئے ادہیای ٦٢ بھاگوت کی اسکند دہم کی بلکہ برخلاف اسکی اوسوقت تو یہہ کلمات مستجاب ہوئی تھی کہ مجکو پہلے امر کرکے سب پرتھی کا راج دیجئے پیچھے مجکو ایسا بلی کیجئے کہ کوئی نجیتے اور بموجب عای مہادیوجی کے یہہ التماس اسکا منظور ہوا اور یہہ حکم ہوا کہ تجھی یہہ بردیا اور سب تجھی سے نڈر کیا تیرے شتون مین تیری بل کو کوئی نپاویگا اور بدہاتا کا بھی تجھپر کچھہ بس نچلیگا انتہی اور یہہ بات کہ تیری مقابلہ کے لائق کرشن اوتار لیگا بعد مدت مدید کے اوسوقت مہادیوجی نے فرمایا ہی کہ جب وہ کم بخت سب دیوتاؤنکو مغلوب کرکے سب پہاڑونکو توڑ پھوڑ چکا اور اوسکی ہاتھونکی پہر بہی سرسراہٹ نگئی تو خود مہادیوجی سے لڑنیکو مستعد ہوا ہی چنانچہ یہہ مضامین ادہیای ٦٢ و ٦٣ مین بہت صاف مرقوم ہین علاوہ برین اس سے بھی وہ اعتراض مندفع نہین ہوتا کیونکہ باناسر آئندہ باعث فتنہ و فساد کا ہوا بروقت اجابت دعا کے کیا خیال اس فتنہ و فساد کا تہا پہر برکا سر کی یہہ دعا کہ مین جسکی سرپر ہاتھ رکہدون وہ جلکر بھسم ہوجاوی جسوقت قبول فرمائی گئی تھی اوسوقت اسکا بھی علم تھا کہ یہہ کم بخت ایسا فساد برپا کریگا کہ مہادیوجی نائب قضا پر ہی دست درازی کرنے کو مستعد ہوگا اور اونکو اپنا آسن چھوڑکر بھاگنا پڑیگا یہانتک کہ مصیبت عظمی پڑیگی کہ خود ذات پاک کو پاربتی کا ہیئت بناکر اوسکو دہوکا دیکر بھسم کرنا اور جھوٹ بولنا پڑیگا سنئے عبارت اسکند دہم بھاگوت ادہیای ٨٨ برکاسر شیوجی سے برلا وہ اونسے برمانگا کہ جسکے سر پر ہاتھہ رکہون وہ بھسم ہو جاوے ایسا بر دیکر پاتم ناتہہ (یعنی ایسا انعام دیجئے کہ جسکی سرپر ہاتھہ رکہون وہ پل بہر مین بھسم ہوجاوے) مہادیوجی

نے اُسے مُنہ مانگا بر دیا دو بر پاتے ہی شیو جی کے ہی سر پر ہاتھہ دہرنے گیا مہادیو جی نکلے (خوف) کہا
آسن چہوڑ بہاگے اُنکے پیچھے اَسُر (راکس) بہی دوڑا سدا شیو جہان جہان پہرے تہان تہان وہ بہی
اُنکے پیچھے لگا آیا ندان اب بیاکل (نہایت بیقرار اور سرآسیمہ) ہو مہادیو جی بیکنٹھہ کو گئی اُنکو مہا
دُکہت دیکھہ بھگت ہتکاری بیکنٹھہ ناتھہ سری مراری کرنا ندہان کرپا کر سر بیکنٹھہ دہر (اُنکو نہایت تنگ
اور دردمین دیکہکر عابدون کے مددگار بیکنٹھہ کے مالک سب کچہہ کرنیوالے) پہاڑ کی بیٹی (یعنے
پاربتی کا بہیس بنا کر) برکاسُر کے سنکہہ جا ہی بولے کہ ہی اسُر راے تم اُنکے پیچھی کیون سرم کرتے ہو مجھے
سمجہا کر کہو یہ بات کے سُنتی ہی برکاسُر نے سب بہید کہہ سُنایا پن بہگوان بولے کہ ہی اسُر راے تم سا
گیان مود ہوکا کہا ہی بڑی اچرج کی بات ہی ابن ننگو منگو باؤلے بہانگ دہتورا کہانیوالے جوگی کی بات
کیون ست مانتی ہو اسکی بات کبہی کے جی مین ست آوی یہہ بات کہہ سری نارا ین بولے کہ ہی اسُر راے
جو تم میرا کہا جہوٹہ مانو تو اپنی سر پر ہاتھہ رکہکر دیکہہ لو پربہو کے کہہ سے اتنی بات سُنتی ہی مایا کے
بس مین اگیان ہو جیون برکاسُر نے اپنے سر پر ہاتھہ دہرا تیون ہی جلکر بسم کا ڈہیر ہوا انہی ترجمہ گیتا
مین یہہ لکہا ہی کہ مہادیو نے اوسکی یہہ دعا قبول کرلی تو اوسنی یہہ چاہا کہ پہلی مہادیو کو ہی مار کر پاربتی
کو اپنے گہر لیجاؤن اور ہاتھہ مہادیو کے سر پر چلایا مہادیو اوسکی آگے سی بہاگے اور وہ پیچھے تو بہشت
مین جب پہنچی تو خود بہگوان بصورت برہمن برکاسُر کے سامنے آئی اور کہا کہ مین تیری خاندان کا پروہت
ہون اور حال واقعہ اس سی پوچھا آگے دونو ترجمہ مطابق ہین غرض یہہ ہی کہ معبود ہنود کوان امور کا
اجابت دعاء برکاسُر کے علم تھا یا نہین اگر تھا تو کیون یہہ فتنہ و فساد اور ذلت و خواری نائب قضا کی اور
جہوٹہ بولنا اور دہوکا دینا برہمن کو روا رکہا اگر نتہا تو جہل اور بیعلمی کہین نہین گئی پہر ایکبات اور بہی ہے کہ
جس عورت کی روپ مین اونہون نے واسطی ہلاک کرنے برکاسُر کے بروز فرمایا تہا اور ایسی بڑی زبردست کو
کہ جس سی حاکم قضا ڈرکر بہاگتی پہرتے تہی ہلاک کیا تہا اوسکو آپ کیا کہتی ہین آیا وہ بہی آپکے عقیدہ مین
اوتار ہی یا نہین شق ثانی تو غیر مسلم ہی کیونکہ اوسپر تعریف اوتارون کی جسطور پر آپ نے کی ہی تمام تر
صادق آتی ہی اور اگر اوتار ہی تو فرمایئے کہ منجملہ بارہ کے ہی یا منجملہ ۲۴ کے اور بارہ اور چوبیس سے
خارج ہی تو پہر کیا ہی ذرہی عنایت فرما کر اسکا جواب مفصل تحریر فرمایئے اگر آپ یہہ کہین کہ وہ خود نارا ین
تہی کہ اُس ہیئت مین اُنہون نے بروز کیا تہا تو جواب اسکا یہہ ہی کہ آپ کے عقیدہ مین تو جتنی صورتون
مین اُنہون نے بروز کیا تہا سب صورتون مین وہ خود نارا ین ہی تہی پس جسطور پر سور اور مچہلی اور
کچہوہ وغیرہا کی ہیئت مین بروز کیا تہا اور جدا جدا اوتار قرار پائی اسصورت مین کیا وجہ ہی کہ اوتار نہین

ٹھہرائی جاتے ہیں مطاعن ایک قصہ معبود ہنود کا اسکند تیسرے بھاگوت مین مرقوم ہی کہ جب نجے
دربان بہشت نے سنکنوار کو بہشت کے دروازہ پر روکا تو سنکنوار نے اونکو بددعا دی کہ تم زمین
پر اوتار و ہیتون کا لیکے جاؤ اور پہر سمجھہ دلمین سوچا تو اس بددعا دینے پر بڑا افسوس کیا تب سری
بہگوان نے سنکنوار سے کہا کہ تم کچھہ رنج مت کرو یہہ غصہ تمہارا جو جی بجی پر ہوا تم سے نہین کہ تمنے
کرودہ کو نوارن کر دیا ہی یہہ اچھا میری ہی تہی کہ تمنے سراپ دیا اور جو مین انکا سراپ نوارن کرون تو
ہو سکتا ہی پہر جے بجی بہگوان کے سنمکہہ کہڑے ہوئے سری بہگوان نے کہا کہ ہے جے بجے یہہ سراپ تمکو
میری اچہا سے ہوا نہین تو سنت کنوار نے کرودہ کو جیت لیا ہی کرودہ اُنمین نہین ہی مین نے تمہاری بدہ
پھیر دی کہ تمنے برہمن کو روکا جو اچہا میری یہہ تہی ہر کسیکے ساتھہ جدہ کرون اسواسطے یہہ سراپ لوایا فقط یعنی
یہہ غصہ تمہارا تمہاری طرف سے نہین اسواسطے کہ تمنے غصہ کو کہو دیا ہی یہہ میری مرضی تہی کہ تمنے بددعا کی
اور جو اونکی بددعا کو دور کر دون تو ہو سکتا ہی پہر جے بجے بہگوان کے سامنے کہڑے ہوئے سری بہگوان
نے کہا کہ ای جے بجی یہہ بددعا تمکو میری مرضی سے ہوئی ہی نہین تو سنت کنوار نے غضب پر فتح پائی ہی
مین نے تمہاری سمجھہ پھیر دی کہ تمنے برہمن کو روکا جو کہ میری مرضی یہہ تہی کہ مین کسیکے ساتھہ جنگ
کرون اسلئے یہہ بددعا دلوائی انتہی اب فرمائیے سری بہگوان نے جے بجے کو سراپ دلوا کر کیون فتنہ و فساد
برپا کرایا اور صدہا عابدون اور خدا پرستون پر آفت نازل کی پہر یہان سے ایک بات اور بھی متعلق
جواز نسخ کے ثابت ہوتی ہی یعنی اول حکم و نشت ہو جانے جے بجی کا نافذ فرمایا پہر یہہ بھی فرماتے ہین کہ
اگر مین چاہون تو سراپ کو نوارن کر دون یعنی اُس حکم سابقہ کو رد کر دون اگر نسخ محال اور ممتنع ہے تو
سری بہگوان کسطرح کہتے ہین کہ مین حکم سابق کو رد کر دون جو چیز کہ ممتنع ہی وہ تو مشیت مین نہین
آسکتی قولہ قطع نظر ازین اوتعالی بندون کے حق مین سعادت دارین چاہتا ہی یا نہین بر تقدیر تسلیم
شق اول کسواسطے شیطان کو بنایا اور مجرد ارادہ فاسدہ کو جو عدم تدکہا یا بر تقدیر تسلیم شق ثانی
صوم و صلوة و حج و زکوة بیکار ہی کہ اوتعالی دنیا و آخرت مین اُنکی نیکوئی سے نے سروکار رہی انتہی اقول
یہہ تکرار آپکا محض بیکار ہی بار بار ایک بدکار کا نام زبان پر لانا آپکی جہالت ہی جواب تحقیقی تو بہت جگہہ
پا چکے ہو مگر یہہ فرمائیے کہ خدا تعالی آپکے عقیدہ مین بندون کے حق مین سعادت دارین چاہتا ہی یا
نہین اگر چاہتا ہی تو اسروپ جی ازلاً و ابداً کیون بُری کام کرائے اور قُوای بہیمیہ کو جو باعث افعال ذمیمہ
ہین ہر ایک انسان مین کیون رکہا اور مجرد تحریک فاسد کے اُس قوہ کو معدوم کیون نکیا اندر کو کسواسطے
واسطے گمراہ کرنے بہت عابدون کے سامان عطا کیا اور قدرت بخشی مجرد پیدا ہونے کے معدوم کر لازم تہا کہ اندر کو راہ

مدد کی کیونکہ عابدان خدا کو فیض وجود پر نہ لگا اور بعد پرشتی ثانی کے اوسکو نہ اسطرح بچا آدمی اعمال
حسنہ کے کیون تحقیق دی کہ اونکی بیہودگی تو منظور نظر اصلا نہ تہی جب آپ ان امور کا جواب دینگے تو لیجیے
ہے کہ دنیا میں شاید اگر ایسے اعتراضات بیہودہ سے دست کش ہو رہینگے پہر بہاگوت کے گیارہوین اسکند ادہیای
کیارہ دین مین ہے کہ میرے بابا اندر ہوا دیوا اور سب دیوتون نے کرشن جی سے کہا کہ تمہاری زیادتی سے ہر ایک کی
سنجات ہر آپ ہی بہشت مین جانا نہیں ہے اور دوزخ خالی پڑا ہے آپ ایسا ہو غایب ہو جائیے یہ سنکر سری کرشن نے کہا
کہ دیوتو تم سچ کہتے ہو اب عنقریب مین یہان سے غائب ہوتا ہون انتہی مختصراً فرمائیے کہ اب معبود بقول آپکی بندون
کے حق مین سعادت دارین چاہتا ہی یا نہیں اگر پرشتی اول دیوتاؤنکا کہنا کیوں اور دوی خبر سیکے ہمیشہ نیکو کار
حسد کرتے ہین اور آدمیونکی بیہودگی کے روادار نہیں ہوتے کیون منظور کیا اور پرشتی ثانی سب احکام سکے
عبث اور بیکار ہین کہ آپکا معبود اونکی سعادت سے بیزار ہے اسکا جواب دیجیے پہر قصہ جوگی کا ابھی اوپر لکہا گیا ہون
اوسمین بھی بیہودہ تون شقین بہت صاف پیدا ہوتی ہین انکا جواب دیجیے **قوله** پہر قول اعجاز محمدی کا کہ
او تعالی نے کسو سطح الہیہ کیا اور ہیہ انبیا الخ یکتا نے سرو بن بیکہ ہمیں کہتا ہے کہ خدا پر گرفت نکرو اور جو
او تعالی پر دخل بیجا کرتا ہے کہ یہ کیون اوتار لیتا ہے اور کسو اسطرح اوبنا اور کسی کو عیرہ کر بغیر ارادہ یا داس نہین دیتا
انتہی لالہ جی صاحب اعجاز نے تو یہہ کہا یا نہیں کہا کہ خدا پر گرفت نکرو مگر آپنے تو اس سے بڑہکر اس حکم کو مخلوق
کے حق مین بھی نافذ ٹھہرایا ہی اور ایک فی الجملہ خاص اسی حکم کا بنایا ہے اور صفحہ ۹ تحفة الاسلام پر اوسکو ثبت
فرمایا ہے عبارتہ ہکذا فی الجملہ اگر از دست صاحب کرامات کار خلاف شریعت پدید آید نباید کہ مبتدیان بر عرض نباید کرد
کہ آن کار مشتمل بر نکات بسیار و اسرار بیشمار میباشد و اگر از بزرگے کار خلاف شریعت سرزند در آن کار کسی را
پیروی او نباید کرد و در زبان طعن نباید کشاد ع خطای بزرگان گرفتن خطاست انتہی الخ جب آپکا
یہہ عقیدہ ہے اور پہر آپ نے قادر مطلق دانای کل پر بیہودہ اعتراضات جو عقلا اور نقلا سراسر بیجا اور
واہی ہین پیش کئے تب صاحب اعجاز بیطرح آپکے پیچھے پڑے اب لالہ جی آپ کہان دیوالا نکالنے بہاگے
جاتے ہین یہہ دہرا ترازو تو آپ ہی باندہ کر متاع کاسد کو اسی سے وزن کرکے بطور تحفة الاسلام مین
مسلمانون کے سامنے پیش کرتے تہے جب صاحب اعجاز نے مطالبہ اور مواخذہ شروع کیا اور آپکے ایمان
کو جانچا اور اسی ترازو دہڑی کی بنا پر آپکو تکا سا جواب دیا تو اب پہر لوٹ کر کیہ ہر کو چلے لالہ جی صاحب اعجاز
کیطرف سے آپکو آپ ہی کی جنس کرم عبد کا ثمن مناسب ہے کردی خویش آمدنی پیش چاہ کن راچاہ در پیش
آپ نے جیسا کیا ویسا پایا اب واویلا کیون مچاتے ہو آپ کے حق مین بقول آپکے وہ مثل صادق
آئی کہ خود را فضیحت دیگران را نصیحت پیدا کنے سے شر و شیطان پر اول کسکی طرف سے گفتگو شروع ہوئی پہلا

آپ ہی یہہ فرماوین کہ تمکو کس سی شرم ہیلے خلاصہ کلام مجید ہو کہ آیا آپکے عقیدہ مین یہہ امر مسلم ہی یا نہین
کہ مقدورات مین سی جو شی کہ ظہور مین آئی اوسکی ظہور کی بابت قادر مطلق پر اعتراض وارد ہی یا نہین اگر آپکے
عقیدہ مین روا ہی تو تم جواب ہی سی کیون جان چراتے ہو اور اگر روا نہین تو تم کس منہ سی اعتراض
فرماتے ہو اور باینہمہ آیندہ بہی باز نہین آتے ہو اوسی قسم کے خرافات بکی چلے جاتے ہو اور جب دہرا
مواخذہ کرتا ہی تو روا ویلا مچاتے ہو **قولہ** کلام اعجاز محمدی کہ اگر اوتعالی سبکو ایک دین پر جمیع لاتا الخ
صاحب اعجاز کے تو یہہ الفاظ نہین آپ کی خیانت پردازی ہی بعینہ اونکے الفاظ لکہکر اونپر اعتراض
کیجیے **قولہ** بر تقدیریکہ اوتعالے کو ایکدین پر اجتماع انس و جان منظور ہوتا تو اہل عالم کے دلمین حقیقت
دین واحد کی بٹہاتا اور قطعاً خلق نار و جنت نہ فرماتا خدا ہی محمد کے نزدیک اختلاف ادیان مقبول ہی اور
جہاد فضول انتہے یہہ گفتگو سراسر نامعقول ہی اور ہر ملت و ہر مذہب مین نامقبول ہی لالہ صاحب فرماوین کہ
اگر خدای ہنود کے نزدیک اجتماع سب آدمیون اور سراسر ونکا ایک دین پر منظور ہوتا تو تمام اہل عالم کو
ایک ملت پر چلاتا اور جنگ و جدال سراسر ونکا قطعاً بند کرتا اور قطعاً نرک اور سرگ نہ بناتا غرضکہ خدا کے
ہنود کے نزدیک اختلاف ملل محمود ہی اور بید و شاستر اور جہاد سراسر ونکا قطعاً مردود ہی لالہ جی یہہ
تو کنوئین کے آواز ہی جیسی کہوگی خود بخود ویسی ہی سنوگے اور ہم تو جواب تحقیقی بہی بحوالہ بیدون کے
آپکو دیچکے ہین آپ سی جواب اپنے الزامات کا نہ بن گیا نہ بن پاویگا آپ نے کوئی جواب معقول ابتک نہین
دیا اور جو وسیلہ اپنی برت کا تصور فرمایا وہ محض حیلہ بہانہ ثبات قرار پایا **قولہ** قریش اور مجوس اور
یہود اور نصاری محمد صلعم سی جہگڑتے تہی اور طلب دلیل کرتے تہی کہ ہم کسطرح خلاف حکم حاکم کرتے ہین اور
تم کیونکر اوسکی حکم پر چلتی ہو اگر اپنی دعوی مین سچے ہو تو آسمان سی فرشتہ بلاؤ معجزہ دکہلاؤ پر
محمد صلعم خاموش رہتی تہی یا کہتی تہی کہ میری رسالت پر خدا و فرشتے گواہ ہین انتہے لالہ جی افترا پردازی
کا انجام بخیر نہین جہوٹی باتین بناتے ہو اور دلمین نہین شرماتے ہو صدہا معجزہ یہود و نصاری اور
مشرکین عرب کو دکہلائے کہ اونکو دیکہنی سی غرباً اہل انصاف ایمان لائے مگر جو لوگ کہ دلونمین اونکی عناد
اور ہٹ دہرمی بسی ہوئی تہی باوجود قیام حجج اور معجزات کے راہ پر نہ آئے اب سنیے حال حجج قطعیہ کا
بمقابلہ قریش اور مجوس کے کہ یہہ دونو فریق مانند ہنود ہند کے بت پرست اور آتش پرست اور
ستارہ پرست تہی سو قرآن شریف مین بہت دلایل قطعیہ اوپر شناعت پرستش مخلوق کے اور
وجوب پرستش خالق تعالی کے موجود ہین بعدہ ایسی ایسی دلیلین قاطع ہین کہ مثل اونکی کسی کتاب مین
اور ملت والونکی نہین باوجودیکہ بیدانتی لوگ بہی دعوی توحید کا کرتے ہین مگر مثل دلایل قرانی کے

ایک دلیل بھی توحید کی بہیدونین نہین ہی جبتک وجود ایسے حجج قطعیہ کے جو لوگ اپنی ہٹ دہرمی سے باز
نہ آئی تو ضرور ہوا کہ ایسے جاہلونکو صفحۂ ہستی سے معدوم کیا جاوے تا کہ اثر اونکی جہالت کا اور دنکو جاہل
نہ بناوے آپ پشتی حجج قاطعہ کا بیان بمقابلہ یہود و نصاری کے کہ اونکو برابر نشان دکہائے گئے و مقامات
جہان کتب عہد قدیم اور عہد عتیق کے تراجم مین خبر بعثت جناب رسالت مآب صلعم کی مرقوم تہی اور
باوجودیکہ اہل کتاب نے اکثر ایسی ایسی خبرین اپنی کتابون سے نکال ڈالی تہین اور اکثر ترجمون مین از روی
تحریف کے نسبت ایسی ایسی خبرون کے کچھہ کا کچھہ ترجمہ کر دیا تہا پہر بھی بہت مقامات سے صاف خبر صدق
نبوت جناب رسالت مآب صلعم خدا کی قدرت سے باقی رہگئی تہی چنانچہ ابتک بھی باوجود عناد اہل کتاب
اور تصرفات کی تراجم مین وہ خبرین بہت صاف صاف پائی جاتی ہین اس سے زیادہ اور کیا حجت قائم
باقی رہگئی اسپر بھی نصاری سے مباہلہ کے اوپر معاملہ قرار پایا مگر اونہون نے اس سے بھی انکار کیا اور یہود
سے آخر کار یہہ کہا گیا کہ اگر تم سچے ہو تو آرزوے موت کرو اور پہر یہہ بھی اونکو جتا دیا گیا کہ تم ہرگز آرزوے
موت نکروگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ اوسپر بھی آمادہ نہوئے غرضکہ حجت بھی اونپر تمام ہوئی اور ایک معجزہ
بھی جیا نا ظاہر ہوا رہا حال معجزات کا سو ایسے ایسے معجزات عظام دکہائے کہ کبھی دیکہنے اور سننے مین نہ آئے
تہے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا گیا پتہرون نے شہادت ادا کی درختون نے بندای بلند گواہی دی غرضکہ
ہزارہا معجزہ دکہائے یہانتک کہ کسیکو مجال انکار نرہی مگر از راہ ہٹ دہرمی اور عناد اور حب جاہ کے
کبہی اونکو محمول اوپر سحر کے کبہی نظر بندی پر کیا چنانچہ صاف خبر اسکی موجود ہی قالوا انما سکرت
ابصارنا بل نحن مسحورون پس وہ کونسی بات تہی کہ جسمین حجت اتمام کو نہ پونہچی باقی رہا یہہ امر کہ فرشتہ
اونپر نامہ آسمانی لیکر کیون نہین اوترا یا اونکو کیون نظر نہ آیا سو امر اول تو ایسا ہی کہ بجز انبیا کے
اور کسی پر اوترنا نامہ آسمانی کا نہین ہو سکتا اور امر ثانی کا حال یہہ ہے کہ جب اونکا عناد درجہ غایت
کو پونہچ گیا تہا اور دیکہی ہوئی چیز اونکو نادیدہ کر دیتے تہے اور سحر اور نظر بندی پر محمول کرنے لگتے
تہے پس اونسے ہرگز توقع اسکی نہ تہی کہ پہر بھی وہ ایمان لادین بلکہ اسکو بھی وہ انہین امور پر محمول کرتے
کہ جن امور پر اور معجزات کو محمول کرتے تہے چنانچہ صاف خبر اسکی دیگئی ونقلب افئدتہم وابصارہم
کما لم یومنوا بہ اول مرۃ ونذرہم فی طغیانہم یعمہون ولو اننا نزلنا الیہم الملئکۃ وکلمہم الموتی
وحشرنا علیہم کل شیء قبلا ما کانوا لیومنوا الا ان یشاء اللہ ولکن اکثرہم یجہلون پہر یہہ بھی
غور کرنے کی جگہہ ہے کہ اگر فرشتہ اونکو دکہائی دیتا تو بلاشک کسی آدمی ہی کی ہیئت مین نظر آتا
اور اسکو دیکہنے کے بعد پہر وہی اونکا سبب تہا کہ اول اوسکی تکذیب کرتے یعنی بے شک کہتے کہ یہہ تو

فرشتہ نہین نظربندی ہی یا سحر ہی یا کوئی مرد اجنبی ہی چنانچہ قران مین وارد ہی ولو جعلنہ ملکا
لجعلنہ رجلا وللبسنا علیہم ما یلبسون حال امم سابق سی استنباط کرنا چاہئی کہ باوجود اسکی کہ بعض
آدمیونکو فرشتے بھی نظر آئی مگر اسپر بھی وہ ایمان نہ لائی اور چونکہ قرآن سی صاف ظاہر ہی کہ معاندین
محض از راہ استہزا اور حیلہ سازی کے ایسی ایسی معجزات طلب کرتے تھی اور انکا ارادہ ہرگز یہ نتھا
کہ درصورت ظہور اُن معجزات کے بھی ایمان لادین چنانچہ بعض بعض معجزات اونکی مُنہ مانگی دکہائی گئی مگر
وہ ایمان نہ لائی پھر بار بار اونکی طلب کے موافق معجزات کا اظہار محض بیکار تھا قران شریف مین وارد ہی
وما تاتیہم من آیۃ من ایات ربہم الا کانوا عنہا معرضین ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس فلمسوہ
بایدیہم لقال الذین کفروا ان ہذا الا سحر مبین وقالوا لولا انزل علیہ ملک ولو انزلنا ملکا لقضی الامر
ثم لا ینظرون ولقد استہزئ برسل من قبلک فحاق بالذین سخروا منہم ما کانوا بہ یستہزؤن قل سیروا
فی الارض ثم انظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین وان یروا کل آیۃ لا یؤمنوا بہا پس ظاہر ہوا کہ
دیکھنا فرشتونکا اصلا علت تامہ ایمان لانے ایسی قاسیۃ القلوب کی نہین ہی اور زیادہ تر قرآن سے
اور کیا معجزہ ہوگا کہ ابد الدہر صفحہ عالم پر باقی ہی اور ادعا یہ ہی کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی
عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا و
لن تفعلوا الآیہ دیکھئی ۱۳۰۰ برس سے منکرونکے کانون پر یہ نقارہ بجایا جاتا ہی کہ لن تفعلوا لایا تون بمثلہ
باوجود اسکی نہ کوئی ایسا کرسکا نہ آیندہ کرسکے پس اس سی زیادہ اور معجزہ باقیہ کیا ہی کہ اسکو چھوڑکر لی ایمان
حاسد معاند لوگ اوسکو معجزہ ٹھہراوینگی اور اوسپر ایمان لاوینگی جناب لالہ اندرمن صاحب آپ اُن نئے ایمانون کا
حال جو محض از راہ عناد اور حب جاہ کے ایمان کیطرف رجوع نہین کرتے تھی اپنا سا ہی تصور فرماوین آپ ہی اپنا
حال خسارت مآل پر غور کیجئی کہ باوجودیکہ دلائل وافرہ اوپر اثبات توحید اور الزامات کفر و شرک اور اثبات
نبوت جناب رسالت مآب صلعم کتب عہد عتیق و قدیم سی آپ نے قرآن مین دیکھی ہین تسپر بھی آپ کیسی نادان
بنتے ہین اور اُن دلائل کو کہ مانند مہر نیمروز کے قرآن مین بوضاحت تمام تابان ہین آپ کس کس طرحکے مغالطہ اور
حیلہ سازیون سی اونکو نادیدہ گردانتی ہین اور از راہ نئے ایمانی کسقدر بیحیائی پر کمر محکم باندہ کر فرماتے
ہین کہ اگر کسیوقت حضرت بدلائل عقلی و براہین شافی غالب آئی ہوں تو اپنی کتابین دکھلائی انتہی آپکو شرم تو
نہ آئی اسی بیحیائی کے بھروسی پر دعوی کیا تھا کہ ہمکو مدت ہوئی کہ قرآن کو لفظاً لفظاً دیکھتی ہین اور غور
کرتے ہین اب ہم آپ سی کہتی ہین کہ جیسی براہین قاطعہ عقلیہ قرآن مین اثبات توحید پر موجود ہین آپ علاوہ انکے
دو تین دلیلین تو اپنی بیدون سی نقل کیجئی اسی بات پر ہمارا اور آپ کا فیصلہ ہی اگر آپ قاصر رہی اور انشاء اللہ

قایم نہی رہینگے تو ہرگز قصد مناظرہ کا نکیجئے کہ باوجود قصور اور عجز تام کے پہر ارادہ مناظرہ کا کمال بیشرمی
ہے قولہ باقی رہی یہہ بات کہ محمد صلعم کی نسبت اُنہوں نے کبہی نہی مانی اور کسواسطے اُنکی درباؤ ذیت
ہوئ انتہی اگر یہہ تہا تو آپ بہی استفسار وجہہ نماننی نصیحت کا نہیں کیا ہی آپنے سوال اپنی طبیعت سے تراشا اور اسکے
جواب مین مفہوم مردود بیان کیا سو ہم آپ کے اُس مفہوم مردود سے ہی آپکی جہالت اور بیوقوفی ثابت کر
تے ہین آپ نے اسکے جواب مین فرمایا کہ کفار نرم دل تہی یا سخت دل شق اول کو غلط بنایا اور وجہہ غلط ہونے
کی یہہ بیان کی کہ اصحاب پیغمبر صلعم نے ہزارہا بنی آدم کو قتل کیا حالانکہ شق اول خود آپ ہی کی ٹہرائی
ہوئی ہے یہہ ہی کہ کفار نرم دل تہی ہمنی مانا کہ اصحاب پیغمبر صلعم نے جو مسلم تہی اونکو لئے بہت کا فرونکو بیدینون
کو بت پرستون ظالمان کفار ہند کو قتل کیا تو اونکی فعل سے نرم دلی کفار ظالمان کفار ہند کی کیونکر منتفی
ہوئی ایک شخص کی شرارت دوسری شخص کی نسبت پر باوجود تباین اخلاق اور ملت کسطرح دلالت کر سکتی ہی
کیا یہی طریقہ استدلال کا کفار ہند کے بیدون مین ٹہرایا گیا ہی کیا اسکو جہلاء ہند حکمت اور معقول سمجہتے
ہین لالہ جی تمکو اب فاحت وجہالت مین مرتبہ ہفت ہزاری کا حاصل ہوگیا پس آپ پر وہ مثل صادق آئی کہ
ہرگوئی کہ تو اہی تحیرکیئہ بہی تسلیم کیا کہ کفار نرم دل نہ تہی دوسری شق پر یعنی اُس تقدیر پر کہ وہ سخت دل
تہی آپ فرماتے ہین کہ یہہ شق حضرت کی نادانی پر دال ہی کہ سخت دل کو سمجہانا آہن سرد کو ٹہنا ہی مگر کمال جہالت
اور بیوقوفی آپکی ہی آپکو مطلق کسی بات کا شعور اور ادراک نہیں ہمکو جواب تحقیقی اس جہالت کا دینا ضرور
نہین کیونکہ ہر صاحب عقل آپکی اس تقریر کو جہل پر محمول کریگا مگر ہان جواب الزامی یہہ ہی کہ اندر بڑا نادان ہے
کہ زمین شور پر پانی برساتا ہی کہ ایسی زمین پر پانی برسانا آہن سرد کو ٹہنا ہی مہاراجہ گرشچندر اور بیاس جی
اور پرسرام وغیرہ بڑے نادان تہی کہ درجودہن کو واسطے مصالحہ پانڈون کے نصیحت فرماتے تہی اور آہن سرد کو ٹہنا
تہی راجہ رام چندر بڑے نافہم تہے کہ راون کو سمجہاتے تہی کہ سیتا کو واپس کردے برہما جی اور شن جی سخت احمق
تہی کہ گنیش جیکو سمجہاتے تہی کہ مہادیو جی سے مقابلہ نکر اگر پند و نصیحت سخت مزاجونکو محمول اوپر نادانی کے ہی تو
یقین یہہ ہی کہ کوئی رشی اوتار کیسے ہون بلکہ خود ذات پروردگار بہی ہمسفیرا ہر من لالہ اندرمن کے طعن سے
نہ بچیگا قطعہ ترہی حد سی لالہ کی اب بیوقوفی ہو گئی مگر رنگ لائی نیا یہہ فضولی ہو کہ اس نے شوربی کے انجام میں تو
اونہین کا ہی سر اور اونہین کی ہی جوتی ہو مگر لالہ صاحب آپنے اس اقرار کو یاد رکہین کہ سخت دلونکو نصیحت کرنا نادانی
ہی ہم بہت جلد پہر بنا ہی اس اقرار کے اُن سے مواخذہ کرینگے قولہ جو لوگ نرم دل اور خدا ترس ہین کسیکو
اذیت نہیں دیتے انتہی اگر مراد یہہ ہے کہ ناحق اذیت نہیں دیتے اور خواہش نفس سے خون گردن پر نہیں لیتے تو بجا ہے
جسطرح اہل اسلام کہ کبہی آپنے اغراض نفسانی کیواسطے کسیکو نہیں ستاتے چنانچہ حال جناب رسالت مآب سے خبر

ہے کہ ما انتقم رسول اللہ صلعم لنفسہ قط الا ان تنتہک حرمۃ اللہ یعنی کبھی انتقام نہیں لیا رسول اللہ صلعم
نے اپنے نفس کیواسطے مگر یہہ کہ جب ہتک کیا گیا ہو خدا کی تعظیم اور حرمت کا اور اگر مراد یہہ ہو کہ عموماً خواہ [illegible]
تعزیر اور قصاص اور حدود اور قتل واجب ہو یا نہ واجب ہو کسی حال میں اذیت نہیں دیتی تو یہہ حماقت لالہ جی کی
ہے اور اونکے کتب معتبرہ کے بھی خلاف ہے جلال اپنکہہ اتہربن بید میں ہے کہ چہتری کا کام ہے شستر یعنی سلاح
باندھنا اونکو واجب ہے کہ جو دشمن گیان کا ہو اوس سے سنکھہ ہو کر جدہ کرے یعنی مقابل ہو کر جہاد کرے لیکن
جو لوگ کہ غایت جبن کے باعث نفاق اور دشمنان دین سے مقابلہ اور جہاد نہیں کرتے وہ نرم دل اور
خدا ترس نہیں ہیں بلکہ بزدل اور بندۂ نفس ہیں کہ تن پروری کے سبب عجز اوٹہاتے ہوئے گہبراتے ہیں اور
گہبرو نین لینگے اور چوڑیاں پہنکر بیٹھہ جاتے ہیں اور بیان اونکا خود لالہ جی فرماتے ہیں قولہ چنانچہ ہندو
کہ مور و مگس کو نہیں ستاتے اور قتل سپش اور کلنک سے گہبراتے ہیں انتہی منشا اسکا غایت جبن ہے ورنہ
جہاں کہیں داؤ پاتے ہیں حیوانات درکنار آدمیوں کے قتل ناحق میں دریغ نہیں فرماتے ہیں بکری اور بیل تو
ایکطرف آدمیونکو ہضم کر جاتے ہیں مصداق اسکا شروع کیا کرشن مقدمہ جنگ مہابہارت ملاحظہ فرمائیے
ارجن نے رزمگاہ میں بزرگوں اور مخدوموں اور برادروں اور فرزندوں اور دوستوں اور رشتہ داروں اور
خیراندیشوں کو دونوں فوجوں میں کہڑا دیکہا تب اونکی الفت سے اوداس ہو بولا کہ ای کرشن یہہ اقربا جو بارادہ محاربہ
رزمگاہ میں کہڑے ہیں انکی استحکام کو دیکہنے سے میری عضو سست ہوئی جاتے ہیں اور میرا منہ خشک ہوتا ہے اور
کپکپی لگتی ہے اور بدن کے بال کہڑے ہوتے ہیں گانڈیو کمان میرے ہاتہہ سے گری جاتی ہے اور دل گہبراتا ہے
شگون ناقص ہوتے ہیں اور جانداروں کے قتل سے کچہہ سود نہیں ہوتا ہے مجہے فتح اور سلطنت کی تمنا نہیں
جنکے عیش و آرام کیواسطے سلطنت درکار ہے وہی جان سے ہاتہہ دہوئے ہوئے مرنے کو مستعد کہڑے ہیں یہہ سب
مرشد اور بزرگ اور خسر اور خسر پورہ اور مصاحب ہیں گو یہہ مجہے قتل کریں لیکن میں انکا قتل روا نہیں رکھتا
دہرتراشٹ کی بیٹوں کے قتل کرنے سے کچہہ نفع نہیں بلکہ اگن بد افعالوں کے خون سے ہاتہ کو آلودہ کرنا ناسزا
ہے علاوہ اسکے یہہ سب قرابتی ہیں انکا خون کرنے سے کیا نفع ہے ہمیں تباہی خاندان کی تاپ مندہر اور اس
رائی کے خلاف کوئی خیال نہیں ہوتا ہلاک ہونے سے خاندان کے حرد ہونگے تمام رسوم خاندان کے نیست و نابود
ہوجاوینگی اور ناقص رسوم جاری ہونگی کمال بیجا ہے جو ارادہ کروں جسکے سبب گناہ عظیم ہووے اور اپنی عیش
کیواسطے سبب قتل خاندان کا ہوں دہرتراشٹ کے بیٹے جنکے ہاتہہ میں ہتہیار ہیں مجہہ خالی ہاتہ کو قتل
کریں مختار ہیں میں انتقام نہ لیونگا پس مجہے اجر عظیم ہوگا عین وقت جنگ میں ارجن نے یہہ باتیں کہیں اور
تیر و کمان کو ہاتہہ سے گرا دیا اور غمگین ہوکر رتہہ میں بیٹہہ گیا انتہی دیکہیے نامردی اور بزدلی ارجن کی باوجود
سپہ سالار لشکر جرار کا اور سپاہیان جنگ کا تہا اور موجود تہا مگر بزدلی مقتضا ہی جبن ہندیہ کی ازو بزدلی

سے کیسا گھبراتا تھا اور لالہ اندرمن کیطرح کیسی حیلے بہانے لاتا تھا اور کیسی کیسی باتین بناتا تھا آخرکار جسطرح پر ہمنی لالہ
اندرمن پر کوڑا کیڑا مسری کرپی کرشن جی نے اوسکو تہاسا اور زیادہ سرائیوں کیسی بار رنعاتب کچھ سدبراہ ہوا آپ
سُننے وانٹ سرینکرشن جی کی (جب ارجن خشم نم ہوا کرشن نے کہا کہ درت جہل کی کم تہوڑی یہہ حالت ہوتی ہے
سُن لیجئے لالہ اندرمن ان الفاظ کو محصور ارجن نے سمجھی یہہ عموماً ان سب جہال کے حق مین ہین جو آپ کیطرح بیجا
اعتراضات پیش کرتے ہین آئندہ اس بحث مین ہم آپکو انہین الفاظ سے خطاب دینگے کہ آپ کے معبود کے الفاظ
مین برا نمانیے بلکہ ہین سعادت جانئے (افسوس ہے کہ ایسے وقت مین تجہپر یہہ حالت کیون ہوئی ایسی سمجھہ
نکمّے لیے ہی نہ ادیجان ہوتی ہے اسوقت ایسی حرکت نکرکے سمجھنا نازیبا ہے اور دل کے ضعف کو دور کرکے
جنگ کرنے کو مستعد ہو) دیکھا ثابت ہوا کہ یہہ تخیلات ادجن کو بسبب ضعف قلب کے جسکو جبن کہتے ہین پیدا
ہوئی تھی اور جسطرح پر لالہ صاحب ازراہ جبان القلبی کے خیالات باندھتے ہین وہ بھی بمقتضائے اثر زمین ہند
کے بیہودہ خیالات باندہتا تہا اور لڑنے کو برا جانتا تہا جسطرح پر لالہ جی ترک قتال کو باعث سعادت تصور
کررہے ہین وہ بھی ایسا ہی سمجہتا تھا مہاراجہ سرینکرشن نے یہہ سب امور ناپسند کئے اور یہہ بھی صاف کہا
کہ ایسی سمجھہ سے سعادت اخروی حاصل ہوگی پس ظاہر ہوا کہ جو جہاد کو برا سمجھتے ہین حسب تصریح سرینکرشن جی
اونکو سعادت اخروی حاصل نہین اسمقام پر الہیدباری شرح مین لکھا ہے کہ ایسی سمجھہ والون پر جیسی لالہ
جی کی سمجھہ ہے بہت لعنت ملامت فرماتے ہین اور حکم جہالت اور حماقت کا اہل ہند پر حدیثاً اور قدیماً ایسی
ایسی سمجھہ کے سبب لگاتے ہین ہمنے اوسکا لکھنا بسبب تطویل ضرور نجانا (تو اوہ فکر کرتا ہے جو اسموقع
مین ناجائز ہے باآنکہ اپنے تئین عقلمند سمجھتا ہے جسکو تھوڑی سی بھی عقل ہوتی ہے وہ ایسے وقت مین یہہ فکر
نہین کرتا ہے کہ جان جاویگی یا رہیگی) لالہ جی کان کھولکر سنئے یہہ کیسا مستحکم کلام حکیمانہ ہماری عقائد کے موافق
اب جو قتل و قتال و خونریزی پر اعتراض کرتے تھے آپکو مہاراجہ سرینکرشن نے کیسا بیوقوف بلکہ پرلے درجہ کا ٹھہرایا اور
اونکی کلام سے واضح ہوا کہ آپکو تھوڑی بھی عقل نہین (غور کرکے سمجھہ کہ چند روز پیشتر ہین اور تو اور یہہ جو اسمین
مین انمین سے کوئی نہتا اور چند روز کے بعد بھی انمین سے کوئی کسیطرح سے نرہیگا) لالہ جی اس اشلوک پر غور کیجئے یقین
یہہ ہے کہ آپکی تو کیا حقیقت ہے آپکے بڑے بڑے پنڈت لوگونکا بھی فہم یہانتک نہ پہنچا ہوگا لہذا ہم اسکی شرح
کرتے ہین سنئے یہہ جواب ہے آپکی بیہودہ سرائی کا جو عموماً آپنے جانداروں کے قتل کو ناروا اظہار کیا ہے مدعا یہہ
کہ یہہ جتنی جاندار ہین سب حادث ہین اور آخر انکو فنا ہے آخر ایکروز مرینگی اور جب یہہ باقی نہین رہ سکتی تو پہر انکی
باقی رکھنے کا فکر کرنا جہالت عظیم ہے بلکہ بہتر یہہ ہے کہ جب اونکا قتل مقتضائے مصلحت ہو اوسیوقت بیدریغ تہ تیغ
کئے جاوین کیونکہ جب حادث و فانی ہین باقی نہین رہ سکتی پس انکی بقا کا فکر عبث ہے چنانچہ آگے اس سے
فرماتے ہین (پس جو صاحب استقلال اور صاحب عقل) مانند اہل اسلام کی ہین وہ ایسی جہان مین مبتلا نہین…

لڑنے مارے جانے کا ازراہ جہالت ہندوانہ کے کچھ اندیشہ نہین کرتے اور جب مقتضای وقت ہوتا ہی بیدریغ تلوار
پکڑتے ہین اسیطرح تو (اے ارجن تلوار پکڑ اور جنگ کو تیار ہو) لالہ اندرمن کیطرح جامہ مردی نہین (جس
طرح انسان کہنہ جامہ کو اوتار کر پھینک دیتا ہی اور نیا پہن لیتا ہی اوسیطرح سے نفس ناطقہ جسم کہنہ کو چھوڑ کر دوسرا
جسم قبول کرتا ہی) پس تیرے مارنے مین کس چیز کا خوف ہے (اگر نفس ناطقہ کو پیدا اور فنا ہونیوالا فرض کر دیوے تو بھی
یہہ خیال اتم کرتے ہونا جائز ہی کیونکہ جو پیدا ہوا وہ مریگا اور جو مریگا وہ پیدا ہوگا پس یہہ سلسلہ جاری رہیگا
اور کبھی قطع نہوگا پہر تجہہ فکر لا حاصل ہے عناصر کی ابتدا بے شکل ہے اور آخر کو بھی بے شکل ہوگا درمیان
مین شکل ہوئی ہین پس یہہ مثل قرعہ کے ہی ہیچ کے مقابلہ مین فرح کی کچھہ حرمت نہین نفس ناطقہ ہمیشہ
موجود ہی جسم کے قتل ہونے سے قتل نہین ہوتا پس مخلوقات کے اجسام کا فکر کرنا فضول ہی) سن لیا لالہ جی
اب بھی ایسے مواقع مین کہ جہان محو کر دینا نفوس و اجسام ثابتہ کا صفحہ ہستی سے مقتضای مصلحت ہو آپ کو کچھہ
عذر رہ گیا دیکھو تو ہماری عقاید کی کسقدر تائید آپکے معبود کے کلام سے واضح ہی اور اس سے بڑہکر سنو
(اگر اپنے دہرم کو نگاہ کرے تو بہی وقت جنگ میدان مین پیٹ دکہانا بیجا ہی کہ چہتری کا کام آگے بڑہکر
تلوار چلانا ہی اسوقت تجہے بہشت بلا طلب میسر ہوتا ہی پس اسوقت کو غنیمت سمجہہ) دیکہی یہہ بعینہ ترجمہ ہے
کلمہ حکمۃ حکیم لاثانی کا جو فرماتا ہی الجنۃ تحت ظلال السیوف ۔ باغ فردوس ہی تلوارونکے سایہ تلے
(یاد رکہہ اگر تو میدان مین مریگا بہشت مین جگہہ پاویگا اور جو فتح پاویگا ہند کا بادشاہ ہوگا اب تو کچہہ پس و
پیش نکر اور جنگ کر رنج و راحت اور یافت و نایافت اور فتح و شکست کو برابر سمجہہ اور حیرت کو دور کر اور مستعد
ہو کہ جنگ کے کرنے سے گنہگار نہوگا) اب کدہر گئی ہمصفیر اہرمن لالہ اندرمن جو برخلاف اپنے معبود کے
تو نے سمجی کر رکھی تھی کیا اب بھی جہاد کو گناہ عظیم قرار دو گے (اتبک بموجب سانکہہ شاستر کے جسمین امتیاز
جسم و جان کی ہی تجہے تلقین کیا اب بموجب جوگ شاستر کے بیان کرتا ہون تاکہ تو قید افعال سے رہا ہو اس
فعل سے تنزل نہوگا اور نہ گنہگار ہوگا اور مرگ کی خوف سے آزاد ہوگا) آزادی مرگ سے مراد نہونا ہے

یہان بیان کی مطابق ہی مضمون آیہ کریمہ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ
رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ (حکماء کی رای واحد ہی گوکہ اونکے جسم متعدد ہوتے
ہین) جسطرح مسئلہ جہاد مین جوگ شاستری مانند اہل اسلام کی رای دیتی ہین (اور جہلا کا فکر ہمیشہ
بنوع مختلف رہتا ہی) جیسے لالہ اندرمن اور اونکے ہمصفیرون کا (جو جاہ و حشم کو طلب کرتے ہین بید کے
حکم کے خلاف کرتے ہین پس وی حق سے واصل نہین ہوتے) سچ ہی انما الاعمال بالنیات ۔
دین کیواسطے لڑنا نہ پئے طمع بلاد کے اہل اسلام اسی شرع مین کہتے ہین جہاد کو (تو اس ہی عمل کے لایق
ہی اور بدلا اسکا کچہہ نہین پس یقین سمجہہ کہ مین کوئی فعل نہین کرتا ہون پس جزا بہی ہی تیرے ذمہ کچہہ نہوگی

جنگ کو دلیر ہوا اور عمل کو ترک کر اور کمال و زوال کو برابر سمجھ اور حسب موقع و قت کے کام کر اسکا نام جوگ ہی
بیوقوف جوگ فقیری اور ترک تعلقات کو جانتے ہین اور حقیقت مین جوگ معنی ہین اپنے موقع پر فعل کرنا چاہیے
کہ مناسب وقت کے عدل سے فعل کرے اے ارجن تو نے برعکس سمجھا ہی جب غور کرے گا ثبات حاصل کریگا جب
ہوا ہی مختصراً ہمین سوط الجبار مین فرضیت جہاد کو بہت دلایل عقلیہ اور نقلیات کتب ہنود سے ایسا ثابت کر چکا
ہون کہ ہنود کی مجال چون و چرا کی نہین ہی اور بقدر ضرورت یہان بھی کچھ لکھا گیا مگر بہت دیر ہو گئی کہ لالا
جی کے اقوال خسران مآل نظر میر کی گئی اب تو اونکی خبر لیتا ہون لالا جی فرماتے ہین کہ ہنود مور دھکس کو نہین
ستاتے الخ اونکو یہ لکھتے ہوئے شرم تو نہ آئی اونہون نے تو جامہ بیحیائی کا پہن لیا کیون صاحب مور دھکس
مین تو یہ پرہیز اور آدمی کو قتل کر ڈالنے مین اسقدر دلیر کہ بیچارے کتہا بانچنے والے نصیحت فرمانیوالے شاگرد
بیاس جی جو بیکہار مین وعظ و نصیحت فرماتا تھا صرف اس جرم مین کہ اوسنے عین کتہا بانچنے مین تعظیم دی بلرام
جی نے گشتی کی موت مار ڈالا کیک اور پسش کے خون کی تو اسقدر قدر ایک نامی گرامی عالم کا خون ایسا ہدر
کسی نے یہہ بھی نہ سوچا کہ اس بیچارے نے کیا خطا کی تھی دیکھو دہیای ۸ بہاگوت اسکند دہم قتل مور دھکس
تو جرم عظیم سمجہا جاوے اور وہ بیچارا دہوبی بارادہ غارتگری کپڑون کے ہاتھ سے بلرام جی اور سری کرشن جی
کے عمداً مفت مارا جاوے اوسکا خون کسی شمار مین نا وے رکمنی جی کے عشق مین او کہا کی چاہ مین متر بندا
کی محبت مین یہہ صف آرائیان فرمائی جاوین اور ہزارون جانین ماریجاوین سسپال راجہ سورسین کا نواسہ
مہاراجہ کرشنجندر کی پہوپہی کا بیٹا سری کرشن جی کے ہاتھ سے مارا گیا رکم برادر رکمنی کو بلرام نے مار ڈالا کرشن جی
نے اپنے ماموں کنس کو قتل کیا اور اوسکے ساتھ اور بہت قتل عام ہوا پرسرام نے تمام چہتریون کا قتل عام
کیا کہ نام بھی عالم مین چہتری کا نرہا سوا انکے اور وقایع قتل عام ہنود کے مہابہارت اور بہاگوت مین بہت
مرقوم ہین دیکھہ لیجیے اور طرفہ یہہ کہ اکثر قتال اور عورتون اور چہین لینے گہوڑون اور دیگر خواہشات نفسانی
اور حرکات شیطانی کی وجہ مین آیا اور بنجائے قتل خاندان کرشن ہی کی نسبت فرمائیے کہ آیا وہ اہل اسلام کے
ہاتھہ سے وقوع مین آیا یا ہنود ہی نے اونکو مور دھکس اور کیک اور پسش سے کمتر تصور فرمایا اور دار البوار کو
پہونچایا علاوہ برآن مور دھکس اور کیک و پسش کے ایذا دینے مین تو لحاظ آپکو اسقدر پرہیز اور انسان
پر منو جی کے چہری خوب تیز ہی باب ۸ - اشلوک ۲۷۰ و ۲۸۱ و ۲-۲-۲۰ و ۱۴ مجموعہ منو جی کے شاستر کا
ملاحظہ فرمائیے اوسمین یہہ حکم ہی کہ اگر کوئی شودر کسی اعلےٰ فرقہ مین کے آدمی کو گالی دے تو اوسکی زبان کاٹ
لیجاوے اگر کوئی شودر برہمن کے پاس ایک فرش پر بیٹھ جاوے تو اوسکی چوتڑون کا گوشت کاٹ ڈالا جاوے
اگر شودر برہمن کو دہرم کی بات بتاوے تو اوسکی منہ اور کانون مین کہولتا تیل ڈالین شودر جو خواہ
مارا جاوے تو اوسکے قتل کا کفارہ مذہب کی رو سے وہی ہے جو بلی کتے چہپکلی مینڈک اور اور بہت سے قسم کے

جانوروں کے مارڈالنے کا کفارہ ہے پس ظاہر ہوا کہ مخاطب صحیح ابیات شیخ سعدی شیرازی کے آپکے اکابر اور
آپکے شاستری ہی ہین **ابیات** بنی آدم اعضای یکدیگرند * کہ در آفرینش زیک گوہرند * چو عضوی بدرد
آورد روزگار * دگر عضوہا را نماند قرار * تو کز محنت دیگران بیغمی * نشاید کہ نامت نہند آدمی * اور آپ
سمجھ لیجئے کہ ہماری ملت مین قتل انسان بتصد شدید گناہ ہے جن جن امور پر کہ آپکے اکابر نے آدمیوں کو قتل
کیا ہے یا اونکے قتل کا فتوی دیا ہے ہماری ملت مین وے قابل قصاص کے ہین اگر کوئی واعظ بوجہ تعظیم و تکریم
کے غلطاً مارا جاویگا تو قاتل [illegible] قصاص پاویگا اگر کوئی کم عمر یا کم رتبہ کا انسان کسی اعلے مرتبہ
والے کو کوئی بات ایمان اور شرع کی بتاوے اور اس جرم مین وہ مارا جاوے تو ضرور ہے کہ قاتل قصاص
پاوے مگر چونکہ ہم اور بانی بید دونو اسپر متفق ہین کہ انسان بجہت ایمان اور معرفت اور تہذیب اخلاق کے
سایر حیوانات اور جمادات سے ممتاز ہے پس جب دولت ایمانی اور شرک اور کفر اور اخلاق قبیحہ مین اسیر اتم
ہوا کہ ترک خصایل مذکورہ تو یک طرف ناصحون کا درپے آزار ہونے لگا اور احتمال یہ پیدا ہوا کہ گندا اسکی
کفر اور خصایل رزیلہ کی پہیل کر اور فرا جو کلین فساد ڈالے تو وہ بسبب فقدان صفات موجبہ شرف انسانی
کے مرتبہ انسانی سے گر کر مرتبہ حیوانی سے بھی کمتر درجہ مین آگیا **ابیات** شہوت ار غالب شود پس کمتر است *
از بہایم این بشر کان ابتر است * قسم دیگر با خران ملحق شدند * خشم محض و شہوت مطلق شدند *
وصف جبریلی دریشان بود رفت * تنگ بود آن خانہ و آن وصف رفت * مردہ گردد شخص چون بیجان
شود * خر شود چون جان او بی آن شود * زاغ گردد چون پی زاغان رود * جسم گردد جان چو از
بی آن شود * زانکہ جانی کان ندارد ہست پست * این سخن حق است و صوفی گفتہ است * ہر کہ تلبیسی او نامد تنید
* وان ز حیوانی دگر ناپدید * لا جرم اسفل بود از سافلین * ترک او کن لا احب الافلین * زانکہ استعداد تبدیل
و نبرد * بودش از پستی و آنرا فوت کرد * باز حیوان را چو استعداد نیست * عذر او اندر بہیمی روشنی است
* زو چو استعداد شد کان رہبر است * ہر غذائی کو خورد مغز خر است * گر پلیدی خورد او چون شور گز
سلکت و بعقلیش افزون شود * پس ہر گاہ بد خصایل آدمی صفات انسانیہ سے برطرف ہین تو وہ [illegible] نوع
انسانی ہی سے خارج ہین اور مصداق اعضای یکدیگر کے نہین آپ لوگ اہل اسلام کسی طرح پر مصداق اور مخاطب
ابیات سعدی کے قتل کرنے مین ایسے حیوان خصائلوں کی نہین ہو سکتی ہے چونکہ بد دندان تو کرم او فتاد
بہ نیست دندان بر کندن ای اوستاد * منشی الکہاری شرح گیتا مین لکھتے ہین کہ اگر بادشاہ بغرض دفع ظلم کے
جنگ کرے وہ داخل جہاد ہے طبیب لیش کا ہاتھ یا پاؤں کاٹے گنہگار نہین بادشاہ چور وغیرہ کو دار پر
چڑہاوے ناروا نہین استاد جو شاگرد کو بغرض تربیت زدوکوب کرے ظالم نہین ہان جو اپنے مطلب کے
کسیکو بد کہتا ہے یا کسیکی مذمت کرتا ہے یا کسیکا نقصان کرتا ہے یا کسیکی نندا کرتا ہے وہ گنہگار ہوتا ہے

قولہ قطع نظر ازین کفار و محمد صلعم دونو عاقل تھے یا جاہل برتقدیر تسلیم شق اول نصیحت کفار عبث تحصیل
حاصل تھی کہ عاقل کے لئے احتیاج نصیحت نہین برتقدیر تسلیم شق ثانی محمد صاحب لیاقت وعظ نرکھتے تھے کہ
مثل کفار جاہل تھے ع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار الو شق دوم بلاشبہ برحق ہے وگرنہ درمیان محمدؐ اور کفار
نوبت دست وگریبان نہ آتی انتہی اول تو ہم لالہ جی کی حکمت ہندیہ اور مناظرہ دانی کا بیان کرتے ہین کہ
لالہ جی ایسے احمق قوم کے فرد کامل ہین اور ایسی جہالت انگیز دین کی عمدہ جاہل ہین کہ جنھین کبھی نام علم
حکمت کا نہین ہوا اور فن مناظرہ اور میزان کی تو ہوا بھی انکو نہین لگی احمق کس کو یہہ تو شعور ہی نہین
کہ جو قضیہ منفصلہ بناکر از راہ جہالت کے پیش کیا ہی کس قسم کا ہی آیا درمیان دونو جزؤن انفصال
کے تضاد و عناد ہی یا نہین صورت منفصلہ حقیقیہ کی بنائی ہی مگر بیوقوف یہہ سمجھا کہ انفصال حقیقی
اس مادہ مین صریح غلط اور بالبدیہہ باطل ہی پس جواب تحقیقی ایسے الو کے سوال کا اسیقدر کافی ہی
ع سر برید امیخ شے ہنگام براکو کہ بغیر از وقت عنباند در الو طرہ یہہ ہے کہ ہم سوط الجبار اور سیف النقام
اور شتح المبین مین برابر اوسکی ایسی انفصال پر بھی جبر کرتے چلے آتے ہین مگر با اینہمہ زجر حسیل الناس الو کو
ابتک انفصال نہین ہوا ظاہر ہے کہ اگر کچھہ بھی علم و حکمت کا شائبہ ہند مین پایا جاتا تو یہہ سرمہ ہندیان
اس سے متنبہ ہوکر کبھی نہ شرماتا اوسکو باوجود اسقدر تنبیہات اور تہدیدات کے ابتک کچھہ سمجھہ آئی ہی
وہ ہمارے مواخذات اور عبارت کو بھی سمجھا نہین ہی وہ ابتک یہہ بھی نہین جانتا کہ اس قسم کے مفہومات
مردود کیواسطے شرائط کیا کیا مقرر کی گئی ہین ازراہ بوالہوسی اور جہل مرکب کے دخل درمعقولات کرتا
ہے صاف مدعا اوسکا صرف حاصل کرنا روٹیون کا ہی چندین مشکل برای اکل ہے گو حکمت ہندی
کا نکلتا ہی دیوالا کو روٹی تو کرا کہا ہی کسیطور سے لالا کو فرمائیے مہاراجہ بیسن بران لالہ اندرمن بحیہ آپ کا
قضیہ کس قسم کا ہی آیا حقیقیہ عنادیہ ہی یا مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو اگر مانعۃ الجمع اور مانعۃ الخلو ہے تو
آپ کا استدلال ناتمام ہی اور اگر حقیقیہ عنادیہ ہے تو معاندہ طرفین پر دلیل قائم کیجئے اسکی مثال یہہ ہی
کہ مثلا کوئی شخص آپ سے پوچھے کہ فرمائیے کہ برہما جی اور یہہ گدھا جو فلانے کمہار کے ہان بندھا ہی دونو
عاقل ہین یا جاہل ہین آپ اسکا کیا جواب دینگے یا یہہ پوچھے کہ لالہ اندرمن اور کلوا کتا دونو انسان ہین
یا حیوان تو فرمائیے کہ اب اسکا کیا جواب عنایت کیجیے گا مین بہت منتظر ہون کہ آپ عنایت فرماکر ان دونون
سوالون کا جواب ایک پرچہ پر رقم فرماکر مجکو مرحمت فرما دین کہ مین اسکے انکشاف آپکی حکمت ہندیہ کے لئے
مطبع مین اوسکو چھپواؤن اور حق محنت آپکی جناب مین پونہچاؤن علاوہ بران امیدوار عفو قصور کا
بھی ہون کہ اس مقام پر مین نے ندبی سختی سے آپکو ہانکا ہی وجہ اسکی خود آپ بھی جانتی ہین کہ محض منہ زوری
آپکی ہی اسجگہہ آپ زیادہ جہاگ لائی ہین اسلئے مین نے دو ہاتھہ باگ کر لگائی ہین آئندہ آپکی کان کہولے

دیتا ہون کہ اگر آپ راہ براہ چلیے جا دینگے اور مُنہ پر رکہیں گے تو آپکو جہنکا بہی ند دینا ورنہ سوٹا جبار
تو آپکے واسطی تیار ہے اسپنی مصداق اُن تمثیلات اور ابیات کی جنکو آپ یہان لائے ہین کہ کسیطرح پر
طابق النعل بالنعل از بس مطابق ہین لشن جی ایک جانور سی جسکا نام گڑ ہی گلخپ ہوا تینون صاحبونکی
گتہش جی سی دست وگریبان ہونیکی نوبت پوہنچی بقول آپکے یہہ ست جاہل محض تہی حکایت جالینوس ابلہی دید
دست درگریبان دانشمندی زدہ گفت اگر این دانا بودی کارش بنادان نرسیدی اور منشی مہادیو جی اور منشی
کہینسے دست وگریبان ہوئی اور تہا جو ترسول سینہ پر انکی پڑا تو ابتک داغ بردل ہین اور ادہنکا ہاتہ جو انکی گلی
پر پوہنچا تو ابتک گلو سیاہ ہین بر مہا دیو مہارلید ایسی برسر جنگ وپیکار ہوئی کہ انجام کار بعد دنکے فیصلہ کیا
پہر بہی جہگڑا رفع نہوا یہانتک کہ پانچوان سر برمہا کا کام آیا آپکے بقول فقیح یہہ دونو جاہل محض ہین ابیات
دو عاقل را نباشد جنگ وپیکار * نہ دانای ستیزد با سبکسار * اگر نادان بہ دانا سخت گوید * خردمند بش
بنرمی دل بجوید * دو صاحب دل نگہدارند موئی * ہمیدون سرکش وآزرم جوئی * دگر ہر دو جانب جاہلانند
* اگر زنجیر باشد بگسلانند * واللہ لالہ جی دیکہئی تو کیسی پہبتی ہوئی **قولہ** قطع نظر ازین محمد صلعم کفار کا مارا
جانا چاہتے تہی یا ایمان لانا بر تقدیر تسلیم شق اول حضرت کو رحمۃ للعالمین کہنا خلاف واقع ہی کہ اکثر کفار انکی
بدولت دنیا مین مقتول اور عاقبت مین مخذول ہوئی بر تقدیر تسلیم شق ثانی حکم جہادکی بنیاد ہی کیونکہ قبول
ایمان متعلق بدل وجان ہی نہ قتال وجدال انتہی اول تو ہم آپکی منفصلہ مین یہی جرح کرتے ہین کہ حقیقیہ عنادیہ
ہی یا نہین شق اول باطل ہی کہ جمع بین الجزءین بہی بسبب اختلاف احوال اور تعدد افراد کی ہوسکتا ہے
شق ثانی پر آپکا استدلال ناتمام ہی ہو آپ پہلی اپنی تقریر درست کیجئی اور سلیقہ مناظرہ کا سیکہئی بعد اوسکی
حوصلہ مناظرہ کا فرمائیے ثانیا رحمت عامہ مقتضی اسکی ہی کہ ہر بدکردار اپنی سزا کو پوہنچی چور کو قطاع الطریق
کو سزا دینا عین رحمت عام ہی دغا بازیون کو جو باٹ تراز و مین فریب کرین تدارک کرنا عین فائدہ کا
انام ہے ؎ اگر نیکمردی نماید عسس * نیارد بشب خفتن از دزد کس * جاہلون اور نالایقون کو خواری
اور ذلت دنیا مین عین رحمت ہی اونکی حمایتیون کو ذلیل اور رسوا کرنا عین عنایت ہی برمہا کا سر پنجین کاٹا
جانا عین مقتضای مصلحت عامہ تہا اندر کو سزا دینا عین حکمت تامہ تہا ؎ سر جاہلان بر سر دار بہ *
کہ جاہل بخواری گرفتار بہ * شق ثانی پر جو آپ نے تقریر کی ہی کوئی دم گذرتا ہی کہ وہ خود آپ ہی کی
گلوگیر ہوتی ہی اندک انتظار کیجئی **قولہ** قطع نظر ازین جسقدر کفار کہ بغیر قبول اسلام جہاد مین مارے گئے
اگر زندہ رہتے تو احتمال تہا کہ کسیوقت مین اسلام لاتی چنانچہ اکثر کفار اسلام لائے انتہی مختصراً آپ ہمکو یقین
قطعی ہوگیا کہ اہل ہند اشد جاہل ہین اور ہند مین کبہی علم وحکمت کا نام بہی نہ تہا اور اونکو کسی چیز کا
سلیقہ نہین کیونکہ جب آپ سا حکیم سرآمد حکمای ہند ایسی ایسی حجر دلیلین کہ اور جہالت اور حماقت

کے دلائل کاملہ پیش کرے تو جاننا چاہیئے کہ خطہ جہالت آباد ہند مین کبھی نام و نشان علم کا نتھا ایک فرد کے
احوال سے دوسری فرد کے حال پر استدلال کرنا اہل ہند کی ہی جہالت ہے ورنہ حکما کی کتب میزان مین تو اس قسم
کی دلیل کہین آجتک نہ لکھی گئی اور نہ سنی گئی اندر نے جو گوتم کی زوجہ سے زنا کیا اور اوسکی پاداش مین ہمہ تن
زنچ بنگیا تو بمقتضاء اس استدلال کے لازم آیا کہ مہادیو جی اور برہما اور بشن جی کا بھی یہی حال ہوا ہوگا اور
دیوتا بھی ایسی جنجال مین پھنسے ہونگے مہاراجہ سری کرشن اوتار نے جو بہت سی زناکاری کی تو اور اوتار بھی ایسی
بدکرداری مین مبتلا ہوئے ہونگے بہت آدمی کہ ابتدا مین فاسق فاجر تھے اور اخیر مین بہت صالح اور سنیاسی
ہوگئے تو لازم آیا کہ سب آدمیون کا خاتمہ بخیر ہوا ہو قراین سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر مرض مالیخولیا کا اندنون
بہت غلبہ ہے پھر خدا کچھہ دوا کیجئے ایسا نہو کہ نوبت کچھہ اور زیادتی کی پہونچے **قوله** پھر قول اعجاز محمدی کا کہ
ہر شخص کے لئے موت ضروریات سے ہے الخ مثل صدائے گنز خر و بانگ شتر ہے انتہی لالہ جی یہہ تو وہی مضمون ہے جو
گیتا مین سری کرشن جی نے اپنے منہ سے نکالا ہے جسکے فرمانے کے بعد وہ کہتے ہین پس مخلوقات کے اجسام کا
فکر فضول ہے پس اوسکو آپ چاہیئے مضحکہ خر ٹھہرا دین یا بانگ شتر بتا دین **قوله** ورنہ محمد صاحب جنگ احد مین قبل
حمزہ کو موعود بتلاتے اور اسقدر واویلا مچاتے کہ جسوقت قریش پر غالب آوینگا تو ستر اشخاص اونکے قتل کرادونگا
انتہی یہہ سب لالہ جی کی افترا پردازی ہے کہ بلا حوالہ کتاب معتبر کے ہذیان سرائی کر رہے ہین ستر آدمی کا قتل
تو کیا معنی خود وحشی بن حرب قاتل جناب حمزہ رضی اللہ عنہ تھا وہی جناب رسالت مآب صلعم کے حضور مین آکر اسلام لایا
اور حضرت نے کسیطرح کا رنج اوسکو نہ پہونچایا چنانچہ اوسنے بعد اسلام کے قتال ردہ مین مسیلمہ کذاب کو قتل
کیا اور اوسکا مقولہ ہے قتلت خیر الناس نے الجاہلیۃ و شر الناس فی الاسلام لالہ جی یہہ شان انبیا نہین
کہ از راہ نفسانیت ارادہ کسیکے قتل کا کرین یہہ تو خاصہ آپ ہی کے اکابر کا ہے کہ خبط نفسانی ہی کیواسطے
لڑین مرین اور ایک جان کے بدلے لاکھون کو قتل کرین چنانچہ مہابھارت مین قصہ پرسرام کا مذکور ہے کہ اپنے باپ
کے بدلے تمام چھتریونکو قتل کر ڈالا اور تخم چھتریون کا باقی نہ چھوڑا **قوله** قطع نظر ازین اگر دو شخص باہم
لڑین اور ایک دوسرے کو قتل کرے تو سلاطین محمدیہ کو لازم ہے کہ قاتل کو پاداش قتل نہ پہونچاوین بلکہ جنگ و
جدل کو آلہ موت معہود تصور فرماوین انتہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ لالہ جی کے دماغ مین خلل ہے کچھہ علاج
کراوین شرح اسکی یہہ ہے کہ جب لالہ صاحب نے تحفۃ الاسلام مین حکم جہاد کو اوپر بیرحمی خدا تعالی کے محمول
کیا تو صاحب اعجاز نے اونکو جواب دیا کہ جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ موت ایسی چیز ہے کہ جس سے چارہ نہین اور جہاد
منجملہ بہت سے اسباب موت کے ایک سبب ہے ایسی موت کی اور بھی اسباب ہین مانند وبا وغیرہ کے پس جب
اور اسباب موت کی سبب سے خدا تعالی کو بیرحم نہین کہتے تو جہاد کی بنا پر بھی بیرحم کہنا روا نہین اسیلئے ہزارون
سنیاسی مار ڈالے غالباً عقیدہ لالہ جی مین نہ حکم خدا کے تو نعوذ باللہ ہونگے پرسرام نے ہزارون ہزار چھتری نکا

نون کیا ظاہر الالہ صاحب کے اعتقاد مین نے شک یہہ بات ہوگی کہ بدون حکم خدا کے وہ قتل عام نہین ہوا اور جنگ و قتال
اور خونریزیان اکابر ہنود کے ہاتون سے واقع ہوئین گو کہ وہ سبب قتل عام مطیع دنیا اور حظ نفس کے ہوا ہو نہ واسطے اعلاء
کلمۃ اللہ اور جاری کرنے طریقہ ہدایت اور ہٹانے چلنے کے پہر بھی ظن غالب یہہ ہی کہ بسبب ان جدال اور قتالون کے
عقیدہ لالہ جی کا بھی یہہ ہوگا کہ بحکم خدا ہی واقع ہوا پس جب ان سب اسباب موت کو خدا کی بیرحمی پر محمول نہین
کرتے تو جہاد کے بارے کیون مرتے ہوگا اوسکی بناپر الزام بیرحمی کا خدا پر دہرتے ہو الغرض جب اس قسم کی حجت قاطعہ
صاحب اعجاز نے پیش کی تو لالہ جی کو کچھہ سمجھہ آئی اور اعتراض بیرحمی کا جو خدا تعالی پر ازراہ جہالت کرتی
تھے اس سے باز آئے مگر ازراہ حماقت کے پہلے قول سے رجوع کر کے مخلوق پر اعتراض کرنے لگے یعنی اول تو یہہ
فرمایا کہ مخالف کا پسر یا برادر جنگ مین قتل کیا جاوے اور مخالف اسلام جزع فزع کرے بجای جزع و فزع لانا ایک مہمل لفظ ہی جزع فزع کرنا تو البتہ
ہو سکتا ہی جزع و فزع لانا یہہ دانی لالہ جی کی ہی ہوس تک بندی نے اونکو غلطی مین ڈالا ہی اونکی نزدیک یہہ قاعدہ مسلم
ٹھہرا ہی کہ الفاظ غلط اور خلاف محاورہ ہو جاوین تو ہو جاوین تک بندی کہین نجاوے آمدم بر سر مطلب لالہ صاحب
کی کمال حماقت ہی کہ ہمارے جزع فزع کو دلیل اسکی قرار دیتے ہین کہ حکم جہاد بیرحمی خدا تعالی کی ہی لالہ جی یہہ نہین سمجھتے
کہ مثلاً اگر اونکا بہائی یا بیٹا بسبب کسی بیماری کے مر جاوے یا اونکی گنبیو مین وبا پڑے اور اونکی خاندان کے
سب آدمی مر جاوین تو بالیقین وہ جزع و فزع کرینگے پس اگر جزع اور فزع مخلوق کو دلیل بیرحمی خدا تعالی پر لاوینگی
دینگے تو اس الزام کو کیونکر دفع کرینگے پہر ایسا ہی احمقانہ کلام اونہون نے یہہ پیش کیا کہ قاتل سے قصاص لیا جاوے
الخ یہہ کلام انکا پہلے کلام سے بھی زیادہ حماقت آمیز ہی اسلئے کہ یہان بحث یہہ ہی کہ آیا حکم جہاد دلیل اونکے بیرحمی
خدا تعالی کے ہی یا نہین مطلب صاحب اعجاز کا بہت واضح ہی کہ اسباب موت کو دلیل بیرحمی خدا تعالی کا قرار دینا
حماقت کی بات ہی اور ظاہر ہے کہ یہہ کلام لالہ صاحب کا کسیطرح مطلب صاحب اعجاز مین خلل انداز نہین مگر ہان
چونکہ لالہ صاحب کے نزدیک قتل کرنا جاندار کا عموماً دلیل بیرحمی کی ہی تو اونکی اصول پر لازم آتا ہی کہ کوئی آدمی
قصاص مین نہ مارا جاوے حالانکہ قصاص تو ایکطرف رہا اونکی شاستر کے روسے تو اگر شودر برہمن کو تہیاب با نکی تعلیم
کرے تو اوسکو مار ڈالنا واجب ہے قتل و قتال اور جنگ و جدال عورتون پر روا ہے اونکی اکابر نے حظ نفسانی کے
کیواسطے فتنہ و فساد عظیم برپا کیا ہی پس یہہ کلام لالہ جی کا خود اونکے حق مین مضر ہے اونپر واجب ہی کہ اپنی دلیل
کا آپ ہی جواب دین قولہ موسی کو مناسب تہا کہ قتل قبطی الی قولہ تفصیل اس مقام کی حملہ ہند مین قلم بند ہوا ہی
فتح المبین کو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت باطلین کو وہان کیسی شکست فاش دی ہی قولہ بنا بر امن و امان مخلوق دفع و منع
مفسدان و رفع ظلم ظالمان طریقت بادشاہان ہی سنت رسالت پناہ انتہی اگر طریقت بادشاہ عہد واسطے
امان مخلوق کے کافی ہی اور سنت انبیا کو اوسمین کچھہ دخل نہین تو زمین عہد سلطنت کنس مین برہما جی کے
پاس کیون فریادی گئی تھی اور کشن جی نے واسطے دفع ظلم کے کیون اوتار لیا تہا اس سے یہہ امر ثابت ہوا

کہ لالہ جی کے نزدیک ظہور اکثر از تاروں کا محض قیاس بیجا اور فتنہ انگیزی کیواسطے ہوا ہے نہ واسطے آسایش خلایق اور آرام نیکوکاروں کے ہمنی بیان تذکرہ کنس اور سری کرشن کا صرف واسطے الزام ہنود کی مطابق انکی عقاید فاسدہ کے لکہا ہی ہمارے نزدیک جیسا نابکار بزہ کار وہ تہا ویسے ہی گنہگار بدکردار یہہ تہی جیسی لوہا ویسی ہان انکی جوانی تہا اونکی کان **قولہ** قول اعجاز محمدی کہ کرشن نے کنس وغیرہ ظالمونکو قتل فرمایا الخ بہتان ہے بنیان ہی قتل کنس بطور خونریزی ہی نہ بطور ظالم کشی کے ہی بلکہ بطور کرامت و خرق عادت کی کہ سری کرشن نے بحالت طفلی بروش کشتی پہلوان عظیم الشان کا کام تمام کیا انتہی ہمنی فرض کیا کہ کشتی ہی مین کنس کا کام تمام کیا آخر ایک انسان کو جان سے مار ڈالا لفظ قتل اور خونریزی زبان پر نہ کہئے مگر مفہوم قتل میں تو کچہہ کسیطرحکا شک نہین الفاظ پر تو مدار کار نہین لفظ نہین قتل کا استعمال کیجئے یا کشتن کہئے یا مار ڈالنا فرمائیے یا کام تمام کرنا زبان سی نکالئے حاصل سبکا ایک ہی ہی یہہ نہایت حماقت ہی کہ اگر لفظ (کام تمام کرنا) کہئے تو الزام بری ہو جائے اور قتل بولئے تو قباحت لازم آوے علی ہذا القیاس یہہ امر کہ اگر کسی سلاح سی قتل کیا جاوے تو کچہہ قباحت لازم آوے اور اگر ہات پاؤن کی قوت سی بلا استعانت اسلحہ عمداً مار ڈالین تو الزام مرتفع ہو جاوے اگر یہہ امر لالہ جی کے نزدیک مسلم ہو تو موسی پر قتل قبطی کا کیون الزام دیتی ہین اونہون نے تو کسی سلاح سے نہین مارا تہا پہر یہہ جو لالہ کہتی ہین کہ بطور خرق و کرامت کنس کو مارا تہا یہہ امر تو نہایت مفرحک لالہ صاحب ہی کیونکہ اسمقام مین تمام لالہ جی کی اس قول پر ہی جو اونہون نے تحفۃ الاسلام مین لکہا ہی کہ اگر در خدای محمدیان صفت رحمت بودی بنابر رواج دین اسلام عالم را بناحق قتل نکنانیدی الخ اور یہہ امر ظاہر ہے کہ خرق عادت جو بطور کرامت کی ظاہر ہوتی ہے وہ ایسا امر ہی کہ خدا تعالی نے اپنی رضامندی بغیر اسباب ظاہری کے محض اپنی قدرت کاملہ سی ظاہر کیا ہی پس اس فعل سی کرشن جی کے مطابق تشریح لالہ جی کے لازم آیا کہ خدا تعالی نے خود کنس وغیرہ کو قتل کرایا اور اونکی قتل سی راضی ہوا اور چونکہ لالہ صاحب صاف اقرار کرتے ہین کہ قتل کنس کا بطور ظالم کشی کے نہا اس قول سی یہہ بہی ثابت ہوا کہ وہ بسبب کسی ظلم کے مقتول نہین ہوا پس لا محالہ ناحق مارا گیا جب یہہ سب امور متحقق ہوئے تو اب لالہ صاحب یہہ الزام صاحب اعجاز کا اپنے اوپر سی کسطرح اوٹہا سکتے ہین کہ اگر در خدای ہنود صفت رحمت بودے عالمی را بناحق قتل نکنانیدی لالہ جی آپ نے سوط الجبار اور سیف القہار اور فتح المبین اور خلعت الہنود کو ملاحظہ کیا ہوگا دیکہیے تو جب آپ نے کسی الزام کے دفع کا ارادہ فرمایا ہی خود آپ ہی کی تقریرون سی ایک دافع الزام تو یکطرف وہ الزام نہیں ایسا تمام ہوگیا کہ کسیطرح بیر الا نہ ملیگا بلکہ علاوہ اس الزام کے دو تین الزام اور غیر ممکن الدفع آپکی ملت پر ثابت ہو گئی ~ شد غلامی کہ آب جو آرد ~ آب جو آمد و غلام ببرد ~ اور یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ حالت طفلی مین ایسا کیا یہہ قول آپکا محض غلط ہی یہہ امر تو اوسوقت وقوع مین آیا ہی جب تمام کرم راس بلاس اور جیرن ہرن اور عیش و کامرانیون گی گوپیون کے ساتہہ عمل مین لا چکی ہین پس ان پر نابالغ کے حق مین تو آپکی تقریر پر تنزل

مشہور صادق آئی کہ ع گوسالہ ما پیر شد و گاؤ نشد **قولہ** ہر صغیر و کبیر پر مفہوم ہی انتہی لالہ جی کے اِس فقرہ
کی اہل معانی مین دہوم ہی دیکہیے تو رعایت تک بندی کی کہانتک ملحوظ ہی کہ صلہ مفہوم کا غلط ہو جاوے تو ہو جاوے
تک بندی ہات سے نجاوے ہی کبہی کسی کلام مین صلہ لفظ مفہوم کا پر نہین آتا پس یہہ کلام دلیل تام اوپر جہالت لالہ جی
کے ہی **قولہ** یہہ قول اعجاز محمدی ہی کہ شنکر اچارج نے جہاد کیا غلط محض ہی شنکر اچارج نے روی زمین
کے اہل ادیان سے بحث اور مباحثہ کیا اور کل کو مات دیا انتہی ظاہرا بحث و مباحثہ اونکا ایک بازیچہ طفلان
اور لہو و لعب رائیگان بقول لالہ جی خالی پڑدہ بات سے معلوم نہین ہوتا مشتی نمونہ از خرواری مباحثہ لالہ جی
ہی کو دیکہنا چاہیے ایسی ہی حکومت طلبی اور عبادت فشانی وغیرہ وجوہ تسعہ مصرحہ فاضل بت شکن
سے کام مین لائے ہونگے اور انکار لالہ جی کا جہاد شنکر اچارج سے محض غلط ہی تاریخ مین ملاحظہ کیجیے صرف جین
اور بودہ کہ اسعر صہ مین یعنی تقریبا سنہ ۲۰۰ ہجرۃ نبی آخر الزمان صلعم مین ہندوستان مین بہت پہیل رہی تہی
انسے اور شنکر اچارج سے مقابلہ اور مباحثہ ہوا اور جب وے لوگ روبراہ نہوئی تو اوسنے اونکو بہت ایذا دی
اور مار کر اکثر بلاد ہندوستان سے نکالدیا خصوصا ملک دکن مین کئی مرتبہ وہ بہت ستائے گئے اور مغلوب کیے گئے
دیکہیے تاریخ ہند اور تاریخ جین چنانچہ الکہہ دہاری جو بڑا حامی مذہب بید و شاستر ہی دیباچہ الکہہ پرکاش
مین صاف اس امر کا اقرار کرتا ہی کہ جین شاستر والون نے بہت خرابیان شنکر اچارج سے اوٹہائی ہین
اسلیے وہ بید کے مذہب والون سے اپنا راز پوشیدہ رکہتے ہین لالہ جی نے کسی کتاب معتبر سے تفصیل مباحثہ
شنکر اچارج کی زیب قلم نہین فرمائی اور نہ یہہ ثابت کیا کہ شنکر اچارج نے صرف تقریر زبانی ہی پر
اکتفا کیا اور جب وے لوگ نمانے تو اونکو اونکے حال پر چہوڑ دیا اور کچہہ تعرض انسے نفرمایا اور اونکو
کچہہ نستایا اور ہرگاہ کہ ہم تواریخ مذکورہ اور خود اقرار پیشوای ہنود سے خراب کرنا اور ستانا اور بار بار
نکالدینا شنکر اچارج کا قوم جین اور بودہ کو ثابت کر چکے پس مجرد انکار لالہ جی کا بلا دلیل اصلا قابل التفات
کے نہین پہر یہہ قول لالہ جی کا کہ شنکر اچارج نے روی زمین کے اہل ادیان سے مباحثہ کیا سراسر غلط و
بالبداہتہ صاف جہوٹ ہی ایسا فاش جہوٹ بولتے ہوئے اونکو کچہہ شرم نہین آتی یہہ بہی اک اثر لعنت کا ہی
کہ ایسی بیباک بنجایا بنگئی زمانہ شنکر اچارج کا سنہ ۲۰۰ ہجرۃ نبی آخر الزمان صلعم اور سنہ ۹ رفع مسیح عم تقریبا ہی
کہ اسعر صہ مین مسلمان اور یہود اور نصاری اکثر بلاد مین موجود تہے اور پہریرے رایات منصورہ اسلام کے اکثر
حدود ہند مین ہوا سے نصرت و اقبال مین خوب ہی لہرا رہی تہی لالہ صاحب اپنی ہی کتب معتبرہ سے ثابت کرین
کہ اسعر صہ مین شنکر اچارج یا اور کسی ہندو نے بلاد روم و شام اور فرنگستان مین جاکر یہود و نصاری
سے مباحثہ کیا یا ترکستان اور فارس اور عرب اور خراسان اور سرحد ہند مین اہل اسلام سے مناظرہ فرمایا یہہ
بات کچہہ مخفی نہین سب چہوٹی بڑی جانتے ہین کہ شنکر اچارج یا کسی ہندو نے اوسطرف کو منہہ بہی نہین کیا

پس قول لالہ صاحب کہ شنکر اچارج نے روی زمین کے اہل ادیان سے بحث و مباحثہ کیا صاف جھوٹ اور بیتکی
اور کمال بیشرمی کی ہے ہم اس امر کو کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ شنکر اچارج نے جین اور بودھ سے مناظرہ کیا ہو
کیونکہ اگر واقع میں کچھ بھی مناظرہ ہوا ہوتا تو دلایل فریقین کے کسی کتاب میں مدون ہوتیں اور سوال و جواب یقین
کے لکھے جاتے حالانکہ تحریر دلایل فریق ثانی تو درکنار خود دلایل شنکر اچارج کے بھی جنسے اونہوں نے جین اور بودھ
پر ملاحیہ پایا کسی کتاب میں مرقوم نہیں پس تذکرہ مباحثہ شنکر اچارج کا بھی اک بات بے ثبات مانند دیگر افسانجات ہنود
کے ہی **قولہ** بہرکیف محمد صاحب نے بزور و ظلم روی زمین پر اسلام پھیلایا انتہی اسکا جواب تو ہم بہت مواقع
میں دیچکے ہیں عنقریب خوب دانت لالہ جی کے کھٹے کرینگے یہان صرف بسبب مناظرہ دانوکی جناب مین گذارش کے
قابل ہی کہ اس مقام پر تو بحث اسکی تھی کہ لالہ صاحب نے جو تحفۃ الاسلام مین لکھا تھا کہ اگر در حدے محمدیان صفت
رحمت بودے بنا بر رواج اسلام عالمی را قتل نخوانیدی الخ بحث اسکی نہ تھی کہ آیا اسلام بزور پھیلایا گیا ہی یا
نہیں پس بہرکیف لالہ صاحب کا صاف دلالت کرتا ہی کہ لالہ صاحب مانند کیتھون کے سرگرم مشاغبہ ہین مناظرہ
سے اونکو علاقہ نہیں **قولہ** لیکن چونکہ در حقیقت حقیت سے معرا ہی روز بروز کم اعتبار و سرد بازار ہوتا جاتا ہی یقین ہی
کہ عنقریب نظر خلائق سے گر پڑیگا انتہی یہہ تو یادہ گوئی لالہ صاحب کی ہی کہ قرآن اور اسلام روز بروز کم اعتبار اور سرد
بازار ہوتا جاتا ہی بلکہ صاف جھوٹ ہی یہہ ہنوز یاد کہ حکومت و سلطنت اہل اسلام ۵۰۰ برس پیشتر روی زمین پر
زیادہ تھی اب بنسبت اس عرصے کے کم ہی مگر ترقی اسلام اور شہرہ قرآن مین کچھ کمی نہیں اس عرصہ مین جسقدر مسلمان
روی زمین پر تھے اب نسبت اوسکی کم نہیں بلکہ بہت زائد ہین مگر بشرطیکہ لالہ صاحب نے بید و شاستر کی ملت کو بیخ
و بن سے اوکھاڑ پھینکا کیونکہ یہہ امر بہت ظاہر ہی کہ جسقدر ہنود روی زمین پر ۸۰۰ برس پیشتر تھے اب اسکا نصف بھی
نہیں اور جیسا شہرہ کتب ہنود کا اوس عرصہ مین تھا اب ہزاروان حصہ بھی نہیں خود لالہ صاحب اقرار کرتے ہین
کہ پیشتر سب آدمی بید پڑھتے تھے اب برا العین ملاحظہ کیجئے کہ بیدخوان لاکھہ مین ایک بھی نکلیگا خود بیدون کا
وجود بھی ایسا جاتا رہا کہ گویا کچھہ تھا ہی نہیں چنانچہ الکھدہاری وغیرہ اسپر اقرار کرتے ہین اور شاہد عادل شاہد
عدل ہی کہ اگر شرق سے غرب تک تلاش کیجئے تو پتہ بھی نہ لگیگا پس نسبت بیدون کے البتہ یہہ قول لالہ صاحب کا ٹھیک
بیٹھا کہ چونکہ بیدہای ہنود در حقیقت حقیت سے معرا ہین روز بروز کم اعتبار اور سرد بازار ہوتے گئے اونکا نیست و
نابود ہو گئی صاحب اعجاز نے صفحہ ۲۹ و ۳۰ پر اس دعا کو خود قول الکھدہاری حامی بید و نسے بہت اچھی طرح
ثابت کر دیا ہی چنانچہ عبارت الکھدہاری بلفظہا یہہ ہی دو ہزار سال سے منجملہ ۳۶ قوم کے ۳۳ قوم کو اور ۳۶
قوم کی مستورات کو بید و شاستر پڑھنے کی ممانعت ہوئی رفتہ رفتہ علم و عمل بید کا بالکل جاتا رہا اب برائے
برہمنون مین سے دس بیس چارون بید اور چھون شاستر کے پنڈت ہونگے ورنہ ۳۶ قوم کے مردم جو کچھ جانتے
ہین وہ علم معاش ہی علم معاد نہین ہی نتیجہ بیعلمی اور جاہلی کا ظاہر ہی اگر کوئی غور سے دیکھے تمام ہندوستان میں

تھا یا اور کئی کروڑ آدمی ہین نو سو برس سی پہلے یہہ سب بید اور شاستر کے مذہب مین تھی اب نصف کے قریب مسلمان
ہوگئی اور باقی کچھہ اندر سو برس کے کرسٹان ہوگئی اب بھی آمدنی کی مسدود ہی اور خرچ کی روز بروز زیادتی ہے
بزرگون کا قول ہے — بر احوال آنکس بباید گریست ؛ کہ پیدا کند نوزدہ خرچ بیست ؛ تو اس حساب سے
گمان ہوتا ہی نظم — گر همین مکتب است واین ملا ؛ کار طفلان تمام خواہد شد ؛ جو براہمن نام ہندو مین
اونکا یہہ حال ہی کہ مسلمان قصاب کی دوکان سی گوشت لیکر کھاتے ہین جو محمد صلعم کے کلمہ سی ہوتا ہی اور جو
اسکی کہ محمدی ہندو کی جھٹکے کے گوشت کو کھانا حرام مطلق سمجھتی ہین دہلی کی ۳۶ قوم کو اور اور شہرون کی
اکثر اقوام ہنود کے لوگ بھشتی سے پانی بھرواتے ہین اور دودھ چھان مین لاتا ہی محرم مین اکثر ہندو تعزیون
کے اوپر وہ حرکت کرتے ہین جنکو مسلمان بھی ناجائز سمجھتی ہین اکثر ہندو شہیدون اور غازیون اور پیرون
کی قبور سی مراد چاہتے ہین جسکو محمدی بھی گناہ سمجھتی ہین گو کہ اس بیان سی بعضی ناانصاف بنظر سرسری ناخوش
ہونگی مگر جب غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ یہہ حرکات سب خلاف بید اور شاستر اور پوران کے محض خام طبعی
سے مروج ہوئی ہین ہند مین جسقدر ہندو ہین اونمین سی نصف عورت ہین اور نصف مرد اور مرد ۳۶ قوم کے
ہین اونمین سی براہمن نام تین قوم کے مردم کو بید کے پڑھنی کا ادہکار ہی اور کل مستورات اور ۳۳ قوم کے مردم
کو ادہکار نہین ہی اس حساب سی ۷۲ آدمی مین تین آدمی بید کے پڑھنی کے ادہکار ہین پس جنکو ادہکار ہی
اونمین سی ذہن بھی بمشکل تمام دستیاب ہونگی اس سبب سے عوام بید و شاستر کے احکام سی ناواقف ہوگئی مستورات
کے پابند ہوگئی بید و شاستر کا پڑھنا جو عام نے چھوڑ دیا اس سبب سے اب چارون بید کا فراہم ہونا سخت مشکل
ہے اور جو معتبر کتب ہین وہی بھی مثل بیدون کے نایاب ہوگئین انتہی اونہہ شبہات الکھدہاری صاحب کہ بلا
رو رعایت و میل تعصب دا کرد علاج یک یک کجروی و سرکہ جبینی و فضولی معترض ناحق پسند خواہد شد
صاف تمہید و تقریر نفیس بیت عاقلان جو دیا نند امتہی لالہ صاحب نے اس تقریر کا کچھہ جواب نہ دیا بلکہ سنتی ہی اسکی
ایسی دم بخود ہوگئی کہ گویا کچھہ تھی ہی نہین خیر کچھہ مضائقہ نہین لالہ صاحب جو بعد ازین شاید حسب عادت یہہ کہینگی کہ بعد دو سہ جگہ
پہر بدستور سابق عود کر آویگا اول تو یہہ بھی ایک افسانہ ہی بالفرض اگر ایسا ہی ہو تو جو مخلوق پیدا ہوگی اسکی
بید بھی اور ہونگی جیسا کہ مہابھارت وغیرہ کتب معتبرہ مین مرقوم ہی کہ بید ہر قران مین متعدد ہوتے ہین
یکھہ بید تو کسی صورت سی خود بہ شہادت کتب معتبرہ ہنود عود نکرینگی برخلاف شیوع ملت اسلام اور
قرآن مجید کہ جس روز سی اسکا ظہور ہوا ہی روز بروز و ذرہ ذرہ ترقی ہی اور ایک زمانہ ایسا آویگا کہ وقت ظہور امام مہدی
اور جناب عیسی علیہما السلام کے ایسی دھوم دھام سی غلبہ اسلام کا ہوگا کہ سب کفار نگونسار ہوجاوینگی اور ہر طرف
پہریری ہی رایات اسلام کے نصرت و اقبال ہی کے ساتھہ لہراوینگی **قولہ** سورہ اعراف مین ہی الخ پوری آیت ہی

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ

اور ان لا یسمعون بہا اولئک کالانعام بل ہم اضل اولئک ہم الغافلون یعنی پیدا کیا ہم نے واسطے
جہنم کے اکثر جن اور انس کو اونکے دل ایسے ہین کہ وہ کچھہ نہین سمجھتے اونسے اور اونکی آنکھین ہین کہ نہ
اونسے دیکھتے نہین اور اونکے کان ایسے ہین کہ اون سے وہ سنتے نہین وے مانند چوپایون کی ہین بلکہ ان
بھی گمراہ وہی ہین غافل اس آیت کے مضمون کی حقیت مین کوئی صاحب عقل کچھہ شک نہین کر سکتا
بہت آدمی مانند لالہ اندرمن کی مصداق مضمون اس آیت کے اب موجود ہین لالہ جی یہان حجت زن
ہین کہ یہہ آیت بھی درایت کرتی ہی کہ جہاد عبث ہی کسواسطی کہ جن لوگونکو اوتعالی نے جہنم کیواسطی مخلوق
کیا ہی جہاد سی کیونکر ایمان لا سکتی ہین انتہی اول تو سبحان اللہ لالہ جی کی دیکھئی فرماتے ہین درایت کرتی ہے
ظاہرا معنی درایت کے لالہ جی کو معلوم نہین ورنہ یہہ نہ کہتی کہ درایت کرتی ہی مگر چونکہ یہہ کلمہ عربی ہی اور انکو
عربیت مین کچھہ استعداد نہین اسلئی غلط کاری مین معذور ہین ثانیا چونکہ اس قسم کے آدمی کہ مطبوع القلب
ہین اور علم باری مین اونکا عدم ایمان ازل سے ہی ثابت ہو بالاتفاق ہماری اور یہہ لوگ ہر عالم مین ہر
قرن مین موجود تہی اور اب بھی ہین اور حسب تصریح لالہ صاحب در قوہ صفحہ ۱۹۱ نصیحت اور وعظ امر ضروری
ہے پس اس بنا پر ہم کہتی ہین کہ بعد وعظ نہین جو واسطی پند و نصیحت کے حکم ہی بقول لالہ صاحب کے عبث محض ہی
کیونکہ جو لوگ ایسے ہین کہ علم الہی مین مطبوع القلب ہین وہ کسیطرح پر راہ راست نہین ہو سکتی فرمائی لالہ جی اسکا
کیا جواب ہے جو جواب آپ نے سوچا ہو اوسکو بیان کیجیئی ثالثا ہم یہہ کب کہتی ہین کہ جہاد کے سبب سب
کفار مومن ہو جاتی ہین بلکہ بہت مارے جاتی ہین اور ذلیل و خوار ہوتے ہین مگر شر و فساد کم ہو جاتا ہی پس اگر
وہ ایمان نہ لائی تو نہ لائی شر و فساد اونکا تو ہر آئینہ معدوم ہو گیا پس بحالت نہ ایمان لانے ایسے لوگون
کے بھی جہاد ہر آئینہ ثمر مقصد جلیل کا ہوا لالہ جی از راہ حماقت کے جہاد کو عبث محض کیونکر بتلاتے ہین دیکھیے
بقول لالہ جی کے اندر نے ہزارون جاہلونکو قتل کیا چونکہ وہ دم قتل تک نور معرفت و ایمان سے بے بہرہ رہی
تو اس تقریر پر لالہ جی کے لازم آیا کہ اندر عبث مرتکب قتل ہزارون آدمیون کا ہوا مخفی نہ ہی کہ لالہ اندرمن
نے صفحہ ۱۳ تحفۃ الاسلام مین اوپر اس آیت کی یہہ اعتراض کیا کہ بنظر آیت مذکورہ چنان مفہوم میگردد
کہ خدا مانند بادشاہ ظالم مہربانی و عدالت خود را از نظر انداختہ بسیاری را برای کفر و جہنم آفریدہ و ہلاکت ابدی
برای اوشیان خواستہ چہ جای آنکہ نیکی و مہربانی در حق اوشان خواستہ باشد پس ہر آئینہ وہ بد رحمت و عدالت
خداوند نقصی رسید و گرد جبر و ظلم بر دامن او تعالی نشست و نصیحت دادن و تعلیم نمودن و کتاب فرستادن و پیغمبر
مبعوث کردن و حکم بجہاد دادن بیفائدہ و باطل خواہد بود زیرا کہ ہر گاہ خدا از روز ازل کافری در حق
اوشان قسمت کرد دیگر چہ فائدہ کہ با اوشان نصیحت و تکلیف ایمان دادہ شود انتہی اسکے جواب مین صاحب ہدیہ نے
یہہ لکہا کہ پیدایش ان دونون نوع کی واسطی عبادت اور معرفت کی ہی چنانچہ قرآن مین وارد ہے کہ ما

خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور اس آیت مین لام جو جہنم پر داخل ہے لام حقیقی تعلیل نہین ہی
بلکہ لام عاقبت ہی جیسا کہ شاعر عرب کے قول مین ہی لدوا للموت وابنوا للخراب پس سب بدنامان ہریانہ
لالہ صاحب کی مبنی اوپر جہل مرکب کے ہین انتہی مختصراً لالہ جی از راہ جہل مرکب کے اسپر آمادہ ہوئے کہ خاک اوڑا کر
چاند کو چھپا دین چنانچہ فرماتے ہین صاحب ہدیہ ایک شعر مجہول اور مہمل بلا تحریر نام مصنف و کتاب مستند
لاکر اور حق سے ہاتھ اوٹھا کر کہتا ہی کہ لفظ لجہنم مین لام علت کی لئی نہین بلکہ انجام کار کیواسطی ہی الخ لالہ جی تم
بڑی عقلمند ہو تمنی کیا سمجھ کر یہہ تقریر احمقانہ پیش کی شعر مستدلہ صاحب ہدیہ کو جو تم مجہول اور مہمل بتاتے
ہو کچھ بھی دلیل ٹھہراتے ہو وہ تو بہت واضح المعنی ہی اوسمین کیا بات ہی جسکی سبب تم اوس شعر کو مجہول
اور مہمل بتاتے ہو مگر بات یہ ہی کہ تم بسبب جہالت کی اوسکی معنی نہین سمجھ سکتی تمہاری وہ مثل ہی ناچ نجانون
آنگن ٹیڑھا پہر ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ تم لام عاقبت کی منکر ہو اگر واقع مین تم اوسکی منکر ہو تو تم اپنی
جاہل ہو اپنی جہالت کی دفع کیواسطی کتب لغت علی الخصوص معنی لبیب دیکھو کہ اونمین بہت تصریح کے
ساتھہ اس لام کے نام بحسب اصطلاح بصریہ اور کوفیہ کے لکھی ہین اور اگر تم اس لام کے منکر نہین
تو تمنی جو کچھ نسبت صاحب ہدیہ کے لکھا ہی بہت جھک مارا اور بیفائدہ اپنا حلق پھاڑا ہی پہر ایک عجوبی
تمہاری یہہ بھی ہی کہ کہتی ہو کہ ایک شعر بلا نام مصنف الخ اس سے ظاہر ہی کہ تمکو بات کہنی کا بھی سلیقہ نہین اگر
یہہ کہتی کہ شعر بلا نام شاعر الخ تو ایک بات تھی اور تم جو نام شاعر کا دریافت کرتی ہو ہمکو نام شاعر کی بتانی مین
کچھ عذر نہین مگر ہم بنظر امتحان استعداد وسامی اول آپ سی دریافت کرتے ہین کہ آپ اس لام کی حقیقت کا
اقرار کرتے ہین یا نہین اول آپ اسکا جواب دیجئی اگر اقرار کروگے تو استفسار نام شاعر کی ضرورت نرہیگی
اور اگر اقرار نکروگے تو مین نام اس شاعر کا مع اور چند سند کے واسطی اعلان آپکی جہالت کی بیان
کردونگا قولہ فقیر راقم گذارش کرتا ہی کہ برین تقدیر لازم آتا ہی کہ اکثر جن و انسان قبضہ اقتدار حق سبحانہ
سی باہر نکل گئی کہ اوسنی تعالی نے اونکو طاعت کیواسطی بنایا اور اونہون نے بغاوت شروع کی انتہی بحسب
بدبختی لالہ جی کی اثر ہی کہ اسیسی پادری فنڈر کا سوجیسکو صاحب استفسار نے پادری صاحب کا نشہ اوتارا
ہی ہمنی لالہ جی کی بدبختی سوط الجبار مین خوب جہاڑ دی ہی جلد اول فصل کتب ملاحظہ فرماوین حاجت
اعادہ کی نہین ہی مگر لالہ جی جو یہہ بیہودہ سرائی کر رہی ہین اونہون نے کچھ بھی سوچا ہی کہ بعینہ یہی مضمون
برادران اینکے جدید مین مرقوم ہی کہ انسان واسطی جاننی علم الہی اور نیک عمل کرنیکے پیدا ہوا ہی انتہی
اور یہہ بھی بدیہی ہی کہ اکثر آدمی بمعرفت بعلم بد اعمال عالم مین موجود ہین پہر بقول فقیر راقم گذارش گر مدعا
کے لازم آیا کہ اکثر جن و انس خود قبضہ اقتدار و احاطہ اختیار خدا ہی منود سی باہر نکلگئی اور فعل مختار اور فاعل
بالاختیار ہوگئی کہ اوسنی اونکو علم و معرفت اور نیک عمل کرنیکے لئی بنایا اور انہون نے یہہ سر اوٹھایا کہ نیکی ر

گناہ لازم ہے بغاوت و شقاوت شروع کی دیکھو دروپدی نے خلاف اوسکے حکم کے پانچ شوہر کرلئے کنتی نے سورج دیوتا
اپنے باپ ہی سے زنا کرایا اور بیان کرشن جی سانت پسر کرشن جی کے کو دیکھکر غلبۂ شہوت جماعیہ سے منزل ہو گئیں
پس جیسے یہہ بیان صحیح زبان عبادت نشان پنڈت پیرن لالا اندرمن کے خدا ہی ہوو سو ان بداعمال کے وبال
جو لالہ اندرمن کی زبان سے اسوقت برآمد ہوئی ہیں گندہ ہو رہے جنکو ظاہر آیا تو خدا ہی ہوو از بس ضعیف و ناتوان
یاد وبال برآمدہ زبان بیہودہ بیان لالا اندرمن کے مخصوص سے صحت پذیر ہیں کہ گندگی اونکی اونکے
معبود سے از بس دشوار ہے درحقیقت یہہ اعتراض لالہ جی کا قرآن پر نہیں بلکہ اونہوں نے سمجھنے تمیز کی جڑ کاٹی ہے

قولہ اب سورۂ والصافات کی یہہ آیت واللہ خلقکم وما تعملون باطل ہوئی انتہی لالہ جی تم سخت جاہل ہو
اس آیت میں کیا خلل آگیا ذرہ اسکا بیان فرمایا ہوتا خدا تعالیٰ نے آدمیونکو اور اونکی اعمال کو پیدا کیا
ہی پھر بعض آدمی ایسے ہیں کہ اونکے اعمال باعث دخول جہنم کے ہیں اونکا وبال اونکا دوزخ ہی اور یہہ سب
امور علم الٰہی میں ازل سے تھے اور اوسکی علم و ارادہ سے خارج میں ظاہر ہوتے ہیں اور مضمون اس آیت کا تو ایسا
کہ برہما جی نے بھی اوسکی اعتقاد کی تاکید فرمائی ہے دیکھو مفصل موجودہ ترجمہ مہابھارت ادہیائے میں مرقوم ہے کسیکا اوتم
خلق کردہ اعمال را ہم او بوجود آوردہ انتہی یکساں بحث اسکی ہے کہ یہہ لام تعلیل ہے یا تشبیہہ تعلیل جسکو فیہ
لام مآل اور لام عاقبت کہتے ہیں صاحب مدہ کا قول یہہ ہے کہ لام مآل ہے خلق اعمال کی تو کچھہ بحث یہاں نہیں
اور یہاں سے کچھہ علاقہ بھی نہیں اگر لام تشبیہہ تعلیل کا ٹھہرایا جاوے تو مذہب اہل سنت پر کچھہ کیا حرج وارد ہوتا
ہے لالہ جی پر واجب ہے کہ تناقض دونوں آیتوں کا مطابق قواعد میزان کے ثابت کریں اور بقاعدہ ثابت
تو بقول اشتستہ حکیم کے برہما جی کی بھی شستی بخاوتیگی لالہ جی کی تو حقیقت ہی کیا ہے اور تفسیر حسینی کا جو لالہ جی
نے حوالہ کیا ہے اوس سے یہہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ یہہ لام لام مآل نہیں اور اسنے اسکی نفی پر کچھہ تصریح نہیں کی

قولہ بہرکیف آیت مذکورہ سے جانا جاتا ہے کہ جہاد بمفاد ہے انتہی قول لالہ جی کا محض بے بنیاد ہے چنانچہ اوپر
مذکور ہو چکا اور لالہ جی جو لفظ بہرکیف کا یہاں لائے ہیں سراسر جہالت اونکی ہے کیونکہ یہاں دو ہی کیفیتیں
ہیں یا یہہ کہ لام کو لام مآل سمجھا جاوے یا یہہ کہ لام تعلیل کہا جاوے لام مآل کی کیفیت پر تو بطلان قول لالہ جی
کا جواب دیا صحیح ہے اور اوس کیفیت پر لالہ جی بھی کچھہ عذر اپنے قول کے بطلان میں نہیں کرتے پس جب ایک
کیفیت پر قول اونکا سراسر باطل قرار پایا تو یہہ کہنا اونکا کہ بہرکیف الخ مبنی بر حماقت صریح ہے رہی کیفیت ثانی یعنی
ارادہ و لام تعلیل سو اگر ایسا بھی فرض کیا جاوے تب بھی یہہ قول اونکا غلط محض ہے کیونکہ ہم اوپر لکھہ چکے ہیں کہ
جہاد سے کچھہ یہی بات ضرور نہیں کہ سب کفار ایمان پر آجاویں بلکہ جو ایمان لاویں وہ ایمان لاویں اور جو نہ لاویں
وہ قتل اور ذلیل کئے جاویں تاکہ فتنہ و فساد روئے زمین سے کم ہو جاوے کفار کو تو یہہ حکم ہے حتی لا تکون فتنۃ قل
هل تربصون بنا الا احدى الحسنيين ونحن نتربص بكم ان يصيبكم الله بعذاب من عنده او بايدينا

ثم یقولوا انا معکم متربصون ۔ انما یرید اللہ لیعذبہم بہا فی الدنیا و تزہق انفسہم وہم کافرون ۔
علاوہ بران سراسر مفید ہو نی لالہ جی کی ہی کہ احکام تقدیری تکوینی کو احکام تشریعی کے ساتھہ مقابلہ کرنے مین یہ امر ہیشہ شاہ
کی رو سے بھی متحقق ہی کہ جو کچھہ مقدر ہے وہی ظہور مین آتا ہی اور باقتضای تقدیر بعض آدمی اور جن ایسا عمل کرتے ہین کہ
انکے سبب سے جہنم مین جاتے ہین اور ایسے اعمال جو باعث دخول جنت ہون انسے ظہور مین نہین آتے مگر اس بنا پر احکام
تشریعی کو معطل نہین کیا جاتا ہر چند کہ لالہ جی تقدیر کے قایل نہین اور بجای تقدیر انہون نے اعمال نشاۂ
سابقہ کو قایم کیا ہی مگر اس مذہب باطل مین بھی یہہ امر مسلم ہی کہ جو کچھہ مقتضای اعمال نشاۂ سابقہ کا ہی
وہی ظہور مین آویگا اور بمقتضای اعمال سابقہ بعض انسان و جن ایسے ہی اعمال کرینگے جو باعث دخول جہنم
ہو وین اور اعمال صالح جو سبب دخول جنت ہون انسے وجود مین نہین آوینگے باینہمہ اس بنا پر احکام تشریعی کو
معطل اور بیکار قرار نہین دیتے اگر لالہ جی بر بنای احکام تقدیری تکوینی کے جہاد کو بیفایدہ سمجھتے ہین
تو لازم ہی کہ بر بنای اقتضای اعمال نشاۂ سابقہ کے تمام احکام بید و شاستر کو بھی عبث اور سراسر
محض ٹھہراوین ورنہ مابہ الفارق بیان فرماوین دیکھیے رو براہ ہونا در جودہن اور راون وغیرہما کا خواہ
بحکم تقدیر جیسا کہ مذہب اہل تحقیق کا ہی خواہ باقتضای اعمال نشاۂ سابقہ کے جیسا کہ مذہب فاسد لالہ جی کا
کسیطور پر مقصود تہا مگر باینہمہ کرشن جی اور بیاس جی اور نارد جی اور پرسرام جی اور راجہ رام چندر جی نصیحت
ہی سے تبلیغ فرماتے تھے اور بموجب حکم شریعت کے ان بد اعمال کو بہت سمجھاتے تھے **قولہ** سورہ ذاریات
مین بر عکس اسکے ہی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ما ارید منہم من رزق وما ارید ان یطعمون
یعنے نہین پیدا کیا مین نے جن اور انس کو مگر اسواسطے کہ عبادت کرین نہین چاہتا مین ان سے کچھہ رزق اور
نہین چاہتا کہ کہانا کہلاوین انتہی یہہ بھی جہل مرکب لالہ جی کا ہی اسلیے کہ جب ہم اوپر یہہ ٹھہرا چکے ہیں
کہ لجہنم مین لام مآل ہی اور لیعبدون مین لام تعلیل کا ہی تو باہم کچھہ تعارض نہین اور بہاگوت مین لکھا ہی کہ شیو اور برہما اور سارے دیوتا آکاس مارگ سے سری کرشن چندر کے درشن کو آئے
ہات جوڑ بنتی کرنے لگے کہ جتنے جیو جگت مین ہین تمہارے درشن کے پرتاپ سے سارے مکت گامی ہوے
جاتے ہین سرگ مین اتنی ٹہور بھی نہین ہی اور نرک سارے ریتے پڑے ہین سو آپ کرپا کرکے جگت مین رہنا
ہو چکی اب بھار آتار کے اپنی بیکنٹھ دھام مین آئیے سری کرشن جی مہاراج نے دیوتون کی بنتی
منظور کرکے کہا ہی دیو تو تم مت گہبراو ہم کلجگ کی ابتدا سے پانچ برس بیتے ہو گئے ہین اب تم نچنت رہو ہم جلدی
اس جگت سے انتردہیان ہوتے ہون انتہی یعنی ایکدن شیو اور برہما اور سب دیوتا عالم علوی سے کرشن کی زیارت
کو آئے اور ہاتھہ جوڑکے خوشامد کرنے لگے کہ جتنی ارواح اس عالم مین ہین تمہاری زیارت کی فیض سے نجات
پائے جاتے ہین بہشت مین کچھہ بھی جگہہ نہین رہی اور سب دوزخ خالی پڑے ہین سو آپ مہربانی فرماکر اس عالم سے

غائب ہوجاتی ہے اور جادون کا بوجہ اوتارکے اپنے خاص مقام مین آئی کرشن نے دیوتونکی خوشامد سنکر کہا
کہ ای دیوتو تم سمجہ سکتے ہو کلجگ کی عمر سے پانچ برس گذر چکے اب تم اطمینان رکھو عنقریب اس عالم سے غائب
ہوتا ہون پہر اوسی اسکند کے ۱۲ ادہیای مین لکہا ہے اودہو جی سری کرشن سے کہتے ہین جتنے جیو سنسار مین ہین
سبکو مکت کیون نہین سری کرشن کہتے ہین کہ ہے اودہو اسمین ایک بات ہے جو ساری جیودنکو مکت ہوجاتی تو جو کوئی
بندہے ہوئی ہین کیا سمجہتے کہ ہم بندہ رہے ہین اور جو کوئی موچہہ روپ ہین وے اودسکی سکہہ کی سار نجانتی پس ایکدن سارے
جیودنکی مکت ہوگی انتہی یعنی اودہو کرشن جی سے کہتے ہین کہ جتنی ارواح عالم مین ہین سبکی نجات کیون نہین
ہوتی کرشن جی کہتے ہین کہ ای اودہو اسمین ایک بات ہے کہ جو سب ارواح کی نجات ہوجاوے تو جو ارواح بندہی
ہوئی ہین وے کیا سمجہین کہ ہم بندہ رہے ہین اور نجات کے قابل ہین وے اوسکے آرام کی قدر نجانتے مگر لیکدن سب ارواح
کی نجات ہوگی انتہی جب یہہ مضامین متحقق ہوئے تو اب بیکہتے کہ ان مضامین سے ثابت ہے کہ بہشت و دوزخ بالارادہ
پیدا کئے گئے ہین اور علت غائی اسکی یہہ ہے کہ بعض ارواح کو بہشت مین اور بعض کو دوزخ مین بہیجا جاوے اور
بعض ارواح کو بالارادہ نجات نہین دی گئی اور یہہ ارادہ ازلی ہے اسلئے کہ بالاتفاق مایا ازلی ہے جب یہہ
سب امور متحقق ہوئے تو تصدیق مضمون آیۂ کریمہ ولقد ذرأنا لجہنم کثیرا من الجن والانس الآیہ کے اوپر
عقاید ہنود کے بہی بخوبی متحقق ہوئی اور بہاران اینکہند ججر بید مین مرقوم ہے کہ انسان واسطے جانے علم الہی اور نیک
عمل کرنے کے پیدا ہوا ہے انتہی پس یہان سے تصدیق آیۂ کریمہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کی ثابت
ہوئی جب دونو آیتون کی تصدیق ہنود کی کتب معتبرہ سے بخوبی ثابت ہوگئی تو اب لالہ جی فرماوین کہ اگر مجموعہ
دونو آیتون پر یا بالانفراد ایک ایک آیہ پر کیا محل اعتراض باقی رہا جو کچہہ اعتراض کرینگے وہی اعتراض انکی
بیدون اور اونکی معبودون کے کلام پر وارد ہوگا **قولہ** کہان ممکن ہے کہ اوتعالی جنون اور انسانون کو
اپنی عبادت وطاعت کیلئے مخلوق فرماتی اور وہی سرکشی اور کافری پر کمر باندہین انتہی جب یہہ امر ممکن نہین تو
یہہ بید جسکو لالہ جی کتاب آسمانی قرار دیتے ہین جہوٹہی ہین کیونکہ بہاران اینکہند ججر بید مین مرقوم ہے کہ انسان واسطے
جانے علم الہی اور نیک عمل کرنیکے پیدا ہوا ہے اور ہم بدای العین دیکہتے ہین کہ اکثر آدمی بیمعرفت اور بیعلم
اور بد اعمال بالفعل موجود ہین پس اندہی مسلمات لالہ جی کے بطلان بیدونکا جیساکہ چاہیئے ثابت ہوگیا بہلا
لالہ جی آپنے اعجاز قرآن جب آپ کچہہ کلمات نسبت قرآن مجید کے زبان پر لاتے ہین وہی کلمات واسطے ابطال
بیدون کے کافی ہوجاتے ہین ع کرامت ایک نمایان ہے کہ یہ اعجاز اسکو کہتے ہین اب سنئے جواب تحقیقی اپنے سب
یاد و سرا ثبوت کا کہ لام جو لیعبدون پر داخل ہے لام غایتہ ہے یہہ وہ لام ہے جو علل غائیہ پر داخل ہوتا ہے اور یہی
ہے موضوع اس لام کا باقی رہا ارادہ حصول خارجی اس غایتہ کا سو یہہ ایک امر آخر ہے کہ اصلا مقتضاء لام
غایتہ کا نہین جب یہہ امر متحقق ہوا تو ظاہر ہوگیا کہ کچہہ اشکال در تاویل معنی آیہ مین نہین کیونکہ اسمین کچہہ شک

وشبہہ نہیں کہ پیدایش انس وجن کی اور عطاے عقل وادراک معقولات اُن نوعونکو حیثیت کاملہ اس امر کی رکھتی ہی کہ
انسے عبادت اپنے خالق کی ظہور مین آوے اور یہی عبادت غایتہ کمالیہ انکی پیدایش کی ٹھہرائی گئی پس بازرہنا
بعض افراد کا نافع غایت ہونے عبادت کا نہین ہی اور یہہ امر کچھہ محتاج زیادہ تشریح کا نہین کیونکہ ظاہر ہی کہ
جیسا فاعل نے مراد مناسبہ سے ایک ہیئت مجموعیہ کسی غایتہ کی واسطے ترکیب دی ہی تو مجرد اُس فعل سے جو چیز کہ
علت غائی تہی علت غائی ٹھہر گئی گو کہ حصول خارجی اُس غایتہ کا ظہور مین نہ آوے مثلا ایک شخص نے ایک توپ
قلعہ شکن بنائی تو جب وہ توپ مرتب و تیار ہو چکی تو گو کہ اُس توپ سے وہ کام نلیا گیا بلکہ بجاے ستون یا منار کے اُسکو
کسی جگہہ منصوب کر دیا گیا تسپر بھی قلعہ شکنی علت غائی اُس توپ کی ٹھہر گئی اور نصب کر دینا اُسکا بجاے ستون یا منار
کے نافع غایتہ ہونے قلعہ شکنی کا نہوا دیکھو برہمنان انکہہ ہیچ نہ بید کہ اُس سے واضح ہی کہ علت غائی پیدایش
دہرم شاستر کی رفع مخالفت آرا ر سلاطین ہی حالانکہ بالبدیہتہ ظاہر ہے کہ اختلاف آرا ر سلاطین مین ہر زمانہ
مین موجود رہا اور رہیگا پیدایش دہرم شاستر سے خلاف نہ کبہی رفع ہوا نہ آیندہ رفع ہو علی ہذا القیاس ہزارہا
نظایر مویداس مدعا کے موجود ہین مگر چونکہ لالہ جی حقیقت حال از بعہ سے بسبب جہل ہندوانہ کے واقف نہین ہین
اور درپے دخل در معقولات کے ہین لہذا علت جہل مرکب مین مبتلا ہین اب اُسنے اُس مقام پر تقریر دلپذیر جناب مولوی
معنوی قدس اللہ سرہ العزیز کی کہ جس سے سب شبہات تعارض دونو آیتون کے مندفع ہوتے ہین اور تصدیق
مضامین دونون آیتون حقیقت اور جہاد کی متحقق ہوتی ہی **اشعار** کافران کار زند در نعمت جفا ٭ باز در دوزخ
ندا شان ربنا ٭ کہ لئیمان در جفا صافی شوند ٭ چون وفا بینند خود جافی شوند ٭ مسجد طاعات شان جز دوزخ
است ٭ پاے بند مرغ بیگانہ فخ ست ٭ ہست زندان صومعہ دزد و لئیم ٭ کاندران ذاکر شود حق را مقیم ٭ چون
عبادت بود مقصود از بشر ٭ شد عبادت گاہ گردنکش سقر ٭ آدمی را ہست در ہر کار دست ٭ لیک ازو مقصود این
خدمت بدست ٭ ما خلقت الجن والانس این بخوان ٭ جز عبادت نیست مقصود از جہان ٭ گرچہ مقصود از کتاب آن
فن بود ٭ گر تو اش بالش کنی ہم می شود ٭ لیک ازو مقصود این بالش نبود ٭ علم بود و دانش و ارشاد و سود ٭ گر تو
میخی ساختی شمشیر را ٭ برگزیدی بر ظفر ادبیر را ٭ گرچہ مقصود از بشر عالم ہدیست ٭ لیک یک آدمی را معبدیست ٭ گر
معبد مرد کریم اکرمتہ ٭ معبد لئیم اسقمتہ ٭ مر لئیمان را بزن تا سر نہند ٭ مر کریمان را بدہ تا بر دہند ٭ لاجرم
حق ہر دو مسجد آفرید ٭ دوزخ آنہا را و انہا را فرید ٭ اس تقریر سے اگر اوس لام کو جو آیہ کریمہ ولقد ذرانا لجہنم مین
واقع ہی لام مآل نہ ٹھہرایا جاوے تب بہی کچھہ اعتراض وارد نہین ہوتا **قولہ** اس آیت سے یہہ بہی جانا جاتا ہی کہ اوسکو
کچھہ کھانا بہی کھاتا ہی ورنہ کیونکر فرمایا ہی کہ مجکو جن وانس سے کچھہ خواہش رزق وطعام کی نہین کسواسطے کہ جو کوئی اکل
وشرب سے بری ہی وہ یہہ تخصیص ہرگز نہین کرتا انتہی استدلال پیر ہند کی قابل تماشا ہی قضیہ سالبہ کو کہ بسیطہ ہو
مستلزم موجبہ کلیہ یا جزئیہ کا نہین ہوتا از راہ حماقت جبلی اور جہل ہندی کے مستلزم موجبہ کا قرار دیتے ہین

کبھی بھی نام نشان علم وحکمت کا ہند مین ہوتا تو لالہ اندرمن سے آج تک ایسی ایسی حماقتون مین گرفتار نہوتے لالہ جی
آپنے تو بہت مباحثے سکر اجارہ لے رکھے جو بقول آپکے اہل ادیان رو رو مین سے واقع ہوئی ہین بلاحظہ کیجئے ہونگے
پس معلوم ہوا کہ اُنھون نے ہی جیسا اور بیہودہ سی اسیطرح کی جہالت آمیز تقریرین کی ہونگی گر بود بس ز
ہندوستان نمونہ ہی کہ باشد کار ہند وانگونہ پھر لالہ صاحب جو یہہ فرماتے ہین کہ یہہ تخصیص ہرگز نہیں کرتا اسمین
حماقت بالای حماقت ہی یہان کوئی کلمہ تخصیص کا نہین خود لالہ صاحب کے ترجمہ سے ظاہر ہے کہ یہان کسی قسم کا نہ
ہیت قصر الصفۃ علی الموصوف ہے نہ قصر الموصوف علی الصفۃ پس لالہ جی جو لفظ تخصیص کا زبان پر لائی ہین منشا اوسکا بجز
جہالت اور حماقت لالہ جی کے اور کچھہ متصور نہین جناب لالہ اندرمن صاحب خود کچھ کیجئے کہ مثلاً آپ اپنے کسی خادم کو
کہین بھیجین کہ اس جگہہ پر جاکر ہماری بڑائی کیا کیجیو اور ہماری عظمت لوگونکو سنایا کیجیو اور ہماری یاد مین رہیو
اور وہ نالائق وہان جاکر آپکے واسطے ناقص چیزین جمع کرے اور جب آپکو اسکا علم حاصل ہوا اور آپ فرماوین
کہ کمبخت یہہ تو نے کیا کام کیا ہے مین نے تجھہ سے کب نہین کہا تھا کہ میرے واسطے ناقص چیزون کا ڈھیر کیجیو آیا
اس کلام کا یہہ منشا ہے کہ آپ ان ناقص چیزون کے طالب ہین اور وہ چیزین آپکے حال کے مناسب ہین جبھی
آپکو بہت منع کیا کہ آپ کرشن جی کی نصیحت مانکر بات تراز دسے سر مار اگر یہ مباحثہ اور مناظرہ آپکا کام نہین
مگر آپ کب سنتی ہین ہر جگہہ الزام کہاتے جاتے ہو اور باز نہین آتے ذری خود ہی دلمین غور کرو کہ کیا بیہودہ
تقریر ہے آپ نے کوئی کتاب منطق یا مناظرہ کی بھی دیکھی ہے یا نہین اگر دیکھی ہے تو بیان کیجئے کہ یہہ استدلال آپکا کس قسم
کی حجت ہے اقترانی ہے یا استثنائی ہے استقراء ہے یا تمثیل ہے کچھہ تو بولو کچھہ تو زبان کھولو خیر یہہ تو جہالت اور
حماقت آپکی تھی کہ قران سے یہہ اثبات کہانے بیٹھے کی بحق خدا تعالی کرنے تھے مگر اس جرح الکلب کا تو جواب
دیکھئے جو صفحہ ۴۴ سطر اول و دوم تحفۃ الاسلام مین آپ نے بیہ سے نقل کی تھی کہ دیگران از خوردن بازہ میشوند
وارفتانی ہمیشہ منجمد و ماندہ نمیشود الخ تو سنکہہ اثر جاہی آپ لکھتے ہین ہر کہ وہ آتما جب چاہے تمام عالم اوس سے
برآمد ہو وہی جب چاہے کاروبار سے ہاتھ کھینچ اور ملکی آور چلاکے اسکو کہا دیوا دیر اپنے تئین اوسکو کہلا دے
آپکو شرم نہین آتی کہ ایسی تصریح سے چشم پوشی کرکے اپنے عیوب در درپر لگاتے ہو قولہ اس آیت سے یہہ ثابت
ہوتا ہے کہ خدا تعالی نے جن و انسان کو اپنی عبادت کے لئے مخلوق کیا مگر وہ سرکشی مین آئے اسواسطے بیچارہ ناچار
آخر بیدگار کو اپنی مخلوق سے جہاد و دعوا کرنا پڑا اور محمد صاحب کی امداد ضرور ہوئی انتہی کہین خاتمہ ہی اس
تکرار کا ہوگا یا نہین تھوڑی سی بحث مین کئی جگہہ اس مضمون کا تکرار فرما چکے ہین اور پھر بار بار اوسکو زبان پر لائے
چلے جاتے ہین خیر کیا مضائقہ ہے ہم بھی گوز الشتر آپکے پیچھے ہین مہاراج اپنکہہ یجربید کی عبارت جو دو جگہ
جگہہ لکھی گئی اوس سے ثابت ہے کہ خدا تعالی نے آدمیونکو واسطے معرفت اور عمل خیر کے پیدا کیا ہے مگر بقول آپکے
وہ ایسی سرکشی ہے بیشک اوس کہ کسی نے زوجہ معبود ہنود کو بھگا یا کسی نے اونکی معبود کی ماں باپ کو قیدی بنایا

اور عابدونکو ستایا کسی منے دیوتونکو بہشت سے مار بہگایا کسی نے بیدونکو چرایا آخر بیدگار سے جب کچھہ بن نہ آیا
تو قالب سور اور مچھلی اور آدمی کو اختیار کیا اور ریچھون اور بندرون کی استمداد کا محتاج ہوکر اونسے جنگ و
جہاد فرمایا اور جب مارا وہ بلکو سمندر کا دلین جہایا تو قدرت کاملہ سے وہ کام انجام نہ پایا لاچار کچھو کی صورت بنکر
پہاڑ کے نیچے اپنی تئین بٹہایا اور مورد تشنیع ابیات لالہ اندرمن کا اپنی تئین ٹھہرایا ع تعالی اللہ یہہ کیا
شان خدا ہی ہے کہ جسکے حق مین یہہ بہتان روا ہے جو کوہ قاف کو دم مین ہٹا دے زمین و آسمان پلمین مٹادے
وہ ایسا عاجز ولاچار ہوجاوے کہ جسم عنصری درکار ہووے لالہ جی اگر اسباب ظاہری کا نام آپکی نزدیک استمداد
اور احتیاج ہے تو آپکے دین پر ہزارون اعتراض وارد ہونگے اور آپ سے کچھہ جواب بن نہ آویگا اور ہر ایک شخص یہہ کہیگا
نظم معلق حکم سے جسکے زمین ہو جسنے ستون چرخ برین ہو وہ ایسا عاجز ولاچار ہوجاوے کہ اوٹھانا
کوہ کا دشوار ہوجاوے نہ جبتک آپکو کچھوہ بناوے پہاڑ اوسکے ہرگز بس مین آوے **نظم** بید برہما کو لکھہ کے
دے تو دے پر حفاظت کچھہ اونکی کرنہ سکے جب چرا اونسے لیگیا یک دیت ہوگیا حیرہ دست وہ عفریت تم
لیکے پوشیدہ ہوا تہہ دریا جب خالی الذہن رہگئے برہما ذات اقدس نے صورت ماہی کی جبتلک آپ اختیار نکی قدرت
محض سے وہ دبدبہ ہوئی قعر دریا سے باہر آنہ سکی غور کیجے کہ شکل کون و فساد قالب عنصری سے استمداد
کب روا ہے ذات اقدس پر یہ ہی جہالت ہنود کی یکسر **قولہ** مثال جہاز لنگاف و نیل فاسدہ کے اصل خلاف
عقل ہے کیونکہ دنبل و غیرہ امراض ظاہری و جسمانی ہے اور جہل و کفر علل باطنی و روحانی ہے پس فیما بین بعد المشرقین
اتنی بڑی مشکل تو یہہ ہے کہ لالہ صاحب نسیان زائد از حد خالی ہی صفحہ ۵۰۱ پر تمثیلاً اسی بحث جہاد مین ابیات
شیخ سعدی کو خود ہی لائے ہین ب بنی آدم اعضای یکدیگر اند کہ در آفرینش ز یک گوہر اند چو عضوی
بدرد آورد روزگار دگر عضوہا را نماند قرار چونکہ ظاہر ہے کہ کفار کسطرح اعضای اہل اسلام نہیں وہان
لالہ جی کو تمثیل مین خیال ظاہری اور معنوی اور روحانی اور جسمانی کا نہوا جب صاحب اعجاز نے بطور معقول
لالہ جی کے یہہ بیان کیا کہ جو عضو بسبب کسی فساد کے ناکارہ ہوجاوے اور احتمال سرایت اوسکی مادہ فاسدہ
خبیثہ کا اور اعضا کی طرف قوی ہو تو اوسکا قطع کردینا عقلا واجب ہے اسطرحپر اگرچہ کفار بنی نوع ہین
لیکن جب فساد اور خبث اونکا یہانتک پہونچے کہ احتمال فتنہ و فساد عام کا ہووے تو محو کر دینا اونکا صفحہ روزگار
سے عین مقتضای عقل ہے اب جو یہان لالہ جی روحانی اور جسمانی کا تفرقہ درمیان نہیں لاتے ہین وہان یہہ تفرقہ
کیون خاطر سے جاتا رہا تہا مخفی نرہے کہ تفرقہ امراض روحانی اور جسمانی کا اس موقع مین ایک جہالت لالہ جی کی ہے یہہ
کلیہ عام ہے کہ جب کسی قسم کی علل و امراض اسطور کی ظہور کرین کہ اونکا مادہ خبیثہ منقطع نہو سکتا ہو تو مقتضای
عقل عقلا دہر یہہ ہے کہ جس محل مین وہ مادہ پیدا ہووے اوسکو ہی معدوم کردیا جاوے دیکھو مہاراجہ رنجند
نے جب یہ کہا کہ راون با وجود افہام و تفہیم کے روبراہ نہین ہوتا اور مادہ خبیثہ جہل کا جو اوسکے دلمین سرایت پاگیا ہے

انتظام اوسکا متوقع نہین پس واسطے ہلاک کرنے اُس بد نہاد کے بنای جہاد کی ڈالی اور نقش اوسکا صفحہ ہستی
سے محو فرمایا پہر ہرگز وہ کہ آپکے مسلمات سے ہی کہ امراض جسمانی نتایج لاحقہ کی متفرع ہین اوپر علل روحانی نتایج
سابقہ کے اور علل روحانی سبب ہین امراض جسمانی کے چنانچہ آپ اس رسالہ اور تحفۃ الاسلام اور دیگر رسائل مین
اس امر پر بہت اصرار فرماتے ہین تو یہہ قول آپکا کہ فیما بین بعد المشرقین ہے صریح مناقض اوسکے ہی کیا آپکے نزدیک
اتصال وارتباط سبب ومسبب اور علۃ ومعلول ہی کا نام بعد المشرقین قرار پایا ہے کیا حکمت ہندیہ نے اسی ارتباط
کو بعد المشرقین مین تجویز فرمایا ہی مجکو آپکے حال خسارت مال پر کمال ملال ہے آپ اس مباحثہ مین ایسے حواس باختہ
ہین کہ ہر مقام پر مجنونانہ گفتگو کرتے ہین ایک امر کو اصل اور بنا اپنی ملت کی ٹھہراتے ہین تھوڑی دیر کے بعد
اوس سے رجوع فرماتے ہین ؎ نماکون علے حال تدوم بہا کما تلون فی اثوابہا الغول کبہی اقرار کرتے
ہو کبہی انکار کرتے ہو **قولہ** لہذا دونونکا معالجہ متفاوت ہے مثلا مریض اول رجوع بطبیب یونانی یا شرانی
سے ناچار ہے اور بیمار ثانی کیواسطے استعمال نسخہ نصیحت وپند درکار ہے انتہی **الزام** تگبندی کی بدولت فقرہ پہلا
آپکا بسبب تعقیدات کے اہل معانی کے نزدیک ملحق بہ تہیق حمار ہے مگر ہمکو اس سے کیا سروکار ہے اصل مدعا مین ہم
بحث کرتے ہین کہ یہہ قول بہی آپکا آپکے اصول کے صاف برخلاف ہے کیونکہ جب یہہ امر قرار پایا کہ زخم دانا کیفر
کردار نتایج سابقہ کا ہے اور آپکے اعتقاد اور اقرار کے مطابق سزا اعمال ہر آئینہ واجب ہے پس مطابق آپکی ان
تقریرون کے جو آپ نے مسئلہ تقدیر مین کی ہین رجوع بطرف اطبا یونانی اور ہندی کے محض بیکار ہے بلکہ
اسحالت مین بہی رجوع علاج روحانی کیطرف واجب جیسے خود آپ ہی کے مسلمات سے آپکا قول کہ مریض اول رجوع
بطبیب یونانی و شرانی سے ناچار ہے بدیہی البطلان ہے علی ہذا القیاس یہہ مقولہ آپکا کہ بیمار ثانی کیواسطے الخ خلاف آپکی
کتب معتبرہ کی ہے دیکہو اشلوک ۳۰ و ۳۱ و ۳۶ و ۳۷ کرشن گیتا مطبوعہ مطبع کوہنور صفحہ ۲۰ و ۲۱ بہ ہر دو آمین
خود نظر کردہ ترا لزیدن از جنگ سزاوار نیست کہ در طریقہ کہتریان ہیچ کار بہ از شیوہ جنگ نہ دروازہ
سرگ خود بخود بہر شہیدان جنگ باز است کہتریان صالح وفرخندہ وطالع اینچنین جنگ را می یابند اگر کشتہ
شدی سرگ جائیست انتہی وہا بہارت پرب ۱۲ اطاعتی بہتر ازین نیست کہ بمردانگی وصبر در میدان کشتہ شود کہ در
دم آخرین ازین عالم پاک رفتن بجز دو چیز نیست یکی آنکہ در شش بہگوان چندان کنند کہ از بینالم باشعور رود
دوم آنکہ بتیغ کشتہ شود و ز گناہان پاک شود انتہی ان تصریحات سے بخوبی ثابت ہوا کہ علل روحانی کی تدبیر
پند ونصیحت نہین ہی بلکہ بہتر جنگ وجہاد سے کوئی تدبیر واسطے ان امراض کے نہین **قولہ** بہرکیف رفع علت
کفر وجہل کے لئے جہاد شافی نہین ہے انتہی اگرچہ لفظ بہرکیف سخن تکیہ آپ کا بیمحل ہے مگر مضمون آپکی الفاظ کا
صحیح ہے واقع مین رفع علت کفر وجہل کے لئے جہاد شافی نہین کیونکہ رفع علت عین شفا ہے اور شفا کیواسطے
کسی شی کا شافی ہونا بیشک حشو لغو مین ہے یعنی رفع علت کفر کیواسطے جہاد شافی نہین ہے بلکہ علت کفر کیواسطے

شانی ہی جیسا کہ ادہیائی ۴ مین کرشن جی فرماتے ہین کہ برائی نگہبانی نیکوکاران و ہلاک ساختن بدکاران و
بہت حفظ طریقہ نیکوکاری در ہر یگ بوجود می آیم انتہی چنانچہ الپنکھیدا تہربن بید مین ہی کہ چہتری پر واجب ہی کہ
جو دشمن گیان کا ہو اوس سی مقابل ہوکر جہاد کری انتہی **قولہ** کیونکہ ایمان موقوف بدل و جان ہی انتہی لالہ جی آپ
فقرہ کے معنی ہم نہ سمجھی اگر با بمعنی پر ہے یعنی موقوف اوپر دل و جان کے ہی تو استدلال آپکا سراسر مہمل ہی
کیونکہ دل و جان جو موقوف علیہ ہی معدوم نہین پس جب دل و جان بقیہ السیف موجود ہی تو آپکو جہاد سے
سبب حفظ اور شیوع ایمان کے ہونے مین کیا تامل ہی اور اگر باء الصاق ہی تو عبارت آپکی سراسر مہمل خلاف سیاق
ہے **قولہ** قطع نظر ازین جراح کسیکی جان کا خواہان نہین ہوتا انتہی یہہ بھی غلط فہمی آپکی ہی اسلئے کہ جراح
واسطے حفظ ایک فرد خاص کے اُس فرد خاص کے کل جسم مین سی ایک عضو ذی حیوۃ کی حیوۃ کو قطع کرتا ہی اسیطرح
جہاد واسطے حفظ عام ایک نوع کے بعض افراد فاسدہ کی حیوۃ کو قطع کرتا ہی جیسا کہ کرشن گیتا سے ظاہر
ہے **قولہ** برخلاف مذہب اسلام کہ قتل کفار پر آمادہ ہی انتہی اور معبود ہنود اس امر مین فرمانبرداری
خدای مطلق کی بجالانے مطابق اوسکی فرمان کے واسطے استیصال اوس فرقہ بدکردار کے قالب اختیار کرکے
بار بار آتا ہی چنانچہ یہہ امر مضمون اشلوک کرشن گیتا سے بصراحت تمام واضح ہی **قولہ** قطع نظر ازین عمل جراح باعث
درمان تن ہی اور فعل غازی موجب نقصان بدن ہی انتہی یہہ بھی لالہ صاحب برن اندرمن کا ایک احمق پن ہے
اگر فعل جراح مصلحت کلی ہی اور جب مصلحت جزئی کیواسطے قطع حیوۃ جز روا ہے تو مصلحت کلی کیواسطے ہر آئینہ
قطع حیوۃ افراد معدودہ بہت بجا ہی **قولہ** قطع نظر ازین جراح زن و فرزند مریض مین طمع نہین کرتا انتہی
اسیطرح جہاد بھی واسطے طمع عورات کے مشروع نہین ہی البتہ مقاتلات جو اکابر ہنود سے ظہور مین آئی بطمع
زن و زر و زمین کے تہی جیسا کہ کتب معتبرہ ہنود سے خوب ثابت ہی **قولہ** اہل جہاد غیر مذہبون کی عورتون
سے صحبت کرتے ہین اور فرزند و زن کو بندی پکڑتے ہین انتہی لالہ جی اول یہہ فرما دین کہ بندی پکڑنا کس
زبان کا محاورہ ہے اُردو مین کوئی سند اسکی رکہتے ہون تو پیش کرین ظاہرا ہوس تکبندی نے پابندی محاورہ سے
آزاد کیا ہی اب اصل مدعا سنئے کہ اس سے لازم نہین آتا کہ جہاد واسطے لینے عورات اور لونڈی غلام بنانے کفار کے
مشروع ہوا ہی جسطور پر کہ علت غائی عمل جراح کی حصول جزئی ہی اسیطرح علت غائی جہاد کی دفع آفت کلی ہی
اس ضمن مین اگر جراح کو کچھ مال و متاع حاصل ہو وی تو اوسکی سبب کوئی صاحب عقل یہہ نہین کہہ سکتا کہ علت
غائی علم و عمل طب کی حصول مال ہی اسیطرح بر ضمن جہاد مین اگر ملک اور مال و سبایا مجاہدین کے ہاتہہ آوین تو
اُس تمتع کو علت غائی جہاد کا ٹھہرانا عین جہالت ہی **قولہ** اگر واسطے معالجہ معرض کے کوئی جراح پیش آوی اور
اوسکی اہل حرم کو ہات لگا دے اوسوقت اس تشبیہ کی شناعت و قباحت معلوم ہو جاوے انتہی اول تو لالہ
کنجخ زبان یہہ فرما دین (واسطے معالجہ کے پیش آنا) کس زبان کا محاورہ ہے کوئی سند رکہتے ہون تو پیش کرین ثانیاً

لالہ احمق کو کوئی یہہ سمجھا دے کہ یہہ کونسا قاعدہ ہے کہ تمثیل مین مشبہ ساتھہ مشبہ بہ کے بھمہ وجوہ مطابق ہو جاوے
دیکھو منو و لالہ جی کو لکھتے ہین کہ لالہ اندرمن طوطی ہند ہین اگر کوئی شخص اس تشبیہ سے یہہ گمان کرے کہ جسطرح پر
طوطی کی نوک و دُم ہوتی ہے لالہ اندرمن کو بھی نوک و دُم ہوتی واجب ہے تو خود لالہ جی ہی فرماوین کہ وہ
شخص لالہ جی کیطرح سخت احمق اور جاہل کہلا دیگا خود لالہ جی اوتارون کے باب مین تشبیہ درج کرتے
ہین اپنی مفتقات مین تصریح بیان کی ہے کہ ضرور نہین مشبہ اور مشبہ بہ سب امور مین مماثل ہوون پس کمال وقاحت
لالہ جی کی ہے کہ اس مقام مین ہر ایک امر مین مطالبہ مماثلت کا درمیان مشبہ اور مشبہ بہ کے کرتے ہین علاوہ
بران ہم از روی تصریح مہابھارت اور منوشاستر کے جب ثابت کر چکے ہین کہ مال غنیمت ملک مخالفین سے
خارج ہوکر داخل ملک غانمین ہو جاتا ہے پس مثلاً اگر اہل اسلام نے لالہ جی اور اونکے ہم مذہب مشرکین پر جہاد
کیا اور لالہ جی مغلوب ہوکر اپنے زن و فرزند کو چھوڑ بھاگے اور اہل اسلام اونپر دستیاب ہوئے تو زن و فرزند
لالہ جی کے خود بموجب تصریحات مہابھارت اور منوشاستر کے ملک اہل اسلام کی ہوگئے جب وہ مملوک اہل اسلام
کی ہوگئی تو لالہ صاحب کو اس امر مین ہم سے کیا شکایت ہے کہ اونکی منکوحہ وغیرہا کو اہل اسلام نے اپنی صحبت سے
قرار فرمایا یا اونکو لونڈی غلام بنایا اگر اسکی شکایت کیجئے تو بیاس اور منوجی سے کیجئے **قولہ** قطع نظر ازین
جہاد للہ ہے یا للدنیا شق اول غلط ہے کیونکہ اگر جہاد للہ ہوتا تو قرآن جابجا مسلمانوں کو ترغیب مال غنیمت
نہ دلاتا انتہی شق اول تو لالہ جی ایسی صحیح ہے کہ تمام روی زمین پر آج تک اسکا ایسا اثر ظاہر ہے کہ کوئی شخص اسکا
انکار نہین کرسکتا دیکھہ لیجئے کہ نو سو برس پہلے ہند مین ہی کچھہ بھی نام خداپرستی کا نتھا اور بجز بت پرستی کی
اسلام اور ایمان سے کوئی بھی واقف نتھا آج اثر جہاد کا برای العین معائنہ کیجئے کہ کسقدر اہل اسلام
موحدین اسی کفرستان ہندوستان مین موجود ہین اور کس دہوم دہام سے پانچ وقت غلغلہ ندای اشہد
ان لا الہ الا اللہ کا آسمان تک پہنچتا ہے اگر اسپر بھی لالہ کو دباطن جہاد کے للہ ہونیکا انکار کرے اور آنکھہ پر
بہ نیت حق پوشی ٹھیکری دہرے تو اوسکی قساوت قلبی ہے سہ چشم بداندیش کہ برکندہ باد عیب نماید
ہنرش در نظر باقی رہا معاملہ غنائم کا سو وہ ایک انعام اور تفضل خدای تعالے کا ہے کہ اوسنے اہل اسلام کو منصور اور
کفار کو مقہور کرکے اونکے مال و متاع و زن و فرزند پر مسلط کیا اور اس جان نثاری کا جو اہل اسلام نے اوسکی
اعلاء دین مین کی تھی صلہ عاجل بخشدیا غرضکہ وعدۂ عطای غنایم سے کسی طرح بھی الزام نہین آتا کہ جہاد للہ
نہو اگر اس ملازمہ پر لالہ صاحب کوئی دلیل عقلی یا نقلی رکھتے ہون تو پیش کرین عبادات بدنیہ اور مالیہ مین
بہت عبادات ایسی ہین کہ اونسے مقصود بالذات قربت الی اللہ ہوتی ہے مگر اونکے ضمن مین بہتسے مطالب دنیویہ
بھی حاصل ہوجاتے ہین پس حصول مطالب دنیویہ جو ضمناً حاصل ہوتے ہین مستلزم اسکا نہین کہ اون عبادات کو ذریعہ تقرب سے
خارج کرکے داخل طریقۂ حصول دنیا کردین مثلاً اعمال حسنہ اور بربنای مذہب ہنود کی جو بجالائے جاوین تو آئندہ

اثر یہہ بھی متفرع ہوتا ہی کہ جسم نشار لاحقہ کا زخم و آزار سی محفوظ رہتا ہی مگر حصول اس مقصد دنیوی سی یہہ لازم نہین آتا کہ اُن اعمال کو بوجہہ اللہ نہ قرار دیا جاوی اب ہم کچھہ مختصراً ہیچمدانی لالہ صاحب کی بیان کرتی ہین ناظرین بغور ملاحظہ فرماوین یہان مقصود ہمارا صرف یہہ ہی کہ لالہ جی کی ناواقفی طرق استدلال اور قواعد میزان و مناظرہ سی ہم ظاہر کرین اصل مدعا مین کچھہ بحث نہین کیونکہ اصل مدعا مین جسقدر بحث تھی وہ اوپر مفصل ہو چکی لالہ جی فرماتی ہین کہ جہاد للہ ہی یا للدنیا الخ ہم کہتی ہین کہ یہہ منفصلہ لالہ جی کا کس قسم کا ہی آیا حقیقیہ ہی یا مانعہ الجمع یا مانعہ الخلو شق اول باطل ہے کیونکہ بین الجزئین تضاد نہین ہی ممکن ہی کہ دونو جمع ہو جاوین بر تسلیم شق ثانی استدلال لالہ جی کا باطل ہے کیونکہ جب ارتفاع جزئین ممکن ہی تو ایسی قضیہ کا استعمال ہی الا عین جہالت ہی اور بر تسلیم شق ثالث ہرگاہ کہ لالہ جی نے کوئی برہان اوپر شناعت یا استحالہ جمع جزئین کے قائم نہین کی تو تسلیم اونکی عین دلیل اونکی جہالت اور حماقت پر ہی پھر لالہ صاحب فرماتے ہین کہ قران ترغیب مال غنیمت دلاتا الخ اونپر لازم تہا کہ ایسی آیت کہ جس سی صرف ترغیب مال ہی کی مستنبط ہوتی تحریر فرماتے نہ یہہ کہ بیدلیل ایک دعوی سخن بیان مین لاتے پھر لالہ جی فرماتے ہین کہ ادراک کیا جاتا ہی الخ دیکھئی تو کسقدر غلط کلام ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ہنوز معنی ادراک کے بھی اونکو معلوم نہین اور ہمکو تصریح اوسکی ضرور نہین اگر بجواب اس تحریر کے کچھہ اصرار کرینگے تو ہم اونکو بخوبی سمجھا دینگی **قولہ** نقض جہاد سی عہدشکنی بھی لازم آتی ہی کیونکہ جبتک محمد صلعم کمزور و ضعیف تھی تو دلکو سمجھاتے تھی کہ فاصبر علی ما یقولون اور بات بناتے تھی کہ لکم دینکم ولی دین یعنی تم اپنی دین پر رہو ہم اپنی دین پر رہین نہ تم ہمکو ستاؤ نہ ہم تمکو ایذا دین جسوقت محمد صلعم کے یار و مددگار کثیر ہوئی اپنی عہد سی انحراف کیا پس معلوم ہوا کہ شق ثانی بجا و سزا اور کار جہاد بنا بر اجرائے خواہش دنیا انتہی لالہ یہہ دوسرا مرض مالیخولیا مین مبتلا ہی دعوی تو یہہ کرتا ہی کہ نقض جہاد سی نقض عہد لازم آتا ہی اور اوسپر دو آیتین دلیل لاتا ہے فاصبر علی ما یقولون اور دوسرے لکم دینکم ولی دین مگر آگنندہ جہل یہہ نہ سمجھا کہ پہلی آیت مین تو حکم ہے پیغمبر صلعم کو اسکا کہ اونکی طعن اور سخت کلامی پر صبر کرو کچھہ کسیطرح کا معاہدہ کفار سی نہین کہ ہم تمپر جہاد نہ کرینگی اور کبھی تم سی نہ لڑینگے دوسری آیت مین یہہ ہے کہ جب تم اوسکی عبادت نہین کرتے جسکی ہم عبادت کرتے ہین اور ہم اوسکو نہ پوجینگے جسکو تم پوجتی ہو تو ہمکو ہماری اعمال کی جزا ہی اور تمکو تمہاری اعمال کی سزا ہی یا یہہ کہ تمکو تمہارا دین ہی ہمکو ہمارا دین ہی اس آیت مین بھی کچھہ معاہدہ کفار سی جہاد نکرنے جہاد کی تعین ہے بلکہ ہم اوپر ثابت کر چکی ہین کہ یہہ کلمات (ولی دین) اعلام ہی اوپر وقوع جہاد کے کیونکہ جب یہہ امر قرار پایا کہ ہم اپنی دین کے احکام پر عمل کرینگی اور ظاہر ہی کہ ہماری دین مین جہاد مشروع ہے تو بالبداہتہ ثابت ہوا کہ ہم تم پر جہاد کرینگے اور اسیطرح پر اکثر مقامات مین صبر کو موقت اوپر توجیہہ حکم کے فرمایا ہی چنانچہ سورہ مومن مین ہی فاصبر حتی یحکم اللہ اور دوسری آیت مین وارد ہی حتی یاتی اللہ بامرہ اور استعمال پر بھی یعنی طعن

بعد اسکے مضمون کچھ یہہ الفاظ وارد ہین قل کل متربص فتربصوا الایہ یعنی ہر ایک منتظر ہو پس تمہی منتظر ہو اور
اِس سے صاف ظاہر ہے کہ عنقریب کچھ حکم سخت جاری ہونیوالا ہی غرضکہ اِن دونو آیتون سے کسیطرح پر
ثبوت معاہدہ کا نہیں ثبوت ترکیطرف شائبہ معاہدہ بھی مستنبط نہین ہوتا پس دعوے لالہ جی کا کہ نقض جہاد سے
الم محسن نے بیاد ادر محض ہذیان سرائی ہی شاید لالہ جی کو نقض عہد سریکرشن کا یاد آگیا جو اونہون نے
کلیکم پتامہ سے عہد فرمایا تہا کہ اِس لڑائی مین ہتہیار نہ اوٹہاونگا اور جب بازار کارزار گرم ہوا تو وہ عہد توڑ دیا
کہ اوسیوقت بہیکم نے مطعون کیا پہر لالہ بیفروز از راہ جہالت کے جو یہہ فرماتے ہین کہ تم اپنے دین پر رہو
الم یہہ اونکی عین جہالت ہی یہہ الفاظ نہ آیت کے کسی کلمہ کا ترجمہ ہین نہ حاصل مضمون آیت ہی لالہ حماقت
شعار کو تو اتنی بہی سمجہہ نہین کہ الفاظ آیتہ الفاظ خبر ہین اور لالہ بیوقوف جو لکہتا ہی کہ تم اپنے دین پر رہو
الخ یہہ الفاظ امر از قسم انشا ہین ترجمہ الفاظ خبر کا بلفظ انشا کیونکر صحیح ہو سکتا ہی لیکن چونکہ علم وعقل اور
شرم وحیا سے بحسب جبلی قوم کے معرا ہی جو انکے منہہ مین جو آتا ہی بکدیتا ہی **فائدہ** لالہ جی یہان بہت صراحت
کے ساتہہ اقرار کرتے ہین کہ قبل از شروع ہونے جہاد کے پیغمبر صلعم کے یار ومددگار کثیر ہوئی چنانچہ یہہ مقولہ
انکا کہ جسوقت محمد صلعم کے یار و مددگار کثیر ہوئی سامان جنگ و جدل ترتیب پایا الخ صاف اقرار اسکا ہی کہ
قبل از ترتیب سامان جنگ یار ومددگار کثیر ہو گئی تہی اب ہم ہر موقع پر کہ جہان لالہ جی نے اِس اقرار کے
برخلاف یاوہ گوئی کی ہی اونکو یہہ اقرار یاد دلا دینگے **قولہ** پہر سورہ انعام مین ہے کہ مَن یَشَاءِ اللہُ یُضلِلہ
وَمَن یَشَاء یَجعَلہُ عَلےٰ صِرَاطٍ مُستقیم اِس آیت سے واضح ہوتا ہی کہ انسان رد وقبول ایمان مین مجبور ہی پہر کیف
جہاد لڑنا خدا سے لڑنا ہی دین وایمان کا معاملہ دلی ہی بزور جبر کوئی قبول نہین کر سکتا انتہی عجب مہمل اور
حماقت آمیز تقریر ہی کہ اول ایک آیت لکہی کہ جسکا مدعا یہہ ہی کہ ہدایت اور ضلالت مشیت ایزدی پر منحصر ہے
پہر اوسکے بعد ایک بہر کیف بیموقع پہینکا پہر اوسکے بعد بولے کہ جہاد خدا سے لڑنا ہی اور اوسکی دلیل یہہ بیان
کی کہ ایمان معاملہ دلی ہی غرضکہ اول سے آخر تک سب کلام خبط اور بیربط ہی یہہ امر کہ آدمی رد وقبول ایمان مین
مجبور ہی اسکی یہان کچہہ بحث نہین یہہ امر مسئلہ تقدیر مین مواقع متعددہ مین طی ہو چکا ہی اور ہم ثابت کر چکے ہین
کہ بید ہنود اِس مسئلہ مین ہمارے اعتقاد کے تابع ہین مگر ان دہ فرماوین کہ جب مہابہارت سے یہہ امر ثابت ہی کہ
سیتا جی کو راون بسبب دعای برہما جی کے لیجاویگا تہا یعنی برہما جی نے دعا کی تہی کہ راون سیتا جی کو لے
بہاگے اور خدا تعالی نے یہہ دعا اونکی قبول کی اور اُس دعا کی اجابت کی سبب جب تقدیر خدا تعالی کی راون
سیتا جی کو لے بہاگا تو پہر فوجکشی مہاراجہ رام چندر کی راون پر اور جدال وقتال بقول لالہ جی برنکے خدا سے
لڑنا ٹہرا علی ہذا القیاس کنس وغیرہ زنادقہ جسقدر اوتاروں وغیرہم کے ہاتہہ سے مقتول ہوئے ہین کفر اور زندقہ
انکا بموجب تقدیر بیدون کے بدون مشیت ایزدی نتہا پس اونسے بہی مقاتلہ مطابق تقریر لالہ اندرمن کی خدا ہی

سے لڑائی باندھی ہوئی بھاگوت کے تیسرے اسکند مین مرقوم ہے کہ خدای ہنود نے جی بجی سے یہہ فرمایا کہ میری رضا
ومشیت ایزدی یہہ ہے کہ تم زمین پر جاؤ اور میرے ساتھہ عداوت کرو اور مین تم سے تین بار اوتار لیکر لڑون پس مطابق حکم
لالہ جی کے معبود مقرر ہوئے ہنود سخت جاہل ہے کہ اپنے ساتھہ آپ ہی اوتار لے لیکر درپے کارزار ہے خدای ہنود اون
نت قید بیعقلی مین مرتا ہے کہ اپنے نفس سے آپ ہی سدا لڑتا جھگڑتا ہے لالہ جی ان امور کا جواب عنایت کرین یہہ
خدا تعالی سے لڑنا دین ہنود مین کچھہ مذموم نہین بڑے بڑے عارف اور رکھیشر اور کارکنان قضا و قدر ہمیشہ
خدا تعالی سے لڑتے چلے آئے ہین اور بسا اوقات غالب بھی ہوگئے ہین مہادیو جی کیشو نارائن جی سے کیسے لڑے کہ
اونکو داغ بردل کیا گرڑ نے کیا اونکا ناکمین دم کیا بہیکم پتامہ نے پرسرام کو کسقدر خستہ اور دل شکستہ کیا
اندر اور مہادیو جی چند بار سری کرشن جی سے بمقابلہ ومقاتلہ پیش آئے اور بڑی لڑائی بھی گنیش جی نے سری نرائن
اور سب دیوتاؤن کو کیسی ہزیمت دی حالانکہ یہہ سب بزعم اعتقاد ہنود بڑے بڑے عارف اور رکھیشر اور جملہ کارکنان
قضا و قدر کے ہین پس ظاہر ہوا کہ دین ہنود مین معبود سے جدال و قتال نامحمود نہین ہے پھر لالہ جی نے ہمارے رسالے
کیا منہ لیکر یہہ فقرہ لکھا ہے الا بوجہہ لیس فیہ حیاء اور یہہ جو فرماتے ہین کہ بجبر و زور کوئی ایمان قبول نہین
کر سکتا الخ ہم کب ایسے ایمان نفاق کو امور اخرویہ مین معتبر سمجھتے ہین اور مشروعیت جہاد سے غرض ہی اصلا نہین بلکہ
مدعا جہاد کا یہہ ہے کہ یا صلاح و سداد پر سب متفق ہو جاوین یا شر و فساد بسبب مغلوبی کفار کے مندفع ہو جاوے
چنانچہ یہہ مضمون ہم مفصل اوپر لکھہ چکے ہین **قوله** خلاصہ آنکہ جہاد عین فساد ہے اور صلح محض سداد ہے انتہی
یا یہہ کلمہ بے بنیاد ہے یا جہالت اوتارون کی حد سے زیادہ ہے بڑی تعجب کی بات ہے کہ مہاراجہ رام چندر اور کرشن
وغیرہما نے اس کلیہ دبیر ہند پر عمل نفرمایا یا وہ جاہل محض تھے یا یہہ کلیہ باطل محض ہے اگر کہیے کہ بروز لالہ اندر
کا اوسوقت نہوا تھا ورنہ وہ اوسکو سر و چشم پر رکھتے تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ باعتقاد ہنود وہ تو انتر جامی
تھے ماکان و مایکون کی سب خبر اونکو تھی کیا لالہ اندر مین سکے بروز کی اونکو خبر نہ تھی مگر لالہ جی یہہ تو فرماوین
کہ اگر کفار صلح پر آمادہ نہوون اور شر و فساد سے باز نہ آوین تو کیا حکمت ہندیہ مقتضی اسی امر کی ہے کہ لالہ جی
کی کلیہ پر بہرکیف عمل کیا جاوے ذری مہربانی فرماکر اسکا جواب بھی عنایت فرماوین تاکہ ہم اوسپر بہت تفریعات متفرع
کرین **قوله** اسبات پر قران بھی شاہد ہے چنانچہ سورہ نسا مین ہے اَلصُّلْحُ خَيْرٌ یعنی صلح بہتر ہے انتہی پیشتر ہی
اس آیت سے لالہ جی نے استدلال کیا ہے چنانچہ اوسمقام پر ہمنے لالہ جی کی حماقت اور جہالت خوب ہی ظاہر کی ہے
علاوہ بران ہم خود کہتے ہین کہ صلح بہتر ہے اگر اہل فساد راہ سداد اختیار کرین تو ہرگز ان سے مقاتلہ روا نہین لیکن
اگر ذی راون کیطرح یا جرجودہن کی مانند دبراہ نہوون تو لالہ جی فرماوین کہ مطابق اقتضای حکمت ہندیہ کے انکو
اوسیطرح چھوڑ دیا جاوے یا کیا کیا جاوے **قوله** قطع نظر ازین کار پیغمبر پیغام گذاری ہے نہ قتل و مردم آزاری
خود قران ناطق ہے وَمَا عَلَى الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن یعنی پیغمبر پر پیغام رسانی واجب ہے نہ زور و جبر انتہی منشار

اس غلط کاری کا جہل مرکب لالہ جی کا ہی ظاہر دو حال سے خالی نہیں یا لالہ جی پیغام گذاری اور جہاد مین مباینت
کلی تصور کرتے ہین یا قصر الموصوف علی الصفتہ جو آیہ کریمہ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ مین ہی قصر حقیقی
سمجھتے ہین نہ قصر اضافی حالانکہ دونو امر غلط محض ہین امر اول تو بالبدیہتہ غلط ہی کیونکہ پیغام گذاری اور جہاد مین
اصلا نسبت تباین کلی کی نہین بلکہ صاف نسبت عموم وخصوص من وجہ کے ہی پس جمع ہونا دونو چیزون کا ممتنع نہین
ہے امر ثانی بہی صاف دلیل اوپر جہل مرکب لالہ جی کے ہی اگر اونکو کچہہ بہی مداخلت علم معانی مین ہوتی تو زنہار ایسا
تصور نکرتے کیونکہ قصر الموصوف علی الصفتہ مین اگرچہ احتمال قصر حقیقی کا جسطرح قصر الصفتہ علی الموصوف مین ہی پیدا ہوتا ہی
لیکن یہہ احتمال مطابق تصریح اور برہان کے جو علماء معانی نے اوسباب مین تحریر فرمائی ہی عقلا ممتنع ہی ہرگاہ کہ
یہہ امر متحقق ہوا کہ آیہ متلوہ مین قصر حقیقی نہین تو بطلان استدلال لالہ جی کا صاف وصریح واضح ہوا کیونکہ قصر باضافت قبول
کرادینے ایمان کے ہی نہ باعتبار جمیع صفات کے پس معنی آیت کریمہ یہہ ہین تمہارے ذمہ تبلیغ رسالت ہی تمہارے ذمہ یہہ
نہین ہی کہ لوگون کے دلمین ایمان بٹہادو اور ظاہر ہے کہ ایمان دلمین ہر شخص کے بٹہادینا کام پیغمبر کا نہین یہہ
تو امر خدا ہی کے ساتھہ مخصوص ہے اگر چاہی تو تمام عالم کو راہ راست پر لگادے چنانکہ وارد ہوا ہی وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ
أَجْمَعِينَ اور یہہ بہی ظاہر ہی کہ یہہ بات عمل جہاد سے بہی ممکن نہین کیونکہ باوجود جہاد کے بہی اکثر آدمی روبراہ نہوئے
مارے بہی گئے اور طان اور مساکن کو چہوڑ کر چلا وطنی اختیار کی جزیہ دیا اور ذلت وخواری قبول کی مگر روبراہ نہوئے
اور ایمان نہ لائے اور لالہ صاحب جو اکثر مقامات پر لفظ زور اور جبر کا زبان پر لائے ہین ہم نہین سمجہتے کہ مدعا انکا کیا ہی ہم کب کہتے
ہین کہ بالجبر ایمان قبول کرادینا مشروع ہی چنانچہ خود قرآن مین وارد ہی لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كَارِهُونَ
وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ بلکہ جہاد سے صرف مدعا یہہ ہی کہ جو لوگ قاسی القلب اور اشد گمراہ
ہین اور از راہ تعصب وقساوت قلبی طریق نیک جاری نہین ہونے دیتے اور درپئے اغوا اور تضلیل کے رہتے ہین انکو مار
ڈالا جاوے یا اونکو ایسا مغلوب کردیا جاوے کہ احتمال مزاحمت کا نیک روشی اور طریق حسن مین اور اغوا اور تضلیل کا باقی
نرہے **قوله** پہر سورہ صافات مین ہی وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ یعنی خدا نے پیدا کیا تمکو اور جو کچہہ تم کرتے ہو حاصل
آیت یہہ ہی کہ خالق عباد اور افعال عباد اوتعالی ہی جبکہ تمامی افعال اوتعالی پیدا کرتا ہی پس تکلیف ایمان مخالف
حق ہی اقول ہم اس ملحدانہ تقریر کے جواب سابق سابقہ مین دے چکے ہین اور ہم ثابت کر چکے ہین کہ بداس عقیدہ مین ہمارا
تابع ہی اور لالہ صاحب نے خود بحث اوتاران مین تحفتہ الاسلام مین صاف اقرار کرچکے ہین کہ کوئی ایسی چیز نہین
ہی کہ مبدء کل سے مستغنی ہو پس اونکے اقرار سے بہی ثابت ہی کہ بدون پیدا کرنے خدا تعالی کے کوئی چیز پیدا نہین
پس گو کہ لالہ جی بعض سرادگیون کی اتباع سے اس مسئلہ کا انکار کرین مگر تصریحات اونکی صاف مکذب اونکے انکار کی
ہین پس اسکا تسلیم ہم لالہ صاحب سے دریافت کرتے ہین کہ بیدونمین ہر ایک آدمی کو حکم واسطے ایمان اور سچائی اور اعمال
نیک کی ہی یا نہین شق ثانی تو لالہ جی اختیار نکرینگے اور اگر کرینگے تو جہوٹے بنینگے اور شق اول پر اہنین کی کہا رمی ہنین کا

پاتو ہی اور یہہ عذر لالہ جی کا اس مقام مین پیش نجاویگا کہ افعال قبیحہ خدا تعالی کیطرف سے بسزاے جرائم نشارات
سابقہ کے ہین کیونکہ کفر وغیرہ افعال قبیحہ کا منشا ہر کچہہ ہی کیون نہو جبکہ وہ خدا کی طرف سے ہین اور خالق ان کا
خدا تعالی ہے اور بموجب مشیت اور تقدیر ایزدی کے اونکا وجود مین آنا ہر آئینہ واجب ہے پس بقول لالہ جی کے
تکلیف ایمان اور حکم واسطے بجا آوری نیک اعمال کے مخالفت حق سبحانہ کی ہے **قولہ فاعل** کفر وشرک
بندہ ہے یا خدا ہے انتہی اگر فاعل سے مراد خالق ہے تو ہم اور بید آپس متفق ہین کہ خالق جمیع افعال کا خدا ہے اور اگر
فاعل سے مراد کاسب اور مباشر ہے تو بید اور ہم متفق ہین آپس کہ کاسب بندہ ہے چنانچہ نرسنگہہ اتر جامی
اپنکہید اتھربن بید کو ملاحظہ کیجئے نسبت دینے والا سب کامون کا آدمی ہے اور کرانے والا ہر فعل کا معبود ہے رسالہ فتح المبین
کو ملاحظہ فرمائیے اور اول جواب اپنے اعتراضات کا برہما جی سے طلب کیجئے تب ہمسے الجھیے اور ہمنے تو بحث تقدیر مین
آپکو جوابات شافی دئے ہین اونکو ملاحظہ کیجئے آگے جو آپنے بحث کسب خلق مین کی ہے سراسر جہالت آپکی ہے
ظاہر آپ کسب وخلق کو ایک سمجھتے ہین مگر یہہ عین جہالت آپکی ہے صفحہ ۳۰۵ رسالہ فتح المبین ملاحظہ کرکے اسمین
جو کچھ لکھنا ہے لکھئے غالب تو یہہ ہے کہ جسوقت اوسکو دیکھوگے اس بحث کا نام بھی نہ لوگے **قولہ** جس صورت مین
جملہ افعال مخلوق ایزد متعال ہین تو بندہ بے اختیار و ناچار ٹھہرا اور جہاد عبث وبیکار اسیواسطے اکثر مسلمان خدا
پر طعن کرتے تھے اور سورہ نساء کی یہہ آیت پڑہتے تھے رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ یعنی اے پروردگار ہمارے
کس لئے تونے ہمپر قتال واجب کیا فقط تفسیر حسینی مین لکھا ہے کہ بروقت نزول آیت جہاد اکثر مسلمانون نے
مسلمانی ترک کی اور راہ نفاق لی انتہی افعال عباد مخلوق ایزد متعال کے ہونے سے مجبوری محض بندہ کی لازم
نہین آتی دیکھو بید مین باوجودیکہ افعال عباد کو مخلوق ایزد لایزال تسلیم کیا ہے پھر بھی بندہ کو مجبور محض قرار
نہین دیا بلکہ مباشر اور کاسب بندہ ہی کو ٹھہرایا ہے پھر تسلیم اس امر کے بھی کہ بندہ بے اختیار ہے لازم نہین آتا
کہ جہاد عبث اور بیکار ہو کیونکہ جہاد بھی ایک حکم ہے احکام الہی سے اور اوسکا احکام کسی حالت مین عبث اور
بیکار نہین ہوسکتے اور چونکہ یہہ مسئلہ تقدیر ہمارے اور بیدون کے درمیان مین متفق علیہ ہے پس اگر لالہ جی اوسکی بنا
پر جہاد کو بیکار ٹھہراتے ہین تو اور احکام بید کو کیون نہین مہمل اور عبث تجویز فرماتے ہین سیتا کو راون بحکم
تقدیر کے لے بھاگا تھا راجہ رام چندر نے اوسپر عبث فوجکشی کی علاوہ برآن اسصورت مین تو بید دو غلطی جسکی
وجوب کے لالہ جی بھی معترف ہین عبث وبیکار قرار پاتی ہین پس کیا وجہ ہے کہ ایک حکم کے استحسان کا تو اقرار فرماتے
ہین اور دوسرے کو بیکار ٹھہراتے ہین اور یہہ جو کہتے ہین اسیواسطے اکثر مسلمان خدا پر طعن کرتے تھے الخ یہہ افترا
لالہ جی کا ہے کبھی کسی مسلمان نے خدا پر طعن نہین کیا جناب لالہ اندرمن صاحب یہہ ہمنے مانا کہ اس قسم کی افترا پردازی
بے شک بحسب اسباب ظاہری ذریعہ آپکی معاش کے ہین مگر یہہ معاش دنیوی اور قبول جہلا چندروزہ ہے آخر
ایکدن مرنا ہے انجام کو یہہ تدبیر آپکے حق مین موجب سعیر ہے بلکہ آپکی ۲۱ پشت کیواسطے بید کی روسے سامان طوق وزنجیر ہے

اور یقین تو یہہ ہی کہ دنیا ہی مین عنقریب اس دکانداری کا دوالا نکلتا ہی کوئی دن کی ہی تاخیر ہی آیت سورۂ
نسا کی یہہ ہی فلما کتب علیہم القتال اذا فریق منہم یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ و
قالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب پس جب فرض ہوا اونپر لڑنا تو یکایک ایک
گروہ اونمین سے ڈرنے لگے آدمیون سے مانند ڈرنے کے خدا سے یا اوس سے بھی زیادہ اور کہنے لگے اے رب
ہمارے کیون فرض کیا تو نے ہمپر لڑنا کیون نہین مہلت دی تو نے ہمکو ایکمدت قریب ۔ اب خود ہی لالہ صاحب
بد دیانتی کو چھوڑکر فرماوین کہ اس آیت سے یہہ امر کسطرح اور کس کلمہ سے مستنبط ہوا کہ بسبب تقدیر کے اکثر مسلمان
پر طعن کرتے تھے بلکہ اس آیت سے تو کسیطرح کا طعن بھی مظنون نہین ہوتا کلمہ لم اور لولا کلمات طعن نہین اس سے تو تمنا
واسطے عدم فرضیت جہاد کے ایکمدت قریب تک ظاہر ہے اور طعن کا تو کچھہ ذکر ہی نہین پہر تفسیر حسینی کی عبارت
کو لالہ جی نے بالکل تحریف کرکے ازراہ بد دیانتی کے اوسکی مراد کے برخلاف ترجمہ کیا عبارت تفسیر یہہ کدکی ہے
کہ اگر این سوال از منافقان صادر شدہ چندین عجب نیست واگر از مومنان رقوع یافتہ باشد از روی خوف و بددلی
سخن گفتہ باشند و باز توبہ کردند و قومے م آنست کہ قومی از مومنان بعد از نزول آیت قتال منافق شدند واز جہاد
تخلف ورزیدند این سخن ایشان بود و اصح آنست کہ سوال را محمول بر تمنای تخفیف تکلیف دارند بر وجہ انکار انتہی
تحریف اور بد دیانتی بیس برن اندر من بد دیانت کی دیکھئے کہ بجای قومی اکثر ہی لکھا اور یہہ کچھہ لفظ تفسیر کا کہ
(و قولی آنست) جو دلالت کرتا ہی اوپر ضعف اس قول کے بالکلیہ چھوڑ دیا پہر قول مفسر کا (واصح آنست الخ)
جس سے تضعیف اس قول کی ظاہر ہی یک لخت اوڑا دیا ایسی بد دیانتی کے ساتھہ قصد مناظرہ لالہ جی کا کمال
بیحیائی لالہ جی کی ہی اگر کچھہ بھی شرم و حیا ہو تو منہ نہ کہاوین اور ہمکو کچھہ شکایت تحریف و تبدیل ترجمہ تفسیر حسینی
ہی کی نہین لالہ جی تو ایسے بد دیانت و دغاباز مجاہر ہین کہ اونہون نے خود اپنی ہی کتابون کے ترجمہ جہان جہان
کئے ہین کوئی ترجمہ بھی خالی تبدیل و تحریف سے نہین ہی چنانچہ اکثر تراجم کا حال اوپر لکھا گیا اور ایک ترجمہ عبارت
مہابہارت کا جو اس جگہہ لالہ جی نے لکھا ہی اوسکا حال بیان کیا جاتا ہی تاکہ دریافت ہووے کہ لالہ جی نے کسقدر
بد دیانتی اوسمین صرف کی ہی **قولہ** صاحب تفسیر جو کہتا ہی کہ مہابہارت کے شانت پرب مین کہ راجہ پرتھو کو
خداوند تعالی نے حکم عام دیا کہ لوگون کو میری بندگی کے لئے دعوت کر اور جو کوئی انکار کرے اوسکو مار ڈال
اور شنکراچارج نے اپنی پوتھی مین صاف تحریر کیا ہی کہ بجہت توحید بہگوان قتل انسان جائز ہی وہ سراسر بہتان ہی
کہ ہمارے یہان بنابر رواج دین کسیکے لئے حکم جدال و قتال نہین سانت پرب کے راج دہرم مین یہہ تین اشلوک ترجمہ
مین بھی تو یون لکھا ہی کہ بھیشم نے راجا پرتھو سے کہا کہ جو بید کی راہ سے دہرم سے او سکو تعصب اور شہوت اور
غضب اور طمع اور غرور ترک کرکے بلا تامل اختیار کر اور جو شخص اپنے دہرم سے گریز کرے اوسکو مانع آ اور گوشمالی
بلیغ بجا لا کہ تو عالم بید ہی انتہی یہہ جو لالہ جی کہتے ہین ہمارے یہان بنابر رواج دین کسیکے لئے حکم جدال و قتال

تھین ہی یہہ لالہ جی کی ناواقفی اپنی دین سے ہی یا دیدہ و دانستہ جہوٹ بولتی ہین ہمنی سوط الجبار کی جلد اول کے
صفحہ ۲۴ و صفحہ ۲۳۶ و ۲۳۷ مین بہت دلایل سے اور اور کتب معتبرہ ہنود سے نقل کین ہین جنسے
حکم وجوب جہاد کا مذہب ہنود مین ثابت ہی علاوہ اونکا کچہہ ضرور نہین مگر اسقدر مختصراً یہان لکہتا ہون کہ
ادہیائی ۲ اسکند وہم بہاگوت ترجمہ للوجی کب مین مناقب کرشن مین صاف لکہا ہی کہ سادہون کی شکہہ دینی
کو اور دشمنون کے مارنیکو اور سناتن دہرم چلانے کو بار بار اوتار لے پر بہو آتے ہین انتہی اودہیائی ۴۳ اسکند
دہم بہاگوت مین ہی کہ شنچندر سے سرون کو مار پرتھی کا بہار اوتارنے اور سادہ سنتون کو سکہہ دیکہ دہرم کا پنتھ
چلانے کی لئی اوتار لے آئی تھی انتہی یعنی کرشن نے اشرار کو مار کر زمین کا بار اوتارنے اور نیک اور دیندار
آدمیون کو آرام دیکر ایمان کا مذہب جاری کرنیکے لئی اوتار لیا تہا جب یہہ امر ثابت ہوا کہ بید یون کے ماننے کو
اور دین کے جاری کرنیکو بار بار اوتار لیتی ہین اور سری کرشن نے بہی واسطی قتل اشرار اور رواج دینی دین حق کے
اوتار لیا تہا پہر یہہ قول لالہ جی کا کہ ہمارے دین مین الخ صریح جہوٹ ہی پہر خود لالہ جی بحث مین اوتارون کی اپنی
ہی زبان سے تحفۃ الاسلام مین باعلان یہہ بیان ہین کہ خدا تعالی در جسمی بروز کردہ دوستان از رنج و تعب میرہاند و
بدیدار خویش شادمان میگرداند و مخالفان دین حق را دمار از روزگار می برآرد و بمکافات اعمال میرساند انتہی
ہرگاہ کہ خود لالہ جی علت غائی اوتارون کے ظہور کی یہہ قرار دیتی ہین کہ مخالفان دین حق را دمار از روزگار می
برآرد و بمکافات اعمال میرساند پس کمال بد دیانتی اور دغابازی اور بیشرمی لالہ جی کی ہی کہ یہہ مقام پر خلاف اوسکے اپنی
ہی قلم سے لکہتی ہین کرشن گیتا کے ادہیائی چہارم مین مرقوم ہی کہ در زمانیکہ روش نیکوکاری از جہان رو بہ
نقصان می نہد و رسم بدکاری بسیار می آید آن ہنگام من باختیار خود خود را ظاہر میسازم برای نگہبانی
نیکوکاران و ہلاک ساختن بدکاران و بجہت حفظ طریقہ نیکوکاری در ہر جگ بوجود می آیم انتہی چونکہ ظاہر ہے کہ
دین حق اور روش نیکوکاری کی حاصل معنی ایک ہی ہین اور اسیطرح بدروشی اور بدکاری کفر و فسق کو شامل ہے
پس ظاہر ہوا کہ وجود اوتارون کا مطابق تصریح کرشن گیتا کی واسطی حفظ طریق حق اور ہلاک کرنے کفار اور اشرار
اور محافظت اخیار کے ہی اور یہی معنی ہین جہاد فی سبیل اللہ کے دیکہہ لیجیے کہ جبتک کنس مقہور اور مقتول
نہوا متہرا مین طریق حق جاری نہوا اور جبتک مع اپنی اعوان کے مارا نگیا لنکا مین دین حق جاری نہوا
علی ہذا القیاس اور چند اوتار کے عہد مین جبتک اشرار مقہور اور مقتول نہوے پرستندگان خدا کے سر پر سے
آفت نہ ٹلی جب اوتارون وغیرہم نے اشرار کو قتل کیا اوسوقت دین حق بزعم ہنود جاری ہوا پس باین ہمہ
تصریحات تامہ کمال وقاحت لالہ جی کی ہی کہ فرماتے ہین کہ ہمارے دین مین بنا بر رواج دین حکم قتال نہین علاوہ
ان سب امور کے باوجود تطویل کلام کے لالہ جی نے کہین کوئی ایک روایت بہی اپنی کتب معتبرہ سے نقل نہین کی
جس سے حرمت قتل اشرار کی جو مانع رواج دین اور سد راہ اجرای آئین مشن کے ہون ثابت ہو دے اور ہرگاہ کہ

دہی اثبات محترم جہاد دسے از رو وید و شاستر کے عاجز ہین اور ہنو کتب معتبرہ ہنود واز ہنود کے بید ولی کو ہرگز
جہاد کا ثابت کرنا پس مجرد قول لالہ جی کا کہ بیدلیل محض ہے اسلا لائق التفات کے نہین اب خیانت پردازی
اور تحریف و دغابازی لالہ جی کی ترجمہ عبارت مہابھارت مین ہم بیان کرتے ہین لالہ جی ترجمہ عبارت مہابھارت
اسطور پر لکھتے ہین کہ جو شخص اپنے دہرم سے گریز کرے اوسکو مانع آو اور کوشش بلیغ بجا لاو انتہی حالانکہ یہہ ترجمہ سراسر
غلط ہی اصل عبارت مین کوئی لفظ ایسا نہین کہ جسکے معنی گریز کرنے اور مانع آنے اور کوشش بجا لانیکے
ہون بلکہ اصل الفاظ سنسکرت کے یہہ ہین لیتش چہ دہرمات پری بھلی لوکی کس جن ماتوہ نگہرا جن یہا بہوام
جتسن پتت دہرمسک انہیتا ـ لفظی معنی اسکی یہہ ہو کہ جو کوئی اہرم سے قصدا پھلجاوی جہان مین کوئی
آدمی ہو اوسکو باندہی یا خوب تدارک کری اپنی ہاتہون سے بلا تامل دہرم کی حفاظت کر کے لفظ نگہرا جس کی جسکے
معنی ہین باندہنا یا پکڑنا یا تدارک کرنا یا سزا دینا لالہ جی نے ازراہ دغابازی کے اوسکی معنی مانع آنا اور کوشش
بلیغ کرنا بیان کئی اور الفاظ یہا یہ بہیام جسکے معنی ہین اپنی ہاتہون سے انکی ترجمہ سے یکقلم دست بردار ہوگئی
لفظ بانہہ بادل ممدودہ و نون معنونہ بمعنی دست و بازو کی ہی اور لفظ بہیام بمعنی از یعنی ہاتون سے بڑی شرم
کی بات ہی کہ لالہ جی اسقدر بیغیرتی کو کام مین لاتے ہین اور جہان کہین ترجمہ عبارات سنسکرت کا فرماتے ہین بلا
تامل دغابازی اور خیانت کر جاتے ہین اب ہم لالہ جی کی کس بات پر اعتماد کرین غرضکہ کوئی عیب عیوب مصرحہ خلعت النفوس
سے نہین کہ جسمین لالہ جی کو مرتبہ کمال کا حاصل نہین جب اصلی معنے اشلوک کے دریافت ہوئے تو صاف ظاہر ہوا
کہ دین کے چہوڑ دینے والون کا تدارک عمل زبانی مقرر نہین کیا گیا بلکہ وہ عمل ٹھہرایا گیا ہی جو متعلق قوت دست
و بازو کے ہی اور وہ عمل جہاد ہی قولہ مخفی نرہی کہ ہندون مین چار برن ہین اور ہر ایک برن کا دہرم
علحدہ ہے یہان لفظ دہرم بمعنی طریقہ مذکور کے ہی انتہی یہہ حیلہ سازی لالہ جی کی ہی گو کہ ہر برن کا پیشہ
علحدہ علحدہ ہی اور تفریق برنون کی باعتبار پیشون اور مکاسب دنیوی کے ہی مگر دہرم ایک ہی ہو اور
دہرم بمعنی پیشہ کے ہرگز نہین ہے اگر لالہ صاحب دہرم کو بمعنی مکاسب دنیویہ کی سمجھتی ہین تو از روی استعمال کے کچھہ سند
اوسکی پیش کرین اور یہان تو لفظ نیت دہرم کا ہی قولہ یعنی راجہ پرتہو کو دیوتون اور رکہیشرون نے اجازت
دی کہ تیری راج مین جو کوئی اپنی طریقہ سے باز آوی اوسکو منع کر انتہی لالہ جی نے تحریف لفظی ہی پر اکتفا نکیا
بلکہ تحریف معنوی کے بھی سعی بلیغ فرمائی تحفۃ الاسلام کے صفحہ ۲۷۳ پر لکھتے ہین کہ برہمن کو واسطے
مجاہدات اور ریاضات اور حفظ احکام شریعت کے مقرر کیا گیا اور پیشوائی عالم معنوی کی اونکو دیگئی
اور چہتری کو اور پسند وریاست ظاہری کے مقرر فرمایا گیا اور بیس کو واسطے ہر قسم کی تجارت اور داد و ستد
کے متعین کیا گیا اور شودر کو واسطے خدمات تینون گروہون اور کا سبب قلیل اور پیشون ذلیل کے مقرر
کیا گیا ہی انتہی مختصرا اگر ہم تعبیر لالہ جی کو صحیح سمجھین تو لازم آویگا کہ مثلا اگر شودر یا اور کوئی سوای قوم برہمن کے

مجاہدات اور ریاضات اور حفظ احکام شریعت اور پیشوائی عالم معنوی کا قصد کرے تو اوسکو منع کیا جاوے اور
کوشش بلیغ اوسکی ممانعت مین فرمائی جاوے حالانکہ یہہ امر سراسر بیدونکے خلاف ہے چنانچہ ذکر اسکا یہہ ہے
دیکھو جاپال جو ایک کھتری کا بیٹا تھا اوسنے بیدون کے پڑہنے اور علم معرفت کے سیکھنے کا ارادہ کیا لوگونکو
رکہیشر نے باوجود معلوم ہونے نسب جاپال کے اوسکو بخوشی خاطر بید پڑہایا چنانچہ امر تعلیم سے وہ عارف
کامل ہوگیا اور رکہیشر مذکور نے کہا کہ تحصیل کرنا منحصر اوپر قوم کے نہین ہے فرمائیے کہ جاپال کو ہر آئینہ قوم کا
شودر تھا ایسے نامی گرامی رکہیشر نے کیونکر بید پڑہایا اور مطابق آپکی تعبیر غلط کے اوسکی ممانعت مین
کیون سعی بلیغ نفرمائی ممانعت تو یکطرف اوسکو سب شاگردون مین عزیز رکہا آخر کار وہ عالم معنوی ہوا
کہ اکیل رکہیشر اور اور بہت طالب علم اوس سے مستفید ہوتے چنانچہ کلی اینکہہ چہر بید مین مرقوم ہے کہ بید بیاس اور
جنک قوم برہمن کی اولاد سے نہ تھے جب انہون نے ارادہ تحصیل علوم اور پیشوائی معنوی کا کیا اونکو کسی نے منع نکیا
اور ممانعت مین سعی بلیغ نفرمائی اگر واقع مین تعبیر لالہ جی کی صحیح ہوتی اور ممانعت فرض ہوتی تو بیشک ایسے
لوگونکی تعلیم و تعلم کی ممانعت مین سعی بلیغ فرمائی جاتی ع حدیث زندہ گویم مردہ در گور است مہاراجہ بیس
برن لالہ اندرمن کہ جنکا پیشہ بقول تحفۃ الاسلام کے تجارت اور داد و ستد ہے پیشوائی مذہب ہنود اور علم
کلام مین برخلاف اپنی برن کے مصروف ہین تو مطابق تعبیر لالہ صاحب کے لازم آتا ہے کہ اونکو ممانعت کیجاے اور
سعی بلیغ اونکی ممانعت مین فرمائی جاوے علاوہ بران بمقتضائے تعبیر لالہ صاحب کے اونپر یہہ مقولہ بھی صادق آتا
ہے کہ وے اپنے دہرم سے بہرگئے مگر ظاہر الالہ صاحب اسکو گوارا نکرینگے ان وجوہ سے ظاہر ہوا کہ اہتمام پر لالہ جی نے
خیانت جبلی کو کام مین لاکر ترجمہ مہابہارت مین تبدیل و تحریف لفظی اور معنوی کی ہے مگر حال اونکا اوپر تکذیب
انکی قال کے دال ہے جب یہہ امر ثابت ہوئے تو اب ہم کہتے ہین کہ اشلوک مہابہارت مین جو لفظ دہرم کا واقع
ہے اوسکے معنی وہی ہین جو زبان سنسکرت مین متعارف اور مشہور ہین یعنی دین حق اور جو الفاظ نگہراجہ بہا
بہیان مین اوسکے معنی ہین تدارک سخت کرنے اپنے ہاتہہ سے اور چونکہ تدارک مشتمل ہے اوپر قتل اور تذلیل اور
جزیہ اور اسیری کے پس جو مدعا جہاد کا ملت اسلام مین ہے مہابہارت کا اشلوک تمام تر مویدا وسکا ہے اور
تحریف اور تبدیل لالہ جی کی صاف و صریح بد دیانتی اور افترا پردازی لالہ جی کی ہے اور لالہ جی جو ترجمہ
فارسی مہابہارت کی نسبت لکہتے ہین کہ وہ ناکارہ ہے یہہ بھی سراسر افترا ہے وہ ترجمہ باستعانت ہزاروں پنڈتوں
کے اور واقفان زبان سنسکرت کی عہد مین اکبر بادشاہ کے ہوا ہے اور دلیل جلی اوسپر یہہ ہے کہ جہان کہین
لالہ صاحب نے خلاف اوسکے ترجمہ لکہا ہے ترجمہ لالہ جی صاف غلط اور مخالف محاورہ اور عبارات سنسکرت
کے اور سراسر تحریف اور مبنی اوپر خیانت کی ہے اور ایسا ہی حال ہے ترجمہ اینکہہ ون کا کہ ابتک اسکی صحت پر
واقفان سنسکرت متفق ہین مجرد کہدینے لالہ جی علیم کے وہ ہرگز غلط نہین ہوسکتا اور معنی اسیوا سطے مقصد مطلوبہ

مین مخالفین کی جناب مین التماس کیا ہی کہ جہان اونکو اوپر تراجم کے اعتراض ہو تو بعینہ الفاظ سنسکرت کے
لکھکر لفظاً لفظاً ترجمہ کرین مگر چونکہ لالہ جی خود غلط کار ہین اور بہ نیت مغالطہ عوام کے ہر مباحثہ مین اس سبب سے
ہماری التماس کو منظور نہین فرماتے اور تحریف الفاظ اور ترجمہ سے ہر جگہ پہلو تہی کرتے ہین مگر چونکہ کاٹھ کی ہانڈی
کی چل نہین سکتی اسلئے ہر مقام پر اونکا دیوالا نکل جاتا ہی وَاَنتَم تجیء الحق وہو خیر الفاصلین قولہ بید مین جو لکہا
ہے کہ اندر دیوتا نے بعض سنیاسیان مکار اور جہان بے معرفت کو قتل کیا وہ رواج دین کے لئی نہین ہے
بلکہ اونکی مکاری اور ریاکاری کی سزا ہی کہ باوجود ہونے سنیاس لذات و محسوسات مین محو ہورہی تھی اور معرفت
باطنی اور تصوف نفس الامری سے بے نصیب تھے اسی قیاس پر جہان بے معرفت بہی بسبب طبع عناد و فساد ہی کہ انسان
کے گوشت سی پیٹ بھرتے تھی اور عالم فضا مین فساد برپا کرتے تھے انتہی ہمیشہ فتح دخل لالہ جی کیطرف سی تحریر
اعتراض یہہ ہی کہ بید سی ثابت ہی کہ اندر نے ایسی شخصونکو جو جہل مین مبتلا تھی اور بجز لذات محسوسات اور
اشیاء فانیہ کے اور کسی چیز کا شوق نہ رکہتے تھی قتل کیا اور یہی معنی ہین جہاد کے کہ ایسی جاہلون کے نقش کو
صفحہ ہستی سی محو کر دیا جاوی لالہ جی نے اوسکی جواب مین عبارت مذکورہ تحریر فرمائی قبل اسکی کہ ہم لالہ جی کے جواب
مین جرح و قدح کرین نقل ترجمہ عبارت بید کی مطابق ترجمہ خود لالہ جی کا اور بہی ترجمہ الکہد ہاری کے ضرور ہی لالہ
جی صفحہ ۸۰ ای تحفۃ الاسلام کے لکھتی ہین کہ نیز اندر دیوتا بعض کسان را کہ معرفت نداشتند قتل نمود چنانچہ در اپنکھید
گولنگ کہ از رگ بید است مقولہ اندر موجود است سنیاسیانی کہ صاحب معرفت نشدہ بودند و نظر بر محسوسات داشتند
مین ہمہ را بہ سگان قسمت کردہ دادم و بسیاری از اہل شہوات و لذات را از عالم خود کہ بہشت باشد زدہ دور
کردہ ام و بسیاری راکہ قول گرفتہ آمدہ بودند چون صاحب معرفت نبودند ہمہ را کشتم و بسیاری از جنان راکہ معرفت
نداشتند در عالم فضا ہم کشتم و در زمین ہم قوم کلانی از جنان بے معرفت را کشتم و باآنکہ اینقدر بے معرفت را کشتہ ام
یک موی من ہم ضائع نشد و از اینقدر کشتن ہیچ گنہگار نشدم انتہی ترجمہ الکہد ہاری گولنگ اپنکہید کہ بید اندر نے
کہا کہ ایک شخص کے تین سر تھی اور وہ تینون لوک کا حال جانتا تہا مگر آتمان کا گیان نہین رکہتا تہا مین نے
اوسکو قتل کیا تہا جو محسوسات کی لذات کا شوق رکہتا ہی اور فانی چیزون پر نظر رکہتا ہی مین اوسکو سگ اور
سوہکی برابر سمجہتا ہون انتہی اب ہم کہتے ہین کہ لالہ صاحب جو فرماتے ہین کہ بے معرفت سنیاسیون کو جو اندر نے قتل
کیا وہ اونکی مکاری اور ریاکاری کی سزا ہی غلط محض ہی اور سراسر خلاف تصریحات بید اور خود تصریح لالہ جی کے
ہی علت قتل اندر کی کہ جہل اور بے معرفتی سے خود اس قول سی لالہ جی کے واضح ہی کہ اندر دیوتا بعض کسان را کہ
معرفت نداشتند قتل نمود اسیطور پر بید مین علت قتل یہہ ہی کہ صاحب معرفت نشدہ بودند تذکرہ مکاری اور دغابازی
کا تو محض لالہ جی کی دغابازی اور مکاری ہی کیونکہ بید مین کچہہ اوسکا ذکر ہی نہ لالہ جی کے تحفۃ الاسلام مین اور
بید مین مطابق ترجمہ لالہ جی کے جو یہہ کلمات ہین کہ بسیاری راکہ قول گرفتہ آمدہ بودند چون صاحب معرفت نبودند ہمہ را

کشتیم اس سے علت قتل صاف واضح ہی کہ جہل اور بیمعرفتی ہی مکاری اور ریاکاری اور یہہ امر ظاہر ہی کہ وہ قول و قرار جسکا بید مین ذکر ہی کسی بنئیے بنیا ہوکار کے اوزار یا سود و سوبار کا اقرار نتہا بلکہ مراد اوس سے وہ عہد و میثاق ہی جو ہر ایک انسان نے بروز الست خدا تعالی سے کیا ہی جسکی تصریح قرآن مجید مین ہے الست بربکم قالوا بلی شہدنا پس صاف مراد بید کی ظاہر ہوئی کہ جب اکثر کفار جاہل بید مین اس عہد و پیمان پر جسکو موثق کرکے دنیا مین آئے تھی قائم نرہی تو مستوجب قتل کے ہوئے اور اندر دیوتا نے اونکو قتل کیا اور یہی معنی ہین جہاد کے اس حالت مین اگر مکاری اور ریاکاری لالہ جی کو تسلیم بھی کیا جاوے پہر بھی وہ مکاری اور ریاکاری یہہ ہی کہ ازراہ مکاید و حیل کے عہد الست بربکم قالوا بلی سے پہر گئے اور پابند محسوسات دنیویہ کے ہوکر اعتقاد آخرت اور توحید واجب تعالی سے منکر ہوگئے اور عالم کو قدیم اور ارواح کو واجب الوجود اور خالق افعال کر مترن کو اور خالق عالم اور اعمال کو اکرتا کہنے لگے پس خود تقریر سے لالہ صاحب کی ثابت ہوگیا کہ باعتقاد اندر دیوتا کے ایسے آدمی کو کہ گیہ دہیا ہر مشد اور منجم چاند سورج کے لوگ سے واقف ہوں مگر چونکہ پابند محسوسات ہین ہر آئینہ واجب القتل ہین سے اسپ ہمت تا باختر تاختی ❊ آدم بسجود الشناختی ❊ آخر آدم زادہ ای ناخلف ❊ چند پندار پرستی را شرف ❊ علاوہ برین یہہ امر برہانی اور مسلمہ عقلا ہی کہ اشراک باللہ اور کفر اکبر الکبائر اور ریاکاری اور مکاری منجملہ کبائر کے ہی اس حالت مین اگر ہم تقریر لالہ جی کو تسلیم ہی کرلین کہ بسبب مکر و ریا اور فساد عالم مقتضائے اندر دیوتا نے خونریزیان فرمائین پس چونکہ بسبب ارتکاب ان کبائر کے جنگ و جہاد مطابق اقرار لالہ جی مشروع ہے تو کیا وجہ ہے کہ بسبب ارتکاب اکبر الکبائر کے ممنوع ہو الغرض جواب لالہ جی کا اول تو محض غلط اور مبنی بر مکاری ہے اور برتقدیر تسلیم بھی اس سے وجوب اور مشروعیت جہاد کی بالالتزام بوجہ احسن ثابت ہی واللہ یقول الحق وہو خیر الفاصلین علاوہ ان سب امور کے جسقدر قطع نظر اور بمفہوم مردود لالہ جی نے صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ پر لکھی ہین اس قتال اندر پر بھی وار د ہوتے ہین مثلاً قول لالہ جی کا قطع نظر ازین ہر کار کہ آسانی سے آئے اوسکو لئے جدال و قتال حق ہی یا باطل اور قول اونکا کہ قطع نظر ازین حفاظت ستانسیان و جان مرغوب کردگار ہی یا نہین اور مانند اونکی اور بمفہوم مردود پس لالہ جی پر واجب ہے کہ ان سب قطع نظرون اور مفہومات مردودہ کے بھی جوابات تحریر فرماوین قولہ فی الجملہ ہمارے یہان رواج دین کیواسطے اکراہ و جبر حرام محض ہی انتہی مگر رواج فسق و بیدینی کیواسطے جائز ہی سات سطر پیشتر بھی اس صفحہ پر لالہ جی نے لکہا ہی کہ فے الجملہ ہمارے یہان ابدا جہاد جائز نہین ایک صفحہ پیشتر بھی یہہ لکہا ہی ہمارے یہان بنا بر رواج دین کسیکے لئے حکم جہاد و قتل کا نہین ہوا الغرض اس بحث مین یہہ دعوی مکرر زبان پر لالہ جی کے ہی مگر ابتک کوئی عبارت بید کی جس سے حرمت جہاد ثابت ہو بیان نہین کی پس جبتک کہ وہ بید سے حرمت جہاد کی ثابت نکرین سب اقوال اونکی محض ہذیان سرائی ہی مجرد قول اونکا بتقلید پادریون کے مثبت ایسا امر کا نہین ہو تا کہ بید مین اوسکی ممانعت ہو الکہہ ہماری کہ وہ بہی محقق دین ہنود سے

وجوب جہاد پر صاف اقرار کرتا ہے پس کیا وجہ ہے کہ ہم قول الکہدہاری پر جو بید و شاستر کے موافق ہے تا اوسکے
کے توکہو ترجیح دین خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر چیز کی حرمت کیواسطے کوئی دلیل نقلی یا عقلی ضرور ہے اور باوجود استقرا
تطویل کلام کے لالہ جی نے کوئی دلیل نقلی لکھی نہ عقلی پس کلام اونکا محض بیدلیل ہے اور چونکہ ہمنے فرضیت
جہاد کی اونکی کتب معتبرہ سے ثابت کر دی اور اونکے پاس کوئی دلیل نقلی حرمت جہاد پر موجود نہین پس حقیقت اور بنا
رکیکہ بر خلاف ظاہر عبارات کے جو انہون نے عبارات مذکورہ مین کی ہین اصلا لایق قبول کے نہین ہین کیونکہ محض اپنی توہم
پرستی اور تقلید پادریون کی بنا پر وہ قصد تغیر و تبدیل معانی عبارات مذکورہ کا فرماتے ہین اور دلمین نہین شرماتے
کہ ہرگاہ اونکے اکابر واسطے شہوت پرستی اور اغراض دنیویہ کے جنگ و جدال اور حرب و قتال کے مرتکب ہوئے خود نزاع
مقاتلات عظیم کے مباشر ہوئے پیر جبہ اکثر اشخاص کو مانند گاندہی کسی ایسنوت جی کے یار ڈالا پس واسطے قائم کرنے
بنیاد عدل اور طریق نیک اور آئین خدا پرستی اور دفع شر کفار و اشرار کے جو قتال واقع ہووے اوسمین کیا نسبت لیکن
باعتراض مین آسکتی ہین یہانتک بحث جہاد کی تہی کہ بعون اللہ تعالی اس معرکہ مین ہم منصور اور اونکی اعوان مسود
پر فتحیاب ہوئے اور ہم بفضل اللہ تعالی و قوتہ احزاب شیاطین کو شکست فاش دی غالب ہے کہ اب ذرا اس مسئلہ مین ہیہ
پہر کچہہ سامنا کرینگے آگے اس سے لالہ جی اور طرف متوجہ ہوئے سو ہم بھی سوط البجار لیکر ہوئے اونکے پیچہے ہین **قولہ**
صفحہ ۲۳ ، اپیر قرآن مین خدا جا بجا قسم کہاتا ہی ہم دریافت کرتے ہین کہ خدا خود بخود قسم کہاتا ہی یا محمد صلعم
دلاتا ہی انتہی لالہ بیوقوف جو ہر مقام مین مفہوم مردد لاتا ہی دلمین اتنا نہین شرماتا ہی کہ مفہوم مردد کی کیا کیا قسمین
ہین اور یہہ قضیہ اسکا منفصلہ حقیقیہ ہی یا مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو ظاہر ہے کہ منفصلہ حقیقیہ تو نہین کیونکہ کوئی
دلیل عقلی اوسکے منافات جزئین کی نہین اور بر تقدیر منع جمع اور منع خلو کے تقریب ناتمام ہی پس بجز بیہودہ سرائی لالہ
بیوقوف کے یہہ کلام اوسکا اور کسی محمل پر محمول نہین ہو سکتا اسلئے ہمیر جواب بھی ضرور نہین **قولہ** کیونکہ سوگند
سست و طریقت کا زبان دکھان ہی انتہی اگرچہ یہہ مقولہ لالہ بیفیروز کا اور کسی پر حجت نہین لیکن چونکہ مقولہ قائل
کا اوسپر حجت تمام ہی لالہ جی پر آئینہ حجت ہی پس اس بنا پر ہم کہتے ہین کہ لالہ اندرمن ایک جھوٹا کذاب آدمی ہی کہ اکثر
جگہہ اوسنے قسمین کہا کر کہا ہی کہ بخدا کہ محمد صاحب چنان بودند و چنین بودند ہم اعادہ تقریر لالہ صاحب کا کرکے اونکے
مفہوم مردد کو اوسپر رد کرتے ہین کہ جملہ ہند اور تیغ جو ہین ہین جہان جہان انہون نے قسم کہائی ہی چنانچہ خود
ہی صفحہ ۰، اسطرہ ۱۱ اسی کتاب پر تحریر فرماتے ہین واللہ قرآن کے جملہ فقرات قسمیہ صریح دال ہین کہ قرآن ساختہ
و پرداختہ محمد صلعم ہی سو ہم دریافت کرتے ہین کہ اندرمن خود قسم کہاتا ہی یا چوبی پردیہ اوسکا تلمیذ رشید
دلاتا ہی بر تسلیم شق اول مطابق اصول موضوعہ اندرمن کے لازم آتا ہی کہ اندرمن سخت کذاب ہی کیونکہ قاعدہ ہی
کہ ہر کاذب بار بار سوگند یاد کرتا ہی کہ لوگون کے دلمین اپنی صداقت جماتا ہی بہرکیف اندرمن قسم کہانیوالے کی بات
قابل اعتبار کے نہین بر تسلیم شق ثانی لازم آتا ہی کہ جو نے پردیہ اوسکو اندرمن کی بات پر اعتماد نہین تہا لہذا اندرمن

نے قسم کھائی اور اپنی صداقت جتائی اس سے ظاہر ہی کہ باعث قسم اندرمن نے اعتباری کلام اُس جیس پرن کی
ہو اب کیہ پر کھوی گئی لالہ اندرمن ہم مشرب ابن سلمان کا تھو کا اونکے منہ مین آیا اور اُنہون نے خود اپنے
تئین مصداق مصرعہ فاصل بت شکن ٹھہرایا ع جو ہو دمی اسلام مقابل اوسکی جوتی اوسیکا سرہے **قولہ** چنانچہ
سورہ قلم مین رقم ہی وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ یعنی قسم کہانیوالی کی اطاعت نکر فقط انتہی دغا بازی اور خیانت پرداز
لالہ جی کی قابل لحاظ ہی کہ پادلا تو پوری جملہ مین سی صرف موصوف پر اکتفا کیا اور صفات کو یکقلم چھوڑ دیا پوری آیت
یہہ ہو وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ یعنی کہا نمان ہر ایک
ایسی حلاف کا جو حقیر عیب گو چغل خور بانع خیر ظالم گنہگار سخت رو درشت خو ہو اور با ایں ہمہ حرام کا جنا ہوا ہو اگر
لالہ جی کو کچھہ بھی علوم ادبیہ مین دخل ہوتا تو معلوم کرتے کہ جب تقیید کسی جزو جملہ کے خواہ عمدہ ہو خواہ فضلہ صفت
کے ساتھہ کیجاتی ہی تو مجموعہ موصوف و صفات حکم مین ایک کلمہ کے ہوتا ہی پس صرف موصوف کو لے لینا اور صفات کو
چھوڑ دینا سراسر جہالت یا خیانت لالہ جی کی ہی ثانیاً لالہ جی ابھی تک معنی حلاف کے بھی نہین سمجھی کہ حلاف کو بھی معنی حالف
سمجھا ہی اگر کچھہ بھی علم تصریف سی واقف ہوتے تو دیکھ لیتے جانتے کہ بنائی فعّال مین بنسبت فاعل کے کچھہ مزیت ہوتی
ہی زمخشری نے لکھا ہی الحلاف کثیر الحلف فی الحق والباطل یعنے حلاف کی معنی مین بہت قسم کہانیوالا سچ اور
جھوٹ پر یہی سبب ہی کہ شیخ واعظ نے صاف یہہ ترجمہ لکھا ہی بسوگند خورندہ را بدروغ انتہی پس کمال بیشرمی
لالہ جی کی ہی کہ ایسی ایسی خیانتین واسطی مغالطہ کے فرماتے ہین اور خدمات شیطانی بجا لاتے ہین اسطرح جو اشعار
مولوی معنوی قدس اللہ سرہ کی لکھی ہین انکی بھی ما سبق اور ما لحق اور سیاق قصہ سی واضح ہی کہ وہان بہی مورد طعن
ایسی لوگ ہین جنکا آیت کریمہ مین مذکور ہی **قولہ** قسم کہانا اور تاکید کلام جتلانا مومن کے لئی ہی یا کافر کیواسطی انتہی
لالہ جی آپ تو سخت جاہل نکلی آپکو علم معانی اور بیان مین کچھہ بہی دخل نہین کاش آپ نے مقدمہ علم معانی مین بحث
اسناد خبری کی دیکھی ہوتی تو ہرگز یہہ ہفوات واہیات زبان پر نہ لاتے اور ہمکو بھی اسمقام پر شرح اوسکی ضرور نہین
اگر آپکو کچھہ بھی فن معانی مین دخل ہوتا تو ہم نے شک بیان اوسکا کرتے مگر چونکہ آپ اس فن سی نرے بے بہرہ محض ہین
پس آپکے سامنے ان مطالب کا بیان کرنا اندہی کی راہ پر چراغ دہرنا ہی لیکن ہم لالہ جی سی دریافت کرتے ہین کہ
یہہ قضیہ منفصلہ اونکا عنادیہ حقیقیہ ہی یا مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو شق اول باطل ہی کیونکہ جمع بین الجزءین بہی
ممکن ہی اور جب حقیقیۃ الانفصال باطل ہی تو استدلال لالہ جی کا محض بیکار ہی اور اصلا لائق التفات کے نہین اب
فرمائیے لالہ جی آپ نے کیا سمجھکر یہہ مفہوم مردد پیش کیا ہی یہہ تو ایک ذری سی بات مین خود بخود رد ہو گیا ہی اب سرنو
تقریر کو درست کیجئی حقیقت یہہ ہی کہ پیش کرنا منفصلات کا آپ کا کام نہین آپ نے مولانا آل حسن کی دیکھا دیکھی یہہ ہوس
برتی ہی آپ یہہ نہ سمجھی کہ کار بوزنہ نیست نجاری **قولہ** بر تقدیر تسلیم شق اول اصلا احتیاج قسم کی نہین کہ مومن
نے الفور نے تاکید تصدیق کرتا ہی انتہی اگرچہ بسبب انفصال حقیقی کے بعد آپکی تردیدات کا جواب ضرور نہین کیونکہ

جب آپکا استدلال ہی ناتمام ہی تو ایسی بیہودہ کلام مبنی البطلان کے ابطال کیواسطے اور دلائل کا لانا کچھ ضرورت نہین کیونکہ ہم
بھی ہم واسطے اظہار آپکی جہالت کے کچھ مختصرا لکھتے ہین کہ اگر آپکو کچھ بھی دخل علم معانی مین ہوتا تو تاکید موقوف اور
عدم تصدیق تخاطب کے نسمجھتے کتب علم معانی دیکھتے کہ علما اُس فن کے فرماتے ہین کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ تینون
ضربون ابتدائی اور طلبی اور انکاری سکے بسبب مقتضای حال کے ایک ضرب بجای دوسری کے مستعمل ہوتی ہی اور مقتضیات
اوسکی بہت ہین کہ تفصیل اُنکی کتب فن معانی مین مرقوم ہی اہل تفاسیر اوسپر اشارہ کرتے گئے ہین پس آپ جو فرماتے
ہین کہ شق اول پر اصلا احتیاج قسم کی نہین یہہ آپکی سراسر جہالت ہی **قوله** برتقدیر تسلیم شق ثانی سوگند کہانی اور یہہ
جتلانی نادانی اور پشیمانی ہو انتہی یہہ بھی آپکی جہالت ہندوانی اور بیسمجہانی ہی متکلم ذمہ دار اسکا نہین کہ مخبر یا اوغاطب
منکر لیکو کرا دمی البتہ اوسکو ذمہ یہہ ہی کہ تینون ضربون مذکورہ کے مقتضای حال جسطرح پر ہو اوسی ضرب پر خبر کو
صرف بیان مین لاوی تو یہہ کہ لالہ جی بیوقوف کیطرح خلاف مقتضای حال کے بسبب جہالت کے مجنونانہ بڑبڑگا دی **قوله**
کافر ہرگز ایمان نہین لاتا اور تصدیق نہین فرماتا انتہی بیسمجہانی اور غباوت نشانی لالہ جی کی اس کلام سے خیال سے
مسند الیہ واجب التحقیر کہ کافر ہے اوسکو بالفاظ تعظیم یاد کرتے ہین یعنی لکھتے ہین کہ تصدیق نہین فرماتا علاوہ
بران یہہ مقولہ انکا جو موکد بلفظ ہرگز ہی سراسر غلط ہی بلکہ نقیض اوسکی صادق ہی کہ بعض کافر ایمان لاتے ہین علم ہی
مقام پر اس مفہوم مردود پیش کردہ لالہ جی سے کفر اونکی ہی مفروض یعنی برہما جی کا ثابت کرتے ہین کہ ہرگاہ برہما جی
نے افضلیت مہادیو کی باوجود شہادت بیدون کے نکی تو ظاہر ہوا کہ بقول لالہ جی وہ مومن نتھی کیونکہ بقول
لالہ جی کے مومن فی الفور بے تاکید کے تصدیق کرتا ہی پس بحکم ضرورت برہما جی بیدون کے کافر اور منکر ٹھہرے
اور جب وہ ایک زمانہ مین کافر ٹھہر گئے تو پھر ایمان لانا اونکا مطابق تقریر لالہ جی اصلا محتمل نہین کیونکہ بقول لالہ جی
کے کافر ہرگز ایمان نہین لاتا اور تصدیق نہین فرماتا اب ہم لالہ جی سے مطابق اونہین کی تقریر کے دریافت کرتے ہین
کہ اونہون نے جو صفحہ ۴۷ اپر رقم فرمایا ہی کہ ہمارے یہان ابتدا جہاد جائز نہین تو یہہ تاکید اونکی اپنی تابعین کے
واسطے ہی یا مشتبین جہاد کیواسطے برتسلیم شق اول اصلا احتیاج تاکید کی نہین کہ اتباع اونکی بے انکار تاکید تصدیق
اُنکی کرتے ہین اور بر تقدیر ثانی تاکید اونکی نادانی و پشیمانی ہی کہ مشتبین جہاد ہرگز اونکی قول کی تصدیق نہین فرماتے
علی ہذا القیاس اور مواقع مین بھی جہان اونہون نے کلام موکد پیش کیا ہی یہی تقریر اونکی اونکو وبال جان ہی **قوله** یہہ
اتباع عادت فصحا و بلغای عرب فضول و نامعقول ہی بانی قرآن نے کیا وبال آیا تھا کہ کفار عرب کی پیروی بجا لایا
ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ خلل دماغ لالہ جی نے ترقی پکڑی ہی ہرگاہ کہ یہہ امر ظاہر ہی کہ قرآن مجید زبان عرب مین نازل ہوا
ہی پس اتصاف اسکا ساتھ فصاحت اور بلاغت کے اسی سبب سے ہی کہ مطابق ضوابط و قواعد فصاحت و بلاغت لسان
عرب کے ہی اور ضوابط و قواعد مذکور اکثر عقلیہ ہین مثلا قواعد تاکید کے جیسے کہ تفصیل ضروب ثلثہ مین کتب معانی و بیان مین
مبین ہوتی ہین اگر قرآن اُن قواعد کے خلاف ہوتا تو اصلا کلام معجزہ ٹھہرتا اور فصحا و بلغای عرب اُس اعجاز کے

کلام بنانے سے عاجز ہوتے دیکھی کہ جب اکثر عبارات بید کے خلاف محاورہ و خلاف قواعد زبان سنسکرت
کے پائی گئیں تو اوسپر واقفان زبان سنسکرت نے حکم غیر فصیح ہونیکا نافذ فرمایا اور بہت سی بہانات بودی نے انکو
کلام اشخاص غیر و مبادل کا بتایا اور اسیوجہ سے اکثر کی تالیف اور کل کی تالیف ایکزمانہ کی متصور نہوئی چنانچہ مفصل
بحث اسکی اوپر ہوچکی ہی پس غایت قواعد و ضوابط فصاحت کو جو لالہ جی نے ازراہ جہل مرکب پیروی کفار جہا
ہر آئینہ بیوقوفی لالہ جی کی ہی اتباع فصحای عربکا ذکر ہی کیا جس حسن و خوبی کے ساتھہ حسب اقتضای حال رعایت ضوابط
و قواعد فصاحت و بلاغت کی قران مجید میں ہی فصحای عربکی عقول اوسمیں حیران ہیں اور اتباع اوسکا تمامتر انکو
ایسا دشوار ہی کہ ۱۳۰۰ برس سے آجتک ایک سورہ بھی مطابق اوسکی تصنیف ہوسکی **قولہ** اگر خدای محمد کا یہہ حال ہی
تو لازم آتا ہی کہ فصحای عرب کیطرح بت پرستی بھی کرتا ہو وہی انتہی لالہ جی یہہ سبزی منڈی یا بینئے کی ہاٹ نہیں
یہہ مباحثہ علم کلام ہی بیہودہ باتیں آپ منہ پر آپکی آبرو کہوتی ہیں ہمنے بطور فرض محال سب آپکے اقوال
تسلیم کرلئے پھر بھی اسپر کیا دلیل ہی کہ اتباع قواعد فصاحت و بلاغت میں فصحا کی سب باتون کا اتباع لازم آوے کہ
کوئی دلیل عقلی اس ملازمہ پر رکھتے ہو تو بیان کیجئے ورنہ محل مناظرہ میں ایسی یاوہ گوئی سے پرہیز فرمایئے ؏ مجال سخن
تا نہ بینی ز پیش ؛ بہ بیہودہ گفتن مبر قدر خویش ؛ پھر آپکا منہ نظاہر زبان بشر ہی محل گذشتہ نہیں گو کہ آپ نے
اوسکو زیادہ تر بیقدر کر رکھا ہی ؏ آخر آدمزادہ ای ناخلف ؛ چند بیداری تو ایستی را شرف ؛ غور تو فرمایئے کہ
جب آپ فارسی بولتے ہیں تو ہر آئینہ اوسمیں پابندی کلام فصحای فرس مثل حافظ شیرازی اور انوری اور خاقانی
کی کرتے ہیں جب اردو بولتے ہیں تو اتباع میرزا رفیع اور میر محمد تقی اور میر حسن غیر ہم کا فرماتے ہیں اگر آپکا ملا
صحیح ہی تو لازم آتا ہی کہ آپ ملت اسلام کو جو اونکا طریقہ تہا اختیار فرما دیں تجکو آپکے حال پر اختلال پر بڑا
افسوس ہی آپنے ازراہ جہل مرکب ناحق قصد مناظرہ کا فرمایا ابتدا سے انتہا تک دیکہی کہ کوئی تلازم کوئی کلیہ
کوئی قضیہ حملیہ یا منفصلہ آپکا صحیح نہیں بلکہ ازراہ جہالت کے جب کسی قسم کا آپنے استدلال کیا الزام اسکا اپنے
اوپر اولٹا لیا اور مصداق مصرعہ سید بت شکن کا اپنے تئیں خود بنا دیا ہم کہانتک آپکو سمجہا دیں جب سر کشی کی تمہ
یہ سنی تہیا تک کہ خود اپنے اقرار سے اپنے تئیں دہری بنایا پہر ہماری کب سنتے تھے **قولہ** قطع نظر ازین مخلوقات کی قسم
کہانی ایمان ہی یا کفر ان انتہی پہر دیہی میر اس کی بولی بولے بالیقین آپ پر الٹی پڑ لیا کا خلیفہ ہی یہہ تو آپکی لیاقت پر
ایسی ہی جیسی کوئی یہہ کہی کہ لالہ فلانے گدہی ہیں یا گہوڑے ہیں زری نسبت کو کام میں لائے آدمی کا یہہ کام نہیں
کہ آپکی طرح اسقدر بیہودہ گوئی میں مبتلا ہووی فرمایئے تو کہ آپکا یہہ قضیہ منفصلہ حقیقیہ ہی یا مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو
اگر حقیقیہ ہی تو دلیل امتناع منع جمع اور منع خلو کے بیان کیجئے اور اگر حقیقیہ نہیں تو آپ ہی داد انصاف دیجئے کہ کیسا
اپکا استدلال کیونکر تمام ہوا آپنے استدلالات مولانا آل حسن کا تتبع تو کیا مگر چونکہ آپکو فن میزان میں مطلقاً
مداخلت نہیں اپنی اتباع اونکا نہ آیا اور ہر جگہہ الزام جہالت کا اوٹھایا ؏ جسکا کام اوسیکو ساجے ؛ اور

الہی تو مبرا ہے نوع کاربوزینہ نیست ستمگاری ہو گر چہ تو عقل کو کام مین لائی ہوتے ایمان اور کفر کے مسائل
منکشف ہو سکتے ہین نہ خدا تعالی قولہ در صورت تسلیم شق اول کیونکہ محمد صلعم نے قسم ماسوای اللہ کی کہائی
ہی انتہی اگرچہ بسبب تعرض نا تمام ہونے استدلال لالہ جی کے ہمپر اونکے استدلال کا جواب لازم نہین مگر ہم بھی
سوط الجبار لکہی ہی اونکو ہر شق پر مضروب اور مجروح کرنے کیواسطے مستعد ہین مخفی نرہے کہ یہہ قول لالہ جی کا
مبنی ہی اوپر ایک بنا مختلف فیہ کے یعنی ہم یہہ کہتے ہین کہ خدا تعالی مکلف ساتھ احکام شرائع کے نہین اور احکام
شرائع کا مقید اور پابند قرار دینا ہمارے نزدیک کفر اور الحاد ہی لالہ جی کا عقیدہ یہہ ہی کہ قادر مطلق بہی تابع
اور مقید احکام شرائع کا ہی جو احکام کہ شریعت مین واسطے بندون کے ہین وہی اوس قادر مطلق کیواسطے ہی
ہین چنانچہ اسی بنا پر اونہون نے باب تقدیر مین تمامتر یاوہ سرائی فرمائی ہی اور اسی بنا پر شاہ عبد العزیز کے
اقوال پر تشنیع کی ہی اور اسی بنا پر یہان بہی مباحثہ پیش کرتے ہین خلاصہ اونکی تقریر کا یہہ ہی کہ جب قسم مخلوقات
کی خدا کیواسطے جائز ہی تو بندون کیواسطے بہی جائز ہونا چاہیئے مگر یہہ عقیدہ لالہ جی کا مانند اور عقائد کے کفر
عظیم اور جرم جسیم ہے اور بید اور کرشن گیتا کے بہی برخلاف ہی چنانچہ ہم بطلان اس عقیدہ کا سوط الجبار مین
اور دیگر مسائل مین بوجوہ عقلیہ نقلیہ ثابت کر چکے ہین مختصر کچہہ یہان بہی لکہتے ہین برہمارن اپنکہند ججر بید مین
ہے کہ برہم گیانی کو عمل کے سبب فضیلت ہی نہ رذیلت نیک فعال سے اوسکو نتیجہ نیکی کا نہین ملتا اور بد فعالی
سے بدی کا نہ اوسپر کوئی عمل کرنا فرض ہی کیونکہ وہ برہم ہوجاتا ہی اور برہم قادر نیک و بد افعال پر ہی انتہی
اگر مطابق اعتقاد لالہ جی کے احکام شرائع خالق و مخلوق پر یکسان جاری ہووین تو لازم آوی کہ جسطور پر برہم
قادر نیک و بد افعال پر ہی مخلوق بہی ایسی ہی ہووی اور جس طور پر کسی فعل کے سبب خالق پر عیب و قباحت
وارد نہین ہوتی مخلوق پر بہی وارد نہووی اور ہیای چہارم کرشن گیتا مین ہی کہ من نہ در بند اعمالم و نہ خواہش
نتیجہ اعمال دارم انتہی ہر گاہ خود کتب معتبرہ ہنود سی ثابت ہوگیا کہ احکام شرائع کے مخصوص مکلفین کیواسطے
ہین اور قادر مطلق مقید احکام شرائع کا نہین پس تقریر لالہ جی کی مبنی بر جہل مرکب اور مبنی اوپر اصل غلط کے
ہی اور یہی ضرب بید اور کرشن گیتا کی لالہ جی کی دوسری شق پر بہی موجود ہی مخفی نرہے کہ لالہ جی نے ترجمہ جو
صاحب ہدیہ مین خیانت عظیم کی ہی صاحب ہدیہ لکہتے ہین در کلام الہی بحسب عادت فصحا و بلغا تاکید بکلمات ان
و غیرہ وارد شدہ ہمچنان تاکید مضمون کلام بقسم ہم واقع شدہ انتہی لالہ بقدر وزن اُس عبارت کا ترجمہ
ازراہ نافہمی اور غلط کاری یا خیانت پردازی کے اسطور پر کیا قران بزبان عرب جاری ہوا ہی اور عادت فصحا و بلغا کی
عرب ہی کہ بر وقت تاکید مضمون قسم یاد کرتے ہین اسواسطے او تعالی قسم کہاتا ہی اور تاکید مضامین جتلاتا ہی انتہی دوسرا ان
انتہی قولہ قاعدہ ہی کہ قسم اشیاء جلیل القدر کی کہاتے ہین جنکا درجہ مافوق درجہ مقسم ہووی انتہی لالہ جی زبان
کو دایرہ بیجا مین کسی قاعدہ ٹہرایا ہی اور کسکے لئے بنایا ہی قواعد ضوابط مخلوق کا خالق کو پابند ٹہرانا آپ کی

جہالت ہی ہماری ملت کا یہہ مسئلہ ہی ولله سبحانہ ان یقسم بما شاء من مخلوقاتہ تنبیہا علی شرفہ یعنی خدا تعالی کو پہونچتا ہی کہ قسم کہاوی جسکی چاہی اپنی مخلوقات مین سی بنظر آگاہ کرنیکے اوپر شرف اوسکی کی کذا فی مجمع البحار

قولہ اگر ثبوت عظمت اسی پر منحصر ہے کہ اوتعالی اونے چیزون کی قسم کہائی تو خدائی محمدیہ مناسب ہے کہ اشیاء مذکورہ کا سجدہ بھی بجالاوی تاکہ کما حقہ اوسکی عظمت جلوہ فرماوے انتہی لالہ جی آپکو استعداد فہم عبارت صاحب ہدیہ کی تو ہی ہی نہین پھر آپ کیا منہ لیکر اوسپر آمادہ اعتراض ہوئی ہین صاحب ہدیہ کی عبارت یہہ ہی کہ مہنہ مخلوقات ومصنوعات اند وعظمت وعزت مخلوق بر عظمت وعزت خالق دلالت میکند انتہی صاحب ہدیہ نے یہہ کہان لکہا ہی کہ ثبوت عظمت باریتعالی منحصر ہی اوپران چیزون کے جنکی قسم کہائی ہی پھر آپکا یہہ شرطیہ کہ اگر ثبوت عظمت الخ کس قسم کا ہی آیا لزومیہ ہی یا اتفاقیہ اگر اتفاقیہ ہی تو آپکی جہالت ہی کہ محل استدلال مین قضیہ اتفاقیہ کو لائی ہین اور اگر اوسکو لزومیہ سمجہہ ہی ہو تو دلیل ملازمہ کی پیش کیجئی بلا دلیل تو ہم بقول الشیخ حکیم کے برہما کا قول بھی تسلیم نکرینگے اور یہہ جواب بطور دلیل کے لائی ہین تاکہ کما حقہ عظمت جلوہ فرما وہی یہہ دلیل لزوم کی نہین بلکہ ایک قضیہ غلط ہی عظمت اوسکی غیر متناہی اور محصور نہین اور ادراک اوسکا کما حقہ امکان سی باہر ہی پس جو چیز کہ ادراک اوسکا ممکن نہین اور ظہور اور انکشاف اوسکا ہمارے افہام اور اذہان پر حیز امکان سی خارج ہی آپ اوسکی ایجاب کا کسطرح دعوی کرتے ہین غرضکہ کوئی مقدمہ کوئی دلیل کوئی قول آپکا صحیح نہین مقدمات آپکے سب واہیات اور استدلال آپکا سراسر غلط خیال دعاوی آپکے سب باطیل اسناد آپکی سراسر مہمل کوئی بات آپکی خالی جہالت ہندوانہ سی نہین غلبہ مالیخولیا کے سبب زمام اختیار آپکے ہاتھہ مین نہین ہم کہانتک آپکی عنان گیری کرین ع تم ہی کہجروکے تو حق مین یہہ مثل سیدہی ہی کہ اونٹ رہی اونٹ تیری کونسی کل سیدہی ہی جناب لالہ اندرمن صاحب آپکو شرم نہین آتی جس چیز کے لزوم کا دعوی باطل آپ خدای عالم پر کرتے ہین وہ چیز تو خود آپ ہی کی کتب معتبرہ سی آپکی خدای مفروض کی نسبت ایسی ثابت ہوتی ہی کہ آپکو گنجایش انکار کی نہین سکتہ پوران کے اوپنیاہی آہ دیکہی کہ کشن جی جنکو آپ جلیہ اکہتی ہین فرماتے ہین کہ من پرستش مہادیو جی مینمایم انتہی ساخت پر سیاس نفصل راج دہرم مین مذکور ہی کہ سریکرشن نے کہا کہ مین از روی اعتقاد کے پرستش برہمنون کی کرتا ہون اور از روی اعتقاد کے ہر صباح سینہ پر ہاتھہ رکہکر ہزار مرتبہ مہادیو کے نام کی تسبیح کرتا ہون مہابہارت مین راجہ محچندر کے قصہ مین لکہا ہی کہ جب برہما واسطی شہادت عفت سیتا کے آئی تو رامچندر اونکی تعظیم کو باادب کہڑی ہوگئی انتہی اور ہم پرب مہابہارت مین ہی کہ کرشن حق تعالی را پرستش کرد وسجدہ تعظیم پیش آفتاب و آتش بجا آوردہ بجا کوروان روانہ شد انتہی غرض اس قسم کی اور بھی صدہا مقامات مین تصریحات موجود ہین اب لالہ جی فرمادین کہ مخلوقات کے سامنی سجدہ کرنے کے لزوم کا جو دعوی باطل ازراہ جہل مرکب کرا وپر خداوند عالم کے کرتے تھی اونکی خدایان مفروضہ سی وہ حرکت حسب شہادت کتب معتبرہ ہنود عیاناً وقوع مین آئی سجدہ تعظیم تو کلیظر اہون

سے تو پرستش مخلوقات کی کی جیسا کہ تصریحات مذکورہ سے صاف ثابت ہی پس ہرگاہ کہ پرستش کرنا برہمنون اور مہادیو
وغیرہ مخلوقات کا اور سجدہ کرنا اونکی سامنے خدایان منفردہ ہنود سے ظہور مین آیا تو لالہ جی کس منہ سے خداوند عالم پر
اوپر بناہی قسم کہانے مخلوقات کے اعتراض کر سکتے ہین ع الا بوجہ لیس فیہ حیاء ہو اور مفصل بحث اسکی جلد اول
سوط الجبار بحث اوتار مین مرقوم ہی اور وہ بحث ہر آئینہ قابل ملاحظہ ہی **قوله** قطع نظر ازین جبکہ قسم مخلوقات
عظمت خالق پر دال ہی تو انسان کو کسواسطی محمد صلعم قسم ماسوی اللہ سے مانع آئے انتہی آپنے اس قطع نظر مین تمام
عبارت مردیہ سے قطع نظر فرمائی انہون نے کہان لکھا ہی کہ قسم مخلوقات عظمت خالق پر دال ہی ذری چشم
بصیرت کو کام مین لائیے ایسی اندھی بہری نہ بنجائیے پہر عبارت مردیہ کو ملاحظہ فرمائیے اور اپنی جہالت اور وقاحت
پر کچھہ تو شرمائیے **قوله** خوب بات ہی کہ اگر اوتعالی اپنی مخلوق کی سوگند کہاوی تو اوسکی عظمت پر دلالت کیجاوے اور اگر
انسان سوگند زبان پر لائے تو مشرک ہو جاوے انتہی چونکہ ظاہر ہے کہ آدمی جو قسم کے ساتھہ کسی کلام کو موکد کرتا ہی تو علاوہ
تاکید مضمون کلام اکثر یہہ بھی منظور ہوتا ہی کہ مقسم بہ کو مالک نفع و ضرر اپنی کا تصور کر کر اوسکو وکیل و کفیل صدق اپنی
کلام کا ٹھہراتا ہی اور ظاہر ہی کہ ذات واجب الوجود نفع و ضرر سے مبرا ہی پس اوسکا کلام جو مذکر قسم واقع ہوگا اوسمین
بجز تاکید مضمون کلام کے اور کچھہ احتمال نہین اور ظاہر ہی کہ بحسب اعتقاد اہل اسلام کے نفع و ضرر عباد کا مالک حقیقی بجز
خدای تعالی کے اور کوئی نہین اور در صورت قسم کہانے غیر کے یہہ شائبہ پیدا ہوتا ہی کہ قسم کہانیوالے نے مالک حقیقی نفع
و ضرر کا اوس غیر کو سمجھا ہو لہذا غیر خدا کے قسم کہانے کی نہی وارد ہوئی اور چونکہ بہ نسبت خدایتعالی کے یہہ شائبہ نہیں
اسلیے اوسکو پہنچتا ہی کہ جسکی چاہے قسم یاد کرے مگر لالہ جی یہہ فرماوین کہ کیا خوب بات ہی کہ کشن جی نرید اسر اور کشن جی
گوپیون سے مباشرت اور معاشرت فرماوین تو باوجود فسق و فجور مبرا عیوب اور ذنوب سے ٹھہرائی جاوین اور اندر اور
برہسپت وغیرہ ہماری جیسے حرکت ظہور مین آوے تو اونپر الزام زنا اور فسق کا لگایا جاوے اور سزا کو پہنچایا جاوے ایک
ہیچمدانی لالہ جی کی قابل بیان ہی کہ فرماتے ہین کہ دلالت کیجاوی ظاہرا معنی دلالت کے اونکو ابتک معلوم نہین کیونکہ اسکو
مفعول مالم یسم فاعلہ فعل مجہول کا ٹہرالا ہی مگر چونکہ دلالت لغت عربی ہی اور لالہ جی فہم لغات عربیہ سے معذور ہین
لہذا اس غلط کاری مین مجبور ہین **قوله** واللہ قرآن کے جملہ فقرات قسمیہ صریح دال ہین کہ قرآن حسب زعم حضرت محمد ہی انتہی
ہمکو اس مقولہ کا رد ضرور نہین اسکی ابطال پر ہم عبارات بیس برن فخر ہندوان زمن ہمعصر آپ ہی مین لالہ اندرمن
صاحب کے بلفظہا نقل کرتے ہین صفحہ ۱۰۷ صولت ہند قاعدہ ہی کہ ہر کاذب بار بار سوگند یاد کرتا ہی کہ لوگون کے
دلمین اپنی صداقت جمائے پہر کیفیت قسم کہانیوالے کی بات قابل اعتبار نہین کہ لا تطع کل حلاف مہین الایہ دیکھا لالہ جی
آپنے اعجاز قرآن اور غیرت اور عظمت بیت دیکہا کہ جہان کہین آپنے سر اوٹھایا ہی اوس خدای غیور نے آپ
ہی کی جوتی سے آپکا سر دبایا ہی اور آپکو نہایت ذلیل بنایا ہی **قوله** بحسب عادت محاورہ خود آفتاب و مہتاب
وغیرہ کی سوگندین کہلوائی ہین انتہی لالہ جی تمنا انداز و دغابازی اور خیانت پردازی کے باتین تو بہت بنائی ہین

مگر چونکہ نیوے اصل مصحف مین ہرگز نہین آئی ہین یہہ بات کہتی ہوئی شرم آئی جہوٹ بولکر اپنی اور اپنی پیشت
کی کریا خراب کرائی محمد صلعم کی ہرگز عادت نہ تہی کہ ماہتاب اور آفتاب کی قسم کہاوین چنانچہ محمد بن اسمعیل بخاری نے
اور سب صحاحین نے روایت کرتے ہین اکثر ما کان النبی صلعم یحلف لا و مقلب القلوب **قولہ** چنانچہ خود صاحب
ہدیہ واعجاز نے لکہا ہی کہ عرب تعظیم و عظمت آفتاب وغیرہ بجالاتے تہی اور اونکی قسم کہاتے تہی انتہی صاحب ہدیہ نے
تو یہہ مضمون نہین لکہا ہی اور یہہ سراسر لالہ جی کا افترا ہی البتہ صاحب اعجاز نے رقم کیا ہی مگر اس سے مدعا لالہ جی کا
ثابت نہین ہوتا ہی کیونکہ دعوی لالہ جی کا یہہ ہی کہ محمد صلعم نے بحسب عادت ایسی قسمین کہائی ہین اور دلیل اوپر
یہہ لائی ہین کہ عرب تعظیم و عظمت الخ عادات عرب سے اوپر عادات جناب رسول مقبول صلعم کے استدلال علی الخصوص ایسی
عادت مین کہ جسکو بتصریح تمام ممنوع قرار دیا ہو سراسر جہالت لالہ جی کی ہی **قولہ** محمد صلعم عادی قسم تہے یہہ
بات حدیث سے ثابت ہی مثلا ربع سوم مشکوۃ مین حدیث ابو داؤد سے نقل ہے کہ محمد صلعم نے اپنے والد بزرگوار
کی سوگند کہائی انتہی یہہ افترا لالہ جی کا ہی کہ اپنے والد بزرگوار کی قسم کہائی اسلئے کہ حدیث ابو داؤد مین یہہ
کلمات واقع ہین افلح وابیہ ان صدق اور معنی اسکی یہہ ہین کہ نجات پائی اس مرد نے قسم ہی اوسکی باپ کی
اگر سچا لفظ اب جسکی طرف مضاف ہی وہ ضمیر غائب کی ہی لالہ جی نے ازراہ جہل مرکب کے ترجمہ ضمیر غائب کا لفظ
متکلم سے کیا یا عمدا ازراہ خیانت سے یہہ کہا چونکہ وہ علم عربی مین کچہہ دخل نہین رکہتے اور خیانت پردازی
اونکی جبلی قوم ہی پس ہر آئینہ مجبور ہین آمدم بر سر مطلب کہ عادی ہونا قسم کا اسکا نام نہین کہ اتفاقیہ زبان پر کوئی
لفظ آجاوی اور ظاہر ہے کہ یہہ معاملہ ورود نہی سے پہلے کا ہی پس کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا **قولہ**
کیا سبب ہے کہ اگر انسان قسم مصنوع کی کہائی تو مشرک ٹہرایا جاوی اور اگر خدا سوگند مصنوع پر اقدام
فرماوی تو سوگند صانع قرار پاوی انتہی یہہ تقریر لالہ جی کی مبنی اوپر جہل مرکب کے ہی اونکے نزدیک ظاہرا
یہہ ٹہرا ہے کہ جمیع احکام جو واسطی عباد کے ہین معبود بھی اونکا مکلف ہی حالانکہ یہہ اصل اونکی مبنی بر خطار
اور کفر اور الحاد کے ہی مین حیران ہون کہ جب تارک اپنکہہ اتہرین بید مین صاف یہہ لکہا ہی کہ عالم متقی
اوم کے ہاتہہ سے اگر کوئی برہمن یا سور یا بحیلہ دیگر مقتول ہو جاوی اور اسقاط حمل وقوع مین آوی تو کسیکو نہین
پہنچتا کہ اوسپر یہہ اعتراض پیش آوی اور اگر اور کسی کے ہاتہہ سے ایک جانور بہی مر جاوے تو واجب ہی
کہ وہ سزا پاوی اسیطرح ارشاد کیا ہی کرشن گیتا مین ہی کہ جو سمجہتا ہی کہ مین فاعل کسی فعل کا نہین اگر
تمام اوسکی ہاتہہ سے قتل ہو جاوی تب بھی وہ مجرم نہوگا نرسنگہہ اتر تاپنی اپنکہہ اتہرین بید مین ہی کہ
ایسی شخص سے اگر اتفاقا کوئی خطا سرزد ہو تو وہ گنہگار بہی نہین ہوتا کہ وہ شہوت و غضب سے
کوئی فعل نہین کرتا اور سوای ایک کے دوسرا نہین دیکہتا ہی کیتول اپنکہہ اتہرین بید مین ہی کہ ایسی
سمجہہ والے کو گناہ اور ثواب کسی حرکت نفسانی اور بشری سے نہین ہوتا لیکن جسکا دل ایسا نہو اور زبان

ایسی نہ ہووے ایسا نہین انتہی جب تمام مخلوقات مین باہم مطابق تصریحات بید کے اسقدر تفاوت پایا جاتا ہے تو جو ہندو کہ خالق و مخلوق کو احکام مین برابر ٹھہراتا ہے بیشک اشد جاہل اور اپنی عاقبت سے غافل ہے **قولہ** پہر کیف اول تو خدا کو احتیاج سوگند ہی نہیں ہے آپکے اس پہر کیف سے ظاہر ہوا کہ ثنا آپکے نزدیک بعض امور ایسے بہی مین کہ انکی طرف خدا کو احتیاج بہی ہے ورنہ ایجاد قسم پر معترض ہونا اور ایجاد و اوستہا اور عزاز نکرنا کیا معنی اور ہرگاہ وہ عقیدہ نہایت درجہ کے فساد مین ہے پس ہمکو آپکی بیہودہ تقریر کا جواب دینا ضرور نہین صرف اسقدر کافی ہے کہ ہم آپکو ہدایت کرین کہ ہماری تحریرات سابقہ کیطرف رجوع کیجئے **قولہ** فقرات قسمیہ قرآن سے لازم آتا ہے کہ محمد صلعم نے گفتار پروردگار پر اعتبار رکھا اور اوسکو بزار کیا انتہی لالہ جی سمجھے یہ نیا افترا ہوا کہ کے زیادہ تر اپنی تئین ذلیل و خوار کیا ملازمہ پر نہ کسی حجت عقلی کا اظہار نہ کسی دلیل نقلی سے استشہار کیا **قولہ** کیونکہ فقرات قسمیہ مین مخاطب محمد صلعم ہین انتہی اس دلیل سے ملازمہ ثابت نہین ہوتا بلکہ یہہ عین دلیل جہالت لالہ جی کی ہے اول تو یہہ قول اونکا کہ آیات قسمیہ مین مخاطب محمد صلعم ہین غلط ہے بہت آیات مین مخاطب کفار انام ہین ثانیا یہہ کہ جہان جہان خطاب خاص بطرف پیغمبر صلعم کے ہے وہان بہی مقصود تبلیغ بالفاظ تاکید بطرف جمہور خلائق کے ہے سوم یہہ کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ کل تینون ضربون یعنی طلبی اور ابتدائی اور انکاری کے بروفق مقتضای حال ایک کو بجای دوسری کے استعمال مین لانا مقتضای بلاغت ہے پس مجرد قسم اور تاکید کلام سے لازم نہین آتا کہ مخاطب منکر ہی ہو اگر لالہ جی کو کچہہ بہی مداخلت علم معانی مین ہوتی تو ایسی ہذیان سرائی مین مبتلا نہوتے اور اپنی آبرو اہل علم کے روبرو نہ کہوتے شاید کہ لالہ جی نے حال انبیاء برحق کو اوپر بہی مفروضات اپنی یعنی برہما کے قیاس کیا کہ جس طرح پر برہما نے گفتار خدای مفروض پر اعتبار نفرمایا اور بسبب اسکی آتش غیظ کردگار کو بہڑکایا کہ بدولت اوسکی پانچوان سر بہی کہوایا مگر اسپر بہی یقین نہ آیا اسی طرح پر احوال انبیاء برحق بہی اونکی خیال فاسد مین آیا اسکند پران کاشی کہنڈ کے ادہیای ۳۱ مین مرقوم ہے کہ جب برہما نے دیوتون سے کہا کہ بزرگ اور مالک اور پیدا کرنیوالا اور پرورش اور فنا کرنیوالا سب موجودات کا مین ہی ہون سب میری پرستش کرو تو بجردشنی اس کلام کے مہادیو نے بسبب غیظ سرد دونو آنکہین سرخ کر کے کہا کہ اے برہما تو ایسی تکبر کی بات کہتا ہے مین جانتا ہون کہ تیری برابر کوئی نادان نہین پیدا اور پرورش اور فنا کرنے والا عالم کا مین ہون اور بیچون اور بے چگون ہون میرے حکم سے تو پیدا کرتا ہے اور پہر مین فنا کرتا ہون میرے حال سے تو واقف نہین کہ ایسے حرف زبان پر لاتا ہے برہما نے کہا کہ تمہاری پیدائش بہی مجہہ سے ہی ہے یہ نیل و بتال سنکر چارون بید جو حاضر تہے انہون نے جدا جدا دیوتون کے روبرو بیان کیا کہ جو شخص پیدا کرنیوالا اور فنا کرنیوالا اور باد ریب اشیاء ہے

اور مالک کل موجودات کا اور حاکم ہی یہی مہادیو ہی برہما نے کہا کہ اے چارون بید و تم کسطرح مہادیو کو مالک کل
جانتے ہو تمام بدن پر خاک ملی ہوئی ژولیدہ مو سب دنیا کو ترک کرکے پاربتی کے ساتھہ رہتا ہی آمین کونسی وضع پرم
برمھہ یعنی خدا تعالی کی پائی جاتی ہے کہ اوسکو مالک عالم قرار دیتے ہو اسی ضمن مین ایک نقطہ نے کہ سر ہر چیز
ہے کہا کہ اے برہما جی یہہ تصویر مہادیو کی واسطے نمود کے ہی ورنہ پرم برمھہ یعنی خدا تعالے مین اور پاربتی
قدرت کاملہ اونکی ہے اور ذات لایزال اور منزہ یہی ہی یہہ سب کچہہ برہما نے سنا مگر دلمین ہرگز یقین
نہ آیا فی الحال ایک تجلی نور کی ظاہر ہوئی اور پانچوان سر برہما کا کہ اوپر تہا جلا دیا اور آواز دی کہ اے
برہما تجہہ مین اور تم مین کچہہ تفاوت نہین برہما اسکی سننے سے آزردہ ہوا اور بولا کہ مین جانتا ہون کہ تم
میری دونو ابرو سے پیدا ہوئے تھے پہر دیناتہہ نے ہاتہہ کی انگلی سے یک سر برہما کا کہ اوس سے مذمت مہادیو
کی کی تہی کاٹ ڈالا انتہی ماشاء اللہ نبی منکر ہو تو ایسا ہو کہ سر کٹوا لے اور کلام خدا پر یقین لائے یہان سے
ایک امر اور بہی ثابت ہے کہ بیدونکو کفر و شرک پر بہت اصرار ہے کیونکہ مہادیو کو جو مطابق اقرار لالہ اندرمن
نہ پروردگار ہین نہ پروردگار کے اوتار ہین اونکو پرم برمھہ یعنی خدا تعالی بیچون اور بے چگون بتاتے ہین
پس اس سے زیادہ کفر و شرک کیا ہوگا **قولہ** قطع نظر ازین قسم کہانا ممنوع ہے یا مشروع ہے انتہی یہہ قطع نظر
اعادہ قطع نظر سطر ۲ صفحہ ۷۰ کا ہی پس ظاہر ہوا کہ مدعا لالہ جی کا محض مشاغبہ ہے نہ مناظرہ کہ ایک
بات کو ایک ہی بحث مین کئی کئی قطع نظرونمین مکرر لکہا ہی اگرچہ لالہ جی کیطرف سے جو مضمون مکرر پیش ہو
پہر جواب واجب تہا مگر چونکہ ہم یہان اونکو اور وجوہ و براہین سے سوا ہی براہین سابقہ کے ساکت کر چکے
لہذا یہان بہی اونکی تکرار کیطرف متوجہ ہوئے ہین یہہ قول کہ قسم کہانا ممنوع ہے یا مشروع نہایت مہمل
قضیہ ہے دریافت نہین ہوتا کہ مراد اونکی کیا ہی آیا مراد یہہ ہی کہ قسم کہانا ہر کسیکو یعنی خدا تعالی اور مخلوق کو
ممنوع ہے یا یہہ کہ صرف خدا تعالی کو یا یہہ کہ آدمیونکو پہر یہہ بہی نہین دریافت ہوتا کہ آیا مراد ممنوع سے
ممنوع عقلی ہی یا ممنوع شرعی یا یہہ کہ ممنوع سے مراد تو ممنوع عقلی ہے اور مشروع سے مراد مشروع شرعی
یا کچہہ اور مدعا ہے ان شقوق پر تقریر لیاقت لالہ جی کی مبنی اوپر جہالت لالہ جی کے ہین کیونکہ اگر شق
اول ہے تو لالہ جی نے جو دو شقون مین حصر کیا ہے اور قضیہ منفصلہ کو بطور منفصلہ حقیقیہ عنادیہ کے لکہا
ہی غلط محض ہے کیونکہ یہان اور شقوق بہی پیدا ہوتے ہین کہ منجملہ اونکی ایک یہہ شق ہی کہ نہ عموماً ممنوع ہے
نہ عموماً مشروع ہی اور یہہ شق لالہ جی نے تحریر نہین فرمائی نہ اوسکے ابطال پر کوئی برہان قایم کی پس باطل
ہوا استدلال لالہ جی کا اور تقریب تمام ہوئی اور اگر شق ثانی ہی تو ہم لالہ جی سے دریافت کرتے ہین کہ مراد
اونکی ممنوع اور مشروع سے ممنوع اور مشروع شرعی ہی یا ممنوع اور مشروع عقلی یا ممنوع عقلی اور مشروع
شرعی یا بالعکس اگر ضرب اول ہے تو لالہ جی سخت بیوقوف ہین کہ قادر مطلق کو مقید شرایع قرار دیتے ہین اور

بطلان اوسکا اوپر مبین ہو چکا ہی علاوہ بران اگر بالفرض ہم یہہ کہین کہ مسئلہ دم شرعی ہی تو کیا
قباحت لازم آئی اور یہہ جو لالہ جی اس شق پر لکہتے ہین کہ کیونکر لوگونکو منع کیا یہہ دلیل امتناع شرعی
کی نہین ہو سکتی کیونکہ ظاہر ہے کہ احکام شرعی اکثر ایسے ہین کہ محض آدمیون کے ساتہہ ہین بلکہ دو
صنفون مین باہم متفاوت ہین مثلا مردون کے حق مین اور طرح پر ہین اور عورتون کے حق مین اور
طرح پر برہمنون کے حق مین بید کا پڑہنا اور نصیحت اور تعلیم عموما جائز ہے اور برابر بیٹہنا برہمنون کے
برہمن کو روا ہے سودر اگر برہمن کی برابر بیٹہہ جاوی یا برہمن کو نصیحت فرماوی تو بموجب منوشاستر کے
جسکی تصریح اوپر گذر چکی سزا پاوی پس جب بحسب اختلاف انواع اور اصناف کے احکام شریعت متفاوت
ہین تو یہہ دعوی کہ احکام شرع اوپر خالق اور مخلوق کے یکسان نافذ ہونے چاہئین عین جہالت ہی
علاوہ بران ابتک لالہ جی نے از روی بید کے ثابت نہین کیا کہ حکم شریعت کا خالق اور مخلوق پر یکسان
جاری ہونا چاہئے پس سب جہہ دلیلین لالہ جی کی یاوہ گوئیان اونکی ہین کہ عقل و نقل کے خلاف ہین اور اگر
ضرب ثانی ہے تو ہم کہتے ہین کہ شروع عقلی ہی یعنی عقلا ممتنع نہین اور ہرگاہ کہ لالہ جی نے کوئی دلیل اوپر امتناع
عقلی کے قائم نہین کی پس سب ہرزہ گوئی لالہ جی کی اصلا لایق التفات نہین اور باقی ضروب مین قضیہ منفصلہ لالہ
جی کا حقیقیہ نہین پس اس استدلال مین بہی جہالت لالہ جی کی مثل اور استدلالات کے مانند شمس نصف النہار
کی عیان ہے اور شق ثالث مین کچہہ بحث ضرور نہین کیونکہ یہان بحث قسم خدا تعالی کی ہی نہ قسم آدمیون
کی **قولہ** واہ واہ خدای محمدیہ خود قسم کہاتا ہی اور لوگون کو قسم سے مانع آتا ہی پس اوسکی شان
مین مصرعہ گلستان چسپان ہی ع اوخویشتن گم است کرا رہبری کند اقول لالہ جی کیا واہ واہ
کرتے ہو کوئی دم گذرتا ہی کہ اولٹی شانین بہر دوگے اور بجاے واہ واہ ہاے ہاے کروگے ترجمہ
بہاگوت مطبوعہ لارنس پریس ۱۸۶۶ء اسکندہ دہم ادہیاے ۳۳ مین لکہا ہی کہ جب راجہ پرچہت نے
سکہدیو مُنی سے قصہ معاشرت اور مباشرت کرشن کا گوپیون کے ساتہہ اور معاملہ فسق و فجور نا محصور کا
سُنا تو بولا عبارتہ بلفظہٖ سکہدیو جی ایک بڑا اشتجرج ہے بید اور سمرتی جنکے کہے ہوے اور پار برہم
بہگوان کہلاتے ہون اور دہرم کے ہیت اوتار دہارن کرین اونکے تئین ایسا کارج کیونکر مہا پاپ کو
ساری بید نکہد کہتے ہین یعنی ایسا یہہ سکہدیو جی بڑا تعجب ہی کہ بید اور سمرتی جنکے اقوال ہین اور خدای اعلے
کہلاتے ہین اور دہرم کیواسطے اوتار لیتے ہین اونکو دل کو ایسا کام کیونکر خوش آیا کہ جسکو ساری بیدون
نے نہایت گندہ اور خبیث کام ٹہہرایا ہی خلاصہ اس تقریر راجہ پرچہت کا مطابق اصول لالہ مذہن
کے یہہ ہے کہ جب کرشن جی کا یہہ حال ہے کہ از سر تا پا بحر فسق و عصیان مین ڈوبے ہوے ہین
اور وہ کام کرتے ہین کہ بیدون کی رو سے نہایت مذموم اور خبیث ہین پس بحکم آنکہ چون کفر از کعبہ برخیزد

کی رکھوالی وہ حامی دین کے کیونکر ہوسکتی ہین ع نگند جو ہیشہ سلطانی کہ دنیا بذرگرگ چوپانی
ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند غرضکہ جب یہہ اعتراض راجہ پرتچہت نے پیش کیا تو سہر سکھدیو
مُن کہتے ہین ہی راجہ پرتچہت اُس پار برہم جوتی سروپ پرمیشر کی اُنکا وہ گت ہی کوئی پا نہین سکتا
پہر بھی راجہ گوپیکا اور کرشن مین کچہہ انتر نہین تھا آپ ہی کرشن اور آپ ہی گوپیکا روپ تھا کہ جنکے
ارتھہ پرتھتا تج کے کریا کری اور اپنی شکت کو پرگھٹ کری جتنی وہ گوپی تہین اُتنی ہی کرشن ہو گئے
تھے اونکی گت وہی جانے یہہ ترا جان اور دیوا اور مُن اوسکی گت کو نہین پا سکتے اور ہے راجہ اس
بات کو بچار کر دیو جگت کے نشے راجہ ہوتے ہین اونکے من کا بھید پایا نہین جاتا آنکا بھید کون پاسکے
وہی ساری جگت کے کرتا ہین اور جنکی آد اور مدہ اور انت نہین اونکو کون کلنک لگا سکتا ہی اور دیکھو
اونکی گت مین بھرم بھرم شبہہ رہتی ہین اور جن مہاراج کو لوکناتھہ کی لیلا ساری پاپ اور تاپون کے
نورت ہونے کے کارن تمکو سروان کرائی ہی اونکو کون کلنک لگا سکتا ہے اور بہولکر کے اونکے
کہیل مین سندہ لاؤنا جوگ نہین اور دوکہہ ادکرم اسی جگت کے بیشے مین پربہو کو کچھ پاپ ہی نہین راجہ
میرے من مین بڑا اچرج آوتا ہے تمسا گیانی اور بدہ وان کیون بہرم مانے تم کچہہ سندہ من مین مت
لاؤ اور ایسی بات کہنے جوگ نہین بھگوان کی لیلا انت اور اپار ہے بید و شاستر اوسکا پار نہین
پاوتے ہین انتہے خلاصہ مدعا یہہ ہی اے راجہ پرتچہت خدا تعالی کی بے پرواشان ہر کوئی اوسکو
پا نہین سکتا اے راجہ گوپیون اور کرشن مین کچہہ مغایرت نہین آپ ہی کرشن تھے اور آپ ہی گوپیون
کے بھیس مین تھی کہ جنکی خاطر خدائی چہوڑکر ٹرا یعنی کہیل کیا تھا اور اپنی قوت کو ظاہر کیا جتنی گوپیان
تہین اوتنی ہی کرشن ہو گئے تھے اونکی شان وہی جانین اور کوئی دیوتا مُن نہین پاتا اور اے راجہ
یہہ تو سوچکر کہ جو کوئی دنیا کا راجہ ہوتا ہے اوسکے دل کا بھید پایا نہین جاتا پہر انکا بھید کون
پا سکے وہ تو سب عالم کے مالک ہین اور جنکی ابتدا اور انتہا نہین اونپر کون گناہ عاید کر سکتا ہے
جنکا حال گناہ دور کرنے کیواسطے تمکو سنایا اون پر کلنک کون لگا سکتا ہے اور بھول کر بھی اونکے
کہیل مین شک کرنا لائق نہین اور بدکاری اور نیکوکاری تو اس دنیا والون کے کام ہین
خدا پر کچہہ گناہ نہین راجہ میرے دل مین بڑا تعجب ہی تم سا عقلمند اور عارف کیون یہہ سوچ کرے
تم کچہہ اندیشہ نکرو ایسی بات کہنے کے لائق نہین خدا تعالے کے افعال اور اقوال دور ہین
بید اور شاستر بھی وہانتک نہین پہونچتی انتہے جب یہہ حال منکشف ہوا تو اب لازم آیا کہ مہاراج

پس ہرن اپنے معبود مفروض کی حالات پر توجہ تام فرما کر زبان پر لاوین کیا ہی خدا ہے ہنود
محرمات اور ممنوعات اور اعمال خبیثہ کو عمل مین لاتا ہے اور اوروں کو اس سے منع فرماتا ہے پس
اسکی شان مین یہہ مصرعہ صادق آتا ہے ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ یہان سے
کئی امر ثابت ہوئے ایک یہہ کہ جو کام بندون کے حق مین قبیح اور نامشروع ہو ضرور نہین کہ خدا
کے حق مین ناجائز اور ممنوع ہو پس ثابت ہوگیا مدعا ہمارا اور باطل ہوگئین سب تقریرین لالہ جی
کی دوسرا یہہ کہ اصول ہنود پر یہانتک تاکید ہے کہ جو امور عقلاً اور نقلاً خدا پر محال اور ممتنع
ہین مثلاً مباشرت اور معاشرت ساتھہ عورات کے اگر صدور ان کا بھی خداتعالی سے پایا جاوے
تو اوسپر اعتراض کرنا لائق نہین پس جو امور کہ ممتنع اور محال نہین اونکی بنا پر جو لالہ صاحب خدا
تعالے پر معترض ہوتے ہین مطابق نصیحت بہاگوت کے کمال نالائقی لالہ جی کی ہے تیسرا یہہ کہ گوپیان
اور کرشن مین کچہہ تفاوت اور مغایرت نہین پس لازم آتا ہے کہ گوپیان بہی حسب اعتقاد ہنود کے
اوتار اور عین آلہ ہنود چہہا کہ فعلیت ذات کرشن سے پائی گئی چنانچہ یہہ قول جنکے ارتبہ پر پہنچا ہم نے
یعنی پرتہوین یعنی الوہیت چہوڑ دی اور جب انفکاک الوہیت ذات کرشن سے ثابت ہوا تو الوہیت
ذاتی اور حقیقت کرشن کی نہ ٹھہری کیونکہ جو شی کہ ذاتی اور حقیقت ہوتی ہے انفکاک اوسکا ہر آئینہ
ممتنع بالذات ہے پس باطل ہوا قول لالہ جی کا جو اوتارون کے باب مین بتکرار رقم فرمایا ہے
کہ الوہیت ذاتی و حقیقی اوتارونکی ہے **قولہ** بتایا جاتا ہے کہ محمد قرآن غیر ہے اور مالک زمین
و آسمان غیر ورنہ اسطرح سے ایسا کہتا کہ مجکو پروردگار آسمان و زمین کی قسم کہ محمد اہہ
یہہ حماقت لالہ جی کی اور جہالت اونکی ہے علم بدیع سے کیونکہ خلاصہ مدعا لالہ جی کا یہہ ہے کہ
بجاے رب المشارق و المغارب کے یہہ فرماتا کہ رب نفسی یعنے مجکو اپنی قسم ہے الفاظ متکلم
سے جو عدول ہوا اور لفظ غیبت کلام ملین آیا اس سے واضح ہوا کہ مدلول کلمات غیبت اور
ہے اور متکلم اور ہے حالانکہ یہہ محض نا واقفیت لالہ جی کی علم بدیع سے ہے اسلیئے کہ علم بدیع
مین تصریح کی گئی ہے کہ عدول غیبت سے بطرف خطاب و تکلم کے اور خطاب سے بطرف
غیبت و تکلم کے اور تکلم سے بطرف خطاب و غیبت کے منجملہ انواع کلام کے ہے اور نام اسکا
التفات ہے اور کلام فصحا مین بہت واقع ہوتا ہے امرء القیس سے ۔ تطاول لیلک بالاثمد و
نام الخلی ولم ترقد و بات و باتت لہ لیلۃ کلیلۃ ذی العایر الارمد و ذلک من نبا جاءنی و خبرتہ

ابطال الوہیت ذاتی اوتاران

عن ابی الاسود ہی ت آمن تذکر جیران بذی سلم ہو مزجت دمعا جری من مقلۃ بدم ہو یالائمی فی ہوی
العذری معذرۃ ہو منی الیک ولو انصفت لم تلم ہو ابو الطیب ت من الجاذر فی زی الاعاریب ہو حمر الحلی
والمطایا والجلابیب ہو ان کنت تسئل شکا فی معارفہم ہو فمن بلاک بتسہید و تعذیب ہو ازورہم و سواد اللیل
یشفع لی ہو وانثنی وبیاض الصبح یغری بی ہو اور زبان عربی مین یہہ امر بہت شایع ہے کہ جب متکلم اپنے
تئین اپنی کسی صفت کے ساتھہ بیان کرنا چاہتا ہی تو اکثر اوقات لفظ تکلم سے عدول کرکے بلفظ غایب
بیان کرتا ہی ع بنحو بنی الغنائم او یموت کریم ہو یعنی جمع کرینگے ہم غنایم کو یا یہہ کہ مر جاویگا کریم
مطلب یہہ ہے جمع کرینگے ہم غنایم کو یا یہہ کہ مر جاونگا مین لالہ جی اگر فنون ادبیہ سی ناواقف تھے تو
اُنہون نے اپنی ہی بید و نکو بغور دیکھا ہوتا اور نہین تو اپنے ہی ترجمہ پر جو تحفۃ الاسلام مین بیان
صفات الٰہی مین رقم کیا ہی غور فرمائی ہوتی بید کا مضمون وہ خود اُنکیہہ چہانڈوک شام بید سے نقل کرتے
ہین کہ او از زمین کلان تر است و ہمہ را محیط است الخ پس اوپر بنا و اعتراض لالہ صاحب کے لازم آتا ہی کہ
متکلم اپنے تئین نا حسب بید ون کا اور ہی اور بدلول غیبت کے لفظون کا اور قولہ فی الجملہ ذ تعالی کے لیے قطعا
سوگند جایز نہین انتہی بے دلیل بات بقول اشسٹ حکیم کے ہم رہا کی ہی نہین سننے کی بالو استال لالہ
ہر زہ گو تو کیسی شمار قطار مین ہین قولہ متواتر قسم کہانا اپنی سچ درو غکو جتلانا ہی اور مخاطب کو اپنی طرف سے
نے اعتبار ٹھہرانا ہی انتہی باوجود جواب شافی پانیکے پہر اوسی مضمون کا زبان پر لانا عبث کلام کو بڑہانا اور اپنے
تئین یاوہ گو بتانا ہی اسی بابمین چند جگہہ اسی مضمون کو بیان کیا ہی اور ہمنے اونکو ایسا آڑے ہاتون
لیا ہی کہ خود اونہین کی زبان سے اونکو جہوٹا اور نے اعتبار بنا دیا ہے یقین ہی کہ بعد اُسکی ملاحظہ کے
دم بخود ہو جاینگی اور پہر نام بہی ایسا اعتراض کا زبان پر نلاینگی قولہ محمد صلعم نے قسم کہائی کہ آج سی ابد آباد
اپنی نفس پر شہد حرام کیا بعد چند روز کے قسم توڑنی جایز ٹھہرائی انتہی باوجودیکہ ہمنے سوط الجبار مین اُنکو
حکایت کرشن اور ارجن اور جدہشٹر کی یاد دلائی پہر بہی بلا تعرض جواب کے اُنہون نے وہی مردود بات رقم فرمائی
ہمنے سوط الجبار مین تفصیل اسمقام کی بہت وضاحت کی ساتھہ لکہی ہی اور مہابہارت کی رو سے یہہ ثابت کر دیا ہی
کہ تحلیل ایمان حسب فرمان معبود مفروض ہندوان بہی جایز ہی اور ہماری ملت مین تو کفارہ بہی اُسکا فرض کیا
گیا ہی اُنکی یہان کفارہ درکنار چند دشنام ہی کو معاوضہ توڑنے قسم کا قرار دیا گیا ہی چنانچہ مہابہارت کرن پرب
مین مرقوم ہی کہ ارجن نے راجہ جدہشٹر اپنی بڑی بہائی کی مارنیکی لئی تلوار کہینچی اور سری کرشن سے کہا کہ جو کوئی مجہہ
سے یہہ کہی کہ کمان کانڈیو دوسرے کو دیدے یا مجکو پر غور کہے تو مینے عہد کیا ہی کہ مین اُسکو مار ڈالونگا اور راجہ جدہشٹر
نے تمہارے سامنے مجہسے ٹہنکر کہا کہ کمان کانڈیو اپنی دوسرے کو دیدے پس مین راجہ کو مارتا ہون سری کرشن نے کہا کہ

تجہپر لعنت ہی جو کچہہ تونے عہد کیا ہی نادانی سے تہا سچ کہنا اگرچہ بہتر ہے مگر بہت ایسی مواقع مین کہ دروغ
کہنا سچ کی مانند ہی ارجن نے کہا کہ جو کچہہ تونے کہا سچ ہی مگر میری عہد کا علاج کیا ہی سری کرشن نے کہا کہ تو
اپنی عہد کو اسطرح پورا کر کہ راجہ جدہشٹر کو پوچہ کہنہ اسقدر بیحرمتی اوسکی کہ تجہسی واقع ہوگی تو عہد تیرا پورا
ہوجاویگا جب تو الفاظ نامناسب اوسکی نسبت کہیگا یقین جان کہ تونے اوسکو مار ڈالا پس ارجن نے
زبان کہولی اور راجہ جدہشٹر کو نہایت برا کہا اور کہا کہ ہم تیرے اعمال کے سبب سے دوزخ مین گئے اور کہو
سے تیری قماربازی کے موجب راحت کی نہ دیکہی اسی طرح تیری برے اعمال سے یہہ ہی کہ اوسکے وبال مین طرفین
سے کشتے زمین پر پڑے ہین اور زخمی ہین اے کم بخت زبون طالع سنجہان زبون کہکر زیادہ اس سے ہمکو دکہہ دی
اور خشم مین تہا بعد ازان ارجن اس برا کہنے سے نادم ہوا اور تلوار میان سے نکالی کہ اپنی تئین قتل کرے
کرشن نے کہا کہ اگر اپنی تئین ماریگا دوزخ مین جاویگا علاج اسکا یہہ ہی کہ اپنی تئین سراہ کہ جسنے خودستائی اور
اپنی مدح کی مقرر اوسنے اپنی تئین قتل کیا ارجن نے خودستائی شروع کی اور بہت اپنی اور اپنی سلاحون اور
اپنی شجاعت کی تعریف کی جدہشٹر نے کہ یہہ سب باتین نالائق ارجن سے سنی تہین بطور عذرخواہی کے کہنے لگا
کہ مجہہ سے وہ کام واقع ہوا ہی کہ تم سب نے اوسکے سبب سے تکلیف اوٹہائی ہی میں آتش سوزان ہون خاندان کے
جلانے کے واسطے اور بد ترین آدمیون کا ہون اور اسکا وبال مجہپر ہی اور بری کامون کا مرتکب ہوا ہون اور
نادان اور کاہل ہون اور آداب اور قاعدہ بزرگون کا مینے ملحوظ نہین رکہا اور درشت اور ناہموار ہون میرے
تن سے سر جدا کر یا مجکو جنگل کو چلا جانے دی یہہ کہکر جدہشٹر اوٹہہ کہڑا ہوا اور متوجہ صحرا کا ہوا تب سری کرشن
تعظیم اوسکی بجالائی اور اپنا سر اوسکی پانؤن پر رکہا اور بہت معذرت کی جدہشٹر نے سری کرشن کا سر اپنی پانؤن
سے اوٹہایا بعد ازان سری کرشن نے ارجن سے کہا کہ مقابلہ والون کو جو تونے مارا ہی اور کسیکی مجال تہی جو
اونکو مارتا تجہہ بن اور کون ہے جو اونپر فتح پاوی انتہی اجناب لالہ اندرمن صاحب آپ ہی انصاف سے فرمائیے کہ طریق تحلیل ایمان
عقلا وہ بہتر ہی جو رب العالمین نے بتلایا ہی یا جو خدای مفروض ہنود نے ٹہہرایا ہی آپکو شرم نہین آتی کہ
ایسے ایسے ضوابط جو عقلا و نقلا مستحسن ہین اعتراض فرماتے ہین اور اوسی بات کے ضوابط جو عقلا
و نقلا سراسر مستہجن ہین اور دین ہنود مین ہین اون سے چشم پوشی کر جاتے ہین بعد ملاحظہ مراتب
مذکورہ کے اب وہ بیہودگیت اور فی الجملہ جو یہان آپنے جمع کئی ہین اپنے معبود مفروض پر اونکو خرچ کیجئے
یہان سے ایک بات اور بہی ثابت ہوئی کہ خدای مفروضہ ہنود ایسا ذلیل و خوار ہی کہ سری کرشن ناکس کے پانؤن پڑتا ہی
اور اپنی آبرو بادی کرتا ہی کبہی کرن خوشامد مین حد سے گذرتا ہی کبہی جدہشٹر کی جوتیون پر سر دہرتا ہے
طاہرا آداب خدائی ہنوز سیکہہ نہین چکا ہنوز تعلیم از کرشن اور سماندہن ہی کا پابند ہے

قولہ تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ شہد حفصہ کے یہاں پیا اور جماع عایشہ اور سودہ اور صفیہ سے کیا انتہے
لالہ جی آپ نے شرم و حیا کو قطعاً رخصت کیا آپکو تفسیر بیضاوی کے دیکھنے کی بھی نوبت نہ پہنچی ہوگی مگر آپ
پر امر آنکھ مین آگئی پادری صاحبون کی کاسہ لیسی ہے آپ نے دینی اور اپنی ستر پشت کی کریا خراب کی
ہم پیشتر آپکو آگاہ کر چکے تھے کہ پادری فنڈر اور اسمتھ اور فریج اگرچہ عوسے عزل دانی کا آپ
کیطرح کرتے ہین مگر وے نصیب کے سبب ہرچند آپ سے کچھ زیادہ ہون لیکن بوی عربیت بھی
انکے مشام تک نہین پہنچی اور افترا پردازی تو آپ کی مانند انکی بھی جبلی ہے اب سنئے عبارت
تفسیر بیضاوی کی وقیل شرب عسلا عند حفصة فواطات عایشة سودة و صفیة فقلن له انا
نشم منك ریح المغافیر فحرم العسل معنے اسکے یہہ ہین کہ اتفاق کیا عایشہ نے سودہ اور صفیہ
سے پس ان سب نے کہا پیغمبر صلعم سے کہ ہم کو آتی ہے بولہسن پیاز کے تم سے پس حرام کیا
پیغمبر صلعم نے شہد کو آپ نے جو باتباع پادری صاحبون کے واطات عایشہ سودہ و صفیہ کے
معنی یہہ لکھے ہین کہ جماع عایشہ اور سودہ اور صفیہ سے کیا سراسر جہالت پادری صاحبون کی اور
حماقت آپکی ہے اول تو تواطات اور وطی کے معنون مین فرق ہے قاموس مین مرقوم ہے واطئہ
علے الامر وافقہ یعنے کہتے ہین کہ واطئہ علے الامر معنی اسکے یہہ ہین کہ موافقت کی پس واطاء کو
جو معنے جماع لیا ہے سراسر افترا اور جہل مرکب ہے ثانیاً ازراہ حماقت اور جہالت کے یہہ نہ سمجھے
کہ یہان لفظ واطات لفظ مونث ہے فاعل اسکا مذکر کیونکر ہوسکتا ہے ثالثاً بعد لفظ عایشہ کے
لفظ سودہ مفصول بلا عاطف ہے لفظ سودہ عایشہ پر معطوف کسی طرح نہین ہوسکتا الغرض
کہ آپ پادریون کی ڈنڈی کو پکڑے ہوئے سخت کورانہ راہ چلتے ہین جہان ان کا پانو پھسلتا
ہے آپ اوندھے منہ سر کے بل گر پڑتے ہین **قولہ** یہان سے ظاہر ہے کہ جس وقت محمد
صلعم جدائی ماریہ پر صبر نکر سکے مرتکب عہد شکنی کے ہوئے انتہے یہہ تو لالہ جی کی محض توہم
اور بد دستی ہے کہ ازراہ تیرہ درونی کے ایک نئے اصل بات کو بلا دلیل فرماتے ہین
کہ ظاہر ہے ہان ظہور اور ثبوت اسکا نام ہے جیسا ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ سری کرشن جی
نے بھیکم پتامہ سے عہد واثق کیا تھا کہ اس لڑائی مین ہتھیار نہ پکڑونگا جب بھیکم نے
عرصہ جنگ کا اُن پر بہت تنگ کیا تو صبر نکر سکے اور مرتکب عہد شکنی کے ہوئے اور حسب تصریح گیتا
بید کے آپ جہنم کو گئے اور ستر پشت کو اپنے ساتھ جہنم مین لیگئے یا جس طور پر عہد ارجن
کا توڑ دیا اور ایک حیلہ بنایا اور ارجن کی زبان کو بسبب دشنام دہی حد ہشتر کے گندہ کرایا

قوله تفسیر مدارک وکشاف مین ہے پیغمبر صلعم نے حفصہ کو طلاق دی اونتیس روز ماریہ قبطیہ
کے گہر اقامت کی انتہی اصلا ثابت نہین بلکہ ایک قول نہایت ضعیف ہے اسی سبب سے صاحب
مدارک نے اوسکو قیل کرکے تعبیر کیا ہے تاکہ دلالت کرے اوپر ضعف اس قول کے ایک کلمہ
لالہ جی نے سطر ۱۲ صفحہ ۱۰۷ مین بجاے کلمہ آیت کے اسطور پر لکہا ہے (ومن یعذ اللہ) اس سے
غزل سرائی لالہ جی کی اور بطلان اونکے اس دعوی کا کہ ہم سالہا سال سے قرآن کو دیکہتے
ہین اور ایک ایک لفظ پر اس کے غور کامل کرنے مین بخوبی ثابت ہوا اور تائید ہمارے قول
کی نسبت لالہ جی کے ع خر عیسی اگر بمکہ رود + باز آید ہنوز خر باشد + حبا آیا ظاہر ہوئی جسقدر
لالہ جی اور اونکے مقتداؤن یعنے پادریون نے ہذیان سرائیان اس باب مین کی ہین سبکا
جواب ہمنے سوط الجبار مین لکہدیا ہے اور یہہ جو جابجا لالہ جی کہتے ہین کہ یہہ آیت محمد صلعم نے بنائی
ایسی بیہودہ و بلادلیل بات اصلا قابل جواب نہین **قوله** ہر دانا ادراک کرسکتا ہے کہ حضرت نے
حفصہ کی علیحدگی گوارا نکی اور طلاق سے رجعت فرمائی تہے لالہ جی سا بیوقوف تو البتہ یہہ کہہ
سکتا ہے اور کوئی دانا تو یہہ بات زبان پر بھی نہین لاسکتا کیونکہ اول تو طلاق دینا ہی حفصہ کا صحیح نہین ثانیاً
عموماً رجعت کرنا بعد طلاق کے بموجب حکم خداتعالی کے دلیل اسپر نہین کہ حفصہ کی علیحدگی گوارا نکی
یہہ معاملہ ایسا نہین جیسا کہ سری کرشن جی اور رکمنی جی کا تہا کہ اول تو اوسکو کہدیا کہ میری گہر سے چلی جا اور
شوہر تلاش کرلی جب یہہ سنکر غش مین آگئی تو ضبط نکرسکا اور اپنی گود مین لیکر اوسکی چہاتی پر ہاتہ دہرا اور
جامہ سے اوسکا منہ پونچہنے لگے اور کہنے لگے کہ میری پیاری آنکہین کہول تیری اسحالت سے میرا دل بیقرار
ہوا جاتا ہے اور صدمہ عظیم دل پر گذرتا ہے الخ چنانچہ یہہ حکایت مفصلاً بالفاظ ترجمہ بہاگوت للوجی کے
اوپر مرقوم ہوئی ہے یا ایسا معاملہ تہا جیسا کہ سری رامچندر نے پہلے تو سیتاجی کو گہر سے نکالدیا اور جنگل مین
ڈالدیا جب تحمل نکرسکے تو بالمیک سے ایکبات بتوائی کہ اوسکی ذریعہ سے پہر دوا اونکی گہر مین آئی **قوله**
حضرت نے زینب سے زید کا نکاح کیا چند روز بعد محمد صلعم زید کے گہر گئے اور زینب کو دیکہکر اوسکے
حسن پر مفتون ہوئی چنانچہ صاحب تفسیر احمدی وغیرہ کہتے ہین کہ اوسوقت حضرت نے یہہ الفاظ زبان
سے فرمائے سبحان اللہ مقلب القلوب انتہی لالہ جی آپ تو سخت بیحیا نکلے آپکو جہوٹ بولتے
ہوئے نہ خدا سے شرم آتی ہے نہ مخلوق سے ہرچند کہ آپ ایسی ایک قوم کے فرد کامل ہین
کہ جن مین بازار جہوٹ اور دغا کا بہت گرم ہے مگر وے لوگ بہی کسی حیلہ کے وسیلہ سے کب
ایسی حرکات رذیلہ کے ہوتے ہین آپ تو ایسے بیباک نکلے کہ کہلا کہلی افترا پردازی اور دغا

بازی پر سرگرم ہوئی اور بیہ کی تصریحات کہ جن مین وعید دوزخی ہونے جہوٹی تہمت اور ستر پوشیون کی موجود رہی
پس پشت پہینکدیا آپ نے بحوالہ تفسیر احمدی اور زاہدی کے یہہ مضمون لکہا ہی حالانکہ دونو تفسیرون مین
نہایت درجہ کا تشدد اوپر بنانیوالون اس حکایت بیبنیاد کے بتصریح تمام مرقوم ہی چنانچہ عبارت تفسیر احمدی کی
بلفظہا نقل کیجاتی ہی وقد شدد الامام الزاہد المنکر علی من فسر قولہ تعالی وتخفی فی نفسک بتعلق قلبہ صلی اللہ علیہ وسلم بہا
او ذہب الی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابصر الخ لانہ منزہ من الصغائر والکبائر وشانہ اجل من ذلک الخ
یعنی تحقیق بہت سخت انکار کیا ہی امام زاہد یعنی صاحب تفسیر زاہدی نے اس شخص پر جسنے تفسیر قول خدایتعالی (وتخفی فی
نفسک) کی ساتہہ تعلق قلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زینب کے ساتہہ کی ہی یا کہا ہی اوسنے کہ دیکہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکو اس طور پر کیونکہ آنحضرت صلعم منزہ ہین صغائر اور کبائر سے اور شان اونکی برتر ہی اس سے فقط الہ جی ذرہ آنکہہ
کہولکر تو دیکہو جس خبر کا امام زاہد اور صاحب تفسیر احمدی اشد انکار کرتے ہین اور اسکے قائل پر الزام شدید دہرتے ہین اسکو
آپ از راہ افترا پردازی اور دغابازی کے آنحضرت کیطرف منسوب کرتے ہین الا انہ لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور
قولہ پہر کیف زینب نے محمد صلعم کا کلام سن لیا اور حال معلوم کیا اہو مین تو ان پہر کیونکہ گنتی گئے بہول گیا ایک صفحہ اور
چند پہر کیف کہان تک یاد رکہون قولہ اس آیت کا مضمون تفسیر احمدی سے جو فاحر فا ترجمہ کیا گیا ہی انتہی اہی لعنتی
کی اسی دغابازی کا نام ترجمہ حرفا حرفا ہی اب یہہ اس قابل ہی کہ آپ کی صورت بہی کبہی روا ہو جس چیز پر تفسیر احمدی میں
بحوالہ تفسیر زاہدی کے اشد انکار ہی اوسکو آپ مضمون تفسیر احمدی کا قرار دیتے ہین آپ کو شرم نہین آتی غیرت ہو تو ڈوب
مرو اور تفسیر احمدی اور زاہدی ہی پر منحصر نہین سوای اونکے اور علما نے بہی اس قصہ موضوعہ پر اشد انکار کیا ہے
چنانچہ علامہ تورپشتی رحمہ نے کتاب معتمد کی فصل دوم مین لکہا ہی کہ اما آنچہ در تزویج زینب یاد کردہ اند از ہمہ نازیبا
تر ہست یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بروی نظری افتاد و علاقتی اندرونی پیدا شد این دروغ محض و بہتان صریح
ہست و ہرگز ہیچ ناقل کہ بنقل بکم و بیش اعتدادی داشتہ باشد یا ہیچ راوی کہ بروایت وی اعتمادی تواند بود آنرا
یاد نکردہ ہست پس آنچہ قصاصان و بیدینان در زبان مردم انگندہ اند کہ نظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بروی آمد
و دلش متعلق شد و گفت سبحان اللہ مقلب القلوب شعبہ الینت از آنچہ منافقان گفتند در زمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم
و ہر آنکہ لعلم نقل آشنا ساند داند کہ آنحدیث از مفتریات زنادقہ ہست انتہی مختصرا اہم مواقع عدیدہ پر لکہہ چکے ہین کہ جبتک
کوئی خبر مطابق قواعد سعیہ کے بلحاظ متن خبر اور رجال عدالت و حفظ رواۃ اور سلسلہ حب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم مرفوع متصل نہو تب تک ہماری ملت مین اس خبر کا اعتماد نہین نہ وہ خبر مدار احکام ہی اور اسپر کچہہ تمسک ہو سکتا ہی
پس اگر کسی شخص نے ایسی خبر بیسر و پا کو لکہہ بہی دیا ہو تو بہی وہ خبر لغو ہی تو کیونکر قابل التفات کے نہین شیخ جلال
عمر بن عبد الرحمن حاشیہ کشاف مین لکہتے ہین کہ یہہ قصہ موضوعہ خلاف نص قرآن کے ہی چنانچہ عبارت اونکی بلفظہا

کبھی جائی ہو لان اللہ تعالی اعلم انہ مبدی ما اخفاہ ولم یظہر غیر تزوجہا فقال زوجناکہا فلو کان ابہم محبتہا او ارادۃ
طلاقہا لاظہرہ تعالی انتہی یعنی خدا تعالے نے آگاہ کیا تھا اسپر کہ خدا تعالی ظاہر کریگا اوس چیز کو جسکو دل میں چھپایا پیغمبر نے مخفی کیا
تھا اور سوای تزوج زینب کے کلام الٰہی میں اور کسی امر کا اظہار نہیں پس اگر محبت زینب یا ارادہ طلاق زید زینب کو
پیغمبر علیہ السلام کے دل میں مضمر ہوتا تو بر آینہ خدا تعالے مطابق اپنے فرمانے کے اوسکو ظاہر کرتا اور شیخ اجل محشی نے یہہ بھی لکھا ہے
کہ نقل فی المعالم عن زین العابدین رضی اللہ عنہ فان کان اللہ قد اعلمہ انہا ستکون من ازواجہ وان زیدا سیطلقہا فلما قال
لہ امسک علیک زوجک عاتبہ اللہ تعالی وقال لم قلت امسک علیک زوجک وقد علمتک انہا ستکون من ازواجک
وہذا قول حسن اقول وہو المتعین انتہی یعنی نقل کیا گیا ہے معالم میں جناب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کہ خدا تعالی نے آگاہ فرمایا
تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسپر کہ زید طلاق دیگا زینب کو اور ہوگی وہ تمہاری ازواج میں سے پس جبکہ فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زید سے کہ رہنے دو اپنی زوجہ کو یعنی طلاق مت دو تو عتاب فرمایا خدا نے اسپر کہ تم نے کیوں ایسا کہا حالانکہ
تمکو آگاہی ہو چکی تھی اسپر کہ زید طلاق دیگا زینب کو اور ہوگی زینب تمہاری ازواج میں سے اور یہہ قول حسن ہے
شیخ محشی کہتے ہیں کہ یہی قول متعین ہے یعنی اسکے سوا اور کوئی بات نہیں کیونکہ وہ قصہ موضوعہ کسی صحیح سے ثابت نہیں
بلکہ بخلاف نص قرآن کے ہے خلاصہ کلام یہہ ہے کہ قصہ موضوعہ جو لاہجی نے نقل کیا ہے کسی حدیث صحیح میں نہیں اور نص قرآن کے
خلاف ہے اور معنے تخفی فی نفسک کے یہہ نہیں کہ محبت زینب کی یا ارادہ طلاق زید کا زینب کو دل میں چھپاتے تھے بلکہ معنی اوسکے یہہ ہیں
کہ تم اوس امر کو جو تمپر کشف ہو گیا تھا خوف طعن منافقین سے چھپاتے ہو اور خدا تعالے اوسکا ظاہر کرنیوالا تھا چنانچہ خدا تعالی نے امر تزوج
زینب کو ظاہر کیا اور فرمایا کہ زوجناکہا لکی لا یکون للناس حرج فی ازواج ادعیائہم پس ظاہر ہوا کہ جو امر خدا نے اپنی کلام میں
ظاہر کیا اسیقدر پیغمبر علیہ السلام دل میں مستتر کرتے تھے اگر سوای اسکے اور کچھ بھی مضمر ہوتا تو مطابق نص صریح ما اللہ
مبدیہ کے اسکو بھی ظاہر کیا جاتا اور ہرگاہ کہ بجز امر تزویج کے اور کوئی اظہار نہیں کیا گیا تو دریافت ہوا کہ بجز اسکے
اور کوئی امر مضمر نہ تھا اور یہہ جو کہتے ہیں کہ زینب سے حال تعلق قلب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا زید سے کہا اس سے
زید نے طلاق دینے زینب کا ارادہ کیا یہہ صاف غلط ہے اور صریح برخلاف اوس روایت کے ہے جو صحیح بخاری میں کتاب
التوحید باب کان عرشہ علی الماء میں منقول ہے جاء زید بن حارثۃ یشکو الحدیث یعنی آئے زید بن حارثہ پاس پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کے شکایت کرتے تھے اخلاق زینب کی پس ظاہر ہوا کہ وجہ طلاق دینے زید کی وہ تھی جو اوس قصہ موضوعہ میں مذکور
ہے بلکہ باعث طلاق ناموافقت باہم کی تھی یہاں معاملہ مہادیو جی کا سا نہیں تھا جو شیو پران میں منقول ہے کہ قبل از نکاح
جو نظر مہادیو جی کی گوری جی پر پڑی تو بمجرد دیکھنے حسن و جمال گوری جی کے فریفتہ ہو کر کہا یہہ جنبش ابرو غضب ہے تمہارا
قلعہ گیسو غضب ہے اور طالب مجامعت ہوئے مگر جب اونہوں نے لعن و طعن کیا تب ارادہ سے باز رہے معاملہ برہما جی کا سا
تھا جو سطور ذیل کہ شیو پران میں لکھا ہے کہ سر انجمن جو انگشت حنائی گوری جی کی دیکھا پائی تو غلبۂ شہوت سے منزل ہو گئے جیسا

ہوا دونے سرزنش زیادہ تب عقل آئی سے جو دیکھا شبہ ہوئے چشم غضب + زمین پر گر پڑی سر رہا ادب + یعنی یہہ تنبیہ تہا
ترجمہ کہیں جگہ نقل کیا ہے اس سبب سے ضرورت تفصیل کی اس مقام پر نہیں قولہ معلوم ہوتا ہی کہ محمد صلعم نے جو دل میں چہپی رکہا تہا کہ
اپنی جورو اپنے پاس رہنے دیو وہ بالکل ظاہر دار رہتے تھے یہہ شبہ غلط ہی یہی جواب ہی معنی آیت اور اقوال علماء کو بیان کیجئے اور ان سے بخوبی ظاہر
ہی کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم دل میں محبت زینب کی مضمر تہی نہ ارادہ طلاق زید کا اور باوجودیکہ یہہ امر منکشف ہو گیا تہا
کہ انجام کار زید اور زینب میں موافقت نہ آویگی اور نوبت مفارقت کی پہونچیگی اور زینب داخل ازواج مطہرات ہو گی پہر بہی
یہہ چاہتے تہے کہ جہانتک ہو سکے تب تک زینب بدستور زید کی ہی نکاح میں رہے اور باہم اونکی مفارقت واقع نہو اور جہانتک ممکن ہو
زبان طعن منافقین بند رہے مگر مشیت اور حکم ایزدی سے جب مجبور ہوئے تب زینب کو حبالہ نکاح میں لائے قولہ تفسیر حسینی میں
مذکور ہی کہ جب زینب کو زید نے طلاق دی محمد صلعم بلا اذن زینب اوسکے گہر گئے وہ بولی کہ یا رسول اللہ بلا خطبہ اور گواہ کسطرح
تشریف لائے محمد صلعم نے جواب دیا کہ اللہ المزوج وجبریل الشاہد یعنی تزویج کرنیوالا خدا ہی اور جبریل گواہ ہی اقول تفسیر حسینی میں اصلا
یہہ لفظ نہیں کہ جب زینب کو زید نے طلاق دی تو پیغمبر صلعم بلا اذن الخ بلکہ عبارت تفسیر حسینی کی یہہ ہے فلما قضی زید منہا وطرا
زوجناکہا یعنی چون زید طلاقش داد و عدت بسر آمد تا اورا بتو دادیم بعد از نزول آیۃ حضرت علیہ السلام بخانہ زینب رفت بے دستوری
وے زینب گفت یا رسول اللہ بے خطبہ و گواہ حضرت فرمود کہ اللہ المزوج و جبرئیل الشاہد اقول ظاہر ہوا کہ جناب رسالتماب صلی اللہ
علیہ وسلم بمجرد طلاق زید کے زینب کے گہر نہیں گئے تہے بلکہ جب عدت گذر گئی اور آیت نازل ہوئی تب اونکے گہر تشریف لیگئے تہے اور
در اصل قصہ یہہ ہے صحیح مسلم میں اسطور پر مروی ہے لما انقضت عدۃ زینب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزید فاذکرہا علی فانطلق
زید حتی اتاہا وہی تخمر عجینہا قال فلما رایتہا عظمت فی صدری حتی ما استطیع ان انظر الیہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرہا فولیتہا
ظہری ونکصت علی عقبی فقلت یا زینب ارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکرک قالت ما انا بصانعۃ شیئا حتی او امر ربی فقامت
الی مسجدہا ونزل القرآن وجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخل علیہا بغیر اذن قال فقال ولقد رایتنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اطعمنا الخبز واللحم حین امتد النہار الحدیث خلاصہ یہہ ہے کہ جب گذر چکی عدت زینب کی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید سے کہ یاد کر
تو زینب کو مجہہ سے یعنی میری طرف سے پیغام نکاح کا زینب کے پاس لیجا پس گئے زید زینب کے پاس اور وہ گوندہتی تہی اپنے آٹے کو پس کہا زید نے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمیشہ تمہارا ذکر خیر کرتے ہیں کہا زینب نے میں کچہہ نہیں کرونگی جبتک اپنے رب سے مشورہ نکرلوں پس اوٹہ کہڑی ہوئیں اپنی
نماز پڑہنے کی جگہہ میں اور اترا قرآن اور آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونکے گہر بلا اذن کے اور کہلایا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت
اور روٹی جب دن چڑہ گیا الحدیث اس حدیث سے ظاہر ہی کہ یہہ الفاظ جو تفسیر حسینی میں مذکور ہیں کہ بلا خطبہ و اللہ المزوج و جبرئیل الشاہد
انکی کچہہ اصل نہیں اور کسی حدیث صحیح میں وارد بہی نہیں ہوئی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ پیشتر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
زید کو یہہ پیغام لیکر بہیجا تہا اور بعد کو خود تشریف لے گئے اور مطابق دستور کے عقد نکاح منعقد ہوا اور
ولیمہ کا کہانا بہی ہوا چنانچہ صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں بہت صراحت کے ساتہہ یہہ الفاظ کئی حدیثوں میں

منقول ہیں کہ تزوج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زینب بالمدینۃ فدعا الناس للطعام الحدیث یعنی نکاح کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے زینب سے مدینہ میں اور بلایا آدمیون کو واسطے کہانا کہلانے کے قولہ زینب بغیر نکاح دگولہ ازواج رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم مین داخل ہوئی تہے یہہ جہالت لالہ جی کی ہی لغات عرب سے کیونکہ وہ تزویج اور تزوج مین بسبب جہالت کے تمیز نہین
کرسکتے مزوج کہتے ہین متولی نکاح کو اور حدیث مذکور کے متولی نکاح ہونے سے یہہ لازم نہین آتا کہ تزوج واقع نہوا ہو بلکہ
برعکس اسکے بطریق اولی تزوج جیسا کہ چاہیے ثابت ہوا اور فخر کرنا زینب کا اس امر مین تہا کہ متولی نکاح زینب کا خدا تعالی ہے
چنانچہ فرمایا زوجکہا اور متولی نکاح اور ازواج کے انکا اولیا تہے پس اس سے ثبوت تزوج واضح ہے نہ کہ جیسا لالہ جی نے
ازراہ جہل مرکب کے سمجہا ہے اور گواہ نکاح کے وہی لوگ ہین جو بیان کرتے ہین کہ تزوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب
فی المدینۃ غرضکہ نکاح زینب کا بھی حسب طریق معہود مانند نکاح اور ازواج کے ہی واقع ہوا ہے صرف فرق اتنا ہے کہ متولی
نکاح زینب کا خود خدا تعالی ہے اور متولی نکاح اور ازواج کے انکے اولیا ہین علاوہ ازان صاحب تفسیر حسینی نے بھی یہہ نہین لکہا
کہ نکاح زینب کا جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے نہین ہوا بلکہ اسکی تفسیر سے اور بھی آیات قرآن سے وقوع ازدواج کا ثابت
ثابت ہے پس یہہ قول لالہ جی کا کہ بدون نکاح زینب پر تصرف کیا سراسر خیانت پردازی اور دغابازی لالہ جی کی ہے
اور جو عقد کہ اعلان و توعین پایا اور صدہا آدمی اسپر گواہ موجود تہے اور سیکڑون آدمیون نے اس عقد کے ولیمہ کا کہانا
کہایا اوس عقد کو اوپر کا نہ ہر پیا کے قیاس کرنا ہر آئینہ خیانت اور دغابازی لالہ جی کی ہے قولہ تفسیر حسینی مین ہے کہ جب
زینب عورات رسول صلعم مین شامل ہوئی تو لوگون نے زبان درازی شروع کی کہ محمد اورون کو کہتا ہے کہ پسر بیٹون کی
عورتین حرام ہین اور خود بیٹے کی بی بی گہر مین رکہتا ہے پیشتر حکم شرعی پسر خواندہ پسر صلبی کی مانند شمار کیا جاتا تہا اقول
عبارت تفسیر حسینی کی بلفظہ یہہ ہے بعد از واقعہ زینب منافقان زبان طعن بکشادند و زبان درازی شد کہ اینمرد دیگران را میگوید کہ
زنان پسران بر شما حرام است و خود میخواہد زن زید را کہ پسر خواندہ بود در حکم شرع مثل پسر صلبی میداشتند پس خیانت پردازی
اور دغابازی لالہ جی کی عیان ہے کہ بجای منافقان کے لکہتے ہین کہ لوگون نے ایسا کہا جس سے ظاہر ہو کہ سب لوگ عموما ایسا
کہتے تہے اور تخصیص منافقون کی نہی اور ترجمہ اس عبارت کا کہ (زید راکہ پسر خواندہ بود در حکم شرع مثل پسر صلبی میداشتند) از
راہ بد دیانتی کے یہہ لکہتے ہین کہ پیشتر حکم شرع مین پسر خواندہ مثل پسر صلبی کے شمار کیا جاتا تہا حالانکہ دونو عبارتون مین
زمین و آسمان کا فرق ہے کیونکہ مدلول عبارت تفسیر حسینی کا صاف یہہ ہے کہ بی ادب لوگ زید کو کہ پسر خواندہ تہے
احکام شرعی مین مثل پسر صلبی کے جانتے تہے لالہ جو فروش گندم نما کے ترجمہ کا مدلول یہہ ہے کہ پیشتر نزول آیت سورہ
احزاب کے پسر خواندہ حکم شرعی مین مانند پسر صلبی کے شمار کیا جاتا تہا حالانکہ یہہ امر سراسر غلط اور خلاف
عبارت تفسیر کے ہے کبھی پسر خواندہ مانند پسر صلبی کے شرعی سمجہا نہین گیا یہان تک کہ آیت سورہ
نسا مین جسمین حکم تحریم ازدواج ابنا کا ہے صاف یہہ کلمات موجود ہین وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم

یعنی حمام مین ہم ازدواج ایسی بیٹون تمہاری کی جو تمہاری اصلاب سی ہین دیکہو قید اصلابکم لگا کر ادعیاء یعنی متبنی بیٹونکو
خارج کر دیا لیس منحت بیجای اور کنکال بنتیری لالہ جی کی ہی کہ صاف صاف جہوٹ بولتی ہین اور صاف صاف عبارتون
کے ترجمے غلط کرتے ہین اور یہی وجہ ہی کہ ہر جگہہ بسے قدر پر اکتفا کرتے ہین کہ فلانی کتاب مین یون لکہا ہی اور عبارت
اوس کتاب کی نقل نہین کرتے سو مین باعلان تمام ہر ایک شخص کو جو راجہ بہیون لالہ اندرمن مرادابادی کی جو فروشی
اور گندم نمائی سے آگاہ کرتا ہون کہ کوئی شخص انکی عبارت منقولہ پر یا اونکے ترجمے پر اعتبار نکرے جب تک ہی آنکہ
سے نہ دیکہہ لے خواہ اپنے دین کی کتاب کی عبارت یا ترجمہ لکہین خواہ ہماری ملت یا دوسری کسی ملت کی کتاب کی عبارت
یا ترجمہ نقل کرین یہ لالہ بد دیانت افترا پردازی پر بہت آمادہ ہین کہ برابر دغا بازی اور خیانت پردازی کرتے چلے
آتے ہین اور بے حیا اور بے شرم ایسے ہین کہ مشہور کتابونکی عبارات مین جنکے ہزارہا نسخے موجود ہین یہہ خیانت اور
بد دیانتی روا رکہتے ہین مین کافہ انام خصوصاً اہل اسلام کو باعلان تمام سمجہاتا ہون کہ اونکے حالات سے آگاہ ہو جاوین
اور اونکی دغا بازی سے بچین یہ لالہ اندرمن استاد اہرمن ہین متاع علم و عمل سے محض مفلس ہین ہمہ تن تلبیس
اور تلبیس بہیس کے کمبل کا باگ بنا رکہا ہی اشعار مفلسی و یوز از دان ما + ہم شادی کرد در قرآن ما + کو دغا و مفلس از
دید سخن + ہیچ بادی شرکت دستور انکن + بینوائی بیدادائی بے و فا + نان ربائی نرگدائی بے حیا + مفلس است
او ندارد ہیچ چیز + قرص ماند کسی در آتش تیز + ظاہر و باطن ندارد و حبہ + مفلسی قلبی دغا می زبہ + نان ربائی با
او حیلے کم کنید + چونکہ کا ندارد گرہ محکم زنید + خوش دست واو گلولیش لیس فراخ + با شعار تو تمارشاخ شاخ
گر بہ پوشد بہر مکر انجامہ را + عار لیست و تا نر بید عامہ را + حرف حکمت بر زبان ناحکیم + حلہ ہای عاریت دان
ای سلیم + گرچہ دزدی جامہ پوشیدہ است + دست تو چون گیر آن ببریدہ است + **قولہ** اس آیت ورود سے
ہر شخص ادراک کر سکتا ہی کہ قرآن کارستان محمد صلعم ہے نہ کلام ربانی کیونکہ جسوقت اوسکو دیکہا کہ لوگ
طعن کرتے ہین نے الحال آیت بنالی انتہے البتہ مصنف اہرمن مثال اندرمن یہہ گمان کر سکتے ہین صاحبان عقل کا
تو یہہ کام نہین کیونکہ زبان طاعنان کی بند کرنے کو نزول کلام الہی کچہہ منافی نہین اگر لالہ جی کوئی دلیل نقلی
یا عقلی اسپر رکہتے ہون تو پیش کرین ورنہ بلا دلیل تو قول برہما جی کا بہی مقبول نہین ہے اور جیسی برہمون کا
تو حقیقت ہی کیا ہی **قولہ** اوتعالے پر واجب تہا کہ واردات زینب سے پہلے آیت ہذا نازل کرتا انتہے یہہ جہل مرکبا
لالہ جی کا ہی اول تو اوس قادر مطلق پر کوئی چیز واجب ہی نہین دوم لالہ جی دلیل اس کی بیان کرین کہ قبل
از وقت نزول آیہ کیون واجب تہا اور بے دلیل تو جو کچہہ فرماوینگے از قسم ہذیان سرائی اور جہالت
ہند وانہ ہی کہ اہل نظر کے سامنے کچہہ حقیقت نہین **قولہ** مخفی نرہی کہ اس اشارہ مین جو کہ ہی زید کو زید بن محمد کہتا
تہا حضرت منع فرماتے ہین انتہے لالہ صاحب بہرا دسی جہلی قدم پر گرے اور پہر کلمات اکفر زبان پر لائے اجی کہ بت

نصیحت درباب عدم اعتبار عبارات منقولہ اندرمن

پیدا ہوئی کہ بید کی رو سے اپنا گھر جہنم مین بنایا اور شتر نشست کردور رخی ٹہرایا قولہ سطر ۱ صفحہ ۱۸۲ تفسیر حسینی
اور روضۃ الاحباب مین لکھا ہی الخ سخت بی ایمانی لالہ جی کی ہی خلط و مزج عبارات کا کرکے اپنے مضمون
کاسد و فاسد کو ملا کر اپنے جی سے عبارتین بنا کر تفسیر حسینی اور روضۃ الاحباب پر حوالہ کرتے ہین لالہ جی اس
بیحیائی کے بہروسے پر ارادہ مباحثہ کا کیا ہی غیرت ہو تو مونہہ نہ دکہاؤ پس جبتک آپ بلفظہا عبارات روضۃ
الاحباب اور تفسیر حسینی نہ لکہینگے بالفعل ترجمہ نہ پیش کرینگے ہم آپ کو جواب نہ دینگے کیونکہ ہم کو تضییع اوقات
منظور نہین ہی اور آپ نے تو اس ہرزہ سرائی کو ردیون کا ذریعہ مقرر کیا ہی قولہ روضۃ الاحباب مین عائشہ رض
سے منقول ہی الخ انسے بیہودہ لالہ جی کی دیکہو روضۃ الاحباب سیر کی کتاب ہی اگر لالہ جی کو کسی روایت سے استدلال
منظور ہی تو بحوالہ کتاب حدیث روایت لکہینگے اس سے لالہ جی اسپر معترض ہین کہ آیات حجاب و آیت استیذان
پیشتر سے کیون نہین اوترین سو یہ ایک حمق لالہ جی کا ہی مصلحت الٰہی ہی جس وقت جس آیت کا نزول مناسب
تہا اور جس رسم و رواج کا چھوڑنا دنیا جس وقت مین مقتضای حکمت کاملہ متصور ہوا اوسی وقت مطابق مصلحت اور
حکمت کاملہ کے حکم جاری ہوا اگر اصل موضوع اپنی کو لالہ جی صحیح سمجہتے ہین تو جواب اسکا دین کہ خدای ہنود نے
پہلے سے زناوں کو کیون نہ مشہور کر دیا کنس کو پیشتر ہی کیون نہ مار ڈالا کہ نوبت اسقدر کشت و خون اور فتنہ
و فسادات کی پہونچی پھر مہاراجہ ہری کرشن نے جو عذر اوٹہا لیجانے کپڑون عورات برج کا اسطور پر بنا کر مشہور
کیا ہی کہ ننگا نہانا ندیون مین ممنوع ہی اس اصل موضوعہ پر قبل از وقوع واقعہ ہی اس کا تدارک کیون نہ کیا کہ
غایت درجہ کی بیحیائی کی نوبت پہونچائی علی ہذا القیاس بہت امور دین ہنود مین ایسے ہین کہ بعد از وقوع واقعہ
تدارک اونکا کیا گیا ہی کیا لالہ جی کے نزدیک وہ سب امور محمول اوپر بیعلمی خدای ہنود کے ہین یہان پر
لالہ جی مانند شتر بیمہار کے دوڑے چلے ہین اور زبان پر لفظ مطلق العنانی وغیرہ از راہ گستاخی کے زبان پر
لائے ہین سو ہم اونکی تادیب کیلئے دو چار چپتین اونکو دیتے ہین یعنی اونکو شرم نہین آتی کہ آج تک اونکے چار ون
برنون مین خصوصًا اونکی برن مین یہہ دستور جاری ہی کہ اونکی عورات کہلے بندون کوچہ و بازار مین گاتی بجاتی
مردنگ کی تال پر ٹہمکا لگاتی ناز و کرشمہ دکہاتی نظر بازون کے جان و دل مین سماتی ہوئی جاتی ہین نہ
اونکے ولی وارث کچہہ لجاتے ہین نہ وہ خود کچہہ شرماتی ہین اگر لالہ جی اس کا انکار پیش لاوینگے تو ہم عیانا اونکے
مقامات خاص پر اونکو لیجا کر کہڑا کرکے دکہا دینگے اور اگر زیادہ چون و چرا کرینگے تو سر بازار پکڑ وادینگے
علاوہ اسکے اور بہت خاص خاص امور ہین کہ جن کا بیان کرنا خالی از پردہ دری لالہ جی نہین ہی لہذا ہم اونکو
تحریر مین نہین لاتے ع مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز ۔ ورنہ در مجلس رندان خبری نیست کہ نیست
ع آپکے گہر کے ہین اپنی ہی نظر مین سوراخ ۔ بلدیو کی بیٹی کرشن جی کی چہوتی بہن سوبہدرا جی کے لے بہاگنے کا

قصہ یاد ہی یا نہین اگر یاد نہو تو اوہیای ۲۶ در بہاگوت سکند دہم ترجمہ للوجی کب ملاحظہ فرمائیے اوس مین لکہا ہے
کہ ارجن سنیاسی کا بہیکہ بنا ہی ڈنڈ کمنڈل لے دوارکا مین جای ایک جہونپڑا بنا کر اور دیکہہ مرگ چہالا بچہای آسن مار
بیٹہا چوپای چار ماس برکہا بہر رہیو کا ہو مرم نہ تاکو لہیو جہ ست جان سبہی سیون لاگے لشن ریت تا سون
آن لاگے داکو بہید کرشن سب جانو کا ہو سون تن ناتہہ بکہانو ایک دن بلدیو جی بہی ارجن کو سادہ سمجہ
گہر بولا لیگئے جون ارجن بہوجن کرنے بیٹہے تیون چندر بدنی مرگ لوچنی سوبہدرا جی درشٹ آئین دیکہتی
ہی ایدہر تو ارجن موہت ہو سب کی ڈیٹہہ بچای بہر بہر دیکہنے اور من ہی من یہہ بچار کرنے لگا کہ دیکہوں بدہاتا
کب جنم پتری کی بدہ ملاوے اودہر سوبہدرا جی اونکے روپ کی چہٹا دیکہہ ریجہہ من ہی من مین یون کہتی تہی
چوپای ہر کو ترپ نہین سنیاسی کہہ کارن بہیا یہہ ادواسی آتنا کہہ اودہر تو سوبہدرا جی گہر مین جای
پت کے ملنے کی چنتا کرنے لگی اور اودہر ارجن بہوجن کرکے اپنے آسن پر آئی پربہہ کے ملنے کے انیک اپای کا
بہاونا کرنے لگا اسمین کچہہ ایک دن پیچہے ایک سمے شیو راتری کے دن سب پورباسی کیا استری کیا پرش
نگر کے باہر شیو پوجن کو گئے تہان سوبہدرا جی اپنی سکہی سہیلیون سمیت گئین اونکو جانیکا سماچار پای ارجن
بہی اپنے رتہہ پر چڑہہ دہنک بان لے وہان رو بستہت ہوا جون شیو پوجن کر سکہیون کو ساتہہ لے سوبہدرا جی پہرین
تیون دیکہتے ہی سوچ سنکوچ تج ارجن نے ہاتہہ پکڑ سوبہدرا جی کو اوٹہا رتہہ مین بٹہای اپنی باٹ لی چوپای
سنکے رام کوپ کریو ہل موسل کاندہی لے دہریو میری بہن سوبہدرا پیاری تاکو کیسی ہری بہکاری
انتہی مختصر اخلاصہ یہہ ہے کہ ارجن نے آرزوی وصال سبہدرا خواہر کرشن مین فقیر کا بہیس بناکر دوارکا مین جاکر
ذری سی جگہہ مین مرگ چہالا بچہا کر آسن جمایا اور دلمین یہہ ٹہرایا رستہہ روک کے لیہاگین گے جو ہو سو ہو
کیا ملیگی کہ کبہی راہ مین آتے جاتے چار مہینے برسات کے وہان رہا مگر اوسکو کسی نے نہ پہچانا نہ اوسکا مدعا جانا کرشن کو
اوسکا بہید معلوم ہوا لیکن کسی سے اونہون نے نہین کہا ایک روز بلدیو جی ارجن کو فقیر سمجہکر گہر لوا لیگئے ارجن
کہانا کہانے بیٹہا ہی تہا کہ ماہ پیکر آہو منظر سوبہدرا جی سے دو چار ہوا چشم چار ہوتی ہی اودہر تو ارجن فریفتہ
ہو کر اودہرا دہر سے نظر بچا سوبہدرا کو تاکنے لگا اور دل مین سوچنے لگا کہ دیکہئے حاجت روای کل کب جنم پتری کی
بدہ ملاوے اور سوبہدرا جی سے ہمارا وصل کرادے اودہر سوبہدرا جی آپ مائل ہوکر دل ہی دل مین کہنے لگین
یہہ تو کوئی راجہ ہے سنیاسی نہین یہہ کس لیے فقیر بنا ہے یہہ کہکر اودہر تو سوبہدرا جی گہر مین جاکر آرزوی وصال
کرنے لگین ادہر ارجن اپنے آسن پر آکر ملاقات کی تمنا کرنے لگا آری سے آن آتش عشق در دو سینہ یکی می بود
دو آبگینہ این تیغ نشگافد دو سو فرق آری دو زبانہ دارد این برق شعر قلق وان جو گذرا تو یان
غم ہوا رکا جی جو یان وان خادم ہوا چند روز گذر گئے تب تو ارجن بہت گہبرایا اور دل کی تسلی کو بہت

زبان پر لائی ۵ گہر سے نکلی وہ جبین کہین + ورنہ ہم دیکہتی کہین کہین + غرضکہ در نواحی پیچ و تاب مین تہے
کہ اس مین سب دریا کے کنارے گئے (یعنی دوارکا کے رہنے والے کیا مرد اور کیا عورت شیو پوجن (یعنی مہادیو
کے) پوجنے کو گئے سو بہدرا جی بہی اپنی سہیلیون کے ساتہہ وہان پہونچین ادہر وہان جانیکی خبر پاکر ارجن
بہی رتہہ پر چڑہ کر تیر و کمان لیکر وہان جا پہونچا جیون ہی شیو کی پوجا کر کے سبہدرا جی پہرین ارجن نے اونکا
ہات پکڑ کر رتہہ مین بٹہا اپنی راہ لی بلرام کو جو خبر ہوئی تو نہایت غیظ و غضب مین ہل موسل لیکر باہر آئے اور یہہ
کلمات زبان پر لائے کہ میری بہن سوبہدرا پیاری کو یہہ بہکاری کیونکر لے بہاگا انتہی اب یہان سے کئی باتین
آشکارا ہوئین ایک یہہ کہ مطلق العنان اور میلون اور منڈہیون مین آنکہین لڑانی کچہہ دستور جدید عورات
طائفہ ہنود کا نہین ہے شیوہ اون کے اکابر سے کابرا عن کابر متوارث چلا آتا ہے دوسرے یہہ کہ گہسا لینا
مرد جنبے کا گہر مین اور بستر کرنا اپنی جورو بیٹیون بہن بہانجیون کا اوسکے سامنے کچہہ نئی بات نہین ہے یہہ زادہ
بہی اونکے اکابر سے جاری ہے واضح ہو کہ سوبہدرا جی ارجن کی ماموں کی بیٹی تہین کہ جنکے باہم بسبب تصریحات
لالہ اندرمن مناکحت جائز نہین پس بقول لالہ جی گویا یہہ حرکت ارجن نے اپنی حقیقی بہن کے ساتہہ کی دیکہو صفحہ ۱۲۶
تحفۃ الاسلام مطبع نور الابصار قصہ بے بہاگنی کرشن جی کا رکمنی کو اور ساترت پیسر کرشن جی کا اوکہا کے ساتہہ ہو کئی
جگہہ لکہا ہے کچہہ ضرورت اوسکے بیان لکہنی کی نہین ہے **قولہ** سطر ۱۳ صفحہ ۱۸۳ صحیح بخاری اور مسلم مین عائشہ سے
منقول ہے الخ لالہ جی اپنے صحیح بخاری و مسلم دیکہی ہی نہین ہے اور دیکہی ہو تب بہی سمجہہ سکتی اپنی سو حدیث کا ترجمہ غلط کیا ہے ورنہ
چونکہ آپنے الفاظ حدیث کی تشریح کا نام لکہا ایسا ظاہر ہوا کہ جو کچہہ آپنے لکہا ہے محض براہ بی ایمانی اور بددیانتی کی لکہا ہے آپ جتنا عرصہ الہ مترجم کا نہ نقل کی
یا الفاظ حدیث کی نقل کرینگے ہم پر جواب دینا آپکے افترا کا واجب نہیں ہے **قولہ** اسباب نزول آیت سے
دریافت ہوتا ہے کہ لوگ پیغمبرون کی عورتون کو دیکہہ کر خواہش بد کرتے تہے انتہی یہان بہی مطابق جبلی قوم
افترا پردازی پر آمادہ ہوئے لالہ جی تم پر خدا کی مار ہے اپنی ہی عبارت موضوعہ کو دیکہو یہہ افترا پردازی آپ کی تو
اوسسے بہی قائم نہین رہتی مگر ہان آپنے اپنے اکابر اور دیوتاؤن کا حال یاد کیا کہ سیتا جی کی خواہش اون
کی اور بسبب آنکہ ہر چند وہ نہایت پابند و لیو دا مگر ورنہ اسکو لے ہی بہاگا انتہی یہی وجہہ مہادیو جی کی خواہش نفسانی کی
ورنہ اورچند جگر بند جلندر سے یہان تک کی کہ بڑا امر کہ عظیم برپا ہو انگوری جی زوجہ مہادیو کی خواہش خود مہادیو
جی کے شاگرد رشید برہما سے فرمائی کہ حال اوسکا اوپر بیان ہو بہاگوت پرسکند دہم مین مفصل مرقوم ہے
برہما جی گوری جی کی خواہش مین ایسے از خود رفتہ ہوئے کہ غلبہ شہوت یہانتک پہنچی کہ منی منزل ہو گئی حال اوسکا
شیو پران مین مفصل مرقوم ہے اور کا حال خواہش زوجہ گوتم رکہہ میں جو کچہہ ہوا آپ کو خوب معلوم ہی یہہ
حال مردون کا ہے جو آپنے سنا اب حال عورات کا سنئے جسقدر حال اون کا مجہکو آپ کی ...

معتبر ذریعے سے تحقیق ہوا ہی اگر سب لکہون تو ایک دفتر چاہیے مگر شمّہ نمونہ از خروارے کرشن جیکی رانیون کے حال لکہتا ہون سکندپوران کاشی کہنڈ ادہیای ۴۹ ترجمہ راجہ سپیشی مل نارد جیو گفتند ای سری کرشن مہاراج این ساعت پسر شما بسیار شوخ چشم و غرور حسن دارد این رانیان کہ نشستہ بودند بحسن او مائل گشتہ از غلبہ شہوت منی ایشان وقت برخاستن بر زمین افتادہ است مشاہدہ باید ساخت سری کرشن جیو لیسے اپنے سانت را دو بروی خود طلبید و بدعا داوند کہ حسن تو دیدہ با دزدان تو مائل شدند و گناہی عظیم بوقوع آمدہ آخر الیسے او تار سرکردہ روزگار کی رانیون کی چال وچلن پر نظر کیجی اور برہمن اور بیس برن وغیرہ کے گہر کا آپ اندازہ ورن کر لیجیے یہہ تو زمان سابق کے حال کا مذکور ہوا اور زمان حال کا جو حال ہے نظر بازون سے اوسکو دریافت کیجیے اور مقامات تیرتہہ اور مندرون مین خود دیکہہ ملاحظہ فرمالیجیے نظم تیرتہہ پہولون کے گلدان دکہاتی ہی جوبن کی تازہ بہار + نکیلی کجون کی ایک انداز سے + نکالے ہوئے نوک سو ناز سے + بدن کو اداسے چراتی ہوئی + لجاتی ہوئی مسکراتی ہوئی + اور پرسے ایک آتی ہی زہرہ جبین + خرامان ادہر سے ہی ایک نازنین + فتنہ او سپہ اندر کی آنکہین ہزار + مریض اوسکی آنکہون کے اوسکی کنار + وہ بکہری ہوئی زلف دام بلا وہ خنجر ابرو کمان قضا + نکیلی وہ مژگان سنان قضا + یہہ جادو بہری آنکہہ قہر خدا + وہ زلفین کہ ناگن بہی لہرا گئی + یہہ آنکہین کہ نرگس بہی شرما گئی + کمر تک جو زلف چلبلا گئی + میان وہ کمر لاکہہ بل کہا گئی + عزارہ کی وہ دلی شوخ فام + نہان جسکے پردہ مین آشوب عام + عیان جلوہ جسم ملبوس مین + نمایان ہو جیون شمع فانوس مین وہ بانکی ادائین وہ زیبا لباس + کرین پیرہن چاک جسپر بیاس + قیامت ہی برپا او دہر جال سے + ادہر شور محشر ہی خلخال سے + قیامت وہ ٹہکر لگے رکہنا قدم + اوٹہین خواب سے خفتگان عدم + یہہ عالم کہ گوری کی مینی لگئین + اجی آنکہین شیو جی کی تہرا گئین + جو دیکہا برن نے وہ چاہ ذقن + ہوا بحر اندوہ مین غوطہ زن + سمان کیا اچہا بندہ ہی رضا + دلی اصل مطلب مین ذریعہ ہوا + لکسو جیسیون کا اچہا نہین + تمہین یہہ خیالات زیبا نہین سر ابد یہہ زیرن ہین ایمان کی + یہہ کافر کمندین ہین شیطان کی + کہ باتون ہی باتون مین از راہ فن + اوڑا لیتی ہین دل یہہ جادو سخن + بس اس شغل سے کیجیے اجتناب + خبر لیجیے بس جی کی شتاب + قولہ حسینی نے ترجمہ آیت کا جو لکہا ہی حرکاحر فا یہہ ہی کہ چون خواہید از زنان پیغمبر رختی از امتعہ خانہ کہ بدان نفع گیرند پس بخواہید از پس پردہ آن سوال اندر رسانی حجاب پاک دارندہ تر است مر دل ہای شمارا و دلہای ایشان را از خواطر شیطانیہ و ہواجس نفسانیہ انتہی لالہ جی فرماتے ہین کہ اس سے اونکا مدعا کیا نکلا اس آیت سے تو صرف وجوب حجاب از زنان حکمت وجوب حجاب ثابت ہوا آپکا یہہ دعوی کہ لوگ از واج مطہرات کو نظر بد سے دیکہتے تھے ہرگز درجہ ثبوت کو نہ پہونچا اگر کہیے کہ جو ایسا نہ تہا تو آیت حجاب کیون نازل ہوئی تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ آیت حجاب

۱۵ سری کرشن نام دو پوتا کی بیسیو دیوتا کی انذ ۱۱

اسیواسطے حجاب ہی اور امراور پر استحسان مامور بہ کے ایسا دال ہو اور اسپر کوئی اونکو نظر بسی دیکہتا تسلیم
طرح دلالت نہیں کرتا پس محبث وامر حجاب سے دعوی لالہ جی کا ہرگز ثابت نہیں ہوتا ہان اگر ایسی کوئی تصریح جیسی کہ
ہمنے بدنظری اکابر ہنود اور زنان اکابر ہنود کی کتب معتبرہ ہنود سے نقل کی ہو لالہ جی ہماری کسی کتاب معتبر
نقل کرتے تو ایک بات بہی تہی ورنہ ایسی یاوہ سرائیان کچہ مفید اونکے حق مین نہین **قولہ** محمد صلعم نے
ایک غلام انصاری کو جسکا نام مدلج تہا اوسوقت دوپہر واسطے بلانے عمر کے روانہ کیا مدلج بدون اطلاع
گہر کے اندر چلا گیا درحالیکہ عمر بے ستر سوتا تہا اقول یہہ آپکی خیانت ہی یا آپ کو فارسی عبارت کے سمجہنے کا
بہی شعور نہین عبارت تفسیر حسینی کی یہہ ہے کہ مدلج بے اجازت درآمد و فاروق رضی در خفتہ بود و جامہ از بالای
بعض اعضای او دور شدہ بود عبارت تفسیر مین تصریح ہی اسکی کہ سوتے مین کسی عضو سے اونکے کپڑا
دور ہو گیا تہا اور تصریح اس امر کی کہ آیا وہ عضو ایسا تہا کہ چہپانا اوسکا فرض ہے یا ایسا تہا کہ چہپانا اوسکا
مسنون اور آداب مین سے تفسیر مین مطلق نہین آپکے ترجمہ مین برخلاف اوسکے یہہ ہے کہ فاروق برہنہ ستر
سوتے تہے کہین تو دل مین شرمایا کرو دیکہین تو اس بنئے والی بدخوئی کو چہپایا کرو بے باکانہ باعلان تو اوسکو
ہر جگہہ پہیلا نہ لایا کرو **قولہ** دوسری روایت مین ہے کہ اوسوقت عمر بیدار تہا اور اپنی بی بی سے ملاعبت کرتا تہا لہذا
اسطور پر مدلج کا اندر آنا اوسپر گران گذرا اور کہنے لگا کہ اگر حق سبحانہ ایسے وقتون مین آباء و ابنا اور خدم
و حشم کو بے اجازت گہر کے اندر آنے سے منع کرتا تو بہت اچہا تہا کہ امور مخفی پر مطلع ہوتے پس اسکے عمر مدینہ
حضرت کی حاضر ہوا تو محمد صلعم کو دیکہا کہ فی الحال جبرئیل آیا ہے اور سورہ نور کی یہہ آیت لایا ہے یا ایہا الذین آمنوا
لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم الخ اقول اصل عبارت تفسیر حسینی کی یہہ ہے کہ در قولی آنست کہ بیدار بود و با زن خود
ملاعبت میفرمود واز درآمدن غلام کراہتی تمام بدل وی راہ یافت و بر زبان مبارکش جاری شد کہ چہ بودے
کہ حق سبحانہ تعالی نہی فرمودی کہ آبا و ابنا و خدام و حشم ما در مثل این ساعات بی دستوری بخانہ ما نیایند تا بر
امور مخفیہ مطلع نشوند بعد از انکہ در خدمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آمد این آیت نازل شدہ بود دیکہئے لالہ جی آپ سخت
بی شرم ہین آپنے یہہ کیسی عبارت کا ترجمہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ فی الحال جبرئیل آیا ہے اور سورہ نور کی
یہہ آیت لایا ہے اسی چہپائی کے بہروسے پر قصد مناظرہ کا فرمایا ہے اگرچہ ترجمہ اور عبارت کا بہی آپسے صحیح نہیں
ہو سکا مگر ظاہرا وہ غلطی آپکی بے استعدادی اور نافہمی پر محمول ہے مگر اسقدر ترجمہ تو صاف آپکی بددیانتی اور
دغابازی پر مبنی ہے قرآن شریف مین تو یا ایہا الذین آمنوا — ملکت ایمانکم ہے آپنے امنوا کیون چہوڑا اور
آپنی ناک کیون کٹوانے مین کیا نفع سوچا ہے اب اسمقام پر ایک حکایت مہادیو جی کی جو تمہارے سکند مین بہاگوت کے
مرقوم ہے سن لیجئے کہ ایک دن مہادیو جی اور پاربتی ننگے بیٹہے ہوئے انند اور بہار یعنی عیش کا فرمالی

کر رہی تھے رکھیشروں نے جان کر دشمنی کری اونکے آنے سے پاربتی جی نے بستر دہارن کر لیئے اور
نا یعنی اون کے آنے سے پاربتی نے کپڑے پہن لیے اور ناخوش ہوئین اور رکھیشر نمسکار کر کے اپنے آسرم کو
یعنی اپنی مقامات کو چلے گئے مہادیو جی نے پاربتی کو اداس دیکھکر کہا کہ تم اداس مت ہو آج سے مین بر تجا
ہون یعنی وعدہ کرتا ہون کہ سنکہہ اور لپشو اور تجہی پرتین دیپ اس بن مین جو آویگا استری ہوجاویگا مین
وعدہ کرتا ہون کہ آدمی یا چرند یا پرند جو اس بن مین آویگا مادہ ہوجاویگا اگرچہ بحالت صدق اس قول کے
اوس میدان مین پہونچنے کے بعد آدمی اور چرند اور پرند نر سے مادہ ہوجاویگا لیکن اسقدر تو ہہی باقی رہا کہ
بمجرد دخول ایک نظر تو مردانہ وار دیکھہ ہی لیگا اور بعد ازان زنانہ بن مین تو وہ کیفیت دیکھی ہی گا اور یہ
بہی ثابت ہوا کہ فی نفسہ برہنگی زوج اور زوجہ کی ایسے میدان مین مذموم نہین اگر کوئی عورت برہنہ و تماشائی اوس
ملاعبت اور مباشرت کی ہو تو روک ٹوک نہین شاید کہ اسی بنا پر معاشرت کرشن جی اور بلرام جی کی گوپیون کے
ساتھہ بیحابانہ جماعت کثیرہ گوپیون کے سامنے ہی اور لالہ جی کو کہ قائل تناسخ ہین کسطرح بجا و نہین کیا تعجب ہی کہ
کوئی آدمی یا چرند یا پرند کیڑا مکوڑا بسکر تاک جہانک مین ہو جیسے وہ میدان مذکور سی باہر کہڑا ہو کر کوئی آدمی
ہی تماشا اوس معاشرت اور برہنگی پاربتی جیو کا کرے تحفۃ الہند مین بحوالہ شب پوران نقل کیا ہی کہ ایک مرتبہ پاربتی
نے مہادیو جی سے جماع کی خواہش کی اول مہادیو نے انکار کیا پہر جماع کے وقت آلت کو اسقدر دراز کیا
کہ پاربتی بہت تنگ اور بیقرار ہو کر اس سے فریادی ہوئین الخ دیکہو مہادیو جی نے پاربتی جی کو آپ کے پوران
کے بقول کیسا جہنڈی پر چڑہایا اور شن جی کے مقام تک فریادی پہونچایا قولہ سبب نزول آیت ہذا سے علاوہ
اسبات کے کہ قرآن ساختہ و پرداختہ محمد صلعم ہے یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ اس آیت کے ورود سے پہلے اہل اسلام
ایک دوسرے کے دیکھتے ہوئے اپنی ازواج سے ملاعبت کرتے تہے اس کلام سی جی کے علاوہ اسبات کے کہ وہ جہل
مرکب مین گرفتار ہین یہہ بہی خوب ثابت ہوا کہ مرض مالیخولیا مین بہی بیمار ہین جو کچہہ از راہ جہل مرکب کے خیال مین سماتا
ہی بسبب غلبہ مالیخولیا واقعی قرار پاتا ہی دو باتین یہان لکہین ایک یہہ کہ قرآن بنایا ہوا پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام
کا ہی دوسرے یہہ کہ اہل اسلام ایکدوسرے کے دیکہتے ہوئی اپنی ازواج سے بوس و کنار کرتے تہی حالانکہ دونو باتین
محض جہوٹ اور بے دلیل صرف توہم پرستی اور نادیدہ ہستی ہین جو روایت تفسیر حسینی سے خود لکہی ہے اوس مین
تذکرہ بہی بوس و کنار کا نہین اور ملاعبت کے معنے بجز بوس و کنار کے نہین علاوہ بران خود ترجمہ مین لکہتے ہین
کہ جب غلام حال ملاعبت مین اونکی گہر کے اندر پہونچا تو اونکو ناگوار ہوا حالانکہ اس مضمون سے ظاہر ہی کہ
ملاعبت اون کی خلوتخانہ مین تہی ایسی نہی جیسی مہادیو جی کی مباشرت کہلے خزانہ برہنہ تن میدان مین
مجمع عام رکھیشروں وغیرہ مین تہی یا مہاراجہ سری کرشن کی مجامعت اور مباشرت ایک مجمع عام مین برج کی

عورتوں سے ملاعبت و مباشرت بڑا ہم کی ساز و سامان اور آواز چہنگ کے ساتھ مجمع صد ہا مرد و عورت میں
[illegible] یہہ سب قصے جنکے تفصیل کو الہ بہاگوت کے پیشتر لکہے ہین ضرور تنا اعادہ کی نہین اور جناب لالہ اندرمن
آپ کو یہہ اعتراض کرنا کمال وقاحت ہی آپکے اکابر تو بر محفل مخصوص بمجمع کثیر مصروف مجامعت ہوتے ہین چنانچہ
اسکند ششم بہاگوت مین مرقوم ہی کہ راجہ چترکیت کیلاس پر جو پہونچا دیکہتا ہے کہ مہادیوجی اور پاربتی جی
کیلاس پہاڑ پر مجمع مین دیوتون اور پنڈتون اور رکہیشرون کے بیٹہے ہین اور پاربتی جی کو اپنے گود کے
زانون پر بٹہاے ہوے اون سے مجامعت کر رہے ہین راجہ کو یہہ بات دیکہکر نہایت تعجب ہوا اور بہت ہنسا
اور کہاکہ دیکہو ایسے بڑے دیوتا کہلاتے ہین اور بہری محفل مین ایسی بری حرکت کر رہے ہین الخ عبارتہ ملخصا گیا
دیکہتا ہی کہ مہادیوجی اور پاربتی جی کیلاس پربت پر [illegible] اور سبہا دیوتاؤن اور پنڈتون اور رکہیشرون مین
بیٹہے ہین اور پاربتی جی کو اپنی جانگہہ پر بٹہاے ہوے بہوگ مین مشغول ہو رہے ہین راجہ یہہ بات دیکہکر
نہایت تعجب کو پراپت ہوا اور بہت ہنسا اور کہاکہ دیکہو دیوتا ایسے بڑے کہلاتے ہین اور سبہا مین ایسا
نیچ کام کا کرنا کیا چاہیے تہا انتہے بہاگوت کے اسکند دہم کی ادہیای ۸۹ مین لکہا ہی کہ پہر کرشن جی بکنٹہہ مین گئی
جہان کشن جی جہیر گہوٹ پر سکہیون کے ساتہہ سوتے تہے جاتے ہی بہرگ نے اون کے سینہ پر لات ماری کہ
وہ نیند سے چونک اوٹہے اور [illegible] جناب لالہ اندرمن صاحب ان مقامات پر
انکا یہہ قول برمحل ہے کہ اکابر ہنود کا یہہ دستور ہی کہ ایک دوسرے کو دیکہتے ہوے جو رو کو بغل مین لیے ہوے
پر مباشرت فرماتے ہین اور کسی کو نہین شرماتے ادہیای ۶۹ بہاگوت اسکند دہم [illegible] مین لکہا ہی کہ نارد جی [illegible]
کے محل مین گئے دیکہاکہ کرشن لیٹے کہیل رہے ہین پہر ناردجی ستیا کے گہر ہو گئے وہان دیکہاکہ کرشن [illegible]
اور ہی مین اور ستیا بہت پیار کر رہی ہین [illegible] دیکہکر اور [illegible] باتون [illegible] مین لکہا ہی کہ
ناردجی نے کسی رانی کے گہر مین جاکر دیکہاکہ کرشن عورتون کا [illegible] دیکہتے ہین اور [illegible] کر رہی ہین
اور کسی گہر مین [illegible] رس مین ہین [illegible] ہو رہی ہین اور کسی گہر مین [illegible]
سے [illegible] لگی کر رہی ہین اور اون سے مانا پر کار کی [illegible] بول رہی ہین اور کسی گہر مین آپس مین کلیہ کر رہی
ہین اور کسی گہر مین [illegible] لوگوں [illegible] اب کہئے اور [illegible] آپ مین لالہ اندرمن جو [illegible]
مین بہری ہوئی بہت جمع ہو رہی تہے اور بے ہنگام بولیان بولتے تہے [illegible] کسی کا بیان [illegible]
الحاقی زبان کہو لین کہ یہان [illegible] ثابت ہی کہ اکابر ہنود ایک دوسرے کے دیکہتے ہوے مجمع عام مین اپنی ازواج
ملاعبت اور مجامعت کرتے ہین اور [illegible] سے [illegible] ہین اور شرم و حیا کو ایک سو دہرے
[illegible] مقامات مین [illegible] بہت [illegible] کرتا ہون کہ جو دسائل سابقہ مین [illegible] کیا تہا

بہت امور ایسے ہین کہ اون کے بیان سے کمال حقارت اکابر ہنود کی ظاہر ہوتی ہو لالہ اندرمن صاحب اگر کہین
نکرینگے تو ہین اونکو ظاہر نکرونگا لیکن وہ باز نہ آئے لہذا بمجبوری مجکو اونکا پردہ فاش کرنا پڑا عذر میرا
قبول فرماکر معاف فرماوین اور جو برا بہلا کہنا ہو لالہ اندرمن صاحب کو کہین اور مجہکو معذور رکہین **قولہ**
امام ثعلبی نے لکہا ہی کہ ایک عورت انصاریہ نے محمد صلعم سے کہا کہ ہم اپنے گہر دن مین اکثر اوقات
برہنہ بیٹھے رہتی ہین اور ہماری گہر کے لوگ بے محابا چلے آتی ہین اور ہمکو دیکہہ پاتے ہین اسطرح برہنہ بیٹھے
دیکہا پس سورۂ نور کی آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتے تستانسوا انتہی
اری لعنت خدا کی غیرت ہو تو ڈوب مرو اور بیشرم حیا مونہہ سامنے نکر دیکہی ترجمے ثعلبی کی عبارت کا ثعلبی
کی کتاب تو تمنے دیکہی بہی نہین اگر سچے ہو تو بلفظہ عبارت لکہو ہان شاید تفسیر حسینی کی عبارت دیکہی ہوگی
سو اندرا وہی ایمانی جب کے سر پہ برخلاف اوسکا ترجمہ کیا ہی سنیے عبارت تفسیر حسینی کی کہ ثعلبی آوردہ
کہ زنی انصاریہ بجناب نبوت آب علیہ السلام آمد بموقف عرض رسانید کہ ما در خانہای خود بر صفتی می باشیم کہ
نمی خواہیم کہ ہیچکس مارا بران حال ببیند ناگاہ یکی از کسان ما در خانہ در می آید فارانہ بوجہی کہ شاید می بیند حق
سبحانہ این آیت فرستادند انتہی ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ ترجمہ لالہ افترا پرداز کو عبارت منقولہ سے کچہہ بہی مناسبت
ہی اصل عبارت مین یہہ مضمون کہان ہی کہ ہم گہر دن مین برہنہ بیٹھی رہتی ہین اور لفظ بے محابا اصل عبارت مین
کسجگہہ ہی اور یہہ الفاظ کہ بر صفتی می باشیم کہ نمی خواہیم کہ ہیچکس مارا بران حال ببیند اصلا دلالت برہنگی
پر نہین کرتا سوای برہنگی اور احوال بہی ایسے بہت ہین کہ ایسی حال مین تنہائی مناسب او تجویز ہوتی ہو مگر ہان
یہہ مقولہ لالہ جی کا بحق زنان برج کہ بیک رچہاؤن کی اوتار تہین اور مہادیوجی اور پاربتی جی پر خوب صادق
آتا ہی کہ یہہ تن عریان محض اور بی ستر ہو کر ندیون مین نہاتی تہین اور مجمع عام مین جماع کراتی تہین اور یہہ دستور
ہنود مین اب بہی متوارث ہی اگر کسیکو شک ہو تو آج ہی رام گنگا اور اور ندیون کے کنارون پر جاکر تماشا دیکہہ
لے **قولہ** اس آیت سے دو باتین برآمد ہوتی ہین ایک یہہ کہ ابتدائے اسلام مین مسلمان نہایت بیشرمی کا کام کرتے
تہی کہ بے اذن ننگی عورتون پر جہپک آتی تہی انتہی تقریر سابقہ سے ثابت ہوا کہ یہہ سب افترا پردازی اور
دغابازی لالہ جی کی ہی کیونکہ آیت سے تو پہلا یہہ امر کسی طرح پایا ہی نہین جاتا قول ثعلبی سے بہی پہلے معنی اس
تقریر لالہ جی کی واضح ہی مگر ہان یہہ بات ہر کوئی کہہ سکتا ہی کہ ہنود مین دواپر جگ تک بلکہ ابتک کمال بیشرمی
متوارث چلی آتی ہی کہ اون کی عورتین علی الخصوص برج کی گوپیان جو بید کے رچہاؤن کی اوتار تہین میدان
مین ننگی ہوکر نہاتی تہین اور نہاتی ہین اور اندام نہانی اپنے تماشائیون کو دکہاتی تہین اور دکہاتی ہین اور
تماشائی لوگ اول تو چہپ چہپ کر نظارہ اوڑاتے تہے بعد ازان کپڑی اون کے لیکر درخت پر چڑہ جاتے تہے

اور جب تک بیچیا یا نہ دست بستہ آگا پیچھا دکہائی ہوئی اونکو سامنے نہ بلاتے تھے کپڑے اون کے اونکو دیا
نہ رہانے تھے اسکند ۱۰ بہاگوت ادھیای ۲۲ دیکھو بہر ۱۰ ادھیای ۴۲ اسکند دہم بہاگوت ترجمہ نگست رام
دیکھو کہ ایک عورت کوزہ پشت کے ساتھ سری کرشنجی نے اور موجیو کو ساتھ لیجا کر کیا کیا اعمال بیجا
اور وقاحت کے کیے چنانچہ عبارت اوسکی مختصراً لکھی جاتی ہے ایک دن سری کرشنچندر کبجا کی صندل لینے
مین لائی اور ادہو جیکو اپنے ساتھ لیکر کبجا کے گہر پر دلیش کر اسری کرشن جی نے کبجا کو اپنے
گلے بٹھائی اور شوہر جیسون سے اوسکو پرسن کری اور پیر اوسکا ہات پکڑ اپنے سر پر سے لپٹای اور کامدیو
داو کو سنتیل کری اور تر بہ و تاب اور ساری اوادہ بیادہ کو بجا کے نزدیک ہوگئے اور بر وغیرہ کی جاتا رہا
انتہے مختصراً اقول دوسرے یہہ کہ خدای مجید کو خوبی اور زبونی امور سے مرد و زن یاد دواتے ہیں انتہے یہہ بہی
ایک دغابازی اور توہم پرستی اور بادہ پرستی لالہ جی کی ہے یہہ اونہون نے کس کلمہ کس لفظ سے استنباط
کیا کہ خدای تعالیٰ کو اوسکی زبونی پر علم نتہا اگر یہہ کہیں کہ اگر اوسکی زبونی پر علم تہا تو پیشتر ہی کیون نہیں
ممنوع کیا گیا تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ بہت احکام ایسے ہیں کہ بحسب اقتضای حکمت کاملہ کے وقتاً فوقتاً بتدریج
جاری کیے جاتے ہیں سب احکام کا جاری کرنا کچہہ واجب نہیں اہل جاہلیت بہت رسوم ناپسندیدہ کے پابند تہے
اور سب سے زیادہ وہ امر مستقبح یہہ تہا کہ بتقلید آبا و اجداد کے بت پرستی اور شرک مین مبتلا تہے اور جو کہ
یہہ امر ظاہر ہے کہ چہوڑ دینا جملہ رسوم مستقبحہ کا جنکے وے ایکزمان دراز سے آبا عن جد پابند ہو رہے تہے
دفعۃً یکبارگی از روی عادت کے بہت دشوار ہے پس شارع نے اول اہتمام چہوڑ دینے ایسی عادات کا
فرمایا کہ داخل اصول دین اور اخلاق ہیں مثلاً پہلے تاکید توحید اور اجتناب کی کبائر سے کی اور حکم سخا اور
صوم و صلوٰۃ وغیرہ عبادات خدای عزوجل کا فرمایا تاکہ بوسیلہ اصول اور مہمات امور کے اخلاق ردیہ دور ہو جاویں
اور اخلاق حسنہ دل مین جگہہ پکڑین کہ بسبب رسوخ اخلاق حسنہ اور زوال اخلاق ردیہ کے خودبخود وہ رسوم
آبای جو اونکے دلون مین سما رہی تہین نظرون مین ہیچ معلوم ہونے لگین اور خودبخود وہی طالب اسکے
ہون کہ حکم شرعی اس بات مین صادر ہو چنانچہ قرآن مجید مین اس مدعا پر اشارہ فرمایا گیا اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ
يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ اَقْوَمُ اور اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ تا زستادیم از چرخ نجم کیمیا یصلح لکم اعمالکم دیکہو
جب تک کہ اصول دین اور مہمات امور لوگون کے دلونمین اچہی طرح نہ بیٹہے تہے تب تک ایسی ایسی رسوم کردہ
عادت برا انجانتے تہے جب وہ خوب راسخ ہوگئی تب خود اون رسوم کو ہیچ سمجہکر طالب نزول حکم شرعی
کے ہوئی اور ہرگاہ کہ مطابق اون کی التماس کے حکم شرعی وارد ہوا تو ہر آینہ زیادہ تر در باب قبول اور امتثال کے
موثر ہوا اور مکلفین اسکو ایک نعمت عظمی سمجہکر صرف ایک امر تعبدی ہی نہیں بلکہ ہر طرح پر اسکو موجب بہبودی

دنیا و عقبی کا یقین کرکے اوسکے امتثال پر بہت متوجہ ہوئی یہہ جو ہمنے بیان کیا ایک ظاہری حکمت ہماری فہم کے موافق ہی اور حقایق امور اور اسرار شرایع کو تو شارع ہی خوب جانتا ہی چنانچہ یہہ امر ہم سوط الجبابرہ کتب ہنود سے بہی ثابت کرچکے ہین مگر یہان مضمون بے خبری اور ناعاقبت اندیشی کا اور خدائی ہنود کے خوب صادق آتا ہی بہاگوت کے اسکندھ ۱۰ مین مرقوم ہی کہ جب برہما نے بندگی خدا کی کی اور الہام کیا کہ مین مخلوق کو کہان رکہون جگہہ نہین ہی تب خدا نے سوچا کہ برہما سچ کہتا ہی اور اپنے دلمین خیال کیا کہ زمین ہرناچہہ دیت سے لے گیا ہی ایسے صاف ظاہر ہوا کہ جب تک برہما نے آگاہ نکیا ہو نکو یہہ بہی خبر نہوئی کہ مخلوق کے رہنے کا کوئی ٹہکانا ہی یا نہین جب برہما نے اطلاع کی تب سمجہہ آئی کہ برہما سچ کہتا ہی اور زمین ہرناچہہ لے گیا ہی مہر لالہ صاحب ذری چشم بصیرت کو کام مین لاوین کہ اون کے خدای مفروض کا تو یہہ حال ہی کہ جبتک نارد جی نے خبر نہین دی تب تک اونکو اپنی جورودن کا بہی حال معلوم نہوا کہ کیا ناکردنی کام کر بیٹہین چنانچہ مفصل قصہ اسکا کچہہ اوپر بہی مذکور ہوچکا ہی اور ادہیای ۴۸ کاشی کہنڈ اسکند پران مین مفصلاً مرقوم ہی اور مختصراً یہان بہی لکہا جاتا ہی کہ سب رانیان کرشن جی کی سانت پسر کرشن کو دیکہہ جوش شہوت اور غلبۂ مستی سے منزل ہوگئین جب نارد جی نے اس بدفعلی کی خبر کرشن جیکو سنائی اور یہی ہوئی منی زمین پر ہر ایک کو کہڑا کرکے دکہلائی تب خدای مفروض ہنود نے اپنی جورودن کی بدکرداری پر اطلاع پائی اور اسیوقت زوال حسن سانت کے واسطے قدرت کا ہاتہ سے تحریک فرمائی کہ حسن اوسکا زائل ہوگیا اشعار

بیٹہے تہے ایکروز کرشن شادمان + حلقہ زنان گرد تہین سب رانیان + سانت جو اونکے تہے پسر نوجوان + آگئے اوس بزم مین وہ ناگہان + دیکہکے فرزند کا حسن و جمال + دل مین جما رانیون کے بدخیال + بسکہ تصور مین ہوئین کامران + چلنے لگین لہنگوئین پچکاریان + اتنے مین نارد بہی وہان آگئے + بات جو پوشیدہ تہی وہ پاگئے + بولے وہ تب کرشن سے یون برملا + آج عجب ناگ کا یہہ گل کہلا + بیٹہے ہو تم بزم مین کیا بیخبر + لڑگئی یان پردے مین باہم نظر + رانیون کا اپنی سنا تمنے راگ + آج یہہ سب لہنگون مین کہیلین پہاگ + دیکہتی ہی سانت کے بے اختیار + بہہ گئین لہنگون مین یہہ سب نابکار + کہنے کا میرے جو نہووے یقین + دیکہہ لو آنکہون سے گرتر ہو زمین + انکی تو مخفی نہین تر دامنی + کسکی منی سے نہین تر دامنی + سنتے ہی گل کستر ہین ملبوس مین + اشک بہن ہر شمع کے فانوس مین + دیکہین خطائین جو یہہ ازواج کی + رہ گئی شرمندہ مین اوتار جی + سامنے نارد کے ہوئی منفعل + حد سے زیادہ ہوئی دل مین خجل + پایا جو نارد کا بیان حسب حال + غدر کی باقی نہ رہی کچہہ مجال + دیکہکے یہہ واقعۂ بدنما + سانت سے کہنے لگے ہوکر خفا + حسن تیرے ہی کرایا ہی پاپ + اسلیے دیتا ہون تجہکو مین سراپ + برص کی بیماری ہو تجہپر عیان + حسن کا باقی نرہی کچہہ نشان + تا کہ کبہی پہر نکوئی

کاپیدا نہو + پاک کرے گل کی طرح پیرہن + تیر مژہ سے کوئی بیجان نہو + زلف پریشان سے پریشان نہو + نگار نہو
کلر نگ آنہ پیشنیدا نہو + فاختہ سرو دل آرا نہو + منظر نرگس کبھی نہو + آنکھہ کوئی تخم سے گلابی نہو + درد سے
نہ عندلیب کوئی پھر کہین + پہونچے نہ گردن تک فغان حزین + فال سیہ پر کوئی درد مند + دل کو جلا دیوے
برنگ سپند + شانہ کو چشم چپ نہ طرفان سے مو + دست کو کاوش گریبان سے ہو + دیدہ نمناک بہار
تہ خون نہو + پہونچے گریبان پہ نہ دست جنون + دیدہ خونبار سے شام و سحر + خون نہ بہا دے کوئی خونین جگر + تا کبھی
آئینہ تہ پھر الٹا نہو + موجب رسوائی بابا نہو + عالم تخیل میں پہر انسان + ہو دین تو پھر تجہہ سے کبھی کامران +
عالم حیرت میں نہ رہ جائیں پہر + ہستی سے لنگون مین نہ بہہ جائین پہر + مور و بدگوئی نار دنہون + مجرم و دیوان حطارد
نہون + ہو دے نہ بدنام کہین جان ندان + سر بگریبان نہون پہر جاودان + تاک نہین نار دغماز کو + فاش کرین خلق
مین اس راز کو + حسن کی نادانی بھی یہہ ہی ترغیب عشق گران باتون کی پروا ہو گیا + متانت کی تحصیص نہیں
عشق کو + قید نہین ثبات ہوا و ہو + عشق کو معشوق کی سے حور لاش + ڈہونڈہہ ہی لیتا ہے یہہ دل خراش +
برہم سے گر ساعت ہوا بد لقا + حسن تو عالم سے نہین اٹھہ گیا + حسن تجمل کو ہی بیشک زوال + خوبی مطلق کی
نا ہی محال تو حسن سے خالی کوئی پہر جا رہے + خوبی مطلق کہتے معشوق رہے + رہ گئی اب خامہ کی اپنی رضا + عشق
مضمون کی نہین انتہا + رہ گئی اب جلد عنان قلم + بڑہ کے لگا رکھنے سیاہ ہم قدم + تیز نہ ہہ جاتا ہے جہت سربلند +
اور ہی میدان مین یہہ پہونچا سمند + کر کے میادین عناصر کو طی + چرخ پہ پہونچا ہے پہ سند ہ پی + جناب لالا اندر
فا صاحب جسقدر آپ اس مقام مین زیادہ سرائیان کر رہے ہین مسلمانون پر ذرا ان سے کچہہ الزام نہین عائد ہوتا مگر
طابق النعل بالنعل آپ کی جوتی اور آپ کا سر ہے با چلا جاتا ہے آپ کی تقریر کی بنا پر ہم یہان یہہ بہی کہہ سکتے مین
کہ جب تک قباحت کمال حسن و جمال شانت کی ظہور میں آئی اوسکے ادعای معروض ہوتے اوس کے سبب سے جفا
زاہد شہای ثبت ناکہ اور سکے زوال کا حکم سنا در شعر یا یا اور چونکہ علم و قدرت کو آپ او تا پہ ہون کی ذاتیات سے
قرار دیتی ہین لیس یہ آپ کو گنجائش ابکی ہی نہیں ہے کہ اس مقام پر چند متفرقہ روحانی اور جسمانی کا پیش فرما دین
اور سبقام پر لاہجی اور جسکم پر بہی لحاظ فرما دین جسکا مہمخ تذکرہ اس باب مین لکہا ہے کہ مہادیوجی کی خستہ با
کے موافق یہہ جسکو نافہ ہیا کو جو کوئی اس جنگل مین آدیگا زنسے اور ہو جاویگا قولہ پہر جبکہ محمد وم جبار
ازواج پر صبر نکر سکے تو لوگون میں جو چاہو الخ بیان سے الہجی نے مقتضای جبلی قوم محض بے ایمان نے
ابور دغا بازی شروع کی کہ بلا حوالہ کتاب کے جہوٹے مضامین لکھنے شروع کیے سو ہم جواب اوسکا کچہہ دینگے
اور شروط الجواب پڑہکر جوالہ کر دینگے قولہ قد علمنا ما فرضنا فی ازواجہم کا مقصود یہہ ہے کہ خدا محمد صلعم کی
تسلی کے کہتا ہے کہ ہم نے بڑی آیت پر یہہ بات فرض کی ہے کہ اگر کسی مسلمان کی منکوحہ باجا بد پر تر امداد آگر

تو وہ فی الفور اپنے شوہر یا مالک پر حرام ہو جاتی اتنے یہہ بار بدمستی اور توہم پرستی اور بے ایمانی اور دغا بازی
لالہ جی کی ہی ہرگز یہہ مدعا آیت کا نہین ہو سکتا کوئی لفظ آیت کا اس مطلب پر دلالت نہین کرتا بلکہ قرینہ فصل
صاف دلالت کرتا ہی اوپر بطلان اس مطلب کے پس یہہ افترا پردازی لالہ جی کی ہی کہ برخلاف الفاظ کے
مطلب آیت کا بیان کرتے ہین اس آیت کے معنی پر تو علمای شافعیہ اور حنفیہ اور مالکیہ اور حنبلیہ کے باہم مباحثہ
ہی حنبلیہ اور حنفیہ کہتے ہین کہ مطلب یہہ ہی کہ ہم نے تعین مہر کی کر دی ہے یعنی اقل مقدار اوس کی
شرعاً معین ہو گئی ہی مالکیہ اور شافعیہ کہتے ہین کہ مراد تعین مہر نہین ہے بلکہ مراد عدد ازواج اور نفقات
ہین چنانچہ تصریح اسکی تفاسیر کشاف اور بیضاوی اور مظہری اور جلالین مین مرقوم ہی اور بنظر اسکے کہ لالہ
جی نے ازراہ افترا پردازی تفسیر مظہری اور تفسیر جلال الدین سیوطی کو اپنے قول کا مؤید قرار دیا ہی پس بخیال
تفاسیر ان دونو تفسیرون کی عبارت بلفظہا نقل کرتا ہون جلالین قد علمنا ما فرضنا علیہم ای المؤمنین فی
ازواجہم من الاحکام بان لا یزیدوا علی اربع نسوۃ و لا یتزوجوا الا بولی و شہود و مہر یعنی ہم کو معلوم ہی جو کچھ
ٹھیرایا ہی ہم نے مومنین پر اونکی ازواج کے بابہ مین احکام سے یعنی یہہ کہ نہ زیادہ کرین وی چار سی اور نہ نکاح کرین
مگر بوساطت ولی اور بحضور گواہون اور مہر کے تفسیر مظہری سورۂ نساء ذیل تفسیر ان تبتغوا باموالکم الآیہ
قال الشافعی و احمد لا حد لاقل المہر قال ابو حنیفۃ و مالک اقل المہر مقدر شرعاً فعند ابی حنیفۃ عشرۃ دراہم او
دینار و عند مالک ربع دینار احتج ابو حنیفۃ رح و مالک رح علی کونہ مقدرا من اللہ تعالی بقولہ قد علمنا ما فرضنا علیہم
فی ازواجہم قالوا الفرض ہو التقدیر فکان المہر مقدرا شرعا قلنا ہذہ الآیۃ فی النفقۃ دون المہر یعنی کہا شافعی
اور احمد رح نے کچھ حد نہین ہی اقل مہر کی اور کہا ابو حنیفہ اور مالک نے کہ اقل مہر مقرر ہی از روی شرع کی
پس نزدیک ابو حنیفہ کے دس درہم یا ایک دینار ہی اور مالک کے نزدیک چوتھائی دینار ہی اور حجت
پکڑی ہی ابو حنیفہ اور مالک نے اسپر کہ مہر معین ہوا ہی خدا تعالی کیطرف سی ساتھہ قول خدای تعالی کے
قد علمنا ما فرضنا علیہم الآیہ کہا اونہون نے کہ معنی فرض کے ہین ٹھیرانا پس ہوا مہر مقرر اور معین از روی
شرع کی کہتے ہین ہم کہ یہہ آیت نفقہ مین ہی نہ مہر مین پس ظاہر ہوا کہ مجتہدین اعلام مین سی کسی کا مذہب
یہہ نہین ہے کہ مراد آیت سی ہے جو لالہ جی نے ازراہ افترا کے خامہ فرسائی کی ہی قولہ سنا ہر اپنی
پادری ہیں نے تفسیر مظہری مین اور جلال الدین سیوطی نے تفسیر کبیر مین اس آیت کے یہی معنے لکھے ہین انتہی
لالہ بے حیا پر لعنت خدا ہی اور یہی نشان لعنت کا ہی کہ اوسی بیہودہ سر کی زبان سے اوس کا پردہ
فاش ہوا ہی دیکھو تو کسقدر بیجا ہی کہ لکھتا ہے کہ جلال الدین سیوطی نے تفسیر کبیر مین یون لکھا ہی حالانکہ
یہہ امر بہت آشکارا ہی کہ تفسیر کبیر کا مولف جلال الدین سیوطی نہین پس صاف واضح ہوا کہ اوس نے جہنا فی نہ تفسیر

منہہ ری دیکہی تفسیر کبیر محض ازراہ بی ایمانی کے افترای صریح کر لیا ہی جبکہ مناظرہ مین لیس پا ہوا ہی تو
افترا پردازی کو ذریعہ اپنی نجات کا سمجہا ہی مگر ہم بہی بعون اللہ تعالی اوسکی تشہیر پر خوب مستعد ہین کہ ان
تک بہی ایسی جہوٹی باتین بناویگا اور کب تک افترا پردازی کو اپنی نجات کا وسیلہ ٹہیراویگا ہم اسکو بغیر کئی
وصول دئیے نہ چہوڑینگے عبارات تفسیر مظہری اور جلالین کی ہم اوپر لکہہ چکے ہین جس سے افترا الاہی کا ظاہر ہی
قولہ اور سیاق عبارت بہی مقتضی اسی معنے کا ہی ورنہ اول اور آخر سے ربط عبارت دشوار ہوتا ہے آپ
کیا جانین کہ سیاق عبارت کیا ہوتا ہی اگر آپ کچہہ سمجہتے ہین تو از روی ترکیب کلمات بیان کیجئے کہ قد علمنا الخ
ترکیب نحوی مین کیا واقع ہوا ہی آیا جملہ ہای متقدمہ سے موصول ہے یا منفصل مستانفہ ہی یا معترضہ ہی اور
ہر ایک شق پر کسطرح مرتبط ہی اور ربط معنی مین آپ کے نزدیک کچہہ اشکال ہی یا ربط عبارت مین اور جو
اشکال ہی اوسکا بیان فرمایئے تاکہ ہم اوس کا جواب دین اور مجرد اسقدر کہہ دینا آپ کا کہ سیاق عبارت الخ
ایک بیدلیل بات پیش کرنی ہی کہ ہرگز لائق التفات کے بہی نہین پہر یہ بہی فرمایئے کہ جو معنی آپنے بنائے
ہین وہ مقتضی فصل کے ہین یا وصل کے یقین تو یہہ ہی کہ جب آپ کسی لکہی پڑہی آدمی سے تحقیق فصل اور وصل
کی دریافت کرکے سمجہہ لینگے تو خود بخود اپنے جہل کا اقرار کرینگے قولہ تفسیر احمدی کا خلاصہ یہہ ہی الخ
تفسیر احمدی کا خلاصہ کس نے لکہا ہی اوسکا نام لیجئے یا آپ اپنی طبیعت سی خلاصہ بناتے ہین آپ کو تو تفسیر احمدی کی
سمجہہ کا شعور بہی نہین اور آپ نے مدت العمر دیکہی بہی نہو گی اگر سچے ہو تو بلفظہ عبارت اوسکی کیون نہین
نقل کی خیر جب نہ سہی اب سہی آپ عبارت اوسکی لکہکر ترجمہ کیجئے اور قسم چارم مین جو آپ نے لکہا ہی
کہ وہی عورات ہین کہ بدون نکاح و بے مہر اپنا نفس بخشدیا آپ کی سخت بیحیائی ہی یہہ الفاظ تفسیر احمدی کی
ہرگز نہین آپ ہر مقام مین فیصلہ والی بیحیائی کو پیش کرتے ہین اور خدا سے نہین ڈرتے اپنی بہتر نشست سی موجب
بسکے جہنم کو بہشت مین تفسیر احمدی کی بلفظہ عبارت یہہ ہی احل لہ الامرأۃ الواہبۃ نفسہا لہ انتہی فندی
دل مین کچہہ تو شرماؤ اور ایماندار ہو بتاؤ کیا عبارت مذکورہ کا ترجمہ یہی ہے جو تم نے ازراہ بے ایمانی کے
لکہا ہی اگر لفظ ہبہ سے آپکے ذہن پلید مین عدم نکاح کا شبہہ پڑا ہی تو آپ کی ملت کی چارون قسم کے عقد
علی الخصوص قسم اول و دوم و چہارم کی عورات غیر منکوحہ قرار پاوینگی اور آپ کو اور آپکے اکثر آبا کو
اولاد غیر منکوحہ ٹہیراوینگی قولہ مقام غور ہی کہ اوس تمامی حضرت کی خاطرداری پر کسقدر مبتلا ہی کہ اون کے
ہر ایک مرض کی دوا ہی اونکے ابتلا تو خدا پر کب روا ہی یہہ تو ایک توہم پرستی لاکہہ یا دوسرا ہی مگر خدا مگر اوا
اور چارہ جوئی مین شک کیا ہی خداوند کریم اپنی خاصوں کے سب امور کا متکفل اور حاجت روا ہی
چنانچہ حدیث مین آیا ہی من کان للہ کان اللہ لہ جان تن بر دی یہ دیدہ جانی منوز + درد ما دادی

درمانی ہیوز ۞ **قولہ** چچا اور عمہ اور ماموں اور خالا کی لڑکیان حلال کین انہیے بہلا بہان توخدا نے حلال کیا ہی
کتب پراوت وغیرہ سے ۱۳ بیٹیان وجہہ پرجاپت کی جو اون کے چچا ہو گئے حلال کین چنانچہ اوت سے آفتاب
پیدا ہوئی آدیپرب مہابہارت دیکہو اترہی ہن اور وجہہ پرجاپت دونو برہما کے بیٹے ہو اترہی ہن کا بیٹا چاند
چاند ہی اوسی وجہہ پرجاپت کی روہنی وغیرہ ۲۷ بیٹیان منعقد ہوئین لیس یہ ازدواج باہم بنی الاعمام
کے کس نے حلال کیا سورج صاحب کو اونکو نواسی یا پوتی یعنی کنتی لسبدیوجی کی بہن کرشن جیو کی پہوپی سورسین
جی کی بیٹی کس نے حلال کی جس سے کرن پیدا ہوا امرابندا بیٹی راجادہی دختر سورسین کو کرشن اپسر لوبیسر سورسین
مذکور پر جو حقیقی پہوپی کی بیٹی ہوئی کس نے مباح کیا جو اوسکو مہاراجہ کرشنچندرجی داو لگا کرلے بہاگے اوراپنی
جورو بنایا ارجن پسر کنتی دختر سورسین کے واسطے سبہدرا جی دختر لسبدیو پسر سورسین کو جو اوسکی ماموکی بیٹی تہی
کس نے روا کر دیا جو شیو پوجن کے ہجوم میں سے اوسکو لے بہاگا اور جورو بنا کر گہر رکہا پردمن پسر کنتی جسکے حق مین
اوسکے ماموں رکم کی بیٹی کس نے حلال کر دی کہ باہم عقد ازدواج ہوا اگر یہہ سب کچھہ بحکم تشریعی خدا ہی اکبر ہوا
تو بقول فاضل بت شکن لالہ جی ہی کی جوتی اور لالہ جی ہی کا سر ہوا اور نہ شیرازہ عقود ومناکحات اکابر ہنود کا
نہایت ابتر اور زناکاری سے بدتر ہوا ۞ **قولہ** بلکہ متبنی بیٹے کی جورو بہی حلال کی تہے متبنے کے ساتھہ جو لالہ جی
لفظ بیٹے کا لگایا یہہ اونکی جہالت اور حماقت ہی متبنی اور بیٹے مین بڑا فرق ہی اگر لالہ جی کچہہ بہی علم منطق سے
واقف ہوتے تو نسبی تفعل کو معلوم کرکے متبنی کے ساتھہ لفظ بیٹے کا نہ لگاتے اور دونو کے مفہوم کو ایک نہ
ٹہہراتے مگر کیا کرین کہ جہالت کے سبب مجبور اور منزل تحقیق سے مراحل دور ہین جبکہ از روی ضوابط عقلیہ و نقلیہ
یہہ امر ثابت ہی کہ متبنے کرنے سے کوئی شخص واقعی کسیکا بیٹا نہین ہوجاتا اور علت حرمت کہ اتحاد جزئیت کا ہی
متبنی مین مفقود ہی پس بعد طلاق متبنی کے عورت اوسکی حرام نہین ہو سکتی برخلاف آشنایانکے جو سورج
دیوتا نے کنتی کے ساتھہ کیا کہ اپنی نواسی یا پوتی صلبیہ کے ساتھہ مجامعت کی کہ مومن جو بیٹا موست مین
پسر آفتاب کا تہا وہ عورت ہو گیا تہا اور بن زنا زادہ چاند سے ٹہکا نکاح ہوا تہا اور اوس سے پرورا پیدا
اوسکی اولاد مین سورسین پدر کنتی کے تہے پس کنتی من جملہ اولاد صلبیہ سورج کے ہوئی سورج نے خواہ بطریق
جائز خواہ بطریق ناجائز جو کنتی سے جماع کیا تو یہہ ہر آینہ مجامعت اونکی اپنی صلبی پوتی یا نواسی کے ساتہہ
ہوئی لالہ جی کو شرم نہین آتی اور اپنے عیوب پر غور نہین کیجاتی پہر ہم بہت مواقع مین قصہ نرد جہہ براجہ بید وردا کا
لکہہ چکے ہین کہ جب وہ بہشت کی اپسرا ہو گئین تو اونہوں نے اپنی اولاد کے بہت مرد دلن سے زنا کرایا یہان تک
کہ ارجن پر بہی داو لگایا مگر جب وہ داو مین آیا تو اوسکو بد دعا دیکر مخنث بنایا بہرشن بہگوان نے حکم عام جاری
فرمایا ہی کہ تفرقہ درمیان ماں اور بہن کے بیجا ہی ہر ہندو اختیار رکہتا ہی کہ ماں بہن بیٹی کے ساتھہ مجامعت کرے

اور کسی بات سے غرض نہی قولہ پہر اجازت تمام دی کہ جس عورت کا جی چاہی بلا نکاح اور حیلہ سے اپنا نفس حضرت کو بخشدے بشرطیکہ حضرت بہی اوسکی خواہش رکہتے ہوں اس خطرہ سے کہ مبادا عورت کو یہ شبہ ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فریفتہ ہو کر اپنا نفس بخشدے لینا او تعالی نے خواہش رسول کو مقدم کیا کہ ایسی عورت حلال نہیں ہو سکتی جبتک حضرت اوسکی خواہش نکریں اتہی مخفی نرہے کہ عامہ مومنین کے حق میں از روی حکم شارع کے انعقاد عقد نکاح کیواسطے الفاظ نکاح یا جو معنی نکاح ہوں شرط ہیں اور مہر بہی واجب ہے مگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح بالفاظ ہبہ بہی منعقد ہو جاتا ہے اور مہر دینی کی بہی قید نہیں مثلا اگر کوئی عورت حضرت سے کہتی وہبت نفسی لک اور حضرت اوسکو قبول فرماتے تو نکاح منعقد ہو جاتا اور مہر بہی کچہ واجب نہوتا جب یہہ امر متحقق ہوا تو ہم لالہ جی سے استفسار کرتے ہیں کہ اونکو اعتراض کس چیز پر ہوا آیا اسپر کہ بلفظ ہبہ در صورت قبول کر لینی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا اسپر کہ قبول کرنا پیغمبر کا شرط ہے یا اسپر کہ مہر واجب نہیں ہوتا اگر صورت اول ہے تو سراسر جہالت لالہ جی کی اپنے دین کے نکاحوں سے ہے کیونکہ دیہائی ۴۲ کاشی کہنڈ سکند پوران اور باب ۳ شلوک ۲۵ سے نہایت ۶۵ مجموعہ منو شاستر کو دیکہیے دوسری قسم کا بیاہ ہے جسکو دیو بیاہ کہتی ہیں یعنی برہمنی کو جگ میکنانند دختر خود را دان کردہ آن برہمن دادہ باشند دیکہو ان اور یہہ نوع ہیں اور یہہ بیاہ مخصوص ہے ساتہہ برہمن کے پس ظاہر ہوا کہ دین ہنود میں بہی بلفظ ہبہ بعض خاص آدمیوں کے حق میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور اگر صورت ثانی ہے تو کمال حماقت لالہ جی کی ہے کیونکہ انعقاد کسی عقد کا بغیر ایجاب و قبول کے ممکن نہیں ہو سکتا کیا لالہ جی کے نزدیک یہ ہے کہ جب کوئی جیس برن وغیرہ اپنی بیٹی کو مطابق دستور دیو بیاہ کے کسی برہمن کو دان کر دیوے تو گو کہ وہ برہمن اسکو قبول نکرے تب بہی خواہ مخواہ وہ عورت اوسکے گلے پڑتی ہے اگر یہہ امر ہے تو نہایت بیحیائی کی بات ہے اور اگر صورت ثالث ہے تو کمال جہالت لالہ جی کی ہے کیونکہ انکی گرنتہوں میں تو بلا مہر آٹہ قسم نکاح منعقد ہو جاتے ہیں اور کچہہ مہر واجب اونمیں سمجہی نہیں جاتی پہر علاوہ ان سب امور کے بہاگوت مہکند دہم کی بہت ادہیاؤں سے ثابت ہے کہ مہاراجہ کرشنچندر نے صدہا گوپیوں اور گوپیوں سے بغیر نکاح کے صیغہ کامرانی فرمائی تہی حالانکہ وہ سب عورتیں شوہر دار تہیں پہر لالہ جی کیا منہ لیکر کسی مذہب ملت کی ازدواج اور مباشرت پر معترض ہو سکتے ہیں اونکی ملت میں جہاں تک بیحیائی روا ہے کہ اگر برہمن یا کوئی اور شخص اونکی اکابر میں سے کسی ہندو کے گہر میں جاکر اوسکی عورت سے غیبت میں اوسکی مخالطت کرے اور بالک نمانہ ایسی حالت میں آجاوے تو کچہہ حرج نہ بیان پر نلادے اور اولاد پیدا ہوں پہر چاہے تو کہ سعادت دارین پاوے قصہ سو برس کی برہمن کا دہرم پرب مہابہارت میں موجود ہے دیکہہ لیجیے کہ دہرم بصورت برہمن سو برس برہمن کے گہر سوتی اور اوسکی عورت سے طالب صحبت کے ہوئے چنانچہ سو برس کی عورت اور دو باہم ہم آغوش ہوئی

ہنوز تیر مراد بہدف مدعا پر نہ پہنچنے پایا تہا کہ سودرشن آگیا اور اون دونو نکو لپٹا دیکہکر چلے گئے تو بہرا دہیر
بولا کہ آپ بفراغت صحبت کیجیو میں باہر کو جاتا ہون چنانچہ اس خلوص اعتقاد کی بدولت سودرشن نے دارین مین
مرتبہ عالی پایا مہادیوجی کا قصہ زنان رکہیشرون کے ساتہہ شیو پران مین مرقوم ہے کہ بغیبت رکہیشرون کے
یکایک اونکی عورتون مین جا کودے اور ایکایک کو سرفراز کیا رکہیشرون نے جو یہہ حال آکر دیکہا تو
بد دعا کی کہ لنگ مہادیو کا گر پڑا مگر اوس لنگ نے یہان تک آفت مچائی کہ بڑے بڑے دیوتون نے رکہیشرون پر
نفرین کی کہ تمکو اپنی عورتون کی سرفرازی کا شکر ادا کرنا چاہیے تہا نہ یہہ کہ بالعکس اوسکو بد دعا دیتے
اودہیائی گیارہوین اسکند پران کاشی کہنڈ مین مرقوم ہے کہ فرزند ہفت قسم است یکم آنکہ در وجود نطفہ
از برہمن گرفتہ پیدا کنند انتہے یہان سی ثابت ہوا کہ شوہردار عورت ہنود کے دین مین برہمن کو بلا نکاح بہی حلال
ہی اودہیائی ۹۴ کاشی کہنڈ اسکند پران مین ہے از زمان ازل دیوتہا عیش نمایند و باز نوبت انسان میرسید
صفائی زنان از ماہتاب و عصمت از آتش ہست بنابران سوای وقت حیض زنان ہمیشہ پاک ہستند و خدا
بیوید کہ ہرگاہ دختر باحیض گردید آتش دیوتہ در ہرگاہ بر فرج او موی نمودار شدند ماہتاب در ہرگاہ
پستان ظاہر شدند گندہرب ان عیش خود میکنند انتہی چشم بد دور کیا خوب صفائی اور عصمت منظور ہے جب تک
دیوتہ آگ کے اور ماہتاب دست تصرف نہ پہیر لین اور سوم گندہرب کو چہوٹا نکر دین تب تک نہ صفائی حاصل
ہوتی ہے نہ عصمت ماشاء اللہ جس ملت مین ناکارہی اور آلودگی بنام صفائی اور عصمت موسوم ہو پہر وہ
دین کیون نہ صاف اور معصوم ہو لالہ جی اگر بر سر انصاف آوین تو خود اپنی زبان سے فرماوین کہ معبود ہنود پر ہنود
اور دیوتون پر کسقدر مرتا ہی اور کیسی کیسی بیحیائیان اونکی واسطے جائز کرتا ہی کہ ہنود کی عورتون کو بلا نکاح اپنی
لیجانے پہیر آتا ہی اور ہنود کی ناکتخدا دختران کے ساتہہ اونکے زنا کرتا ہی اب رہی یہہ بات کہ جسطور پر
ہبہ اور بلامہر ازدواج پیغمبر علیہ السلام کا صحیح ہوجاتا تہا کاش مومنین کا کیون نہین جائز متصور ہوتا سو
جواب اوسکا یہہ ہے کہ مخصوص ہونا بعض احکام کا ساتہہ انبیاء علیہم السلام کے کسیطرح محل اعتراض نہین سب
ملتون مین یہہ بات موجود ہی اور دین ہنود مین تو اکثر احکام مخصوص ساتہہ چہتریون اور برہمنون کے ہین چنانچہ
بہتا جگہہ تفصیل اسکی مذکور ہوئی ہے قولہ الحاصل جو عورت محمد صلعم کا دم بہرتی ہے اور محمد صلعم بہی اوسکی خواہش کریں
وہ اوسکے واسطے مباح ہو اتہے اسکا حاصل یہہ نکلا کہ دین ہنود مین ظاہرا یہہ واجب ہے کہ اونکی عورات مین
سی جو عورت کسی مرد کی خواستگار ہووے اور مرد اوس سے بیزار ہووے تو خواہ مخواہ وہ عورت اوس مرد کے گلے کا ہار ہووے
جسطور پر بعد مقتول اور معدوم ہونے چہتریون کے چہتریونکی عورات نے برہمنون کا پیچہا لیا اور اونسے پہر لڑکے
پیدا کیے اور جہاراجہ راجہ منڈل اور سری کرشن جیو وغیرہ سب چہتری ظہور مین آئے اور عالی خاندان اور صحیح النسب دستار

مین کہلا ہی ہست گر بود نش بہ ہندوستان منوبہ ؛ کر بشد کہ رسند و واتر گونہ ؛ مہابہارت مین لکہا ہی کہ در ایام
پرسرام بعبادت مشغول شدہ و در عالم چہتری نماند زنان چہتریان پیش برہمنان آمدند کہ ما را گیرند مبادا
بعد اصرار و مبالغہ زنان بانزنان گفتند کہ بعد طہارت از حیض غسل کردہ پیش ما بیایند تا با شما صحبت
میداریم زنان ہمچنان کردند برہمنان با ایشان صحبت میداشتند و آنہا را فرزندان پیدا میشدند ہمچنان
بار دیگر از برہمنان چہتریان پیدا شدند انتہے مختصرا اقول آپ مسلمانونکو خدا ترس ہی کہ پراسر رستیان ناگاہی
مین کہ ستونتی سے برضامندی یکدیگر کاندہرب بیاہ کیا انپر خدای تعالے لالچی پر غضب نازل فرماوے
کہ خدا سے نہین ڈرتے اور مسلمانون کیطرف یہہ مقولہ منسوب کرتے ہین کہ پراسر نے ستونتی سے کاندہرب بیاہ
کیا مسلمان تو آپکی طرح ملت ہنود سے ناواقف نہین کہ معاملہ پراسر کو کندہرب بیاہ کہتے ہمنے تو پہلے رسائل
مین آپہی کی کتب معتبرہ سے جیسا چاہیے ثابت کردیا ہی کہ معاملہ پراسر کا ستونتی کے ساتہہ کاندہرب بیاہ
نہ تہا بلکہ محض حرامکاری تہی سیف القہار کو ملاحظہ کیجئے اور آپ ہی داد انصاف دیجئے آپکے دین مین برہمن کو کاندہرب
جائز نہین چنانچہ اٹہوین باب مجموعہ منوجی اور دیگر کتب معتبرہ ہنود مین تصریح اسکی موجود ہی اور یہہ بہی
مسلم ہی کہ پراسرجی برہمن تہے نسب انکا آدیپرب مہابہارت مین مسطور ہی پراسر بن سکیت بن بسشٹ برہما
پس ہرگز کاندہرب بیاہ انکے حق مین جائز نہین تو جو کچہہ انہون نے کیا ہر آئینہ خلاف حکم شرع کے کیا اور
اسی کا نام آپکے نزدیک زنا ہی چنانچہ آپنے تحفۃ الاسلام کے صفحہ ۱۳۰ سطر اول مین تصریح لکہا ہی کہ زنا عبارت
ہست از جماعیکہ در غیر جای حکم شریعت بود انتہے پس آپ کی کفالت اور وکالت پراسر کے کاندہرب بیاہ مین
کچہہ کارگر نہوئی اور علت زنا کی باوجود آپکے تعلل کے بہی پراسرجیو نسبت قائم رہی باانہمہ ہمکو شرم نہین آتی
ڈوب نہین مرتے کہ مسلمانونکے مقولہ پر طعن کرتے ہو آپ جاہل بدعا سنیے کہ ہتنکاح بالفاظ ہبہ بلا مہر اور کاندہرب
بیاہ مین بہت فرق ہی نکاح عام اور ہتنکاح مذکور مین صرف ایجاب مہر اور الفاظ کا فرق ہی یعنی ہتنکاح مذکور
بلفظ ہبہ اور بلا مہر منعقد ہوتا ہی مگر شرط الدا ایجاب و قبول اور شہادت اور حلال جیسا نکاح عام مین ہی ویسا ہی
یہی ہی اور کاندہرب بیاہ تو معاملہ خفیہ ہی کہ اوائل مین اوسکی کسیکو اطلاع بہی نہین ہوتی اور اگر صرف عدم وجوب
مہر اور عدم تذکرہ الفاظ نکاح کو آپ کاندہرب بیاہ قرار دیتے ہین تو چاہیے کہ قسم کے بیاہونکو جو برہمنون کیواسطے
جائز ٹہیرائی گئی ہین کاندہرب بیاہ کیون نہین ٹہیراتی کیونکہ وہ سب بیاہ بلفظ دان یعنی ہبہ اور بخشش کے منعقد
ہوتی ہین اور مہر تو کسی مین بہی واجب نہین تا پس آپکے قول پر لازم آیا کہ وہ سب بیاہ کاندہرب بیاہ ہون حالانکہ
کاندہرب بیاہ ان چارون قسمون سے خارج ہی خلاصہ کلام یہہ کہ اگر آپ ہتنکاح مذکور کو مستنبح سمجہتے ہو تو منوجی کے
پہلی چار قسم اقسام کے بیاہون کو علی الخصوص نوین بیاہ کو زیادہ تر قبیح کہو ورنہ نسبا کو بند کرو اور منہہ پر تہپڑ

قولہ جس صورت مین محمد صلعم کی لیے بجز وہبہ صحبت اجنبیہ قسیمہ نہین ہی تو کانہرب بیاہ مین کیا قباحت ہی لنتھی
ہرگاہ کہ ایجاب و قبول ہبہ کا واقع ہو گیا اور نکاح ان الفاظ سی منعقد ہو گیا پس ثابت نکاح علماء کے بیان حق
انعقاد از دواج متحقق ہوا اس حالت مین عورت منکوحہ اجنبیہ کہان رہی پس قول لالہ جی کا کہ بجز وہبہ صحبت
اجنبیہ الخ سراسر بیجا اور محض خطا ہی اور یہہ جو ہمسی دریافت کرتے ہین کہ کانہرب بیاہ مین کیا قباحت ہی
ہمسی نہ پوچھئین اسکو برہماجیو اور منوجی سے دریافت فرماوین یا خود عقل کو کام مین لاوین اور اپنے دلمین
غور فرماوین مہنہ پوران کاشی کہنڈ کی ادہیای ۸۴ مین سلوم کا ترجمہ جی الگسبت مین کر سمجہائی ہین ہشت نوع
کتخدائی میفرماید اول برہمہ بواہ نام ہست کہ بموجب اسم ہدایتش روشن کردہ ہفت مرتبہ گرد آن گردیدہ
مین لبڈ پدر دختر را دان کردہ میدہد و داماد بگیرد از چنین زن کہ اولاد پیدا شود نجات کنندۂ لبست وہات پشتہا
خواہد بود دوم دیوی بواہ یعنی برہمنی کہ جگ میکناید دختر خود را دان کردہ بآن برہمن دادہ باشند از ان کہ
اولاد شود نجات دہندہ چہاردہ پشت باید دانست سوم ارکہہ بواہ بدینطور ہست کہ از قوم خود طفلی مناسب
پسند کردہ و دختر خود حوالہ نماید اولاد آن نجات بخشندۂ ہفت پشت چہارم پرجاپت بواہ یعنی ہم قوم خود را طلبیدہ
اول گفت کہ بر دہرم خود قائم خواہی ماند دباز دختر خود را دان کردہ داد از اولاد آن زن شش پشت نجات می یابد
اینہمہ دہرم بواہ ہستند پنجم اسر بواہ ششم گندہرب بواہ ہفتم راچہس بواہ ہشتم پشاچ بواہ و دزینہا کہ بغیر مراسم شستر
کردہ ہست اولاد خراب کنندۂ عاقبت و در دو جہان سبب گمراہست مرا باید کہ زینہمہ کہ از روی حکم شاستر
بموجب دہرم کردہ ہست ازان صحبت نماید انتہی اگر کچہہ قباحت کندہرب بیاہ مین نہین تو برہما جی نے اسکو قسم
دہرم بواہ سی کسطرح خارج فرمایا اور حسطرح اقسام دہرم بواہ کو نجات دہندہ پشتونکا ٹہرایا ہی اسکو کیون
نہین ٹہرایا لیس ظاہر ہوا کہ کچہہ نکچہہ قباحت تو کندہرب مین ہی جسکے سبب سی اسکو اقسام دہرم سے خارج کرکے گردہ
بیاہون مین شامل کیا اور اس بیاہ سی بہی اگرچہ اسکا گہٹنا دیا منوجی کے مجموعہ سی ظاہر ہی کہ اس بیاہ کو کہتے
ہین کہ لڑکی کے فتح ہونسی جو عورت ہاتہہ آوی اسکو بدرجہ بیاہ لیجاوے اور کندہرب بیاہ وہ ہی کہ بلا اطلاع کسیکے
اور بدون تعمیل رسوم نکاح کے باہم گر خلوت تامہ ہو جاوے پہر ادہیای مذکورہ اسکند پوران کی عبارت اخیرہ مین
صحبت کرنا ایسی عورات سی چاہیے جو از روی دہرم کے نکاح مین آئی ہون اسی بادی النظر مین کراہت کندہرب
بواہ کی واضح ہی اگر کندہرب بیاہ مین کچہہ قباحت نہین تو گرسبت کو حکم صحبت کا خاصتہ ایسی عورات سے جو
از روی دہرم بیاہ کے نکاح مین آئی ہون کیون دیا اور کندہرب بیاہ والیونکو کیون خارج کیا آخر کچہہ تو قباحت
ہی ہی کہ جسکے باعث ایسا تفرقہ ہوا اب رہی یہہ بات کہ وہ قباحت کیا ہی سو ہمکو اسکی تشریح کی چندان ضرورت
نہین جو کچہہ قباحت ہی خود عیان ہی چہپے چوری بغیر اعلان کے قربت عورات کی بعینہ وہی معاملہ ہی جیسا کہ معاملہ

دوستی اور آشنائی کا برتاؤ اور رسم جنون کے ساتھہ ہوتا ہی جب تک اعلان نکاح نہو وہی تب تک دونون
معاملون مین کچھہ فرق نہین اور پہر ایک نادانی اسمدانیہ کہہ سکتے ہین کہ باہم زنا نہین ہوا بلکہ گندہرب بیاہ کے
ذریعہ سی باہم صحبت صحیح ہوئی ہی قولہ البتہ یہان ضرورت لفظ بیاہ ہی انتہی لالہ جی جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہی
ضرورت لفظ بیاہ کی ثابت کیجئے آیا پہر سہی اور ہوتی بلفظ بیاہ منعقد ہوئی تھی اگر ہوئی ہون تو ثابت کیجئے یہہ
یہہ بہی فرمائیے کہ آپنے باب نہم شلوک ۲۹ و ۳۰ اور ۱۰۲ مجموعہ منوشاستر کا بہی کہا ہی یا نہین اوس مین
واضح ہی کہ ایک قوم کے لوگون کی شادی ہاتہہ ملانے سے ہو جاتی ہی مگر جو عورت ذرقہ چہتری کی برہمن سی شادی
کرے قرار اوسکا نکاح تیر ہاتہہ مین لینے سے ہوتا ہی اور بیس کا کوڑا ہاتہہ مین لینے سے اور سودر عورت کا جامہ کا دامن
لینے سے جب یہہ حال ہی تو آپ قطعا اپنی ملت کے احکام سے جاہل ہین کہ لفظ لفظ بیاہ کو ضروری بیان کرتے ہین
قولہ وہان احتیاج کلمہ نکاح کی نہین انتہی کو لفظ نکاح کی ضرورت نہین مگر بجائی نکاح کے کلمہ ہبت کی ضرورت ہی
اور جب کلمہ ہبت بدلہ کلمہ نکاح واقع ہوا تو پہر کیا اعتراض باقی رہا قولہ ایسی ہی پیروان مصطفی و مسلمان
باجیا کو مناسب ہی کہ اول نیوگ پر بابت جماع بلا نکاح کے طعن کرین بلکہ حضرت سی پوچھہ لین کہ میمونہ بنت حارث وغیرہ
عورات سے کیونکر بلا نکاح اور بدون مہر جماع کیا تہا انتہی اول تو یہہ امر کہ میمونہ رض اون عورات مین تہی کہ جنہون نے اپنے
تئین بلا مہر بلفظ ہبہ سلک ازواج پیغمبر علیہ السلام مین شامل کیا تہا ثابت نہین قطع نظر اسکے جب ازدواج خواہ بالفاظ
نکاح ہو خواہ بالفاظ ہبہ شرعا متحقق ہوا تو کیا محل اعتراض باقی رہا لالہ جی جو نیوگ کو ایسی ازدواج پر قیاس کرتے ہین یہ
جہالت اونکی ہی کیا اونکے نزدیک وہ نکاح جو بالفاظ ہبہ یا اذان یا بتعمیل رسم ہاتہہ پکڑ لینے یا تیر لینے یا دامن پکڑ لینے
کے بلا مہر منعقد ہوا ہو اور نیوگ دونو برابر ہین یا در لالہ جی جائز را وجہالت لفظ بلا نکاح زبان پر لاتے ہین یہہ اونکی
ریاکاری ہی دونو طرح کے نکاحون مین صرف الفاظ کا فرق ہی اور فرق الفاظ بہی ملاحظہ نہین بلکہ صرف فرق
معنی ہی جیسے کہ یہہ نکاح بلا مہر اور دوسری قسم کے نکاح مین مہر معین یا مہر مثل واجب ہوتا ہی اور عمل نیوگ جو عقلا بہی لوگون
کے نزدیک قبیح ہی تو قبح اوسکا بہی اوپر الفاظ کے نہین ہی بڑی تعجب کی بات ہی کہ لالہ جی ایک وجہ قبح عمل نیوگ
کی نہین سمجھی باوجود یکہ اس باب مین بہت کلام طویل رسائل سابقہ اور ہدیہ اور اعجاز اور خلعۃ الہنود مین وہ میا
آیا ہی لہذا پہر ہمکو اوسکے قبح کا بیان مختصرا ضروری ہوا اور وہ یہہ ہی کہ عقل اور غیرت انسانی مقتضی اس بات
کی ہی کہ بحالت قیام نکاح ایک شخص کے اور اوسکی عورت فراش ایک مرد کی فراش دوسرے شخص کی نہو اور وہ نطفہ مختلط
نہون کمال بیغیرتی ہی کہ ایک مرد کی زوجہ دوسرے مرد کے ساتہہ ہمبستر ہووی نوع انسانی تو اشرف المخلوق ہی جن حیوانات کے
جوڑے ہوتے ہین اون مین اس بیغیرتی کو وہ بہی گوارا نہین کرتے اور اس بات پر آپس مین لڑ مرتے ہین پس جسمین
جواز کا حکم دیا گیا بالیقین جاننا چاہیے کہ وہ دین اوپر کمال بیحیائی اور فحش مرسم کے مشتمل ہے اور نہایت خلاف

طرف سے نہیں ان اللہ لا یأمر بالفحشاء والمنکر اور یہی بنا ہے صاحبان عقل اوپر دین ہنود کے اس حال میں کہ جسکو دیکھتے ہیں کہ
کہ اونکی شریعت میں جائز کرنا شوہردار عورت کا اجنبی مردونکے سے روا قرار پایا ہے اور ایکعورت کا نکاح معاً چند
مردون کے ساتھ جائز ٹھہرایا ہے جیسا کہ نکاح دروپدی کا پانچ مردونکے ساتھ معاً واقع ہوا قولہ المختصر جب کہ محمدؐ
کی عورتون کی کثرت ہوئی اور کسی سے رغبت اور کسی سے نفرت تب اپنے ذمہ سے قید مساوات اوٹھائی کا تھے مہربانی
لالہ جی کی دیکھی کہ اوپر جسقدر مضامین لکھے ہین ظاہر ہے کہ انکا یہہ جملہ محض اور اختصار ہرگز نہین بلکہ یہہ ایک جدید عا
پیش کیا ہے اسکو بلفظ المختصر لکھنا سراسر بیجا ہے کہ انکو یہہ بھی شعور نہین کہ یہہ لفظ کس موقع پر مستعمل ہوتا ہے یہہ
یہہ جو لکھتے ہین کہ بسبب کثرت عورات کے کسی سے رغبت اور کسی سے نفرت ہوئی الخ یہہ بھی افترا پردازی ہے کسی کتاب کا
حوالہ نہین لکھا پس ایسی جاہلانہ باتین لالہ جی کی کہہ کے حق مین مفید نہین قولہ صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ اس
آیت کے نازل ہونے سے سودہ اور صفیہ اور جویریہ اور ام حبیبہ اور میمونہ سے پہلو تہی کیا اور عائشہ و حفصہ اور ام سلمہ
اور زینب کو اپنے ساتھ لیا تھے آپنے سراسر افترا صاحب کشاف پر برپا کیا اور بمقتضائے جبلی قوم کے دیانت کو
بالکل چھوڑ دیا انکو کچھ شرم و حیا نہین ہے آپنے بالیقین کشاف کو دیکھا ہی نہین اور بالفرض اگر دیکھتے بھی تو اوسکی عبارت کا
سمجھنا آپکے فہم ناقص سے برتر ہے اگرچہ مقتضائے مقام تو یہہ تھا کہ مین آپکو تکلیف اس امر کی دیتا کہ عبارت کشاف کی بلفظہ
نقل کیجئے تاکہ آپ کی جہل اور افترا کی قلعی خوب کہلتی مگر چونکہ آپکے علم و فضل کا حال مواقع متعددہ پر ظاہر کر چکا ہون
پس چندان ضرورت اوسکی نہین لہذا مین عبارت کشاف کی بلفظہ لکھتا ہون مگر پھر بھی اسقدر ملتمس ہون کہ آپ اوسکا
ترجمہ صحیح لکھین تاکہ آپکی جہالت آپکے سامنے آوے اور افترا آپکا خود آپہی کے قلم سے عیان ہو جاوے ہکذا و روی انہ
علیہ السلام ارجا منہن سودة وجویریة وصفیة ومیمونة وام حبیبة فکان یقسم لہن ما شاء کما شاء وکانت
ممن آوی الیہ عائشة وحفصة وام سلمة وزینب ارجی خمسا وآوی اربعا وروی انہ کان یسوی بینہن مع ما
اطلق لہ وخیر فیہ الا سودة فانہا وہبت لیلتہا لعائشة وقالت لا تطلقنی حتی احشر فی زمرة نسائک ذلک
التفویض الی مشیتک ادنی الی قرة عیونہن وقلة حزنہن ورضاہن جمیعا لانہ اذا سوی بینہن فی الایواء والارجاء
والعزل والابتغاء وارتفع التفاضل ولم یکن لاحداہن مما تریدہ ومما لا تریدہ الا مثل ما للاخری وعلمن ان ہذا التفویض
من عند اللہ بوحیہ اطمأنت نفوسہن وذہب التنافس والتغایر وحصل الرضا وقرت العیون وسکنت القلوب
انتہی اب از راہ عنایت آپ اس عبارت کشاف کا ترجمہ کیجئے تاکہ آپ کی بد دیانتی اور دغابازی اور خیانت ہر کس
و مہ پر ظاہر ہو جاوے مگر آپ تو ایسی قوم حیادار کے فرد کامل ہین کہ ایسی ایسی چوریان آپ کی ہمنے بہت پکڑی ہین اور
آپکو بہت ذلیل کیا ہے مگر آپنے شرم و حیا کو ایسا جواب دیا ہے کہ سب طرح کی فضیحت اور طعن اور تشنیع اوٹھائی
لیکن بیحیائی سے باز نہ آئے مخفی نہ رہے کہ باوجودیکہ قید قسامت کی حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے مرتفع

ہوگئی تھی لیس یہی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا پابندی شرع کی ظہور تھی چنانچہ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ
عنہ سے مروی ہی کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم تسع نسوۃ فکان اذا قسم بینہن لاینتہی الی المرأۃ الاولی الا فی تسع
الحدیث جامع ترمذی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقسم بین نسائہ فیعدل
الحدیث سنن ابو داود میں عروہ بن زبیر سے روایت ہی قال قالت لی عائشۃ رضی اللہ عنہا یا ابن اختی کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لایفضل بعضنا علی بعض فی القسم من مکثہ عندنا الحدیث قالت سودۃ بنت زمعۃ حین اسنت وفرقت
ان یفارقہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ یومی لعائشۃ فقبل ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
منہا الحدیث سوای انکے اور بہت روایتیں اس باب میں موجود ہیں اور کوئی روایت صحیح اونکی معارض ثابت
نہیں جسقدر لالہ جی نے یہان خامہ فرسائی کی ہی سراسر بد دیانتی اور افترا پردازی اور دغابازی ہی مگر ان
بیہودہ الزام لالہ جی کا بموجب روایت ادہیائی ۹۶ بہاگوت اسکند دہم ترجمہ گنپت راۓ کی مہاراجہ سری کرشنجند کی
بخوبی عام ہوتا ہی وہ لکہتی ہیں سولہ ہزار ایکسو آٹھہ رانی سری کرشنچندر مہاراجکی تہی اور اونمیں اٹھہ پٹرانی
دو او یک پیاری کرشنچندر مہاراجکی تہیں الخ اس سے ظاہر ہوا کہ ازراہ بوالہوسی کے رانیان تو بہت کرلی تہیں مگر
بسبب عدم مساعدت قوت کے انجام کار بیار آٹہہ ہی پر رہا کہ بقول سکہدیو جی کے سب میں وہی آٹہون اونکی پیاری
مہاراجکی تہیں قولہ فقیر مؤلف عرض کرتا ہی کہ نزول آیت مذا سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا یہہ تہی کہ صاحب
کشاف نے عیان کردی اسکے کیا کلام فصیح لالہ جی بول رہی ہیں نہ نزول کے معنی سمجہتی ہیں اور نہ منشا کی اور سکو
تعبیر اوسکی ضرور نہیں واقعات لغات عربی پر جہالت لالہ جی کی اسی کلام سے خوب عیان ہی آیہ ہم بہی کہتی ہیں کہ
بعد نزول آیت کے جو حال تہا وہ صاحب کشاف نے اپنے اس قول میں لانہ اذا سوی بینہن الخ خوب ظاہر کردیا ہی اور جب
خود لالہ جی صاحب کشاف کے قول کو تسلیم کرتے ہیں تو پہر سمجہائی لالہ جی کے اور کچہہ اونکی اعتراض کا منشا
نہیں عم کاروزان حیلہ و بیشرمی ہست + قولہ پہر کیف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عورات بیشمار ہوئیں تو جو جو
قباحتیں کثرت ازواجیں ہوا کرتی ہیں نمودار ہوئیں انتہی یہان پہر کیف کا کیا موقع تہا یہان آنکے تو لالہ جی ایک
مطلب جدید کے لکہنے پر متوجہ ہوئی ہیں پس پہلی اونکی ہی کہ صدر کلام پر پہر کیف لائے ہیں اب اصل مدعا سنئے کہ جہان
رانیان بیشمار اور قباحتیں بسیار تہکار ہوئیں تہیں اونکا تذکرہ لالہ جی یک لخت بہول گئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی تو نو ہی ازواج مطہرات تہیں جہان ہزاروں کے شمار پر نوبت پہونچی تہی اونکی قباحات کا لالہ جی پر اظہار
واجب تہا مگر چونکہ لالہ جی نے دوسری جشم پوشی کی لہذا ہمپر اونکا اظہار واجب ہوا اسوجہ سے ہم اونکو نوک قلم پر لاتے ہیں کہ جب
اونکو اوتار نامدار نے ازراہ بوالہوسی کے زیادہ وحد وسعت کے جورؤن گہیر لیں اور نوبت ۱۶۱۰۸ پر پہونچی اور ان کی
حاجت روائی سے عاجز آئے تو جتنی زیادہ قوت باہ کے ہوئی چنانچہ رکہیشر داس نے اونکے حق میں دعا کی کہ قوت باہ شما افزون

دہرم پر بیہ مہابہارت کا دیکہہ لو مگر چونکہ حاجت روائی شہوات کی مزے پر دارہی کہ گنڈہ وسی متصور نہیں ہے
کمرین بہی کچہہ زور چاہیئے لہذا وہ دغا بہی واسطے کاریاری سقدر کا مانریون کے کام نہ آئی انجام کار یہہ ہوا
کہ اول تو نرکنی جی نے فرمایا کہ جاؤ تم اور کسیکے گہر جا بیٹہو جب اوسکی اپنی خاندان کے لحاظ سی دوسر اخاوند
کرنا مناسب سمجہا اور خواہ مخواہ وسکے گلے پڑی تو مجبور ہوگئے دیکہو ہسکند دہم بہاگوت کی ادہیای ۶۱ اور سہی کانا
اور دنکو بہی نچہوڑ سکے مگر جب بقدر لنگار کو سنبہال سکے اور حسب مراد اونکی خواہش برار نہوئی تو دو سب کی
سب جوش جوانی اور دو فورمستی سی یہان تک مست شہوت اور از خود رفتہ ہوئین کہ بر سر انجمن بمجرد دیدار جمال
سانت پسر کرشن کے فوارہ منی کے ہر ایک سی جاری ہوگئے دیکہو ہسکند پوران کاشی کہنڈ کی ادہیای ۴۸ جناب اللہ
اندرسن صاحب یہہ کا بونکا بالد دہتا کہ جسکو گہر بیکو مہاراجہ سر کرشن ابتدای عمر سی عادی تہے یہہ تو ذوات الشہوات
کا مکردہ والی چیزین تہین یہہ تو بقدر قوت ہی گہیری جا سکتی ہین ع مروت بیار ما وانگہی زن کن + قدم المخروج
قبل الولوج اگر از راہ بوالہوسی کہ اس مقدار بیشمار عورتون کو نگہہ رکہے تو نوبت الیسی فضیحت کی کہ اغیار تو درکنار
بیٹہی ہی کو دیکہکر اوسکے حسن جمال پر فریفتہ ہوکر منزل ہوگئین کیون نہ پہونچتی ع چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
قولہ سو تب حضرت تنگ آئی کہ اونکی مقدور سی زیادہ و نان و نفقہ طلب کرتی ہین پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو
دہمکایا کہ جبرئیل یہہ آیت لایا ہی یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتہا فتعالین امتعکن
و اسرحکن سراحا جمیلا و ان کنتن تردن اللہ و رسولہ و الدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما انتہی
اگرچہ لالہ جی نے جو کچہہ یہان لکہا ہی بدون حوالہ کتاب کے لکہا ہی اور اکثر باتین جہوٹی بنائی ہین مگر ہمکو تطویل کلام
ضرور نہین ہم سمجہتے ہین کہ عورات کا خاصہ ہی کہ اکثر باتون پر دیکہا دیکہی اصرار کرتی ہین یہہ امر کچہہ کثرت ازواج
اور قلت پر منحصر نہین دیکہو سیتا جی نے اوس ہرنکو دیکہکر راجہ رامچندر سی اصرار کیا کہ اسکو پکڑ لاؤ مہر گر شنجی نے ستیابہا
خاطر ست بہوما اپنی زوجہ کے راجہ اندر سی کلپ برچہ کا سوال کیا بسوامتر نے اپنی زوجہ کی ہٹ پوری کرنیکو اپنے
رکہیشر سے کامدہین گاہی مانگی راجہ جسرت نے بی بی کی ہٹ سے راجہ رامچندر کو جلا وطن کیا اہنسہ تیسری بہاگوت میں
مرقوم ہی کہ کشب بربہا کی دو زوجہ تہین ایک کا نام دتی دوسری کا نام ادتی سو ادتی سے دیوتا پیدا ہوئی کہ راج
کرتے تہے اور دتی کے بیٹونکو راج نصیب نتہا دتی نے بہت خدمت کشب جی کی کی کشب جی نے مہربان ہوکر
کہا کہ تیری مراد کیا ہی اوسنے کہا کہ تم ایسے بیٹے زور آور مجہکو دو کہ دیوتاون کو مارین کشب نے دلمین سوچا
کہ دیوتا دہرم اتما ہین اونکو کیونکر دکہہ دون مگر دتی کی سیوا کرنیسے بلبس ہوگئے تہے مختصر اوہر اوسی آنند مین تہی
دتی وقت شام کہ مغلوب شہوت ہوکر کشب کے پاس خواہش جماع مین پہونچی کشب نے کہا کہ شام سے چار گہڑی رات گئی
تک اور چار گہڑی رات رہی سی صبح تک ایسا وقت ہی کہ مہادیو اور پاربتی بیل پر سوار ہوکر پہرتے ہین جسکو

ضدائی باد دین دیکہتے ہین مہربان ہوتے ہین اور جسکو دنیا کو بیجا کام مین دیکہتے ہین اوسکی نسبت کہتے ہین کہ
اسکی مراد پوری نہو وے اور یہہ نہ سمجہنا چاہئے کہ مہادیو جی بہاری بہاری ہین اونکو کسی سے آزار پہنچتا نہین جو بیجا
کام کرتا ہے اوسکو اچہا کہتے ہین اور سبہ دعا دیتے ہین ہرچند کہ کشب جی نے انکار کیا مگر دتی نے بہت ہٹ جو ٹہانا
کی آخرکار اوسکی آرزو کشب نے پوری کی اور یہہ کہا کہ اس وقت مین جو تو نے ایسا کام کرایا تو لڑکے تیرے ایسے
ایسے پیدا ہونگے کہ سارے جہان اور برہمنو نکو اون سے رنج پہونچیگا غرض جب اسطرح کے قصص کتب ہنود مین
مذکور ہین اگر لکہون تو دفتر چاہیئے الغرض جن لوگون کے پیش راہ نور وحی ربانی نہین وہ لوگ اندہے ہو کر
ہوکر ظلمات کے چاہون مین اوندہے مونہہ گرتے ہین اور عورات کی خواہشون پر آمادہ ہوجاتے ہین چنانچہ
واقعات مذکورہ مین ایسا ہی ہوا اور نوبت جنگ و جدال اور خونریزی کی پہونچی بلکہ محض واسطے حصول
متاع دنیوی کے پہونچی اور جن لوگونکی دستگیر وحی یزدانی ہوتی ہے باتباع حکم ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا
وزینتہا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا ایسی خواہشون پر عورات کی زجر کرتے ہین اور تہدید کرتے
ہین جیسا کہ باتباع مضمون ہدایت مشحون آیہ کریمہ کے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل فرمایا اور
ثمرہ اسکا یہہ مرتب ہوا کہ جملہ ازواج مطہرات نے بعد سننے آیت کریمہ کے خدا اور خدا کے رسول اور دار آخرت
کو اختیار کیا اور پہر کچہہ تکرار نکی کاش اگر اسیطور پر توفیق عمل اوپر مضمون آیت کریمہ کے راجہ رامچندر اور جسرتہہ اور
بسوامتر اور کرشن جی اور کشب کے ہمراہ ہوتی تو کیون ذلیل اور گمراہ ہوتے اور پرائے مال کی طمع مین اپنا ایمان
کہوتے الحاصل جب یہہ امر ثابت ہوا کہ مضمون آیت کریمہ مین حکمت کاملہ ہے تو اجہل الزمن بہیس برن
اندرمن جو اس آیت پر از راہ حماقت کے معترض ہین سراسر بیوقوفی اونکی ہے کیا اونکے نزدیک بہتر یہہ تہا کہ
حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم بہی ایسا ہی عمل فرماتے جسطرح پر اکابر ہنود نے عورات کی خواہش
پوری کرنیکے واسطے اپنا دین و ایمان کہویا اور ذلیل و حیران ہوئے اور پرائے مال کی لالچ مین معاملات عظیمہ
برپا کرائے بڑی شرم کی بات ہے کہ عورات ناقصات العقل کی خواہشہاے نفسانی پوری کرنے پر تو یہان تک
آمادہ ہو وین اور زر فریز پان فرماوین کہ ہزارہا جانین کہو دین اور اگر نام بہی جہاد فی سبیل اللہ اور اعلاے
کلمۃ اللہ کا سن پاوین تو چوڑیان پہنکر گہر مین بیٹہہ جاوین ع مگر بود شرم زہندوستان نیز بہ کہ شد
بکلی زہندو زمانہ انگونہ + قولہ مگر جب کہ استیلا ہی بیری نے ظہور کیا جاو ناچار طلاق دینی پر تیار ہوئے الخ اقول
جی یہہ تمہاری بیناظرہ کی خوبی نہین کہ طبعزاد باتین از راہ افترا پردازی اور دغابازی بنا کر تحریر مین لاتے جاتیر
اگر ایسا نہین ہے آپ اس قول مین سچے ہین تو ثبوت اسکا کسی کتاب معتبر سے لائیے ورنہ اس قسم کی دروغگوئیون سے
بلباں ہے کہ بجز خرابی عاقبت کے آپ کی اور آپکی ستر پشت کے حق مین نتیجہ ان افترا پردازیون کا ایسے

نہین ملے نزا القیاس جو آپ یہہ لکہتے ہین کہ اسواسطے عورت اپنا نفس بخشی یہہ آیت بنائی کہ یہہ آیت آئی ہی لا یحل
لک النساء من بعد الخ یہہ بہی آپ کی دغابازی اور افترا پردازی ہی علاوہ برآن ہرگاہ کہ آپ خود اوپر لکہہ چکے
ہین کہ صرف بخشنے نفس سے کوئی عورت داخل ازواج مطہرات نہین ہو سکتی جبتک کہ جناب پیغمبر علیہ السلام ارادہ
اوسکے نکاح کا نہ فرماوین اور ارادہ نکاح کا امر اختیاری تہا پس یہ چیز کا رد و قبول امر اختیاری تہا وسکی نزول
کے انسداد کے لئے جو آپ ازراہ افترا اکی نزول آیت کو قرار دیتے ہین سراسر حماقت آپ کی اور جہل مرکب ہی قولہ
پہر جب کہ حضرت قریب گئے ہوئی شرم آئی کہ میری عورتین دوسرون سے نکاح کرینگی تب یہہ آیت نازل کی لا ان
تنکحوا ازواجہ ابدا الخ یہہ بہی آپ کی دغابازی اور افترا پردازی ہی نہ اس آیت کے نزول کا یہہ سبب ہی اور
نہ یہہ آیت قرب وفات مین نازل ہوئی آپنے سخت بیحیائی اختیار کی ہی کہ ہر جگہہ بنیون ڈالی بیحیائی کو باعلان
پیش کرتے ہین اور نقد آسی نہین ڈرتے قولہ مفسر حسینی نے اس آیت کا سبب ورود یہہ لکہا ہی کہ صحابہ مین سے
ایک نے کہا تہا کہ حضرت انتقال فرماوین اور بی بی عائشہ میرے نکاح مین آوین اور دوسرے کے بہی یہی بات دل مین
سمائی تہی مگر زبان تک نہین آئی تہی پس حضرت نے عائشہ تصرف متوجہ بجای اور آیت نازل فرمائی انتہی اقول
جی نے جملہ ناجی پن کی یہان بہی ظاہر فرمائی اور تہمت صریح جناب تفسیر حسینی پر لگائی یہہ جو لکہا ہی پس حضرت نے
عائشہ الخ نام و نشان بہی اسکا تفسیر حسینی مین نہین جسقدر کہ تفسیر حسینی مین یہان لکہا ہی وہ بلفظہ لکہا جاتا ہی کہ
آوردہ اند کہ یکی از صحابہ گفتہ بود کہ اگر پیغمبر را وفات در رسد من عائشہ را بخواہم و دیگری را در خاطر گذشتہ بود و بزبان نیاورد
انتہی لفظا آوردہ اند جو تفسیر مین مرقوم ہی دلالت کرتا ہی کہ یہہ روایت کچہہ ثابت نہین لاہجی نے اسکو بالکلیہ ازراہ
دغابازی اور افترا پردازی ترک کیا اور جو کچہہ تفسیر مذکور مین لکہا ہی اسمین بہی کچہہ باتین اپنی طرف سے بنا کر ازراہ
افترا پردازی اسکے اوسکو ترجمہ تفسیر حسینی کا ظاہر کیا بالفرض جسقدر صاحب تفسیر حسینی نے بطور روایت ضعیف کے لکہا
ہی اگر صحیح بہی سمجہا جاوی تب بہی مستلزم کسی قباحت کا نہین کیونکہ وہ معاملہ قبل از ورود حکم شرعی کا ہی تمان
امور کہ صاف صاف شرعا ممنوع ہین اونکا مرتکب ہونا یا ارتکاب کا قصد کرنا مذموم ہی جسطور پر کہ حالا برہما
اور مہادیو اور بشن اور اندر اور رسی کرشن اور سورج دیوتا اور چندرما دیوتا اور بہت سے پیر و مرشد دیوتاون کا
اوپر ہمنے بیان کیا ہی یا جسطور پر برن دیوتا مہدر دختر ماہ کو جو انبا برہمن کے ساتہہ منعقد ہوئی تہی لیکے بہاگ گیا چنانچہ
تقسیم شنکا ۳۴ پرب مین مہا بہارت کے اسطور پر لکہا ہی کہ مہدر دختر ماہ را کہ ماہ بہ انبا برہمن دادہ بود برن
کہ پیشتر عاشق بود در حالت غسل از دریا بر در برہمن در غضب آمدہ آبہای روان را جذب کرد و زمین تمام گرفتہ
و دریاہا از پیش راہ برخاست و برہمن بشہر برن رفتہ آبہارا خوردن گرفت الخ یا جسطور پر اسنی کمار دیوتا
نے دختر راجہ سرجات پر جو جمن کہیشر کے عقد مین تہی دانت لگایا چنانچہ قصہ اسکا بن پرب مہا بہارت مین اسطور

مرقوم ہی کہ اسنی کنار باز تر اہیم سرپات کہ لیعقد میں رکیشیر بود و گفتند کہ مرا با اینکس کہ پیرو ضعیف است میل نیست
بیاما ہر دو در النبوہ ہری قبول کی انتھے دیکھیے حال ان نامی گرامی میزون دیو تو نکا کہ بنجملہ اونکی ایک برن پاپی کی
سوکل میں اوسنی کنار بڑی حکیم اور طبیب دیوتون کے ہین عورات منکوحہ غبار کا دار لگانے ہیہ بیشتے تھی اور ساد کی
شوہر کی زندگی ہی مین ارادہ وانکاب امر قبیح کا رکہتی تہی قولہ روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ میں مرقوم ہی
کہ طلحہ بن عبد اللہ عائشہ پر محو رہتا تہا اور اکثر کہتا تہا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مر جائیگے ہم عائشہ سے نکاح کرینگے
جب کہ محمد صلعم نے طلحہ کے ارادہ سے اطلاع پائی فی الفور سورۂ احزاب کی یہہ آیت نزول آئی انتھے ای لالہ جیا
یہہ افترا تابکجا اگر ایمان کچھہ تو دل میں شرما اور خدا کا خوف بجالا روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ میں اس عنوان کا
نہ پتا ہی نہ نشان ہی بی ایمان تو نے اسی بد ذاتی اور بے ایمانی پر تحفۃ الاسلام مین دعوی ہاتہہ مین لینی زارد
عقل کا کیا ہی جب تو مناظرہ میں پسپا ہوا ہی تو تو نے افترا پردازیون کو اپنی نجات کا ذریعہ ٹہرایا ہی مگر ان
افترا پردازیون سے تو خود ہی کے بموجب دوزخکا ایندہن ہوا اور اپنی ستر پشت کو دوزخ مین داخل کر دیا قولہ
بعض نے کہا ہی کہ یزید بن معاویہ عائشہ پر مرتا تہا اور محمد صلعم کے مرنیکا انتظار کرتا تہا لہذا آیت نازل ہوئی
اقول ای لالہ جیا سراپا دغا تجکو شرم نہیں آئی کہ صریح جہوٹ بولتا ہی تو نے یہہ بہی لیکن سوچا کہ یزید بن معاویہ
تا اسیہ مین پیدا ہوا ہی اوس نے تو جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا ہی نہیں اگر تجھکو کچہہ بہی غیرت ہو تو ڈوب مر
اور پہیٹ زدہ منہ سامنے نکر ہی چونکہ تو بمقابلہ دین حق کے پیش آیا قدرت حق دیکہہ کر اوس نے تجکو کیسا جہوٹا
بنایا اور تیری کذابی کو ثابت فرمایا مگر اس پر بہی تجکو شرم و حیا نہیں تجکو اپنے دوزخی ہونے کی تو کچہہ پروا نہیں اپنی
ستر پشت کی بیکسی پر کیوں گریہ و زاری کی سخت ناخلف پیدا ہوا کہ ستر پشت کو اپنے ساتھہ لے ڈوبا اپنے ہی
مرا کہ وہاں ستر پشت کا بہی اپنے سر پر وبال لینہ اسد علیک دجلی اعوانکہ جناب لالہ اندرمن صاحب یہی ول مین
شرمائی جو کچہہ آپ نے نسبت ازواج مطہرات کہہ رہی سہ سعاملہ آپکے اوتار دل اور اکابرون کی جورو زنکا ہی اس مین
اور مہابہارت مین آپنے سنا ہو گا کہ راون سیتا جی کو جو آپکے خدا کی منکوحہ کی جورو تہی لے بہاگا اور مدت دراز
تک اپنے محلون مین کہا رکہا ہی سبب جو پیرو مرشد دیوتون کا ہی اونکی جورو کو چندرما دیوتا لے بہاگا اور اوسکے ساتہہ
زنا کیا کہ جس سے بدہ پیدا ہوا اور سادس ولد الزنا کی اولاد ہی جیسے وہنسی مین کہ جن مین سے مہاراجہ سری کرشن جی بہی ہین
آدپرب مہابہارت اور کا شی کہنڈ اسکند پوران کہہ لیجئے پہر بڑی عیور بات ہو رجو پانچون پانڈی تہی جنکو ہنود دیوتا
اوتار قرار دیتی ہیں اون مین جو بڑے نامی گرامی جد ہشٹر دہرم کے اوتار ہیں اونہوں نے دروپدی کو جو اون پانچوں کی
جورو تہی اور بڑی مہاپرش آپکے ہان کے تہے باختیار خود نکی بردہ سپرد یا اور اپنے ہاتہوں درجودہن کے تفویض کردیا
پہر باوجود موجود ہونے پانچ خصموں کے اسکو ایک فاسق زانی جنگل مین کہ لے بہاگا بن پرب مہابہارت کا دیکہہ لیجیے

برکا سے جو خاص دست گرفتہ مہادیو جی کا تہا اور جس نے بطلب پاربتی جی کے مہادیو جی کے سر پر دست درازی کی
کیا کرون فرصت بہت کم ہے اور کتاب نہایت ضخیم ہوئی جاتی ہے نہیں تو برہما جی سے لیکر آپ تک ساری کیفیت
لکہتا تاہم جسقدر لکہہ چکا ہون اگر تمکو کچہہ بہی غیرت ہو تو اسکو دیکہکر ڈوب مرو مگر یاد رہے کہ اگر کچہہ بہی
زیادہ چین چڑہی تو انشاء اللہ تعالیٰ کسی نہ کسیطرح فرصت حاصل کرکے ساری قلعی کہولونگا اور چارون
برنون کی برہما جی سے لیکر آپ تک لکہونگا اور ولد الزنا ہونا چارون برنونکا آپ ہی کی کتب معتبرہ سے
جیسا چاہیے ثابت کرکے مشتہر کرونگا ابتک پاس لحاظ بعض بعض ہندوونکا ہے کہ جسکے سبب مجملاً لکہتا چلا جاتا
ہون آیندہ اگر زیادہ آپ کا اصرار پاؤنگا تو بمجبوری لنگ کا علم برلاؤنگا قولہ خدا نے محمد پر کیا آفت آئی الخ لالہ جی آفت
تو آپ ہی کے مفروض معبود دن پر ہمیشہ پڑتی چلی آئی ہے مہادیو کو تو سول سے یہان تک آفت آئی کہ اُسکے
داغ بر دل مین گڑہے کے مارے مہاتما آفت کے تنجے مین گرفتار ہوئے کہ بغیر خوشامد کے کچہہ بن آیا ہیکہ تیارنے
یہانتک دل شکستہ اور خستہ کیا کہ میدان مین پران چہوڑ چہوڑ دیا اکثر اسکے زخم سے ایسی آفت سر پر آئی
کہ میدان چہوڑ کر الٹے پاؤن بہاگے اور بیہوش ہوگئے جراسندہ کے خوف سے متہرا چہوڑ بہاگے رکمنی پر جو ظلم
گذرا تو اونکا دل ہی ٹوٹ گیا سیتا جی کو جو راون اوڑا لیگیا تو کیسی کیسی آفات اور مصائب مین مبتلا ہوکر
دشت و کہسار مین مارے مارے برسون سرگردان رہے کہ جسکو ٹہوکر کہلایا کبہی اور کبہی بن کہلایا ہے تمنی کیا کیا
نہ ہمین شفق مین دکہلایا۔ اس مقام پر انہین چند واقعات پر اکتفا کرتا ہون اگر مرضی پاؤنگا تو اور بہت حکایات
تحریر مین لاؤنگا قولہ اگر کوئی کہے کہ حضرت کی عورتین تعظیما اور تکریما غیر کے لئے حلال نہین کی گئین تو جواب
یہہ ہے کہ اول سے اوتعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ سلم کو عورات مخلوقہ کیون نہین عنایت فرمائین اور سوقت
تعظیم و تکریم کہان گئی تہی انتہی دیکہیے تقریر دبیر ہند کی کہ واسطے ثبوت اونکی جہالت کی کافی ہے لالہ جی آپ تو
بڑے بید اوان نحو ہندوان ماہر علم شاستر و پران ہین کیا اسی قسم کے بیہودہ استدلالون پر مدار بید و شاستر و پران
ہے حقیقت یہہ ہے کہ اگر اوس مجموعہ جہالت تک بوی علم و عقل پہونچی ہوتی تو آپ سا سرگروہ ہندوان جہالت
کی گند مین مبتلا نہوتا یہہ اسی شجرہ بے ثمر یعنی بید پرچار کے جنی کا اثر ہے کہ آپ سے بیدوان کو نہ تقاضا سید
اتہہ پر اطلاع نہ علم استدلال کی جو بندگان اسلام کی زبان پر ہے کیونکہ جسکے آپ منحت جاہل کنندہ ناتراشیدہ ہین
یہہ بہی نہین سمجہے کہ جو شی کہ متفرع کسی سبب پر ہوتی ہے حصول اوسکا بعد تحقق سبب کے ہوتا ہے نہ کہ قبل از
تحقق سبب کے پس تعظیم اور تکریم ازواج مطہرات کی بعد تحقق سبب تکریم و تعظیم یعنی زوجیت نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ناہوئی اور جونکہ منتشر اوسی سبب تکریم و تعظیم ہی متحقق نہتا پس وہ تکریم و تعظیم بہی تحقق تک
حاصل نتہی مثال اسکی آپ اپنے ہی اوپر غور کرکے دیکہہ لیجئے کہ مثلاً ایک بہنی آپ کی ہمعقد جو آپ کی گوت مین ہو

اور اسکے اور آپکے نسب مین چہ پشت سے زیادہ کا فاصلہ ہو اور منکوحہ کسیکی ہو بعد ازان شوہر اوسکا
مر بادی تو چونکہ مطابق تصریحات جناب مرقومہ تیغ چہ مین کے دوسرا نکاح اوسکا بموجب حکم شاستر کے روا ہی
چنانچہ عبارت آپکی بلفظہ صمصام چہ مین مولفہ آپکی سے نقل کیجاتی ہی فی الحال ہندو لوگ بسبب عدم کسب
علوم دینی کے دوسری مرتبہ عورتکے ازدواجکو ناشروع جانتے ہین مگر دہرم شاستر کی راہ سے جائز ہی بار ہم
وغیرہ کو دیکھہ لیجیو اور ہمنی بہی رسالہ صبعت ہند مین مسئلہ ہذا کو مفصلا لکہا ہی انتہے بلفظہ پس ہنونت دہ
آپ پر بہی حلال ہی اور آپکے والد بزرگوار پر بہی حلال ہی یا مثلا کوئی ایسی عورت ناکتخدا کہ آپکے نکاح مین بہی
آسکتی ہی اور آپکے والد کے نکاح مین بہی آسکتی ہی لیکن جبکہ وہ مثلا آپکے باپ کے نکاح مین آئی اور آپ کی سوتیلی
ماں کہلائی تو آپ پر اور آپکے حقیقی بہائی بہتیجون اور بہانجون وغیرہم پر جو آپکے باپ کی اولاد مین ہین
حرام ہوگئی اور بسبب ازدواج والد جناب باسی کے وہ حلت جو قبل از ازدواج والد جناب باسی کے تہی جسکا
بحرمت ہوگئی تو یہہ حرمت بسبب احترام ترویج آپکے باپ کے تعظیما اور تکریما آپکے حق مین اور آپکے بہائی بہتیجون
بہانجون وغیرہم کے ثابت ہوئی پس اگر کوئی شخص اجہل الناس آپکی طرح یہہ بات کہے کہ قبل از ازدواج والد
جناب باسی تعظیم اور تکریم کہان گئی تہی جو از روی شاستر کے مناکحت اوسکی آپکے ساتہہ روا تہی تو آپ ہی
غور کیجیے کہ آپکے مانند کسقدر بیوقوف اور جاہل سمجہا جاویگا ہمنے آپکو بہت سمجہایا اور سری کرشن جی کا مقولہ
یاد دلایا کہ دخل در معقولات بیس برزن کا کام نہین آپکو دو انہا کہ بات تراز و چہوڑ کر علم کلام مین دخل
فرمایا آخر کار دیکہیے کہ آپ ہر مقام مین کیسی کیسی الزام اوٹہاتے ہین جب کہ آپکو تفصیل اشیاء محرمہ کی بہی معلوم
نہین اور حرمت لذاتہ اور لغیرہ اور اون دونوں کے احکام مین آپکو کچہہ تمیز نہین تو آپکی بوالہوسی
ہی کہ اہل اسلام کے ساتہہ مناظرہ پر آمادہ ہوئے ہیں ع ای تشنال جمال بخیر سیر ہیچ بر خود غلط دسیی مسبت
را مکر طاؤسان کنند تو متحان + خوار ہی رونق بالی دور جہان + ای سہا گر کین نشست از حرص و جوش +
پوستین شیر را بر خود مپوش + غره تیر است بجا امتحان + نقش شیر دانکه طلاق سگان + چون محک دیدی سیہ
گشتی چو قلب + نقش شیری رفت و پیدا گشت کلب + **قولہ** بعد موت و طلاق تو شوہریت در وجیت حسب
عقائد مخالفین باقی ہی نہیں رہتی انتہی آپکا جو یہہ تخصیص ہی کہ بحسب عقائد مخالفین نکاح باقی نہین رہتا
اس سے ظاہر ہوا کہ آپکی ملت مین بعد طلاق و موت کے نکاح بدستور باقی رہتا ہی مگر یہہ آپ کا توہم باطل ہی
کیونکہ طلاق نام ہی قطع سلسلہ نکاح کا اور موت سبب ہی قطع حیات کا اور جب احد الزوجین کی حیات
منقطع ہوگئی تو سلسلہ نکاح کا بحکم ضرورت منقطع ہوگیا دیکہیے راجہ پرورداکی زوجہ جب بعد ممات کے
بہشت کی اپسرا ہوگئی تو اوسکے ساتہہ اکثر نے اولاد راجہ پرورداسی مباشرت کی اگر نکاح راجہ پروردا کا

بدستور باقی رہا تھا تو علاوہ اور دیگر قباحات کے نہایت بے شرمی اور بیحیائی کی بات ہی کہ باپ دادا کی منکوحہ سی بحالت قیام نکاح کے بیٹون پوتون نے بہشت مین مجامعت کی اور ایسی جگہہ ایسے جرم عظیم کے مرتکب ہوئے دیکھیو بن پرب مہابہارت کا پہر بھاگوت سے ثابت ہی کہ رکمنی جی سیتا جی کی اوتار ہین اگر سیتا جی کا نکاح جو راجہ رام چندر سے بدستور باقی تہا تو بڑی غضب کی بات ہی کہ منکوحہ راجہ رام چندر کی بحالت بقای نکاح کے سری کرشن جی سے ہم بستر ہوئین پہر یہ گاہ کہ بعد مرجانے شوہر کے نکاح ثانی عورات کا آپکے شاستر کی رو سے روا ہے اگر نکاح شوہر متوفے کا بدستور باقی رہتا ہو تو ایکعورت دو شوہرون کے نکاح مین معاً آجاتی ہے اور یہہ کمال وقاحت اور قباحت ہی اسیطرح پر اگر عورت مطلقہ کا باوجود طلاق کے آپکی ملت مین نکاح باطل نہین ہوتا تو فرمائیے کہ جب اوسنے دوسرے شوہر کے ساتھہ نکاح کر لیا تو کیا وہ منکوحہ دونو شوہرونکی رہی مثلاً اودم پرب مہابہارت سے ثابت کہ راجہ ججاٹ کی لڑکی کا اول نکاح راجہ ہرجس سے اوپر دسوگہور دان کے ہوا اور بعد چہوڑ دینے راجہ ہرجس کے اوسیطرح پر وہ نکاح مین راجہ دیوداس کے آئی اور بعد طلاق دینے راجہ دیوداس کے اوسیطرح پر ازدواج راجہ بھوج مین آئی اور بعد چہوڑ دینے راجہ بھوج کے اوسیطرح پر بسوامتر کے نکاح مین گئی تو کیا لالہ جی کی ملت مین بعد تطلیق زوج اول اور تزوج زوج ثانی کے نکاح زوج اول کا بدستور باقی رہا اور آخرکار وہ زوجہ چارون شوہرونکی ایک ساتھہ قرار پائی خلاصہ کلام یہہ ہے کہ دین ہنود مین بعد تطلیق یا موت شوہر کے نکاح جاتا رہتا ہی یا نہین جاتا اگر جاتا رہتا ہی تو عین مدعا ہی اور اگر نہین جاتا تو شاستر کی رو سے جو حکم جواز نکاح ثانی کا ہی ناقدر ہی کیونکہ صحیح ہی کہ عورت منکوحہ ایک شخص کی باوجود بقای نکاح کے دوسرے کی نکاح مین آجاوے غرضکہ شق ثانی باطل محض ہے پس شق اول متعین ہوئی اور جو مذہب اہل اسلام کا ہی تسلیم اوسکی ہنود پر بھی واجب ہے **قولہ** برتقدیریکہ محمد صلعم کی عورات غیرون کے استعمال مین آئین تو حضرت کی عزت و عظمت مین قطعاً فرق نہین آسکتا کہ پس از طلاق و انتقال تعلق زوجیت معدوم ہے انتہی کہیہ فرمائیے کہ صورت مفروضہ سابق مین جب مثلاً آپکے والد کا انتقال ہو گیا اور تعلق ازدواج کا جاتا رہا پس اگر آپنے اپنی سوتیلی مان کے ساتھہ اپنا نکاح کر لیا تو ظاہر اسطابق آپکی تقریر کے تعظیم اور تکریم مین کچہہ خلل نہ آیا کیونکہ تعلق ازدواج جو باہم آپکے والد اور آپکی سوتیلی مان کے تہا معدوم محض ہی اگر آپ یہہ دعوی کرین کہ آپکے والد متوفی کا بعد مرجانے کے رشتہ زوجیت کا ٹوٹا نہین تو ہوگا کہ آپکی سوتیلی مان نے بموجب حکم شاستر کے کسی غیر شخص کے ساتھہ نکاح کر لیا تو کیا آپ کے عقیدہ مین یہہ قرار پایا کہ وہ اسوقت تین شخصونکی جورو ہو گئی اور معاذ دو شخص متوفی اور تیسرا شوہر حال ایکوقت مین اوسکے شوہر ٹھہرے یہہ امر تو لالہ جی کمال بیحیائی اور بے شرمی کا ہی آپکو اختیار ہی چاہے

اسکو انتساب کیجیے اور آپ ایک بیچاری کو مانند زر و پیہ کی متعدد جسمونکی جورو قرار دیکے اصل یہہ ہے کہ
آپ محل کریم و تعلیم کو جو تفسیر حسینی مین واقع ہے مطلقاً نہین سمجھے حالانکہ مراد اوسکی صاف ظاہر ہے کہ
ہر گاہ بسبب ازدواج پیغمبر صلعم کے ازواج مطہرات کو ایک کرامت عظمیٰ حاصل ہو گئی تو اب بسبب اس
کرامت کے حرمت انکی واجب ہوئی اور گو کہ از روی حکم شرع کے نکاح بعد وفات احد الزوجین کے جاتا
رہتا ہے مگر جو کرامت کہ حاصل ہو چکی ہے زوال نکاح سے زایل نہین ہو سکتی پس جسقدر آپنے گفتگو یہان
کی ہے سب مبنی اوپر جہل مرکب کے ہے **قولہ** دریں کل سلاطین پر دیوثی اور بیغیرتی عاید ہوتی ہے کہ بعد
طلاق و وفات اونکی جوروان سے اغیار نکاح و جماع کر سکتے ہین انتہی آپکو شرم نہین آتی اگر کچھ بھی غیرت
ہوتی تو ویسا مرو جیسا کہ تم خود اقرار کر چکے ہو کہ شاستر کی رو سے نکاح ثانی نروا ہے اور مستفاد آپکے
کلام کا اس مقام پر یہہ ہے کہ باوجود طلاق اور موت زوج کے نکاح جاتا نہین رہتا پس دیوثی اور
بیغیرتی تو آپ پر اور آپکے اکابر پر ختم ہو چکی کہ اونکی منکوحات سے باوجود بقای نکاح کے اغیار مجامعت
اور مباشرت کر سکتے ہین صورت منفردہ اسبق مین آپکی کمال درجہ کی دیوثی اور بیغیرتی ہے کہ آپکی سوتیلی
مان باوجود باقی رہنے نکاح والد جناب عالی کے کسی غیر شخص سے مطابق احکام بید و شاستر کے ہم بستر
ہووی راجہ جگ باٹ جو مورث اعلیٰ چندربسیون اور کورون اور پانڈون کے تھے آپکے بقول سخت
دیوث اور بڑے بیغیرت تھے کہ انکی بیٹی برضامندی اونکی چار شوہرون سے ہم بستر ہوئی پراسر جی پدر بیاس
جی بقول آپکے از بس دیوث اور بیغیرت تھے کہ ستونتی جسکو آپ منکوحہ اونکی قرار دیتے ہین باوجود بقای
نکاح کے اونسے راجہ سنتن کے ساتھہ مناکحت اور مجامعت کی الغرض یہہ قبیح و وقاحت آپکے اکابر پر
اور آپ پر اور آپ کے بید و شاستر پر ایسا وارد ہوا کہ کسی صورت سے اٹھہ نہ سکیگا اور چونکہ اہل
اسلام کے نزدیک یہہ ہے کہ بعد طلاق اور موت احد الزوجین کے عورت منکوحہ نہین رہتی اور نکاح
زایل ہو جاتا ہے پس ان پر یہہ الزام کسیطور عاید نہین ہو سکتا **قولہ** اگر غیرت و عزت اسی پر محصور ہے
کہ اپنی مستعملہ اور مقبوضہ و بستر کے قبض و تصرف مین نہ آوے تو محمد صلعم کے سوای تمام انبیاء
اولیا اور مومنین مرض دیوثی اور بیغیرتی مین مبتلا ہین انتہی لالہ جی آپ پر مالیخولیا کا غلبہ ہے بہر چند
مشفا خانے مین جائیے اور علاج کرائیے یہان حصر عزت و غیرت کی کیا بحث ہے یہان تو صرف کرامت اور
عظمت مین کلام ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کسی فرد خاص یا افراد متعدد مین ایک قسم کی عظمت و کرامت
خدا نے عطا فرمائی تو مفقود ہونا اوس کرامت و عظمت کا اور افراد مین باعث بیغیرتی ان افراد کا نہین ہو سکتا
آپنے قرار کیا ہے کہ کرامت جیسا دینے ازواج اونکا رون کے اس سبب سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے بلا

وساطت ازواج اونمین بروز فرمایا ہی پس آپنے جو یہان تقریر کی ہی اگر وہ آپکے نزدیک نتیجہ ہو تو ہر کوئی کہہ سکتا
ہے کہ اگر عزت وغیرت اسی پر منحصر ہے کہ بلا وساطت روح کے خدا تعالی جسم لیکے رحم مین بروز فرماوے
تو لالا اندرمن اور سب کو ہمیشہ اور دیوتا اور سب خود مرض بے غیرتی مین مبتلا ہین فرمائیے کہ اسکا جواب کیا
دیجئیگا یا اپنے اوپر الزام دیوثی اور بیغیرتی کا لیجئیگا یا اپنی جہالت کو تسلیم کیجئیگا اور یہان جو آپنے انبیاء
کا ذکر کیا ہی یہہ بھی آپکی جہالت تامہ ہی کیہ خاصہ کچھہ ازواج مطہرات نبی آخر الزمان ہی کا نہین بلکہ
ازواج مطہرات سب انبیاء کی بسبب مشرف ہونے کے ساتھہ زوجیت انبیاء کی کرامت وعظمت مین
اس درجہ پر پہنچتی ہین کہ بسبب مزید کرامت وعظمت کے حکم امہات المومنین کا رکھتی ہین پس آپکی عین جہالت ہے
کہ ساتھہ اولیاء وغیرہ مومنین کے آپنے اس مقام پر انبیا کو شامل کیا ہی **قولہ** اگر کوئی کہے کہ قرآن مین
ازواج حضرت کو ام المومنین کہا ہی اسلئے وہ مسلمانون پر حرام ہین تو جواب یہہ ہے کہ جیسے قرآن مین ازواج
محمد صلعم کو مادر مومنین کہا ہی ویسے ہی محمد صلعم کو پدر مسلمین لکہا ہی انتہی لالہ جی آپ سخت بیحیا کذاب نکلے
کہ دور دراز تک تمام مصحف مجید کے سے پرانے آج موجود ہین اونمین کہین بھی یہہ مضمون نہین ہی بلکہ صاف لکہا ہوا
موجود ہی ماکان محمد ابا احد من رجالکم الآیہ اسقدر بے حیائی تو اختیار نکرو کچھہ تو خدا سے ڈرو خدا پر نظر کرو
روٹی کما کہانے کے اور بہت اسباب ہین یہہ ہمنے مانا کہ اس ذریعہ سے عوام ہنود آپکی بہت خدمت کرینگے اور
آپ بلا دقت حرام کی روٹیان کہا کر اپنا پیٹ بہرینگے مگر ہزار لعنت ہو اس شکم پروری پر کہ خود آپکو اور اپنی
ستر پشت کو بموجب کم بختیہ جہنم کا لقمہ بنا کر پیٹ بہرا ہے بس شکار خوک آمد صید عام کرد بیحد لقمہ زو خوردن
حرام ہی **قولہ** چنانچہ تفسیر حسینی آیت ہذا کی بابت کہتا ہی کہ مصحف ابی وقراۃ ابن مسعود مین یہہ آیت اسطرح پر
آئی ہے وہو اب لہم وازواجہ امہاتہم انتہی ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ ابی بن کعب رض کی قراۃ بعینہ قراۃ ابن
کثیر کے ہے کہ متواتر منقول ہی اور مصاحف موجودہ مین مرقوم ہی اور ابن مسعود رض کی قراۃ بھی بعینہ قراۃ
عاصم کوفی کی ہے کہ متواتر منقول اور مصحف مین مکتوب ہی اور ان دونو قرار تو مین الفاظ وہو اب لہم ہرگز
نہین پس برخلاف ان قراۃ متواترہ مکتوبہ کے جو الفاظ کسی روایت شاذہ مین وارد ہوی بھی ہون اصلا
داخل قرآن نہین ہوسکتی پس استدلال لالہ جی کا اصلا مفید اونکے مدعا کا نہین علاوہ بران بیخبرانی اور جہالت
لالہ جی کی ظاہر ہی کہ جواب اونکا کسیطرح پر ہماری مدعا مین زد وقدح نہین کرسکتا کیونکہ ہمارا مدعا یہہ ہی کہ
ازواج مطہرات پیغمبر عم امہات المومنین ہین لالہ جی نے اوسپر یہہ جرح کی کہ قرآن سے ثابت ہی کہ پیغمبر عم
باپ مومنین کے ہین حالانکہ اس سے کسیطرح پر بطلان ہماری دعوی کا نہین ہوتا کیونکہ ابوۃ پیغمبر صلعم کے
مانع امومیت ازواج مطہرات کی بنسبت مومنین کے نہین ہوسکتی پس مین حیران ہون کہ لالہ بیخرد نے کیا

بیہودہ سرائی کی ہے ہان اصل جیالا لہ جی کا جو کچھہ ہی یعنی دیکھنے والونکی نظر مین ایک کتاب ضخیم نظر آوے البتہ حاصل
ہوگیا گو کہ ارباب عقول کے نزدیک یاوہ سرائی لالہ جی کی ثابت ہوئی اگر مکنون خاطر لالہ جی کا کچھہ ایراد درتہا اور
یہہ تمہید محض تکثیر کی تو وہ سخت احمق ہین اور فن مناظرہ اور منطق سی سراسر جاہل ہین کہ تمہید پر اکتفا کرکے اصل کو
چھوڑ بیٹھے یہہ بھی نرہے کہ کلمات ابلیہم مین جو ضمیر مجرور رہنے (ہم) واقع ہی اور اسطور پر جو امہاتہم مین ضمیر
مجرور یعنی ہم ہے یہہ ضمیر جمع مذکر کی ہے ضمیر جمع مونث نہین جس سے یہہ امر ثابت ہو کہ پیغمبر کو عورت مومنات
کا حکما باپ ٹھہرایا گیا ہی پس اگر روت شاذہ کو ہم مثل خبر احاد بھی فرض کرین تب بھی کسیطور پر کچھہ توہمات جہلا کو راہ
نہین اور تفرقہ درمیان حقیقی اور حکمی کے ہم بہت تفصیل کے ساتھہ سوط الجبار کے صفحہ ۱۸۲ جلد اول مین بیان
کر چکے ہین لالہ جی اوسکو دیکھہ لین قولہ واہ واہ محمد صلعم تو فرزندون کی جورون سی مانوس ہین اور فرزند انکے
بیبیون سی مانوس انتہی لالہ جی یہہ آپ کا خندہ ندامت ہی ورنہ مقام تو یہہ ہی کہ آپ اسکو معکوس ای ہامی کچھہ شرم
نہین آتی کہ سورج دیوتا نے اپنی اولاد سے یعنی لی کنتی سے مجامعت فرمائی برہما جی وچہہ کی بیٹی یعنی اپنی
پوتی پر بروقت نکاح مہادیو جی کے ایسے فریفتہ ہوئے کہ مجرد دیکھنے انگشت حنائی کے منزل ہوگئی پس بہگوان
نے باعلام یہہ حکم صادر فرمایا کہ تفرقہ درمیان بیٹی اور جورو اور مان اور بہن کے سراسر بیجا اور عین خطا ہی آدی پرب
مہابھارت سی یہہ بات ثابت ہی راجہ ورکنوان عرف راجہ کور بیٹی سترن عرف لگجن کے از بطن بتی دختر آفتاب کے
تھی اونکی نسل مین چہہ پشت بعد راجہ پانڈ صلبی نواسا سورج دیوتا کا ہوا اور یہہ بھی ثابت ہی کہ بیبی کنتی مدخولہ
سورج کی تہین کہ انھون نے سورج کے نطفہ سی کرن کو جنا تہا پس ظاہر ہوا کہ راجہ پانڈ کا نکاح اونکے نانا کی
مدخولہ کے ساتھہ ہوا پھر یہہ بھی اوسی پرب سے ثابت ہی کہ راجہ سترن مذکور الا دختر سورج دیوتا کی اولاد مین سے
اہیں سی یہہ بھی ظاہر ہوا کہ راجہ سترن کا نکاح اون کے نانا کی صلبی بیٹی کے ساتھہ واقع ہوا یعنی وہ اپنی حقیقی
خالا کو اپنے عقد مین لائے مہابہارت کے بن پرب مین مرقوم ہی کہ ارجن با اوربسی گفت کہ تو زن راجہ پرو را بودہ
پنج پسر در خانہ او زائیدہ و ما پانڈوان و کوروان ہمہ از نسل راجہ ایم اوربسی گفت کہ ما اپسرا آن نیستم کہ زن
یککس بودہ باشیم بسیاری از فرزندان راجہ پرو را کہ باین مقام رسیدہ واند با من صحبت داشتہ اند انتہی مختصراً متس پران
مین لکھا ہی کہ برہما نے اپنی بیٹی کو اپنی جورو بنا کر دیوتاؤن کے سو برس تک رکھا پھر اوسکو اپنی بیٹی سیوم منو
سے بیاہ دیا انتہی چنانچہ بحث اسکی تحفۃ الہند اور سوط الجبار مین مرقوم ہی الغرض بہانسی بخوبی متحقق ہوا کہ اکابر
ہنود مرتکب زنا اور مجامعت کے ساتھہ مان اور بیٹی اور خالہ اور نواسی اور مدخولہ جد ہوئے ہین اور انپر کسی نے
انہدی بید و شاستر کے انکار نہین کیا بلکہ حکم کشن بہگوان کا عموماً یہہ ہی کہ کوئی عورت خواہ مان ہو خواہ بہن
خواہ اور کوئی رشتہ دار قریبہ ہو حرام نہین پس لالہ جی اپنی گریبان مین منہ ڈالکر نہین دیکھتی کہ اپنی عیوب سے

قطع نظر کرکے اور وتیر جہوٹہ سے الزام لگاتے ہین جناب رسالتمآب صلعم سے کوئی فرزند ہی نہ تہا چار بیٹے جو آنحضرت
صلعم کے پیدا ہوئی دے سب خردسالی مین ہی انتقال فرماگئی تعجب ہے بموجب قول لالہ جی کا کہ محمد صلعم کے فرزند دن
کی چوری کی الزام سر سے ایمانی اور بدذاتی اور خیانت پردازی ہے مگر ہان اونکا یہہ مقولہ اونکے اکابر بزرگ
ریت آتا ہے کہ اونکے اکابر اپنی بیٹیون اور اپنی صلبیہ لڑکیون اور اپنی ماؤن اور اپنی خالون اور اپنی
ابہجاوجہ مدخولات سے سرگرم معاشرت وکنار و بوس اور ناموس ہین اور بعض شاستری انکی اس زمانہ مین اس
طریقہ آبائی اور اکابر سے اونکے زن و مرد کو مانوس کہین برہما جی آپ تو گوری جی کی انگشت حنائی پر نظر
پڑتے ہی ایسے بیخود ہو جاوین کہ سر انجمن انزال فرماوین گنگا کے رانو کی شمع فانوس ہوتی ہی اوسپر یہہ
ستم کرین کہ بہشت سے اوسکو نکلوا دین کرشن جی صدہا گوپیون لوگون کو سچا سی زنا کرین اور اپنی رانیون پر
یہہ ستم روا رکہین کہ اونکو بیٹے کی طرف بہی نظر بہر کے نہ دیکھنے دین اور مصداق قول شاعر کے ہون ؎
غیرت از چشم برم روی تو دیدن ندہم ٭ رشک بنگر کہ ترا سوی تو دیدن ندہم ٭ بہر دیکہو تو کسقدر ظلم عظیم
اور جرم فخیم ہے کہ آپکے اکابر نے برہمنو نکو حطام دنیویہ کی طمع دی دیگر عورات کا ستی ہونا باعث
اجر عظیم ٹہرایا ہے اور جسقدر تقریرین یہان آپ نے کی ہین اس جرم مخترعہ پر طابق النعل بالنعل صادق
آتی ہین حالانکہ بید مین اشد ممانعت نفس کشی کی موجود ہے چنانچہ جاپال اپنکہد اتہربن بید مین لکہا ہے
کہ بعضی اپنے تئین دریا مین غرق کرتی ہین بعضی آگ مین زندہ جلجاتی ہین بعض برف مین اپنے تئین گلاتے
ہین یہہ راہ نجات کی نہین ہے انتہی مہا بہارت کے سانت پرب مین لکہا ہے کسیکہ خود را از دست خود کشد
او جاپال دو دوزخ ست رہیچ جا او را راہ نیست انتہی پس یاایہہ جو آپکے شاستریون نے قاعدہ ستی ہونے کا
برخلاف احکام بید کے ایجاد کیا ہے صاف ظاہر ہے کہ جو جو توہم پرستیان آپ نے یہان کی ہین وہ سب
اصول اور اسباب حقیقی ستی کرانے عورات کے ہین اور وہی اسباب اور وجوہ ہین ستی ہونے ۱۶۱۰۹ رانیون
مہاراجہ رنجیت سنگہ اور راجاؤن کی رانیون کے ذرہی ولیکن غور کیجو اور حرفاً حرفاً مطابق کر لیجو قولہ
چنانچہ چند مومنین اور مومنات نے گواہی دی کہ صفوان بن معطل نے عایشہ سے زنا کیا اور محمد صاحب
بہی یقین لائے اسواسطے عایشہ کو اوسکے باپ کے گہر بہیجدیا مگر جبکہ حضرت پر عایشہ کی جدائی گران گذری عمر و عثمان
وغیرہ صحابہ سے دریافت کرنے لگے ہر ایکنے کہدیا کہ عصمت عایشہ برقرار ہے البتہ علی کی صلاح یہہ تہی کہ عایشہ
کو طلاق دین لیکن حضرت سے یہہ بات نہایت دشوار تہی کہ عایشہ کیطرف کشش خاطر بسیار تہی انتہی لالہ صاحب
آپ سخت بہکا ہین آپ نے تیغ چوبین مین بہی اپنی کذابی کے جوہر دکہائی تہی مگر ہمنے سیف القہار سے
اونکو قطع کر دیا تہا پہر بہی آپ ذلیلین بہ شرمائی اور پہر اوسی افترا پردازی پر آئی تمپر خدا کی لعنت ہے دیکہو

قرآن مین صاف آیا ہی کہ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّہَدَاۤءِ فَاُولٰۤئِکَ عِنْدَ اللّٰہِ ہُمُ الْکٰذِبُوْنَ یعنے جب اونہون نے گواہ نہ لائے
تو وہی خدا کے نزدیک جہوٹی ہین اس سی صاف تکذیب آپکے قول کی واضح ہی جو لوگ ایسا کہتے ہین اونکا حال بہی
قرآن مین صاف مرقوم ہی اِذْ تَلَقَّوْنَہٗ بِاَلْسِنَتِکُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاہِکُمْ مَا لَیْسَ لَکُمْ بِہٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَہٗ ہَیِّنًا وَّہُوَ عِنْدَ اللّٰہِ
عَظِیْمٌ یعنے ایکدوسری کی زبان سے لیتے ہو اور منہہ سے کہتے ہو وہ بات کہ جسکا علم نہین اور سمجہتے ہو اسکو آسان
حالانکہ یہہ خدا کے نزدیک بڑی بات ہی اس سی ظاہر ہوا کہ جن لوگون نے یہہ قصہ برپا کیا تہا محض از راہ افترا
تہا نہ از راہ علم و یقین اور احادیث صحیحہ مین مروی ہی کہ جب یہہ خبر عائشہ رض کو پہونچی تو وہ اپنی مان باپ کے گہر
گئین اور ان سی اس افترا کا ماجرا بیان کیا اور پہر اپنی گہر کو چلی آئین چنانچہ ترمذی کی روایت مین موجود ہی کہ
وعکت فقلت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی بیت ابی فارسل معی الغلام فدخلت الدار فوجدت ام
رومان فی السفل وابو بکر فوق البیت یقرء فاخبرتہا واستعبرت وبکیت فسمع ابو بکر صوتی فقال نسبت عیناہ فقال
اقسمت علیک یا بنیۃ الا رجعت فرجعت الحدیث یعنی یہہ خبر سنکر مین بیمار ہو گئی پس اجازت مانگی مین نے
اپنے باپ کے گہر جانے کی رسول اللہ صلعم سی پس اونہون نے غلام کو میرے ساتہہ کر دیا پس پہونچی
مین اونکے گہر پس پایا مین نے اپنی مان ام رومان کو نیچے کے مکان مین اور ابو بکر چہت پر قرآن پڑہتے تہے
پس یہہ خبر کی مین نے اپنی مان کو اور حیران ہوکر روئی مین کہ آنکہون سے آنسو میرے بہنے لگے تو سنی ابو بکر
نے میری آواز اور بہنے لگی اونکے آنسو پہر کہا اونہون نے کہ مین تجکو قسم دلاتا ہون کہ تو اپنے گہر کو لوٹ
جا تو پہر تو لوٹ گئی مین اپنے گہر کو انتہی مختصرا اس سی ظاہر ہوا کہ حضرت عائشہ رض خود واسطے اطلاع حال اپنی باپ
کے گہر گئین تہین اور پہر اوسیوقت لوٹ آئین تہین اسصورت مین جو اندر من بیس البدل اہر من نے یہہ لکہا ہی
کہ عائشہ کو اونکی باپ کے گہر بہیجدیا سراسر تلبیس ابلیسانہ ہی مگر لالہ جی گریبان مین منہہ ڈالکر دیکہین اور
بحال فرلفتگی اپنے اکابر کا شنین اور اپنی اس سب تقریر کو اونپر محمول کرین اور انصاف سی دیکہین کہ
یہہ تقریر اونکے اکابر کے حالات پر طابق النعل بالنعل کیسی صادق آتی ہے راون سیتا جی کو پکڑ لایا اور
مدت مدید تک وہ اوسکی محلوں مین رہین اور بہت سی آدمیون نے اونکے زنا کی راون کے ساتہہ اجودہیا
مین چرچا کی چنانچہ بسبب اسکے راجہ رام چندر نے ایسی حالتمین کہ وہ حاملہ تہین انکو گہر سے بدر کر کے جنگل
بیابان مین چہوڑ وا دیا بعد ازان اسمیدہ جگ کر کے اول تو بہائیونکو اوسی جنگل مین بہیجا جب اون سے
کام کا سرانجام نہوا تو خود پہونچے اور لشکر کی مردہ بیجان ہوتی انکا مکا سیتا کو پہر گہر مین لائی چنانچہ یہہ امر
مہابہارت اور رامائن وغیرہ کتب معتبرہ ہنود سی ثابت ہی اور آپنے بہی رسایل سابقہ مین اسکا اقرار کیا
ہی جب یہہ حال ہی تو یہہ مقولہ آپکا بہ تبدیل چند لفظ یہان خوب صادق آیا کہ راجہ رام چندر کا دل مضطر ہی

گلعذار پر بہت مائل اور جگر اس دختر آتش کے سوز فراق سے لالہ ستان داغدار اور سینہ ناوک مژگان ابرو کمان سے گہائل تہا جب یہہ خیال کیا کہ وہ بہی روٹھہ گئی اور جنگل مین راجہ صاحب کی جدائی ہی اوسکو خوش آئی تو دل ہی دل مین کہنے لگے **قطعہ** لوگ کہتے ہین جو وہ بیزار ہے تو بہی نہ بول ؛ تیری کہینچ رہنی سی کچہہ یکے منع پر آجائیگا ؛ لیک سچ تو یہہ ہے وہ ورو ٹہی تو روٹہی مجہسے پر ؛ دل میرا بس مین نہین مجہسے نہ روٹہا جائیگا ؛ اول تو تدبیرین بتاتے رہے اور بہانونکو روانہ فرماتے رہے **ع** بلیم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم ؛ پس ازانکہ من نمانم بچکار خواہی آمد ؛ جب کچہہ بن نہ آیا تو آخرکار ایک حیلہ بنایا اور بن چلکر اپنے تئین اوسی جنگل میں انکے قدمون تک پونہچایا اور جسم خستہ فراق کو مردہ ٹہرایا **ع** بیستم افتم و مردن کنم بہانہ خویش ؛ بدین بہانہ مگر آرمش بخانہ خویش ؛ گشتی کہ مست در دل ملکدارت دیدستان ؛ بجنازہ گرنیائی بمزار خواہی آمد ؛ — دوسرا قصہ مہاراجہ کرشنچندر اور رکمنی جیکا شنئے اوسہیا ہی آہ اسکند دہم بہاگوت مین مرقوم ہے کہ جب نارد جی نے اوصاف حسن و جمال رکمنی جیکے سری کرشن سی بیان کئے تو بحکم آنکہ **ع** نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ؛ بسا کین دولت از گفتار خیزد ؛ کرشن جی اوسپر فریفتہ ہوگئے اور رات دن اسکا خیال اونکی دلمین رہنے لگا چنانچہ منشی جگنا تھہ اپنے ترجمہ منظوم مین لکہتے ہین **نظم**

کنہیانے بہی حسن رکمنی کا
اوسیکا لب پہ تہا ہردم فسانہ
نگاہ شوخ کی تعریف سنکر
سدا تہا صورت سنبل پریشان
سدا مشتاق روی مہ لقا تہا

سنا تہا بار بار دسی چرچا
ہمیشہ بیکلی سے بہر دیدار
خدنگ عشق رکہتا تہا جگر پر
فدا ہی قامت دلے ساجت تہا
زبان پر ورد نام دلربا تہا

محبت تہی اوسی سے غائبانہ
برنگ نرگس شہلا تہا بیدار
زبانی سنکے وصف زلف جانان
برنگ فاختہ دل باختہ تہا
غرضکہ جس روز سے نارد جی

کی زبانی اوصاف حسن و جمال رکمنی کے سنئے تہی سیلاب فراق سی اشک جاری اور عجب حالت طاری تہی **غزل**

تعریف سنی جو رکمنی کی
قابو مین رہی عقل کی باگ
بتیابی سی نام کو بدل کر

مفتون ہوئی طبع کشن جیکی
توسن نے جنون کے خیرگی کی
پڑہنے لگے بیت مصحفی کی

ظاہر ہوئے سب جنون کے آثار
رہنے لگا دلپہ ہاتہہ ہر دم
شاہد رہیو تو اے شب ہجر

چہپتی نہین طرز عاشقی کی
سینہ مین جو دل نے بیکلی کی
جہپکی نہین آنکہہ کشن جی کی

قصہ مختصر جب سگائی رکمنی جی کی سسپال کے ساتہہ ہوگئی اور برات آئی اور لگن بہی بندہ گیا تو مہاراجہ صاحب رکمنی کو لے اوڑہی کرنے تو یہہ کرم کرتے مگر آخر کو مطعونی خلائق کا خیال کیا اور اوسکو صاف جواب دیا اور فرمایا کہ جو کوئی پہلوان تمہارے لائق ہوا اوسکے گہر جا بیٹہو مین کچہہ تم سے محبت نہین رکہتا القصہ بات سی تو یہہ کہہ دیا لیکن دل کسکا لا دین جو بسر شدہ دین **ع** نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال ؛ جیسون ہی کہ وہ نازنین برگشتہ

ہوکر بگڑ گئی راجہ دشرتہ کا سنکار لیک کیا اور شہر کو کلی آنسو چشم خونبار سے بہنے لگے صبر شکیبائی کی طرف
متوجہ ہوکر کہنے لگے ہائے ہم سے اکیدم تم نے ایسی دل شکنی کی + دے تیرے صبر کی ہمت تیری شکیبائی کی + بعد
ازان لاؤ کے سامنے معذرت پیش آئے اور ان کو گلے سے لگا کر یہہ کلمات زبان پر لائے کہ جس سمے استری سروپ دھارن
کر کے ہم کر کے بھوین چڑہاتی تھی اُس سمے او کے چہب اور سوبہا پر آپ بیتوتی تھے اس کارن ہمنے ایسی
بات تمہاری سے کبھی تھی جس سمے رس کر کے تم اپنی بھوین چڑہاؤ اور وہ ادبہت سوبہا ہمکو دکھلاؤ یعنی جبکہ کی
حسینہ پریوش خفگی سے ناک بھوین چڑہاتی ہے تو عجب ادا دلربا نظر آتی ہے اس سبب سے ہمنے تم سے یہہ بات
کبھی تھی کہ تم خفگی فرما کر اپنی بھوین چڑہاؤ یا تو ناز و انداز اور ادا معشوقانہ ہمکو دکھاؤ + ب کیا مزہ وصل کا جب
طلب ہوسے مین تو بل جبین پر نہو جہڑکی نہو چل دور نہو + **شعر** درویدہ نگندی کمین از ناز نگاہے + قربان
نگاہ تو شوم باز نگاہے + **جویائی** اب تو سندری دیہہ تمہاری پران ہوسکے نہین آگہار جب تو تو لت
نہین پیاری + تب لون ہم وہ کہہ بات ہماری + **شعر** نیاز بر شکن چون نیاز مند توایم + ترحمی کہ اسیر خم کمند توایم + ب
قفی قبل وشک البین یا ابنۃ مالک + ولا تحرمینی نظرۃ من جمالک + تعاللت کی اشجی وما بک علۃ
تریدین قتلی قد ظفرت بذلک + مہابہارت کے اسمیدپرب مین مرقوم ہے کہ بروقت ارادہ اسمید جگ کے جب
جہان بہشتر نے کرشن جی سے مشورہ کیا تو کرشن جی نے فرمایا کہ کسانیکہ مثل این علامات داشتہ باشند در مشورہ آوردن شان
جایز نباید داد یکے آنکہ با درا دانا نعلم باشد دوم آنکہ پیوستہ در کار شکم باشد سیوم کسیکہ از غیر جنس خود دشمنی داشتہ باشد
چہارم کسانیکہ پیوستہ در عشق زنان و تابع زنان بودہ باشند پنجم کسانیکہ در خانہ برادر زن باشند بہیم اینہمہ صفات
دارد بہیم چون این سخنان از کرشن شنید با کرشن گفت کہ بسیار خوب گفتند اما خود فکر فرمایند کہ ہیچکس از شما بزرگ
نشکم ندارد و اگر در خانہ من دیو زادیست در خانہ شما دختر جاموونت خرس است خود العاقل فرمایند کہ دختر دیو بدتر
است یا دختر خرس من تنہا ہیچ دیکو نبودہ ام مگر شما در دوارکا کہ میان دریاست میباشند و دختر دریا کہ
خانہ شماست و آنکہ فرمودند کہ کسانیکہ زبون زنان باشند ہیم خود مثل شما است ستیہاما کہ آنکہ شما بہ
رکمنی دادید از بر شما قہر میکرد تا آنکہ شما آن درخت کل را از باغ اندرا آوردند دیا و بہ او دیند او باشما آشتی نکرد
وہمچنین امور کہ ہمہ در شما موجود اند شما با آن مراد دیگران را چہ عیب میکنند انتہی اور ان امور کو خود سری کرشن جی
نے بہی تسلیم فرمایا چنانچہ بعد اختتام کلام بہیم کے خود اپنی زبان سے فرمایا کہ ای بہیم رحمت باد بر تو خوب سخنان
گفتی و بہیم را در بغل گرفت انتہی جناب لالہ اندرمن سنسی کتاب نے شہادت بہیم کی اور اقرار کرشن جی کا درباب نرلفنگی
اور معقولی اور زبونی کے پہر قصہ کو تم نہ کہنا بہی آپکو یاد ہوگا کہ جب زوجہ اندر شاہ دیوتاؤن نے اسکی جورو
کے ساتہہ زنا کیا تو اول تو جورو کے قتل کا حکم دیا اور چرنکار اپنے بیٹے کو اسکے قتل پر مامور فرما کر جنگل

کار ستہ لیا گر پہر جو دل لوٹ پوٹ ہوا تو مضطر ہو کر گہر کو لوٹ آئی اور یہہ مضمون زبان پر لائی اندیں صورت برہمن سیاہ بمنزل ما رسید من تعظیم او نمودم و پرستش فراوان کردم و آداب مہمانداری بجا آوردم و در خانہ جای برای خواب او مہیا ساختم گفتم ہرچہ تمنای تو باشد بران عمل نمایم بدین نہج او در او در خانہ فرود آورد دم درین منزل فعل فاحش از غفلت آمدہ واقع شد در این او وہ نگناہ زن است نہ گناہ و اندر نہ گناہ من اینی مختصر آزرمی دیکہو کہ کہیشر جی باوجود ظہور فعل فاحش کے بسبب جنسیہ عشق عورت کے کیسی برات تینون کی فرماتے ہین اور ایکعورت کی محبت کے سبب مجرمونکو جرم سی بچاتے ہین حالانکہ تینون مجرم جرم کبیرہ کے ہین کہیشر جی تو اس سبب سے کہ اونہون نے اپنی جورو کو اس بدکردار کے پاس خود سُلایا اور آگ کو اور پہوس کو خود اُنہون نے جمع فرمایا با اینہمہ کہیشر جی کو دیکہو کہ دونو کا شعلہ بہڑکا کر کیسی بری الذمہ اور بیگناہ بنتے ہین لقول آنکہ بھُس مین چنگاری ڈال جمالو دور کہڑی اور وہ دونو صاف وصریح مجرم ہین اور مجرم ہونے مین کیا شک وشبہ ہی مگر اُن عورت کو اوپر بنا رکہنی ہنود کے جگہہ عذر کی باقی ہے کہ عورت کی بریت کیواسطے تو قصہ سو درسن برہمن اور دہرم کا کافی ہے کیونکہ اُس قصہ سی ثابت ہی کہ اگر برہمن ہنود کی عورت اُس سی مباشرت کا ارادہ کرے تو عورت اوسکی صدا طاعت سی قدم باہر نہ دہری کہ موجب سعادت دارین مانند زوجہ سودرسن کی اوسکے حق مین ہی اور ظاہراً اسی بنا پر گوتم کہیشر نے اپنے تئین بہی اُس جرم سی بری سمجہا ہی مگر راجہ اندر صاحب کی کوئی وجہ بریت کی پیدا نہین ہوتی سوا ہی ان حکایات کے اور بہت اس قسم کے واقعات ہین کہان تک قصہ کشب جی اور دتی اور اوتی کا اوپر مذکور ہو چکا ہی اُس سی ظاہر ہے کہ عورت کی خاطر سی کشب جی نے کیا حرکت بیجا کی ہے **قولہ** محمد صلعم نے عدم ثبوت زنا ہی عورات کی تسلی فرمائی اور سورہ نور کی یہہ آیت بنائی انتہے لالہ جی تمکو شرم نہ آئی ہرگاہ کہ تمہاری ملت مین اصل زنا ہی مین کچہہ برائی نہین تو تمکو ثبوت وعدم ثبوت زنا مین گفتگو کرنا کمال بے حیائی ہے راجہ کرشنچندر نے صدہا گوپیون سے زنا کیا بلرام جی نے بہی اونہین گوپیون سی حرامکاری کی برہسپت نے اپنے اوستاد کی زوجہ سے اور چاند نے برہسپت کی زوجہ سی سورج دیوتا نے کنتی اپنی نواسی سی مہادیو جی نے رکہیشرون کی جورون سی اندر نے اپنی پیر و مرشد کی اور گوتم کی جورو سی کشن جی نے برندا سی فعل شنیع کیا پانچون پانڈو دروپدی سے مدت العمر خلاف حکم شرع کے سرگرم مجامعت اور مباشرت رہی اور چونکہ صفحہ ۵۴ و ۵۹ کتاب تحفۃ الاسلام مین آپنے اقرار کیا ہی کہ یہہ مجامعت اونکی خلاف حکم شریعت تہی اور یہہ بہی آپنے اوسی کتاب مین اقرار کیا ہے کہ جو جماع کہ خلاف حکم شرع ہو وہی وہ زنا ہی پس وہ پانچون اور چہٹی دروپدی تہے مدت العمر مرتکب ناکاری کے رہی اور اُنکا تدارک تو درکنار وہی سب بڑی مہاپرش اور اوتار اور اخیار شمار مین آتے ہین علی الخصوص دروپدی جی تو ہر کی بہگتنی کہلاتی ہین جب باوجود ثبوت زنا کے آپکی ملت مین کچہہ تدارک اُسکا نہین بلکہ مرتکبان زنا کے آپکے پیشواؤن مین گنی جاتے ہین تو کمال مشرمی آپکی ہی کہ ثبوت اور عدم ثبوت

زنا کے باب مین کبھی حرف زبان پر لاتے ہین **قولہ** حاصل آیت یہہ ہی کہ اگر کوئی شخص عورت محصنہ کو مشغول زنا
دیکھے تو خاموش ہو جاوے یا چار گواہ لاوے انتہی آپ پر خدا کا قہر اور لعنت ہو ایک سطر بیشتر جو ترجمہ آیت کا لکھتے ہیں
اوسکے برخلاف اپنی ہی زبان سے کہتے ہین ہر چند کہ ترجمہ آیت کا بسبب بے شعوری اور نے علمی کے آپ سے صحیح نہو سکا
پھر بھی جو ترجمہ ناقص آپ نے خود کیا ہی اوس سے بھی تکذیب آپکے قول کی ثابت ہی دیکھو ترجمہ آیت مین آپ لکھتے ہین
کہ جو لوگ عورات محصنہ کو زانیہ بتلائین یہان برخلاف اوسکے کہتے ہین کہ عورت محصنہ کو مشغول زنا دیکھے حالانکہ دونو
معنون مین زمین آسمان کا فرق ہی سیتاجی کو اجودھیا کے لوگون نے زانیہ بتایا مگر اوس سے کچھ عصمت مین انکی فرق
نہ آیا اگر اونکو وہ مشغول زنا دیکھہ پاتے تو پھر آئینہ معاملہ برعکس ہو جاتا اگر آپکے نزدیک مفہوم دونو لفظونکا ایک ہے
تو سیتاجی کی عصمت سے ہاتھ اوٹھائیے اور اگر دونون کے مفہوم مین تفاوت عظیم جانتے ہو تو برسر انصاف آئیے اور اپنی
دغابازی پر اعتراف فرمائیے آپ بخشے جاوینگے حاصل آیت یہہ ہی کہ جو لوگ عورات محصنات پر الزام زنا کا لگاتے ہین اونپر واجب ہے کہ
چار گواہ واسطے اپنے قول کے تصدیق کے سناوین اگر چار گواہ ہون سے وہ اپنے قول کی تصدیق نہ پہنچاوین تو اونپر حد
قذف جاری کرنی چاہیئے یعنی اسی کوڑے مار یجاوین اور اونکی شہادت کبھی قبول نہ کیجاوے اور یہہ حکم عین حکمت کا ملہ ہی
کیونکہ اگر خوف تدارک کا نہوگا تو ہر فاسق فاجر افترا برپا کریگا اور محصنات پر الزام زنا کا دہریگا اور مفسدہ عظیم برپا
ہو ویگا البتہ جن لوگونکی ملت مین زنا کاری جائز ہے اور اکثر اوقات باعث ازدیاد منزلت اور موجب حسن عاقبت قرار
پاتی ہے اور زانیہ مورد تحسین اور آفرین کی ہوتی ہے جیسا کہ بر کہ زوجہ سودرسن اور دروپدی کے حالات سے عیان ہے
بلکہ جو لوگ کہ کبھی حرف انکار وہ زنا زبان پر لائے وہ مستوجب عقوبت اور نفرین قرار پائے جیسا کہ اودھیا کی اہل شہر پوران

ترجمہ منشی شنکردیال ہر جا صاحب نظم

رکھیشر ایک جا خلوت نشین تھے
گئے لینے کو ارباب پرستش
زنون کے پاس بیٹا نہ پوچھے
ہزارون نے شراب وصل کی نوش
ہوئے غواص دریائے قلق مین
نہ رغبت ہو کسی زہرہ جبین پر
مگر اوس لنگ نے آفت مچائی
حقیقت کی سری برہما سے اظہار
بنی یہان شیو سنکر تمہارے

بیان کرتے ہین یون سوت انکو ذات
سر کیلاش پر مسکن گزین تھے
ہوا تھیہ کے ولیکن جوش مستی
کہ جیسے شمع پر پروانہ پونہچے
بیابان سے رکھیشر ہوکے آئے
دعایون کی سدا شیو کے حق مین
اوسے ہم لنگ شنکر گرا مات
قیامت دیوتون کے سر پر آئی
سری برہما نے فرمایا کہ یہہ بات
ہوئی خود رونق افزا گھر تمہارے

سنو یہہ اتفاق حسن کی بات
غرض اکدن وہ ارباب پرستش
جو ہی آمادہ عشرت پرستی
ہوئین غائب ہزارون مست بیہوش
شگفتہ غنچہ سب پژمردہ پائے
کہ لنگ شب گر کے کٹ کر زمین پر
جدا قالب سے ہوکر گرا صاف
رکھیون نے غرض غم سے ہو کے ناچار
بڑی تم سے حماقت کی ہوئی بات
قدم دہو دہو کے چرنامرت لیتے

جگہہ شنبہو کو سنگہاسن پہ دیجے
غرض سب رکہہ ہو مصروف طاعت
بنین خود مورت اور گہنہ پہو الی
پرستش سب بنے کی انکہونسی سر سے
کرین سب لنگ پوجا با دل شاد

عوض مین تمنے اوسکے پوجا کی
دُہائی کیسیکر چاہی شفاعت
ہوا وہ مستقل لنگ آخر کار
زمین پر آسمان سی پہول برسے
اسی سے حاصل ارام ہوگا

جہالت کی حماقت کی غضب کی
ہوا اگوری کو جوش مہربانی
ہوئی خلقت تمہی عشرت سے سرشار
کیا پہر یون مہاشیو جی نے ارشاد
پس مردن بخیر انجام ہوگا

حاصل کلام یہہ کہ جب ملت ہنود مین زنا معیوب نہین بلکہ جن لوگون نے مرتکبین زنا کو بددعا دی اور نفرین کی اونپر آفت عظیم آئی اور برہما نے اونکو ملامت فرمائی اور آلہ زنا کی طاعت اور عبادت باعث نجات آخرت قرار پائی پس بے شک اونکے نزدیک قذف اور تہمت زنا کی کسیطرح مذموم اور معیوب نہین یہی باعث ہی کہ لاالہ اندرین آیت کریمہ پرکہ عین حکمت ہی اپنے اصول اور فروع کے لحاظ سی طعن فرماتے ہین اونہیا ہو مہا سکند پوران کاشی کہنڈ مین مرقوم ہے کہ جب عورات ہنود کی سن بلوغ کو پونہچتے ہین اور اونکی فرج پر بال نکلتے ہین اور اونکی چہاتیان نوکین نکالتی ہین تو دیوتا اور گندہرب درجہ بدرجہ اونکے ساتہہ معاشرت فرماتے ہین پس ظاہر ہوا کہ ہنود کی عورتون مین کوئی ایسی نہین کہ تختہ مشق دیوتون اور گندہربون کی نہین اور کوئی ایسی نہین کہ اوسپر اطلاق زانیہ کا نہو سکے جب یہہ حال ہے تو اونکو تہمت کی شناعت کا کیا خیال ہے ؎ عبث ہی رندون کے حق مین ملامت ای ناصح ❊ جو غرق بحر ہین شبنم کا اونکو ڈر کیا ہے ❊ **قولہ** اور شہادت قبول نکیجاویگی جبتک گواہ یون نہ کہین کہ ہمنے زید کو فلانے وقت فلانے جگہہ ہندہ سے زنا کرتا ہوا اسطرح دیکہا جیسے سرمہ دانی مین سلائی اتہے یہہ جواب فرماتے ہین کہ شہادت قبول نکیجاویگی یہہ آپکی جہالت ہی حکم یہہ ہی کہ حد زنا عاید نہوگی جبتک گواہ ایسی تصریح سے بیان نکرینگے آپ نے ازراہ جہل مرکب کے قبول شہادت اور وجوب حد کو ایک سمجہا حالانکہ دونو مین بہت فرق ہی اگر حاکم کے نزدیک ملامست وغیرہ حرکات نامشروع ثابت ہونگی تو اوسکو تعزیر دینی کا اختیار ہے مگر حد زنا لازم نہین آتی اور یہہ امر بر آئینہ تمامتر معقول ہی کیونکہ حد زنا حقیقت زنا پر واجب ہوتی ہی اور زنا ملامست وغیرہ دواعی مجامعت کا نام نہین ہی پس جبتک زنا نہ ثابت ہوگا حد کیونکر جاری ہوسکتی ہی اور زنا متحقق نہین ہوتا جبتک کہ کیفیت میل فی المکحل کی پائی نہین جاتی اور شرط چار گواہون کی بہی مبنی اوپر حکمت کاملہ کی ہی اغلب کہ زنا زانی اور مزنیہ پر یعنی دونوپر عاید ہوتی ہے اور غالباً دو آدمیون کا ایک جرمیہ مین ایک حرکت کی سبب جان سے مارا جانا لازم آتا ہی پس جبتک کہ نصاب شہادت ہر ایک جان کے مارےجانے کیواسطے کامل نہو جاوے یعنی چار گواہ کی شہادت کامل نہولے مقتضای احتیاط نہین ہی کہ دو جانین ایک جرمیہ مین اس سے کمتر نصاب شہادت پر قتل کیجاوین ۔ اور بیشتر صاحبان عقل نے ایسے معاملات مین کہ جنمین ایک فعل دو فریق پر موثر ہوتا ہی اونمین نصاب

شہادت چار گواہ سے کم تجویز نہین کی دیکھو قانون ہند دہم ۱۸۶۱ء کو کہ ارباب کونسل نے معاملات تقسیم میراث مین
باہمی شرکا کے گذرنا شہادت چار گواہ کا ضروری سمجہا ہے اور اس سے کمتر کو معتبر نہین ٹھہرایا غرضکہ جسقدر قیود
اور شروط جاری کرنے حد زنا مین ہماری شریعت مین مرعی ہین سب مبنی اوپر کمال حکمت کے ہین اگر جہلا اوسکو نہ سمجہین تو
جہلا انکی جہالت ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✱ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ✱ راست مینی ہزار چشم چنان ✱
کور بہتر کہ آفتاب سیاہ ✱ قولہ یہ بحث تحفۃ الاسلام کے باب دوم مین مع اسناد تفصیلوار مذکور ہوا تہے سے
بہچی (سوط الجبار اور سیف القہار سے آپکی خبر لے لی ہوا اب آپ یہان کیا حرکت مذبوحی کرتے ہین ہمنے سیف القہار
مین خوب ثابت کر دیا ہی کہ ہنود مین اکثر اشخاص مرتکب زنا کے ہوئے اور باوجود ثبوت زنا کے کسی نے اونسے کچہہ
بلکہ اکثر اونمین سے داخل پیشوایان ہنود ہوئے ان ایکمرتبہ مہادیو جی نے ارادہ تعزیر چندرمان دیوتا کا فرمایا
تہا جسوقت کہ اوسنے تارا زوجہ پیر و مرشد سے زنا کیا تہا چونکہ جناب برہما صاحب خود ایسی بلا مین مبتلا تھے کہ ہمیشہ
دیوتون کے اپنی بیٹی سرستی کے ساتہہ مشغول رہے اس سبب سے ہمیشہ بلجا اور رازدار انہون اور بدکارون کے
رہتے تھے لہذا چندرمان کی سفارش پر آمادہ ہوئے اور مہادیو جی کے ہاتہہ سے اوسکو بچا دیا اور چونکہ مہادیو جی
خود بھی اس بدکرداری مین ملوث تہے کہ رکہیشرون کی جورون سے اونہون نے بکمال بیحیائی فعل بد کیا تہا کیا ہوا
کہ از راہ ظاہرداری کے حوصلہ تعزیر دینے چندرمان کا کیا تہا جب سفارش برہما جی کی موافق مرضی باطنی اون
تک پہنچی تو تعزیر دینی سے باز رہے اسیطور پر انرودہ پوتے سری کرشن جی کے بعلت زنا کے ساتہہ اوکہا کے ماخوذ
ہوئے اور اوکہا کے باپ نے اس جرم مین انکو قید کیا اور یہہ خبر کرشن جی کو پہنچی تو اس زانی فاسق کی حمایت پر
مستعد ہوکر بہ اوکہا پر فوجکشی کی اور بعد مقاتلۂ عظیم کے اوسکو مع اوکہا مزینہ کے اپنے گہر لائے اور گہر لاکر اون
دونونکا نکاح کر دیا الغرض اس قسم کی اور حکایات بہت ہین کہ لکہنا اونکا موجب تطویل کتاب ہی پہر باوجود
حمایت اور عنایت و پناہ دہی زانیون کے لالہ جی کو شرم نہین آتی کہ فرماتے ہین کہ بہرکیف حضرت نے زانیون
پر عنایت فرماکر یہہ بیت فرمائی ۔ دسہزار برس مہاراجہ رام چندر جی نے سلطنت کی مدت دراز تک کرشن جی
فرمانروا رہے اس جرم کا کوئی مجرم بھی اونکی عہد حکومت مین کسی قسم کی سزا سے سزایاب نہوا اگر کوئی سزایاب ہوا ہم
تو لالہ جی اوسکو کسی کتاب معتبر سے ثابت پوچھا وین بہلا مہاراجہ سری کرشن چندر جی تو خود ایسی آفت مین گرفتار
تھے تہا دہی نہین اونکا تو سب خاندان مرد و عورت اس مرض کی بیمار تھے اگر وہ ایسے فاسق فاجرون کے
حمایتی ہوئے تھے تو کچہہ تعجب تہا اور راجہ ہای نامدار جو گذری ہین اور اونکا انصاف و عدل زبان زد ہنود
رہے اونپر کیا بلا آئی تہی کہ اونکے عہد مین بہی کوئی اس قسم کا مجرم سزایاب نہوا دیکہئے راجہ دلیو داس
کے عہد یعنی ست جگ مین کسقدر کثرت زنا اور فحش الفواحش کی ہوئی کہ باپ بیٹی سے اور بیٹا ماں سے

اور بہائی بہن سے مرتکب زنا ہوا یہانتک کہ خود راجہ دیوداس کی عورتون اور بیٹون مین یہہ حرکات شائع ہوئین
اور بیاب ۶۵ کاشی کہنڈ اسکند پوران ملاحظہ کیجئے اوسمین عبارت لکہا ہی کہ زنان شوہر را گذاشتہ باہر کہ دل
راغب می شد می پیوستند و ہمان قسم مردان نیز بعمل می آوردند بلکہ بسیار زنان و دختران خاص محل راجہ بہمان نہج
پرداختند انتہی عہد پرسرام مین سب چہتر انیان برہمنون سے زنا کراتی تہین اور اولاد نسل اولاد حاصل ہوتی تہی آد
پرب مہابہارت کا دیکہئے اوسمین لکہا ہی در ایام گذشتہ در عالم چہتری نماند زنان چہتریان بعد طہارت از حیض
غسل کردہ پیش برہما می آمدند و برہمنان با ایشان صحبت می داشتند و آنہارا فرزندان پیدا می شدند ہمچنان
بار دیگر از برہمنان چہتری پیدا شدند انتہی مختصراً غرضکہ کوئی دور ادوار سابقہ مین ایسا نہین گذرا کہ جسمین ایسی فحش اور
اور ایسی بیحیائی ہنود مین شائع اور ذائع نہوئی ہوا ور حدود تو یکطرف کبھی تعزیر کا حکم بھی نافذ نہوا باوجودیکہ شاستر
کی رو سے سزا زنا کی کچہہ ایسی سخت نہین چنانچہ باب ۹ اشلوک ۲۳۵ و اشلوک ۲۳۷ منوشاستر سے اصح ہوتا ہی
کہ پوجاری کا قتل اور شراب پینا اور پوجاری کا سونا چرانا اور عورت کا اپنے حقیقی باپ یا دہرم کے باپ سے زنا
کرانا یہہ سب جرم ایک قسم مین داخل ہین اور ایک ہی سزا اُن سبکے لئے مقرر ہی اور وہ سزا اول تو یہہ بیان کی گئی
ہی کہ پیشانی پر داغ دینا اور جلاوطن کرنا اور انسانون کی صحبت سے بالکل خارج کرنا بشرطیکہ اُس جرم کا کفارہ
نہ کیا جاوی جو پیشانی پر داغ دینے کے عوضمین ایک بڑا جرمانہ دینا پڑتا ہی اور یہہ سزا ہر فرقہ کے ساتھہ متعلق
ہی مگر بعد اسکے یہہ ہدایت کی گئی ہی کہ اگر پوجاری مجرم ہو اور کفارہ ادا ہونا قرار پاوے تو اوسط جرمانہ ادا
کریگا اور اپنے مال و متاع اور کنبہ سے محروم نکیا جاویگا اور باب ۸ اشلوک ۲۷۶ و ۳۸۲ لغایت ۳۸۵
ظاہر ہوتا ہی کہ زنا کی بابت ادنیٰ درجہ ۵۰۰ سے ہزار پنون تک جرمانہ کی سزا ہی فصل ۱ جدسرم مہابہارت
مین مرقوم ہی کہ اگر برہمن زنا کند او را سزا دہد یا اخراج نماید و اگر دہقان زنا کند ازوی جرمانہ گیرد کہ این تنبیہ در
دنیا و آخرت او را پاک می سازد انتہی سوا اسکے اور بھی اقوال مختلف بلحاظ حیثیت عورت کے پائے جاتے ہین
مگر سب سراسر خلاف عقل کے ہین اور اس قسم کی پریشان گوئیون سے واضح ہی کہ بید مین کچھہ زنا پر سزا تجویز نہین
کی گئی اگر لالہ جی کوئی بید کی ایسی سرتی جسمین زنا پر کچھہ سزا بیان کی گئی ہو یا درکنتی ہون تو بحوالہ سیت
اپنکہند کے تحریر فرماوین جب لالہ جی کے دین ملت کا یہہ حال ہی تو کمال بے شرمی اونکی ہی کہ اپنے گہر سے تو
بیخبر ہین باہر والونپر اعتراض کرتے ہین **قولہ** اسطرح حضرت نے مسلمانون کو کوشش کے ساتہہ
سمجہایا کہ اگر تم سے زنا سرزد ہو وے تو ظاہر نکرو بلکہ مخفی رکہو انتہی لالہ جی نے از راہ جہل مرکب در حمق
ہندوانہ کے دو امر جدا گانہ کو ملا کر خلط مبحث کر دیا ہی حالانکہ ان دونون مین تفاوت عظیم ہی امر
اول یہہ کہ مجرم کو اقرار کرنے سے منع کر دیا جاوے دوسرا یہہ کہ اور لوگون کو مجرم کی ترغیب دے اوپر اقرار کر

جرم کے مبیع فرمایا جاوے دعوی لالہ جی بابت امر اول کے ہی نہ بابت امر ثانی کے جو لوگ کہ آئین سیاست اور
قوانین سلطنت سے واقف ہین امر ثانی کو مذموم سمجھتے ہین اور مجرمونکو علی العموم اور بالخصوص ایسے مجرمون کو جو
مرتکب ایسے جرائم کے ہوئے ہون کہ جنپر حدود و قصاص لازم آتا ہی ترغیب دیکر اونسے اقرار کرانے کو اچھا نہین
سمجھتے برخلاف اسکے کہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے بلا ترغیب اور تحریص اقرار جرم کا کرے تو اوسکو معیوب
نہین سمجھتے لیکن چونکہ ہنود جسطرح پر اور امور معقول سے جاہل محض ہین آئین و قوانین سیاست و سلطنت سے
بھی آگاہ نہین یہی وجہ ہی کہ لالہ اندرمن جو بڑے واقف بید و شاستر کے ہین دونو امرونمین جو کچھہ فرق ہے
اوسکو سمجھہ نہین سکتے اب ہم متوجہ ہوتے ہین اسطرف کہ جس حدیث سے اونہون نے استدلال کیا ہی آیا اس سے
لالہ جی کا مدعی ثابت ہوتا ہی یا امر دوم جسکی ہمنے اوپر تشریح کی ترجیح ہوتا ہی لالہ جی اپنے دعوی پر یہہ دلیل
لائے ہین کہ ماعز بن مالک نے ہزال نامی ایک شخص کی کنیز سے زنا کیا اور اوسکے مالک سے اقرار کیا اسمین
لالہ جی سے ترجمہ حدیث کا نہو سکا اور بہت الفاظ حدیث کا ترجمہ از راہ بددیانتی کے چھوڑ گئے ہم اون کو
بالفاظہ نقل کرتے ہین — عن یزید بن نعیم بن ہزال عن ابیہ قال کان ماعز بن مالک یتیما فی حجر ابی فاصاب
جاریۃ من الحی فقال لہ ابی ائت رسول اللہ صلعم فاخبرہ بما صنعت لعلہ یستغفر لک وانما یرید بذلک رجاء
ان یکون لہ مخرج روایت ہی یزید بن نعیم بن ہزال سے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ تہا ماعز
بن مالک یتیم بیچ پناہ اور پرورش میرے باپ کے پس پوچھا وہ ایک کنیز کو قوم کی پس اوس سے میرے
باپ نے کہا کہ جا تو پیغمبر خدا صلعم کے پاس اور خبر کر اونکو اوسکی جو تو نے کیا ہی شاید کہ تیرے حق مین استغفار
کرین اور حزین نیست کہ وہ ارادہ کرتا تہا اسی امید سے کہ شاید اوسکی واسطے کچھہ بچاؤ ہو جاوے الخ
پس ظاہر ہوا کہ ترجمہ لالہ جی کا سراسر غلط ہی اور علاوہ برغلط کاری خیانت بھی لالہ جی کی واضح ہی کہ
ترجمہ ان الفاظ کا بالکل چھوڑ دیا جنسے یہہ امر ثابت ہوتا ہی کہ ہزال نے ماعز کو ترغیب دی اور آمادہ
کیا اسپر کہ وہ اپنے جرم کا اقرار کرے پیغمبر صلعم کے سامنے حالانکہ یہہ امر مناسب نہ تہا کیونکہ جب معاملہ بطریق القضا
مین پہونچیگا تو ہر آئینہ در حالت ثبوت حکم اجراء حد کا نافذ ہوگا چنانچہ حدیث ابو داؤد و نسائی مین وارد
ہے فما بلغنی من الحد فقد وجب یعنی مجھہ تک معاملہ حد کی نوبت پہونچیگی تو ہر آئینہ حد واجب ہوگی اور چونکہ
ہزال نے ماعز کو ترغیب دیکر اوسکو آمادہ اوپر اقرار جرم کے کیا تہا اس سبب جناب رسالت مآب صلعم
نے ہزال سے فرمایا کہ لو سترتہ بثوبک کان خیرا لک قال ابن المنکدر ان ہزالا امر ماعزا ان یاتی
النبی صلعم فیخبرہ رواہ ابوداؤد یعنی اگر چھپاتا تو اوسکو اپنے پردہ مین تو ہر آئینہ بہتر ہوتا تیرے
حق مین ابن منکدر کہتے ہین کہ ہزال نے ماعز کو حکم کیا تہا اسکا کہ وہ پیغمبر صلعم کے پاس جاکر اپنا جرم

کی ضرور ہی انتہی اور چونکہ حدیث سابق سے ظاہر ہوا ہے کہ ماعز ایک یتیم تھا کہ ہزال نے اسکو پرورش کیا تھا او

اونکی پناہ مین تھا احتمال ہا ونکی حکم کا بنظر اخلاق و آداب کے ضروری تہا لہذا ہزال کو مناسب تھا کہ اوسکو

ایسے امر اوپر امر فرماتے اونکی حق مین جو کچھ جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا عین منشا ہے تو بعد

قوانین نصفت و آئین سیاست تھا پس جو لالہ جی بسبب عدم وقوف کے اوپر قواعد جہانداری و قوانین اجرائے

حدود و قصاص کے اس معاملہ مین حرف زن ہین یہہ اونکا جہل مرکب ہے اور حمق مندوانہ ہے حاصل کلام یہہ ہے

کہ اس حدیث سے امر اول جسکی بابت لالہ جی مدعی ہین ہرگز ثابت نہین بلکہ امر ثانی کہ جو عین مطابق قواعد

عدالت اور سیاست کے ہے واضح ہے چہار بہار کے ساتویں پرچہ مین مرقوم ہے کہ اگر گناہی از دوست

بوقوع آید کہ موجب ایذا و ضرر اہی و دست باشد پس آن دوست را باید کہ در ان تحمل نماید و اگر از برادر و

خدمتگار و زن گناہی بوقوع آید و آن ہنوز ظاہر نشدہ باشد باید کہ در ان باب اضطراب نماید اور سیالے

چہارم کاشی کھنڈ اسکند پران مین ہے کہ چند سخن لائق نہفتن است کہ با کسی بر زبان نیارد یکے نام منتر کہ مرشد

تلقین کردہ و اگر کسی را زر بیار دادہ در غیبت کسی نمودہ و جماع کردہ و عیوب خانہ خود و عمر و دولت خویش و امور

عقبے و گناہی کہ مخفی بعمل آمدہ و بزرگی و صفائی و پاکی و تعریف خود و احوال مقروضی و خرید و فروخت تجارت

و دختر خود بہ شخصی کہ دادہ باشد نام او بر زبان نیارد رونق این امور موجب فواید عظیم است انتہی دیکھیے کہ مضمون

کلام سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کسقدر اتباع کرتا ہے مگر کیا کیجیے کہ لالہ جی کو نہ عقل ہے نہ علم نہ اپنی ملت کی

کتابون کے مضامین پر خبر ہے محض از راہ جہل مرکب یا در بوالہوسی کے آمادہ اعتراضات واہیہ کے اوپر

شریعت کاملہ کے جو عین حکمت ہے ہوتے ہین قولہ الحاصل پر تعجب کہ باوجود موافق تلقین حضرت کے کوئی دروغ بولا ہو

لیتا مثلاً کہتا کہ مین نے اوس عورت کا بوسہ لیا تو فوراً سزا سے زنا سے نجات پاتا انتہی ہم لالہ صاحب سے

دریافت کرتے ہین کہ ایسی صورتین کہ ایک شخص یہہ کہی کہ مین نے زنا کیا ہے اور جب حاکم اوس سے بنظر تحقیق

وقوع زنا ہی واقعی کے استفسار کرے کہ مراد تیری اس لفظ سے کیا ہے آیا بوس و کنار ہے اور وہ یہہ جواب دے کہ ہان مراد

میری بوس و کنار ہی تو بموجب شاستر کے اوسپر سزا زنا کی واجب ہوتی ہے یا نہین اگر واجب ہوتی ہے تو

بحوالہ کتاب جواب دیجیے اور اگر نہین واجب ہوتی تو اپنی حماقت پر اقرار کیجیے پھر یہہ بھی فرمائیے کہ آپکے شاستر

کی رو سے اقرار مجنون کا اور سکران کا معتبر ہے یا نہین اگر معتبر ہے تو کمال حماقت آپکے شاستروں کی ہے کہ

حدود و قصاص مین کہ ضرر جان اور جسم ہے اسقدر بے احتیاطی جائز رکھی ہے کہ لحاظ اثبات اور ضبون کا

کچھ نہین کیا اور بلا تامل حدود و قصاص کو اوپر اقرار مجنون اور سکران کے جاری رکھا ہے اور اگر معتبر نہین

تو کیا وجہ ہے کہ تحقیق ان امور کی بوقت اقرار کے نکیا دیکھیں آپنے جسقدر ہذیان سرائی یہان فرمائی ہے

سراسر حماقت آپکی ہے علاوہ بریں ہم آپ سے استفسار کرتے ہین کہ ایسے ایسے جرائم کہ جنمین قصاص اور اہلاک مجرم لازم آتا ہے اونکے اقرار دینین اور اونکے اثبات مین اور شہادات مین آپکے شاسترون مین کچھ شرائط اور قواعد مقرر ہین یا نہین اگر مقرر ہین تو ذری مہربانی فرما کر بحوالہ کتاب بیان فرمائیے اور جو کچھ شرائط اور قواعد منضبط نہین ہین بلکہ منحصر اوپر صوابدید اور مصلحت برہمنون کے ہین تو ایسے بیہودہ شاسترون سے ہاتھ اوٹھائیے علاوہ ان سب امور کے آپ جیسا چاہیے ویسا سمجھیے بہرحال اسقدر تو ہر آدمی مسلم ہے کہ وقت تکمیل شرائط ثبوت کے مجرم جرم زنا پر شرائط احصان سزا قتل کے شریعت غرا مین واجب ہے آپ فرمائیے کہ آپکی ملت مین زنا کی کیا سزا ہے بجز اسکے کہ سر مونڈ کر باہر نکالدیا جاوے چنانچہ مہابہارت کے ساستبہ پرب مین مرقوم ہے کہ برہما برین منوال حکم کردہ است کہ اگر از برہمن گناہ کبیرہ بظہور آید پادشاہ سر او تراشیدہ از ملک خود اخراج نماید انتہی اور چونکہ زنا بھی گناہ کبیرہ ہے پس لامحالہ اسکی بھی سزا مطابق فرمان برہماجی کے ہے اور ادہیاے ۹ کاشی کہنڈ مین مرقوم ہے کہ از شنیدن این ادہیای گناہ زنا بزن مرشد دور شود اور ادہیاے ۷ مین اوسیکے مرقوم ہے کہ بغیر پرستش ترلوچن لنگ گناہ زنا بزن پیر و برہمن و مرشد و همچنان یکدفعہ پرستش کردن انتہی اب آپ ہی دونون متنون کے احکام پر غور فرما کر انصاف سے کہیے کہ برہماجی نے زیادہ تر عنایت مجرم جرایم کبیرہ پر مبذول فرمائی ہے یا شریعت محمدیہ مین اونکے حال پر رعایت ہے اور جس ملت مین جرایم کبیرہ کی ایسی سزای خفیف مقرر ہے اوس ملت کے آدمی کیا منہ لیکر اور کسی ملت و مذہب پر معترض ہوسکتے ہین الا لوجہ لیس فیہ حیاء **قولہ** بہر کیف حضرت نے مردان زانی پر عنایت کرکے یہہ حدیث فرمائی اور زنان زانیہ پر رعایت کرکے سورہ نور کی آیت بنائی انتہی لالہ جی آپکو شرم نہ آئی جب آپکی ملت مین یہہ بات قرار پائی کہ اگر کوئی ہندو کسی برہمن کو اپنی جورو سے مشغول عیش و کامرانی دیکھہ پاوے تو کچھہ تعرض نفرماوے بلکہ اوسکی تسلی اور تسکین کے لئے یہہ کلمات زبان پر لاوے کہ آپ بفراغت تمام اپنے کام مین مصروف رہیے بندہ باہر کو جاتا ہے اور اس تواضع اور تسلی سے اجر عظیم پاتا ہے چنانچہ دہرم پرب مہابہارت مین بتفصیل قصہ زوجہ سودرسن برہمن کے لکھا ہے کہ برہمن با زن سودرسن گفت کہ میخواہم کہ یکبار با تو صحبت دارم زن منفعل گردید بعد ازان بخاطرش رسید کہ شوہرش گفتہ بود کہ ہر چہ از تو طلب نماید دریغ نداری پس زن با آن برہمن گفت کہ خوش باشد کہ ہر چہ مراد تو باشد لیکن برہمن برخاست و دست آنعورت گرفتہ اندرون خانہ برد و بر بالای چھپر کہٹ نشستند کہ شوہرش سودرسن ہمان زمان رسید در خانہ رفتہ دید کہ برہمن با زنش بر چھپر کہٹ نشستہ است سودرسن بلا ملال آن صحبت بخاطر گران نیاورد و با آن برہمن گفت کہ ہر چہ مراد شما باشد بکنید و زن را گفت کہ خدمت این مرد تقصیر مکن و گفت کہ من بیرون میروم تا شما بفراغت

صحبت وارتد انتہی مختصراً ادہر آگے اِس سے یہہ بھی مرقوم ہی کہ اِس تواضع اور خاطرداری کے سبب درسن
اور اوسکی جورو مدارج علیا پر فائز ہوئی بیشتر ہم قصہ مہادیو اور رکہیشرونکی جورؤونکا شیوپوران سے
نقل کر چکے ہین کہ جب مہادیوجی نے رکہیشرونکی جورؤون سے زنا کیا تو رکہیشرون نے اونکو بددعا دی پر برہما
نے اُن رکہیشرون پر نہایت لعنت ملامت کی کہ مہادیو کا تمہاری عورتون سے زنا کرنا عین سعادت تمہاری
اور سرفرازی تمہاری عورتونکی تھی تمکو بددعا دینی ہرگز نہ چاہیئے تھی الغرض جب آپکی ملت مین یہہ حکم ہو اور
زنا کرانا جورؤون سے عین سعادت اور سرفرازی ہی پس آپکو شرم نہین آتی کہ از راہ بیحیائی کے اور [illegible]
حرفزن ہوتے ہو بھلے اپنے گہر کی تو خبر لو بعد اوسکے باہر والون کا دامن پکڑو ایک امر یہان قابل بیان ہے
کہ یہہ باب اِس امر کی بحث مین تہا کہ باوجود فصاحت اور بلاغت کے اور خوبی عبارت کے قرآن مجید
کذب اور مبالغات نہ موہومہ سے خالی ہے لالہ جی نے اُس بحث سے تو کنارا کیا مگر محض بطور مشاغبہ کے امور
خارج از بحث کو درمیان مین لائے پہر اسپر بہی اصول مین کچہہ بحث نہین کی فروع مسائل مین بحث کرنے لگے علاوہ
بران ایک مجنونانہ بڑ ہانکی اونکی تقریر نا مربوط سے یہہ معلوم نہین ہوتا کہ آیا علل فرعیہ استفسار کرتے ہین یا علل
پر کچہہ الزام دہرتے ہین بتصریح رقم نہین فرماتے کہ یہہ امر خلاف عقل ہے یا نقل ہے بیشمار بہر کیفون سے کتاب کو
طول دیئے چلے جاتے ہین اگرچہ ایسی ایسی یاوہ سرائیان اونکی جو محض خلاف داب مناظرہ ہین لائق جواب کے
نہین لیکن ہم بہی اونکی سب قسم کے مغالطات اور جہالات کی قطع اور ردع کیواسطے سیف القہار و سوط الجبار
کو لئے ہوئے اونکی پیچہے ہین کہانتک بذریعہ مشاغبہ کے اپنی تئین بچاوینگے **قولہ** غرض حضرت آنکہ جبتک
دیکہنے والا گواہ تلاش کرے زانی اور زانیہ اپنی راہ لین اور پاداش سے محفوظ رہین انتہی اگرچہ غرض
شارع کی جو کچہہ ہے وہ عنقریب بیان کیجاویگی لیکن اگر کسی شخص کی یہی غرض ہو جو لالہ جی نے لکہی ہی تو
اسقدر بہی اُس سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ لالہ جی ایسی حالت دیکہکر زانی اور مزنیہ سے یہہ کہین کہ آپ بفراغت تمام
عیش مین مصروف رہئے بندہ باہر جاتا ہی جیسا کہ قصہ سودرسن اور مہادیو اور عورات رکہیشرون سے ثابت
ہے اور حاضر لانے چار گواہ ہونگا جو حکم ہماری شریعت مین ہے وہ واسطے اثبات اور جاری کرانے حد کے ہے یعنی اگر کوئی
شخص ایسا معاملہ دیکہے اور قصد جاری کرانے حد کا اُن دونو پر کرے اور دار القضا مین معاملہ پہونچاوے
تو اوسپر واجب ہے کہ اپنے دعوی کا ثبوت مطابق قاعدہ ممہدہ کے پیش کرے کیونکہ بغیر ثبوت کامل کے حاکم حکم
اجراء حدود کا نہین کر سکتا ہماری شریعت مین یہہ حکم نہین ہے کہ اگر کوئی ایسا معاملہ دیکہے تو ہنود کے
قواعد کے مطابق زانی اور مزنیہ سے کچہہ تعرض نکرے اور اونکو تسلی اور دلاسا دیکر یہہ کہدے کہ آپ اپنی کام
مین مصروف رہئے بندہ باہر کو جاتا ہی بلکہ لازم ہی کہ اوسکی منع مین کوشش کرے تا اُن دونوکو اجازت

قتل کرنے اور قایم کرنے حد کی باختیار خود نہین ہے کہ ایسی اجازت موجب نسبات ذاتی عظیم کی ہے اب ہم لالہ صاحب
یہہ استفسار کرتے ہین کہ اونکی بید و نمین ایسی واقعات مین کیا قاعدہ اور حکم معین ہے آیا یہہ قاعدہ قرار پایا ہی کہ
خود اوس وقت بیدون حکم حاکم کے حد جاری کردی یا واسطے جاری کرانے حد کے رجوع بطرف حاکم عدالت کرکے
شق اول تو سراسر نامعقول اور باعث ہزاران ہزار فتنہ و فساد کی ہی یہی وجہ ہی کہ کسی ملت اور مذہب اور
کسی آئین عدالت مین قایم کرنا حدود و قصاص بلکہ تعزیرات کا بھی محول او پر اوس شخص کے جسکے حق مین جنایت
واقع ہوئی ہی نہین کیا گیا ہی بلکہ جمیع ملل اور جمیع قوانین اہل عقل مین اس امر کا بہت اہتمام کیا گیا ہی کہ حاکم
خود متکفل اقامت حدود و قصاص اور تعزیرات کا رہے اور وںپر اونکو نہ حوالہ کرے اور غور کیجیے کہ اگر
اس خاص معاملہ مین اقامت حد کو اوس شخص پر محول کیا جاوے کہ جسکے حق مین جنایت واقع ہوئی تو لازم آتا ہی
کہ سب جنایات اور قصاصات اور تعزیرات مین بھی یہی قاعدہ قایم کیا جاوی اور جب ایسا ہوگا تو ہزاروں ہزار
فساد برپا ہونگے اور امن وامان یکقلم مملکت سی اوٹھ جاویگا اور سلطنت سلطان کی محض بیکار ٹھہریگی
پس ایسے قانون کو کہ محض قانون جہل ہے کوئی عاقل پسند نکریگا اور ہرچند کہ ایسا قانون محض مبنی اوپر
جہل کے اور سراسر خلاف عقل کے ہی پر یہی ہم یہہ کہتے ہین کہ لالہ جی ملل حقہ اور قوانین عقلیہ سی قطع نظر
کرکے اپنی ہی آئین جہالت آگین بیدیہ ثمر اور دفتر ابتر شاستر سے اس قاعدہ کو ثابت کرین الغرض تقریر
ماسبق سی شق اول تو محض باطل ٹھہری اب رہی شق دوم یعنی یہہ کہ حدود و قصاص کو اوپر اہل جنایت
کے مفوض نکرکے خود حاکم متکفل اونکا رہے تو ہم کہتے ہین کہ جب یہہ معاملہ دار القضا مین پونچھے تو آیا قاضی
پر واجب ہی کہ مطابق قواعد عدالت و نصفت کے دعوی کو ثابت پونچھاکر حکم اقامت حد کا نافذ کری یا بدون
ثبوت کے بمجرد دعوی دعویدار کے حکم اجرای حد اور قتل مدعا علیہ کا صادر فرمادی شق دوم تو ہر آئینہ باطل
اور ظلم صریح ہی گرچہ از راہ جہل کے لالہ جی یا اونکے بید و شاستر اوسکو پسند کرین مگر صاحبان عقل کبھی ایسی مظلمہ
کو جائز نکہینگے رہی صورت اول سو وہ عین ہماری شریعت برحق کا حکم ہی کہ بدون ثبوت کے شہادت
معتمدین سی حکم اجرای حد کا نہین ہوسکتا اب رہی یہہ بات کہ جب کسی شخص نے اپنی عورت محصنہ پر ایسا
الزام لگایا اور دار القضا مین اس معاملہ کو پہونچایا اور کوئی گواہ اس معاملہ کا نہین تو ظاہر ہے کہ یہہ الزام
نسبت کئی امر کے موثر ہی اول نسبت ناموس اور عفت عورت کے دوم نسبت صحت نسب ولد کے جو اوسکی بطن
متولد ہوگا تیسرے نسبت اجرای حد زنا کے اوپر عورت کے اور حد قذف کے اوپر مرد کے یعنی اگر وہ دعوی
محض افترا ہی تو مرد بسبب افترا کے مستوجب حد قذف ہی اور مولود ہرآئینہ صحیح النسب منسوب بطرف زوج کی ہی
اور اگر وہ دعوی ثابت اور صحیح ہی تو عورت سزاوار حد زنا کی ہے اور نسب مولود کے زوج سی منتفی ہی اور اگر دعوی

مشتبہ ہی تو کوئی اور حکم اس خصوص مین جاری ہونا واجب ہے اور ہرگاہ کہ یہہ مخاصمہ درمیان زن و شوہر کے
اس قسم کا ہے کہ اوسکی ثبوت کیواسطے گواہ نہین ہین اور حکم قطعی اوسکی بطلان اور کذب اور افترا کا بھی
بالجزم نہین ہوسکتا پس شارع نے ازروی حکمت کاملہ کے اوسکے فیصلہ کا طریق اونہین کے متخاصمہ پر اسطور پر
ٹہرایا کہ اول مرد چار مرتبہ یہہ کہی کہ مین گواہی دیتا ہون بخدا کہ مین سچا ہون اور پانچوین مرتبہ یہہ کہی کہ
لعنت خدا کی ہو وی مجہپر اگر مین جہوٹا ہون پس حکم اس لعان کا یہہ ہے کہ حد قذف مرد سے ساقط ہو جاویگی
اور باہم زن و مرد کے تفریق کر دیجاویگی اور پہر عورت کو حکم دیا جاویگا کہ وہ چار مرتبہ یہہ کہی کہ مین گواہی
دیتی ہون بخدا کہ یہہ مرد جہوٹا ہے اور پانچوین مرتبہ یہہ کہی کہ خدا کا غضب ہووے مجہپر اگر مرد سچا ہووی اگر
عورت اس لعان سے انکار کرے تو بقول شافعیؒ مستوجب حد کی ہی اور بقول ابو حنیفہ لایق حبس کے ہی اور اگر
اوسنے بہی یہہ لعان کیا تو سزا سے بری کر دیجاویگی اور بچہ جو پیدا ہوگا وہ منسوب بطرف عورت کے ہوگا
اور نسب اوسکا مرد سے منفی ہوگا جب یہہ امر واضح ہوا تو اب ہم لالہجی سے استفسار کرتے ہین کہ اونکو اس
طریق فیصلہ پر کیا اعتراض ہی آیا ایسی مخاصمہ مین کوئی صورت فیصلہ کی اس سے بہتر اونکی بیدون اور شاستر مین
مرقوم ہی اگر کچہہ ہووی تو لالہجی بحوالہ بید اور شاستر کے اوسکی تشریح فرماوین ورنہ جو کچہہ اونہون نے اسباب مین
لکہا ہی سب ہذیان سرائی ہی مگر ہان لالہجی کو گنجایش اس امر کی ہی کہ مطابق اپنے اصول اور کتب معتبرہ کے
یہہ فرماوین کہ ایسی مخاصمہ مین بسبب لحاظ شناعت اونہین تین امرون کے جو اوپر مذکور ہوئی ضرورت حکم
کی واقع ہوتی ہی اور وہ تینون امر مطابق اصول ہنود داخل شنائع نہین کیونکہ جب اونکی ملت مین یہہ ٹہہرا ہے
کہ اگر مرد اپنی عورت کو ساتہہ کسی مرد کے مصروف عیش و کامرانی دیکہہ پاوے تو مرد کو لازم ہی کہ اونکی عیش و
نشاط مین خلل نہ پونہچاوی بلکہ اونکی تسلی کر کے خود باہر چلا جاے و علاوہ برآن اودہیای چہلم اسکند پوران کاشی
کہنڈ مین مرقوم ہے کہ دختریکہ از حرام حمل گیرد بعد انداختن حمل پاک می شود انتہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ غایت
الامر یہہ ہے کہ خبث اوس فعل کا تا وقت وضع حمل موثر ہوگا بعد وضع حمل کے بموجب حکم پوران مذکور کے پاک و
صاف ہو جاویگی پس کچہہ ضرورت جاری کرنے کسی حکم کی نسبت سزای قذف تہمت کی جو متفرع امر اول پر
ہی نہین اسلیے کہ سزا اوپر الزام لگانے کسی امر شنیع کے متفرع ہی اور ہرگاہ کہ اصول ہنود پر صحبت ساتہہ
اغیار کے امر شنیع نہین تو نسبت کرنا اوسکا کسی عورت کیطرف بطریق اولی کچہہ مذموم نہین اور افترانی کی نسبت
جب ملت ہنود مین یہہ امر قرار پایا ہے کہ اگر عورت اپنی ہوشیاری سے کسی غیر کے نطفہ سے بچہ جنے تو وہ
بچہ بہی شوہر کا ہی ہوتا ہے اور بیٹا اوسکا کہلاتا ہے اور میراث پاتا ہی چنانچہ اودہیای گیارہوین اسکند
پوران کاشی کہنڈ مین مرقوم ہی کہ فرزند ہفت قسم است قسم ششم آنکہ زوجہ خود نطفہ از برہمن گرفتہ پیدا کند

انتہی اس قسم کے میتھ برہی ٹری ہوا کا بر ہنود مین گذری ہین جیسے طور پر ارجن اور بھیم پسران راجہ پانڈو کو نسبت
اُن دونون کے شرائط عمل نیوگ بہی نہین پائی جاتین کیونکہ حسب تصریح لالہ اندرمن کے جو انہون نے تحفۃ الاسلام
مین فرمائی ہی جب ایکمرتبہ اِس حمل سے لڑکا پیدا ہوجاوے تو پہر عمل نیوگ جائز نہین اور چونکہ کنتی کے پیشتر ان دونو
سے جدہشتر اور کرن پیدا ہوچکے تھی اور پانڈو بقید حیات تھی پس شرائط جواز عمل نیوگ کی بہی یہان پائی نگئین
علاوہ برآن اور بہت نظایر اسکے موجود ہین غرضکہ یہہ مخاصمہ نسبت امر دوم کے بہی ملت ہنود مین کچھہ
موثر نہین ہوسکتا رہا امر سوم سو انکی ملت مین عورت زانیہ مستوجب کسی سزا کی نہین ادہیای ۱۵ اسکند
پوران کاشی کہنڈ دیکہو کہ تارا زوجہ برہسپت نے چاند سے زنا کرایا اور بدہ اُس سے متولد ہوا اور برہماجی
کے سامنے اپنے زنا کرانے اور ولدالزنا ہونے بدہ کا اقرار کیا مگر برہماجی نے باایں ہمہ کچہہ تعرض نفرمایا
بلکہ اُس ولدالزنا کا مُنہہ چومکر اُسکا نام بدہ رکہا علے ہذا القیاس صدہا گوپیون نے کشن جی اور بلرام جی سے
زنا کرایا مگر کوئی نام سزا کا بہی زبانپر نلایا پس ہرگاہ کہ یہہ امر متحقق ہوا کہ ملت ہنود مین بجرم زنا کرانیکے
عورت پر حد واجب نہین تو نسبت امر ثالث کے بہی یہہ مخاصمہ کچہہ موثر نٹھہرا اور جب تینون امر کچہہ باثر نرہا
مخاصمہ کی نہوئی تو بالبدیہہ لازم آیا کہ ایسی مخاصمہ مین ملت ہنود مین کچہہ حکم دینا ضرور نہین ظاہرا یہی وجہ
ہے کہ لالہ اندرمن معاملہ لعان کو بطور طعن کے بلحاظ اصول اور قواعد اپنی ملت کے معرض بیان مین لائی ہین
مگر یہہ نسمجہے کہ اصول قواعد انکی ملت کے جو مبنی برکمال بے حیائی اور بیعقلی کے ہین مخصوص ساتھہ ہنود کے
ہین سوای اونکے اور ملت والے ایسی بیحیائیان کب جائز رکہہ سکتی ہین اب ہم افترا پردازیون
لالہ جی کی نشہ ہم کرتے ہین جو انہون نے نقل عبارت کتب اسلامیہ مین کی ہین **قولہ** ممکن نہین کہ چار گواہ
بہم پونہچا دی انتہی لالہ نے حیانتان دیکہ یہہ مضمون تفسیر حسینی مین کہان ہی صدہا نسخے تفسیر حسینی کے
مطبوعہ اور قلمی موجود ہین اُنمین نشان بہی اس مضمون کا نہین ہی پس اوسکو شرم نہین آتی کہ اپنی طرف
سی عبارتین بنابناکر کتب اسلامیہ کیطرف منسوب کرتا ہی **قولہ** روایت ابوہریرہ مین ہی الخ ہم اول روایت
ابی ہریرہ کو بالفاظہا صحیح مسلم سی لکہتی ہین تاکہ غلطی لالہ جی کے ترجمہ کی ظاہر ہو وہی عن ابی ہریرۃ قال قال
سعد بن عبادۃ لو وجدت مع اہلی رجلا لم امسہ حتی آتی باربعۃ شہداء قال قال رسول اللہ صلعم نعم قال
کلا والذی بعثک بالحق ان کنت لاعاجلہ بالسیف قبل ذلک الحدیث روایت ہی ابوہریرہ سے کہ کہا انہون
نے کہ کہا سعد بن عبادہ نے کہ اگر پاؤن مین اپنی اہل کے ساتھہ کسی آدمی کو تو کیا نہ قتل کرون اسکو جبتک
کہ نہ لاؤن چار گواہ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے ہان کہا سعد نے حق ہی قسم ہی اُس ذات کی کہ جسنے بہیجا
ہی تجکو برحق تحقیق مین اس شان پر تہا کہ عجلت کرون اوسپر ساتہہ تلوار کے قبل اس سے یعنی آپکا فرمانا برحق ہے

اور قبل اس حکم کے یہ بھی یہہ شان تھی کہ میں ایسی حالت میں بارشاد النبی مین عجلت کردن مخفی نرہی کہ بعض ترجمہ
نے ترجمہ معنی کلا مین غلطی کی ہے اور اوسکو حرف ردع سمجھتے ہین حالانکہ معنی ردع بلحاظ حال متکلم اور تقریر
تصدیق نبوت ہرگز صحیح نہین ہو سکتی کیونکہ جس حال مین مخاطب نبی صلعم ہین اور سعد بن عبادہ جلیل القدر صحابی
اور نہایت صاحب ادب اور صاحب خلاق ہین چنانچہ اسی کلام مین بہت اعتقاد اور ادب کے ساتھہ فرماتے
ہین والذی بعثک بالحق یعنی بہت اچھی طرح اس کلام مین بھی تصدیق نبوت نبی صلعم کی اور اپنے اعتقاد کے تقریر
کرتے ہین پس کب ہو سکتا ہی کہ بجواب کلام نبی علیہ السلام کے کلمہ ردع کا کہ حاصل اوسکا تنبیہ اور زجر ہو زبان
پر لاوین اسلئے البتہ معنی کلا کے اسمقام پر حقا ہین جس طور پر کہ کلام الٰہی مین آئی ہین کلا لئن لم ینتہ الایہ
قولہ حضرت نے جوابدیا کہ حکم الٰہی اسیطرح ہے الخ آپ نے یہہ کس عبارت کا ترجمہ کیا حدیث کے الفاظ ہمنے تمہا
اوپر لکھے ہین ادسمین کونسا لفظ ہی کہ جسکے یہہ معنی ہین کہ حکم الٰہی اسیطرح ہے اس سے ظاہر ہوا کہ آپکو کچھہ
استعداد فہم لغت عرب کی نہین ہی قولہ سعد بولا یون نہین خدا کی قسم الخ ترجمہ کلا کا یون نہین عموماً
غلط ہی خصوصاً اسمقام مین توکسیطرح بلحاظ سیاق عبارت اور حال متکلم صحیح نہین ہو سکتا چنانچہ اوپر ہم
تشریح کر چکے پھر آپنے خدا کی قسم کس لفظ کا ترجمہ کیا ایسی الفاظ حدیث کا ترجمہ مطلقاً نہو سکا قولہ اوسکا
تلوار سے علاج کردن الخ جناب لالہ اندرمن جیسا آپ نے توجراغ نحو قن نحو مین تالیف فرمائی ہی بڑی تعجب کی
بات ہی کہ اعاجلہ کا ترجمہ آپ یہہ لکھتے ہین کہ علاج کردن لالہ جی لعجلت کچھہ علاج دماغ کا کیجئے ظاہرا آپکے حواس
مین خلل آگیا ہی اگر کچھہ مواد لغات مین دخل ہوتا اور بوی علم نحو بھی آپکے دماغ تک پہنچی ہوتی تو ایسی
غلطی فاش نکرتے آپکو ترتیب ق ع ل کی بھی تمیز نہین کہ آپ نے ع ج ل کو ع ل ج سمجھا اب
بھی اگر سمجھ گئے اور غیرت رکھتے ہوگے تو منہ سامنے نکروگے اور دعوی عربی دانی سے باز آوگے ورنہ بیشرمی
کا دامن بہت وسیع ہی ؎ ای شغال بلے جمال نے ہنر ❊ ہیچ بر خود ظن طاؤسی مبر ❊ قولہ پہلی اجتماع گواہ
سے الخ کہین تو خدا سے ڈرا کرو اور کچھہ شرم کیا کرو قبل ذلک کے کیا یہہ معنی ہین کہ پہلے اجتماع گواہ سے
مگر تم بھی لاچار ہو جہل مرکب اور شیطان کے پنجہ مین گرفتار ہو عقل نہین رکھتے علم نہین رکھتے جہل و حمق مین
مبتلا ہوا اور باانیہمہ عیوب اہل اسلام سے مناظرہ کی ہوس مین پڑے ہو ؎ ناز را روی بباید ہمچو ورد ❊
چون نداری گرد بدخوی مگرد ❊ زشت باشد روی نازیبا و ناز ❊ سخت آید چشم نابینا و درد ❊ قولہ صحیح
بخاری مین ابن عباس سے مروی ہی الخ جسطرح جاہل الزمن اندرمن نے حدیث سابق کا ترجمہ غلط کیا ہے حدیث
بخاری کا بھی ترجمہ سراسر غلط لکھا ہی اسلئے ہم حدیث بخاری سے بالفاظہا لکھتے ہین اور بعد تحریر الفاظ حدیث قولا
قولا تشریح جہالات اندرمن کی کرینگے ان ہلال بن امیۃ قذف امراتہ عند النبی صلعم بشریک بن سحماء

فقال النبی صلعم البینۃ او حد فی ظہرک فقال یا رسول اللہ صلعم اذا رای احدنا علی امراتہ رجلا ینطلق
یلتمس البینۃ فجعل النبی صلعم یقول البینۃ والا حد فی ظہرک فقال ہلال والذی بعثک بالحق انی
لصادق فلینزلن اللہ ما یبری ظہری من الحد فنزل جبریل وانزل علیہ والذین یرمون ازواجہم فقرء حتی بلغ
ان کان من الصادقین فانصرف النبی صلعم فارسل الیہا فجاء ہلال فشہد والنبی صلعم یقول ان
اللہ یعلم ان احدکما کاذب فہل منکما تائب ثم قامت فشہدت فلما کانت عند الخامسۃ وقفوہا و
قالوا انہا موجبۃ قال ابن عباس فتلکات ونکصت حتی ظننا انہا ترجع ثم قالت لا افضح قومی سائر الیوم فمضت
وقال النبی صلعم ابصروہا فان جاءت بہ اکحل العینین سابغ الالیتین خدلج الساقین فہو لشریک بن
سحماء فجاءت بہ کذلک فقال النبی صلعم لولا ما مضی من کتاب اللہ لکان لی ولہا شان انتہی **قولہ** ہلال بن امیہ
نے شریک بن سحما کو اپنی عورت سے زنا کرتا ہوا دیکھکر محمد صلعم کو اطلاع دی انتہی سراسر خلاف حدیث کے یہہ
ترجمہ ہے حدیث کی الفاظ مین ایک لفظ بھی اسپر دلالت نہین کرتا کہ واقع مین اوسنے دیکھا تہا اسلئے کہ الفاظ
حدیث یہہ ہین ان ہلال بن امیۃ قذف امرأتہ عند النبی صلعم بشریک بن سحماء الحدیث یعنی ہلال بن امیۃ
نے الزام لگایا اپنی عورت پر پیغمبر صلعم کے سامنے ساتہہ شریک بن سحماء کے اور ان الفاظ سے یہہ بات نہین
پائی جاتی کہ آیا اوسنے دیکھا تھا یا تہمت لگائی تہی پس لالہ جی نے جو دو احتمالون سے ایک احتمال کو بالجزم
قائم کرکے اپنی توہم کے موافق عبارت لکھی اور اوسکو ترجمہ حدیث کا ٹھہرایا اونکی جہالت ہے یا افترائے
صریح **قولہ** اونہون نے کہا کہ چار گواہ لا ورنہ تیری پشت پر ۸۰ کوڑے لگینگے الخ لالہ جی آپ نے یہہ
کن لفظونکا ترجمہ کیا حدیث مین تو لفظ ثمانون یا جلدۃ یا سوطًا جسکا ترجمہ ۸۰ کوڑے ہون مذکور نہین پہر
آپ نے یہہ کیسا ترجمہ کیا ہے اس مقام پر ہمکو صرف اظہار آپ کی جہالت اور کم استعدادی کا منظور ہے کہ آپ سے دو
تین جملونکا بھی ترجمہ صحیح نہین ہو سکتا سُنی سُنائی باتین زبان پر لاتے ہو **قولہ** اجتماع گواہ نہین الخ سراسر
طبعزاد مضمون لالہ جی کا ہے اس مضمون کا کچہہ بہی تذکرہ حدیث مین نہین ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لالہ جی نے
صحیح بخاری دیکھی بہی نہین جو کچہہ کہین سے سُن پایا گئے ہین اوسکو ترجمہ حدیث کا سمجھے ہین **قولہ** کہ حکم الہی
اور شریعت نامتناہی ہے الخ یہہ لالہ نے شک واہی ہے اولا تو کوئی لفظ حدیث مین ایسا ہرگز نہین جسکا
ترجمہ یہہ ہوتا ثانیا شریعت کو جو موصوف بہ نامتناہی کیا ہے سخت حماقت لالہ جی کی ہے یا وہ شریعت کو نہین
جانتے کہ کسکو کہتے ہین یا ہنوز نامتناہی کے معنی اونکو معلوم نہین یا اسقدر عقل نہین رکہتے کہ اسبات کو
سمجہین کہ اتصاف شریعت کا بعدم تناہی کے ساتہہ محال ہے اور طرہ سب پر یہہ ہے کہ اپنی حماقت اور جہالت
کو منسوب بحکیم ربانی کرتے ہین بیان مجہکو ایک حکایت شاہ و بازار ورنیے آٹا دال بیچنے والی کی یاد آئی

مثنوی سی نقل کرتا ہون ؎ علم آن بازیست کو از شہ گریخت ٭ سوی آن کمپیر کو می آرد بیخت ٭ تاکہ تتماجی
پزد اولاد را ٭ دید آن باز خوش خوش زاد را ٭ پایکش بست و پرش کوتاہ کرد ٭ ناخنش ببرید و قوتش کاہ کرد
گفت نا اہلان نکردندت بساز ٭ پر فزود از حد و ناخن شد دراز ٭ مہر جاہل را چنان دان ای رفیق ٭ کجرود جاہل
ہمیشہ در طریق ٭ **قولہ** پس اونمین سی ہر واحد پر واجب ہے کہ چار بار گواہی دی الخ لالہ جی آپ نے اسی قابلیت پر
دعوی کیا ہی کہ ہمکو خوبی عبارت قرآن کی کچھہ معلوم نہین ہوتی آپ تو قرآن کی ایک آیت کا ترجمہ بھی صحیح نہین کر سکتی
آپکو لغات عرب سی کچھہ بھی واقفیت نہین جہالت آپکی اس سی ثابت ہی کہ آپ ترجمہ فشہادۃ احدہم اربع شہادات
کا یہہ کرتے ہین کہ اونمین سی ہر واحد پر واجب ہی بہلا کہان احدہم کہان ہر واحد آپ نے کرشن جی کی نصیحت
سنا کر عبث خامہ فرسائی اور ہذیان سرائی فرمائی اور ہماری تضیع اوقات کرائی اسی حیثیت پر کتاب چراغ نحو
فن نحو مین تالیف فرمائی ہی آپکو شرم نہ آئی **قولہ** اور عورت کے ذمہ سی حد زنا دفع ہوتی ہی الخ ابے جہل
مرکب لالہ جی کا حد سی گذرا اور اونکی حماقت کا کچھہ ٹھکانا نہ رہا یدرء عنہا العذاب کا یہہ ترجمہ کرتے ہین کہ عورت
کے ذمہ سی اسطور پر حد زنا ساقط ہوتی ہے الخ یہان لفظ حد زنا کہان ہی کیا لالہ جی آپکے ذہن مین عذاب
اور حد زنا دونو مرادف ہین اگر آپ ایسا سمجھی ہین تو آپ سخت جاہل ہین کہ آپکو مشہور لغات عرب کے معانی پر بھی
علم نہین پس محض بوالہوسی اور بوالفضولی آپکی ہی کہ اوپر ترجمہ کرنے آیات قرآن کے مستعد ہوئی ہین آپ نے
اپنی برن اور اپنی لیاقت اور اپنی استعداد پر خیال کرکے نصیحت پر کرشن جی کے عمل فرمایا ہوتا اور نون تیل بیچ
کہایا ہوتا آپکو مناسب تہا کہ حدود علم کلام مین قدم دہرتے اور اپنی تئین رسوا کرتے ؎ کار لوزینہ نیست تکابے
قولہ حاصل آیت یہہ ہی کہ اگر مرد اپنی زوجہ کو غیر سے ہم صحبت دیکھہ لے اور چار شخص کی گواہی سی ثابت
نکر سکے اور عورت چار بار اقرار نکرے تو حکم الہی یہہ ہی کہ مرد چار بار شہادت دے الخ یہہ بھی جہل مرکب یا افترا
لالہ جی کا ہی اونکو شرم نہین آتی کہ آپ ہی نے ترجمہ آیت کا اسطور پر کیا ہی کہ جو لوگ اپنی جورؤن کو زانیہ بتاتے
ہین اور اپنی جان کے سوا گواہی نہین لاتے پس اونمین سی ہر واحد پر واجب ہی الخ اور اس سی ظاہر ہے
کہ حکم ملاعنہ اسپر مبنی ہی کہ زوج زوجہ کی زنا کرنے کا اظہار کرے نہ اسپر کہ زوج زوجہ کو غیر سے ہم صحبت
دیکھہ لے کیونکہ اگر زوج نے ایسا معاملہ دیکہا اور دار القضا مین اظہار نکیا تو اوسپر ملاعنہ واجب نہین اور
اگر اوسنی یہہ معاملہ نہین دیکہا اور محض از راہ تہمت کے ایسا اظہار کیا تو ہر آئینہ ملاعنہ واجب ہی اسصورت مین
جو لالہ جی نے حکم ملاعنہ کو مبنی اوپر دیکھنے اسی معاملہ کے کرکے اوسکو حاصل آیت قرار دیا ہی سراسر جہالت
ہے یا افترا پردازی مگر یہان ایسی صورت نہین کہ کوئی مرد اپنی عورت کو کسی برہمن سی مشغول عیش دیکہ کر مرانی
بہا دی تو برہما جی کا البتہ یہہ حکم ہی کہ کچھہ حرف زبان پر نلاوی بلکہ باہر چلا جاوی اور اونکی تسلی فرماوی کہ بندہ

باہر جاتا ہے آپ بفراغت تمام عیش و کامرانی مین مصروف رہیگی ــ پھر یہہ جو لالہ جی لکھتے ہین کہ عورت چار بار اقرار کرے سو لو تعجب یہ چار بار کی اسمعاملہ مین جہالت لالہ جی کی ہے چار مرتبہ اقرار کرنا واسطے ثبوت حد زنا کے واجب ہے سقوط حد قذف ملاعنہ کیواسطے کچھہ شرط چار بار کی نہین اگر عورت نے ایکمرتبہ بھی اقرار کر دیا تو حد قذف مرد سے ساقط ہو جاویگی اور ملاعنہ نکرایا جاویگا لالہ جی پر لعنت خدا کی ہے کہ جس چیز سے جاہل محض ہین اوسمین دخل کرکے رسوا اور ذلیل ہوتے ہین **قولہ** . ہر کیف بر وقت نزول اس آیت کے الخ لالہ جی لفظ ہر کیف یہان کیسا بولے ہو حدیث مین تو ایسا لفظ نہین جسکا ترجمہ ہر کیف ہو اور مقام بھی ہر کیف کا نہین پس یہہ بھی اونکی ایک جہالت ہے کہ الفاظ مہملات سے کتاب کو طول دیا ہے **قولہ** پس عورت نے بشکل شریک بچہ جنا اوسوقت محمد صلعم نے فرمایا کہ کیا کرون حکم شریعت اسیطرح ہے ورنہ بخوبی عورت کو سزا دیجاتی یہہ بھی افترا لالہ مفتری کا ہے حدیث مین ہرگز یہہ لفظ نہین کہ جسکا کیا کرون ترجمہ ہو وے لالہ کذاب بیحیا نے اپنی طرف سے یہہ لفظ بنایا ہے بلکہ الفاظ حدیث یہہ ہین لولا ما مضی من کتاب اللہ لکان لی ولہا شان یعنی اگر نہوتی وہ چیز جو قائم ہوئی خدا کی کتاب سے تو میری اور اوسکی کچھہ اور شان ہوتی مراد یہہ ہے کہ اگر کتاب اللہ کہ جسمین اعتبار قیافہ اور مظنہ کا احکام شرعیہ مین نہین کیا گیا اور مقتضای حجج و دلایل پر عمل کرنے کا حکم نافذ ہی نہوتے تو مین بھی ظن و تخمین اور قیافہ پر عمل کرکے کچھہ اور طرح پر اسمعاملہ مین حکم دیتا حاصل یہہ ہے کہ حاکم کو نہین چاہیئے کہ مظنہ اور وہم و گمان بلا دلیل کے عمل کرے اور چونکہ قیافہ محض مظنہ ہے کچھہ حجت قطعی نہین پس اوسکی بنا پر حکم قطعی نافذ کرنا نہین چاہیئے **قولہ** حاصل آنکہ محمد صلعم نے بذریعہ آیت مذکور کے یہہ مسئلہ جاری کیا کہ اگر کوئی اپنی عورت کو الخ پھر لالہ یاوہ سرا نے اوسی تقریر کا اعادہ کیا جو سطر دوم اسی صفحہ مین لکھی تھی سو جواب اوسکا بیشتر مذکور ہو چکا ہے ہمکو ضرورت تکرار کی نہین **قولہ** اور اگر زوجہ گواہی نہ دے تو اوسپر اصلا حد زنا عاید نہووے انتہی ہم اوپر لکھہ چکے ہین کہ ایسی حالت مین بقول شافعی حد زنا اور بقول ابو حنیفہ سزای حبس عورت پر واجب ہے پس جو کچھہ لالہ جی نے یہان لکھا ہے بر بنای قول شافعی محض افترا ہے اور بر بنای قول ابو حنیفہ کچھہ مفید بحق لالہ جی کے نہین ہے کیونکہ اگرچہ حد واجب نہین مگر اور قسم کی تعزیر اور سزا واجب ہوئی **قولہ** اور اگر دونون گواہی دین اور سوگند کہا دین تو زن خاوند کے درمیان صرف تفریق کافی ہے انتہی یہہ بھی لالہ کذاب مفتری کا افترا ہے صرف تفریق ہی نہین بلکہ نفی نسب مولود بھی واجب ہے جیسا کہ بلال بن امیہ ہی کے معاملہ مین واقع ہوا چنانچہ بتصریح تمام حدیث ابی داؤد مین مروی ہے ففرق رسول اللہ صلعم بینہما وقضی ان لا یدعی ولدہا لاب ولا ترمی ولا یرمی ولدہا ومن رماہا او رمی ولدہا فعلیہ الحد الحدیث یعنی تفریق کر دی رسول اللہ صلعم نے ان دونو مرد و عورت مین اور حکم دیا کہ نہ نسبت کیا جاوے بچہ اوسکا طرف باپ کی اور نہ متہم کیجاوے عورت اور نہ اوسکا بچہ اور جسنے متہم کیا اوسکو یا اوسکے بچہ کو اوسپر حد واجب ہے **قولہ** بر تقدیریکہ عورت حاملہ

ہو وے تو دیکھا جاوے کہ بچہ کس کی صورت جنی اگر بصورت زانی جنی تو عورت کی لئی سزا نہین مگر وہ بچہ دنیا مین ولدالزنا
ہے اور آخرت مین جنت سے نے نصیب ہے جیساکہ روایت مشکوۃ سے ظاہر ہے انتہی یہہ جو لالہ جی فرماتے ہین کہ عورت
کے لئے سزا نہین بوجہ اسکی ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ ظن و توہمات کو احکام شرعیہ مین کچھہ دخل نہین اور اس قسم
کے مظنات و توہمات موجب ثبوت حدود بلکہ موجب ثبوت تعزیرات بھی نہین ہو سکتے اور یہہ جو فرماتے ہین کہ
بچہ دنیا مین ولدالزنا اور آخرت مین جنت سے نے نصیب ہے یہہ اونکا افترا ہے اور اس سے زیادہ افترا پردازی
اونکی یہہ ہے کہ کہتے ہین کہ جیساکہ روایت مشکوۃ سے ظاہر ہے مشکوۃ مین اصلا یہہ نہین کہ بچہ ولدالزنا اور جنت سے
نے نصیب ہے اصل یہہ ہے کہ جب لالہ جی مناظرہ مین از بس مغلوب اور دست پاچہ ہوئے پس بقول آنکہ مرتا کیا
نکرتا افترا پردازی کو اپنا پشت و پناہ سمجھا ہے مگر یہہ افترا پردازیان اونکی ہلاک کرنے پر زیادہ تر معین ہوئین
اور اونکو مع اونکی ستر پشت کے جہنم مین لیچلین ہم اوپر بروایت ابوداؤد ثابت کر چکے ہین کہ جناب رسالت
صلعم نے صاف حکم نافذ فرمایا کہ لا ترمی ولدہا یعنی بچہ متہم نہین پس یہہ کہنا لالہ مفتری کا کہ بچہ ولدالزنا ہے
سراسر افترا بمقتضای جبلی قوم ہے چونکہ اس مقام پر لالہ جی تذکرہ اولاد زنا کا لائے پس طرداً للباب ہم مختصر اونکی شاستر
معتبرہ کے احکام اسباب مین لکھتے ہین باب ۹ شلوک ۱۵۹ الغایت ۱۶۱ و ۱۹۷ الغایت ۲۰۰ مجموعہ منوجی ملاحظہ طلب ہے جس
سے واضح ہو کہ منجملہ اقسام بیٹون کے ایک بیٹا اس قسم کا ہے کہ شوہر کے مدت تک گھر سے باہر رہنے کی حالت مین
کسی نامعلوم باپ کے نطفہ سے پیدا ہوا ہو اور ایک قسم کا بیٹا وہ بھی ہے جو اوسکی بیبی کے پیٹ مین زمانہ شادی
مین تہا اور اس شخص کو خبر نہ تہی اور انہین قسمون مین وہ بیٹا بھی داخل ہوتا ہے جو کسی شخص کے بیٹی کا حرامی بیٹا ایسے شخص کے نطفہ سے ہو
جس سے وہ آخرکار شادی کرلی یا ایسی عورت منکوحہ کا بیٹا جسنے اپنی خاوند کو چھوڑ دیا ہو یا ایسا بیٹا جو کسی بیوہ سے پیدا ہوا ہو یا ہے
گیارہوین سکند پوران کاشی کہنڈ مین ایک قسم بیٹے کی یہہ بھی لکھی ہے کہ زوجہ خود برہمن کے نطفہ سے بچہ جنے ظاہرا
انہین بیحیائیون کی بنا پر جو اونکی ملت مین پائی جاتی ہے لالہ جی مسئلہ لعان پر معترض ہوئے ہین مگر دلین نہین شرماتے
کہ ایسی ایسی بیحیائیون اور نلے شرمیون کو تو جائز ٹھہراتے ہین اور مسئلہ لعان پر طعن فرماتے ہین **قولہ** تعجب ہے
حضرت کی دانائی اور رسائی سے کہ بلال بن امیہ کی عورت کا بچہ بسبب عدم مشابہت پدر کے ولدالزنا ٹھہرایا انتہے
لالہ نے ایمان یہان بھی خیانت جبلی کو کام مین لایا جناب رسالت مآب صلعم نے اس بچہ کو کب ولدالزنا ٹھہرایا
بلکہ صاف حکم نافذ فرمایا کہ لا ترمی ولا یرمی ولدہا چنانچہ بحث اوسکی مفصل اوپر گذر گئی **قولہ** زید بن حارثہ
کی بیٹی اسامہ کے باب مین قیاس ہذا کو کارفرمایا انتہی لالہ جی ظاہرا آپکے دماغ مین کچھہ خلل ہے حواس جمع کرکے بات
کہئی حضرت صلعم نے نہ قرائن مولود کے حق مین قیافہ اور مظنہ کا اعتبار کیا نہ حق اسامہ بن زید مین قیافہ کو دخل دیا
نہ اور کسی معاملہ مین ظن و تخمین کو کسی حکم شرعی کا مدار ٹھہرایا چنانچہ مشکوۃ مین حدیث متفق علیہ ابوہریرہ سے مروی ہے

ان اعرابیا اتی رسول اللہ صلعم فقال ان امراتی ولدت غلاما اسود وانی انکرتہ فقال لہ رسول اللہ صلعم ہل لک
من ابل قال نعم قال فما الوانہا قال حمر قال ہل فیہا من اورق قال ان فیہا لورقا قال فانی تری ذالک جاءہا قال عرق
نزعہا قال فلعل ہذا عرق نزعہ ولم یرخص لہ فی الانتفاء منہ یعنی آیا ایک اعرابی رسول اللہ صلعم کے پاس پس کہا
اوسنے کہ میری عورت نے جنا لڑکا کالا اور مین نے اوسکا انکار کیا ہی پس فرمایا آپ نے کہ آیا تیرے پاس گلہ اونٹون
کا ہی کہا اوسنے کہ ہان ہی فرمایا حضرت صلعم نے کہ کیا ہین رنگ اونکے کہا اوسنے کہ سرخ فرمایا حضرت صلعم نے کہ کوئی
ہوا اونمین سیاہی سفیدی آمیز رنگ کا اوسنے کہا کہ ہان ہین ایسے بھی حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہہ کسطرح ہوا اوسنے کہا کہ
کسی رگ نے اپنی طرف کھینچا یعنی کوئی اونکے نسب مین ایسے رنگ کا ہوگا کہ اوسپر گیا حضرت صلعم نے فرمایا کہ شاید
یہہ بھی یعنی لڑکا بھی ایسا ہی ہوا ورنہ اجازت دی اوسکو نفی نسب کی خلاصہ یہہ کہ اختلاف سیاہی اور سفیدی رنگ
سے ہرگز یہہ استدلال نکرنا چاہیئے کہ مولود کسی غیر شخص کے نطفہ سے ہے جسکا رنگ خلاف رنگ والد کے ہے لالہ جی پر واجب
تھا کہ اس مقام پر کوئی سند معتبر ایسی پیش کرتے جس سے یہہ امر ثابت ہوتا کہ جناب رسالتمآب صلعم نے بسبب اختلاف
رنگ زید و اسامہ کے اس امر مین شک کیا ہو کہ اسامہ زید کے نطفہ سے نہین ہے اور ہرگاہ کہ لالہ جی کے پاس کوئی دلیل
اوسکی نہین تو جسقدر اونہون نے یہان خامہ فرسائی کی ہے سب ہذیان سرائی اور توہم پرستی اور یاوہ گوئی ہے —
اسسند اعرمیدانی لالہ جی پر ایک بڑی دلیل قوی یہہ خود ہے کہ اونہون نے سطر اخیر صفحہ ۹۳ مین لکھا ہے لہذا زنا
فعل مکروہ کا چلن سمجھا ہے اور اسی مقام پر منحصر نہین ہے کہ اشتباہ سہو کا ہو ذرا دو سطر پہلے بھی اسیطور پر رقم فرمایا ہے ماشاء
اللہ یہہ لالہ جی ہی کا کام ہے کہ باینہمہ ہیچمدانی دعوی فہم معانی کلام ربانی **قولہ** خاطر مبارک مین شرک صریح کو دخل
دیا انتہی لالہ جی آپکو اپنا یہہ اقرار یاد رہے کہ اعتبار کرنا منطقہ اور قیافہ پر شرک صریح ہے اس اقرار سے آپ رجوع نفرمائیے
اب مشرک ہونے برہما جی اور دیگر اکابر ہنود پر کچھہ تصور لانے کسی دلیل کی نرہی یہا بہارت کو جنسے دیکھا ہے
اوسپر مخفی نہین کہ کیسے کیسے بڑے بڑے دیوتون اور اکابر ہنود نے جابجا شگونون پر اعتماد فرمایا ہے اسکندپوران کا [illegible]
کے اوجہیا مین ہم دیکھکر قیافہ کو کسقدر بڑا امر مین معتمد علیہ ٹھہرایا ہے سوائے ان کتابون کے اور کتب کا بھی
یہی حال ہے اور چونکہ ان کتابون کو تمکو ہنود برہما جی ہین پس مطابق اقرار لالہ جی کے انکا شرک صریح مین کچھہ
کلام ہے **قولہ** چنانچہ مدارج النبوۃ مین ہے الخ مدارج النبوۃ کلام خدا و رسول بلکہ کسی مجتہد اور معتمد کی بھی کتاب نہین ہے
ایسی ایسی کتابونکو حجت لانا کچھہ مفید لالہ جی کے نہین اگر لالہ جی ایسی ایسی کتابونکو احتجاج صریح قرار دیتے ہین تو تسلیم
الزامات جنید اللہ صاحب کو کیون نہین مان لیتے آخر اونہون نے بھی تو جو کچھہ لکھا ہے کتب ہنود ہی سے نقل کیا ہے
مین مانی گہر جانی لالہ جی کی مقبول نہین کہ ہم سے تو مطالبہ ہے یہان کی کتاب معتمد کا کرین اور آپ لحاظ اسکا کہین
علاوہ بران لالہ جی نے حسب عادت دغابازی کی مدارج النبوۃ کے مضمون مین بھی تحریف اور تبدیل بہت کی ہے یہی وجہ ہے

کہ عبارت اوسکی بالفاظہ نقل کی سواے اسکو باوجود خیانت لالہ جی کے جسقدر اونہوں نے لکھا ہی اوس سے کچھ بھی امر
ثابت نہین ہوتا کہ جناب رسالت مآب صلعم نے پیشتر حکم نفی نسب اسامہ کا زید سے دیا تھا اور بعد تصدیق قیافہ
شناس کے حکم ثبوت نسبکا نافذ فرمایا پس جسقدر لالہ جی نے یہان خامہ فرسائی کی ہو سب ہذیان سرائی ہے
قولہ پیروان امام شافعی صریحا اقرار کرتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے قیافہ شناس کی تصدیق کی الخ
صاف وصریح افترا لالہ جی کا پیروان شافعی پر ہے بغیر حوالہ کتاب مذہب شافعی کے اور بغیر نقل کرنے عبارت کے
ازراہ بدذاتی کے عموما اتہامات لکھدینی سخت نشانے ایمانی لالہ جی کی ہی اتباع امام شافعی کی عموما قیافہ پر ہرگز
عمل نہین کرتے جسطرح حنفیہ اوسپر اعتماد نہین کرتے البتہ جہان دو لفظوں مین بسبب وطی جائز کے شبہ پڑے اور
کوئی دلیل ترجیح کی قایم نہو دے اور بسبب عدم قیام دلیل کے امر مشکل ہو جاوے ایسی مقام پر شافعی نے قیافہ پر عمل
کرنیکا فتوی دیا ہی نووی جو اتباع شافعی مین مجتہد فی المذہب ہین شرح مسلم مین لکھتے ہین واتفق القایلون
بالقایف علے انہ انما یکون فے ما اشکل من وطیین محترمین کالمشتری والبایع یطاءان الجاریۃ المبیعۃ
فے طہر قبل الاستبراء من الاول فتاتی بولد لستۃ اشہر فصاعدا من وطی الثانی ولدون اربع سنین من وطی
الاول اور یہی اوس کتاب مین لکھتے ہین **قولہ** صلعم الولد للفراش دلیل علی ان الشبہ وحکم القافۃ انما یعتمد اذا
لم یکن ہناک اقوی منہ کالفراش کما لم یحکم صلعم بالشبہ فی قصۃ المتلاعنین خلاصہ قول نووی یہہ ہی کہ قائلین
بالقیافہ متفق ہین اسپر کہ اعتبار قیافہ کا اور کہین نہین مگر اوس صورت مین کہ مشکل پڑجاوے بسبب دو وطیون جایز کے
جس طور پر جاریہ مبیعہ کے ساتھہ بایع نے وطی کیا ہو اور قبل از استبراء اوسکو اوسی طہر مین بیع کر دیا اور مشتری
نے اوسی وطی کیا اوسی طہر مین اور بچہ پیدا ہوا ایسی مدت مین کہ دو نونکے نطفہ سے اوسکے پیدا ہونیکا احتمال ہو اور
قول رسول اللہ صلعم الولد للفراش دلیل ہے کہ اعتماد مشابہت کا بحکم قیافہ شناسوں کے نہین ہوگا مگر اوسی صورت مین کہ
جب کوئی دلیل اوس سے قوی موجود نہو مانند فراش کی چنانچہ حکم نکیا رسول اللہ صلعم نے اوپر بنا مشابہت کے قصہ لعان
کرنیوالونمین انتہی جب مطابق تصریح نووی کے کہ اکابر شافعیہ مین ہین مذہب شافعی کا واضح ہو گیا پس لالہ جی نے جو عموما اعتبار
قیافہ کو منسوب بطرف شافعی کیا ہی سراسر افترا پردازی ہی **قولہ** المختصر آیت مذکورہ سے واضح ہی کہ مومنات زانیہ پر خدا
ورسول کی نہایت رعایت ہی اور غایت عنایت ہی الخ لالہ جی یہہ تو آپکی جہالت وضلالت ہی رعایت وعنایت کیا
معنی آیہ لعان مین تو تصریح لعنت وغضب کی ہی چنانچہ صاف یہہ الفاظ وارد ہین ان غضب اللہ علیہا ان کان
من الصادقین مگر آپکو شرم نہین آتی کہ اسطرح خلاف منہہ بہارے سامنے کرکے یہہ فرماتے ہین گہر گہاٹ کو دیکہکر بات
کیا کیجیے آپ نے جو کچہہ فرمایا حقیقۃ یہہ آپ کے گہر کا معاملہ ہی کہ برہمنوں سے بفراغ خاطر بلا تردد ذرا کرا لیتے اور
کچہہ پرسش مین دلین بلائین اگر شوہر صاحب آجاوین اور دیکہہ پاوین تو ہرگز کچہہ مزاحمت نہ پہنچاوین بلکہ یہہ کہکر باہر چلے جاوین

کہ بندہ باہر جاتا ہے آپ بنے کیشکے مزہ اڑاوین اور اس خوش اعتقادی کے ساتھ زنا کرانے سے دونو
سعادت دارین حاصل فرماوین اور اگر کچھ بھی غیرت کا خیال دل مین لاوین تو اپنے تئین مورد لعن برہمنا کا ٹہہراوین
اور باتباع بید کی رچاؤن یعنی گوپیون سے ملکر خوب ناچین گاوین تھئی تھئی مچاوین تالیان بجاوین ننگی ہوکر دم
لگاوین نہاوین نظر بازونکو خفیہ پیغام سلام بھیجکر بلاوین کہ کپڑے اونکے لیکر درختون پر چڑھ جاوین اور ہمتن
عریان اندام نہانی جبتک نہ کھاوین کپڑے اونکو واپس نہ فرماوین ۲۱-۱ ادھیائے بھاگوت دسوین اسکندھ جسکی کیفیت یہ ہے
مین مرقوم ہے کہ ساری گوپیان لاج پھانس کو توڑکے ہاتھ جوڑکے کرشن چندر مہاراج کے سنمکہہ آتی ہین اور بنتی
کرتی ہین کہ ہے موہن جی ہم تمہاری داسی ہین جو چاہو سو کرو ہے راجہ کرشن چندر مہاراج سبھوگ سرگوت کنیاؤنکا
نہارکے پریم اور پریت اونکی کی بس ہوگئے اور اونکے بستر دیدئے اور ایک ایک اکیلی اکیلی آنکے کرشن چندر مہاراج
کے پاس سے اپنے چیر لیگئین راجہ پریکہت سکہدیو جی سے پوچھتے ہین ہے مہاراج کرشن بھگوان کی تم نے لیلا برنن
کری دیو تو پورن برہم نیت کے کرنیوالے ہین انکو یہ انیت کیسی بھائی سکہدیو کہتے ہین ہے راجا جو استری
نگن جل مین جاتی ہے اوسکو بڑا پاپ ہوتا ہے اسکا پراچت کب دور ہوتا ہے جب آن پرس کے سنمکہہ آوے اس کارن
کرشن چندر مہاراج نے ایسا اوپاؤ کیا انتہی بلفظہ یعنی سب گوپیان شرم و حیا کو توڑکے ہاتھ جوڑکے کرشن کے
سامنے آئین اور خوشامد کرکے کہنے لگین کہ موہن ہم تمہاری لونڈیان ہین جو چاہو سو کرو کرشن نے سبکا سب بدن
یعنے ایک ایک عضو اندام نوخیز گوپیونکا معاینہ فرماکر محبت و پیار مین آکر اونکے کپڑے دیدئیے اور ایک ایک اکیلی
اکیلی کرشن کے پاس سے اپنے کپڑے لے گئین راجا پریکہت سکہدیو جی سے پوچھتے ہین کہ تمنے کرشن جی کا یہ قصہ
بیان کیا وہ تو خدا نیک کام کرنیوالے ہین اونکو یہ بدکاری کیسے پسند آئی سکہدیو فرماتے ہین کہ اے راجا جو عورت
ننگی پانی مین جاتی ہے اوسپر بڑا گناہ عاید ہوتا ہے اور وہ گناہ اسکا اوسوقت جاتا ہے جب وہ اجنبی مرد کے سامنے
آتی ہے اسلئے کرشن نے ایسا کام کیا انتہی۔ جناب لالہ اندرمن صاحب اپنی ملت کے اس حکم کو ملاحظہ کیجئے دیکھئے کہ
کسقدر نظر بازو فاحشہ عورتون کے فحش و بدکاری کی رعایت اور حمایت ہے اور کسقدر اونکے حال پر توجہ اور عنایت
ہے کہ جب فاحشہ بدکار ہندہ اونکو آشنا اونکو اپنا نظارہ کرانا اور اندام نہانی دکہانا منظور ہو تو ننگی ہوکر پانی مین جاوین
تاکہ بموجب حکم شریعت ہنود کے کہلے خزانہ کفارہ گناہ کے بہانہ اندام نہانی کے نظارہ کراوین سے نظر بازون
کی لالہ جی حمایت اسکو کہتے ہین اور رعایت اسکو کہتے ہین عنایت اسکو کہتے ہین کہ وہ کہا فرج کا یارون کو جب عین
طہارت ہے ٹک چشم غور دیکہین خوش ہدایت اسکو کہتے ہین ۔ قولہ اگر سوگند سے اعتراض کرین تو اونپر حد زنا آئین
انتہی لالہ جی آپ تو بہت سرگرم دعوی عربی دانی کے ہین ذری غور سے فرماویے کہ یہان استعمال یعنی اعتراض کے کیا معنے
ہین ایسے ایسے کلمات خلاف محاورات اور خلاف لغت جو آپ اپنی اظہار قابلیت کیواسطے تحریر فرماتے ہین آپ پر الفاظ

دلستان خوب توجہ فرماتے ہین اور آپکو محض ناواقف اور ہیچمدان ٹھہراتے ہین پہر یہہ جواب فرماتے ہین کہ حد زنا عاید نہین ہوتی یہہ بہی آپکی دغابازی اور افترا پردازی ہے شافعی ؒ کے نزدیک ہر آئینہ حد زنا لازم آتی ہی اور ابوحنیفہ کے نزدیک اگرچہ حد زنا عاید نہین ہوتی مگر اونکے نزدیک سزا حبس واجب ہی غرضکہ دو نون مذہبون مین ہر آئینہ سزا واجب ہے اب آپ فرمائیے کہ آپکی ملت مین ایسی حالتمین کیا سزا دیجاتی ہی بحوالہ بید و شاستر تعین اوسکی کیجیے **قولہ** اگر سوگند و شہادت پر آمادہ ہو وین تو شوہر سے تفریق حاصل کرکے یار کے کنار مین جا سووین انتہی پہلے تو یہہ فرمائیے کہ یہان جو آپنے تفصیل کا استعمال فرمایا ہی آیا کچھ سمجھکر بولے ہو یا نرے ہنگام تو انچی کی ہے یہہ مقام صیغہ متعدی کا نہین یہان تو صیغہ لازمی آنا چاہیئے مگر کیا کرو کہ عقل و علم سے معذور ہو اس سبب سے مجبور ہو پہر غور فرمائیے کہ اگر واقع مین عورت بیگناہ ہی تو یہہ اتہام آپکا اوسپر لائق اسکے ہے کہ آپ پر حد قذف واجب ہو اور اگر وہ حقیقت مین بدکار ہی تو یہہ تفریق ہر آئینہ بمقتضائے حکمت ہی کہ ایک ساتھہ فریق ہو نیا ایکعورت کا چند مردون سے مانند کنتی اور دروپدی وغیرہما کے عقلاً نہایت مذموم اور مستقبح ہی فصل رابع دہرم مہابہارت دیکھو اوسمین لکھا ہی اگر زنے با شوہر نیک معاش نکند شوہر را بفرماید کہ آنرا بگذارد انتہے باب ۹ شلوک ۷ لغایت ۹ مجموعہ منوجی دیکھو اوسمین لکھا ہی کہ جو زوجہ اپنی گہر سے بلا سبب بارہ مہینے تک باہر رہے اور اوسکی جانب سے غافل رہے اوسکو بالکل طلاق دیجاتی ہی انتہی پس اوپر بنائے ہذیان سرائی لالہ جی کے ہر شخص کہہ سکتا ہی کہ برہماکی فاحشہ عورت پر کمال عنایت ہی اور زناکاری کی نہایت درجہ کی ہدایت ہی کہ جب اونکا دل اغیار سے یاری جوڑنے اور شوہر سے عقد توڑنے پر راغب ہو تو خاوند سے نیک معاش نکرین یا بارہ مہینے تک آشنا کے گہر رہین تاکہ بموجب حکم شاستر کے شوہر سے جدائی حاصل کرکے یار کے گہر مین جا پڑین اور اگر غور کرو تو یہہ بہی ایک ظاہر داری ہی ورنہ جواز عمل نیوگ اور ازدواج ایکعورت کا ساتھ چند شوہر کے اور مزید اہتمام خاطرداری برہمنون کا واسطے گرم بازاری زناکاری کے سامان کافی ہے **قولہ** شیخ عبدالحق نے مدارج النبوۃ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی اپنی بیبی سے غیر مرد کو مشغول زنا دیکھکر مار ڈالے تو حاکم کو چاہیئے کہ اوسکو قتل کرے مگر اوسوقت کہ چار گواہ نہ سناوے یا وارثان مقتول سے اقرار نکروائے انتہی لالہ جی آپسے ترجمہ عبارت فارسی مدارج النبوہ کا بہی نہو سکا ہم کچھ اس امر سے کہ آیا یہہ مضمون مدارج النبوۃ مین ہی یا نہین تعرض نہین کرتے استفسار آپسے کرتے ہین کہ مثلاً کوئی ہندو کسی مسلمان یا اور کسی قوم کے مرد کو مار ڈالے اور جب وارثان مقتول دعوی قصاص کا کرین تو جواب مین یہہ کہے کہ اس مقتول کو اپنی زوجہ سے مشغول دیکھکر مار ڈالا ہی تو آیا ہنود کے بید و شاستر مین ایسی حالتمین کیا حکم ہی کیا یہہ حکم ہی کہ مجرد سننے جواب قاتل کے قاتل کو قصاص سے بری کردیا جاویگا یا کچھہ ثبوت بہی اس جواب کا اوس سے لیا جاویگا اگر شق اول مختار ہی تو سراسر خلاف عقل اور خلاف رائے عقلاء روزگار ہی اور اگر شق ثانی ہی تو اعتراض کرنا شیخ عبدالحق پر

میں نادانی ہے ہاں اوپر اصول موضوعہ ہنود کے ایک امر محل اعتراض ہے یعنی کلام شیخ عبد الحق سے پایا جاتا ہے
کہ اگر قاتل گواہوں سے اپنا جرم ثابت ہو نہ جانے دے یا وارثان مقتول سے اقرار کرا دے تو حاکم اوسکو قصاص سے
بچا دے یہ البتہ بیجا امر خلاف اصول موضوعہ ہنود کے ہے کیونکہ اونکے اصول پر شوہر کو بمشاہدہ ایسی بات پر اسکے بچہار یا نو
پہر آجانا او زانی اور مزنیہ کی تسلی فرمانا واجب تھا نہ یہ کہ زانی کو مار ڈالنا یا کچھ کچھ بدنہ سے نکالنا چنانچہ قصہ سو در گز
اور مہادیو جی سے واضح ہے پس بحالت تصدیق و تصحیح جواب قاتل کے بھی قاتل ہر آئینہ مرتکب قتل انسان کا برخلاف اقتضاے
ضوابط شرعیہ ہنود کے ہوا اس سبب سے لازم آیا کہ قاتل سے قصاص لیا جاوے اور کسی حال میں اوسکو بری نکیا جاوے اب
کبھو گنگو مہاراجہ پسران اوتار اہرمن لالہ اندرمن جیسی کیسی لنبی کے دہتی بڑی کس منہ سے شیخ عبد الحق پر اعتراض کیا تھا
ذرے منہ تو سامنے کر دیجیان تو آپکی تقریر کچھ عجب رنگ لائی اولٹی اتار آپکے گلے میں آئی ہے دیکھ لی بس تیری چالاکی
آنکھ تو ہم سے بچا نکلا + **قولہ** روضۃ الاحباب مدارج النبوۃ میں منقول ہے الخ ہم اس امر میں کہ یہ ترز آمدنی روضۃ الاحباب
اور مدارج النبوۃ میں ہے یا نہیں کچھ بحث نہیں کرتے صرف یہاں لالہ جی کو اس معاہدہ کیطرف ہدایت کرتے ہیں جو
جلسہ مباحثہ اونکے درمیان میں ٹھہرا تھا اگر وہ اس عہد سے پھر گئے تو صاف صاف عہد شکنی کا اقرار کریں تاکہ ہم بھی
اونپر خصم کی پوتھیوں سے الزام دیں ورنہ سخت بیشرمی لالہ جی کی ہے کہ ہم سے مطالبہ کتب معتبرہ کا کرتے ہیں اور آپ
لحاظ اوسکا نہیں رکھتے روضۃ الاحباب مدارج النبوۃ داخل کتب حدیث نہیں ہیں اونسے حجت لانا لالہ جی کا محض ناواقفی
ہے ہم اونکی ایسی ایسی بیان بازیوں کا جواب نہ دینگے تا وقتیکہ نقض عہد کا صاف صاف اقرار نکر لینگے **قولہ** یہاں سے
جانا جاتا ہے کہ محمد صلعم بروقت ضرورت احکام بناتے تھے انتہی چونکہ محمد صلعم خدا کے پیغمبر تھے اور واسطے جاری کرنے
احکام الہی کے حسب ضرورت قوم بندگان خدا کے مبعوث ہوئے تھے پس اگر وقت ضرورت بندوں کے مطابق وحی الہی کے
حکم شرعی جاری فرمایا تو لالہ جی اسمیں کیا قباحت سمجھے ہیں اگر کچھ قباحت سمجھے ہیں تو بتصریح بیان کریں ورنہ
ایسی بیہودہ گوئیاں اونکی بجز تطویل کتاب کے اور کچھ مفید نہیں ہیں اور وجود اوتاروں اور اعیان اور احکام کا بروقت
ضرورت کے اگر لالہ جی کے نزدیک دلیل اسکی ہے کہ وہ احکام خدا کیطرف سے نہیں تو منجملہ احکام دہرم شاستر کے کوئی
حکم بھی خدا کیطرف سے نہیں کیونکہ یہ بیداروں نے لکھا ہے کہ برہما نے عالم پیدا کیا مگر پرورش نکر سکا تب اندر او جم
اور بشن اور سورج وغیرہ پیدا کئے جب اونسے بھی سرانجام خدمت خلائق نہو سکا زمین دیوتا کو پیدا کیا کہ یہ بہت بکی
کرتی ہے اسکو شودر فرض کرو جب برہما نے دیکھا کہ بادشاہ اختلاف رائے سے انتظام عالم کا بخوبی نہیں کر سکتے
ہیں تب دہرم شاستر پیدا کیا انتہی مختصراً اگر لالہ جی کو اپنے قول پر اعتماد و صحت ہے تو پہلے اعیان مذکورہ اور دہرم
شاستر جو وقت ضرورت برہما جی سے ظہور میں آئے ان سبکو مہمل اور نا قابل اعتماد قرار دیں آگے اس مسئلہ تمام پر
لالہ جی اعتراض کرتے ہیں سبحان اللہ گائے بیلوں کے گوہ کھانیوالے اور پیشاب پینیوالے ایک امت طاہر مطہرہ

پر معترض ہوویں آپکو شرم نہیں آتی کہ گاہی گاہی پیشاب پیا اور اوسکا گوہ کھایا آپکی ملت میں موجب طہارت ہی پہر
آپ کیا منہ لیکر کسی پر معترض ہو سکتے ہیں ادہیایہ ۳۰ کاشی کہنڈ اسکند پوران دیکہو کہ اوسمین ہنود کو یہہ حکم
دیا گیا ہی کہ صبحی نبدری بول و سرگین مادہ گاو بنوشد بعد از ان غسل نماید انتہی اسیطور پر اور کتابوں میں بہی آپ کی
ملت کی بہت تصریح ہے اور یقین ہے کہ آپ بہی اسکا انکار نکرینگے بلکہ ہر روز وہ آپ بہی پچھلے پیشاب پیتے ہونگے
اور گوہ کہاتے ہونگے بعد اوسکی عمل گایتری اور سندہیا بجالاتے ہونگے کیونکہ بغیر گوہ کہانے اور پیشاب پینے
کے وہ عمل پورا نہیں ہوتا چنانچہ ادہیای ادہیای مین مرقوم ہی کہ ہرگاہ انسان بخواب رفت برابر مردہ باید شمرد
بغیر غسل پاک نمی شود در روش غسل را مفصل بیان نمودند کہ سرگین مادہ گاو و کمیز دشمش پیش خود گرفتہ بدامچین نمودہ
گایتری خواندہ موی جید بندد و فلان افسون خواندہ بگوید کہ از تمام گناہان پاک شدم و مراوات خود دیا بعد غسل
آفتاب آب دادہ بر آسن نشستہ دیگر سندہیا وغیرہ نماید **قولہ** مفسرین و مورخین نقل کرتے ہین کہ اتفاقاً ایکرات
لشکر اسلام منزل نے آب مین فرود آیا اور قبل از صبح ارادہ کوچ رکہتے تہے اس اثنا مین گلوبند عائشہ گم ہوا
لہذا توقف درمیان آیا حتی کہ روز روشن ہوگیا حالانکہ اصحاب مین سے بعض محدث ہوئی تہی اور بعض جنب کوئی
شخص شکایت اس حکایت کی ابوبکر کے پاس لایا پس ابوبکر خیمہ عائشہ مین درآیا دیکہا کہ حضرت رسالت پناہ
بی بی عائشہ کی کنار مین سر رکہے ہوئی سوتی تہی بمجرد ملاحظہ اس حالت کے عائشہ پر زبان طعن دراز کرنے لگا محمد
نے خواب سے سر اوٹھا کر اور حال صحابہ سے اطلاع پاکر فرمایا کہ فی الحال جبریل آیا ہی اور سورہ نساء کی یہہ آیت
(یعنے آیہ تیمم) لایا ہی انتہی لالہ جی نے بلا حوالہ کتاب اور نام مفسر کے یہہ مضمون لکہا ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اپنے
دل سے بہت باتین زاید کی ہین ہر چند کہ بسبب نہ لکہنے نام کتاب کے ہمکو کچھ تعرض ضرور نتہا لیکن چونکہ حکایات مناسب مقام
کے کتب ہنود سے اسباب مین طرد اللباب لکہنی ضرور ہین اسلئے نتایج لالہ مین قولاً قولاً کچھ مختصر کلام کرتے ہین **قولہ** بر وقت
احتیاج محمد صلعم احکام بناتے تہے اور بنا بر انتظام امت وحی بتاتے تہے انتہی اگر مدعا لالہ کا دوسرا کا یہہ ہے کہ
بدون وحی کے ایک حکم جاری فرماتے تہے اور اوسکو حکم خدا ظاہر کرتے تہے تو یہہ بیدلیل بات ہی اگر لالہ صاحب اسپر
کوئی دلیل رکہتے ہین کہ یہہ حکم خدا کیطرف سے نہین ہے تو اوسکو پیش کیون نہین کرتے اگر یہہ کہین کہ احکام خدا کے قبل از
احتیاج صادر ہوتے ہین تو یہہ بہی ایک بیہودہ بات ہی اور اسپر بہی کیا دلیل ہی اور لالہ جی کی اس تقریر کی بنا پر
لازم آتا ہی کہ احکام وید و دہرم شاستر کے سب بلیغ اور برہما جی کے بدون وحی کے ہین کیونکہ اوہنون نے وہ احکام
بر وقت ضرورت کے ترتیب دئے ہین جیسا کہ اونکے بید ارن مین مذکور ہے اور حال آنکا مفصلاً مرقوم ہو چکا ہی
حکم تبدیل حسن و جمال و سیانت کا جسکا قصہ اوپر مفصلاً مرقوم ہو چکا ہی آپکے معبود کیطرف سے عین وقت احتیاج اور بنظر
انتظام آیندہ نافذ ہوا یعنی جب اون کے حسن پر پریشان آپکے معبود کی فریفتہ ہو کر سیر الخیل منزل ہو گئین تب حکم اونکی

حسن و جمال کے زوال کا صادر ہوا علے ہذا القیاس قصہ پاربتی جی اور مہادیو جی کا ہم اوپر لکھہ چکے ہین کہ ایک
میدان مین دونو بہہ تن عریان عیش و کامرانی مین مصروف تھے چند شخص جا بد اہل ریاضت آگئے اور اسوقت پاربتی جی
نے کپڑے پہنے اور دلمین برا مانا تب یہہ حکم نافذ ہوا کہ اس میدان مین جو کوئی نر آویگا وہ مادہ ہو جاویگا دیکھئے یہہ
حکم بروقت احتیاج اور انتظام آیندہ کیسا مطلق نافذ ہوا ہے علے ہذا القیاس اور بہت احکام کتب معتمد ہنود مین
اسی قسم کے موجود ہین کہ بروقت ضرورت اور بنظر انتظام آیندہ کے نافذ ہوئے ہین کیا یہہ سب احکام لالہ جی
کے نزدیک بہی بسبب خواہشون نفسانی کے بدون وحی ربانی کے جاری ہوئے ہین قولہ اس روایت سے
کئی امر برآمد ہوتے ہین اول آنکہ ہرگاہ محمد صلعم عائشہؓ کے پاس سوتے تہے جبرئیل وارد ہوتے تہے اور لحاظ
جنابت اوجلے ستر کی نفرماتے تہے انتہی یہہ بیحیائی لالہ جی کی ہے اول تو ازراہ افترا کے مترجمین کی عبارت
کو بدلدیا الفاظ حدیث کے یہہ ہین فقام رسول اللہ صلعم حین اصبح علی غیر ماء فانزل اللہ عزوجل آیۃ التیمم
الحدیث یعنی پس کہڑے ہوئے رسول اللہ صلعم جسوقت کہ صبح نے طلوع کیا بغیر پانی کے پہر اوتاری اللہ عزوجل نے آیۃ
تیمم کی انتہے ظاہر ہوا کہ نزول آیت کا بعد بیداری اور بعد قیام رسول اللہ صلعم کے ہے پس لالہ جی نے جو بہ تبدیل
عبارات مترجمین اپنی طرف سے یہہ عبارت لکہی ہے کہ ناگاہ محمد صلعم خواب سے اوٹہکر اور حال صحابہ سے اطلاع پاکر
لے نال فرمایا کہ فی الحال جبرئیل آیا اور سورہ نساکی یہہ آیت لا یا الخ سراسر افترا پردازی لالہ جی کی اور کمال درجہ کی بیحیائی
کہ اپنی جی سے عبارتین ازراہ افترا بنا کر اور شرم و حیا کو ترک فرما کر آمادہ اعتراضات ہوئے ہین ثانیا عبارات موضوعہ
مفترائی لالہ جی سے بھی ثبوت جنابت اور نہلے ستر کا نہین ہے صرف سو جانا ہماری ملت مین موجب جنابت و بے ستری
کا نہین پس یہہ قول لالہ جی کا کہ لحاظ جنابت اور نہلے ستر کا نہین کرتے سراسر جہالت لالہ جی کی علم مناظرہ سے اور
دلیل تام اونکی حماقت پر ہے کہ ایسے مقدمات سے ایک نتیجہ کو متفرع کرتے ہین کہ جنسے اصلا ثبوت اسکا نہین ہوتا البتہ
ہنود مین خواب اونکی شرع کی رو سے موجب جنابت کی اور عادت کے لحاظ سے باعث بیستری کی ہے اسکند پوران کانہی
کہنڈ مین ادہیای ۰۳ مین لکھا ہے کہ ہرگاہ انسان بخواب رفت برابر مردہ باید شمرد و بغیر غسل پاک نمی شود اور ہنود
اونکی زن و مرد کا ہے کہ بروقت خواب بہہ تن عریان ہوتے ہین ظاہر الالہ جی نے اپنی ملت و عادت پر اہل اسلام
کو قائم کیا ہے یا خیال رونق افروزی جناب سری لشنو جی کا دیوکی کے پاس تب پیدا ہونے جسم نے سری
سر کرشن جی کے بطن دیوکی سے بحالت جنابت نفاس مین لالہ جی کے خیالمین سمایا چنانچہ خود تحفۃ الاسلام کے
صفحہ ۱۰ امین رقم فرماتے ہین کہ بشنو یعنی ذاتیکہ محیط کل اشیا است ظاہر گشت بستہ بو بمجرد دیدنش دانستند کہ
وقت ظہور داور جہان آفرین است پس از گفتگوی بسیار خدای کیتا دانش دیوکی و بسدیو را از برای مصلحت
گوناگون بتعلق مبدل ساخت کہ سری کرشن را طفل خورد دیدہ اشتند انتہی مختصرا جناب لالہ اندرمن صاحب جنت

کہ آپ نے یہہ واقعہ تحفۃ الاسلام مین رقم فرمایا ہی عین وقت برہنگی اور نفاس و مرگی جی کا تہا کہ ہماری اور
آپکے بالاتفاق بلا خلاف وقت جنابت کا ہو پس کیونکر ایسی جنابت کیحالتمین سری کشن نے دیوکی کے پاس فرحج
کرکے اونکو سرافراز فرمایا اس تقریر کی بنا پر کچہہ اسکا جواب آپ رکہتے ہون تو عنایت کیجئے اس بنا پر تو ہم یہہ کہہ
سکتے ہین کہ یہہ حکایت قطعاً بہتان دآپ ہی کی مسلمات کے نزدیک اصل قرار پاتی ہے صرف یہہ ہی حکایت نہین
بلکہ معتمد ہی کتاب بہاگوت کی تھی جسکے حوالہ سے آپنے یہہ قصہ لکہا ہی ناحق سی جاتی ہے **قولہ** دوم خلوۃ دختر و داماد
مین بیٹے چلا جانا مسلمانون کے نزدیک ممنوع نہین انتہی آپ نے سمجہا حدیث کے کس لفظ کا ترجمہ کیا یہہ بہی آپکا
افترا ہے چونکہ ہماری شریعت مین یہہ حکم ہی کہ جب ان اوقات مین کسیکے گہر جاؤ تو بلا استیذان نجاؤ چنانچہ
بحث اسکی اوپر گذر چکی ہے پس بالیقین یہہ امر ہی کہ جناب صدیق اکبر جو کہ از بسکہ پابند حکم شریعت تہے بلا استیذان
خیمہ عائشہ مین تشریف لیگئی تہے نہ بیٹہے چلا جانا جیسا کہ آپ نے ازراہ افترا لکہا ہی البتہ نے چلا یا چلے جانا اجنبی
مردون کا وقت خلوت زن و مرد کے دستور مستمرہ ہنود کا ہی چنانچہ ہم اوپر قصہ بہرگ من اور نارد اور مہادیو کا
لکہہ چکے ہین کہ جہان سری کشن جی اور لچہمی جی بیجا چپر کہٹ پر سوتی تہین بہرگ من بیسر بہا بلا تامل گہس ہی چلے گئی
اور ایک لات کشن جی کی چہاتی پر ماری کہ اوسکی نشان اب تک وہی جاگ پڑی نارد بلا تامل کشن جی کے خلوت خانون
مین ایسی حالتمین چلے گئی کہ کسی رانی سے وہی مصروف معاشرت تہی کسی سے مشغول ملاعبت تہی کسی روٹہی ہوئی کو
مناتے تہی کسی کو دوسری سی لڑاتے تہی کسی سے تیل اپٹنا بدن پر ملواتے تہی کسی سے سرمہ کنگہی لیے ہوئی سنگار کراتے
تہی چنند کہہ مہادیو او پاربتی جی کی خلوت مین ایسی وقت مین خلل انداز ہوئی کہ وہ دونو ہمہ تن عریان عیش و
نشاط مین مصروف تہے جلندہر پسر مہادیو جی خود مطابق اقرار جناب ہی مندرجہ حملہ ہند کے کس بیہیائی کے ساتہہ
عین نشست گاہ مین پاربتی جی کے گہس گیا اسقدر بیخبر رہیئے زری ان حکایات کا بہی تو لحاظ رکہا کیجئے
قولہ سوم آنکہ اگرچہ مسلمانون کے سر مین چرکین لگا ہو اور کپڑے مٹی مین سنا ہو لیکن جبکہ خاک منہ اور ہاتہون
سے لگا لیوین فوراً پاک ہو جاوین انتہی مخفی نرہی کہ نجاست دو طرح پر ہے ایک حقیقی مثلاً پیشاب یا سرگین وغیرہ
نجاست کا لگنا دوم حکمی مثلاً خروج منی حالت احتلام مین یا مجامعت تیمم واسطی رفع حدث اور نجاست حکمی کے
ہی اور واسطی رفع نجاست حقیقی کے پاک کرنا عضو اور کپڑے کا پانی سے واجب ہی اور جب ایسی صورت واقع ہو
کہ پانی نمل سکتا ہو وہی تو اگر بدن پر کہین نجاست لگی ہو تو مٹی سے اس نجاست کو صاف کرنا لازم ہی اب ہم لالہ
جی سے دریافت کرتے ہین کہ مثلاً ایسی صورت واقع ہو کہ لالہ جی ایسی جگہہ پر پہنچیں کہ جہان پانی نہین تو
آیا لالہ جی اپنی گوہ بہری کون کو تمام منزل لئے پہرینگی اور بوی بد چرکین کی سونگہتے رہیں گے یا مٹی سے کچہہ تدبیر
اوسکی کرینگی اگر صورت اول ہے تو وہی نہایت خبیث اور ناپاک نجس المزاج مین اور اگر صورت دوم ہے تو مسلمانون

اعتراض کرنا جبتک مارتا ہی اور گوہ کہانا ہی باقی امور جو لالہ جی نے لکھی ہین اونپر واجب ہی کہ عبارت اصل کتاب
یا ترجمہ کی بلفظہ لکھین ورنہ اونکے مفتریات کا جواب ہمپر ضروریات سی نہین قولہ سطر ۱ صفحہ ۱۹۰ ورنہ اسکی کیا احتیاج تھی کہ
حضرت محمد کو صف اول ہی مین حرج کی اطلاع ہوئی اوسیوقت اللہ تعالی نے وحی نازل فرمائی انتہی لالہ جی تم تو بحث
بیوقوف ہو سکتی یہہ تو وقت ہین ضرورت و احتیاج نزول وحی کا تہا اگر اسوقت وحی آتی تو اور کونسا وقت
نزول کا تہا مخفی نرہے کہ جب جعلی دغابازی اور افترا پردازی کی لالہ جی نے اکثر بلا حوالہ کتاب کے کچھ عبارات
لکھی ہین اور اکثر عبارت اپنی طرف سے بنا کر منسوب بکتب کردی ہین لہذا ہم اونکو مطلع کرتے ہین کہ جبتک
لالہ جی اصل کتاب یا ترجمہ کی عبارت بلفظہ لکھینگے ہم اونکو جواب دینگے قولہ صفحہ ۱۹۰ محمد صلعم نے طعن معترضون
کا جواب درست دیا لیکن عمل نکیا ورنہ بطرف کعبہ کے منہ لانے اور قبلہ بنانے کی کیا حاجت تہی انتہی لالہ جی
آپ قبلہ کے کیا معنی سمجھے ہین اور کس وجہ سے آپ قبلہ ہونے مسجد حرم کو خلاف اینما تولوا فثم وجہ اللہ کے
کہتے ہین جب یہہ بات ٹھہری کہ جس طرف منہ کروگے تو بیشک سامنا خدا کا ہی تو ہر آئینہ لازم آیا کہ جب بیت اللہ
کیطرف منہ کروگے تو بیشک سامنا خدا کا ہوگا پس تخصیص توجہ کی ایک عبادت خاص مین بطرف سمت خاص
کے کچھ معارض اور مخالف اینما تولوا فثم وجہ اللہ کے نہین اور لالہ جی اوسپر کسی طور پر معترض نہین ہوسکتے
کیونکہ تحفۃ الاسلام مین اونہون نے سورج کو قبلہ عبادت سندہیا کا ٹھہرایا ہی اور تمثال اوتارون کو جو تیجالہ مین
ہوتے ہین قبلہ عبادت بنایا ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ ہنود کہ در بیت الاصنام سوای پیکر اوتار صورت دیگر دیو را
نصب کنند بہر حال دران صور متعدد قبلہ عبادت ہمان یکصورت اوتار را باید دانست الخ پرانو ہینچکہ لکھا ہی بیدمین
مرقوم ہی کہ جو کوئی کچھ اچہار رکہتا ہو تین شبانہ روز فاقہ کرے اور گہاس کا فرش رکہے اور مشرق کیطرف منہ
رکہے اور ہزار دفعہ پرنو کا ذکر کرے انتہی جب یہہ امور متحقق ہوئی تو اب لالہ جی پر واجب ہی کہ یا فاینما تولوا فثم
وجہ اللہ سے منکر ہوکر معتقد ہونے خدا کے کسی سمت خاص مین ہو وین یا جس طور پر در باب توجہ قبلہ کے اہل
اسلام پر معترض ہوئی ہین خود اپنا اوپر اور اپنی بید بنانے اور سندہیا کے ٹھہرانیوالے پر بہی اعتراض کرین یا
اپنی جہالت اور حماقت پر اعتراف فرماوین اور کلام مسیتہ اسباب مین جلد ثانی سوط اللہ الجبار صفحہ ۱۹۸ پر گذر چکا
ہے اوسکو دیکہہ لیں قولہ صحیح بخاری مین مذکور ہی کہ ثابت بن قیس الخ آپنے صحیح بخاری دیکہی ہی نہین اور دلیل
تو ہی اوسپر یہہ ہی کہ آپ نقل عبارت سی یک لخت عاجز ہی آپنے اکثر مضامین غلط لکہی ہین کہ صحیح بخاری مین انکا
نشان بہی نہین اس افترا پردازی سے کچھ مدعا آپکا حاصل نہین ہوتا بلکہ عبث آپ بموجب تعریض بید کے خود
دوزخ کے ایندہن ہوتے ہین اور اپنی چہ پشت کا کہو جہ کہوتے ہین پس آپ جبتک عبارت حدیث صحیح بخاری
کی بلفظہ لکہینگے یا کسی ترجمہ معتبر سے نقل ترجمہ بلفظہ نکرینگے ہم آپکی افترا پردازی کا جواب نہ دینگے قولہ حالانکہ

جسوقت زن و شوہر کی موافقت متعذر ہو جاوے اور شوہر اداے حقوق مین مقصور ہو تو مرد کو واجب ہے کہ عورت کو طلاق دیوے اور اپنی دی ہوئی چیز پھیر لیوے اسکا نام خلع ہے انتہی بہیدا ئی لالہ جی کی ظاہر کیجاتی ہے فرماتے ہین کہ موافقت متعذر ہو دے ظاہرا دو عذر اور تعذر مین تمیز نہین کر سکتے اور حقیقت الحال یہی ہی کہ علم لغات عربی سے بسبب جہل حرف کے مجبور ہین پس الینی غلط کاری مین معذور ہین پہر جو شرط کہ ثبوت خلع مین اونہون نے لگائی ہے یہہ بہی اونکی جہالت ہی بلا کسی شرط و قید کے اگر زن و شوہر رضامند ہو کر یہہ معاملہ کر لین تو یہہ بہی خلع ہی پہر یہہ جو کہتے ہین کہ مرد کو واجب ہی کہ عورت کو طلاق دیوے یہہ بھی افترا پردازی لالہ جی کی ہی ہماری ملت مین ایسی حالتمین اصلا شوہر پر واجب نہین کہ عورت کو طلاق دیوے بلکہ شوہر اختیار رکہتا ہی چاہے طلاق دیوے یا نہ دیوے ہان یہہ حکم لالہ جی نے اپنی ملت کا لکہا ہو جیسا کہ مہابہارت فصل راجدہرم مین ہی کہ اگر زن نے با شوہر بیک معاش بکند شوہر آن فرماید کہ او را بگذارد باب نہم اشلوک ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ منوشاستر مین ہی کہ جو زن بے اپنی گہر سے بلا سبب بارہ مہینے تک باہر رہی اور اوسکی جانب سے نہا فل رہے اوسکو بالکل طلاق دیجاتی ہی انتہی خلاصہ کلام یہہ کہ ایسی حالتمین کہ عورت حسن معاشرت مرد کے ساتھہ نہ کرے ہماری ملت مین طلاق واجب نہین بلکہ امر اختیاری ہی اور ہنود کی ملت مین قطعا طلاق دینا واجب ہے یہہ ضابطہ یاد رکہنا چاہیئے کہ لالہ جی نے ذلیل و رسوا کرنے کیواسطے اسی باب مین بہت موثر اور کار آمد ہی **قولہ** بہر کیف احکام خداے محمدیا منظام انگریزی سے کم نہین انتہی اسمین کچہہ شک نہین بلکہ انتظام عقلی شرع محمدی کے جمیع عقلاے دہر سے جس انتظام مین بمدارج اعلے اور ادنے اور زائد ہین البتہ احکام معبود ہنود موضوعہ ہنود ایسی ناقص اور ناتمام ہین کہ انتظام انگریزی کے بہی پاسنگ نہین چنانچہ اسی مسئلہ سے کہ جسمین بحث ہی واضح ہے اور تفصیل اوسکی آگے آتی ہی **قولہ** جیسی عدالت انگریزی مین جو تو کوئی قاعدہ فعل مختاری کا مہیا ویسی ہی شریعت محمدی مین خلع ہوا ہی انتہی لالہ جی نے اپنے گہر کا عیب اوروں پر عاید کیا ہی لالہ جی آپ تو نہایت ہی بہہ دان ہین کسی ایکٹ قانون کی دفعہ ضمن اپنے مدعا کے اثبات پر رقم فرمائی ہوتی ہمنے آجتک قوانین انگلشیہ مین ایسا قاعدہ نہین دیکہا بلکہ باب بیسوین بیل گوڈ سے تکذیب آپکی صاف عیان ہی دیکہو دفعہ ۴۹۴ مجموعہ تعزیرات ہند البتہ یہہ فعل مختاری کا قانون مخصوص مذہب ہنود مین ہی جیسا کہ عبارت مہابہارت اور باب نہم منوشاستر سے واضح ہی علاوہ برآن اس سے زیادہ فعل مختاری کیا ہوگی کہ جس برہمن سے چاہین ناکر ہین اور غیر شوہر سے اولاد بہم پہنچاوین اور بقول لالہ اندر مین ایک سے تسلی نہوے تو پانچ چہہ شوہر پسند فرماوین مثلا ارجن کو کام مین سست پاوین تو بحکم سری بید بیاس جی کے جدہشٹرا در نکل اور سہدیو اور بہیم کو بھی شوہر بناوین مہاراجہ سری کرشن سے سیری حاصل نہو تو سانت پسر کرشن جی کو آغوش تصور مین ایسا مسکین کہ سر انکین نہ زلے تو جاوین بید کی رچاوین کہ اور تا ید ان یعنی گوپیون کا حال نہا گو تہ سے عیان ہی کہ شوہرون سے جب تسلی نہ ہی

بلام کرشن سے آنجہ نرائن راجہ بجات کی بیٹی کا حال بہت جگہہ کہہ چکا ہے کہ کہیور برہمن کی دلالی سے چار
مردون کے تصرف مین رہین اور ہہگا کہ طلاق و نکاح ثانی ملت ہنود مین بازار لالہ آمدمن اور تعبیرات
جا بجا بہت جائز قرار پایا تو ان کا ٹہیکا اونکے منہ مین آیا اور جو جو فضول گوئیان لالہ جی نے یہان کی ہین
ان سبکا مصداق اونہون نے ملت ہنود کو خود اپنے اقرار سے ٹہرایا پس ہکو زیادہ تر توجہہ اونکی فکر مردود
نہین مگر ان اقتصد لکہنا واجب آیا کہ فعل ہتمارہ کردینا عورات کا ایک سے زیادہ کہین پایا نجاوے جیساکہ جناب
راجہ رچی نے سیتاجی کو کر دیا تہا کہ گہر سے باہر نکالدیا اور جنگل مین ڈالدیا اپنی دولت سرا کو ویران فرماکر
بالمیک جی کے غریب خانہ کو آباد کیا پہر حیرانی یہہ ہے کہ لالہ جی کو کس وجہ تک حماقت نے گہیرا ہے یہہ خیال نہین
فرماتے کہ خلع اور طلاق مین بعد نکاح ثانی کے بہی عورت فراش صرف ایک ہی مرد کی ہو سکتی ہے یہہ نہین ہو سکتا
کہ تین تین چار چار مردون کی ایک ساتہہ مدخولہ ہو وہی برخلاف انہین جہالت آگین ہنود کے کہ نتل دروپدی اور
کنتی وغیرہا کے ایکعورت کئی کئی مردون کی ایک ساتہہ مدخولہ ہو سکتی ہے اور دی بیچارہ ان بہی لاچار ہین کیا کرین کہ جہدا
جرانی سے اونکو انہین اعمال اور افعال کی تعلیم دیجاتی ہے کہ شروع بہار جوانی سے کبہی گندہرپ ائی سے تری اور راکسے
ہین کبہی دیوتا نوبت بنوبت سرفراز فرماتے ہین کہ پس انتہا تک وہی خوگر معاشرت کی ساتہہ عیاشان ہنود کے رہی
ہین قولہ یہان ایسی معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح عورت نے جور شوہر سے عائشہؓ کے روبرو گلہ نہین کیا تہا اونکو
عدم تقرر تعدد و طلاق کی قباحت معلوم تہی انتہی اقول بیہودہ سرائیون کا جواب کہیں اوپر ہو چکی ہین مگر چونکہ یہہ مقدمہ
مسلمہ لالہ جی کا ہی لہذا یہہ تیر اونکا اونکے بید و شاستر پر خوب چلا کیونکہ برہدارن اپنکہند ججر بید مین مرقوم ہے
کہ جب برہما نے دیکہا کہ بادشاہ اختلاف رای سے انتظام سلطنت کا بخوبی نہین کر سکتے ہین تب دہرم شاستر کو
پیدا کیا انتہی پس مطابق تقریر لالہ جی کے لازم آیا کہ جبتک برہما کے مشاہدہ نے نظمی عالم کا بسبب اختلاف آرا بسلاطین
کے نکیا بانی بید و شاستر کو علم نے نظمی کا حاصل نہوا جب برہما جی برای العین مشاہدہ فرمالیا تب دہرم شاستر کو
پیدا کیا ہم رسایل سابقہ مین چند مقام پر قصہ سکر دیوتا اور کنیچ کا لکہہ چکے ہین کہ جب دیوتون نے کنیچ کو مارکر اور اوسکی
خاکستر کو شراب مین ملاکر سکر کو پلادیا اور اوسکی قباحتین سکر پر ظاہر ہوئین اوسوقت سکر دیوتا کی زبان سے حکم
حرمت شراب کا اسطرح صادر ہوا کہ جو کوئی شراب پیتا ہے اوسکی عقل زائل ہو جاتی ہے آیندہ سے جو برہمن شراب
پئےگا وہ دوزخ مین پڑیگا اور سب اعمال اوسکے حبط ہو جاوینگے پس ظاہر ہوا کہ جبتک واقعہ عظیم سکر دیوتا
پر نگذرا تبتک بانی شریعت ہنود پر حال قبح شراب نوشی کا منکشف نہوا بلکہ یہہ بہی علم آیا کہ شراب پینے
سے عقل مین فتور آجاتا ہے جب وہ واقعہ ظہور مین آیا تب حکم حرمت شراب کا نافذ ہوا تہا گوتم کے ۲۔ اسکند
مین ہے کہ جب برہما جی نے ست بہگوان کی کہی کہ مین سرشٹ کو کہان رکہون جگہہ نہین تب بہگوان نے بچار اکر کہا

ست کہتا ہی اور اپنی من لائی کہ پرتہی کو ہرنا کچھہ دیت لیگیا ہے وہان سی لانی چاہیئے یعنی جب برہمانے حمد و ثنا
خدا کی کری اور کہا کہ مین خلق کو کہان رکہون جگہہ نہین تب خدا نے سمجہا کہ برہما سچ کہتا ہی اور اپنی دلمین یہہ لائی
کہ زمین کو ہرنا کچھہ دیت لیگیا ہی وہان سے لانا چاہیئے الخ لالہ جی غفلت اور لاعلمی اسکا نام ہی کہ جبتک برہمانے
اظہار نکیا تھا تب تک کچھہ علم نتہا جب برہمانے سمجہایا تب سمجہہ آئی کہ برہما سچ کہتا ہی اسیطرح اور بہت حکایات ہین کہ
لانا اونکا بالاستیعاب باعث اطناب ہی پس جو اعتراضات اس قسم کے لالہ جی پیش فرماتے ہین اپنی پانون مین
کلہاڑی لگاتے ہین **قولہ** اس آیت کی شان نزول ہدایت کرتی ہی کہ جب محمد کو معلوم ہوا کہ اہل اسلام یہود سے
آمیزش رکہتے ہین تو خوفناک ہوئی کہ مبادا اسلمان مختلف لوگون کی صحبت سی عقل و درایت پائین اسواسطی آیت
بنائی اور یہود کے اختلاط سے نہی فرمائی انتہی عقل و درایت فرقون مختلفہ کی جیسی کچھہ ہی کسی صاحب عقل و درایت
پر مخفی نہین چونکہ اور فرقون سے یہان کچھہ مباحثہ نہین لہذا فرقہ ہنود کی عقل و درایت مین گفتگو کرتا ہون کہ
جس فرقہ کے لالہ اندرمن فرد خاص ہین ہیچمدانی اور جہالت اونکی علم مناظرہ اور میزان سے خود اونکی اسی
تقریر سے بچند وجوہ ظاہر ہے اول یہہ کہ کلمات آیت یہہ ہین لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ
الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ اور ترجمہ لفظی اس آیت کا یہہ ہی کہ نہ ٹہراوین مومنین کافرون
کو اپنا دوست اور اپنا امون کا متولی سوای مومنین کے اور جسنے ایسا کیا پس نہین ہے وہ خدا کی راہ مین کچھہ چیز
اب ہیچمدانی اور نادانی لالہ جی کی قابل لحاظ ہی کہ ایتہ مین نہی موالات کی کافرون کے ساتھہ ہے اور لالہ صاحب بر بنائے
ملاقات حرفزن ہوئی آیتہ مین مطلقاً ملاقات کی نہی نہین بلکہ ایسی ملاقات جو درجہ موالات کو پہنچی اوس سے
ممانعت فرمائی گئی اور چونکہ ظاہر ہے کہ باہم کفر و ایمان کے نسبت معاندت کی ہی پس نسبت موالات کی درمیان
مومن اور کافر کے ہر آئینہ شان ایمان سی مستبعد ہی دوم لالہ جی جو کہتی ہین کہ پیغمبر صلعم خوفناک ہوئی الخ یہہ مدعا اونکا
کسی کلمہ سی آیت کے مستنبط نہین ہوتا پس یہہ سراسر افترا پردازی لالہ جی کی ہے سوم وہ عقل و درایت یہود مین کیا
تہی جو اہل اسلام مین تہی اہل مدینہ قبل از مشرف باسلام ہونے کے ہمیشہ اختلاط تام یہود کے ساتھہ رکہتے تہے قبل از اسلام
وہ عقل و درایت اونکو حاصل نہوئی جو بعد از مشرف باسلام ہونے کے حاصل ہوتی جو کچھہ عقل و درایت کہ یہود سے
ممکن الحصول تہی وہ تو قبل از اسلام ہی حاصل ہو چکی تہی اور باوجود اوسکی اونہون نے دین یہود قبول نکیا اور اسلام
کیطرف رجوع فرمایا اگر یہود مین کچھہ عقل و درایت ہوتی تو اہل مدینہ جو یہود کے ساتھہ مین قبل از اسلام اختلاط تام
رکہتی تہی دین یہود اختیار کرتے اور دین اسلام کیطرف رجوع نلاتے پس صاف واضح ہوا کہ ایسی عقل و درایت جو اہل
عقل و درایت کے نزدیک پسندیدہ ہو دی جیسی ہنود مین نہین ہی ویسی ہی یہود مین بہی اصلا نہین تہی چہارم
یہہ کہ اسی سورۃ مین چند آیات ہین جنسی ظاہر ہی کہ یہود جو بعض اہل اسلام سی ملاقات رکہتے تہے محض ازرا

نفاق بھی اور درحقیقت وہی لوگ نسبت سب فرقوں کے اہل اسلام سے اور مومنین سے شدت عداوت رکھتے ہیں یا ایہا الذین
آمنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم لا یألونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم
اکبر الآیہ یعنی اے ایمان والو نہ ٹھہراؤ دلی دوست اپنا سوا اپنے وہ لوگ کوتاہی نہیں کرتے تمہاری تباہی میں
اور دوست رکھتے ہیں تمہاری رنج اور دکھ کو تحقیق ظاہر ہوئی دشمنی انکی زبانی باتوں سے اور جو چھپا رکھی
دلوں میں چھپائے ہیں بہت زیادہ ہے سورہ مائدہ میں ہے لتجدن اشد الناس عداوة للذین آمنوا الیہود والذین
اشرکوا ایسے ہر آئینہ پاویگا تو اشد الناس دشمنی میں مومنوں کے ساتھ یہود اور مشرکین کو الغرض جبکہ انکا
یہ حال ہے تو انکے ساتھ دلی دوستی پیدا کرنے سے جو نہی فرمائی گئی تو ہر ایک اہل عقل و درایت پر بحکم آیت معقول
ہر جہات و اسباب نہی اور حکمت نہی کے بخوبی عیاں ہیں نہ یہ کہ لالہ مغرور خاندالعقل والدرایہ نے ازراہ کج
فہم کے تصور کیا ہے ؎ چشم بداندیش کہ برکندہ باد ؛ عیب نماید ہنرش در نظر ؛ تیری ایک ہند مجرد بید کی سرتی ہے
کہ جو آتما کے منکر ہیں اور آخرت کو نہیں مانتے اور اپنے دل سے بات بناتے ہیں اور کلام عام اور خاص کو تمیز نہیں
کرتے ایسے اشخاص کی صحبت سے دور رہنا لازم ہے وہ علم جنکے سیکھنے سے معرفت حاصل نہیں ہوتی انکو بھی
زیادہ مطالعہ کرنا نہ چاہیے پر ستیہ دیوتا دینگا کر وہی اوستی اپنی صورت زہروکی بہائی اور اسرونکو علم
او دیا کی تربیت کی اور اسرونکو سچ کا جھوٹ سمجھایا غرض اس ترکیب سے اکثر گمراہ ہوتے اسواسطے منع ہے کہ کوئی
وہ قصے اور کہانی نہ پڑھے جنکا سر اور پیر کچھ نہیں اور انپر عمل نکرے کہ کچھ انکا اصل نہیں انتہیٰ اب کدھر کھو گئی ہمعنی
ابہریں لالہ سیاہ دل اندرمن کیسے ہنگام نوابنجی کرتے تھے اس بیچ اصول و فروع پر انکی عقل و درایت نے کیسی
پرافشانی کی ہے یا نہیں اگر نہی موالاة کو جو آیہ کریمہ میں وارد ہے محمول اوپر توجیہ نامعقول کے فرماتے ہیں
تو بطریق ادنےٰ ضرب اس بید کی انہی کی پشت پر اوٹھاتے ہیں کیونکہ آیہ میں تو نہی موالات ہی سے اور یہاں
نہی مطلق صحبت سے ہے مگر انکو بسبب قوت عقل و درایت کے اسکی بھی کب پروا ہے ؎ شادم کہ از رقیبان
دامن کشان گذشتی ؛ گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد ؛ قولہ الغرض محمد صلعم پر خوف غالب تھا کہ
خدانخواستہ مسلمان مخالف لوگوں کی ملاقات سے تعلیم پاویں اور میری اطاعت سے ہاتھ اٹھا دیں انتہیٰ جب لالہ
جی مناظرہ سے عاجز آتے ہیں تو بر سر افترا آتے ہیں اور جھوٹی باتیں بناتے ہیں اگر لالہ جی نہی موالات کو
محمول اوپر اپنی توجیہ نامعقول کے فرماتے ہیں تو صاف صاف فرما دیں کہ بید میں جو نہی واقع ہے اسکی
کیا عذر پیش لاتے ہیں سچائی لالہ جی کی قابل لحاظ ہے کہ بجائے مخالف کے لفظ مختلف لائے ہیں لیکن چونکہ اس امر
میں مجبور ہیں کہ لغات عربیہ سے واقف نہیں لہذا ایسی اغلاط کا ریویو میں معتذر ہیں پھر لالہ جی یہہ تو فرما دیں کہ اہل
اسلام سے بہتر کونسا فرقہ ہے کہ جسکی دین کی اصول و فروع ایسی معقول ہوں جیسے کہ اہل اسلام کی ہیں نہ

جان ڈیوینپورٹ کہ نصرانی ہے اپنے رسالہ مطبوعہ شہر لندن مین لکھتا ہی کہ عقائد اہل اسلام اسقدر عقل پر
مبنی ہین کہ ہر ایک حکیم موحد بلا حجت و تکرار قبول کر لیگا اور حصہ دوم مین بہت صراحت کے ساتھہ معقول
ہونے شریعت محمدیہ کا معترف ہوا ہی لالہ جی خود دین نامحمود ہنود کو ہی دیکھہ لین کہ کیسا آئین جہالت آگین
ہے کہ نہ جسکے اصول منضبط نہ فروع محکم نہ کوئی کتاب مستند نہ راوی معتمد نہ کسی کتاب کی سند محض قصے
واہیات اور اوہام و خرافات ہین اور حال دین اسلام کا مانند شمس نصف النہار کی ظاہر ہے کہ کوئی فرقہ ایسا
نہین کہ جسکو اہل اسلام نے مباحثہ مین مغلوب کیا ہو ہان قوم ہنود نا مسعود کبھی مقابلہ نہ آئی تھی سو لالہ
جی نے اونکی بھی خبر خوب لوائی **قولہ** منقول ہی کہ غنائم جنگ بدر سے ایک گلیم گم ہوا بعض مسلمانون نے گلیم
محمد صلعم کو چوری لگائی انتہی لالہ تیرہ دل کا یہہ بھی افترا اور قول باطل ہی ہرگز کسی مسلمان نے نسبت حضرت رسالت مآب
صلعم کے ایسا گمان نہین کیا جس جس کتاب مین یہہ روایت نقل کی ہی وہان منافقین صریح لفظ منافقین کا موجود ہے
دیکھو تفسیر حسینی مین مشابہہ الفاظ مین جمعی سیہ گلیمان ازرق نفاق نسبت ان بسید علی الاطلاق صلوات اللہ
علیہ کردند تفسیر کشاف مین ہے فقال بعض المنافقین لعل رسول اللہ صلعم اخذہا یعنی کہا بعض منافقین نے کہ شاید
رسول اللہ صلعم نے لے لیا ہی اوسکو لالہ جی نے سخت بیحیائی اختیار کی ہے کہ کوئی بات بجز افترا پردازی
کے تحریر نہین فرماتے جہنمی ہونے نہ پشت کی اونکو کچھہ پروا نہین ہم چشمون سے کچھہ شرم و حیا نہین غرضکہ
علامات سعادت کی اونسے تماماً مفقود اور امارات شقاوت کی سب اون مین موجود ہین ؎ لعنت آنبا شد کہ کج
بینت کند ٭ پر حسد پر غیظ و پر کینت کند ٭ یہہ بھی ایک اثر معاندت اسلام کا ہی کہ اسقدر جھوٹی بیزار سے
ہین اور پھر باز نہین رہتے **قولہ** اس روایت و آیت سے ادراک کیا جاتا ہی کہ مسلمانان طبقہ اول کے نزدیک
محمد صلعم نہایت نہ لے اعتبار و سبک وقار رکھتے تھے حال اس افترا پردازی اور دغابازی لالہ جی کا مفصل مذکور
ہو چکا ہی مگر واقع مین لالہ جی کے معبود عاقبت نا محمود کرشن جی جو سبب سرقت دودہہ کے ہنود مین ملقب ماکھن چور
معروف ہین ایسی غیر معتبر خیرہ سر تھے کہ خود اونکے معتقدین اونپر چوری اور سرزوری کا یقین قوی رکھتے تھے
ادہیایے ۷ اسکند دہم بھاگوت کو ملاحظہ کیجئی لکھتا ہی کہ ستراجت اپنی استری سے کہنے لگا کہ ایکدن سری
کرشن نے مجھہ سے من مانگی اور مین نے ندی اس سے میری من مین آتا ہی کہ اوسنے میرے بھائی کو بن مین جاتے ہوے مارا
اور من لی یہہ اوسیکا کام ہی دوسرے کی سامرتھہ نہین جو ایسا کرے ستراجت کی استری نے اپنی سکھی سہیلی دائی
سے کہا کہ پرسین کو کرشن جی نے مارا اور من کو لیا وہ سب آپس مین بیٹھہ چرچا کرنے لگین ایک دائی نے یہ بات
سر کرشن کے رنواس مین جا سنائی یہہ سنتے ہی سبکے جی مین آیا کہ ستراجت کی استری نے یہہ بات کہی جھوٹ
نہوگی ایسی کہہ اوس وقت سے کرشن کو برا کہنے لگین انتہی ترجمہ للو جی کب آپنے سنی تمتحیہ لالہ گنپت راے ستراجت

نے جانا پس میرے بھائی کو سریکرشن نے تن کے کارن مار ڈالا ہی اور یہہ بات بسدیو جی اور بڑون سے
سنی اور سالے کرشن چند سے کہی ستراجت ایسی بات کہتا ہی جو تجہنے ایسا کار ج کیا تو تمہاری جوگ یہہ بات نہیں تھی
اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ستراجت خسر کرشن جی کے تو بالیقین اونکو چور اور رہزن یقین کرتے تھی علاوہ اونکے
بسدیو جی والد کرشن جی کے اور بڑے بڈہ اور مرد یا نخانہ سریکرشن اور جمیع اکابر و اصاغر معاصر کرشن چند جی
کے بھی اس درجہ پر اونکو معتبر اور دغا باز چور لٹیرہ پرواز جانتی تھی کہ بمجرد بیان ایک شخص یعنے ستراجت کے اونکے
دل میں ارتکاب اس جرم کا نسبت کرشن جی کے متیقن ہو گیا کہ اونکو برا کہنے لگی پس بقول لالہ جی کے ہمنے پوا نعم
کرشن جی چور تھی بابسدیو جی اور بڑی بڑی بڈہ معاصر کرشن جی کے کہ رکھراب کہ ہر کسو ہی گئی او نام ہرمن لا کہ سیاہ
دل اندر من ندہی سامنی آکر خود ہی انصاف سی فرما دین کہ آیا قول معاندین منافقین کا در باب الزامات کے
قرین قبول ہو سکتا ہی یا اعتقاد معتقدین مومنین اور اقارب اور عزیزون کا لالہ جی اگر کچہہ بھی شرم ہو تو ڈوب مرو
اور مصدقہ فاضل بت شکن پر اعتقاد واثق کرو ع جو ہر دوی اسلام ہے مقابل اوسیکی جو تی اوسیکا سر ہو آگے
بیہودانی لالہ جی کی بھی لائق بیان ہی لکہتے ہین کہ ادراک کیا جاتا ہی اس سی ظاہر ہے کہ اونکو معنی ادراک بھی معلوم
نہین اور یہہ بھی تحقیق سمجہو کہ ادراک متولہ فعل ہی ہی یا انفعال سی ترجمہ ادراک کا ہی سمجہنا کوئی صاحب عقل یہہ نہین
کہہ سکتا کہ سمجہنا کیا جاتا ہی مگر چونکہ دو عقل و علم دونوسی معذور ہین پس ایسی ایسی غلطیون مین مجبور ہین آگے اس سے
جو صفحہ ۲۰۱ و ۲۰۲ پر لالہ جی نے کچہہ عبارتین انداء افترا اپنی گہر سے پیدا کر کے آنکو منسوب مفسرین کیا ہی ہم
اونکا جواب بدینگی لالہ جی نے سخت بیحیائی اختیار کی ہی کہ عبارات مفسرین مین ہر جگہہ تحریف کرتے چلے جاتے
ہین اور ذرا نہین شرماتے **قولہ** بہر کیف او تعالی ہمیشہ حسب مراد محمد صلعم احکام نافذ فرماتا تہا انتہی جبکہ یہہ
ظاہر ہے کہ کوئی ارادہ رسول مقبول صلعم کا از راہ خواہش نفسانی نہ تہا جیسا کہ قران مجید مین ارشاد ہی اِنَّ
صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اس حالتمین مراد محمد صلعم کی عین مراد خداے اکبر و اعظم تہی پس اگر یہ

جو حکم نافذ ہوا حسب مراد محمد نافذ ہوا		**نظم** چون قضاے حق رضاے بندہ شد	٭	حکم اورا بندہ خواہندہ شد
بے تکلف نے پے مزد و ثواب		بلکہ طبع او چنین شد مستطاب	-	زندگی خود نخواہد بہر خود
نے پے ذوق حیات مستلذ		ہر کجا امر قدم را مسلکی است	-	زندگی و مردگی پیشش یکیست
بند کش خوبی و خصلت این بود		نے جہان را امر فرمایش رود	-	سیل و جوہا بر مراد او روند
اختران زان سان کہ او خواہد شوند		زندگی و مرگ سرہنگان او	.	بر مراد او روانہ کو بکو

آگے اس سے جو لالہ جی نے چند ورق یادہ سرائیون سی سیاہ کئی ہین اور عبارات تفسیر حسینی کا ترجمہ
از راہ دغا بازی کے برخلاف اصل عبارات کے لکہا ہی اور مجنونانہ ٹر ٹر لگائی ہے ایسی خرافات اور مفتریات

قابل جواب کے نہیں وایہ مناظرہ یہہ ہے کہ اول کوئی دعوی پیش کریں اور اوسپر دلیل مستند لاویں جب دو بیر غارت
ہواب مناظرہ کے بڑہا نکتے ہیں اور اپنی جی سی عبارتین بناکر منسوب تفاسیر کرتے ہیں پس ایسی یاوہ گوئیونکی
طرف متوجہ ہونا اپنی اوقات ضائع کرنا ہے اور ہمہ دانی لالہ جی کی اسی سی ظاہر ہے کہ آیت کریمہ کو مطبوعہ پر صفحہ
۲۰۲ کی سطر ۱۳ مین لکہا ہے اللہ یشہد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ والملائکۃ یشہدون اس سے ظاہر ہے کہ بوئی
عربیت بھی اونکے مشام جان تک نہیں پونچی پس جو کچہہ اونہوں نے دعوی قران کے سمجہنے کا کیا ہے محض خیرہ سری
اونکی ہے **قولہ** صفحہ ۲۰۶ فقیر راقم عارض مطلب ہے کہ اس آیت (لا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ) پر عمل آجتک
نہیں ہوا انتہی مجتہدین امت کی تفسیر مین اس آیت کے اقوال مختلف ہین اور مطابق اوسکی مقلدین ہر ایک مجتہد
کے عمل کرتے ہین امام نووی نے شرح مسلم مین لکہا ہے واختلفوا فی ان التسمیۃ واجب ام سنۃ فمذہب
الشافعی وطائفۃ انہا سنۃ فلو ترکہا سہوا او عمدا حل الصید والذبیحۃ وہی روایۃ عن مالک واحمد
وقال اہل الظاہر ان ترکہا عمدا او سہوا لم تحل وہو الصحیح عن احمد فی صید الجوارح وہو مروی عن ابن
سیرین وابی ثور وقال ابو حنیفۃ ومالک والثوری وجماہیر العلماء ان ترکہا سہوا حلت الذبیحۃ والصید
وان ترکہا عمدا فلا انتہی پس ظاہر ہوا کہ مذہب شافعی یہہ ہے کہ حکم تسمیہ کا استحبابی ہے حکم وجوبی نہیں ذبیحہ
مسلم عامدا بلا تسمیہ بھی حلال ہے اور ابن سیرین اور ابو ثور اور دیگر علماء ظاہر کے نزدیک متروک التسمیہ
عامدا اور ناسیا کسی حال مین حلال نہین اور ابو حنیفہ اور مالک اور سفیان ثوری اور جمہور علماء کے نزدیک متروک
التسمیہ عامدا حلال نہین اور ناسیا حلال ہے پس یہہ جو لالہ جی کہتے ہین کہ آجتک آیہ کریمہ پر عمل نہیں ہوا
صاف افترا ہے کیونکہ جس مجتہد نے جیسا حکم آیہ کا سمجہا ہے اوسنے اور اوسکی مقلدین نے آجتک اوسی پر
عمل کیا ہے مگر ہان یہہ قول اونکا دین ہنود پر وارد ہوتا ہے اسلئے کہ مکل اپنشد اتہربن بید مین لکہا ہے کہ شراب
پینا بدفعلی ہے انتہی حالانکہ اوسپر آجتک عمل نہیں ہوا شنکر دیوتا اور کرشن چندر اور بلرام جی اور چند شیکہر وغیرہ
اکابر ہنود کا شراب پینا مہابہارت اور بہاگوت سے ہمنے مواقع عدیدہ مین ثابت کردیا ہے اور آجتک بہت
اقوام ہنود شراب پیتی ہین اور اوسکو جائز سمجہتے ہین بید مین کئی جگہہ لکہا ہے کہ اپنی ہاتہون اپنی جان کا ہلاک کرنا
پانی مین اپنے تئین ڈبانا اور آگ مین اپنے آپکو جلانا اور برف مین گلانا ممنوع ہے دیکہو جابال اپنشد اتہربن بید حالانکہ
ہنود علے العموم بالاتفاق ستی ہونا اور برفستان مین اپنے تئین پونہچا کر گلا دینا اور دیگر اسباب ہلاکت کو راہ نجات
سمجہتے ہین پس ظاہر ہوا کہ اکثر احکام بید کے ایسے ہین کہ اکابر و اصاغر ہنود نے اونکو لغو سمجہکر کبہی اونپر عمل نکیا
قولہ قران مین مردار اور خون اور خنزیر کا ایک حکم ہے انتہی لالہ جی آپ زبان عربی سے جسمین قران نازل ہوا ہے واقف
ہی نہین پہر آپکا جہل مرکب ہے جو یہہ کہتے ہین کہ قرآن مین حیوان ہی جنین ہے دیکہو کسی ترجمہ قران کو اوسمین اسیطرح

مین کیا لکھا ہی اور جو خون قرآن مین مثل لحم خنزیر کا رکھتا ہی وہ دم مسفوح ہی علی ہذا القیاس جو چیزین کہ بعد
ذبح کے انکا کھانا ممنوع ہی وہ ایسی ہین کہ قابلیت ذبح کی رکھتی ہین اور ذوات الاوداج و اعناق مین سے ہین
اور طحال پس جو کچھہ آپنے زبان سرائی کی ہی آپکا جہل مرکب ہی **قوله** علماء محمدیہ براہ حماقت دو خون حلال بتاتے
ہین ایک سپرز دوسرا جگر اور بعضون نے تشش کو بھی اسپر قیاس کیا ہی انتہی ظاہر ہے کہ یہہ تینون چیزین از قسم
دم مسفوح نہین ہین بلکہ اطلاق دم کا بہی اونپر محض اندر ہی مجاز کے ہی ورنہ در حقیقت وہ خون نہین ہی چنانچہ
اہل فن طب سے ثابت ہی **قوله** ابوجہل وغیرہ کہتی تھی کہ محمد صلعم سے کسی بات مین ہم کم نہین ہین پس ہمپر کیون
وحی نازل نہین ہوتی انتہی مین حیران ہون کہ اس قسم کی یاوہ گوئیون سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہی اگر کفار ایسا کہتی
تھی تو انکی کہنی سے عظمت و نبوت مین محمد صلعم کے کیا خلل آسکتا ہی مگر یہہ طعن سر کرشن پر وارد ہی کہ بہت لوگ جو
ہندو دہرم تھے انہون سے کرشن جی کی تحقیر بہت سی زیادہ کی تہی اور سبہا پرو اسکند دہم بہاگوت کی دیکہو [illegible]
سسپال بہوپی زادہ کرشن جی کا بزبان حال قال مجمع عام مین کہتا ہی کہ بڑی منسن [illegible] ہی اور نند گوپال کے
کی پوجا بہی جسنے برج مین جنم لے گوال بالونکی جوٹھی چہاک کہائی تسی کی اس سبہا مین پوجا ہوتا ہی بہی [illegible]
جسنے گوپی اور گوالنون سے یہہ کیا آسیکو اس سبہا مین سب سے بڑا بنا دیا جسنے دودہ دہی ماکہن گہر گہر چورایی کیا
اوسیکا جس سب بے بل گا یا بٹ کہاٹ مین جسنے لیا دان اوسیکا یہان ہو استہان جسنے پتنا رسی سے چہل بل کر
کیا اوسیکی سب نے بتنگ کر پہلے تلک دیا جسنے برج مین سے اندر کی پوجا اوٹہائی اور پربت کی پوجا ٹہرائی ہیر پوجا
کی سب اٹہکہہ سے گرکے کہت نوا سے جاتی بس آپ ہی کہائی تو بہی اوسے لاج نہ آئی جسکی جات اور پات اور ماتا اور پتا
کل دہرم کا نہین ٹہکانا اسی کو اگلا اپنا سب کرنا انتہی یعنی بڑی بڑی مرتبہ والے بیٹہی ہین اور نند گوپال کے بیٹی یعنی
کرشن کی پوجا ہوتی جس شخص نے گوال بالون کی جوٹہن کہائی اس مجمع مین اوسکی پرستش ہوئی اور بڑائی جسنے
گوالنون اور گوپیون سے زنا کیا اوسکو اس مجمع والون نے مرتبہ بڑائی کا دیا جسنے دودہ دہی گہر گہر چورایا اور کہایا اوسکا
سب نے تلک کیا گا یا راہ گہاٹ پر جسنے بہیک اور خیرات لی اوسکو یہان لوگون نے بڑائی دی جسنے دتنا اور غریب سے
برائی عورتون سے حرام کیا اوسکو سب نے پہلے بڑائی کا انعام دیا جسنے اندر کی پوجا چہوڑائی اور پہاڑ کی پوجا
ٹہہرائی اور پہاڑ کے پاس جاکر سب جا کے سامان کو آپ کہایا اور اسپر بہی وہ کچھہ نہین شرمایا جسکی ذات پات
اور مادر پدر کی کچھہ تحقیق نہین ایسی مجہول النسب کو بڑا جاننا بہلا ترین عقل کی نہین غرضکہ جب دسنی ایسی ایسی
سو عیب کرشن جی کے مجمع عام مین بیان کرکے حاضرین مجلس اور خود کرشن جی کو لاجواب کیا اور واقع مین جو کچھہ
اوسنے بیان کیا تہا امر واقعی تہا جواب اوسکا کیا ہو سکتا تہا پس جواب تو اوس کی بن نہ آئی مگر زبان خنجر سے سر
تنا غیر ہوتی اور اس بیگناہ [illegible] کو اکیلا کر کے قتل کیا پھر یہہ بات بنائی کہ اسکی مان سے مین نے یہہ عہد کیا تہا کہ

یہہ مجکو سنو انکو لیا ان دیگا تب مین اسکو مار ڈالونگا پر ارفیق کرشن جی کا جو بھیم لیسپر کنتی عمہ زاد اونکا تہا خود اوسکی
زبان سے اوسنے اونکو دریافت کیجئے ہر طرحکے عیوب اونکی بہر روا اوسنے بیان کیئے ہین چنانچہ ادہر ہمنے یہا بہارتکے
اونکو نقل کیا ہے اور سر کرشن نے بہی اونکو تسلیم کر لیا ہے دیکہو آغاز اسمید پرب مہابہارت کا **قولہ** تبیان مین
نقل ہے انتہی ہم لالہ جی کی افترا پردازی بہت دیکہہ چکے ہین جبتک وہ عبارت کتاب کی یا ترجمہ معروفہ کی عبارت
بلفظہ نقل نکرینگے ہم اونکو جواب نہ دینگے اور ترک کرنا نقل عبارت کا جو لالہ جی نے اپنا شعار ٹھہرایا ہے اس سے
صاف افترا اور خیانت لالہ جی کی واضح ہے کہ اپنی طرفسے عبارتین بنا کر منسوب طرف کتب اہل اسلام کے کرتے ہین
قولہ پس خدا نے محمد نے اپنی ذمہ سے ترجیح بلا مرجح ساقط کرنی چاہی انتہی بہت دیر ہوئی تہی کہ لالہ جی بوالہوسی کو
کام مین نلائے تہے اور بحث عقلی سے پیش آئے تہے یہان بحث ترجیح بلا مرجح کی اونہون نے شروع کی
یعنی محمد صلعم کو کیون نبوت عطا کی اور بعض کفار جو اپنے تئین افضل محمد صلعم سے کہتے تہے اونکو خلعت نبوت کیون
نہ عطا ہوا پس ہم اونکی جہالت کو ظاہر کرتے ہین کہ لالہ جی جو از راہ بیوقوفی کے خدایتعالی کے کام مین ترجیح اور
مرجح کو درمیان مین لائے ہین وہ یہہ تو فرما دین کہ جو علل و وجوہ ایجاد اور پیدا کرنیکے علم باری تعالی مین
ہین آن تک ذہن ناقص لالہ جی کا پہنچ سکتا ہے یا نہین اور کارہای باریتعالی کیواسطے علل خارجیہ ضرور ہین یا نہین
ہم لالہ جی سے دریافت کرتے ہین کہ جن موجودات کی ازلیت کے لالہ جی قایل ہین وہ موجودات دو حال سے
خالی نہین یا واجب الوجود ہین یا ممکن الوجود شق اول تو از روی تصریحات بیدون کے بہی باطل ہے حتی کہ
صاحب تحفۃ الاسلام بعض اعیان کے وجوب وجود کا از راہ حماقت کے قایل ہوا ہے مگر وہ قول اوسکا خود اوسکی
تصریحات سے باطل ہے رہی شق ثانی اوسپر ہم یہہ کہتے ہین کہ ہرگاہ بحالت امکان وجود انکے وجود و عدم دونون
ایکدرجہ مین ہین پس وجود اونکا از پے تقریر لالہ جی کے ترجیح بلا مرجح ہے جسنے لالہ جی کو بارہا منع کیا ہے اور پر
کرشن گیتا کے حوالہ دیا ہے کہ نون تیل کا بیچنا جو آپکا کام ہے اوسیکو ذریعہ معاش کا ٹھہرائیے اور علوم عقلیہ مین
مداخلت نفرمائیے مگر اونکو سر کرشن جی اور ہماری نصیحت پر دہیان کب ہے یہہ بہی ایک اثر جہل مرکب ہے اور اس
بحث مین تو اگر کچہہ بہی دلمین انصاف کرینگے تو معلوم ہو جاویگا کہ وجوہ ترجیح از قسم اخلاق و صفات قدسیہ
کے جو جناب رسالت مآب صلعم مین موجود تہی اور کسی مین موجود نتہی چنانچہ وہی لوگ خود اسکی معترف تہی چنانچہ
ہرقل شاہ روم کے سامنے اونہون نے مجمع عام مین اسپر اقرار کیا تہا ان مال و متاع مین بعض لوگ اپنی مثل یا زیادہ
بتاتے تہے سو اس زیادتی کو کچہہ حصول نبوت مین مداخلت نہین **قولہ** قریش قران کو افسانہ بتاتے تہے اور
حضرت کو دیوانہ ٹھہراتے تہے انتہی لالہ بفرور سخت جعل از تیرہ روزی ہی یہہ نہین سمجہتا کہ مخالفین جہلا کے
اس قسم کے افسانہ جات واہیات سے افسانہ ہونا قران کا اور دیوانہ ہونا رسول رحمن کا کسی طرح ثابت نہین

ہوتا اگر یہی بات ہے تو لالہ جی سے بعید ہے کہ یہ بھی جھوٹا تصور فرماوین کیونکہ بجز ہنود کے اور سب اہل ملل اوسکو قصہ کہانی
جگہ خرافات وہ نہیں کہتے ہین بلکہ اکثر ہنود بھی مثل برہمان سبہا برہمو وغیرہم اوسکو کلام ربانی نہیں جانتے علے
ہذا القیاس اکثر مقامین کرشن کرشن کہنا سن [illegible] تعبد کرتے تھے اور اونکی اعمال [illegible] اور سب نے الزام
دہرنے تھے مہادیوا اور اندر جو اکابر دیوتا ہین بہت بار بار مقابلہ آئے بسکیم نامہ جو ہری مشہور ہین پرسرام
سامنے مقابل ہو کر پرسرام جب غضبناک لالہ جی ہین کہ مہین خدا ہین رام چندر کو بروقت توڑنے کمان کے کیسا سخت سست
کہا لچھمن جی نے پرسرام کو کلمات زجر و توبیخ سے اوسکا غرور بدیا اور اوسکی ہاتون لیا غرضکہ ہزارہا واقعات اور
حکایات ایسی ہین کہ اگر لالہ جی اپنے اس قول کی صحت پر اصرار فرماوینگے تو اوسکی بنا پر اپنی ملت و مذہب سے
یکدست ہاتھ دہو بیٹھینگے **قولہ** قریش مثل قران درمیان لا سکتے تھے بلکہ اوس سے بہتر بنا سکتے تھے تھی
صریح جھوٹ ہے ہرگز ایسا نہیں کر سکتے تھے اگر کر سکتے تو ذلت و خواری اور قتل و اسیری کیون گوارا کرتے
ایک سورہ ایسی بناکر سب ذلتون سے نجات پاتے مجرد کہدینے کفار سے کہ ہم قران کی مانند کہہ سکتے ہین یہ
بات لازم نہین آتی کہ وہ ایسا کہہ سکتے تھے ایسا تو بہت کذاب مفتری دعوی باطل کر سکتے ہین خود لالہ جی بھی
تو قریب قریب اوسکی ہرزہ سرائی کرتے ہین مگر ابتک کوئی بیہودہ سرا باوجود دلائل و کلام بیہودہ کے ایسا
کہہ سکا پس ظاہر ہوا کہ اونکا یہ قول بھی مانند ہرزہ سرائیون لالہ جی کا تھا والکفر ملة واحدة ۵ چنین
بیہودہ گوئی میتوان گفتن اگر تو توبہ نداری بگو ور قدرتے داری بیار **قولہ** خدا تعالی ایرادین تصدیق
قران سے لاچار ورنہ اختیار تھا انتہی اول تو یہ ہدانی لالہ جی کی قابل لحاظ ہے کہ مدلول اس قول کا یہ ہوا کہ خدا
تعالی لاچار ورنہ اختیار برہان تصدیق قران لایا حالانکہ یہ امر دعوی باطلہ مفتریہ لالہ جی کی سراسر خلاف ہے
یہ تو ایک ہدانی لالہ جی کی تھی کہ وہ تتبع قوافی مین بے اختیار ہو جاتے ہین اور مطلب یا لیس جو کچھ دلمین سما جاتا ہے زبان پر
لے آتے ہین اور باعث اسکا بے علمی اور جہالت علم معانی و بیان سے ہے اب ہم اصل مطلب پر توجہ کرتے ہین برخلاف
اور براہین تصدیق قران کے خود قران ہی برہان تصدیق قران ہے ع آفتاب آمد دلیل آفتاب ۔ دیکھو تیرہ سو
برس گذرگئے جب سے یہ دعوی چلی آئی وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَ
ادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي
وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ اگر تم شک مین ہو اس کتاب سے جو ہم نے اوتاری اپنے بندہ پر تو لاؤ ایک
سورہ مانند اسکی اور بلا لو اپنے مددگارون کو خدا کے سوا اگر ہو تم سچے پس اگر نہ لاؤ اور ہرگز نہ لا سکوگے تو بچو
اوس آگ سے کہ جسکی ایندہن ہین آدمی اور پتھر الایة آجتک کوئی مثل اوسکی نہ بنا سکا پھر کہئے کہ آپکو اوسکی صحت مین
کیا شک رہا اور اس سے زیادہ کیا دلیل ہوگی کہ اہل عرب باوجود سعی بلیغ مشرکین اور منافقین یہود کے کافی

اور واقعی ہے **قولہ** جسوقت نضر بن حارث طالب نزول عذاب و بارش سنگ ہوا تھا کیونکر اوتعالی نے قریش پر سنگ
برسایا اور کسواسطے عذاب نازل فرمایا انتہی لالہ جی کی حماقت ہے جو ایسا فرماتے ہین ظاہرا ازراہ بیوقوفی کے وہ سمجھتے
ہین کہ خدا تعالی تابع خواہش بندون کا ہی جسوقت جیسا کچہہ وہ چاہین خدا تعالی پر واجب ہے کہ مطابق انکی طلب
کے وہ وجود مین لاوے لالہ جی یہہ آپکی حماقت نضر بن حارث کی جہالت سے بھی بدرجہا زائد ہے اُس کمبخت نے وقت
نزول عذاب کو معلق اور صدق قرآن کے ازراہ حسد کیا تھا آپنے ازراہ فرط عناد و قساوت قلبی کے حکمت کاملہ
کو اپنی جہالتون کا تابع ٹھہرایا تشابہت قلوبہما والکفر ملۃ واحدۃ پھر اگر آپنے اس استدلال کو بہت صحیح سمجھے
ہین تو اس سے انحراف نکیجیے بہت آدمی آج ہی آپکی خدمتمین حاضر ہوکر یہی کلمات نسبت بیدون کے زبان پر
لاوینگے اور اگر اوپر پتھر نہ برسے یا عذاب اوپر نہ نازل ہوا تو آپکو تسلیم کرنا پڑیگا کہ بید آپکے سب جھوٹے ہین
قولہ تفسیر حسینی مین ہے کہ قریش نے حضرت کو دق کر دیا اور بار بار دریافت کیا کہ کب عذاب آویگا محمد صلعم
نے جواب نہ دیا پس ایزاد بولے کہ جبرئیل سورہ یونس کی آیہ لایا ہے قُل لا املک لنفسی نفعاً ولا ضراً الا ما شاء
اللہ الآیہ حاصل آیہ یہہ ہے کہ ای محمد کہدو کہ کسیکا نفع و نقصان میرے قبضہ مین نہین بلکہ اختیار خدا مین ہے ہر چند کہ یہہ
ترجمہ عبارت تفسیر حسینی کا نہین ازراہ افترا [illegible] بنایا ہے مزید بران یہہ کہ بجائے لنفسی کے لنفس لکھا
ہے اور ترجمہ آیہ کا سراسر غلط کیا ہے مگر ہم اصل مدعا مین گفتگو کرتے ہین کہ یہ ظاہر ہے کہ کفار وقت حلول عذاب
سے استفسار کرتے تھے اور واقع مین یہہ بات ہے کہ عذاب کا پہنچنا وقت مناسب پر پیغمبر کے اختیار مین نہین بلکہ
امر صرف خدا کے اختیار مین ہے پس جو کچہہ جواب اسکا موجب آیہ کریمہ اور حکم خدا کے دیا گیا اوسمین قباحت
اور اعتراض کیا ہی تعیین یعنی آگاہ کرنا اوپر وقت معین حلول عذاب کے ایسا نہین ہے کہ جسکو واسطے نبوت کے
ہو اور نہ اوپر سعادت و شقاوت مبنی ہے پس اگر اسوقت معین سے آگاہی نہ دیگی تو لوازم رسالت مین کچہہ خلل
نہین آتا ہاں اب فرمایئے کہ جو کچھ ادھیائی گیارہوین اسکندہ مین بہاگوت کے مرقوم ہے کہ ایکدن سنکوادک نے برہما
سے پوچھا یہہ من اندریون کے نشے مین لپٹ ہو رہا ہے کون سی اپاد سے چھوٹے سو برہما کو اوتر نہین آیا اور
سنت کنوار ہستکر اُٹھان کر راپت ہوا اور برہما کو لجا ہوتی اور نارائن کا سمرن کرا اُس سمے سری نارائن نے
ہنس روپ دہارن کر کے سنت کنوار کو گیان اپدیش کرا تہی یعنی سنکوادک نے ایکروز برہما سے پوچھا یہ دل جو خوا
کی خواہشون مین مبتلا ہو رہا ہے کس طریق سے الگ رہا ہووے برہما کو کچھ جواب بن نہ آیا اور سنت کنوار ہنسا اور بکبک مین آ
اور برہما کو شرم آئی تو نارائن کی یاد کی اُسوقت نارائن نے ہنس کا روپ بنا کر سنت کنوار کو گیان سکہایا
پہر ادھیائے ۱۳ اسکندہ ۱۱ بہاگوت مین بہی یہ قصہ اسی تفصیل سے مرقوم ہے سنت کنوار نے برہما سے پوچھا کہ مین
حیرت بہت سے کرتے اور کتنا بھی سمرن کر رہی پر یہہ من کبہی کسی نہین چھوٹتا سیو کس کا بہتر نرالا ہو یہ برہما سے

کچھہ اوتر نہ آیا اور سنت کنوار بہت ہنسا اور برہما سے کہا مجھکو سارے تو بڑا کہتے ہین تو میری بات کا اوتر کیون نہین دیتا
اور سبھا مین جو اور دیوتا تھے وہ بھی ہنسے اور برہما اپنے من مین بڑا لجت ہوا اور ہردے مین میرا دھیان کیا ہے اور جب
مین ہنس روپ دھارن کرکے برہما کی سبھا مین آیا سنت کنوار مجھہ سے بولا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا اور کیا
تیرا نام ہے اور کیا برن ہے مین بھی اپنے من مین سچا را سنت کنوار کو بڑا گھمنڈ ہو رہا ہے دوا دسکا نروار کیجیے
سو مین نے سنت کنوار کو اوتر دیا کہ مجھکو کچھہ گیان اور بدھ نہین ارے پانچ تت کرکے ساری سریر مین تیرا بھی اور
میرا بھی کچھہ تیرے میرے مین کیا بھید ہے اور جو تو یہہ کہے کہ آتما نرالی نرالی ہے تو مین جانتا تو بڑا مورکھہ ہے یہ آتما
جو تیرے مین ہے سو میرے مین ہے اور ساری سرشٹ مین بھرپور ہے دوسرا کون ہے جسکا تم نام پوچھتے ہو اور جو سنتکنوار
اسبات مین بڑا لجت ہوا الغرض کرشن جی فرماتے ہین کہ سنت کنوار نے برہما سے پوچھا کہ مین نے تیرت بہت کئی ہین اور
بہت کتہا سنی لیکن دل رنج سے نہین چھوٹتا سو کس طریق سے چھوٹے برہما سے کچھہ جواب نہ آیا اور سنت کنوار بہت ہنسا اگے
برہما سے بولا کہ مجھکو ساری برا کہتے ہین تو میری بات کا جواب کیون نہین دیتا اس محفل مین جو اور دیوتا بیٹھے تھے
وہ بھی ہنسے اور برہما اپنے دل مین بہت شرمندہ ہوئے تب مین نے ہنس روپ بنایا اور محفل مین آیا سنت کنوار مجھہ سے کہنے
لگا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور تیری قوم نام کیا ہے مین نے بھی اپنے دل مین سوچا کہ سنت کمار کو بڑا غرور ہوا
ہے اسکا غرور دور کیجیے سو مین نے سنت کنوار کو جواب دیا کہ مجھکو کچھہ علم و عقل نہین ارے پانچ عنصر کرکے سب اجسام
ہین تیرا بھی اور میرا بھی کچھہ تجھہ مین اور مجھہ مین فرق نہین اور جو تو یہہ کہے کہ روح مین جدی جدی ہین تو تو بڑا بیوقوف
ہے ای سنتکنوار جو پرماتما تجھہ مین ہے سو ہی مجھہ مین ہے اور وہی سب مخلوق مین ہے دوسرا کون ہے جسکا تم نام
پوچھتے ہو سنت کمار اس بات سے بڑا شرمندہ ہوا الغرض لی جناب لالہ اندرمن صاحب آپنے حکایت اپنے پیغمبر برہما
جی کی دم بند کرنا اسکا نام ہے جیسا سنت کنوار نے برہما جی کا کیا منقصت رسالت اس سے زیادہ اور کیا ہوگی
یعنی جس کام کی تعمیل کیواسطے انبیا بھیجے جاتے ہین وہی ہے جو سنت کمار نے برہما سے دریافت کی تہی جیسا
ہے آپکے پیغمبر پر کہ جسکام کیواسطے بھیجے گئے تھے اسکا بھی انجام نہو سکا اور بسبب جہالت کے جواب نہ آیا اور اپنے تئین
انہون کہ سنت کنوار اور دیوتاؤن کا بنایا اور انکی نالیاقتی خود ذات مقدس کو بہگتنی پڑی کہ صورت کون و فساد اختیار
کرکے ہنس کی شکل بنکر خود تشریف لائے اور مطالب تفسیر سنت کنوار کو سمجھائے ہے ۵ وزیری چنین شہریاری چنان
تو جہان چون نگیرد قراری چنان ہو شاہ چون فرعون وہامان نش وزیر ہر دو را نیز وزیر بختی گزیدہ علاوہ ان
امور کے اسکند و ہم بھاگوت مین انہین سنت کنوار کو جو تمہارا اوتار قرار دیا ہے اور دوار کی نسبت آپنے تحفۃ الاسلام اور دیگر
رسایل مین لکہا ہے کہ وہ روح حیوانی اور انسانی اور نباتی سے مبرا ہین خود مبدء کل او انکو اجسام مین بروز فرماتے ہین
یہان سے وہ سب تضیا مین آپکے باطل ہو گئے سوال جواب کرشن جی او سنت کنوار کے متعلق علم و عقل کے ہے کا مورد

ہے مین کرشنجی یہان عناصر اور روح کو بیک نمط اپنے اور جسیم مخلوقات کے ساتہہ متعلق بیان فرماتے ہین تعلق پرتما کا اپنے اور جملہ مخلوقات کے ساتہہ ایکطور پر ظاہر کرتے ہین حالانکہ یہہ امر سراسر آپکے بیان کے خلاف ہی کرشنجی سنت کنوار کو متکبر اور نہ علم اور بیعقل فرماتے ہین کیا وہ مبدء کل جسنے جسم سنت کنوار مین بروز فرمایا ہوا احمق اور بیعلم تہا اور یہہ مبدء کل جسنے جسم کرشن مین بروز کیا تہا صاحب عقل اور صاحب علم تہا کیا آپکے نزدیک وہ ذات مبدء کل ہو سکتی ہین یا ذات واحد مبدء کل علم اور بیعلمی اور عقل اور بیعقلی کے ساتہہ متصف ہو سکتا ہی جناب لالا اندرمن صاحب آپ نے اہل اسلام سے مباحثہ فرماکر اپنی ملت کی بہت رسوائی کرائی ہمنے رسایل سابقہ مین جناب مین عرض کیا تہا کہ اگر زبان بند رکہوگے تو جسقدر ہم لکہہ چکے ہین اس سے زیادہ آپکو رسوا نکرینگے مگر آپ باز نہ آئے اور دفتر اپنی رسوائی کے کہلوائے اب بھی اگر باز آوگے تو بہت سی فضیحت سے بچ جاوگے ورنہ بہت پچتاوگے اور زیادہ پشیمانی اوٹہاوگے ہمنے بہت باتین آپکی ملت کی کتب مین ایسی پائی ہین کہ ہنوز معرض بیان مین نہین آئی ہین اگر آپ زیادہ طول دینگے تو ہم بھی کوتاہی نکرینگے ع مصلحت پردہ دری ہین نہین ورنہ صاحب ؂ آپکے گہر کے ہین اپنی ہی نظر مین سوراخ ؂ قوله الغرض حضرت نے مسلمانونکو معصیت پر دلیر کیا اور اس آیت کا حوالہ دیا کہ نماز کفارہ گناہ ہے انتہی یہان لالہ جی ازراہ بوالہوسی کے آیت قرآن مجید پر معترض ہوئے ہین اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ یعنے حسنات کہو دیتی ہین سیات کو حالانکہ یہہ کلمہ مسلمہ جملہ صاحبان عقل کا ہے اور ہنود کو تو اوسکی تسلیم مین کچہہ عذر نہین ہو سکتا کیونکہ تصدیق اوسکی خود کتب معتبرہ ہنود سے واضح ہی بارہوین پرب مہابہارت مین مرقوم ہی گناہان عظیم کہ از تو سر زدہ باشد علاج آن آنست کہ بدعا استاد و بید و مادر توسل جوئی و خوشنودی ایشان خواہی بطفیل ایشان ہر طور گناہ کبیرہ کہ باشد امید چنانست کہ رفع گردد و شایستہ بہشت شوی انتہی اسکند ششم بہاگوت مین لکہا ہے کراچی کر موان سے پاپ نشٹ ہو جاتے ہین پر بات یہی ہی کہ اوس سے پیچہے کہونٹی کرم نکرے یعنی حسنات سے سیئات دور ہو جاتے ہین مگر یہہ بات ہی کہ پہر مرتکب سیئات کا نہو مگر اپنکے اتہرون بید مین ہی کہ جو اس اپنکہد کو پڑہے اور سمجہے اور اوسپر عمل کرے وہ آواگون کے بندہن سے مکت پاوے انتہی اوہیای ۳۳ بہاگوت کی اسکند دہم کی جسمین بیان معاشرت اور زناکاری کرشن جیکا بہت مفصل مرقوم ہی خاتمہ پر آن حکایات طرب انگیز کے لکہا ہی کہ یہہ کتہا پنچ اوہیای جسمین راس کریا برنن یہی ہی پرم پونیت ہی جو کوئی من اور چت کو لگاکر کے سرون کرے اوسکی کروڑ جنم کے پاپ نروت ہو جاوین اور پورن بہگت اور مکت پد کا ادہکاری ہووے انتہی یعنی جو کوئی اس ادہیا کو جی لگا کر سنیگا کروڑ جنم کے پاپ اوسکے جاتے رہینگے اور پورا عابد ہو کر نجات کے لایق ہو جاویگا لالہ جی تمکو شرم نہ آئی کچہہ تو شرماؤ اور حیا کو کام مین لاؤ غور تو کرو کہ جب ایسے فحش قصہ کہانی جنکا زبان پر لانا عقلا نے معیوب جانا ادنکا سُنانا باعث نجات ابدی اور کفارہ کروڑ جنم کے گناہون کا ہو جاوے پہر تم کس منہ سے حسنات کے کفارہ ہونے

ہزہ فرزند ہو سکتی جیسا دہیا ہی ۹ کاشی کہنڈ اسکند پوران مین ہی کہ از شنیدن این ادہیا گناہ کبیرہ یعنی کشتن برہمن
او گاو و مادر و زن و طفل و انداختن حمل و دزدیدن طلا و خوردن شراب و برہمن و زنا بزن استاد یعنی گرو
و مانند آن و خوردن غذای ممنوعہ ہمہ دور شوند انتہی ادہیاء ۲ مین اوسیکی مرقوم ہی کہ بطور پرستش کردن ترلوچن
لنگ گناہان سہ جنم پاک می شوند ہر کہ برہمن و ماد گاو و زن را کشتہ و طفل را کشتہ و شراب و دیگر ممنوعات خوردہ و
بزن پیر و برہمن و زن باکرہ و زنا کردہ و آتش بخانہ غیر مردم زدہ و کلائق ہیوجب رنج رسانیدہ و از ایمان خود برگشتہ
و طریق ناحق مشناسان پیش گرفتہ این جمیع گناہان محض از یکدفعہ پرستش ترلوچن جیو دور شوند ادہیا ۹۳ مین مرقوم
ہے کہ ہر کہ دیدار ابمگتیشر لنگ مہادیو یافتہ از گناہان سہ جنم فراغت یافتہ و باز از تناسخ نجات یابد و ہر گاہ نام
این لنگ بر زبان آرد گناہان دو جنم سوختہ شوند و ہر گاہ نام این بگوش رسید گناہان یک جنم او سوختہ شدند انتہی
ایسے ہی کہوں گی حال لنگ دیوکلان لالہ اندرمن سرپرست ہندوان ہم کیش اہر مثال ذری تمنہ تو سانسی کرین
کیون صاحب الت مہادیو کو تو آپکے رسول جسے یہہ پران منقول ہی یعنی برہماجی کے نزدیک ایسی مقبول ہووی کہ
اوسکے ذکر و دیدار و تصور کو گنہ زن و مرد علاوہ بہتان حظوظ جسمانی کے بارہ کفارہ عیوب روحانی بھی تصور فرمایا
جاوی اور حسنات آپکو ایسی بری لگین کہ اونکو کفارہ ہونے پر آپ لب اعتراض کہولین بیشک لعنت خدا کی غیرت
ہو تو دیجے مرد و غور کرو تو یہہ مقولہ آپ کا آپکے اکابر پر طابق النعل بالنعل صادق آتا ہی مردوں اور عورتوں کے
واسطے آپکی ملت کی کتابین معاصی سے بہ عین کہ اوسکو سنکر اور مہادیو جی کی آلت کا اور تمین تصور کرکے حظ نفسانی
مین اگر جو چاہین کرین اور کراوین اور انہین معاصی مہیہ کو شفای اسقام ذنوب عیوب ٹہہراوین قعر برین بیحیائی
ولعنت برین رسوائی ع بیحیا باش ہرچہ خواہی کن ؛ **قولہ** صفحہ ۱۱۳ صحیح بخاری و مسلم مین روایت ابی ہریرہ
کا حاصل یہہ ہے کہ موسی نے جناب باری مین عرضکی الخ خلاصہ اس بیہودہ سرائی کا یہہ ہی کہ موسی نے ایک چیونٹی کے
کاٹنے کے سبب بہت چیونٹیوں کو جلا دیا مگر تم از بس بیحیا اور سراپا افترا ہو گئے ہو تمکو جہوٹ بولتے کچہہ شرم نہین آتی
بتاؤ کہ بخاری اور مسلم مین یہہ مضمون بنایا ہوا تمہارا کہان ہی تم پر خدا کی مار ہی اور نیک لوگونکی پہٹکار نکلے بموجب
قصہ بیاہ بید کے تم خود جہنم مین گئے اور اپنی ۲۰ پشت کو ہمراہ لیا خوب کپوت پیدا ہوئے کہین تو شرمایا کرو آخر تو
آدمی کہلاتے ہو آدمی کا یہہ کام نہین کہ ایسی بیحیائی اختیار کرے **ہ** آخر آدم زادہ آپنا تملف نہ چہتہ
پیدا ہی تو ایسی راہ شرف کو اور ذری مہابہارت کو دیکہو آپکے اکابر نے ایک چہوٹے سانپ کیواسطے کسقدر سانپونکو
مارا کرشن جی نے تہوڑی سی بات پر ایک جنگل وسیع جلا دیا اور ہزارون جانداروں کا خون اپنی گردن پر لیا
ذری آنکہ گریبان مین منہ ڈالکر دیکہو تم کس منہ سے اوروں پر معترض ہو سکتی ہو جس بنا پر جہان کہین تم اعتراض کی
زبان پر لاتے ہو اس سے ہزار چند زیادہ الزام اوٹہاتے ہو **قولہ** صفحہ ۲۱ بیان سے وہ عقیدہ مسلمانوں کا باطل

ہوتا ہی کہ بعثت محمد صلعم ہدایت عام انام کے لئی ہی انتہی لالہ سیفروز کی حماقت قابل غور ہی از راہ نادانی اس آیت مبتکہ
وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ الایہ استدلال اوپر بطلان عقیدہ مبرہنہ کے کرتا ہی اس احمق بیغرض
سے کوئی پوچھی کہ اس آیت مین کونسا کلمہ ہے کہ اوسکی قول کا موید ہی معنی آیت کے یہہ ہین کہ نہین بہیجا ہمنی کوئی
نبی مگر اوسکی قوم کی زبان مین تاکہ بیان کری اونکی لئی اس سی یہہ کسطرح ثابت ہوا کہ وہ نبی غیر قوم کیواسطی مبعوث
نہین مگر حق یہہ ہی کہ لالہ بیخرد فن مناظرہ اور بیزار ان سی جاہل محض اور مالیخولیا مین مبتلا ہی پس جیسا کچھہ وہم خیالی
بندہجاتا ہی زبان پر لاتا ہے ؎ سگی را اگر کلوخی بر سر آید ؛ ز شادی بر جہد کاین استخوانیست ؛ اگر نعشی دو کس
بر دوش گیرند ؛ لئیم الطبع پندارد کہ خوانی ست ؛ **قولہ** صفحہ ۲۱۳ سطر ۱۳ کالشمس فی الوسط السماء انتہی
بس ہمارے جناب لالہ اندرمن صاحب آپ تو بہت سرگرم دعوی عربیدانی تھے یہہ فی الوسط السماء کیا ترکیب ہے
آپکے اس قول سے آپکی ہمہ دانی بازار ہی ظاہر ہوئی بہتر یہہ تہا کہ چند روز اور بہی اہل اسلام کی کفش برداری اختیار
کرتے اب تو آپ از ان سو رانده و از ین سو درمانده خزی الدنیا والاخرہ ہوگئی ؎ گئی دو نوجوان کے کام
سے تم نہ ادہر کے ہوئی نہ اُدہر کے ہوئی ؛ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوئی نہ ادہر کے ہوئی ؛ آگے **قولہ** صفحہ ۲۱۶
اس آیت سی کئی امر مفہوم ہوتے ہین انتہی یہان از راہ جہل مرکب کے لالہ جی اس آیت مین بحث کرتے وَلَا تُكْرِهُوا
فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ یعنی
نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو اوپر بری کام کے اگر وی ارادہ کرین عفت یعنی بچنی کا اور جس شخص نے کہ مجبور کیا اونکو پس
خدا تعالی اونکے مجبور کرنے کے بعد بخشنی والا ہی اور رحیم ہی الایہ لالہ جی یہان کہتی ہین کہ اس آیہ سی کئی امر مفہوم
ہوتے ہین اول آنکہ بانی قرآن ایسا بیہوش تہا کہ جبتک حکایت بشناعت زنا خدمتمین حضرت کے نہ آئی اُس بیچارہ
نے اطلاع نپائی انتہی ہم اس بارہ گوئی لالہ جی کا جواب کئی جگہہ اوپر لکھہ چکے ہین قطع نظر اوسکی لالہ خیرہ دل نے
بہلا ہر کہان سی مستنبط کیا کہ اُسوقت تک اطلاع نہوئی اگر لالہ حماقت شعار کے ذہن نا بکار مین یہہ ہی کہ وقت اوحدائ
سی بیشتر موجبات حکم پر حاکم حقیقی کا مطلع ہونا محال ہی تو اس مقدمہ باطلہ حماقت آمیز پر کچھہ دلیل بہی پیش
کرین ورنہ ایسی لغویات بلا دلیل تو پہ ہجاجی کی بہی اہل نظر کے سامنی سراسر حقیر و ذلیل ہین لالہ جی کے قال و قیل
کی تو کیا وقعت ہی مگر چونکہ مقدمہ مسلمہ لالہ جی کا ہی اور اسپر بنائی حجت ہی لہذا ہم یہہ کہتے ہین کہ یہہ تمام دہرم شاستر
ہنود کا منے اصل محض اور خدا کی طرف سی نہین کیونکہ برہدارن اپنکہد یجر بید مین ہی کہ جب برہمانے یہہ دیکہا کہ بادشاہ
اختلاف رای سی انتظام عالم کا نہین کرسکتی تب دہرم شاستر پیدا کیا انتہی پس لالہ جی کا متہو کا لالہ جی کے منہ مین آیا کہ بانی
دہرم شاستر ایسا بیہوش اور حق فراموش تہا کہ جبتک بشناعت اختلاف اوسکی مشاہدہ مین نہ آئی اُس نادان
ناعاقبت اندیش نے کچھہ اطلاع نپائی تیتری اپنکہد یجر بید مین ہی کہ برہسپت دیوتون کا گرو دہی اوسنی اپنی صورت

زہرہ کی بنائی اور اسرؤنکو علم اور دیا کی ترتیب کی اور اثر ذنکو سچ کو جہوٹ اور جہوٹ کو سچ سمجہایا غرضکہ اس
ترکیب سے اثر گمراہ ہو گئے اسواسطے منع ہی کہ کوئی قصہ اور کہانی نہ پڑہے جسکا سر اور پیر نہین انتہی پس بموجب
مقدمہ مسلمہ لالہ جی کے لازم آیا کہ بانی بید مانند بید کے ایسا خشک مغز تہا کہ جبتک فہم قصہ بر سبب کا معائنہ
کر لیا تب تک تحریم سماعت قصص و حکایات واہیہ کا اور اونپر عمل کرنے کا حکم ندیا تہا بہارت اور جوگ بششٹ سے
ہم سوط الجبار مین ثابت کر چکے ہین کہ پہلے شراب برہمنون پر حلال تہی بعد واقعہ کنہ کے جب جنون نے کاتر کنہ
کو شراب مین ملا کر شکر کو پلا دیا تب سے یہہ حکم ہوا کہ شراب برہمنون پر حرام ہی اور آیندہ جو برہمن شراب پیوگا
اوسکے اعمال حبط ہو جاوینگے پس بموجب اصول موضوعہ لالہ جی کے لازم آیا کہ شارع ملت ہنود ایسا جاہل و غافل
تہا کہ تا وقوع واقعہ شکر دیوتا اور کچہ کے اوسکو قباحت شراب نوشی کا کچہہ اصلا علم نتہا اسکند پران کاشی کہنڈ
مین ہی کہ جب رانیان معبود ہنود کی ساخت کو دیکہکر متزلزل ہو گئین اور نارد نے اس واقعہ شنیعہ کی معبود ہنود کو خبر
کی تب حکم زوال حسن و جمال ساخت کا نافذ ہوا پس بقول لالہ جی خدائے مفروض ہنود ایسا بیخبر اور سلیم ہی کہ جبتک
ایک فعل شنیع کی خبر اوسکو نارد نے نہ پہونچائی تب تک اوسنے اطلاع نپائی اور پیشتر سے کچہہ تدبیر نفرمائی غرضکہ اس
قسم کے واقعات بہت ہین اگر مفصل لکہون تو ایک کتاب مجلد چاہیئے لہذا چند واقعہ پر اکتفا کیا **قولہ** دوم وردو
آپ نے پہلے اہل اسلام اپنی کنیزین زنا کیواسطے دیتے تہے انتہی لالہ جی اردو بہی بہول گئے یہہ کس زبان کا محاورہ ہی کہ
کنیزین زنا کیواسطے دیتے تہے بلکہ اونکو یہہ لازم تہا کہ یہہ کہتے کہ ہنود مین ابتک یہہ دستور ہی کہ اپنی کنیزوں بلکہ جوروں سے
زنا کراتے ہین قصہ زنا کرانے ازواج بجبر برہما اور اوسکی کنیز کا ساتہہ بید بیاس جی کے اور بید اپنے دہرترشٹ
اور پانڈو اور بدر کا ہنود مین مسلم الثبوت ہی کنتی زوجہ پانڈ کا زنا کرانا باجازت راجہ پانڈ اپنے شوہر کے اندر اور دہرم
اور ہوا سے بہت مشہور ہے آپ بہی جابجا اسکے قایل ہوئے ہین اور چونکہ شرائط نیوگ کی جو آپنے تحفۃ الاسلام مین رقم فرمائی
ہین استعمام مخصوص مین مفقود ہین پس لامحالہ آپکو مجال اسکی نہین کہ اس زنا کو جہول اور عمل نیوگ کے رلاوین گو کہ یہہ
سو واقع مین زنا ہی ہی خیر یہہ تو ایک اظہار اپکی بیحیائی کا تہا اب سنیے کہ ہر گاہ آپ خود صفحہ ۲۱۵ سطر ۱۵ و ۱۶ بوجہ
تصریح تمام رقم فرماتے ہین کہ یہہ آیتہ معاملہ مین عبد اللہ بن ابی کے جو رئیس المنافقین تہا نازل ہوئی ہی پہر آپ سخت بیحیا
ہین کہ اپنی بات کا بہی خیال نہین رکہتے اور برخلاف اوسکی اس شناعت کو منسوب باہل اسلام کرتے ہیں یا شرم تو نہین
آتی غیرت ہو تو منہ نہ دکہاؤ اور ڈوب کر مر جاؤ مگر ان آپ تو ایسی قوم کے فرد کامل ہین کہ جسکا مقولہ یہہ ہی شرم چہ
کتی ست کہ پیش مردان بیاید حطام دنیوی کے مقابلہ مین آبرو کا خیال کرنا اونکے نزدیک خطا ہی یہی وجہ ہے کہ
آپ نے بیحیائی کو ذریعہ معاش کا مقرر کیا ہی پہر یہہ بیان مبنی ہی اوپر تسلیم اس امر کے کہ سبب نزول آیتہ کا وہی ہے
جو لالہ جی نے تسلیم کیا ہی اور اگر قطع نظر اس سے کیجئے تو مطلقا اسپر یہی دلالت نہین کرتی کہ کسی عہد وجود مین بہی ایسا امر

کیونکہ نہی امکان وجود منہی عنہ کی تو البتہ مقتضی ہوتی ہے اور وجود منہی عنہ کی اصلا مقتضی نہین ہوتی اگر لالہ جی ہماری اس تقریر کو سمجھہ سکتے ہین تو در صورت عدم تسلیم کے اُسکے مقدمات پر جو کچھہ جرح کر سکتے ہین پیش کرین ورنہ ایسی ہذیان سرائیون سے باز رہین **قولہ** سوم آنکہ الفاظ ان ار دن تحصنا سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کنیزکان زنا سے بچا رہنا چاہین تو مسلمانون کو اختیار ہے کہ خواہ باکراہ خواہ برضا وہ زنا کرائین انتہی لالہ جی کی عقل ماری گئی ہے انکی بیوقوفی پر دری خیال کرنا چاہیے کہ اگر کنیزکان کفار جن کا آیت مین بیان ہے بطوع رغبت حسب دستور اپنے مالکان کے زنا کرانا چاہین گی تو اکراہ کی مصداق ہرگز نہین ہو سکتین پس یہہ کہنا لالہ جی کا کہ اگر وے بچنا چاہین تو اختیار ہے کہ خواہ باکراہ اونسے زنا کراوین صاف وصریح مجنونانہ کلام ہے باقی رہی شق ثانی یعنی خواہ برضا تو وہ بھی حماقت لالہ جی کی ہے کیونکہ قرآن مین اسجگہہ نہی اکراہ کی ہے رضا کی یہان کیا بحث ہے خلاصہ تقریر لالہ جی کا یہہ ہے کہ منطوق آیت کریمہ تو وہ ہے جو ترجمہ کیا گیا اور مفہوم کی دو شقین پیدا ہوتی ہین ایک یہہ کہ اگر وے زنا پر بطوع رغبت راضی ہون تو اونکو زنا کرانے پر اکراہ کیا جاے حالانکہ یہہ کلام حماقت انجام کہ مشابہ ہذیان کے ہے کسی کلام صحیح کا مفہوم نہین ہو سکتا کیونکہ جب وے بطوع رغبت راضی ہون تو پھر اکراہ کے کیا معنی شق دوم یہہ کہ اگر وے زنا پر راضی ہون تو اونسے زنا کرائین یہہ شق دوم پہلی شق سے بھی زیادہ تر دلیل اوپر حمق لالہ اندرمن کے ہے کیونکہ یہہ کسی قسم کا مفہوم منجملہ اقسام مفہوم عربیہ کے بابت اس آیت کے نہین ہو سکتا مین بالیقین کہتا ہون کہ لالہ جی اس سے واقف نہین کہ منطوق کلام کیا ہوتا ہے اور مفہوم کسکو کہتے ہین اور کن کن شرائط کے ساتھہ اعتبار مفہوم کا ہوتا ہے اور کن کن صور تون مین اعتبار اُسکا نہین کیا جاتا چونکہ علم معنی و بیان اور علم استنباط احکام خطہ جہالت آباد ہند سے مفقود ہے اسلیے اگر وے مسائل متعلق علوم مذکورہ سے جاہل ہے تو اس جہالت مین مجبور ہین مگر حماقت اونکی یہہ ہے کہ با وجود جہالت تامہ کے ایسی علوم مین کہ بنسبے جاہل محض ہین دخل فرماتے ہین اور جہلاء ہند مین بیشک اپنے تئین بوجھہ بجھکڑ بتاتے ہین اس دانشمند سے کوئی پوچھے کہ مفہوم لا تکرہوا کا بحالت انتفاء شرط کے اگر ہو تو ہو سکتا ہے کہ لسبب اغیا معنوی کے یہان کسی طرحپر اُسکا اعتبار نہین ہو سکتا الفاظ اختیار و اجازت جو مفہوم مخالف مین بیان لایا ہے کس قاعدہ سے مستنبط کیے ہین اونسکو بار سمجھا ہے کہ کرشن جی کی نصیحت پر عمل کرکے نون تیل کے بیچنے کو ذریعہ معاش کا ٹھہراوے اور اہل اسلام کے ساتھہ بمناظرہ پیش آکر اپنی ملت اور اہل ملت کو ذلیل نہ بناوے مگر چونکہ جہل مرکب اور مرض مالیخولیا مین از بس مبتلا ہے نہ ہماری نصیحت مانتا ہے نہ کرشن جی کی مخالفت کی کچھہ پروا ہے جو کچھہ جی مین آتا ہے دیوانون کیطرح بکتا چلا جاتا ہے **قولہ** چہارم آنکہ الفاظ من یکرھھن فان اللہ الخ سے مفہوم ہوتا ہے کہ جن کنیزون سے بجبر واکراہ زنا کرایا جاتا ہے اُنپر اوتعالے رحم فرماتا ہے اور اہل جبر واکراہ کی کچھہ خبر نہین لیتا اور اونکے حق مین کچھہ حکم نہین دیتا انتہی معلوم نہین کہ بیچارہ لالہ سیلا جاگتا ہے یا سوتا ہے یہہ بھی نہین جانتا کہ منطوق کسکو کہتے ہین اور مفہوم کیا ہوتا ہے کہ مغفرت کنیزان مکرہات کو مفہوم

کلام ٹھہراتا ہی احمق الناس کی سمجھ مین ابتک یہہ بھی نہین آیا ہی کہ یہہ توضیح منطوق کلام سے مفہوم کا بیان کیا گیا ہے اور ایسے ہی شخص یعنے اکراہ کنندگان کو جو مفہوم کلام بتاتا ہی اپنی حماقت ناظرین کو باعلان تمام جتاتا ہی اہل علم و دانش جو فرماوین اور اس احمق بیخبر کو سمجھاوین کہ مفہوم ان اللہ من بعد اکراہہن غفور رحیم کا جبر لیسا اکراہ کنندگان کسطرح ہو سکتا ہی

ع داسلامی جنتجھے تہا یا کہ سرکندا + ہوا ہی صاحب لشکر ما کے اک جھنڈا + ہوئے باغ جہاں ہی کیون مہو دل ٹھنڈا + کہ مرغ ٹینی کا بچہ کہتکتی ہی انڈا + حضور بلبل بستان کھو نوا سنجی +

پہر یہہ جو کہتا ہی کہ اکراہ کنندگان کے حق مین کچھ حکم نہین دیتا دیکھو تو کسقدر بڑا احمق ہی بصیرت باطنی سے تو محروم ہی ظاہرا ظاہری بصارت بھی اوسکی مسدود ہے کور چشم نے خود آیت کے کلمات مین یہہ کلمات نقل کئے ہیں کہ اکرہوا فتیاتکم علے البغاء جب یہہ بھی تصریح موجود ہی پہر قول اسکا کہ اکراہ کنندگان کے حق مین کچھ حکم نہین دیتا ہی آئینہ آنکہ مرزودست

ع گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ + راست خواہی ہزار چشم چنان + کور بہتر کہ آفتاب سیاہ +

آگے اس سے لالہ جی فرط جہالت سے اور اس امر کے معترض ہوتے ہین کہ قران تھوڑا تھوڑا نازل ہوا ہے دفعۃ واحدۃ نازل نہین ہوا یہہ اعتراض ابتدا مین بھی امثال لالہ جی کیطرف سے پیش ہوا تھا چنانچہ حکایت قران مین واقع ہی وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً یعنی کہتے ہین کافر کیون نہین اوتارا گیا اوسپر سب قران دفعۃ واحدۃ خدا تعالی نے انکو جواب دیا کہ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا یعنے اوتارا ہمنے تھوڑا تھوڑا تاکہ خوب ثابت کر دین ہم تیرے دلکو اس سے اور پے درپے پڑہا ہمنے اوسکو ٹہیر ٹہیر کر پڑہنا وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا یعنے نہین لاتے ہین وے تیرے حق مین کوئی مثل مگر لاتے ہین ہم اوسکا جواب تحقیق اور نہایت بہتر اور وہی بیان کے اس جواب مختصر مین بہت امور کیطرف اشارہ ہی چنانچہ منجملہ اونکے چند امر کا بیان کیا جاتا ہی ایک یہہ کہ نسبت نزول ایکدفعہ کے نزول متفرق تھوڑا تھوڑا واسطے تثبیت قلب کے زیادہ تر نافع ہی اور یہہ سمجھا جاوے کہ یہان سے خاصۃ تثبیت قلب جناب رسالت مآب ہی مراد ہی بلکہ جہان کہین خطاب نبی سے ہوتا ہی بحالت نہونے قرینہ خصوصیت کے عام مومنین بھی مخاطب ہوتے ہین چنانچہ یہہ طریق خاصہ مخاطبات قران ہی نہین اور کتب الہیہ مین بھی یہی طریق مرعی ہی پس مراد یہہ ہے کہ واسطے تثبیت تمہاری اور جو مومنین کہ تمہارے ساتھ ہین اونکے قلوب کی تثبیت کیواسطے ایسا کیا گیا دوسرے یہہ کہ قرآن ناسخ بعض احکام کتب اولین اور یہی ناسخ بعض احکام اپنی کا ہی اور اسپر اکثر جہلا نے زبان طعن دراز کی تھی اور جب ایک طعن کا جواب پاتے تھے تو زبان بدلکر کچھ اور بات بناتے تھے علاوہ بران اور بہت بہت حیلون اور بد فطرتیون سے وقتاً فوقتاً پیش آتے تھے اور مطابق اقتضائے اوقات مختلفہ اعتراضات متفرقہ کا جواب پاتے تھے اور یہہ امر بدون اسکے کہ ازمنہ متفرقہ مین نزول قرآن ہو حاصل نہین ہو سکتا تیسرے یہہ کتاب

کہ تا قیام قیامت امام امت محمدیہ رہیگی کوئی کتاب اسکے بعد نازل نہوگی پس اہتمام اسکی حفظ کا زیادہ تر منظور الہی ہوا
پس بسبب ظاہری عالم اسباب مین اوسکی حفظ اور انتشار کا یہہ ٹھہرایا گیا کہ نجوما نجوما نازل فرمایا گیا تاکہ آیات منزلہ
زبان زبان زمان زمان منتشر ہوجاوین اور قلب پیغمبر علیہ السلام اور قلوب مومنین کو اوسکی حفظ اور انتشار پر اطمینان اور
ثبات حاصل ہو پس اس سبب سے نجوما نجوما نازل فرمایا گیا اور یہی وجہ ہے کہ خدا کے کرم و فضل و عنایت تامہ سے
جیسا کہ عہد حیات جناب رسالتمآب صلعم بعد نسخ و انساء کے تہا ویسا ہی بلا تغیر ایک نقطہ اور ایک حرف کے
بدستور ثابت و محکم ہے اور تا قیامت ایسا ہی حفظ اور انتشار مین روز افزون رہیگا دیکہو کتب اولین جو دفعۃ
واحدۃ نازل ہوئی تھین ایسی مشہور اور منتشر عالم مین نہوئین بلکہ جب بسبب حوادث کے نسخ مکتوبہ مفقود ہوگئی تو اصل
کتب کا نام و نشان بھی باقی نرہا لالہ جی اپنے بید ونکو بھی دیکہین کہ جنکا نزول دفعۃ واحدۃ برہما پر اعتقاد فرماتے
ہین ہر زبان و ہر آوان مین اوسمین زمانہ ستجگ سے برابر تحریف اور کمی بیشی ہوتی چلی گئی اور آج وہ بالکلیہ معدوم
ہوگئی بلکہ ابتدا مین بھی جب اُن کو ایک دیت چرا لیگیا تو خود برہما جی خالی الذہن معطل محض رہگئے پھر جب ضرورت
واقع ہوئی تو خود محتاج اسکی ہوئی کہ چاند سے بیدونکو حاصل کرین کاش اگر وہ متفرق بنائی گئی ہوتے تو خود برہما
جی اور ہزارون آدمیونکو محفوظ ہوتے اور بسبب چرا لیجانے دیت کے ایک نسخہ کو کچہہ حرج واقع ہوتا اور ذات
اقدس کو مشکل کون فنسا و اختیار کرنے نہ پڑتی اور برہما جی کو چاند کا منت کش ہونا نہ پڑتا اور چونکہ علم ازلی مین
تہا کہ آخر زمانہ مین دین محمدی ابد یہہ کتاب ایزدی مصلح اور مکمل سب ادیان اور سب کتب اولین کی ہوگی اس
سبب سے یہہ اہتمام حفظ قرآن کیواسطے از روی اسباب ظاہری کے عالم اسباب مین فرمایا گیا اور کتب کی نسبت
رعایت اوسکی ضرور نہوئی کیونکہ تکمیل اُن سبکی بذریعہ اس کتاب محکم کے علم ازلی مین ٹھہری ہوئی تہی علاوہ ان
وجوہ کے اور بھی بہت وجوہ مقتضی قرآن کے نجوما نجوما نازل فرمانے کی ہین کہ اکثر مفسرین نے اونکو لکہا ہے مگر
اس مقام پر انکا کہنا ضرور نہین کیونکہ لالہ جی نے از راہ بوالہوسی کے انہین وجوہ مذکورہ سے تعرض کیا ہے اب قسم
لالہ جی کی ہذیان سرائی پر توجہ کرتے ہین مخفی نرہے کہ کفار عرب اگرچہ مانند لالہ جی کی اشد معاند ایمان و قرآن کے تھے
پہر بھی فی الجملہ پاس حیا اونکو تہا اور مانند لالہ جی کی عقل سے بھی بالکل بے بہرہ نتہے معقول جواب سنکر ساکت ہوجاتے تھے
چنانچہ یہہ جواب سنکر سر بگریبان ہوئے اور بیشرمی کو کام مین نلائی لالہ جی جو بحسب البلل اونکی جہالت آبا و مرزبوم
ہند کے اقوام مین سے ایک قوم بیعقل و بیشرم کے فرد کامل ہین شرم و حیا اور عقل کو ترک کرکے اسی جواب پر
پھر فرماتے ہین سو ہم اونکی قرار واقعی خبر لیتے ہین اور تا بدروازہ اونکو پہنچائے دیتے ہین قولہ کہان سے
معلوم ہوتا ہے کہ نزول اندک اندک سے دل قرار پاتا ہے اور ایکبارہ سے جنبش کہاں اچہا انتہی جب آدمی سمجہا ہوجاتا
ہے تو پھر اسرار انکار بدیہیات آتا ہے جسکو تہوڑی سی بھی عقل ہوگی خوب سمجہہ لیگا کہ یہہ قول لالہ جی کا اونکا انکار بدیہیات

اولیات ہی اہل عقل انصاف فرماویں کہ بہلا کسی شخص پر ہزار جلد دفعۃً واحدۃً ویئے جاویں یا اُن ہزار جلدونکو برسون کی مدت میں اوسپر دقتاً فوقتاً پڑہا جاوے ان دو نو طریقون میں کونسا طریق ایسا ہی کہ وہ شخص ثبات قلب و اطمینان کامل اُن جلدونکو اپنے ذہن میں محفوظ رکہہ سکتا ہی برہماجی پر بقول بابو لالاجی کے بید دفعۃً واحدۃً نازل ہوئے اگر نزول یکبارہ مشوش تھا تو اونہون نے بمجرد نزول اُن سبکو کیونکر یاد کرلیا اُس نسخہ کے کہوئے جانیسے خالی الذہن اور پریشان خاطر کیون ہوگئے کاروبار عالم کے ثبات و استقرار مین کیون فرق آگیا اونکو حاصل کرنے مین ذات منزہ الصفات کو مشکل کون فساد کیون اختیار کرنی پڑی برہماجی اُنکے حاصل کرنیمین کبہی چاند کی کبہی مشتری کی کبہی مہادیوجی کے منت کش کیون ہوئے یہانتک اُن بیدونکو بہولے کہ فضایل مہادیو کو جو چارون بید مین ہین کم قیاس کرکے یہ تینون مہادیوجی پر فضیلت دینے لگے اور باوجودیکہ بید و نے بصراحت بیان فضایل مہادیو کا کیا پہر بہی اونکا دل ثابت ا ور مطمئن نہوا دیکہو ادہیای ۳۱ کاشی کہنڈ اسکندہ پوران کے لکہا ہی کہ برہما گفت کہ بزرگ و مالک جمیع موجودات و پیدا کنندہ و پرورش کنندہ و فنا کنندہ منم جملہ پرستش من نمایند مہادیو بغضب بر وی چشم سُرخ کردہ گفت ای برہما چرا سخن تکبر کہ میگوئی مثل تو نادان کسی نیست پیدا و پرورش کنندہ و فنا کنندہ و بیچون منم چگونہ منم این قال و قیل شنیدہ ہر چہار بید کہ حاضر بودند عرض نمودند کہ ای مہادیو و برہما بر ما مالکیت کہ فیما بین شما قصہ است پس حیرانم سام بید و رگ بید و یجر بید و اتہرون بید علیحدہ علیحدہ برزبر دست جمیع دیوتہ ہا بیان نمودند کہ آفرینندہ و فنا کنندہ و قادر بر جمیع اشیاء و مالک کل موجودات و حاکم من ہمین مہادیوجی ہستند برہما گفت کہ ای چار بید شما بچہ قسم مہادیو را مالک میدانند بر ہمہ تن خاکستر مالیدہ و ژولیدہ و موازیہ دنیا تارک ہمراہ پاربتی میباشد کدام و تبع پرم برہم درین یافتہ اند درین ضمن لفظی کہ سر دفتر بید است گفت ای برہما این تصور مہادیو برای نمود است والا ایشان پرم برہم ہستند و پاربتی قدرت کاملہ اوست و ذات لازوال و منزہ است این ہمہ شنیدہ بدل برہما ہرگز یقین نگشت انتہی مختصراً آپ ہی غور کیجئے اور انصاف کو ہاتہہ سے نہ دیجئے باوجودیکہ ایسا بیان کافی در باب فضایل مہادیوجی کے بید و نمین موجود تہا پہر انکار کرنا برہماجی کا اُس سے اور یقین نکرنا اور ثابت القلب اُس بیان پر نہونا دو حال سے خالی نہین یا تو دیدہ و دانستہ کلام الہی کے منکر تہے یا بسبب عدم انضباط اور عدم حفظ کے ایسا انکار شدید کرتے تہے اگر صورت اول ہی تو وہ رسول کاہیکو ہوئے بلکہ اشد کافر اور زندیق ٹہہرے اور صورت دوم میں مدعا ہمارا ہی کہ نزول یکبارگی باعث عدم اطمینان قلبی اور موجب عدم حفظ ہوا و ہو المطلوب ایک نکتہ لالہ جی نے صفحہ ۲۱۶ کی سطر میں لکہا ہی (داہ) اس مہمل لفظ کے کچہہ معنی سمجہہ نہین چلتے شاید شوق بکمندی میں خیال مہملات کا نہین رہا دیکہئے کسی یعنی ویسم **قولہ** اگر کوئی کہی کہ بنابر سہولیت حفظ محمد صلعم پر یکبارگی تمام قرآن نازل نہین ہوا تو جواب یہہ ہے کہ اناً فاناً جملہ قرآن حفظ کرانا قدرت الہی سے ممکن تہا یا نہین اگر نہین ہم

مسلم الثبوت اور مشاہدات سے ہے کہ جب کوئی بڑی کتاب کسیکو پڑہائی جاتی ہے یا یاد کرائی جاتی ہے تو سبقاً سبقاً
پڑہاتے ہین دفعۃً واحدۃً نہین سکہاتے اور عالم اسباب مین یہی دستور مروج ہے اسیطور پر تعلیم قرآن رسول آخرالزمان
اور اونکی اصحاب علیہم الرضوان کے حق مین مرعی ہوئی کیونکہ یہہ طریق واسطے حفظ کے سہل ترین طریقون حفظ کا ہے
لالہ جی نے اگرچہ شروع بحث مین ازراہ حماقت اور انکار بدیہیات کے اسکی نسبت یہہ عذر کیا تہا کہ کہان سے معلوم
ہوتا ہے الخ لیکن اس جواب مین کچہہ سوچ سمجہکر اوس سے دست بردار ہوئے اور اوس طریق کو چہوڑکر دوسری راہ
جہالت کی اختیار کی حالانکہ یہہ طریق اونکا طریق اول سے بہی زیادہ گمراہی اور جہل مرکب ہے جواب مین فرماتے
ہین کہ حفظ کرانا جملہ قرآن کا آناً فاناً قدرت الہی سے ممکن تہا یا نہین حالانکہ یہہ مقولہ اونکا کمال حماقت اور جہالت
انکی ہے اور اس مقولہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکو کچہہ بہی مداخلت فن میزان اور مناظرہ مین نہین اور یہہ بہی ظاہر
ہوتا ہے کہ اہل ہند فنون عقلیہ سے بالکل بے بہرہ محض ہین ورنہ لالہ جی بنا حکیم ہند کہ آج ہنود مین لو بج بجکر بن رہے
ہین طرق استدلال سے ایسا ناواقف اور جاہل کیون ہوتا اور بمقابلہ اہل اسلام کے پیش آکر اپنی اور اپنی
ملت کی آبرو کہوتا ظاہر ہے کہ واسطے اثبات ترجیح اور استحسان اس امر کے کہ قرآن بتحویل نجوماً نازل ہوا جو وجہہ لالہ
جی نے خود بیان کی ہے اوسمین کوئی مقدمہ ضروریہ نہین کہ جسکی نقیض ممکنہ عامہ ہو پس جواب مین جو لالہ جی
بر بنائے امکان عام یاوہ سرائی کرتے ہین سراسر جہالت اونکی ہے کہ بسبب جہل مرکب کے دہیان اتنا بہی نہین سمجہتے کہ
مجرد امکان عام نزول دفعۃ واحدۃ کا اصلا مناقض مقدمات ترجیح کا نہین ہو سکتا ہم منجملہ مفہوم مردود لالہ
جی کے تسلیم کرتے ہین کہ ایسی کونسی شی متصور الوجود ہے کہ قدرت الہی سے ممکن نہین بے شک و شبہہ ممکن تہا کہ بر سبیل
خرق عادت خدایتعالی پیغمبر صلعم اور اونکے اصحاب رضی اللہ عنہم کو دفعۃً ان واحد مین قرآن یاد کرا دیتا لیکن
امکان سے لازم نہین آتا کہ شی ممکن قوۃ سے فعل مین بہی آجاوے اگر لالہ جی کے نزدیک یہہ امر مسلم ہووے کہ جملہ
ممکنات کا وجود مین آنا ضروری ہے تو بتصریح رقم فرماوین تاکہ ہم اونکو خوب احمق بناوین اور جب یہہ امر قرار پایا
کہ سب ممکنات کا قوۃ سے فعل مین آنا ضرور نہین تو اوپر تسلیم اس شق کے جو لالہ منیر و نے یہہ یاوہ سرائی
کی ہے کہ بر تقدیر تسلیم شق اول کیون نکر اوتعالی نے محمد صلعم کو تمام عبارت ایکدم مین حفظ کرائی سراسر جہالت لالہ
تیرہ بروز کی ہے یہہ استدلال لالہ صاحب کی تمامتر مشابہ اسکے ہے کہ کوئی یہہ کہے کہ لالہ اندرمن کی ناخند گاو قعر
کی قوم کا ہونا ممکن تہا یا نہین بر تقدیر تسلیم شق اول کے اوتعالی نے اونکے کیون دم نہ لگائی اور انکی بمعد
اوس دم سے کیون نہ چہپائی بر تقدیر شق ثانی خدایتعالی قادر مطلق نہین لالہ جی کو لازم تہا کہ وجوہ ترجیح مین جو
کچہہ گفتگو اور اعتراض کرتے پیش فرماتے نہ یہہ کہ بحث امکان وجود کی درمیان مین لاتے اور الزام دم داری
کا اپنے اوپر اوٹہاتے ٥ حل جاہل ہمچنان ادای فیق ❊ گمرہ و جاہل ہمیشہ در طریق ❊ پہر ایک بیہودائی لالہ

کی اور بھی ظاہر ہے کہ لکھتی ہین آنا فانا جملہ قران محمد صلعم کو حفظ کرانا ممکن تھا اور اس شق پر اسطرح قرآن مین
کہ ایکدم مین تمام قرآن کیون نہ حفظ کرایا حالانکہ معنی آنا فانا کے منفسا و دفعۃ واحدۃ کے ہین معنی الفاظ عبارۃ
لالہ جی مرقومہ شق اول کے یہہ ہوئی کہ حفظ کرانا قران کا بتدریج آنا بعد آن یعنی اناۃ متعددہ مین ممکن تہا
پہر اوسپر یہہ جرح کہ دفعۃ واحدۃ یعنی ایک آن مین کیون نہ حفظ کرایا صریح حماقت اور جہالت ہی اگر شق اول
مین یہہ فرماتے کہ ایک آن مین یا ایکدم مین یا دفعۃ واحدۃ حفظ کرانا ممکن تھا اور پہر اوسپر یہہ جرح کرتے
تو ایک موقع تھا حالانکہ شق اول مین تو بر خلاف اوسکے لفظ آنا فانا بولا اور طلب اعتراض اوپر دفعۃ واحدۃ
کے کہولا ایک جہالت ہو تو اوسیر گرفت کرون جہان ہزارون جہالتین جمع ہون اونسی کہانتک دفتر کے دفتر
بہرون سے مصرعہ ہمتو یہہ سمجہی تہے کہ ہوگا کوئی زخم + تیرے سینہ مین بہت کام رفو کا نکلا + بہولا لاندہ من آپکا
کام مناظرہ نہین آپ سے کرشنجی کی نصیحت مانی ہوتی ذرہ دیکہو تو اسمقام پر کسقدر جہالت آپکی ظاہر ہوئی شاید یہان
تو شرماؤ **قولہ** کسواسطے ۴۰ – ۴۰ برس محنت اُٹھوائی انہو لالہ جی تمنے تمام عمر گنوائی تمکو ابتک یہ سمجہہ آئی کہ ایک
کتاب کا ۴۰ برس مین یاد کرنا موجب محنت ہے یا ایک ساعت مین باعث مشقت ہے اور دونو طریقون مین کونسا طریق
مبنی بر سہولت ہے جب تم اسقدر احمق اور بیوقوف ہو تو تمنے عبث مناظرہ کی مشقت اوٹھائی اور اپنی جہالت عالم
مین بکہیرائی تمکو مناسب تہا کہ کرشن جی کی نصیحت پر عمل کر کے نون تیل جیج کہاتے اور بحث و مباحثہ مین کچھہ
دخل نفرماتے ع کار بوزینہ نیست نجاری + کر گہہ چہوڑ تماشے جا ہی + ناحق چوٹ جولاہا کہائی **قولہ** بر تقدیر
تسلیم شق ثانی خدای محمدیہ قادر مطلق نہین ہے انہو بہلا اور کوئی ملت والا ایسی بات کہی تو کہو لالہ جی کس منہ سے
یہہ بات زبان پر لائی ہین آپ نہین شرماتے کہ تحفۃ الاسلام صفحہ ۴۳ مین رقم فرماتے ہین کہ نہ قدرت رکہنے سے
خدا تعالے کے اوپر ایجاد ارواح کی قدرت کاملہ مین کچھہ نقصان نہین آتا ہرگا وکہ اونکے نزدیک ایک عالم
بزرگ یعنی عالم ارواح قبضۂ قدرت سے باہر ہی تو پہر اگر کوئی اور چیز بھی قبضۂ قدرت سے کسی اور وجہہ کی بنا پر باہر
ہوگی تو کیا قباحت لازم آئی اور جواب تحقیقی بیانات سابق اور لاحق سے واضح ہے **قولہ** مگر در حقیقت ایزد تعالی
کو مناسب تہا کہ جبرئیل کو سارا قران بعینہ یاد کرا کر مدہ متین حضرت کی روانہ فرماتا اور محمد صلعم فی الفور کاتبان
زود نویس کو بلا کر ایکدم دو دمین نقل کرا لیتا انتہی جواب شافی اس جہالت کا تو یہی ہے کہ مناسب تہا کہ خدا تعالی لالہ جی
سے دم لگاتا اور اونکی مقعد کو اپنی قدرت کاملہ سے بدون استعانت کپڑے کے چہپاتا ای لالہ بجز قطع نظر اوسکے
تمنے یہہ تو غور کی ہوتی کہ بدو بعثت اور شروع نزول قرآن مین اسقدر مومن کاتب زود نویس کہان تہے
کہ دو دن بلکہ دو برس مین بہی تمام قرآن کو لکہہ لیتے اور پہر یہہ تو سوچا ہوتا کہ بالفرض اگر کاتبان لکہہ بہی
لیتے تو چونکہ حضرت پڑہی ہوئی تہی تو لازم آیا کہ اوس مکتوب کو کاتبون کسی سبقا سبقا پڑہتی پس اسمین دکیا

خوبی نکلتی کہ سبقاً سبقاً تعلیم خود منزل القرآن مین حاصل تھے بلکہ وہ صورت بنایت مستحسن اور یہ شکل بنایت
مستحسن ہے ایک بیجا ای لالہ جی خود غلط کی دیکھو کہ لکھتی ہین کہ جبرئیل کو سارا قران لفتیہ یاد کرا کر الم یالیتنی انکو معنی
لفتیہ معلوم نہین لہذا اوسکو بمعنی دفعۃ واحدۃ سمجھتا ہی حالانکہ دونو مین تفاوت عظیم ہی لفتیہ کے معنی اچانک کے
ہین یعنی واقع ہو جانا ایک شی کا اچانک بطوریکہ اوسکو وقوع کا کچھ خیال اور گمان نہو گو کہ بعد اوسکی تکمیل بتدریج
زمان ممتد مین ہو لست امن فنہات الغد تو کہان یہہ معنی کہان دفعۃ بیچارہ کیا کرے لغات عربیہ سے تو نابلد محض ہے
ازراہ بوالہوسی اور جہل مرکب کے ہر چیز مین دخل دیتا ہی اور الزام جہالت اپنے اوپر لیتا ہی **قولہ** قطع نظر ازین [illegible]
کو مناسب تہا کہ کل عبارت قران کی زیر تحریر لاکر اور مجلد بناکر بلا واسطہ یا بواسطہ جبرئیل کے ترسیل کرتا انتہی کیون ایسا
کرتا اوسکی کیا ضرورت تھی اگر کوئی دلیل اوپر اس ضرورت کے رکھتی ہو تو پیش کرو ورنہ ایسی یاوہ سرائی سے باز رہو بیدلیل
کلام تو برہما جی کا بھی اہل نظر کے آگے ذلیل ہی بس برنون کی کیا حقیقت ہی پھر کچھ بھی غور کی ہوتی کہ اس صورت
مین بھی لامحالہ ترمناسبقاً سبقاً لازم آتا اور یہہ سب تکلف بی سود قرار پاتا بیجا ای لالہ جی کی اس فقرہ مین یہی ظاہر ہی
کہ ترسیل بمعنی ارسال لائے ہین حالانکہ ترسل مین تفعیل ہرگز معنے ارسال نہین آتا ظاہرا موس قافیہ جبرئیل نے لالہ جی
کو اوپر ترسیل کے آمادہ کیا احمق الناس یہہ نہین سمجھتا کہ حسن قوافی اوپر صحت الفاظ کے مبنی ہی اور محض تکبندی بلا
رعایت اصول معانی و بیان کے سراسر حماقت و علامت ہی مگر کیا کرے علم سے معذور ہی لہذا مجبور ہے آگے جو [illegible]
موسیٰ اور توریت کا لکھا ہی بنا ہی فاسد علی الفاسد ہی ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ اہتمام حفظ قرآن کا نسبت اور کتب
کے زیادہ تر مرعی ہوا علاوہ بران موسیٰ علیہ السلام نوشت و خواند مین دستگاہ کامل رکھتی تھے اور بنی اسرائیل
جنمین وہ مبعوث ہوئی تھی اکثر خط و کتابت استعداد تمام رکھتی تھی اور نبی آخر الزمان صلعم اور قوم اونکی امی تھی پس قیاس
انکا اونپر اسباب مین قیاس مع الفارق ہی خلاصہ کلام یہہ کہ جسقدر گفتگو ہوئی اوپر تثبیت قلب اور مزید حفظ کے
تھی اور از روی حکم مدمیہ کے یہہ امر ثابت ہوا کہ جس طرز پر نزول قران ہوا وہ درباب حفظ و ضبط و شہرت کے زیادہ تر موثر
ہی اور لالہ جی نے اگرچہ بہت کاغذ مانند اپنی قلب کے سیاہ کیا مگر کوئی دلیل جو قادح مقدمہ مذکورہ ہو پیش نہین کی
فضول مقدمات پر بحث کرتے رہی مگر جو اصل مدعا تہا اوسکی نسبت قطعاً قاصر ہوئی پس وجہ اول جو منجملہ وجوہ ترجیح
ہمنی صدر بحث مین لکھی ہی بلا تردد ثابت ہو گئی اور اوسکی صحت مین کچھ شک و شبہہ نرہا آگے اس سے لالہ جی دوم
مین بحث فرماتے ہین **قولہ** اگر کوئی کہی کہ آیات قران باہم ناسخ و منسوخ ہین اور ناسخ کے لئے تاخر اور منسوخ کی لئے
تقدم لابد ہی لہذا اوقات متعددہ مین قران نازل ہوا تو جواب اسکا یہہ ہی کہ اول تو نسخ کلام خالق انام یک لخت تمام
ہی انتہی ایجاد اور اعدام موجودات انام دلیل تام اوپر ثبوت اور قیام نسخ کے موجود ہی پس قول لالہ جی کا بالبداہۃ
مطرود اور مردود ہی جیسا کہ بہت مفصل مذکور ہوا **قولہ** دوم بحسب عقیدہ اہل اسلام ناسخیت و منسوخیت کلام

وقت واحد مین بھی ممکن ہی انتہی یعنی تمامی لالہ کذاب ہی آن واحد مین ایسا نہین ہو سکتا بلکہ ممکن من الفعل ہرا ہ
ممکن من الاعتقاد ہی نہ پڑھے جیسا کہ اوپر مشرح مذکور ہوا ہی **قولہ** چنانچہ پیشتر ازین آیت نسخ نجاء نمازیہ نسخ ہم
اسمعیل تفصیل وار ترقیم کیا گیا انتہی لالہ مست خیال پر موقت کی چڑھی ہی ہوش وحواس اونکی قائم نہین غور نہین کرتے
کہ کسقدر کلام طویل اور آمد ورفت کے بعد حکم نسخ نجاء نماز کا نافذ ہوا ہی اور علی ہذا القیاس ناسخ ذبح اسمعیل کئی عرصہ
کے بعد وقت صدور حکم سے ظہور مین آیا اگر لالہ جی ازمنہ مختلفہ کو ازراہ کورباطنی اور انکار بدیہیات کے آن واحد
یا وقت واحد سمجھین تو اس فساد قلبی کا کچھہ علاج ہمارے پاس نہین ہے ع ای کہ دایم بخویش مغروری ؛ گر ترا عشق
نیست معذوری ؛ نبہ عشق نیست در سر تو ؛ رو کہ تو مست آب انگوری + علاوہ بران فرض کیا جاوے کہ
بعض احکام مین وجود ناسخ ومنسوخ کا ایک زمانہ مین پایا گیا پھر بھی اس سے لازم نہین آتا کہ سب احکام منسوخہ کی
نسبت ضرور ہی کہ وجود ناسخ ومنسوخ کا ایک ہی زمانہ مین ہو بہت احکام ایسے ہین کہ زمانہ دراز تک جاری رہے
اور بعد زمانہ دراز کے منسوخ ہوئے پس بلحاظ ایسے احکام کے تقدم زمانی آیات احکام منسوخہ کا اوپر آیات احکام
ناسخہ کے بداہتہ ضرور ہوا اور یہہ امر بجز اسکے کہ قرآن کا نزول ازمنہ مختلفہ مین ہوئی اور کسیطور متصور نہین ہو سکتا
پس باطل ہو گئی سب قیل وقال لالہ جی کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا اسمقام مین بھی اظہار ایک بیجا دانی لالہ جی کا مناسب
معلوم ہوا لکھتے مین کہ ترقیم کیا گیا ظاہرا ازراہ جہالت ترقیم کو بمعنی نوشتن اور لکھنے کے سمجھا ہی حالانکہ یہہ غلط
محض ہے تفعیل رقم کا ان معنوں مین ہرگز مستعمل نہین بلکہ اوسکا اور معنی ہین اور بیان اونکا ہمکو ضرور نہین اگر
لالہ جی اپنی جہالت پر متنبہ ہو کر سکوت فرماوینگے تو خیر اور اگر ازراہ جہل مرکب کچھہ حرف زبان پر لاوینگے تو اوس
وقت ہم اونکو سمجھا دینگے **قولہ** اگر کوئی کہے الخ یہان لالہ جی نے بحث اسکی شروع کی کہ قرآن مین اکثر جوابات
ہین سوالات مومنین اور اہل کتاب اور مشرکین کے اور یہہ سوالات کئی قسم کے ہین ایک یہہ کہ بسبب حدوث کسی حادثہ
کے یا وقوع کسی واقعہ کے مومنین طالب تدبیر اور احکام کے آن حوادث اور وقائع مین ہوئے پس خدا کیطرف سے انکو
ہدایت فرمائی گئی دوسری یہہ کہ بسبب معلوم نہونے حقیقت کسی شی کے کوئی مستفسر اوسکی حقیقت کا ہوا اور اوسکا
جواب دیا گیا تیسرے بسبب وسواس یا بسبب خلاف بیانی اہل کتاب کے کسی مومن کو کچھہ تردد ہوا اور مستفسر اوسکا ہوا
چوتھے مخالفین نے ازراہ تعنت اور عناد کے کوئی اعتراض کیا یا کوئی دلیل اپنی کسی عقیدہ باطلہ پر پیش کی پانچوین
واسطے امتحان پیغمبر صلعم کے ایسا سوال کیا کہ جسکی نسبت کتب اولین سے یہہ بات متحقق تھی کہ اسکا علم کسی پیغمبر یا اور کسی
کو نہین ہی اور مثل اسکی اور بھی چند قسم کے سوال ہین کہ اونکی تفصیل کچھہ ضرورت نہین رکھتی غرضکہ جب کسی
اس قسم کے سوالات مین سے کوئی سوال پیش کیا تو بر طبق اوسکی سوال کے جواب اندر وحی کے دیا گیا اور ظاہر ہی
کہ سب قسم کے جملہ سوالات دفعۃ واحدۃ پیش نہین ہوئی تھے بلکہ ازمنہ مختلفہ مین پیش کئے گئے تھے پس بحسب اختلاف

ازمنہ جوابات برطبق سوالات نازل ہوئی اور یہہ امر بدون نزول وحی کے ازمنہ مختلفہ مین کسیطور پر متصور نہین لہذا
نازل ہونا قران کا نجوماً نجوماً مناسب ہوا لالہ جی ان امور کی نسبت از راہ جہالت ہنداونہ کے رقم فرماتے ہین کہ
سوالات مذکورہ تصنیف حق سبحان ہین یا تالیف انسان ناتوان انتہی حماقت اور جہالت لالہ جی پر غور فرمایئے
کہ استفہام پر جواونہون نے صفت انسان مین ناتوان بڑہایا اس سے کیا فایدہ اسجگہہ حاصل ہوا یہان کچہہ بحث
ضعف و قوت کی نتہی کہ ایک لفظ مہمل بڑہا کر اطناب مخل مین پڑی مگر حق یہہ ہی کہ لیسبب نادانی کے علم معانی اور
بیان سے بہی آفات اونپر وارد ہوتی ہین خیر یہہ تو ایسا ایک امر ہی کہ بحکم الجاہل معذور لالہ مناسب اونکی مجبور ہین
اب ہم اصل مدعا مین بحث کرتے ہین کہ سوالات مذکورہ اس قسم کے ہین کہ مضامین اور مفہومات اونکی آدمیون
کے ہین اور ترتیب کلمات اونکی کلام ربانی ہین پس یہہ ایک شق ثالث پیدا ہوئی کہ مفہوم مردود لالہ جی سے خارج ہے
اب لالہ جی فرماوین کہ ہرگاہ علاوہ مفہوم مردود لالہ جی کے ایک تیسرا مفہوم پیدا ہوا تو یہہ قضیہ منفصلہ اونکا کیا
قرار پایا آیا مانع الخلو یا مانع الجمع یا منفصلہ حقیقیہ ظاہر ہے کہ بسبب پیدا ہونے شق ثالث کے حقیقیہ اور
مانع الخلو نہ ٹھہرا اور بسبب اسکے کہ دونو مفہوم مردودہ لالہ جی مین کچہہ تناقض اور تضاد نہین ہی تلفے وہ سوالات
باعتبار مضامین تالیف انسان اور باعتبار کلمات و عبارات مرتبہ حق سبحان ہین پس مانع الجمع کا بہی مصداق
نہوا اب فرمائیے کہ اب یہہ کس جانور کی بولی بولی تہی اور کس بنا پر آپنے لبہا ہی جہالت ترجمان کہولے تہی آدمی کا
تو یہہ کام نہین کہ ایسی مہملات واہیات زبان پر لایا کری اور اپنی دسیطہ اضحوکہ اہل عقل بنایا کری آپکو مناسب
تہا کہ اپنی فہم اور استعداد پر نظر کرتے رہتے اور بوالہوسی ترک کرکے جو کچہہ کہتے سمجہہ کر کہتے ۔ ایاز قدر خود
بشناس ؎ ای اپنی فرعون ناموسی مکن + تو شغالی ہیچ طاؤسی مکن + مانداحوالت بدان طرفہ مگس + گر
ہمی بیند اشت خود را ہست کس + از خود او سرمست گشتہ بے شراب + ذرہ خود را بدیدہ آفتاب + قولہ شاید
معقول یہہ تہا کہ اللہ تعالی سوالات و جوابات ترتیب دیکر اور اول سے آخر تک جا بجا لیکر جملہ قرآن یکبارہ
ارسال کرتا انتہی ہر ایک حرف اس عبارت کا نامعقول اور مجہول ہے لالہ جی فرماوین کہ اوسکی معقولیت پر کیا دلیل
ہے بلا دلیل بات کا کہنا سخت نامعقولیت آپکی ہی اور یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ مدت مدید تک تکلیف تالیف
مین نہ پڑتا انتہی یہہ آپکی سخت حماقت اور عین جہالت ہی آپ نے حسب اعتقاد اپنی ذات منزہ الصفات کو آدمیون
پر قیاس فرمایا ہی یہی سبب ہی کہ معتقدان تکالیف کو اپنا خدا ٹھہرایا ہی ای آگندہ جہل تو بالیقین ابتک یہہ نہین
سمجہا کہ اوسکی علم کے اعتبار سے تو تمام صفحہ عالم و ماکان و مایکون دفعۃ واحدۃ موجود و معلوم ہے وہان اختلاف
ازمنہ اور حدوث زمانیات کا کیا کام ہی مگر خیر دوسری تیزی ہی کہ تو اوسکو پابند تکلیف ٹھہراتا ہی علاوہ برین
لالہ جی آپ سے ملے اپنی دلیل یہہ تو غور کی ہوتی کہ اگر تالیف باعث تکلیف ہو تو آپ کے عقیدہ مین بیدون کی

ثالیث اور تفریق اور تجزیہ میں بھی خدا تعالی کو تکلیف ہوئی ہوگی غایۃ الامر یہہ کہ بہت مدت تک تو نہیں مگر تھوڑی دیر تک تو کچھہ تکلیف ہوئی ہی ہوگی پس اگر ایک آن کی تکلیف اوسکو گوارا ہی تو بیس بیس برس کی تکلیف مین قباحت کیا ہی پہر آپ نے یہہ بھی سمجہا ہوتا کہ ہمکو ہنوز سوالات کا خارج مین وجود ہی نہ تہا اوسکو ہم یہہ کہا جا سکتا ہی کہ اون لوگون نے جو یہہ سوال کیا تو اوسکا جواب یہہ ہی اور جبکہ ہنوز ان لوگون نے وہ سوال بھی نہین کیا تہا تو اوسکو سوال انکا قرار دینا صریح کذب اور محض افترا تہا پہر آپ جو یہہ لکھتے ہین کہ اول سے آخر تک مدارہ لیکر الم آپکی عقل ماریگیی ہی پرسش مین آؤ جایز وکس چیز کا لوائے ہو ایسی خرافات زبان پر لاتے ہو اور اسکو انداز نامعقولی و بیعقلی کے معقول ٹہہراتے ہو اور یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ او تعالی کو مناسب تہا کہ پیشتر از ایراد جواب ایجاد فرمانا اور آنا فانا محمد صلعم کو کل قرآن سمجہا تا انتہی جواب جو بعد از وقوع سوال دیا جاتا ہی زیادہ تر سو قع قبول دلسمین ہوتا ہی اور بدون وجود سوال کے بغیر ضرورت کے کس عاقل نے ورود جواب کو پسند کیا ہی پس معقول بھی لالہ جی کا سبی بر جہالت ہندوانہ ہی **قولہ** بہرکیف برین تقدیر لازم آتا ہی کہ بانی قرآن کو معلوم نہ تہا کہ یہود و نصاری کیا کیا اعتراض پیش کرینگے الخ لالہ جی این بہرکیف برین تقدیر کے معنی تو بیان کیجئے بہرکیف بھی اور برین تقدیر بھی یہہ دونو کلمہ متضاد آپ نے کس قاعدہ کے مطابق جمع کئے اب عرف مدعا سنئے کہ یہہ کچھہ خوبی مناظر کی نہین کہ مباحثہ جنونکی بات ٹہہرایا جاوے مواقع مناظرہ مین جیلی تو کسی بازر ھنی یہہ تو ن تیل کا بہاو تو نہین کہ جہونٹ بات جو جی مین آئی مطابق اوسکے زبان ہلا تی یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ لازم آتا ہی آپنے ملزوم کس چیز کو ٹہہرایا ہی اور آپکے نزدیک لازم کس قسم کا قرار پایا ہی یا لازم الماہیۃ یا لازم الوجود اور پہر لازم مفارق یا لازم غیر مفارق ذرہ ہی اسکی تصریح کیجئے تا کہ آپکی مناظرہ دانی معلوم ہو ئی اور بڑا تعجب یہہ ہی کہ ہر جگہہ آپ دعوے لزوم کا تو فرماتے ہین مگر ایراد دلیل ملازمہ سے ہر جگہہ عاجز آتے ہین پس بقول الشیخ حکیم بلا دلیل تو بہت سے اقوال ہمی نے اثر ہین اور آپ سی بیس برنون کے ہفوات اور ترہات تو محض گوز شتر ہین آپکے پاس کوئی جس قدر بلا دلیل آپنے باتین بنائی ہین اور اپنا حلق و دہان پہاڑا ہی چونکہ آپ ایراد دلیل سے قطعا عاجز ہین لہذا اونمین سے ایک بھی قابل التفات نہین **قولہ** مشا تفسیر وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ کی بابت کشاف مین نقل ہے کہ جسوقت مہجع جنگ بدر مین تیر زخم سے مقتول ہوا اور اوسکے ماباپ نے جزع و فزع شروع کیا ہر چند اصحاب سمجہاتے تہے مگر وہ گریہ و زاری سے باز نہین آتے تہے جبکہ کچہہ بنی تب حضرت نے سورۂ عنکبوت کی یہہ آیت تسلی انتہی یہہ سب تار و پود انسہ منی از قسم وساوس اہرمنی ہین ذرہ کاذب سے اوسکی باور دنی ہر کہ جسنے ایسی اولاد کذاب ناشدنی جنی کہ جسکو سبب جہل مرکب کے اپنی ستر پشت گم ہو دنی اور سو حقتی ہی ناسی لالہ تیرہ دل بہیا کچہہ تو دلمین شرما کشاف کے ہزار ہا نسخے مطبوعہ اور قلمی اب موجود ہین یہہ

عبارت جو تونے نقل کی ہی کشاف کی کس عبارت کا ترجمہ ہی بیحیا کو ہزار جگہہ شرمایا ہو اور جہونٹا بنایا ہی مگر اوس
بے شرم قوم کے فرد کامل کو کچہہ بہی انفعال حاصل ہوا ہو تو کیا مجال جناب لالہ اندرمن میری بات کو سچ جانیے برا نہ مانیے
مین نے یہان کچہہ خلاف نہین لکہا ہی اگر آپکو اس مین کچہہ شک ہو تو عبارت کشاف کی بالفاظہا نقل کرکے لفظاً
لفظاً ترجمہ کیجئے آپ تو کیا کشاف کی عبارت سمجہینگے اپنے معاونین اخوان الشیاطین کو بلائیے اور انسے کشاف کی عبارت
پڑہوا کر ترجمہ کرائیے اور اپنی اس عبارت منقولہ سے ملائیے پہر دریافت فرمائیے کہ آپ نے کسقدر جہونٹ بکا ہی اور افترا باندہ لیا
اگر کشاف آپکو اور آپکے اعوان اخوان الشیاطین کو نملے تو ہمارے پاس قدم رنجہ کیجئے اور نقل عبارت کشاف کی کر لیجیے
قولہ ہم دریافت کرتے ہین کہ اوتعالی لوگونکی حقیقت سے آگاہ ہی یا نہین برتقدیر تسلیم شق اول کسیکو آزمانا کار عبث ہی
اگر کار عبث ہی تو بانی بید نے کیون ہوا اور آگ کا امتحان لیا کرشن جی کا اوتار لیکر یہہ کار عبث ہزار مواقع پر کیون کیا گیا
وہ اونکی حقیقت سے آگاہ نتہا یا بمثل لالہ اندرمن کے گمراہ تہا کہ عبث کام کرتا تہا ہم سوط الجبار اور اس کتاب مین
اسمعیلیہ مین بہی لالہ جی کو بہت کہنا کہلا چکے ہین اور ناک چنے چبا چکے ہین مگر بیحیائی لالہ جی کی ہی کہ بار بار اسباب مین
گفتار نابکار زبان پر لاتے ہین اور دل مین نہین شرماتے **قولہ** قطع نظر ازین خدای محمدیہ نے مسیح کو آزمایا تہا یا اوسکی
اتہی لالہ جی کی عقل ماری گئی ہی قرآن مین آپکے آزمانیکا ذکر کہان ہی لالہ جی کو خبط ہی یا ہذیان ہی کہ دہان وزبان
اونکی خواہان دہانہ وعنان ہی **قولہ** اہل امتحان کسیکی خواہان جان نہین ہوتے اتہی لالہ جی سدا رہی گہر مین بیٹہے
بنا رہی ہو کبہی کسی معرکہ کے امتحان مین نہی گئے ہو مجلسا مین بیٹہے ہوئے واہی کا انتخاب منہ پر ڈالکر خلخال و گہونگرو کی جہنین
جہنین اور پائل کی نکی چہم چہم ہمیشہ دیکہی ہی کبہی کسی میدان مین نعرہا ہی عرش تو پولن اور صدائے چکاچاک شمشیر ہای آبدار کی
بہی کان مین پڑی ہی کچہہ معلوم ہی کہ صف آرایان نامدار اپنی عساکر جرار کا کیسا کیسا امتحان لیتے ہین اور کیسی کیسی
مواقع مہلکہ مین اونکو جہونکا دیتے ہین کسی کیمپ مین کبہی وقت کار آزمائی کے آپ نے تشریف ارزانی فرمائی ہی جہان
ہزارہا سوار و پیادہ برابر شستو شستہ ضرب توپہای غران کے مقابل کرائے جاتے ہین اور تمثال ہای فلاع اور برج اوڑائے
جاتے ہین اس میدان کو کبہی تشریف لیجاتے تو برای العین مشاہدہ فرماتے کہ کسقدر آدمی جان سے گئے اور کتنی گہوڑے کہیت
رہی شاہنامہ اور جہانگیرنامہ اور نادرنامہ اور تاریخ یمنی فتوح شام و مصر وغیرہ کتب وقائع عظیمہ دیکہی کہ تیل کے
کہ اعدا پر فوجکشی کرین کیسی کیسی امتحان سخت سپاہ کے کہ جنمین نہایت درجہ کا خطرہ جان کا تہا لئے گئے ہین اخبار مصر اور دیگر
اخبارات اور دفعہ سباسٹپول کہ آپکی یاد مین ہوا ہی اگر آپنے دیکہی ہوتے تو معلوم ہوجاتا کہ امیران روس نے امتحان کیسی کیسی
جلادت دکہائی اور اس امتحان مین کسقدر سردار دلیر اپنی جان گنوائی چنانچہ منجملہ اونکے ایک امتحان یہہ تہا کہ جس فصیل
پر قلعہ کے برابر طرف مقابل کا گولا بم اور دیگر قسم کا پے درپے پڑتا تہا عین اوسی موقع پر چند امیر شطرنج کی بساط بچہا کر
مصروف بردو مات ہوئے اور امتحان یہہ تہا کہ دیکہئے کون اس موقع پر موت سے خوف کہا کر چال چوکتا ہی چنانچہ اسموقع

پر چند امیر وقت لنگ فضا ہو تو مگر چونکہ آپ منجملہ بزرگ نشینان ہند کے اُن سوا کن البیشو ہی ہین کہ جو سرِ شام نے بانی ہو
ڈھ جانے ہین اور گھوڑ دوڑ کی جولانیان اگر خواب مین دیکھین تو چار پائی سے گر جاتے ہین آپ بطریقون امتحان کو کیا جانین اور
اہل امتحان کی قدر کیا سمجھتے ہین سہو جو کچھہ مذکور ہوا اُن امتحان لینے والونکا بیان تہا کہ جنکو بعد انقطاع علاقہ روح کچہ علاقہ
نہین رہتا پس اگر جان آفرین وجان ستان کہ بعد قطع علاقہ جسمانی کے زیادہ تر قرب اُس سے پیدا ہوتی ہی اگر ایسا
امتحان پیدا کرے تو عین عنایت ہی ع نازنین یاری کہ بعد از مرگ تو + رشتہ یاری اگر دد و ت تو جان تن
بردی و درد جانی ہنوز + درد دا دادی و درمانی ہنوز + ملک دل کردی خراب از تیغ ناز + و اندرین ویرانہ سلطانی
ہنوز + ہر دو عالم قیمت خود گفتہ + نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز + **قولہ** بر تقدیریکہ پدر و مادر بہیم کی تسلی منظور خدا
ہوتی تو بلاشبہ بہیم کو زندگی از سر نو عطا ہوتی انتہی اگر حکمت کاملہ تابع جہالت لالہ یادو سرا ہوتی تو بیہہ حکومت جلیلی
لالہ غیبی کی روا ہوتی اگرچہ بیہہ جہل مرکب لالہ جی کا نہین تو اس شرطیہ پر دلیل کیا ہی یا نے دلیل کلام بکدیا ہی مہا بہارت
درونہ پرب مین لکہا ہی کہ جب ابہمن پسر ارجن مارا گیا تو بید بیاس جی کہ منجملہ ۲۴ اوتار کے ہین واسطے تسلی جدہشتر
کے تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ ابہمن خود معلوم است کہ نسبت راجہ ہای گذشتہ چہ رتبہ داشت جائیکہ آنہارا قدم عالم
بگذاشتند دیگر را چہ امکان ست انتہی چونکہ اعتقاد لالہ جی مین اوتار عین خدا ہین پس اگر لالہ جی اپنے شرطیہ کو صحیح سمجہتے
ہین تو بیان بہی فرما دین کہ اگر تسلی جدہشتر وغیرہ منظور خدا ہوتی تو بلاشبہ ابہمن کو سر نو زندگی عطا ہوتی **قولہ** بر تقدیریکہ
جوابات قران خدا کیطرف سے ہوتے تو شافی ہوتے نہ اختلافی انتہی اگر لالہ جی نہ مستعد رہتا فی ہوتے تو بہہ بہیات کے کیون
نافی ہوتے بمقابلہ شافی کے لانا اختلافی کا دلیل کافی اور بنانے انصافی اور جہل وافی لالہ جی کے ہی بیہہ سبب یادہ سرائی
لالہ کی ہر آئینہ مبنی بر اصطلاح ہے ورنہ وہی مثال فرما دین کہ جوابات مین کیا اختلاف ہی **قولہ** اگر جواب سوال عمرو کا اُ
طرف الٰہی ہوتا تو بالیقین باصفائی ہوتا کہ فلان روز قیامت آئیگی اور تیری عورت لڑکا یا لڑکی ظاہر لائیگی انتہی
اگر لالہ تیرہ باطن واہی ہوتا تو بالیقین اس سے آگاہی ہوتا کہ بیہہ جواب جو اوسکو ملا ہی درست و بجا ہی اور اوسکے سوال
کا یہی جواب تہا جو دیا گیا ہی کیونکہ جن جن چیزون کا حال سایل نے دریافت کیا تہا منجملہ ان اشیا کے ہین کہ کسی
شخص کو اونپر آگاہ کرنا مقتضای حکمت کاملہ نہین لالہ جی فرما دین کہ اسمین کیا اختلاف ہوا اور پہر اسکا بھی جواب
دین کہ آیا واجب ہی کہ سایل کو ہر چیز کا علم دیا جایا کرے اور اپنے جواب پر جو کچھہ برہان عقلی یا نقلی رکہتے ہون وہ
بہی پیش کرین بلا دلیل آپکی بات گدہے کی لات سمجہی جاویگی ہیچدانی لالہ جی کی یہان بہی ظاہر ہے کہ لکہتے ہین کہ تیری
عورت لڑکا یا لڑکی ظاہر لائیگی حالانکہ بیہہ سراسر خلاف محاورہ اردو کے ہی جہل مرکب سے ہوس تک بندی مین گرفتار
ہین اور بسبب جہالت کے غلط کاری سے لاچار ہین **قولہ** صفحہ ۳۴۲ لفظ عسی بمعنی شاید ہی اور کلمہ تشکیکیہ ہی لالہ جی تم
کیا جانو کہ عسی کے کیا معنی ہین اور شاید کے مواقع استعمال کیا ہین تم آٹے دال کا بہاؤ تاڑ کرو تشریح لغات مین

ہت پڑ دیہہ تمہارا کام نہین ع کار بوزینہ نیست نجاری ؀ عسی کو کلمہ شک کسنی لکہا ہی اوسکا نام تو ہمکو بتاؤ
آپ تو بہت جوش وخروش سے دعوی عربیدانی کا کرتے ہین مگر معلوم ہوتا ہی کہ آپنے مایہ عامل بہی نہین پڑہی اوسکو
پڑہنیوالے بہی جانتے ہین کہ افعال مقاربت کلمات شک نہین اتنی ہی قابلیت پر چراغ نحو تالیف کی ہے بات بات مین جہالت
آپکی روشن ہوتی جاتی ہے خدا جانے اوسمین کیا اندہیر کیا ہوگا اب سنئے شرح لغت عسی کی کہ اسکو دو معنی ہین ایک
رجا دوسرے یقین شک کے معنی مین کبہی مستعمل نہین ہوتا اور کلام الہی مین ہمیشہ بمعنی یقین کے آتا ہے قال ابو
عبید وعسی من اللہ ایجاب فجاءت علی احدی لغتی العرب لان عسی رجاء ویقین فقال ظنی بہم کعسی ای
ظنی بہم یقین یعنی کیا جاتا ہی کہ ظن مراد ونکی طرف مانند عسی کی ہی یعنی مانند یقین کے ہی **قولہ** صفحہ ۲۲۴ فی الحقیقت
شیطان نادان حق سبحان ضرر رساں ہے الخ انتہی لالہ جی کو پہر شیطانی حرکت یاد آئی اور گفتار شیطنت شعار مین نے
ہنگام زبان چلائی جواب دندان شکن اسکے اپنے محل پر پاچکے ہین یہان اونکی جواب مین اسیقدر کافی ہے ؎
سر برید این مرغ بے ہنگام را ؀ کہ بغیر از وقت جنباند درا ؀ **قولہ** صفحہ ۲۲۵ بیت الخ لالہ جی تین مصرعہ تضمین
بیت کے آپکی یاد سی اوتر گئی یا خباثت ہندوانہ اور دغابازی بیانہ یہان بہی آپ کر گئے ہم سی سنئے ؎
خدائی ہندؤن کو دیکہئے کیسا وہ انگہڑ ہے ؀ کہ اک حیوان کا ہے سر اور انسان کا دہڑ ہے ؀ پہر اسپر دیکہو
اندر من کو کیا بکتا وہ گہامڑ ہے ؀ خدائی مذہب اسلام کیا تزویر کی جڑ ہے ؀ کہ جسکی نغمہ سنجی واقعی مجذوب
کی بڑ ہے ؀ ہیچمدانی لالہ جی قابل اظہار ہی لفظ تزویر کو بذال معجمہ سمجہا ہی **قولہ** صفحہ ۲۲۹ اور ایک ایک آیت
کی شان نزول مین کتاب مبسوط بنائی جاویگی اور احقاق حق وابطال باطل کو بخوبی جلا دی جاویگی انتہی
لالہ جی نے جب دیکہا کہ اونکی عروس فکر نظارگیان کی چشم مین از بس نازیبا و کریہ منظر ہے اور کسی طرز پسند
خاطر اہل نظر نہین تو مشاطت دغابازی اور افترا پردازی جو فروشی گندم نمائی بلیسانہ سے کام لیا اور حلہ قلب قرآنی
سے اوسکو بنئے کی بہو کی مانند آراستہ کرکے پیش کیا لیکن جبکہ اہل اسلام نے اس جبالۃ الشیطان کو محک امتحان آزمایا
تو قلب پیش کردہ لالہ جی مانند قلب لالہ سیاہ و دل کے تیرہ و تاریک نظر آیا اس سبب سے کسی نے اوسکو بحکم الخبیثات
للخبیثین پسند نہ فرمایا مخفی نرہے کہ یہہ بات لالہ جی نے اوپر اس قول صاحب تحفۃ الہند کے ترتیب دیا ہی کہ قرآن
باوجود رنگینی عبارت واسلوبی قوانین صرف ونحو کے جہوٹ سی خالی ہی انتہی پس اسباب مین لالہ جی پر واجب تہا
کہ کسی قسم کا جہوٹ قران کا ثابت کرتے اسباب مین یہہ بحث نتہی کہ آیا قرآن کتاب آسمانی ہی یا نہین کیونکہ
کتاب الہی ہونا قران کا تو ابواب مقدمہ مین ثابت ہو چکا ہی لالہ جی نے باوجودیکہ صفحہ ۲۳۴ سے تا صفحہ ۲۴۹ مجنونانہ
بڑ ہانکی ع منہ نا خوردہ و حلق خود بدریدہ ؀ مگر رد دعوی عبید اللہ صاحب سے سراسر قاصر رہے اور کسی بات مین کذب مضامین
قران آن سی ثابت نہو سکا انجام کار یہہ ہوا کہ بسبب شدت عناد اور برگشتگی راہ رشاد وسی افترا پردازیون اور دغابازیون

کو بہت کام مین لائی اور اپنی مصدرات یکو غیبت کو منسوب باہل اسلام کرنا چاہا پر از برادہ دغابازی سمجہا یا نہ لکہنا
شروع کیا کہ فلانی کتاب مین یون لکہا ہی اور فلانے شخص نے یہہ کہا ہی مگر عبارت کتاب یا ترجمہ مترادفہ بالفاظہا نقل
نکیا حضرت یہہ وہ حیلہ کی عیارانہ کو خرچ فرمایا مگر کچھہ ثمرہ پایا ہر ایک صاحب عقل نے سمجہہ لیا کہ ہرگاہ عبارات کتب و تراجم
کو بالفاظہا نقل نہیں کرتا تو بلا شک وشبہہ تہمت وبہتان حسد کی بیماری مین ایسا مبتلا ہی کہ نہ طعن خلایق کو گوش کرتا
ہے نہ لعن خالق سے ڈرتا ہے اب بیان اوسکی بحث اِس قول پر صاحب تحفۃ الہند کی شروع ہوتی ہی کہ ماخذ فقہ و اصول گو مشہور
و کلام قرآن ہی لیکن عقل سلیم اور فہم مستقیم درکار ہی لالہ جی حسب عادت یہان بھی جہالت چند وانہ دکہلاتے ہین چنانچہ
فرماتے ہین کہ فقہ اور اصول مین علمیت کی کوئی بات نہین کہ قاعدہ مستمرہ ہی کہ اہل ہر ادیان اپنی کتاب سے اصول و فقہ اخذ کیا
کرتے ہین انتہی لالہ جی کو شرم نہین آتی کہ فقہ و اصول کو داخل علوم نہین تصور کرتے علم استنباط احکام اور علم احکام کو
ازراہ جعلی کے ایک شی غیر مستند یہ سمجہتے ہین اور یہہ جو لکہتے ہین کہ اہل ہر ادیان الخ صریح دروغ بیفروغ ہی یہہ تو فرمائیے
کہ ہنود مین علم اصول منضبط کب ہوا اور کسنے کیا اور کون کون سی کتاب اوسکی موجود ہی اگر علم اصول اونکے یہان منضبط
ہوتا تو لالہ جی سا عالم ہنود استنباط احکام مین کیون مانند خر در گل کے جہل کے دلدل مین پہنسا رہتا فرمائیے کہ مسئلہ
اوتارون کا کس قاعدہ پر بید سے مستنبط ہوا مسئلہ نیوگ کا کس اصل پر متفرع ہوا مسئلہ حرمت گوشت گای بیل کا کس بنا پر
مبنی ہی مسئلہ وجوب تعدد ازدواج کا کن قواعد پر متفرع ہی یہہ جو اختلاف ہنود مین ہی کہ ابیاس جی کو بعض کہتے ہین
اور اسکند پران اور بہاگوت مین انکو اوتار بشن بہگوان مانند رام چندر اور کرشن اور پرسرام کے ٹہرایا ہی ان دونو
قولونکی ترجیح کیونکر کرین کونسی قواعد مین خیر لحاظ کیا جاوے پانچ مردون کے ساتھہ ایکعورت کا نکاح کرا دینا کس قاعدہ
پر مبنی ہی آیا بید سے یہہ امور بعبارۃ النص یا باشارۃ النص یا بدلالۃ النص یا باقتضاء النص ثابت ہوتے ہین ذری
مہربانی فرما کر تفصیل اونکی رقم کیجئے اور طرق دلالت الفاظ معانی پر جو آپکے کسی اصولی نے لکہی ہون بالفاظہا مع ترجمہ
اردو کے ضبط تحریر مین لائیے تاکہ آپکے قول کی صحت پر یقین ہووے ورنہ مقالات بیہودہ طبل تہی ہین **قولہ** تصنیف
اہل سنت وجماعت کتب وجودیان سے ماخوذ ہی انتہی کیا خوب — میری سے آگ لائی نام رکہا بیسندر آپ خود معترف
ہین اوپر قدم عالم اور وجوب وجود ارواح کے گواہی دیتا ہی پس آپ کس منہہ سے باوجود تعدد واجب الوجودون کے
ہنود یونکو وجودی قرار دیتے ہین آپنے جو وحدت وجود کی تقریر اور دو سیہ اور بیانات اپنی اکابر کے تحفۃ الاسلام اور
دیگر رسایل مین کی ہی اوس سے تو تمام زمنے وحدتی آپکی ظاہر ہے پس آپ کس زبان و دہان سے ہنود یونکو وجودی ٹہراتے
ہین بہلا جب آپ سا حکیم ہنود صفحہ ۴۰ تحفۃ الاسلام پر یہہ رقم فرمادی کہ الوہیت و معبودیت موقوف بر وجوب و قدم
مطلق نیست بلکہ موقوف بر وجوب و قدمی ست کہ باکمال قدرت و ارادہ و علم و غیر آن است کہ مثل آن در
دیگری متعین نگردد منحصر و آنکہ او تعالی بکمال قدرت و علم و ارادہ خویش از سائر ارواح ممتاز و متشخص است انتہے

اور آپنے اس قول پر سنت اسرا اپنکہد مجر بید کو شاہد قرار دیا ہی پس آپ ہی فرمائیے کہ وہ کونسا ہندو ہی جو آپکے اور ان
اپنکہد کے برخلاف نام وحدت وجود کا زبان پر لاسکے آپکو شرم نہین آتی کہ خوشہ چینان زرتشتیان کی نسبت یہہ کہتے
ہین کہ اونسے اہل اسلام نے علم تصوف حاصل کیا زرہی تو شرما و اس علم مین آپکی ماں کل سر سبد بیاس جی ہین اور شاید
بیاس جی کا نتیجہ ہی کہ وہ خوشہ چینان آئین زرتشتی سے ہین چنانچہ دساتیر مین جو نامہ موسومہ بنامہ ستودخشور ہے
اوسمین مرقوم ہی کہ چون بیاس ہندی به بلخ آمد گشتاسپ زرتشت را بخواند و باد خشور یزدان آمدن آن گفت پیغمبر پاسخ داد
کہ نیو دان آسان کند پیش شہنشاہ پر موبد تا از ہر کشور فرزانگان را خواند چون ہمہ گرد آمدند زرتشت از آفرین خانہ برآمد
بیاس نیز در انجمن در آمد و با وخشور یزدان گفت ای زرتشت از پاسخ و راز گذاری جنگر نگاہ جہانیان آہنگ گزیدن
کیش تو دارند و جز این فرجود ہای تو بسیار شنیدہ ام و من مرد ام ہندی نژاد و بدانش در کشور خود بی مانند راز ہی چند
سربستہ دارم کہ از دل بزبان نیاوردہ ام چہ گرد ہیچ گویند کہ اہرمنان آگہی یا بر من کیش ولو پرست و ہند خبر از دل
من ہیچ گوشی نشنیدہ اگر در این انجمن یک از ان راز ہا بر من خوانی بآئین تو در آیم زرتشت گفت کہ پیش از آمدن تو
یزدان از ان راز ہا آگہی بخشیدہ پس این در نشیم را از آغاز تا بانجام بر وخواند چون بشنید و چہم پرسید و بمغز رسید یزدان
را نماز بردہ و بآئین در آمد و بہند باز گشت انتہی دیکہو یہہ دساتیر ہمارے بنائی ہوئی نہین پارسیون کی کتاب ہی وہی اسکو
کتاب آسمانی سمجہتے ہین گو کہ وہ کتاب آسمانی نہو مگر پہر بھی خالی اس سے نہین اوسکو مثل کتاب تاریخ سمجہا جاوے بہر کیف مدعا
ہمارا ثابت ہی کہ بیاس بلخ مین جاکر دین زرتشت مین داخل ہوے چنانچہ یہہ قول دساتیر کا (و بہ آئین در آمد) یعنی دین زرتشت
مین کہ باعتقاد دساتیر یہہ آئین ہی داخل ہوئے اور یہہ عقیدہ تناسخ تابع فردن اور عقیدہ عبادت عناصر و انجم کا
جو ہنود رکہتے ہین عقیدہ دساتیر کا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ آج سے سات سو برس پیشتر ہر شخص خوب جانتا تہا کہ ہندوں
ہندوں کا لعینہ دین آتش پرستون کا ہی اور کتابین اونکی تراجم استا و ژند کتب آتش پرستان کے ہین چنانچہ بوستان
مین جو شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے برہمن بتخانہ کی تعریف کی ہی تو اوسمین اوسکو بالفاظ دانای استا و ژند سراہا ہی وہ
لکہتے ہین ہمین برہمن را ستودم بلند کہ ای پیر دانای استا و ژند اس سے صاف ظاہر ہوا کہ اوس زمانہ مین ہر کوئی یہہ
جانتا تہا کہ برہمنان ہند تابع استا و ژند ہین اور اصل ماخذ اونکی کتابون کی استا و ژند ہین بڑی تعجب کی بات ہی
کہ کیش برداران زرتشت ہمارے مقابل ہو کر یہہ کہین کہ تصوف کتب وجودیان ہند سے ماخوذ ہی یہہ تو فرمائیے کہ کون سے
پنڈت صاحب نے دیار عرب مین جاکر تصوف کو شائع کیا تہا یا ہند مین آکر کسی مسلمان نے کسی پنڈت صاحب سے تصوف سیکہا
سب اقوال آپکے اس بحث مین از قسم یاوہ سرائی و ہرزہ درائی اور بادپیمائی اور توہم پرستی ہین **قولہ** بر تقدیر یکہ
تصوف قرآن سے نکلا ہوتا تو سنیون کی مانند شیعہ بہی ممدوح جانتے حالانکہ امامیہ اثنا عشریہ تصوف کو علی الاطلاق مذموم
جانتے ہین اقول لالہ جی آپکو معلوم ہوتا ہی کہ جو گمراہ لوگ تصوف کو برا جانتے ہین وہ قرآن کو بہی نہین مانتے چنانچہ خود آپنے

اقوال علی بن ابراہیم کے نقل کئے ہیں لیکن جو لوگ قرآن کو مانتے ہیں وہ علم تصوف کو بھی برحق سمجھتے ہیں دیکھئے
شیخ بہاؤ الدین عاملی کہ اکابر علماء اثنا عشریہ سے ہیں علم تصوف میں کس قدر اتباع اکابر صوفیہ کرام کا کرتے ہیں
حکیم سنائی کہ اکابر اثنا عشریہ میں سے ہیں کیسے صوفی اور موحد ہیں ان و جلوا بہاؤ الدین عاملی اوحدیہ حکیم سنائی کو
مطالعہ کیجئے آپ قرآن دونوں کتابوں کو کیا سمجھینگے انہوا جو ان سے شیاطین سے استعانت فرمائی تاکہ حقیقت حال ظاہر ہو جو
مگر ہاں آپ فرمائیے کہ اگر مسئلہ وحدت وجود کا نتیجہ خشک لی تمرا قدر ہوتا تو مانند بیاس جی کی کپل وغیرہ سانگ شاستر
بہی اسکو صحیح مانتی اور قول بیاس جی سے مخالفت نہ تھا حالانکہ تفصیل موجود نرم مہابھارت میں تفصیل اختلاف
کی اسطور پر مرقوم ہی کہ راجہ جنمیجا ازہجنشیم پرسید کہ خلاف جدا جدا اصل یکے ہست اگر جدا جدا بزرگ انسان
کدام است و از چہ کس پیدا می شوند بہشم بائین گفت کہ موافق علم سانکہہ خدا جدا است و ان یگانہ کہ از و پیدا شوند
یکی است و او در ہمہ جا محیط است بیان آن از من بشنو اول بیاس را سجدہ میکنم کہ او عابد و صاحب آتش است لیدانا
کپل وغیرہ بسیاران دیگر را کہ علم سانکہہ بدلائل گفتہ اند بشنو قرار داد بسیاران ہمیں است کہ خدا جدا است و بیاس میگوید کہ
یکی است انتہی لاالہ اندریں صاحب آپ جو ہمیں الزام اور بنائے عقاید فرقہ پنانہ لگاتے تھے وہ الزام خود آپ ہی کے اوپر
بر بنائے عقاید فرقہ مقبولہ جناب کے عاید ہوا شد غلامی کہ آب جو آرد + آب جو آید و غلام ببرد + اپنی زبان
سرائیوں کا آپ ہی جواب دیکھو آگے اس سے جو آپ نے فقہا اہل السنت وغیرہ پر اتہام کیا ہے جبتک کہ آپ اقوال ان
لوگوں کے انہیں کی کتب معتبرہ سے نقل نکرینگے مجرد آپکی یاوہ سرائی لائق سماعت نہیں اور آپ کا اسقدر کہدینا بھی
کافی نہیں ہے کہ شارح مثنوی اور فلانے شخص نے یہہ لکھا ہے کہ امام ابو یوسف وغیرہ یہہ کہتے تھے کیونکہ جن لوگوں کے
منقولات آپ نے لکھے ہیں وہ لوگ معاصر ابو یوسف کے اور جنید بغدادی قدس اللہ سرہ کے نہیں تھے پس اگر انہیں سے کبھی
ایسا قول ان اکابر کیطرف منسوب بھی کیا ہو تو اعتبار اسکا نہیں کیونکہ بلا سند قول ہے اور قول بلا سند ہماری
ملت میں مطابق قواعد علم اصول کے مقبول نہیں پھر آپ نے خود بنائے نقل منقول علاج یا وہ سرائی کی ہے اسکو سمجھ
لے کہ وجہ اسکے نقل کی کیا ہوئی ہے پہلی وجہ نقل تو دریافت کر لیجئے بعد اسکے زبان طعن دراز کیجئے **قولہ** بانی
علم کلام کا ہے اصل اسکی اسطرح پر ہے کہ دوسرے تیسرے برس ہجری میں حکمت و منطق وغیرہ علوم حکمائے یونان شروع ہو
چنانچہ اہل تشیع پر پیدا ہے انتہی سراسر افترا ہے مسایل کلامیہ اہل اسلام میں بیشتر سے متداول ہے مباحث کلامیہ
کتب آئمہ مجتہدین مثل کتاب امام احمد بن حنبل اور امام محمد بن ادریس اور کتاب محمد بن حسن اور کتاب ابو ثور ابراہیم
بن خالد میں مرقوم ہے اور صحاح ستہ اپنی اپنی کتابوں میں برابر مسایل کلامیہ کو نقل کرتے ہیں اور دلایل اور براہین
قرآن اور احادیث سے لاتے ہیں کتب اصول فقہ میں مسایل کلامیہ سے بہت بحث ہے اور کہنا یہہ کہ آپکے بیشتر تہہ
قولہ مگر یہ مشہور ہے کہ جہانتک ہے کہ علم کلام کی کوئی ایسی کتاب نشان دیکر جو اسی سے پہلے تصنیف کی گئی ہو

لالہ جی کہانتک طلاق دکہاوینگی بہت طلاق نامہ تو رسائل سابقہ مین لکہہ چکے اور اس رسالہ مین بہی چند طلاق دیگئے
ہو آپکے شاستر مین کچہہ نصاب بہی طلاق کی مقرر ہے ہمنے آپکو چند کتابون کے نشان دئیے جو سنہ ۲۰۰ ہجری سے پہلے
مؤلف ہوئی ہین اور سوا انکے اور بہی بہت کتابین ہین اگر تفصیل انکی منظور ہو تو تاریخ ابن خلکان وغیرہ دیکہئے
لالہ جی جہل مرکب مین گرفتار ہین اس سبب سے بیہودہ یان سرائی کرتے ہین حقیقت اسکی یہہ ہی کہ جب عہد خلافت عباسیہ
مین فلاسفہ اور ملاحدہ نے مطابق اپنے اصول کے ہماری مسائل کلامیہ مین مباحثہ کرنا شروع کیا تو ہر چند کہ اہل
اسلام نے انکو اپنی اصول کی رو سے ساکت کیا مگر پہر بہی تو یہہ امر مناسب معلوم ہوا کہ کتب فلسفہ کا ترجمہ کرکے انہین
کے اصول سے اونپر الزامات عاید کرین جسطور پر ہمنے بملاحظہ تراجم کتب ہنود کے انکے اصول و فروع پر انہین کے
اصول سے الزامات عاید کئے ہین اس سبب سے انکی کتابون کے ترجمے کئے گئے اور جو جو وہی حجتین پیش کرتے
تھے انکو انہین کے اصول سے قطع کیا گیا اور جو مسائل کلامیہ از روی قرآن اور احادیث کے مستنبط کئے گئے تھے اور
مدلل ببرہان عقلیہ تھے انکو اصول فلاسفہ سے بہی ثابت پونہچایا گیا اسطرح پر کہ جتنے اپنے مسائل کلامیہ کو کتب مسلمہ
ہنود سے بہی اثبات کو پونہچایا ہی پس اس سے یہہ لازم نہین آیا کہ علم کلام کتب فلاسفہ سے ماخوذ ہی اگر ایسا ہو تو مسائل
کلامیہ اہل اسلام کی مطابقت مسائل فلسفیہ یونانیہ سے کرتی حالانکہ باہم بہت اختلاف ہی اور بہتی مسائل فلسفیہ
کو جو ہماری مسائل کلامیہ کے خلاف ہین از روی اون دلائل کے جو ہماری اصول پر متفرع ہین رد بہی ایسی براہین
سے جو مبنی اونپر اصول فلسفیہ کے ہین رد کیا ہی غرضکہ مسائل کلامیہ قبل از ترجمہ ہی کتب فلاسفہ اہل اسلام کے
کتب مین مدون تہی مگر ان ایسی کتب کلامیہ کہ جنمین رد و قدح اونپر اصول و فروع مسائل فلسفیہ کے اور اثبات
مسائل کلامیہ اسلامیہ کا اصول فلسفیہ سی ہی بعد ترجمہ کتب فلسفہ مدون ہوئی ہین پس اسقدر تمیز کہان لالہ جی کا ضمیر تو
وجاہت ہی یہہ تو ایسی بات ہی کہ تہوڑی عرصہ کے بعد کوئی ہندو بیوقوف بعد ملاحظہ ہدیہ اور اعجاز اور ظلمت الہنود
اور سوط الجبار اور تیغ المسلمین اور سیف الجبار کے یہہ کہنے لگے کہ علم کلام اہل اسلام مین کتب ہنود ہی سی ماخوذ ہی
ورنہ اس سی پہلے کی کوئی کتاب ایسی کہ جسمین مسائل کلامیہ متعلق مذہب ہنود کے رد و قدح پیش کرنا چاہئے سوائے
اسکی ہرگز و لالہ جی نے اپنا اس قول پر کہ ۳۰۰ برس آخر تک کہین الحمد کو ہی دلیل پیش نہین کی تو قطع نظر اسبات کے
ایسی بلا دلیل بات پر کچہہ التفات نہین ہو سکتا اور بار بار جو لالہ جی لفظ کبر فرقہ کا زبان پر لاتے ہین او انکو شرم
نہین آتی وہ اپنی چوری جو کتب زرتشت کی مضامین بلخ سے چرا لایا اور ہند مین آکر ان مضامین کا
بنام وید دن کے اپنے نام سے بنایا چور نہ کہو اور مضامین الہیہ جو از روی وحی کے پیغمبر صلعم پر خدا نے نازل
فرمائی سرقہ قرار پائی **قولہ** قصہ لوط و موسی بر زرتشت بالتمام توریت سے سرقہ کیا ہی اقول قطع نظر اسکے
کہ یہہ افترا آپ کا محض ہے ثبوت ادنے سرو پا ہی آپنے کبہی توریت دیکہی ہی قصص مذکورہ جسطور پر قرآن مین مذکور

آیا اسیطور پر تراجم توریت مین مسطور ہین آپ نے توریت نہین دیکھی اگر دیکھتے تو معلوم ہو جاتا کہ اوسمین تفصیل ہین
اکثر مضامین تراجم توریت مین ایسے ہین کہ سراسر خلاف واقع اور مخالف آیات قران ہین قولہ تا ذکر مریم کہ
سورہ مریم مین ہی انجیل لوقا سے لیا ہی انتہی لالاجی تمسے تو کیا کہون تمنے تو لوقا کی کبھی کتاب دیکھی بھی نہو گی
تمہارے اون پیشوا سراپا افترا کو کہ جنکی کاسہ لیسی ہی تم مست خیال ہو رہے ہو یہہ خیال نہ آیا کہ کیسی صریح جھوٹی
بات زبان پر لایا ہے بالاجمال سوط الجبار مین لکہا ہی کہ مضامین مندرجہ تراجم کتاب لوقا وغیرہ کے خلاف واقع
اور مطابق قران مجید کے تھے اب یہان اوس اجمال کی کچھہ تھوڑی سی تفصیل کرتا ہون دیکھو قران مین ہے —
اذ نادی ربه ندآء خفیا قال رب انی وهن العظم منی واشتعل الرأس شیبا ولم اکن بدعائک رب شقیا الآیة
یہہ مضمون کتاب لوقا مین تا بکی کہان ہی ترجمہ کتاب لوقا مین لکہا ہے فلما راه ذکریا اضطرب ووقع علیه خوف
عظیم یہہ مضمون قران مین کہان ہے قران مین ہی لم نجعل له من قبل سمیا لوقا کی کتاب مین یہہ مضمون
ہرگز نہین قران مین یہہ مضمون ہی قال رب اجعل لی آیة قال آیتک ان لا تکلم الناس ثلث لیال سویا لوقا
کی کتاب مین سمعنا مریدون لکہا ہے کہ من الآن تکون تکون فصامتا لا تستطیع ان تتکلم الی الیوم الذی
فیه یکون هذا لانک لم تؤمن بکلامی الذی یتم فی اوانه دیکھو دونون مضمونون مین کسقدر تفاوت صریح ہے علی هذا القیاس
قصہ مریم وعیسی علیہما السلام جو کتاب لوقا طبیب مین مرقوم ہے بہت خلاف ہی اور ذرا مطابق آیات قران
کے نہین ایک ایک آیت کی اگر تفصیل لکھی جاوے تو نہایت درجہ کی تطویل ہو گی لہذا صرف اسقدر پر اکتفا کیا گیا کہ
لالاجی اردو تراجم کتاب لوقا اور تراجم قران کو دیکھکر اپنے دلمین شرماوین اور انصاف سی فرماوین کہ آیا یہ
قصے دونون کتابون مین مطابق یکدیگر کے ہین یا نہین قولہ برگشتگی شیطان اور حال داود وسلیمان اور کیفیت سوال
قبر وتقسیم درجات جہنم اور حیرا معراج اور احکام غسل و تیمم اور روزہ اور نماز وغیرہ یک لخت یہودی احادیث
سے اوڑایا ہی انتہی لالاجی تم ذرہ بہی تمکو شرم تو نہ آئی ارے تیرے منہ لعنت خدا کی تراجم کتاب موسوم بکتاب داؤد
سلیمان وغیرہ تو موجود ہین اونمین یہہ مضامین جو قران مین ہین کہان ہین رہے احادیث یہود کی جسکا آپ یہان
تذکرہ زبان پر لائے ہین خدا سے تعالی کو جسکے قبضہ قدرت مین موت وحیات اور تعذیب اور تنعیم ہے اوسی قادر منتقم
کو حاضر ناظر جانکر ایمان سی کہو کہ تمنے یا تمہارے پیشوا نے یا دوسرے نے وہ احادیث کہین دیکھی ہین اگر آپکے یا آپکے
پیشوا کے پاس ہون تو پیش کیجیے علاوہ قران یہود اب بھی موجود ہین احکام طہارت و نماز و روزہ کی اونکی
آیا اسیطور پر ہین جیسے کہ اہل اسلام مین ہین ایسی بیہودہ بائی تو اختیار نہ کیجیے ردی کہا کہانیکے اور بہت طرق ہین
جھوٹ اور افترا پردازی کو ذریعہ معاش کا مقرر کرنا ذلیل و برا نسے چہت بہرا ہی اگر خدا پر نظر رکھو تو وجوہ
معاش اور بھی بہت ہین ع ہزار لکھہ کہ وزان دیدبان نرنہ بیشہ توم ہی کا آپکے واسطے کافی تہا پر آپنے

اپنی عاقبت کیون خراب کی سطلے ہذا القیاس آپنے جو تذکرہ احادیث نصاری کا لکہا ہی یہہ بھی آپکا افترا ہی کتب نصاری
موجود ہین اونمین نام و نشان بھی قصہ اصحاب کہف کا نہین اسیطرح جو کتب مجوس کا تذکرہ کیا ہی سراسر جھوٹ بکا ہی
ہرگاہ کہ آپنے نہ نام کسی کتاب کا لکہا نہ عبارت کو نقل کیا تو بلا سند جسقدر آپنے ہذیان سرائی کی ہی اصلا لایق التفات
نہین دیکہئے ہمنے سرقہ آپکا اکابر کا کتاب دساتیر سے کیسا ثابت کیا ہی اگر ایسی وجہ ثبوت کامل آپ ہم پونہچا دیتے
تب آپکو حرف زنی زیبا تھی ورنہ جسطرح آپ بلا دلیل و سند افترا پردازی فرماتے ہین ہر بد ذات ایسا کر سکتا ہی
ہم سوط الجبار مین ان سب افترا پردازیون اور بد ذاتیون لالہ جی کے جواب مفصل لکہ چکے ہین ناظرین اوسکا ملاحظہ کرین اسمقام پر
تکرار اونکا ضرور نہین جانتے مگر لالہ سنفیا جو معارضہ کلام صاحب ہدیہ پیش آیا ہی اب ہم اوسکی طرف توجہ کرتے ہین صاحب ہدیہ نے
لکہا ہی کہ اگر قصص منزلہ قران در کتب سابقہ مذکور باشند کدام سرقہ ثابت شد چراکہ قران مصدق کتب سابقہ است انتہی
صاحب ہدیہ بعد فرض کرنے اس امر کے کہ قصص جو قران مین ہین اگر مطابق کتب سابقہ کے ہون اور ان تراجم موجودہ مین
مطابق اصل کتابون کے ترجمہ کئے گئے ہون تو اس سے سرقہ لازم نہین آتا کیونکہ درمیان قرآن اور جمیع کتب آسمانی کے
باہم مطابقت واجب ہی قران کچہہ مخالفت کتب سابقہ سے نہین رکہتا بلکہ مصدق انکا ہی اور یہہ قول اونکا ہر آئینہ محقق
اور مبرہن ہے غور کیجئے کہ ایک استاد دو طالب علمونکو ایک مضمون تعلیم کرتا ہی پس بسبب توافق مضمون معلم کے اگر
کوئی شخص یہہ بات کہے کہ ایک طالب علم نے دوسرے کا مضمون چرایا ہی تو خود لالہ جی ہی غور کرین کہ وہ شخص مانند لالہ جی
کسقدر بیوقوف سمجہا جاویگا لالہ جی سے کچہہ جواب تقریر صاحب ہدیہ کا نہ بن آیا اور فی الواقع تقریر اونکی ایسی مدلل اور
مبرہن ہی کہ اوسکا کچہہ جواب نہین مگر ازراہ حماقت ہند دانہ کے لب ہی پریشان گوئی کہولے اور حیوانات کی بولی بولے
کہ بر تقدیر یکہ محمد صلعم توریت و انجیل کی تصدیق فرماتے تو لابد مثل قران اونکی بہی حفاظت و تلاوت فرماتے انتہی
احمق الناس یہہ نہ سمجہا کہ تصدیق مستلزم حفاظت و تلاوت نہین اگر لالہ جی اوپر اس ملازمہ کے کوئی دلیل رکہتے ہون
تو پیش کرین ورنہ بمقابلہ کلام مدلل کے ایسی بیہودہ سرائی سے پیش آنا کمال بیحیائی ہی پہر لالہ جی نے یہہ خیال فرمایا ہوتا کہ
کتب سابقہ تو پہلے ہی سے محفوظ نہین رہی تہین پس سخت جہالت لالہ جی کی ہی کہ کہتے ہین کہ حفاظت و تلاوت بجا لاتے
جو کتاب کہ موجود ہی نہین اوسکی تلاوت و حفاظت کسطرح ہو سکتی ہی رہی تراجم موجودہ سو اول تو یہہ امر بدیہی ہے
کہ حکم ترجمہ کا حکم اصل کتاب کا نہین ثانیا یہہ کہ وہ تراجم خود باعترافات اہل کتاب تمامتر مطابق اصل کتب کے نہین پس
کیا وجہ ہی کہ مثل قران کے کہ کتاب الہی ہی ایسی کتابونکو جو نہ کتب آسمانی ہین نہ تمامتر اونکی تراجم مین حفاظت و تلاوت ضرور
ہووی غرضکہ معارضہ لالہ جی کا عین دلیل حماقت ہند دانہ لالہ جی کی ہی مگر لوز دشمن رہند ہندوستان نمونہ + کہ باشد
کار ہند و داز گونہ + **قولہ** نہ کہ وہان سے مضمون مطلوبہ تو چراتے اور باقی کو منسوخ ٹہراتے انتہی ضمن معارضہ مین یہ کلام
پیش کرنا دلیل جہالت لالہ جی کی ہی کیونکہ امر متنازعہ فیہ تو یہی سرقہ ہی جو عین مدعا لالہ کا ہی پس اوسی مدعا کو دلیل گردانا

اور ضمن میں معیار عند میں لانا مصادرہ علی المطلوب ہے اگر لالہ جی کو کچھ بھی علم مناظرہ اور میزان کی سے واقفیت ہوتی تو اس
جہالت میں کیوں مبتلا ہوتے ؎ آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند + در جہل مرکب ابد الدہر بماند + **قولہ** مرت
ہم ہی محمد صلعم کی طرف نسبت سرقہ نہیں کرتے بلکہ عربان عہد حضرت بھی یہی کہتے تھے انتہی سگ زرد برادر شغال کالی
بہائی نسبت دو نوبار وایک ہی کہ بیت الکفر ملتہ واحدہ مسطور پر لالہ مناظرہ میں مغلوب ہو کر بذیان سرائی کرتے ہیں ذکر کیا
ایسا ہی کہتے تھے انکی اقوال و افعال مانند اقوال و افعال لالہ جی مستند نہیں مگر ان لالہ جی فرما دین کہ اسکا جواب کیا ہے کہ بہت سے
بڑی بڑی برہمن معتقدان بید و شاستر بید کو بنایا ہوا آدمیوں کا ابتک کہتی ہیں چنانچہ بید امر ہے جنے اوپر ثابت کر دیا ہے
اب خود لالہ جی ہی انصاف سے کہیں کہ قول معتقدین کا قابل احتجاج ہے یا قول منکرین کا **قولہ** بجنسہ عبارت جلالین
سے وہو قین نصرانی کان النبی صلعم یدخل علیہ یعنی وہ ایک آہنگر نصرانی تہا کہ محمد صلعم اوسکے پاس تشریف لیجاتے
تھے اور کچھ کچھ دریافت فرماتے تھے انتہی لالہ جی ہم اسواسطے آپ سے مطالبہ نقل عبارت کتاب کرتے ہیں دیکھیے تو کہ
آپنے جو عبارت جلالین کی نقل کرکے اوسکا ترجمہ کیا تو آپکی بدذاتی اور بیحیائی اور دغابازی اور افترا پردازی
صاف عیان ہوئی اے لالہ بے ایمان تو نے جو عبارت جلالین کی نقل کرکے ترجمہ میں از راہ بدذاتی کے یہہ لکہا ہے
کہ اور کچھ کچھ دریافت فرماتے تھے یہہ اصل عبارت میں کہاں ہے بیحیا تجکو شرم نہیں آتی تجہپر لعنت خدا کی ہے تو نے
اپنا منہ گنوایا اور اپنی سرنوشت کو جہنم میں پوہچایا ایک بیحیائی لالہ صاحب کی قابل بیان ہے لکھتی ہیں کہ بجنسہ عبارت
جلالین یہہ ہے حالانکہ ازراہ حماقت بجنسہ اور بلفظہ اور بعینہ میں تمیز نہیں کر سکتے کیا کریں علم سے بہرہ ور نہیں اور عقل
سے بھی اصل ورنہ غلط کاری میں مجبور ہیں آگے اسکے جو قصہ خسرو لیا لکہا ہے اسکا جواب دندان شکن پیشتر پا چکے ہیں
یہاں اعادہ اوسکا ضرور نہیں **قولہ** قطع نظر ازین فرض کیا ہم نے کہ قرآن مصدق کتب اولین ہے مگر یہہ تو کہیے کہ احد مطالب
احادیث یہود و نصاری سے مراد کیا ہے ہم تو یہیں نہیں سمجھتا کہ مراد لالہ جی کی احادیث یہود و نصاری سے کیا ہے آیا سوا توریت
کے باقی کتب عہد عتیق کو احادیث یہود اور سوا اناجیل اربعہ کے باقی کتب عہد جدید کو احادیث نصاری تصور فرماتے ہیں یا اور کچھ
کتابیں ہیں کہ جنمیں احادیث مرقوم ہیں اگر مراد باقی کتب عہد قدیم و جدید ہیں تو انمیں مسائل و قصص ذکر کردے کہ قرآن
نے لیے ہیں اور جو کچھ اور کتابیں ہیں تو انکا نام بیان کیجیے اور عبارات اور تراجم اونکے ان مقامات سے نقل فرمائیے اور واضح ہو کہ
جبتک آپ نام کتاب کا نہ لکھینگے اور عبارت انکی بالفاظہا نقل نہ کرینگے تو یہہ سب دو سرائیان آپکی افترائے محض متصور ہونگی علاوہ
اسکے سب اقوال الغرض اگر کچھ مضامین مطابق کسی کتاب سابق کے بھی ہوں تو ثبوت سرقہ کا کیا ہے کیا مطابقت اور سرقہ لالہ صاحب کی نزدیک ایکچیز ہے **قولہ**
قطع نظر ازین محمد صلعم نے شرک و آتش پرستی کو دور نہیں کیا بلکہ رواج دیا انتہی اے لالہ جی یہ دوسری ہی کیا ہے تمام عالم
خوب سمجھتا ہے کہ یہہ قول لالہ جی کا جہوٹا ہے ہر چند کہ لالہ جی نے ازراہ دغابازی انکار بدیہیات شیوہ اپنا ٹہرایا ہے مگر خاک ڈالنے سے کہیں چاند چہپ
سکتا ہے منی النبین مومنین علی الاتفاق کہتے ہیں کہ توحید کو جیسا چاہیے تہا ویسا ہی محمد صلعم نے رواج دیا اور بنا شرک کو قرار واقعی بر کندہ کیا

مسٹر جان ڈیون پورٹ لکہتے ہین - یہہ بات آپکی صداقت باطنی پر خوب دال ہی کہ سب سے پہلے جو لوگ ایمان لائے وہ آپکے دوست اور اہل خاندان تھے جو آپ کی عادات سے خوب واقف تھے اگر معاذ اللہ آپ فریبی ہوتے تو یہہ لوگ آپ پر ہرگز ایمان نہ لاتے اور اونپر بھی یہہ فریب ظاہر ہو جاتا - درحقیقت یہہ بات کبھی ثابت نہین ہوئی کہ محمد صلعم نے ترویج شریعت یا اثبات دعوی نبوت کے لئے مکر اور حیلہ کئے یا جہوٹے معجزے دکہائے - اسلام حضرت کی حیات ہی مین تمام عرب مین قائم ہو گیا اور بت پرستی کی بیخ و بن باقی نرہی ایسی کامیابی حضرت کو سبب شجاعت اور قوت جنگ کے نہ حاصل ہوئی تھی بلکہ اسکی وجہہ یہہ تہی کہ اپنے مذاہب کو مہذب اور درست کیا ممالک کو مغلوب اور مفتوح کیا اس طریقہ کو جو چاہین سو سمجہین لیکن حق تو یہہ ہی کہ اُن طریقونکی نسبت جو اُس زمانہ مین عرب مین جاری تھے یہہ طریقہ بہت طاہر اور پاک بلکہ خود طہارت اور پاکیزگی ہے - بعد فتح مکہ کے آپ حسب احکام قران حج بجا لائے اور حجر الاسود کے قریب کہڑے ہوکر باواز بلند خدای برحق کا نام لیا اور بتون کو بیخ و بن سے اکہاڑ ڈالا - اسلام حضرت کی حیات مین تمام عرب مین قایم ہو گیا اور بت پرستی کی بیخ و بن باقی نرہی - آپ کے بعد خلفا نے بھی اُس تلوار کو نیام مین نرکہا جبتک کہ اُس سے ایک سلطنت وسیع جسمین اقالیم ایشیا یورپ اور افریقیہ شامل ہین قائم نکر لی - اہل اسلام نے زیر سایہ رایات عمر اور خالد اور اور خلفاء آنحضرت فتح پر فتح حاصل کی اور فارس فلسطین شام مصر یکے بعد دیگری حملہ آوران اسلام کے مطیع و منقاد ہوئے بارہ برس کے عرصہ مین ان لوگون نے ۳۶ ہزار شہر اور قصبے اور قلعے اپنے مطیع کرلئے چار ہزار شوالے اور گرجے برباد کر دئے اور ۱۴۰۰ مسجدین اپنے ہم مذہبون کیواسطے تعمیر کین اور ان ملکون پر بھی کفایت نکی بلکہ جبتک کہ باشندگان حبش کو مغلوب نکر لیا اور تمام اقلیم افریقیہ اسکندریہ سے ٹینجیرس تک مع ملک سپانیہ اپنی سلطنت قاہرہ مین داخل کر لی جبتک دم نلیا - ٹامس کرلائیل صاحب نے اس پیغمبر اولوالعزم کا حال ایسی بے تکلفی اور انصاف اور لطافت سے بیان کیا ہی کہ راقم کا جی نہین چاہتا کہ اوسے چہوڑ دے مورخ موصوف کہتے ہین کہ اُس عقیل باشندہ صحرا (یعنے آنحضرت صلعم) کی جسکی چشم سیاہ اور پرنور تھی اور دل کشادہ اور خلیق تھا حرص و طمع نہتی بلکہ اور اور خیالات تھے وہ شخص متین اور اولی العزم تہا اور اُن لوگون مین تہا جو ہمیشہ سرگرم اور مستعد رہتے تھے اور جنکو خود حق تعالی نے صداقت کے لئے پیدا کیا ہی اور لوگونکا تو یہہ حال ہی کہ مصنوعات اور مسموعات پر عمل کرتے ہین اور اونہین پر قناعت کرتے ہین لیکن وہ شخص (یعنے آنحضرت صلعم) ہمیشہ خود تنہا اور اوسکا نفس تنہا اور نفس الامر تہا وہ بڑا راز ہستی اوسی شخص کی ذات مین عیان تہا اور وہی شخص اس سر مکنون کی عزت و جلال کا مظہر تہا ایسا صدق و صفا جیسا ہستی بانکیا کچہہ کچہہ خدا سے علاقہ رکہتا ہی اور ایسی شخص کا کلام ایک صدا ہے جو خود خدا کے دل سے نکلتی ہے لوگ توجہ سے سنتے ہین اور اونہین واجب ہے کہ بگوش دل سنین اوس آواز کو نہین تو اور کسی بات کو نہ سنین اسواسطے کہ اور جتنی باتین ہین اُس آواز کے مقابلہ مین سب مثل ہوا کے ہین ہمیشہ سے ہزار دن خیال

ہنگام جو اور سیاحت مین اُس شخص کے دلمین خطور کرتے تھے یہ خیالات ہین کہ مین کیا ہون یہ ہستی غیر محدود جسمین مین
رہتا ہون اور جسے عالم کہتے ہین کیا ہے اور حیات اور موت کیا چیز ہے اور مجھکو کیا یقین کرنا چاہئے اور کیا کرنا چاہئے کوہ حرا اور کوہ سیاہ
کے سیاہ پتھرون نے اور دشت تنہائیون نے اوسکے سوالات کا جواب نہ دیا اور نہ اُس شخص کو افلاک نے جواب دیا جرم
انکے ملکون اور نورانی ستارون کے گردش کر رہی تھی کسی چیز نے اوسے جواب نہ دیا بلکہ اُس شخص کا دل اور وحی الہی اُسے
جواب دیتی تھی راقم کہتا ہے کہ محمد ایک شخص جانشین نے ایسا کیا کہ اوسکی خاندان نے اوسے پیغمبر جانا محمد ایک غریب
عرب نے اپنے ملک کے قبائل وحشی مفلس برہنہ اور گرسنہ کو ایک گروہ معقول اور منضبط کر دیا اور انہین ساری دنیا
سے علیحدہ ہو فعال و اطوار تعلیم کئے - سو برس سے کمتر زمانہ مین اس مذہب کے لوگون نے سلطان روم کو شکست دی اور بادشاہان
فارس کو مغلوب کیا شام و عراق و مصر کو فتح کیا اور تمام بلاد بحر ظلمات سے بحر اخضر اور دریاے جیحون تک معمور کیے اور بارہ سو برس
کے عرصہ مین اونکی سلطنت سواے ملک ہسپانیہ کے اور کسی ملک سے ممالک مذکور مین سے نہین گئی بلکہ اُن لوگون کا مذہب شمالی
اقالیم ایشیا و وسط افریقیہ اور کنارہ بحر اخضر پر پھیلا گیا اور اب تک پھیلا جاتا ہے محمد پیغمبر اولی العزم ایسے تھے جیسا کہ
بیان کیا گیا اونکی عقل اور سرگرمی نے ایسا مذہب بنا کیا جسنے پیروان زردشت کو ایسا مغلوب منہدم کیا کہ فقط چند خاندان
متفرق اور منتشر اونمین سے باقی رہگئے اور ہندوستان پر حملہ کیا اور مذہب قدیم برہمہ کو اور نیز مذہب بدھ کو جو اوس سے بھی
ودانتک پھیلا تھا مغلوب کیا اور دریاے گنگ کے اُس پار کر دیا اور اس مذہب کے لوگون نے بہت قدیم اور معزز صوبہ جات
ہندوستان عیسائیون کے قبضہ سے نکال لئے اُس ملک کے تمام بلاد مشرقی اور افریقیہ رومی عیسائی سے آپنا ہی جبر الٹر تک
فتح کر لئے اقلیم یورپ کے بلاد مغربی پر حملہ کیا اکثر بلاد ملک ہسپانیہ لے لئے اور ساحل دریاے لوار تک بڑھ گئے اور ان ملکون
فتح کرنے سے خود روم پایہ تخت مین زلزلہ ڈالدیا اور آخر الامر بلاد روم جدید یعنی قسطنطنیہ مین فتح و فیروزی اپنی حکومت
وملت قایم اور مروج کی - راقم کہتا ہی کہ یہہ بات قابل لحاظ ہے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ نے بمقتضاے رزیدہ و تقوی نبوت بڑی
خوشی سے یہہ خبر دی تھی کہ زمانہ آخر مین ایک ایسا نبی مبعوث ہوگا جو ہم سے بھی افضل اور اعلے ہوگا اور شاگرد مسیح نے بھی
وعدہ کیا ہے کہ فارقلیط یعنی تسلی دہندہ آئیگا یہہ دونون پیشگوئیان بلاشک و شبہہ اشرف الانبیا اور خاتم النبیین یعنے
آنحضرت کی بارہ مین ہین اور آپ ہی کی ذات پاک مین ان کی تکمیل ہوئی - آنحضرت کے مسایل مین ابہام بالکل نہ تھا
قرآن سے خوب ظاہر ہے کہ آنحضرت بڑے موحد تھے آپنے بتون اور آدمیون اور سیارات اور ثوابت کی پرستش کی بالکل
ممانعت فرمائی ہے - اسلام ایک ایسا مذہب ہے جسکے اصول مین سبکو اتفاق ہے اور جسمین کوئی ایسی کُنہ نہین جو زبردستی
ان لیئی پڑی ہو سمجھہ مین نہ آئی آنحضرت مشرق مین پیدا ہوئے اور آپنے اپنے مذہب کو قایم رکھا اور بت پرستی کو ملک ایشیا
اور افریقیہ اور مصر کے اکثر حصون سے بالکل نیست و نابود کر دیا چنانچہ ان ملکون مین اب تک خدا تعالی واحد اور حقیقی کی
پرستش جاری ہے لاکھون آدمیون کے دلمین اس عرب کے نبی کی ظاہری اور باطنی برکتون نے جگہہ پکڑی اور ہماری عبادت

باطنی اس امر کی مقتضی ہی کہ ہم یہہ خیال کرین کہ حقیقت مین آپکے معتقدین دل سے قایل تھے اور یہہ سمجھ جاتے تھے کہ آپ پر وحی
نازل ہوتی ہی اور آپ سچے ہین ضرور ہی کہ نشر کو انکو آپ کا مذہب بسبب اسکی عمدہ قواعد اور قوانین کے جو انکو معرفت سے
الہام ہوتا معلوم ہوا ہوگا آپ کا مذہب زردشت کے مذہب سے زیادہ تھا اور حضرت موسی کے مذہب سے زیادہ پاک معلوم
ہوتا تھا آنحضرت کے مذہب کی نسبت اسبات سے اور بھی معلوم ہوتی ہی اگرچہ اس مذہب کو نکلی ہوئی ایکبڑا حصہ دراز ہوا
مگر اوسمین اور مذہبونکی مانند مخلوق کی پرستش وغیرہ نہوئی اور اہل اسلام نے اپنی رسم و قیاس کی متابعت نہین کی
اور خدا تعالی کی پرستش پر قایم رہے اور اوسکی جاہی بتون کو نہ پوجنے لگے انکے عقیدہ کی بنیاد یہہ چند الفاظ ہین جسکا
ترجمہ یہہ ہے مین خدا اور اوسکی نبی محمد کا یقین کرتا ہون — آپکی تمام عمر کے ہر ایک کام سے یہہ بات بخوبی ظاہر ہے
کہ آپ مین بلند نظری کا عیب ہرگز نتھا اور جب ہم اس امر پر غور کرین کہ آپ نے باوصف اسبات کے کہ اسلام کو
آپکے زمانہ حیات مین ہی خوب رواج ہوگیا اور آپکو انتہا حکومت حاصل ہوگئی مگر آپنے ہرگز اس سے اپنا ذاتی فایدہ اوٹھایا
اور زمانہ وفات تک ویسی ہی سیدہی سادی وضع رکھی جیسی پہلی تہی تو یہہ امر اور بھی زیادہ ہماری قول کا موید ہی کہ
آنحضرت بلند نظر نتھے — یہہ امر یقینی ہی بت پرستی کا معدوم کرنا اور خدا تعالی واحد مطلق کی عبادت کا ایسی قوم مین بنا
ڈالنا جو نہایت درجہ کے بت پرست تھے اور خدا کو بالکل بہول گئے تھے حقیقت مین ایسا کام تہا جسکے واسطے خدا تعالی نے مقرر کیا ہو
یہہ بھی امر یقینی ہے کہ آنحضرت صلعم نے عرب مین خدا تعالی واحد مطلق کی عبادت قائم کی اور اس ملک سے بت پرستی
ایسی معدوم کر دی کہ وہ ایکہزار کے عرصہ سے اب تک پھر کبھی کسیطرح سے ظاہر نہوئی — کیا یہہ بات خیال مین آسکتی ہی
کہ جس شخص نے اس نہایت ناپسند اور حقیر بت پرستی کے بدلہ جسمین اوسکے ہموطن (یعنی اہل عرب) مدت سے ڈوبے ہوئے
تھے خدای واحد برحق کی پرستش قایم کر دی ایسی بڑی بڑی واہم الاثر اصلاحین کین مثلاً اولاد کشی کو موقوف کیا نشہ کی چیزون
کے استعمال کو اور قمار بازی کو جس سے اخلاق کو بہت نقصان پہنچتا ہی منع کیا بہنایت سے کثرت ازدواج کا اوسوقتین
رواج تہا اوسکو بہت کچھ گہٹا کر محدود کیا غرضکہ ایسی بڑے اور سرگرم مصلح کو ہم فریبی ٹھہرا سکتے ہین اور یہہ کہہ سکتے ہین
کہ ایسے شخص کی تمام کارروائی مکر پر مبنی تھے — نہین ایسا نہین کہہ سکتے — بے شک محمد صلعم بجز دلی نیک نیتی اور ایمانداری
اور کسی سبب سے ایسی استقلال کے ساتھ اپنی کارروائی پر ابتداء نزول وحی سے جو خدیجہ سے بیان کی اخیر دم تک جبکہ عایشہ
کی گود مین شدت مرض مین وفات پائی مستعد رہ سکتی تھے — جو لوگ ہر وقت اونکے پاس رہتے تھے اور جو اون سے بہت ربط
ضبط رکہتے تھے اونکو بھی کبھی اونکی ریاکاری کا شبہہ نہین ہوا اور کبھی اونہون نے اپنی نیک برتاؤ سے تجاوز نہین کیا — کیا
ایک نیک اور مستعد طبیعت شخص جسکو اپنے خالق پر بہروسا ہو اور جو ایمان اور رسم و رواج مین بہت بڑی اصلاح کرے حقیقت مین
صاف صاف خدا کا ایک آلہ ہوتا ہی اوسکو ہم کہہ سکتے ہین کہ خدا کا پیغمبر ہے — اسبات پر کیون یقین نکیا جاوے کہ اوسکو
زمانہ اور اپنی ملک مین اپنی قوم کو خدا کی وحدانیت اور تعلیم سکہلانیکے لیے اور اونکی حالت کے مناسب انکو ملکی اور اخلاقی امور

میں نصیحت کرنیکے لئے خدا نے بھیجا تہا اور بت بازی اور بنیاک ڈاڑہی کا واعظ تہا۔ ایڈورڈ گبن صاحب لکہتے ہیں کہ محمدؐ
کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک ہے اور قرآن خدا کی وحدت پر ایک عمدہ شہادت ہے کہ پیغمبر نے بتوں کی انسانوں کی
ستاروں اور سیاروں کی پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا کہ جو شی طلوع ہوتی ہے غروب ہو جاتی ہے اور جو حادث ہے وہ فانی
ہوتی ہے اور جو قابل زوال ہے وہ معدوم ہو جاتی ہے۔ اور اسنے اپنی معقول سرگرمی سے کائنات کی بانی کو ایک ایسا
وجود تسلیم کیا جسکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا اور نہ وہ کسی شکل میں محدود نہ کسی مکان میں اور نہ کوئی اوسکا ثانی موجود ہے جس سے
اوسکو تشبیہ دیسکیں۔ وہ ہمارے نہایت خفیہ ارادون پر بھی آگاہ رہتا ہے۔ بغیر کسی اسباب کے موجود ہے۔ اخلاق اور
عقل کا کمال جو اوسکو حاصل ہے وہ اوسکو اپنی ہی ذات سے حاصل ہے۔ ان بڑی بڑی حقایق کو پیغمبر نے مشہور کیا اور اوسکے
پیرؤون نے اوسکو نہایت مستحکم طور سے قبول کیا اور قرآن کے مفسرون نے معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی کے ساتھ اوسکی تشریح
اور تصریح کی ہے۔ ایک حکیم جو خدا تعالی کے وجود اور اوسکی صفات پر اعتقاد رکہتا ہو مسلمانوں کے مذکورہ بالا عقیدہ
کی نسبت یہہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہماری موجودہ ادراک اور قواے عقلی سے بہت بڑہکر ہے اسلئے کہ جب
اُس نامعلوم چیز (یعنے خدا) کو زمان اور مکان اور حرکت اور مادہ اور حس اور تفکر کے اوصاف سے مبرا کر دیا تو پہر ہمارے
خیال کرنے اور سمجہنے کے لئے کیا چیز باقی ہے وہ اصل اول (یعنے ذات باری تعالی) جسکی بنا عقل اور وحی پر ہے محمدؐ کی
شہادت سے استحکام کو پہونچی چنانچہ اوسکے معتقد ہندوستان سے لیکر مراکو تک موحد لقب سے ممتاز ہیں اور بتوں کو مسجود
سمجہنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا ہے۔ مسٹر ڈاہبس کارلیل صاحب کہتے ہیں کہ ہم لوگون (یعنے عیسائیون) میں
جو یہہ بات مشہور ہے کہ محمدؐ ایک پر فن اور فطرتی شخص اور گویا جہوٹ کے اوتار تہے اور اونکا مذہب دیوانگی اور خام
خیالی کا ایک تودہ ہے اب یہہ سب باتیں لوگوں کے نزدیک غلط ٹہرتی جاتی ہیں جو جو جہوٹ باتیں دور اندیش
اور مذہبی سرگرمی رکہنے والے آدمیون (یعنے عیسائیون) نے اُس انسان (یعنی محمد صلعم) کی نسبت قائم کی تہین
اب وہ الزام قطعاً ہماری روسیاہی کے باعث ہیں چنانچہ ایک یہہ بات مشہور ہے کہ پاکوک صاحب نے جب گروٹیس صاحب
سے پوچہا کہ یہہ قصہ جو تمنے لکہا ہے کہ محمدؐ نے ایک کبوتر کو تعلیم کیا تہا کہ وہ اونکے کان میں سے میل نکالا کرتا تہا اور
جسے مشہور کیا تہا کہ وہ فرشتہ ہے جو اونکے پاس وحی لایا کرتا ہے تو اُس قصہ کی کیا سند ہے تو اونہوں نے جواب دیا کہ
اس قصہ کی کوئی سند اور کچہہ ثبوت نہیں حقیقت یہہ ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ایسے ایسے قصوں کو بالکل چہوڑ دیا جاوے۔
جو جو باتیں اِس انسان (یعنے محمد صلعم) نے اپنی زبان سے نکالیں بارہ سو برس سے اٹہارہ کروڑ آدمیون کے لئے بمنزلہ ہدایت
کے قائم ہیں اِن اٹہارہ کروڑ آدمیونکو بہی اوسیطرح خدا نے پیدا کیا ہے جس طرح ہمکو پیدا کیا اسوقت جتنے آدمی محمدؐ کے کلام پر
اعتقاد رکہتے ہیں اوس سے بڑہکر اور کسیکی کلام پر اس زمانہ کے لوگ یقین نہیں رکہتے پہر کیا ہم یہہ خیال کر سکتے ہیں کہ جس
کلام پر خداے قادر مطلق کی اسقدر مخلوق زندگی بسر کر گئی اور اوسی پر مر گئی کیا وہ ایسا کہیل ہے جیسا ایک بازیگر کا ہنر

میرے نزدیک ہرگز ایسا خیال نہین کرسکتا بلکہ مین نسبت اور چیزون کے اوسپر جلد یقین کرتا ہون اگر جہوٹی اور نرمی
کی باتین دنیا مین اسقدر زور آور ہون رواج پکڑ جاوین اور مسلم ٹہر جاوین تو پہر اس دنیا کی نسبت کوئی کیا سمجہیگا —
اس قسم کے خیالات جو بہت پہیلے ہوئے ہین بہت ہی افسوس کے قابل ہین اگر ہمکو خدا کی سچی مخلوقات کا علم کچہہ حاصل
کرنا منظور ہو تو ہمکو ایسی باتون پر یقین کرنا ہرگز نہین چاہیئے وہ باتین ایسی زمانہ مین پہیلی ہین جبکہ توہمات کو
بہت دخل تہا اور ان ہی توہمات کے سبب سے خیال تہا کہ آدمی کی روحین غمگین خرابی
مین پڑی ہوئی ہین جو انکی ہلاکت کا سبب ہے میرے نزدیک اس خیال سے کہ ایک جہوٹے آدمی نے ایک مذہب قائم کیا اور
کوئی اس سے زیادہ بد اور ناخدا پرست خیال دنیا مین نہین پہیلا — بہلا یہہ کب ہوسکتا ہی کہ ایک جہوٹا آدمی جو چونہ اور
اینٹ اور اور مصالح کی حقیقت کو نہ پہچانے اور پختہ مکان بنالے وہ پختہ مکان کاہیکو ہوگا بلکہ خاک کا ایک ڈہیر ہوگا
۱۲۰۰ برستک اوسکو کب قیام ہوسکتا ہی اور اٹہارہ کڑور آدمی اوسمین کب رہ سکتے ہین بلکہ اب تک وہ مکان کبہی کا سر کے
بل گر پڑا ہوتا ضرور ہے کہ ایک آدمی اپنے طریقو نکو قانون قدرت کے مطابق کرے اور قدرت کے سامانون کی حقیقت
کو سمجہے اور اوسپر عمل کرے ورنہ قدرت سے اوسکو یہہ جواب ملیگا کہ نہین یہہ ہرگز نہین ہوسکتا جو قانون اور
قاعدے خاص ہین وہ خاص ہی رہتے ہین عام نہین ہو جاتے افسوس ہے کہ کوئی شخص مثل کاک لسترو یا اور ایسے ہی بہت سے
دنیا کے شریر اور دغا باز لوگون کے چند روز کے لئے اپنی فند فطرت سے کامیاب ہوجاتے ہین مگر اونکی کامیابی ایک جعلی
ہنڈوی کی مانند ہوتی ہے جسکو وہ اپنے نالائق ہاتہون سے جاری کرتے ہین اور خود ہلاک رہتے ہین اور اوردونکو
اوسکی سبب سے نقصان پونہچاتے ہین مگر قدرت آگ کی شعلون اور ایسی ہنگامون اور اوسی قسم کے اور غضبناک ظہور
سے ظاہر ہوکر یہہ بات بہت غضب اور قہر سے دنیا پر ظاہر کردیتی ہے کہ جعلی ہنڈویان جعلی ہی ہین انتہے —
جارج سیل صاحب بہی ترجمہ قرآن مین اوس شخص کی تکذیب بہت سرگرمی کے ساتہہ کرتے ہین جسنے مانند لالہجی کچہہ تہمت
دین اسلام کی کی تہی چنانچہ وہ لکہتے ہین کہ مین اوس سے متفق نہین بلاشک و شبہ محمد صلعم بخوبی اپنے دلمین یقین
رکہتے تہے کہ خدا واحد ہی جو اوسکا سب سے بڑا مسئلہ تہا جسکے پہیلانے مین اونکو توجہ تام تہی انتہی دیکہئے سب اقوال
مخالفین اسلام کے ہین جنسے بہت بڑی عظمت دین اسلام کی ثابت ہی والفضل ما شہدت بہ الاعداء — کفار عرب سے
برابر توحید پر جہگڑا رہا اہل کتاب سے اسی توحید کی بنا پر مباحثہ ہوا اول مسئلہ اسلام بہی توحید ہی اسی مسئلہ پر
مشرکین پر سر جنگ تہی اَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ یہی مسئلہ تہا جس سے اہل کتاب لڑتے تہے یَا أَهْلَ
الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ
اللَّهِ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا
إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ الآیۃ خلاصہ کلام یہہ ہے

کہ ہرگاہ منی لقین دیمنا شتین . معاق تمام اوپر کمال توضیح دین اسلام کے اقرار کرتے ہین پھر لالہ تیرہ دل کہ حرص
مین مرتے ہین نہ اوسکا قول محض بے سود اور ہر آئینہ مردود ہے **قولہ** دوسری شرک و آتش پرستی ماخذ رسمیات
قریش و مجوس ہین انتہی لالہ مرتوت کیسا احمق ہے یہہ نہین سمجھتا کہ رسمیات ہر اہل دین کی مبنی اوپر اصول اسی دین
کے ہوتی ہین پس رسمیات قریش اور مجوس کہ تمام مبنی اوپر اصول شرک و آتش پرستی ہین کوئی موحد اونکو کس
حیثیت سے پسند کرکے اپنے معمولات سے نہین ٹھہرا سکتا اور طرفہ یہہ ہے کہ اپنے اس مقولہ پر لالہ جی دلیل کیا خوب لائے ہین کہ
جس سے سراسر حماقت اور جہالت اونکی ثابت ہے فرماتے ہین کہ ورنہ محمد صلعم اخذ مطالب کتب یہود و نصارے کے بھی کر د
کھاتے اور اونکی تصدیق سے ہاتھہ اوٹھاتے کہ بقول قرآن یہود و نصارے بھی شرک کرتے ہین کہ ابنیت عزیر و الوہیت
مسیح سے نہین ڈرتے انتہی دیکھیے تقریر نامربوط دبیر ہند کی جو انشا پردازی مین دم بھرتے ہین اور جہلا رسے
اپنے تئین منشی صاحب کہلا کر دل خوش کرتے ہین مقدمہ اولے اونکا کہ محمد صلعم اخذ مطالب کتب یہود و نصارے
کے کر دکھاتے مصادرہ علی المطلوب ہے صاحب بدیہہ کب اس امر کے قائل ہین کہ مسائل دین محمدی کتب سابقہ
ماخوذ ہین بلکہ اس بحث مین امر متنازعہ فیہ تو یہی امر ہے کہ آیا اصول مذہب اسلامی از روی وحی کے نبی صلعم
آخر الزمان کو تعلیم کی گئی ہین یا اونہون نے یہود و نصاری و غیرہم کی کتابون سے سیکھی ہین لالہ جی کہ ذہن مناظر
اور نیز ان شیخ جاہل محض ہین اسی مقدمہ متنازعہ کو جو اونکا عین مدعا ہے ہر بار مقدمات دلیل مین پیش کرتے ہین پس جہالت
اونکی ایسی عیان ہے کہ قابل تشریح و بیان نہین مقدمہ دوسرا لالہ جی کا کہ یک قلم تصدیق کتب سابقہ سے ہاتھہ اوٹھاتے
انتہی سراسر جہالت اور ضلالت ہے تصدیق توریت و انجیل اور جمیع کتب الٰہیہ ہماری اصول دین مین داخل ہے محمد صلعم
اونکی تصدیق سے کیونکر ہاتھہ اوٹھاتے مگر تصدیق کتب سابقہ اصلا مستلزم اخذ رسمیات یہود اور یہی مستلزم اسکی
نہین کہ تعلیم قرآن حد ابتدائی کہ بطور قصص نہین ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا مقدمہ سوم لالہ جی کہ بقول قرآن الخ ایک مغالطہ
کلام ہے لالہ جی از راہ جہل مرکب کے یہہ نہین سمجھے ہین کہ اگر یہود و نصارے نے برخلاف کتب الٰہیہ کے ایک عقیدہ فاسد
اختیار کیا تو اس سے کتب الٰہیہ مین کیا سقم جو مانع تصدیق کتب مسطورہ ہو پیدا ہوا اور یہہ امر کہ یہہ عقیدے
یہود و نصاری کے ہر آئینہ اونکی کتاب کے خلاف ہین کچھ محتاج دلیل نہین خود لالہ جی نے اور اونکی پیشوائی
اقرار کیا ہے کہ ابنیت عزیر توریت اور دیگر کتب عہد عتیق مین نہین ہے عقیدہ الوہیت مسیح ہم کہ بعینہ عقیدہ الوہیت
اوتارونکا ہے جسکو لالہ جی نے پادری کی کتابون سے مستنبط کیا ہے اصلا اناجیل سے ثابت نہین بلکہ سراسر خلاف اونکے ہے
یہی وجہ ہے کہ جب مولانا آل حسن سلمہ اللہ تعالے نے پادری صاحب سے اوسپر مطالبہ برہان نقلی و عقلی کا کیا تو پادری صاحب
دلیل نہ لاسکے اور مانند لالہ جی کی مجبور ہوکر فرمانے لگے کہ یہہ مسئلہ حد فہم سے باہر ہے اور عقل اوسکی ادراک سے قاصر اور یہی وجہ
تھی کہ جناب رسالتمآب صلعم وقت مباحثہ کے بموجب وحی ربانی کے یہود و نصارے سے صاف فرماتی تھی تعالوا الی کلمۃ

سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَا اَہْلَ
الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ الآیۃ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰہَيْنِ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ
عَلَّامُ الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ الآیہ اگر کہین ایسی عقاید کفر و شرک کے وہی لوگ
اپنی کتابون مین پاتے تو بے شک و شبہہ بروقت مناظرہ کے اونکو واسطی اثبات اپنی عقاید کے ساتھی لاتے پس لالہ جی
جو عقاید فاسدہ اہل کتاب سی استدلال اور لزوم ترک تصدیق کتب سابقہ کے کرتے ہین صریح جہالت انکی ہی بعد
اسکے لالہ جی نے اور اقوال صاحب حدیقہ کچہہ لاطائل بحث کی ہی ہم اوسکی طرف توجہ ضرور نہین جانتی کیونکہ صاحب حدیقہ نے
طرد اللباب اکثر روایت روضۃ الصفا کی نقل کی ہی چونکہ ہم روایات کتب سیر سی کچہہ سند نہین لاتے اور نہ انکی روایات
مستند قرار دیتی ہین لہذا اوسکی بنا پر کچہہ مباحثہ ضرور نہین جانتی مگر بعض بعض امور ایسی ہین کہ اونمین بطور تفریح طبع کے
کچہہ گفتگو کیجاتی ہے **قولہ** کہ ہنود و یہود و قدیم الایام سی تکذیب قران پر آمادہ ہین لیکن آجتک کسیکا ایک مو بہی
ایستادہ نظر نہ آیا علی الخصوص نصاری کہ بر سر کوچہ و بازار ابطلان قران کرتے ہین مگر کسیکی پشم کندہ نہین ہوتی اتہی
لالہ جی یہہ اپنی منہ کی متہہ مین ہی رہنی دو اور خاموش ہو رہو ایستادگی یہود اور پشم ناکندہ نصاری آپ نے
بچشم اشتیاق ملاحظہ کی ہوگی مگر بسر انصاف آئی اور راہ اعتساف پر سجائی ہزارہا ہندو چوٹیان منڈا کر مسلمان
ہوتے ہین ہزارہا آدمی چارون برنون کے ہندوستان مین لاکہون یہود اور نصاری اور آتش پرست اور اقالیم
مین مسلمان ہوگئی ہین اور ہوتے چلے جاتے ہین اگر بسبب قساوۃ قلبی کے بعض گروہ قاسیۃ القلب رو براہ نہوئے تو
اونکی قساوت قلبی ہی ہے باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ؛ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس ؛ صُمٌّ بُكْمٌ
عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۔ سچہ انی لالہ جی کی قابل اظہار ہی لکہتی ہین قدیم الایام الخ یہہ کیا ترکیب ہے اور اسکی کیا معنی ہوئی اور یہہ
کس زبان کا محاورہ ہے اور یہہ غلط ترکیب قاعدہ کی رو سے کسطرح جائز ہو سکتی ہے پہر لکہتے ہین کہ ابطلان قران
کرتے ہین الخ معلوم ہوتا ہی کہ ابطلان کے معنی اونکو نہین معلوم اور یہہ بہی نہین جانتے کہ ابطلان لازمی ہی یا متعدی ہی اور
نا فعل متعدی کا واقع ہو سکتا ہی یا نہین **قولہ** قطع نظر ازین استماع قران انشقاق یوسف تن صرف ولید بن مغیرہ کے
کے لئی مخصوص ہے یا کل منکرین کیواسطی انتہی اول تو لالہ جی کا یہہ کلام محض مہمل اور بے معنی ہے کیونکہ جملہ اول مین انشقاق
مبتدا رہی اور یوسف تن مضاف الیہ حکم مین فاعل کے اور استماع قران متعلق اوسکا ہی اور مخصوص خبر ہی اور ولید
بن مغیرہ کے لئی متعلق اوسکا ہی اور جملہ ثانیہ جو جملہ اولی پر معطوف ہوا اوسمین صرف مبتدا مذکور ہی پس بسبب عطف
کے خبر اسکی وہی ہوئی جو خبر جملہ معطوف علیہ کی ہی اسحالتمین باعتبار ترکیب کلام لالہ جی حاصل کلام لالہ جی کا یہہ ہوا
کہ انشقاق واسطی ولید کے مخصوص ہے یا واسطی کل منکرین کے مخصوص ہی جب یہہ ظاہر ہوا تو فساد کلام لالہ جی کا صاف

عیاں ہوگیا یعنی یہہ بات کہنی کہ کل کیواسطے مخصوص ہے سراسر جہالت ہی کہ تخصیص اور تعمیم کو ایک جگہہ میں کیا
جب کل کیواسطے ہے تو خصوصیت کہاں رہی اور جب مخصوص ہے تو کل کیواسطے کیونکر ہو سکتا ہی اگر کوئی کہے کہ لالاحی
بسبب توافق اور تناہی کے ایسے الفاظ لاتے ہیں مدعا اونکا یہہ ہی کہ اشتقاق صرف لفظ ولید کے ہر ایک میں مگر یہ
کیواسطے ہے تو اس صورت میں ہم یہہ کہیں گے کہ یہہ قضیہ منفصلہ لالاحی کا کس قسم کا ہوا آیا منفصلہ حقیقیہ ہی یا مانعۃ الجمع یا
مانعۃ الخلو ظاہر ہے کہ حقیقیہ تو نہیں کیونکہ ارتفاع جزئین ممکن بلکہ محتمل ہے کہ نہ مخصوص واسطے ولید ہی کے ہو نہ واسطے کل
کے ہو بلکہ بعض اور بھی افراد ہوں کہ اونمیں یہہ امر پایا جاوے اور جب ارتفاع جزئین متحقق ہے تو مانعۃ الخلو بھی نہوا
رہگیا مانعۃ الجمع سو منع جمع بر تقریب لالاحی اتمام اور موجب اثبات مدعا باطل ہو دونوں شقوں کے بمعنی خیال خام ہی
اب فرمائیے لالاحی آپ تو پڑہے لکہے ہیں کیا آپ شجر سے ثمر کا بہی انتظار کرتے ہو تیسری قسم کے استدلالات جو طرز شرائی
اور تمام تر خلاف علم میزان کے ہوں آپسی پیدا ہوتی ہیں آپ تو بہت شد و مد سے اسی شجر خشک کو بار آور ہر
قسم کے فنون حکمیہ کا ماخذ ٹہراتے ہیں بہر کیف ہے کہ آپ استعمال اس حطب خشک کا جب کچھ ارادہ مدافعت کا کیا
فنون حکمیہ میں کرتے ہو اور ہتے ہے مستعمل کرتا ہی اگر کچھہ بھی اوس لشبارہ حطب خشک میں اثر علم و حکمت کا پایا
جاتا تو کہیں تو آپ سا ماہر اوسکا راہ پر آتا آپ کہاں تک اوسکی خاریں کے خدمت کرینگے آخر اوسی آتش میں
ایک روز جل مرینگے شعر اگر صد سال گبر آتش فروزد ❊ چو یکدم اندران افتد بسوزد ❊ گو ابر گراب زندگی بارد ❊ ہرگز از شاخ
بید بر نخوری ❊ با فرو مایہ روزگار مبر ❊ کہ نی بوریا شکر نخوری **قولہ** بر تقدیر تسلیم شق اول ترجیح بلا مرجح لازم
آتی ہے اقول بحمد اللہ آپکا استدلال کہ ظاہر الاثر تعلیم بید سے ثمر ہے اسپر کہ ناظرین پر ہے اور اعجوبہ ماہران فن میزان کی
بہلا اگر اسی بنا پر کوئی یہہ کہے کہ کدہو کدم ہوئی اور لالہ ہندوں کے نہوئی تو ترجیح بلا مرجح لازم آتی تو آپ اسکا کیا
جواب دینگے کہ آپکے نزدیک مقتضائے طبع ہر صنف و ہر فرد و ہر نوع یکساں ہے مثلا صاحب یہہ عالم و عاقل ہوا اور آپ
جاہل تو کیا ترجیح بلا مرجح لازم آئی ماشاء اللہ کیوں نہو آخر تو تعلیم یافتہ بید خشک کے ہو آپکی ایسی ایسی استدلالات
سے جہالات بید و بید یان آشکارا ہوتی ہیں اور بہی توجیہات آپکی آبروئے ہنود کہوتی ہے **قولہ** قطع النظر
ازین گواہی وید حق ہی یا باطل انتہی یہہ بہی استدلال آپکا نیرہ لا طائل ہے آپکی مراد اگر یہہ ہے کہ کل کلمات
وید کے حق ہیں یا کل باطل تو ہم کہتے ہیں کہ نہ کل حق ہیں نہ کل باطل پس استدلال آپکا بالبداہتہ باطل ہوا کیونکہ
اس صورت میں آپ کا قضیہ منفصلہ بطور انفصال حقیقی کے صادق ہی نہ بطور منع خلو کے پہر آپ نے جو اوپر فرض
کرنے دو شقوں کے یاد وسرائی کی ہے جہل مرکب آپکا ہی کیونکہ جب ایک تیسری شق بھی پیدا ہوتی ہے تو نفیاً آپکا بر
سبیل منع خلو اور انفصال حقیقی کے صادق نہیں ہی پس ان چند فرضوں کے بطلان سے کچہہ آپکا مدعا ثابت نہیں ہوتا
اور اگر مراد آپکی یہہ ہی کہ بعض کلمات وید کے حق ہیں یا باطل تو آپ مراد جب ہے کہیں ان بعض کا تعین کیجئے اور بیان فرمائیے

کہ آپ نے کونسی نص کی نسبت یہہ مفہوم مردود پیش کیا ہی غرضکہ ہر طرح آپ کا یہہ استدلال قابل التفات کے نہیں اور سراسر جہالت آپکی ہے **قولہ** صاحب اعجاز محمدی نے عجیب و غریب البحو لیا پیش کیا ہی انتہی لا لہجی آپکا سر یہر آپ جو فرماتے ہین کہ صاحب اعجاز دیتا ہے الخ سب آپکا افترا ہے اگر آپ کذاب مفتری نہین تو ترجمہ عبارت صاحب اعجاز کا کیون نہین تحریر مین لاتے اگر ترجمہ کرنے سے عاجز آتے ہو تو بالفاظہ عبارت نقل کرنے سے کیون جان چراتے ہو **قولہ** فقیر مؤلف گذارش گرندہ عاہی کہ امور حقہ اوپان باطلہ سے اخذ کرکے قرآن مین درج کئی دو علت سے خالی نہین الخ پس آپکی دغا بازی صریح ہے کہ کہتے ہو کہ امور حقہ اخذ کرکے الخ امر متنازعہ تو یہی اخذ ہی کہ جسکے اثبات سے آپ عاجز محض ہین اور جب اخذ جو آپکا دعوی ہے ثابت نہین تو آپ جو اوسکو ہر استدلال مین تسلیم کرکے اوسکی بنا پر یاوہ سرائیان کرتے ہین سب یاوہ سرائیان آپکی مصادرہ علی المطلوب ہین کہ بحکم باطل اور لاطائل ہین **قولہ** سرقت مضامین اسناوزند کے لئی صحبت سلمان فارسی کافی ہی انتہی اولا محض صحبت واسطہ اخذ کی اصلا کافی نہین محقق صاحب سے لازم نہین آتا کہ ایک شخص دوسرے شخص کی سلوتا اخذ کرے بلکہ تعلیم و تعلم شرط ہے جس طور پر مہابن جی نے زرتشت سے تعلیم پائی ثانیا حالات دوزخ و بہشت و صراط اکثر نکیہ سورتون مین بیان ہین حالانکہ سلمان فارسی اوسوقت تک عرب مین آئی بھی نہی کیونکہ کتب تحقیق الرجال سے ثابت ہی کہ سلمان فارسی بعد ہجرت پیغمبر صلعم کے ایک یہودی کی مملوک ہوکر مدینہ مین آئی پس سب ہرزہ سرائیان آپکی خود بخود باطل اور بے اصل ہو گئین **قولہ** الزام صاحب اعجاز کا کہ بیان ہے اکثر مضامین تصوف کتب اسلامیہ سے سرقہ کرکے بید مین داخل کئی ہین الخ سراسر اتہام ہی کہ بید کلام حقانی و کتاب آسمانی ہے انتہی یہہ بات آپکی من مانی گہرجانی ہے ہم پیشتر براہین قطعیہ سے ثابت کر چکے ہین کہ بید آپکی کتاب آسمانی نہین اور بہت سی ہنود بڑی بڑی عالم بہی اقرار اسکا کرتے ہین کہ بید بنائی ہوئی رشیون کی ہین اور خود اونکے مضامین سے واضح ہی کہ وہ کلام ربانی نہین ہین چنانچہ بحث اسکی بہت مفصل گذر چکی ہی **قولہ** کہ ابتدای پیدائش مین بید سری برہما پر نازل ہوئی ہین انتہی آپ تو پیدائش کی ابتدا اور انتہا کے قایل ہی نہین ہین چنانچہ تحفۃ الاسلام مین مواقع عدیدہ پر اپنی اس عقیدہ پر آپ نے اصرار کیا ہی پہر یہہ بیان کس طور پر آپ فرماتے ہین کہ ابتدای پیدائش مین برہما پر نازل ہوئی الحق دروغگو را حافظہ نباشد دیکہو وجہ تسمیہ ابطال التناسخ مین علاوہ بران اسکا کیا ثبوت ہی کہ وہ برہما پر نازل ہوئی کوئی سند مرفوع متصل بیان کیجیے سوای اسکی اگر یہہ بھی فرض کیا جاوے کہ برہما پیغمبر تھے اور اونپر کوئی کتاب اتری ہی پہر بھی اسکا کیا ثبوت کہ وہ یہی کتاب ہی جسکو آپ بید کہتے ہین وہ کتاب جسکو پہلے زمانہ کے ہنود بید کہتی تھے یہہ وہ کتاب نہین کیونکہ اسکند پوران کاشی کہنڈ کے ادہیای آٹھ سے واضح ہی کہ وہ کتابین جنکو پہلے زمانہ مین بلفظ بید تعبیر کرتے تھی وہ تھین جنمین مہادیوجی کی نسبت یہہ بیان ہی کہ پیدا کرنیوالے اور فنا کرنیوالے اور سب چیز پر قادر اور مالک کل موجودات کے اور حاکم اور پرم برہما اور ذات لازوال اور منزہ

مہابہارت مین انہین لیس اگر آپ اس دعوی مین کہ وہ کتابین بہی بید ہین سچے ہین تو ان بیدون مین جہان بیدبیاس ہو کہلاتی ہے مہابہارت مین مرقوم ہو کہ بید در ہر قرن بنوعے دیگر میگردد چنانچہ جوگ بشسٹ کے ششم پرکرن پانچوین مین مرقوم ہو کہ سوا اوتار بود وہ اوتار کے سمرن یعنی یاد مین اور جب جب یہہ اوتار ہیوے تب تب بید ادتہہ بدل ڈالتے ہین تیسرے اسی پرکرن مین لکہا ہو کہ کتنی بار بید بید کہ گئے ہین اور کرم انکو بتلاتے ہین انتہی اب لالہ صاحب فرمائے کہ آپ کون سے قرن کے اور کن بیدون کی نسبت فرماتے ہین کہ برہما پر ابتدای پیدایش مین اوترے پہر اسکند چہارم بہاگوت سے ظاہر ہے کہ راجہ پرتہو کے عہد سے بید گم ہو گئے تہے جس طرح کہ اقسام غلہ جاتی رہی تہی راجہ پرتہو نے جب زمین کو دوہا تو پہلے بید نکلے وہ برہمنون نے لیے پہر دیوتون اور گندہربون نے دوہا تو ناچ نکلا الخ چنانچہ عبارت اسکی یہہ ہے پرتہی کو دوہنی کری پہلے بید نکلے برہمنون نے کہا کہ ہمکو بہی بہت ہے پہر دیوتا اور گندہربون نے دوہنی کری ناچ نکلا الخ یہان سے ظاہر ہے کہ اوسوقت سے پہلے بید صفحہ عالم سے محو تہے اور عہد مین راجہ پرتہو ایک چیز نکلی کہ جسکو برہمنون نے بید سمجہا الغرض کہ بعد زمانہ راجہ پرتہو کے بید تصور کئے گئے ہین وہ زمین سے پہونچے ہین برہما سے نہین پہونچے اور کچہہ بعید نہین کہ وہ ایسی کوئی کتاب ردی ہو کہ کسی زمانہ مین اہل زمانہ نے بیہودہ اور لغو سمجہکر زمین مین دفن کر دی ہو چند عرصہ کے بعد برآمد ہوئی اور جہلاء ہند نے اس دفینہ زمین کو آسمانی سمجہا ہے برعکس نہند نام زنگی کافور + مگر دو زہندوستان نمونہ + کہ باشد کار ہندو واژگونہ + فصل موجہہ دہرم مہابہارت مین مرقوم ہو چون برہما از چشم ما این متولد شد عمل خیر را از ما آموخت انتہی اگر آپکا قول صحیح ہوتا اور ابتدای پیدایش مین بید برہما پر اوترے ہوتے تو برہما جی جو مبداء اصول اعمال خیر مین منت کش چاند کیواسطے سیکہنے اعمال خیر کے کیون ہوتے **قولہ** اور بیاس مفسر اور مجتہد دین ہنود ہے انتہی اول تو یہہ فرمائیے کہ دین ہنود کیا چیز ہے اور اوسکے اصول کیا ہین ہمنے بہت جگہ آپ سے استفسار کیا ہے اور سوط الجبار مین بہت تصریح کے ساتھ لکہا ہے کہ بجز بت پرستی کے اور کوئی اصل دین ہنود کی قرار نہین پاتی کیونکہ لالہ جی نے جسقدر اصول تحفۃ الاسلام مین لکہی تہی وہ خود پیشوایان ہنود کے نزدیک مسلم نہین ہے چنانچہ بحث اسکی مفصل سوط الجبار مین ہو چکی ہے دوم یہہ قول لالہ جی کا کہ بیاس مفسر اور مجتہد تہے غلط ہے اکابر ہنود نے اور خود برہما جی نے اسکند پوران مین اونکو اوتار تیسرے تمام بیان کیا ہے دیکہو دوسرا اسکند بہاگوت کا اور دہیای سو کاشی کہنڈ اسکند پوران کا اور بہاگوت کے دوسرے اسکند مین بیاس جی کو پانچوان اوتار لکہا ہے کاشی کہنڈ کے ادہیای مذکور مین ہے کہ بیاس ظاہر کنندہ ہیژدہ پوران اوتار بشن بہگوان است فصل موجہہ دہرم مہابہارت مین ہے کہ بیاس را مانند اگر کرم اوتار این میبود مہابہارت نمی توانست گفت انتہی جب یہہ قرار پایا کہ بیاس اوتار ہے اور اوتار بحسب اعتقاد لالہ جی کے عین بانی بید ہے تو بیاس خود بانی بید ہے نہ مفسر و مجتہد دین ہنود جیسا کہ لالہ جی فرماتے ہین **قولہ** بیاس نے نظر بر قلت استطاعت مردمان کلجگ کے بید کو چار پارہ کر دیا انتہی

یہان اپنی وہ تقریرین یاد کیجئے جو نسخ کے باب مین زبانپر لائی تہی یعنے ہم دریافت کرتے ہین کہ یکجا ہی رہنا بیدون کا بہتر تہا یا پارہ پارہ ہونا انکا اگر صورت اول ہے تو کیون پارہ پارہ کیا گیا اور اگر صورت دوم ہی تو پہلے ہی سے کیون پارہ پارہ ہوا اور بالفرض اگر کوئی امر ایسا پیش آیا کہ مقتضی تبدیل اور تغیر ہیئت مجموعہ بید کا ہوا تو خدا تعالی کو واجب تہا کہ اُس امر حادث کو کنارہ کرتا نہ کہ اپنی کتاب کو پارہ پارہ کرتا پہر ہم یہہ دریافت کرتے ہین کہ بید بیاس کے چار پارہ کرنے سے پیشتر بیدون کی کیا صورت تہی اور بید بیاس نے اوسکو کس طور پر چار پارہ کیا ہی آیا بید پہلے سے ایسی ہی تہی جیسی اب ہین اور بید بیاس نے صرف یہی کیا ہی کہ اوسمین ایک جزو کا نام رکہہ بید ایک کا نام سام بید ایک کا نام یجر بید ایک کا نام اتہربن بید رکہدیا ہی یا اوسکی ترتیب اور مواقع عبارات مین کچہہ تصرف کرکے بعض عبارات کو اپنے مواقع سابق سے نکال کر دوسرے موقع مین رکہدیا اور بعد تغیر اور تبدیل مواقع کے چار پارہ کئے یا کچہہ اور صورت ہی اگر صورت اول ہی تو اسمین قلت استطاعت مردمان کلجگ کو کیا فائدہ حاصل ہوا پس یہہ حرکت محض فضول اور لغو تہی اور اگر تغیر مواقع یعنے صورت دوم ہی تو یہہ صاف تحریف ہی کیونکہ تبدیل ترتیب کلمات غالبًا معانی کی تبدیل کے باعث ہوجاتے ہی پس بیاس جی مفسر نہوئے بلکہ محرف بید ہوئے اور اگر اور کوئی صورت ہی تو اوسکی تصریح کیجئے عبارت اسکند دوم بہاگوت سے اسقدر ظاہر ہے کہ بیاس جی نے اول تو اُس دفتر پریشان کو اکہٹا کیا پہر اوسمین تصرف فرمایا کہ اوسکے مضامین منتشرہ کو بطور ابواب اور فصول کے ترتیب دیا مثلا مسائل علوم سلوک جو چارون بیدونمین منتشر تہے اونکو یکجا کرکے اونکا نام اپنکہد رکہا اسیطرح اور مضامین کو یکجا کیا ہی یہہ بات نہین ہی کہ پہلے سے ایک بید تہا اوسکے چار ٹکڑے کئے جیسا کہ آپ سمجہتے ہین اور عبارت بہاگوت کی ہم کئی جگہہ لکہہ چکے ہین اوسکو دیکہہ لیجئے قولہ قطع نظر ازین بیاس کو کچہہ کم چہہ ہزار برس ہوئے انتہے یہہ بہی جہوٹ بات ہی کیونکہ مورخین بیاس جی کے خروج کو زیادہ ۳۳۰۰ برس سے قرار نہین دیتے چنانچہ تاریخ ہند مولفہ الفنسٹن صاحب مین مرقوم ہی کہ بیدانتی فرقہ کی بنیاد بیاس جی سے جو بید کے مفروضہ مولف قریب ۱۴۰۰ برس قبل مسیح ہم کے ہوتے مین منسوب کرتے ہین غالبًا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس مولف نے گو وہ کوئی کیون نہوا اُن تالیفون کی منشا اور ضرور مسئلون پر ایک رسالہ لکہا ہی لیکن کالبروک صاحب کی یہہ رای ہی کہ باقی پانچ فرقہ ہندی بہاسکے ہین بلکہ جین اور بدہ کے مذہب کے فرقون سے یہہ فرقہ بنا ہی اسلئے کہ جس کتاب مین اس فرقہ کے مسائل اور عقائد کا بیان ہی چہ سو برس پیشتر حضرت عیسی سے لکہی گئی ہوگی انتہے یہہ رای مسٹر الفنسٹن صاحب اور کالبروک صاحب کی ہی مگر مین زیادہ تر [illegible] باب مین دیباتیہ کے بیان کو ٹہہرا کر یہہ کہتا ہون کہ خروج بیاس کا بعد زردشت تہا اور زردشت کی جو تسلیمات [illegible] ہوئی اور ہند مین آکر برہمن بنے اور دہی آئین زردشتی اور عقاید تناسخ اور ترتیب ادوار زمانہ اور دین آتش پرستی

وغیرہ کو اونہون نے ہند مین پھیلایا اسہ بالاتفاق اہل تاریخ ثابت ہی کہ زرتشت اکبر سہ ندا زبعد جناب ارمیا
پیغمبر علیہ السلام سے پیدا ہوا چنانچہ روضۃ الصفا مین مرقوم ہی کہ در تاریخ بابلی بجہہ مسطور ہست کہ زردشت حکیم
در زمان گشتاسپ ظاہر شد و او در عہد رحال بشاگردی یکے از تلامذہ ارمیای پیغمبر بود و از علوم بہرہ یافتہ
تھے اور چونکہ زمانہ ارمیا پیغمبر علیہ السلام قریب ٣٠٠٠ برس پیشتر جناب مسیح ع م سے تہا پس کچھ شک نہین کہ خروج
بیاس کو عرصہ زیادہ دو ہزار پانچ سو برس سے نہین گذرا اور مین یہہ امر بھی بالیقین کہتا ہون کہ تالیف اپنکہدون
کی بلاشک وشبہہ بعد طلوع نیر عالمتاب اسلام کے ہند مین ہوئی ہی کیونکہ ہند دوک اپنکہد اتہرن بید مین حال
شنکر اچارج کا اسطور پر لکہا ہی کہ شنکر اچارج کی تفسیر مین لکہا ہی کہ جب وہ در حد دیسے کہرت کا متوجہ ہوتا ہی پہلے
سندا موجود ہوتی ہی الخ دیکہو یہہ خیر ان حاشیہ کی ہی کہ جس سی صاف واضح ہی کہ شنکر اچارج قبل تالیف اپنکہدون کے
گذرا ہی اور زمانہ شنکر اچارج کا سنہ ١٠٠٠ع ہی کہ جس مین آفتاب عالمتاب اسلام نے ظلمات ہند کو روشن کر دیا تہا
اور اکابر اہل اسلام رونق افروز ہندوستان ہو گئے تھے اور جب یہہ امر ثابت ہو گیا کہ تالیف اپنکہدون کی جو مذہب
ہنود مین اصول تصوف مین بعد تسلط اسلام کے ہندوستان مین ہوئی ہی پس صاحب اعجاز نے جو رقم کیا ہی کہ اکثر مضامین
تصوف وسلوک کتب اسلامیہ سے سرقہ کئے ہین الخ اصلا محل اعتراض نہین بلکہ نہایت قرین قیاس ہی اور بیان پل صراط
کا جو بید اور اپنکہد مجر بید مین اور بیان طبقات بہشت اور درخت طوبی اور شراب کا چہاندوک اپنکہد سام
بید مین ہی یہہ سب مضامین کتب اسلامیہ سے ماخوذ ہین اگر لالہ جی کو اسمین کچھ عذر ہو تو تالیف اپنکہدون سے پہلی کی جو
کتابین ہون انہین ان مضامین کے نشان دین اور ہرگاہ کہ کتب سابقہ مین یہہ مضامین نہین تو بلاشبہ وشک یہہ مضامین
علماء اسلامیہ اور انکی کتابون سے ماخوذ ہین قولہ آن دونون کتب اسلام معدوم الانام بلکہ توریت وانجیل بھی
گمنام اور مفقود الایام تھین انتہی یہہ بیدلیل کلام کسی فاضل یا عالم کے نزدیک لایق التفات نہین اور تحقیقات
مذکورہ بالا سے جنے اصل اوسکی نشت ازبام ہو ایک ہیچدانی لالہ جی کی قابل بیان ہی کہ ایک فقرہ مین دو کلمے
محض غلط لکھے ہین ایک معدوم الانام اور دوسرا مفقود الایام اور ہمکو انکی غلطی کی تصریح ضرور نہین کیونکہ ترکو
کتابیہ کی بحث الفاظ مین چندان ضرورت نہین اگر لالہ جی انکی صحت پر اصرار فرماوینگے اور ازروی ترکیب الفاظ
کے انکو صحیح ٹھہراوینگے اور کوئی سند استعمال کی پیش لاوینگے تو اوس وقت ہم اونکو بتاوینگے قولہ بید احتمال
سرقت سے تا ابد الآباد منزہ ہی انتہی ابد الآباد پر داخل کرنا ایسے لفظ کا کہ غایت پر دلالت کری جہالت لالہ جی
کی ہی قولہ کیونکہ بید سے پہلے کوئی کتاب نہین ہی انتہی ہمنے اسمقام پر اور کبھی پیشتر اس سے تعین زمانہ
بنائی جانے بیدون کا براہین قطعیہ سے ثابت کر دیا ہی اور اون تحقیقات سے بخوبی ثابت ہی کہ آپ نے نیہ تالیف
بیدون کی بہت عرصہ بعد نزول توریت مقدس سے ہی صفحہ ٤٩٣ مین جو کچھ یاوہ سرائی کی ہی اور بہت

باتین بناکر منسوب بمفسرین کی ہین اور کسی مفسر کی عبارت بالفاظہ یا بترجمہ الفاظ نہین لکہی جوابات مسئلے مواقع
عدیدہ پر پا چکے ہین آگے اس سے جو لالہ جی نے بحث اسکی کی ہے کہ علوم متعلق فلسفہ کے قران سے مستنبط ہین یا نہین
ہم اس بحث کو محض فضول سمجھتے ہین کیونکہ جب قران مجید ماخذ علم اشراق کا ہے پس تبعیت استدلال اوسکو مقابلہ
مین محض ایک شی حقیر ہے اور جب وہ ماخذ علم اکبر کا ہے پس اگر علم اصغر کا ماخذ نہوا تو اوسکے کمال مین کچہہ خلل
نہین آتا برخلاف بیدون ہنود کے کہ منتہی اونکی علوم صغیرہ تک ہی ہے اور حریم علم اکبر تک اونکو کسیطرح رسائی
نہین چنانچہ یہہ امر جو دہندوک اپنکہد اتہربن بید سے ثابت ہے کہ اوسمین لکہا ہے کہ ایک علم کا نام علم صغیر ہے اور
دوسرے کا نام علم کبیر ہے علم صغیر مراد ہے چارون بید اور انکی فروعات سے جس سے کہ چہہ شاستر اور اٹہارہ پوران
اور صرف و نحو لغت یا کرن اور نظم و نثر اور نجوم اور طب وغیرہ اور علم اکبر مراد ہے علم الہی سے کہ جس سے اوس ذات پاک کو
پاتا ہے کہ جو بیزوال اور فنا سے آزاد ہے اور اوسکی حقیقت کو ایسا کہ وہ واقعی ہے جاننے کو برہما جو عقل کل اور صانع
تمام مصنوعات کا ہے حیرت سے حیران ہے اور حسرت سے سرنگون ہے انتہے مختصراً قولہ جمیع علوم متداولہ اور فنون
مروجہ بید سے بر آئین ہین انتہی ماشاء اللہ کیون نہو کہ بانی بید ذو فنونی اور چوری مین دہی اور ٹہگن کی اور
فتنہ پردازی اور افترا اور حیلہ سازی اور دغابازی مین یکتاے زمانہ تہا اس مقام پر ہم اسعبارت کتاب
سامی مرقومہ صفحہ ۲۳۰ چوتہی سطر سے آپ پر الزام دیتے ہین کہ بر تقدیریکہ سارے علوم بیدون سے بر آتے تو بعضے
مشروع اور بعضے ممنوع نہ ٹہرائے جاتے حالانکہ جمیع علوم کو سواے علم باطنی اور معرفت الہی کے تیتریہ اپنکہد
یجر بید مین علم اودیا یا اور ناقص اور نامعقول قرار دیکر اوسکے پڑہنے اور مزاولت سے ممانعت کی گئی ہے پس اگر
ہم فرض کرین کہ بید ماخذ کسی فن کا ہے تو خود بتصریح بید زیادہ بریت نہین کہ وہ ماخذ علم اودیا کا ہے اور
پڑہنا پڑہانا اوسکا قطعاً ناروا ہے یہی وجہ ہے کہ نارد جی کہتے ہین کہ چارون بید اور اونکی فروع یعنے
شاستر وغیرہ کے مضامین سے بخوبی واقف ہون لیکن ہنوز آتما کو نہین پہچانتا دیکہو چہاندوک اپنکہد
شام بید اور کیسولی اپنکہد اتہربن دیکہو اوسمین لکہا ہے کہ بید پڑہنے سے آتما پائی نہین جاتی الخ ایک
اگر آپ زندگی بارد گر ہرگز از شاخ بید بر نخوری کہ یا فرو مایہ پرورد گار مسبر گز نسیے پور یا شکر نخوری جواب اپنے
اعتراضات کا جواب آپ ہی بیان فرمایا ہے اور بتصریح سطر سوم صفحہ ۲۳۰ مرقومہ دیباچہ صفحہ ۲۴۲ پر آپ
ہی کی تحریر سے ظاہر ہے کہ بید صرف ادپر کرم کانڈ اور اپاسنا کانڈ اور گیان کانڈ کے مشتمل ہے پہر تو
فرمایئے کہ علوم طبعیہ اور ہیئت اور ہندسہ اور فن میراث آیا کرم کانڈ مین داخل ہے یا اپاسنا کانڈ یا گیان
کانڈ مین بیان مفصل اسکا آگے آویگا پہر اسکند ۲ بہاگوت مین مرقوم ہے کہ چارون مکہہ برہما سے بید
اتپت ہوئے اور چار بید یا گائن بید یا اشٹنہر بید یا بید بریا یا آیور بید یا جیسا صحل اور مندر بنانا پر گہٹ ہوئے یا

سے ظاہر ہے کہ تین قسم کے علم بیتے گاین بید یا کہ عبارت موسیقی سے ہے اور ستر بید یا کہ عبارت علم حرب قتال سے ہے
اور یاد رکھ عبارت علم طبابت سے ہے علم بید سے علحدہ ہین اور علم بید ان علوم سے جدا ہے پس تکذیب لالہ جی کی
خود کتب معتبرہ ہنود سے ثابت ہوگئی الحمد للہ دارہی خاتمہ الکتب بیرکاش مین لکھتے ہین کہ بیاس جی نے ایک لکھ
اشلوک کی ہیکہ نام چار بیدون کے شہرت دی اور سین ستی اسی ہزار کرم کانڈ اور سولہ ہزار اپاسنا اور
چار ہزار گیان کے ہین اسکو مہابہارت فصل موجہ دہرم سانت پرب مین تمام قصہ برہمی کے بیر جامت مین
مہاراج جی سے نقل کی ہے کہ مہا دیو جی نے فرمایا کہ شاستر بید کہ دہ چک خواندہ می شود و دران غیر از بیان غیر رگی
مناسبت الہی پھر قرار داد کردہ ۔ اشلوک جو اور علوم پر مشتمل ہین کہان سے آگئی جسقدر اشلوک تہی وہ تو انہین
تینون بید مین تمام ہوگئی اور شاستر بید کا خاتمہ تو مہادیو جی ہی کی صحبت اثنا مین ہوگیا قولہ فلکیات
کے باب بیچ علوم اور فنون بید سے پائے ہین اور کلیان نامی پنڈت نے انکو سکہائی ہین جیسے کہ تحقیقات
سر ولیم جونس اور انکریزی کہ نا قدر دقایق و حقایق علمیہ حکمیہ ہر اہل ہنر بلکہ ہر بشر پر ہویدا و مویدا ہین انہی مقام یہان
بحث علما اور علوم کا ہے سرکار سے یہان علاقہ کیا ہے جو لفظ سرکار آپکی زبان پر ہمہ تمام مین آیا ہے کیسے
آپکی جہالت ہے کہ ہمیشہ تم الفاظ ہمیشہ آپ استعمال مین لایا کرتے ہین خیر حرف مدعا سنئیے ہم نہایت خوش ہوئے
اسبات سے کہ آپنے مورخین اور علماء انگلشیہ کو اپنا پیشوا اور نقاد علوم حکمیہ قرار دیا اور انکی استقامت
رائے پر آپنے اقرار کیا اب ہمکو ابطال بیدون اور خلاف واقع ہونے مضامین کتب ہنود پر کسی برہان کے لانیکی
ضرورت باقی نہی اور ہمنے جو اوپر ابطال بیدون اور دیگر کتب بید وغیرہ کے اقوال السسن اور ولیم سر جونس زاد اللہ
کا ایدرک صاحبون کیسے احتجاج کیا ہے حجت ہماری آپ پر آپ ہی کے مسلمات سے تمام ہوگئی اور آپکو کچھ جای
قدر اور چون و چرا باقی نہی اور ہرچند کہ ہم انکے اقوال کو بلا دلیل معتبر نہین جانتے اور انکی رایون کو علوم عقلیہ
مین ہرگز پسند نہین کرتے لیکن چونکہ یہی لوگ آپکے نزدیک نقاد علوم عقلیہ قرار پائی پس آپکو ہر آینہ انکے اقوال
کا تسلیم کرنا اور علوم حکمیہ مین انکا پابند ہونا لازم آیا اب دیکھئے تاریخ ہند حصہ سوم مولفہ الفنسٹن کہ ہر ایک
مسئلہ مسلمہ بیدون پر کیسے کیسے اعتراض کرتا ہے اور کیسے کیسے الزامات آپکی ملت پر دہرتا ہے آپنے اپنے خیال باطل مین
یہ خندق ہماری راہ مین کہودی تہی مگر دیکھئے اعجاز محمدی کہ آپ ہی اوندہے منہ اس خندق مین گرے
چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔ میلش اندر طعنہ پاکان برد ۔ نامبارک خندہ این لالہ بود ۔ کز دہان
او سواد دل نمود ۔ وانہ لیحق الحق وہو خیر الفاصلین اب رہی یہ بات کہ آپ جو کہتے ہین کہ کلیان پنڈت سے
یونانیون نے علوم سیکہے ہین آپکا افترا محض اور اپنے منہ میان مٹہو بننا ہے اہل یونان باعلان تمام
انکے بیدون کو بنایا ہوا تین ہزار برس کا بیان کرتے ہین اور انکی جہالتون پر بہت نام رکہتے ہین اور حکما

یونان اوس زمانہ سے پیشتر بہت گذر چکے ہین پس منجملہ اور جہالتون کے یہہ بھی ایک آپکی جہالت ہی کہ بیجا کانہ
جھوٹھ بات زبان پر لاتے ہین اور دلیل کچھہ نہین فرماتے پھر لالہ جی زمانہ کلیان پنڈت کا تو نشان بتلائیے کہ جو کسکی
مین تہا بحوالہ کسی تاریخ یونانی کے بیان کیجیے وہ تو بعد اسکندر ثانی رومی ہی حالانکہ اسکندر ثانی سے پیشتر بہت
حکماء عربیہ و یونان مین گذر چکے ہین اب ہم یہان آپکے ایک مقولہ پر صرف بنظر امتحان حکمت ہندیہ کے جرح
کرتے ہین تاکہ اس سے جہالت آپکی اور آپ کے بیدون کی ظاہر ہو وہی صفحہ ٣٩٤ کی سطر اٹھارہ مین آپ
برقم فرماتے ہین کہ بہ نسبت فرع کے اصل کو تقدم ذاتی اور زمانی ضرور ہی اور بالاتفاق آپکے حکما کی وجود
عالم فرع وجود ذات باری ہی ہر چند کہ آپکے حکماء کیفیت وجود عالم مین مختلف ہین چنانچہ اختلاف ساکہہ شاستر
اور ویدانت کا اوپر لکھا گیا ہی مگر نفس اصلیت و فرعیت مین اختلاف نہین پس بحکم آپکے اس قضیہ کے کہ اصل
کے لئی تقدم زمانی ضرور ہی لازم آیا کہ وجود باری تعالی کو اوپر وجود عالم کے تقدم زمانی حاصل ہو اور عالم
بتاخر زمانی متاخر ہے جب یہہ بات ٹھہری تو قدم عالم کہان باقی رہا کیونکہ جب کوئی چیز بتاخر زمانی دوسرے
سے متاخر ہوئی تو ہر آئینہ اوسکی واسطے بدایت زمانی لازم آئی اور جب بدایت زمانی لازم آئی تو قدامت
باطل ہوئی اور جملہ اعتراضات جو اوپر تناسخ اور تفرع اعمال کے آپ پر وارد ہوئی ہین خوب مستحکم ہو گئی اور آپکو
گنجایش اتنی بہی نہ رہی کہ اوپر بناء قدم عالم کے حیلہ جوئی کرین آپ از روی حکمت ہندیہ کے جواب اسکا دیجیے
اور فکر جانبری کا کیجیے ورنہ آپکی حکمت ہندیہ کی ترکی تمام ہوئی **قولہ** تار برقی اور جہاز دخانی وغیرہ علم نہین
بلکہ دستکاری ہی انتہی کیا خوب اتنی فہم و فراست پر دعوی حکمت عملی کیواسطے علم اول درکار ہی اجراء تار اور جہاز
دخانی اور ریل وغیرہ کو محض دستکاری سمجہنا آپکی عین جہالت ہی **قولہ** بید درخت میوہ دار ہے کہ اس سے
ہزارہا اشجار آشکار و نمودار انتہی بڑا تعجب ہی کہ آپ بدیہیات کا انکار اور کذب صریح پر اصرار فرماتی ہین
وہ درخت پر خار کہ بے بار ہوتا اوسکا مانند شمس نصف النہار کی آشکار ہی آپ کیون مشتبہ ہو اوسکو میوہ دار قرار
دیتے ہین ع اگر بود بش زہندستان نمونہ ٭ کہ باشد کار رہند و واژگونہ ٭ چنانچہ مشہور ہی بیت ٭ کہ سب جگہہ
بید نے ثمر ہی ٭ ابر گر آب زندگی بارد ٭ ہرگز از شاخ بید بر نخوری ٭ با فرومایہ روزگار مبر ٭ کز نی بوریا
شکر نخوری **قولہ** بہر کیف علم نے بید سے ظہور فرمایا انتہی بہر کیف بید ایک شجر بے ثمر ہے اور اس سے توقع بار
آوری کی جہل کا اثر ہے ۔ بن اس جہاڑی کا کہ ہندوستان ہی اسمین دیکھئیے کہ کچھہ بھی علم کا نشان ہے
لالہ اندر من جو بڑا بید کا ماہر ہے اوسکو دلایل اور مناظرہ ہی ظاہر ہے کہ ادراک مسایل علمیہ سے سراسر محروم
ہے **قولہ** مولوی روم نے دفتر دوم مثنوی مین مرقوم کیا ہی الخ ہیچمدانی لالہ جی دیکھئیے مرقوم اسم مفعول ہے
اور قاعدہ فعل مالم یسم فاعلہ اور مشتقات اوسکی کا یہہ ہی کہ فاعل کو مبہم کیا جاوی مگر وہ کہ لالہ جی نے فاعل کا

بھی اظہار کیا اور لفظ (کیا) بھی بتصریح کہا تو فاعلہ و صیغہ اسم مفعول نے کیا و یا ظاہر ہوا ہی کہ مسند ہی مین
غلط کاری مین گرفتار ہوتے ہین اور ہم برسر مطلب لالہ جی ابیات مثنوی مولانا قدس اللہ سرہ سے استدلال کرتے
ہین کہ شجر علم ہند مین موجود ہی یہہ استدلال اونکا مفید مدعا نہین ہی اسلیے کہ ان ابیات مین اشارہ
بطرف اولیاے کرام اور ابدال اور اقطاب اور علماے عظام امت محمدیہ کے ہی جو اوس وقت ہندوستان مین
مجتمع تھے اگر لالہ صاحب کوئی سند ایسی لاتے کہ جس سے ثبوت وجود شجر علم کا پیش از شیوع اسلام ہند مین ظاہر
ہوتا تو البتہ ایک بات بھی تھی اور ہرگاہ کہ وہ سند ایسی کلام سے لاتے ہین کہ بعد از شیوع اسلام کے ہند مین
نازل کیا پس اوس سے اونکا مدعا کسی طرح حاصل نہین ہوتا دفتر سوم مثنوی جی کا بعد ۶۶۲ سنہ ہجری مولف ہوا ہے
چنانچہ یہہ امر آغاز دفتر دوم سے ثابت ہی اور یہہ زمانہ وہ تھا کہ بسبب قدوم میمنت لزوم حضرات سہروردیہ
اور خواجگان چشت قدس اللہ اسرارہم کے ہندوستان کا خارستان جہل تبدیل بہ چمنستان علم ہو گیا تھا
قولہ سورۂ بقرہ وغیرہ مین مرقوم ہے کہ اللہ تعالی نے فرشتون سے آدم کو سجدہ کرایا معلوم ہوا کہ
قرآن کے نزدیک شرک محمود ہی انتہی ہم جواب اسکا بہت جگہہ دیچکے ہین لالہ جی جو اسی سوال کو بار بار تحریر
جواب کے اعادہ کرتے ہین یہہ خوبی مناظرہ کی نہین مگر فقط بہار خط کے اور ہم یہ بہی مرقوم ہے کہ کرشن نے سجدہ
آفتاب اور آگ کو کیا فصل ہشتم ہرم مین مرقوم ہی کہ اندر و دیوتا دیر وقت طلوع کے آفتاب کو سجدہ و کیا
کرشن گیتا اور اسکند پوران اور بہاگوت اور دہیا بہارت سے بخوبی ثابت کر دیا ہی کہ ہنود کی کتب معتبرہ مین
واسطے سجدہ اور عبادت عناصر اور آفتاب کے صریح حکم ہے لالہ جی جواب اسکا رقم فرماوین **قولہ** سورۂ انعام
وغیرہ مین ہی کہ انجام تمام کارہا بدون مالک کے اختیار مین ہی انتہی یہہ سراسر افترا الاؤ سیما کا ہی ہرگز قرآن مین یہہ کہین
نہین **قولہ** سورۂ بقر وغیرہ مین واسطے طواف کوہستان و مکان کے حکم ہی انتہی حکم طواف بیت اللہ کا بیشک
ہے مگر کیا طواف دیگر اشراک علاوہ بران لالہ جی کس منہہ سے طواف بیت اللہ پر اعتراض کرتے ہین اونکے تو
خداے مفروض نے یعنی سری کرشن نے آدمیون کا طواف کیا ہی اور بالفعل ذبح ہو کر ماتھی ادھیای ۲۴
بھاگوت اسکندہ دہم دیکھئے اوسمین لکھا ہی کہ جب ۸ ہزار رکھہ آئی تو سری کرشن نے آسن پر سبکو بٹھا کر اونکی
پوجا کی اور دہوپ دیپ نیوید دیا اور سب مجلس پر چھڑکا اور سبکی پوجا کر کے انکا طواف کیا انتہی یہ خداے
مفروض ہنود نے پہاڑ کا طواف کیا اور کرایا ہی چنانچہ مفصل یہہ قصہ اسکندہ دہم بھاگوت مین مرقوم ہے
قولہ سورۂ احزاب مین ہی کہ خدا تعالی محمد صلعم پر صلوۃ بھیجتا ہی انتہی کیا قباحت ہی اگر خدا کسی شخص پر
رحمت بھیجے اور اوسکی ثنا کرے بعض تم جاہلین کو اہیر کیا انکار ہے مخفی نرہے کہ صلوۃ کے معنی مین دعا اور
رحمت اور استغفار اور تحسین ثنا خدا تعالی کیطرف سے اور بمعنی عبادت معروف بہی ہی چنانچہ صاحب قاموس

لکھتے ہین الصلوة الدعاء والرحمة والاستغفار من اللہ عز وجل علے رسولہ صلعم و عبادة فیہا رکوع و سجود
لیتے ہے اور جب صلہ اسکا علی کے ساتھہ آتا ہی تو بمعنی دعاء اور رحمت اور حسن ثناء کے ہوتا ہی اور جب بغیرہ
اسکا لام کے ساتھہ مین آتا ہی تو اوسوقت مین بمعنی عبادت مستعمل ہوتا ہے پس معنی یصلون علی النبی کے یہہ
نہین ہوسکتی کہ عبادت کرتے ہین نبی کی بلکہ معنی اوسکی یہہ ہین رحمت بھیجتے ہین اور ثنا کرتے ہین نبی کی البتہ
معنی صلیت للہ کے یہہ ہین کہ عبادت کی مین نے خدا کی لاکن غافل کو فرق استعمال لفظ صلوٰة سے جاہل سے
تعدیہ علی اور لام مین کچھہ فرق نہ سمجھکر جو معترض ہوا ہی سر سر جہالت اوسکی ہی قولہ او تعالی محمد صلعم کی نعت
و ثنا مین مصروف ہی دیکھو یہہ کیسا شرک ہی انتہی لالہ جی آپ تو کور باطن ہین دیکھنے والے دیکھتے ہین اور سمجھنے والے
سمجھتے ہین کہ نعت و ثنا اور شرک کے درمیان مین تفاوت زمین و آسمان ہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ شرک کے معنی بھی
نہین جانتے مگر تمکو شرم نہین آتی تمہاری معبود تو اوسنون کے پانو دہوتے ہین مہادیو کی تپسیا اپنی اپنی
ذمہ لیتی ہین ادہیای ۲۰ مہابہاگوت اسکند ۹ پہم دیکھو سری کرشن جی کہتے ہین کہ جگ کے بڑے بیٹے (یعنی پرسرام
اوتار) چترکوٹ مین جاری اور سدا شیو کی تپسیا کرنے لگی تیری اسکند بہاگوت مین ہی کہ نارائن سنت کنوارے
چرنون نہین پڑہی اسکند ۱۱ بہاگوت مین ہی کہ جس سمی جگتون کو بیادہ اور کشٹ ہوتا ہی بہگوان گرڑ کو تیاگ کرکے
چرنون دوڑکے اونکے سنکٹ تو اون کرتے ہین انتہی یعنی جب خدا کے عابدون پر کچھہ تکلیف ہوتی ہی تو خدا
گرڑ کو چھوڑکر ننگے پانون دوڑکر اونکی تکلیف مرفوع کرتا ہی فرمائیے لالہ جی اگر آپکے نزدیک نعت و ثنا شرک ہی
تو اس درجہ کی خدمتگذاری کہ ننگے پانون دوڑکر کے حقوق خدمت بجا لانا بدرجہ اولی اشد زندقہ ہے قولہ
قرآن مین جا بجا مذکور ہی کہ بدون اطاعت محمد صلعم اطاعت خدا عبث ہی مثلا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول
الآیة انتہی لالہ جی آپ تو بڑے بید دان ہین اور بیدون کی تعریف مین اسطرح رطب اللسان ہین کہ بیدون مین
ہر فن کا بیان ہی اور ماخذ جمیع فنون کے ہین یہہ کیسی ماخذ فنون ہین کہ جنمین طریق مناظرہ کا بھی صحیح طرح پر
موجود نہین دلیل مطابق مدعا کے چاہئی دعوی آپ نے یہہ کیا کہ قرآن مین ہی کہ بدون اطاعت پیغمبر محمد صلعم
اطاعت خدا عبث ہی اور دلیل وہ یہہ آیت لائی کہ جسکا ترجمہ ہی کہ طاعت کرو خدا کی اور طاعت کرو پیغمبر کی
پہر یہہ بھی فرمائیے کہ اسمین شرک کیا لازم آیا جو اصل مدعا آپکا ہی قولہ اس قسم کی آیات سے جانا جاتا ہی کہ
اہل اسلام کے اعتقاد مین درجہ محمد درجہ خدا سے اعلے ہی انتہی یہہ آپکا دعوی ہے اور اسپر آیہ دلیل یہہ
لاتے ہین کہ ہر چند کوئی شخص توحید الہی پر ایمان لاوے مگر بلا اقرار رسالت محمد کافر ٹھہرایا جاتا ہی انتہی اسی جہل
مرکب پر دعوی کرتے ہو کہ بید سب فنون کا ماخذ ہی اگر اوس مجموعہ جہالت مین کچھہ بھی وجود کسی علم کا ہوتا تو
تم سا دانا ہی بید فن مناظرہ مین کیون گرداب جہل مین غوطے کہاتا آپکا دعوی تو یہہ تہا کہ اہل اسلام کے

اتحت یعنی ملدوی مرتبت پیغمبر خدا پر تھے حالانکہ اسکی دلیل سو ملو کا نہ ذکر ہی کیا نہ کوئی ثابت نہین ہوئی
اب ہم آپ سی دریافت کرتے ہین کہ آپ ایسی شخص کو جو موحد ہوا ور بہا اور بید ون اور شاستر سی شرک ہو تو
سمجھتے ہین یا نہیں اگر نہی سمجھتے ہین تو فہو المراد اور سبہا ت تو رہی واسطے جو بید کو کلام رشیون کا بنائی
ہو ا تو پہر آپ اونکو بید ین کیون بتاتے ہین دیکھو صفحہ ۲۲ پانچ اس کتاب کا اور اگر نہین تو بقول آپکے
لازم آیا کہ آپ مبتلا ہی شرک عظیم میں کہ اقرار توحید لغیر استنا د بید ون وغیرہ کے کالعدم سمجھتی ہین کچھ
بھی اثبات بل سی نکالتے ہو یا جو کچھ مطلب یا اس ولین آتا ہی جسکے واسطے جو کچھ قرآن و پیش کا خیال رکھا کرو
بعیہ الزام وہی اہل اسلام کا جب کیا کرو کہ اول اپنی عقاید پر خیال کر لیا کرو جب آپ ارادہ الزام کا فرماتے
ایسا اپنی عقاید اور اپنی مسلمات سی جو قابل ہو جاتے ہین اور اپنی تئین مصداق مصرعہ فاضل بیت شکن گرہی
من ہم بہو وہی اسلام کے مقابل اوسکی حرتی اور سیکہا سوشے قولہ پہر اہل سنت وجماعت ابوبکر و عمر و عثمان
کو محمد صلعم سی افضل جانتی ہین اسکی جواب مین یہی کافی ہی کہ جہوٹی پر لعنت خدا کی ہی قولہ بعض آیات سی
محمد صلعم کی خدائی ثابت ہوتی ہی انتہی اہل نظر دہوی لالہ بید دان کو ذہن نشین فرماکر اوسکی دلیل پر نظر
کرین اس دعوی پر یہہ دلیل لاتا ہی من یطع الرسول فقد اطاع اللہ الآیہ یعنی جسنی اطاعت کی رسول کی اس او
اطاعت کی خدا کی بہلا کسی طور پر بہی اشارۃ یا اقتضاء یا دلالۃ اوس نص سی خدائی رسول کی پائی جاتی ہی
اور جب اس نص مین لفظ رسول منصوص ہے اور امر بدیہی ہی کہ رسول اور مرسل ایک نہین ہو سکتا پس مین
حیران ہون کہ اس لالہ جیا کا سر پہرا ہی کہ ایسی ایسی ہذیان سرائی کرتا ہی قولہ سورہ فتح مین ہی ان
الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم الآیہ انتہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ لالہ جی کچھ بہی واقفیت حرفی مین نہین
رکہتی ہین جہان کہین کوئی آیت یا کوئی عبارت عربی کی نقل کی ہی خالی غلطی سے نہین مگر ہمنے اکثر مواقع
مین تعرض نہین کیا اور بسبب اونکی جہالت کے اونکو معذور رکہا ہی اور بحث اس آیت مین جستر ہو چکا
ہے کچھ ضرورت اعادہ کی نہین لالہ جی اوسکو ملاحظہ فرماکر جو کچھ عذر اور اعتراض اسکی تسلیم مین رکھتے
ہون پیش کرین قولہ پہلی آیت سی واضح ہی کہ اطاعت محمد بلا تامل اطاعت خدا ہی انتہی اسمین شک
سی کیا ہی جب وہ پیغامبر خدا ہین تو اونکی اطاعت بعینہ اطاعت اونکی بہیجنے والی کی ہی اور جو لوگ اونسے
بیعت اتباع اور انقیاد کی کرتے ہین وہ خدا کے ساتھ بیعت کرتے ہین کیونکہ وہ کچھ نفسانیت کی رو
سے طالب بیعت اور طالب طاعت نہین حال اونکا ایسا نہین جیسا کہ بہا کا ہی کہ از راہ نفسانیت
کے مہادیو جی سے مقابل ہو کر اور بید کو تعویم پارینہ سمجھکر پس پشت پہینکدیا اور حکم خدا پر عمل نفرمایا
بلکہ اپنی تئین خدا ٹہرایا مگر یہہ اعتراض آپکا آپ پر عاید ہی کہ مہا گورت اسکند وغیرہ کے پہر اوہیای

دیکھیئے اس سے ثابت ہے کہ آپکی ملت مین مہادیو کو آپکے خدائے مفروض کی برابر ٹھہرایا گیا ہے خود آپکا خدائے مفروض
کہتا ہے کہ اے مہادیو جی ہم مین اور تم مین کچھ فرق نہین جو فرق سمجھیگا وہ دوزخ مین پڑیگا جسنے تمہاری خدمت کی
مجھے اوسیوقت پایا جسسے تمنے کچھ وعدہ کیا یا کروگے اوسکا ایفاء مین نے کیا اور کرونگا انتہی قولہ سورہ سجدہ و مریم و
تحریم سے ظاہر ہے کہ جسم آدم و عیسی و جبرئیل مین تعالی نے اپنی روح ڈالی انتہی یہہ کہان ہے کہ جسم جبرئیل مین روح ڈالی ذرا اس آیت کی نشان
دہی کیجئے لالہ جی تمپر خدا کی مار ہے تمنے سخت بیحیائی اختیار کی جھوٹی باتین بناتے ہو اور ذری نہین شرماتے کیون
نہو کس قوم بیحیا کے فرد کامل ہو رہا نفخ روح آدم و عیسی کا اسکا جواب بہت جگہہ پاچکے ہو حاجت اعادہ کی نہین
مختصر آیہہ ہے کہ آپ مین جو روح ہے کیا یہہ آپکے جد کی میراث سے آپکو پہنچی ہے اگر خدا کی نہین تو
کیا آپکے باپ دادا کی میراث ہے قولہ سورہ قصص اور طہ مین ہے کہ خدا نے درخت عناب اور آگ مین جلوہ
کیا انتہی سراسر افترا ہے لالہ جی نے اس افترا کو ذریعہ روٹیون کا ٹھہرایا ہے اور لطف حطام دنیوی کے
ایسا ہمت کو صرف کیا ہے کہ نشتر پشت کو اپنے جہنم کا ایندھن بنا دیا ہے واقع مین اونکے حق مین یہہ روٹی نہین سور
مردار کی بوٹی ہے ع بس شکار خوک آمد صید عام + رنج بیحد لقمۂ خوردن حرام قولہ اسیطرح قرآن بیان وحدت
سے بھی خالی ہے انتہی جناب لالہ صاحب آپنے لکھا ہے کہ مین مدت دراز سے قرآن کو مطالعہ کرتا ہون یہہ
اقصے درجہ کی قساوت آپکی ہے کہ اس چمنستان وحدت مین آپکی نظر ایک پھول کی بہ پڑا واقعی یہہ ہے کہ الطیبات
للطیبین ہے ع چونکہ برگردی وبرگردد سرت + عالمی گردندہ آید در برت + آپکا حال بعینہ اس بیل کا سا ہے
کہ بغداد کے جوہری بازار مین اس کنارے سے اوس کنارے تک چلا گیا جواہرات اور مروارید بازار مین فراوان تھے
مگر اوسکی نظر بجز قشر خربزہ اور کچھہ نہ آیا لعنت اسیکا نام ہے اور قہر خدا کا یہی انجام ہے ع صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ
آتشی گر نادرست این دو چیست + جان سپید گشت و روان مرد و چیست + اب یاد فرمایئے کہ جہان آپنے
ذکر مطالعہ قرآن کا کیا تہا وہین آپکو یہہ جواب دیا تہا کہ ع خر عیسی اگر بمکہ رود + چون بیاید ہنوز خر باشد +
دیکھیئے تو وہ جواب ہمارا کیسا صحیح نکلا کہ آپ ہی کے اقرار سے اوسکی صحت ظاہر ہوئی اور اپنے اس مقولہ پر جو آپ قول
زمخشری سے استدلال کرتے ہین کہ اسقدر آیتین احکام اور اسقدر قصص وغیرہ کی ہین جبتک آپ عبارت
زمخشری کی نہ لکھینگے ہم آپ سے جھوٹے کذاب مفتری کی بٹا دکا جواب دینگے علاوہ بران قصص و امثال و وعدہ و وعید
منافی توحید نہین اور امر و نہی اور حل و حرمت تو صاف مشتمل اوپر ایجاب توحید اور نہی شرک کے ہین انکو منافی
توحید سمجھنا آپکی صریح جہالت ہے قولہ ضمیر نے اس حدیث کو نقل کیا ہے الخ اے لعنت خدا کی شرم نہین آتی
کہ جب تمپر کوئی حجت پکڑتا ہے تو اوسوقت برہما کے پوران کا بہی انکار کرتے ہو اور شیعون پر قول ضمیر سے
کہ ایک آدمی عامی مرثیہ خوان ہے حجت اختیار کرتے ہو آگے اس سے جو آپ اس بنا پر معترض ہوئے ہین کہ

قرآن مین اخلاق محمد صلعم کا بیان ہی آپکی جہالت ہی اخلاق محمدیہ مقدمات علم الہیہ مین پس اونکا بیان کرنا
عین تعلیم علوم الہیہ اور ہدایت معرفت ہی مگر اب فرمایئے کہ اسراپنکہید رگہہ بید مین مرقوم ہی کہ بید کی رچا مین
بہت تعریف آفتاب کی مرقوم ہی پر تو اپنکہید اتہرن بید مین ہے رگہہ بید مین آگ کی تعریف ہی جو بید مین ہوا
کی شام بید مین تعریف آفتاب اور نور کی اتہرن بید مین تعریف عناصر کی ہی انتہی مختصراً اشلوک ۲۰۰ م گیتا دیکھیے
کہ شام بید کی دہی رچا جو پورن پریت ہی اندر کی تعریف مین ہے انتہی جب بحسب تصریحات بیدون کے آپکے ستارۂ تعریف
دیوتا آفتاب عناصر سی مالا مال ہین تو سب بعوات آپکے ان بیدون کے حسب حال ہین ست زودی اپنکہید دیکھیے
بانی بید بیان شان نے پایان محمود درجانستان مین کیسا رطب اللسان اور عذب البیان ہی کہ کوئی صفت کمال
مثل قدرت اور علم اور ارادہ اور پیدا کرنے اور مارنے اور جلانے اور پرورش کرنے وغیرہا کے نہین کہ اونکے
ساتھہ اونکا ثناخوان نہین ظاہر او وہی رودر سی ڈرتا ہی اور ڈر کے مارے خوشامد کرتا ہی ایسا نہو کہ مملکت وجود
سے معزول کر دین اور فرید بران تر سول گلے پر دہر دین ؎ خدای ہندوان کی مثل نزدل کم نکلتا ہی پسنۂ آگ
کے ڈر سی جسکا ہر دم دم نکلتا ہی ادہیای ۱۳ اسکند پران کاشی کہنڈ مین مرقوم ہی کہ سری کشن بھگوان از
ست رودری کہ در بید ست تعریف مہادیوجی کروند اور چونکہ کشن بھگوان آپکے نزدیک عین خدا ہین پس آپکو
کسی عذر کی گنجایش باقی نہین رہی سوا اسکو ادہیای ۱۵ کاشی کہنڈ اسکند پران ملاحظہ کیجیے اوسمین لکھا ہی
کہ کیشو نارائن در کاشی لنگ مہادیو شدہ قیام ورزیدند و بجواب آفتاب فرمودند کہ من پرستش مہادیو نمایم انتہی غور
کیجیے ماراین جو آپکے عقیدہ مین عین خدا ہی اوسنے اپنی تئین ایسا ذلیل و رسوا کیا ہی کہ مہادیوجی کی خوشامد مین
اونکا لنگ بنگیا ہی اور اسقدر پر بھی اکتفا نہین کیا ہی بلکہ اسپر اونکی عبادت کو فخر اور سعادت سمجہا ہی ہمنی او مہابہارت
مہابہارت کی نقل کی ہی کہ مہادیوجی نے فرمایا کہ شام بید مین بجز میری تعریف کے اور کچہہ نہین ہو جب یہ حال ہی
تو آپ کس منہہ سی ہمارے سامنے بات کر سکتے ہین **قولہ** جس شخص کے والدین دوزخ مین ڈالے گئے وہ کیونکر رحمۃ
للعالمین ہو سکتا ہی الخ آپکی عقل پر پردہ پڑا ہی رحمۃ عامہ مین تخصیص والدین کی کیونکر ہو سکتی ہی نبی اخرالزمان
کہ جمیع انام کی دعوت کیواسطی مبعوث ہوتی ہین بعثت اونکی رحمۃ عامہ ہی اگر قبل از بعثت کوئی غریب دیگانہ
محل رحمت نہو یا بعد از بعثت بسبب عدم رجوع کے رحمت کیطرف رحمت سے محروم رہا تو یہہ اوسکا قصور ہی ؎
باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست * در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس * اور چونکہ برکت و رحمت بعثت
نبی کی برکت و رحمت عام ہی اور یہہ رحمت بھیجی ہوئی اوس ذات منزہ الصفات کی ہی کہ جسکے نہ کوئی باپ ہے نہ اوسکا
کوئی بیٹا ہے کوئی رشتہ دار ہی پس جس شخص کیو اسطے سی یہہ رحمت نازل فرمائی گئی ہی اوسکو بھی اسباب مین ابوت و
بنوت اور قرابت سی کیا سروکار ہی ؎ بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی * کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی

ویوم ینفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ تو وہ لوگ جو عند امتحانات کے بیٹا ایسر یوا اور جمد گن اور جیسیر اور باپ پر جن
اور لوار کس اور بہائی طرام اور لچھمن وغیرہم کا ٹھہراتے ہین ایسی ایسی امور مین جن قرابت کا زیادہ تر لحاظ
فرماتے ہین پھر بھی بھاگوت کا تیسرا اسکند ملاحظہ کیجئے کہ اوس سے تصدیق ہماری بیان کی ہوتی ہے کہ کشب جی اپنی تر وجہ
دت سے کہتے ہین کہ اگر تو یہہ کہے کہ مہادیو جی تمہارے بھائی ہین تو اتنا گناہ تمہارا معاف کر دینگے تو سُن سے کہ
مہادیو جی ایشر ہین اونکو کسیکے ساتھہ ناتا رشتہ نہین جو کوئی اچھا کام کرتا ہے اوسکو اچھا کہتے ہین ورنہ بد۔ عادت
ہین انتہی اور ظاہر ہے کہ ملعون ہونا اقربائے مہادیو کا اونکے لطف عام مین کچھہ مخل نہین چنانچہ ست ردری اپنی سنگھیہ
ججر بید مین نسبت آپکی یہہ کلمات وارد ہین کہ تم سبکے وکیل اور سبکے کفیل اور سراپا سود و ادہمیو دہو انتہی اگر
ملعون اقربا مخل رحمت عامہ ہی تو اول اس بید کی غلطی پر اقرار کیجئے بعد اوسکے نام اعتراض کا ہمپر لیجئے آگے ہم
سے جو لالہ جی کچھہ اسمین بحث کرتے ہین کہ کفار و شیطان کیا مورد رحمت ہوئے یہہ اونکی جہالت ہے ہم پیشتر ان امور
کے جواب لکھ چکے ہین حاجت اعادہ کی نہین **قولہ** حضرت خود دائم اخلاق سے گریان تھے مثلاً مشکوٰۃ مین ہے
یقول اللہم حسنت خلقی فاحسن خلقی یعنی حضرت فرماتے تھے کہ یا الٰہی بہتر کی تونے صورت میری پس بہتر کر خلق
میرا انتہی لالہ جی تم سخت ہی احمق نکلے جو چیز کہ مدول اخلاق حسنہ ہے یعنی اپنی خوبیوں اخلاق پر نگاہ نکرنا اور ہمیشہ
خداوند متعال سے اپنی اصلاح اور احسان اخلاق کا طالب رہنا اوسکو دخل اخلاق ذمیمہ سمجھتے ہو ع چشم بداندیش
کہ برکندہ باد + عیب نماید ہنرش در نظر + آپ بھی مجبور ہین کہ عقل و علم سے معذور ہین ع مگر بود بشش ز
ہندوستان نمونہ + کہ باشد کارمید و داثر گونہ + اب سنئے تشریح کلام سعادت التیام اوس خیر الانام علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی کہ خلقت انسانی احسن الخلیقہ ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم پس ہر انسان پر واجب ہے
کہ شکر اس موہبت عظمیٰ کا بجالا دے اور حسب اقتضائے اس شرافت کے عمل فرماوے لیکن چونکہ یہہ ہیئت مجموعی نتیجہ
کی مجموعہ دو جزو ان مختلف الطبیعت کا ہے کہ ایک کا میل بسوئے سجین اور دوسرے کا بسوئے علیین ہے اور دونو
باہم ایک بساط پر بردمات مین ہین جسکا غلبہ ہوا اوسنے اپنی طرف کہینچ لیا ثم رددناہ اسفل سافلین الا
الذین آمنوا وعملوا الصالحات فلہم اجر غیر ممنون۔ پس ہر بشر کو کہ وہ کیسا ہی کامل ہو فرض ہے کہ کبھی
اپنے خلق پر تکیہ نکرے ہر دم دہران خدا کی عنایت پر نظر رکھے اور دست بدعا رہے دیکھئے اسکند پنجم بھاگوت کا
لکھتا ہے رکہبدیو جی کی آٹھوین سد سوکن نے جھتی اپنی بھلائی رکہبدیو جی سے کہی رکہبدیو جی نے انکی طرف نہ دیکھا
راجہ پرچہت سکھدیو جی سے کہتے ہین کہ اے سکھدیو جی رکہبدیو جی اوتار نارائن کے تھے اونکی اندری زبردست
نہ تھی کہ اونکو اپنی طرف کھینچ لیتی اونہون نے اونکی طرف کیون نہ دیکھا سکھدیو جی کہتے ہین کہ اے راجہ بہت اچھا
تمنے پوچھا یہہ نفس ایسا زبردست ہے کہ عارفون کو ریاضت سے پہیر دیتا ہے اعتبار اسکا نہین کرنا چاہیے شہوت

نصیحت نخصت کے لشکر سے مرنا من کو بتا دیتا ہے اسی سبب کبیب دیوجی نے ان سے پیون کیطرف نہ دیکہا پس ظاہر ہوا کہ آدمی کیسی ہی عالی مرتبہ تک ترقی کرے لازم ہے کہ اپنی خوبیون کیطرف نگاہ نکرے نظم

صد ہزاران دام و دانہ است ای خدا

ما چو مرغان حریص بی نوا
پس ستارہ آتش از آہن جہا
می نہد انگشت بر استارگان
چون عنایاتت بود با ما مقیم
چون تو با مائی نباشد ہیچ غم

دمبدم وابستہ دام نوایم
وین دل شوریدہ و بد نیت وکشنہ
میکشد استارگان را یک بیک
کی بود ترسی ازان دزد لئیم

ہر یکی گر باز و سیمرغی شویم
لیک در ظلمت یکی دزدی نہان
تا کہ قفل وزد چراغی بر فلک
گر ہزاران دام باشد بر قدم

اور یہی ہے اصول اخلاق کہ کبہی خود بینی کے گرد نہ پہرے اور خدا تعالی کیطرف جو توجہ ہے اوسکو قطع نکرے چنانچہ یہی حال تہا جامع مکارم اخلاق نبی آخر الزمان صلعم کا ہر امر مین کہ باوجودیکہ جامع احسن الاخلاق کے تہے جیسا کہ وارد ہوا ہے آنکہ لعلی خلق عظیم باوجودیکہ جز یہی اونکا ظاہر پر منقاد ہوگیا تہا چنانچہ وارد ہوا ہے ولکن اعانتی اللہ علیہ حتی اسلم پہر بہی اسدرجہ جامع اخلاق کبہی خود بینی کو ولمین دخل ندیا اور خدا کی عنایت سے انقطاع نکیا باوجود اسقدر جمعیت اخلاق کے پہر بہی زبان پر یہی تہا کہ اللہم حسنت خلقی فاحسن خلقی یعنی خدایا جیسا کہ تونے مجکو خلقت انسانی کہ احسن الخلیقہ ہے عنایت کی ہے ویسا ہی خلق حسن عطا فرما علاوہ بران چونکہ ظاہر ہے کہ خلق حسن منجملہ صفات کمال کے ہے اور صفات کمال محدود نہین اور پایا جانا کسی ایسی صفت کا کسی بشر مین علی وجہ الکمال اس طرز پر کہ کمال اوسکا منتہی ہو جاوے اصلا ممکن نہین کیونکہ یہہ امر تو مخصوص ہے ساتہہ خدای متعال کے اگر کسی بشر مین کوئی صفت کمال کی علی وجہ الکمال پائی جاوے تو مساوات اوسکی ساتہہ خدا تعالی کے اس صفت مین لازم آوے پس اس قسم کے ادعیہ اہل عرفان اور صاحبان کمال کے محمول اوپر حصول ازدیاد کمال کے ہین اور اس قسم کی دعاؤن سے ہرگز یہہ لازم نہین آتا کہ جس صفت کمال کے واسطے ہین وہ ہرآئینہ اونمین مفقود اور ضد اوسکی اونمین موجود ہے حال کاملین یہہ ہے کہ کیسی ہی درجہ علیا پر پہونچ جاوین ہمت اونکی طلب ازدیاد مدارج سے قاصر نہین ہوتی اور اونکی نظر مین ہر درجہ درجہ سافل معلوم ہوتا ہے پس بمقتضای اولو العزمی اور بلندی ہمت کے ہمیشہ وہ طالب کمال مزید کے رہتے ہین برخلاف اکابر ہنود کے کہ اگر بطور استدراج کوئی بات کمال کی اونہون نے اپنی ذات مین دیکہی تو مجرد اوسکے دعوی تفانیت اور انانیت میں گم ہوئے اور انجام کو مخذول اور ملعون کردیے گئے چنانچہ حال برہما جی اور مہادیو جی کا ہم موانع عدیدہ پر لکہہ چکے ہین کہ اوجہی پونجی پر دعوی الوہیت کا کرتے تہے اور آپس مین لڑ مرتے تہے **قولہ** معترض دعوی کرچکا ہے کہ بید کا کہین پتا نہین لگتا جس سورت مین بید پایا جاتا ہے تو معترض نے کہان سے معلوم کیا کہ بید مین توحید قلیل ہے اور تعریف ماسوی اللہ کثیر انتہی اسقدر علم کیواسطے کچہہ ضرور نہین کہ مجموعہ بید موجود ہو بہہ خاتر انکہہ دان اور لوراتو

سے حاصل ہو سکتا ہے جیسا کہ ہمنے اسی بحث مین ثابت کر دیا **قولہ** معترض کی ولایت مین کچھہ نقصان نہین کرتا
کہ ریش رکہتا ہے اور دُم نہین انتہی مگر حال لالہ جی کا واقعی برعکس اسکے ہی کہ دم موجود اور دل کم ہے آنکہ
می بینی خلاف آدم ہست ؛ نیست او آدم خلاف آدم است ؛ **قولہ** حاصل کلام آنکہ حدیث و قران سے واضح ہی
کہ قران بالطبع بیان خلق محمد ہی یعنے بہت قران کی آپنے صفحہ ۲۴۴ پر نقل کی ہی انک لعلی خلق عظیم اسکی معنی یہہ ہین ہر آئینہ تو
اوپر خلق عظیم کے ہی پس آپنے جو اسکی معنی یہہ رقم فرمائی کہ قران بالطبع بیان خلق محمد ہی قطع نظر اسکے کہ یہہ قول آپکا مانند
آپکی طبع کے مہمل ہی سراسر غلط اور خلاف کلمات قران کے ہی پس منشا اسکا یا جہل مرکب آپکا ہی یا طبعی افترا ہی اور
معنی کان خلقہ القران کے یہہ ہین کہ تھا خلق انکا قران یعنی حسن مکارم اخلاق کے قرآن مین ہدایت ہی وہی اُن
اخلاق کے ساتھہ متخلق تھے اور وہ مقولہ آپکا بلحاظ معنی کان خلقہ القران بہی غلط محض ہے بلکہ آپ نے جو صفحہ ۲۴۲
پر حاصل معنی آیت و حدیث اسطور پر رقم کئے ہین کہ جو کچھہ قران مین ہی وہ بالطبع حضرت کے اخلاق مین خود آپ ہی
کے اِس قول سے افترا پردازی آپکی اور تناقض آپکے اقوال کا واضح ہی کیونکہ مدلول عبارت صفحہ ۲۴۴ کا یہہ ہی
کہ جو کچھہ ہدایات قران مین ہین وہ امور طبعیہ حضرت صلعم کے ہین کہ خدا تعالی نے اونکو اوپر ان ہدایات کے مجبول
فرمایا ہے یہان اوسکے برعکس آپ کلمات مہملہ زبان پر لائی ہین دیکھئے اعجاز محمدی کہ آپکو آپ ہی کے اقوال سے کیسا فضیحت
کیا اور تناقض الاقوالی کا کیسا الزام آپکو دیا اگر آپ بھی کچھہ حیا دار ہوتے تو اپنی آبرو نہ کہوتے **قولہ** بید ناطق ہی کہ
چارون بید پرماتما کی ذات و صفات بیان کرتے ہین اور بالتمام چارون بید اوسکے بیان ذات و صفات مین ایک ہین
انتہی جہوٹ بات ہی خود بید مین موجود ہی کہ بید کے پڑہنے سے پرماتما پائی نہین جاتی اگر ایسا ہوتا تو نارد جی سا بیدوان
کسطرح یہہ کہتا کہ بید ون اور اونکی فروع سے خوب واقف ہون مگر ہنوز آتما کو نہین جانتا اور برہما جو مہبط بیدون
کے ہین کسطرح دعوی الوہیت اور پیدا کرنے مہادیو جی کا کرکے بیدون کی تجلی سے سرکٹوا نے اور مہادیو جی سا
عالم بیدون کا کیونکر ذات و صفات سے غافل ہوکر برہما جی سے دریافت کرتا کہ اینجا چرا سکونت اختیار کردہ برہما
گفت کہ بجہت خاطر آن یگانہ را یاد میکنم مہادیو پرسید کہ بزرگان شما ہستند آن کیست کہ او را می پرستند انتہی دیکھو فصل
موجہہ دہرم مہابہارت بڑی بیدوان نارد جی مین اسکند دوم بھاگوت دیکھئے اوسمین مرقوم ہی کہ جب نارد جی برہما
سے اوتپت ہوئی یعنی ملی ایکدن برہما سے کہا کہ دہیان کسکا کرتے ہو اور یہہ کسکی کہتے ہو کہ جو کچھہ اچھا یعنی مرضی
ہوگی سو ہوگا تم سے بڑا کوئی مدسرا بھی ہی جو دہیان اور سمرن اوسکا کرتے ہو مین جانتا ہون کہ مین اوتپت کرنے
پیدا کرنے والے دیوتاؤن اور ساری سنسار یعنی عالم کے تم ہو دوسرا کون ہی انتہی جب ایسی ایسی بڑی بیدوان
کا یہہ حال ہی کہ وہ بجز محسوسات اور خالقیت برہما کے اور کچھہ بھی نہین جانتے پس یہہ لاف کزاف لالہ جی کا خواہ از
رو ہی بید دیکھئے ہو خواہ طبعزاد محض یاوہ سرائی ہی ع مقالات بیہودہ طبل تہی است ؛ پہر ہم یہہ دریافت کرتے

ہیں کہ آپ نے جو یہہ لکہا کہ چاروں بید الخ یہہ کسکا مقولہ ہی اور واقعی یہہ مضمون بید ویمن ہی یا نہین اگر
واقع مین یہہ مضمون بیدون مین ہی تو ظاہر ہوا کہ بید زمانہ بیاس مین بنائی گئے کیونکہ آپکی تقریر صفحہ ۳۰۶ سی واضح ہے
کہ چار پارہ ہونا بیدون کا زمانہ بیاس مین حادث ہوا پس لامحالہ وہ عبارت جو چار پارہ کی بیدون پر دلالت
کرتی ہی زمان بیاس یا بعد از بیاس بنائی گئی ہی پس یہہ قول آپکا کہ بید ناطق ہی کہ چاروں بید الخ دلیل کامل ہی آپ
کی پریشان گوئی اور ہذیان سرائی پر کہ اول بید کو بلفظ واحد اور پہر بلفظ جمع منحصر تمام لکہتی ہو آپنے اگرچہ
اصلاح فسادات بیدون مین بسبب عرق ریزی کی مگر کچہہ پیش نگئی جتنا آپ بناتے گئے وہ بگڑتے گئی جب ایک بات
آپ نے بنائی دوسری بگڑ گئی ؎ بیطرح زلف گرہ گیر یہہ الجہی ہے رفعا کیونکر ہو اور الجہتی ہے جو سلجہانے
سے ؎ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم ✚ لن یصلح العطار ما افسد الدہر ؎ کار خراط سے ہرگز
نگئی بید کے غار ✚ بند رخنہ نہوا آپکے گل مالی سے ✚ قولہ مخفی نرہی کہ شنکراچارج وغیرہ نے بید کے تین درجے
ٹھہرائی ہین اول کرم کانڈ دوم اوپاسنا کانڈ سوم گیان کانڈ انتہی اول تو ہم اسکے معنی نسمجہی کہ شنکراچارج
نے بید کے تین درجہ ٹھہرائی بید کے درجہ ٹھہرانے کے کیا معنی ہین آیا بید صاحب درجات علیا اور سفلی اور وسطے
ہے کہ کچہہ درجات اوسکی اسفل اور کچہہ اعلی اور کچہہ متوسط ہین اگر ایسا ہی تو جو دلائل صاحب نبی ان اعتراضات کا
جواب دین جو تحت قباحت قران مین اونہون نے پیش کئی ہین اور اسصورت مین سبہا بریلی کا قول کہ بعض بید بال اتہاس
مین بنائی گئی ہین جسکا لالہ جی انکار کرتے ہین صادق ہوا جاتا ہی ثانیاً شتری ایکہد تحریر بید مین مرقوم ہی کہ جو جاہل
مطلق ہین سب کرم اور اوپاسنا اور جگ اور تپ کے بدہین سی بندی ہین اور خدا جسم کا حساب جانا مطلب کیا ہی
ہین تو تہوڑا سا غور کرکے سمجہہ کہ جب دو مفہوم ذہنی اور ہی اور تو اور ہی تب اوسکی تلاش کی فکر ہی ضرور ہی اور اوسکی طاقت
کی تدبیر بہی لازم ہی اور جگ اور جوگ وغیرہ کرم اور اوپاسنا بہی تب ہی جب وہ اور تو ایک ہی ہی اور دوئی کو
اوسمین دخل ہی نہین اور وہ جان ہی اور تو جسم ہی اور وہ جسم ہی اور تو عکس ہی اور وہ عکس اور تو جسم ہی اور
وہ مغز ہی اور تو پوست ہی پہر تلاش کون کسکی کری دریا مین جو موج اوٹہتی ہی اور جو حباب بنتے ہین وہ دریا کو
کیا تلاش کرتے ہین اور دریا سی باہر کب ہوئے ہین جب یہہ تیری سمجہہ مین آئی وہ پہر جگ اور تپ اور کرم اور اوپاسنا
کرنا حرکت فضول ہی اور یہہ مشق پریشان نے سود ہی یہہ رسومات جہلا کے ڈرانے اور پہسلانے کو ہین انتہی پس
ظاہر ہوا کہ دو درجہ تو محض حرکت فضول اور کار جہلا اور مشق پریشان محض بے سود ہین رہا درجہ گیان کا یعنی علم
معرفت سو ہم خود بیدون سی ثابت کر چکے ہین کہ وہ مرتبہ بید پڑہنے سی حاصل نہین ہوتا اور بحسب تصریح منڈک
اپنکہد وہ علم کبیر ہے اور بید و شاستر داخل علم صغیر ہین باہم دونون کے منافاۃ صریح ہی اسصورت مین
گیان کانڈ کو جو شنکراچارج نے منجملہ درجات بید کے بقول لالہ جی ٹہرایا ہے یہہ قول انکا بسبب مخالفت بیدون کے

ہرگز لائق تسلیم کے نہین اور غلط محض ہی قولہ کرم کانڈ اور اوپاشنا کانڈ سے بواسطہ صفائی باطن تشریح
ذات پرماتما عیان ہے انتہی یہہ تقریر لالہ جی کی ہذیان سرائی یا از قسم خوابہای پریشان یا مبنی بر جہل مستان ہی
یہہ مہمل عبارت جو لالہ جی نے رقم فرمائی ہی اسکا مطلب کیا ہی ظاہرا مراد اسکی یہہ ہی کہ صفائی باطن درمیان آیا اوپاشنا
اور کرم کانڈ کے اور تشریح ذات کی واسطہ ہی اگر یہہ ہی تو کرم کانڈ اور اوپاشنا کانڈ سی کسی صورت مین تشریح ذات
متصور نہین ہو سکتی غایت الامر یہہ کہ کرم کانڈ باعث صفائی باطن کا ہوگا نہ یہہ کہ مبین اور شرح ذات ہو کیونکہ
اگر وہ مبین اور شرح ذات ہو تو واسطہ کی کیا حاجت ہی مگر یہہ بات بھی غلط محض ہی کہ کرم کانڈ باعث صفائی
باطن ہو نہین بلکہ عموما کرم کانڈی بمعرفت ہوتے ہین اور علی ہذا القیاس اوپاشنا بہی مستلزم صفائی باطن نہین
چنانچہ اس مدعا پر تیتری اپنکہد یجر بید جسکی عبارت ہمنی اوپر نقل کی گواہ ہی علاوہ بران چوتہی ادہیای گیتا
کرشن کی دیکہو اوسمین لکہا ہی کہ کرم جوگ عمدہ چیز ہے اور مین نے سب سے پہلے یہہ علم آفتاب کو سکہایا تھا
اور آفتاب نے منوسمرت مین کو اور اوسنی اچہواک کو انتہی بیان سی ظاہر ہی کہ علم کرم جوگ کا بیدون مین نہین
اگر ہوتا تو سب سی پہلے برہما کو سکہایا جاتا اور اگر بیدون مین ہی تو آفتاب اور منوسمرت اور اچہواک کے
کیسے مسروق ہی پہر اوسی ادہیای مین مرقوم ہی کہ بعضے کرم کانڈی دیوتون کو پوجتے ہین بعضے آگ مین
ہوم کرتے ہین اور بعد بیان بارہ قسم کرم کانڈ کے لکہا ہی کہ کرم ہین جنکی تفصیل بیدون مین ہی انتہی جب متکلم
کرمون کے اعمال شرک و دیوتا پرستی داخل ہین کہ جنکی عامل کو خود گیتا کے اشلوک ۱۶ ۲۳ مین بیوقوف قرار دیا
ہے پس بڑی شرم کی بات ہی کہ اندرمن کرمون کی نسبت یہہ رائے لاوین کہ کرم کانڈ سی تشریح ذات پرماتما عیان ہے
الغرض ہرگاہ کہ بموجب تصریح تیتری اپنکہد یجر بید اور کرشن گیتا کے کرم کانڈ حماقت اور جہالت ہی تو
اگر حسب اعتقاد لالہ اندرمن یہہ سمجہا جاوی کہ کرم کانڈ سی تشریح ذات پرماتما عیان ہی تو دو حال سے خالی
نہین یا یہہ امر لازم آوی کہ جہالت حماقت سی تشریح ذات پرماتما عیان ہی یا بانی بیدون اور اپنکہدون
کا بیوقوف اور کرشن نادان ہی قولہ اور گیان کانڈ واسطے حقیقت خدا مین رطب اللسان ہی انتہی سو سکا
بیدون مین تمام ہی نشان اور مقولہ لالہ جی کا صریح البطلان ہے کہ نارد جی بید دان یہہ بات کہتا ہے کہ
بیدون کو بخوبی سمجہتا ہون مگر آتما کو نہین پہچانتا اور کہتونی اپنکہد بیان کرتا ہی کہ بیدون سے ٹہیک نہین
آتما پائی نہین جاتی اور کرشن جی ادہیای ۱۱ گیتا مین فرماتے ہین ای ارجن مین نے حقیقی صورت اپنی
سوای تیرے دوسرے کو نہین دکہائی یہہ شکل دیوتاؤن کو دیکہنی نصیب نہین ہوئی یہہ صورت بیدون کے
پڑہنے اور جنگلون مین ریاضت کرنے سی بہی دکہائی نہین دیتی ہی انتہی علاوہ بران خود بید کی تصریح سی
ثابت ہی کہ علم معرفت علم اکبر ہے اور بید وغیرہ علوم اصغر ہین اس سی اعظم اور اشرف کا وجود اس شی علم

اوسنے ذرا منہ پھیر کر کہا مسئلہ یہ ہے۔ اگر یہ ممکن ہے تو پھر کیوں ایسا نہیں ہو سکتا؟ اسی طرح کے ہزار سوال اٹھائے گئے کہ کیا مصلحت ہے
اور اہل حق جیسے کے حقیقت ذات اور تشریح ذات کو اونہوں نے بہت آسان سمجھ لیا ہے کہ بار بار فرماتے ہیں کہ فلان
چیز اوسکو بیان کرتی ہے اور فلانی چیز اوسکا نشان دیتی ہے لالہ جی بید تو کیا لبید اور شاستر کیا ذرا تر سے
اوسکی حقیقت کی تشریح اور معرفت بڑے بڑے عارفون اور گیانیون سے نہیں ہو سکتی اور سب اوسکی حقیقت کے بیان
سے قاصر اور معترف بعجز ہین ما عرفناک حق معرفتک منہ تک پہنچ گئے ہین بید دیکھو اوسکی حقیقت کو جیسا کہ وہ ہے
ہے جاننے کو بڑا ہما جو عقل کل ہے حیرت سے حیران اور حسرت سے سرنگون ہے انتہی لالہ جی کی حماقت اور جہالت ہے کہ
بار بار لفظ تشریح ذات اور بیان حقیقت زبان پر لاتے ہین قولہ راماننج سوامی وغیرہ کے مذہب مین تمام بید دو
کانڈ پر منقسم ہے اول کرم کانڈ دوم گیان کانڈ کیونکہ اونکے نزدیک اوپاسنا و گیان مین تفاوت نہیں ہے اقول کبھی
یہہ کیسی نا فہمی سوامی جی کی ہے کہ ایسا فرماتے ہین مبادی اور مقاصد ایک کس طرح ہو سکتی ہین اوپاسنا یعنی شوق
قلبی جبتک علم کسی طرح نہین ہو سکتا عشق و شوق کو اگر مبادی اور مقامات گیان سے شمار کیا جاوے تو بجا ہے مگر
عین علم اور عین گیان اوسکو سمجھنا مرکب جہل ہے اور زیادہ تر جہل مرکب کی بات یہہ ہے جو لالہ جی نقل کرتے ہین کہ
کرم و گیان دونو بلا واسطہ عین ذات پرماتما اور متعدد صفات کبریا ہین انتہی کسقدر مبتلائے جہل مرکب ہین کہ کرم
کو عین ذات و متعدد صفات قرار دیتے اور علیٰ ہذا القیاس علم کو متعدد عین کہتے ہین منشا اس کا جہالت ہے
ہے مگر بود دانش ز ہندوستان نمونہ + کہ باشد کار ہندو داژ گونہ + از راہ حماقت یہہ نہین سمجھے کہ
علم اور گیان مقولہ انفعال سے ہے اور تبئین اور تغیر مقولہ فعل سے ہے اور امر بدیہی ہے کہ جو چیز کہ مقولہ
انفعال سے ہے عین اوس شے کا جو مقولہ فعل سے ہے نہیں ہو سکتی جب لالہ اندر من اور اونکے سوامی جی اسقدر
بھی نہین سمجھے تو اونکو منصب اسکا نہین ہے کہ برخلاف شنکر اچارج کے کوئی حرف زبان پر لاوین شنکر اچارج
بھی اگر صحبت اہل اسلام سے فیضیاب نہوتے تو لبید تھا کہ وہ بھی اسیطرح منکر بدیہیات اور قائل محالات ہوتے
مگر فیضان صحبت مسلمانان سے اونہون نے تفرقہ درمیان اوپاسنا اور گیان کے کیا اور کرم اور گیان کو
عین و متعدد ذات قرار دیا چونکہ بیان فی الجملہ کچھ بحث عقلی آگئی اسلئے مجھکو ایکبات اور یاد آئی کہ ہر گاہ بقول
شنکر اچارج اور سوامی جی کے تمام بید کرم کانڈ اور اوپاسنا کانڈ اور گیان کانڈ پیا کرم کانڈ اور اوپاسنا
کانڈ پر مشتمل ہین اور انہین تین یا دو قسمون پر منقسم ہین پھر لالہ جی فرماوین کہ وہ کونسا بید رہگیا جو دیگر علوم
طبعیہ اور ہیئت اور ہندسہ اور فن میزان وغیرہ کے مشتمل ہے اس تقسیم سے شنکر اچارج اور سوامی جی کے
تو صاف ظاہر ہوا کہ آپنے جو اوپر دعوی کیا ہے کہ بید جملہ فنون کے ماخذ ہین یہہ دعوی آپکا محض غلط ہے اگر
آپ ان فنون کو داخل کسی قسم کے منجملہ اقسام مذکورہ کے تصور فرماتے ہین تو لازم آویگا کہ یہہ سب فنون بلا واسطہ

یا بواسطہ عنصر اور بعین ذات ہو وین یا اور چونکہ یہہ نمون بحکم مشاہدہ یا البداہتہ نسبت ہنود کے اور ملت والونمین
نے الکمال بہت مبتداول ہین پس وے لوگ اعلے درجہ کے عالم ذات وصفات اور کامل قرار پاوینگے ندی سوچکر
اسکا جواب دیجئی قولہ تفصیل اس مقام کی دور و دراز ہے انتہی البتہ جاہلونکو بہت دور و دراز معلوم ہوتی ہی
اور تشریح اوسکی لالہ صاحب پر بہت دشوار ہی مگر یہہ مسئلہ کچہہ اہم المسائل اور مشکلات سی نہین ہمارے ملت کا
ادنے واقف بھی اس سی بخوبی آگاہ ہی چنانچہ ہمنی بحث تشریح سے اس مسئلہ مین لالہ صاحب کے سوامی جی اور
خود لالہ جی کی تجہیل کی ہے قولہ قطع نظر ازین جس طرح کہ اپنکہات علانیہ تشریح توحید مین سرگرم ہین آیا
قران کی صورت ہی کہ اول سے آخر تک مشحون ذات وصفات خدا ہو وہی انتہی آپ نے اسی قسم کی ہفوات با
اول تحفۃ الاسلام مین رقم فرمائی تہی اور اپنی نزدیک چند عبارتین اپنکہدون کی مثبت اپنی دعوی کی ٹہراکر اونکو
تحریر مین لائی تہی ہمنی سوط الجبار مین اونکی خوب دہجیان اوڑائی ہین اور فاضل سنشکرت نے خلعت الہنود مین اون پر
بہت جرح فرمائی ہین اونکو ملاحظہ کر لیجئے جیسی توحید آپکے اپنکہدون سے ظاہر ہو وہ ناظرین پر مخفی نہین علاوہ
بران بہت ایسی اپنکہد ہین کہ اونمین جمیع صفات کاملہ روح و مادہ اور آفتاب وغیرہما کیواسطی ثابت کی ہین اور بقول آپکے
ارواح کے وجوب وجود کا اونمین اقرار اور اصرار ہے دیکہیے ست رودری اپنکہد اور تیتری اپنکہد پہر کمال بیشرمی
ہے کہ باوجود اعتقاد وجوب وجود ارواح کے آپ بانی بیدون اور اپنکہدون کو موحد سمجہین جب وجوب
وجود منحصر اوپر ایک ذات کے نرہا تو اب ہی سمجہکر فرمائیی کہ توحید کہان رہی علاوہ بران ہم ثابت کر چکے ہین کہ
اپنکہد زمانہ شنکر اچارج کے بعد بنائی گئی اور زمانہ شنکر اچارج کے عہد سی پہلے اہل اسلام نے ہند پر تسلط فرمایا ک
اور مسئلہ توحید کو جیساکہ چاہئیے پہیلایا ہے پس اگر اپنکہدون مین ذکر توحید کا ہی تو اثر اہل اسلام کی تقلید کا ہے
اور قرآن مین جو توحید کا بیان ہے اوسپر تو غیر ملت والے بہی متفق ہین چنانچہ بیان اسکا اوپر گذر چکا والفضل
ما شہدت بہ الاعداء قولہ واسطی ثبوت نقصان بید کے سند شاستر کی بیجا ہی انتہی جب آپ خود اقرار کر چکی
ہین کہ اصل اصول مین سب بید و شاستر متفق ہین اور مسئلہ تعطل کا عقلاً و نقلاً منجملہ اصول ایمان کے ہی تو خود
آپکے اقرار سی ثابت ہوا کہ اس مسئلہ پر سب بید و شاستر متفق ہین پس ہرگاہ کہ شاستروں سی تعطل باری تعالی کا
واضح ہو تو بسبب اتفاق بیدون کے شاستروں سی بیدون سی بہی تعطل لازم ہو آپ کیونکر یہہ فرماتے ہین کہ
شاستروں سی استدلال اور نقص بیدون کی ناروا ہی اور تعطل باری تعالی کا ہمنے بحسب اعتقاد بیدون اور
شاستروں اور کرشن گیتا کے سوط الجبار مین بخوبی ثابت کر دیا ہی اور آپکے نسبت اعتراضات کو جنکا یہان
اب اعادہ کرتے ہین رد کیا ہی قولہ صوارم ہند مین مشرح ہے انتہی او ہین قاطع اصول ہند کو آپنے کہان چہپا
رکہا ہی اوسکو کس دن کیلیے رکہہ چہوڑا ہی اگر کسی مطبع مین چہپائی ہو تو نشان دیجئی ورنہ مستعار ہی عنایت کیجئی

قولہ اب دیا و سات کی الخ ہم صفیرا ہر من لالہ اندمن کے مکائد تو لبنایت الہی مردود ہو چکے اب دیر کرم
وسادس ہیں من الحمد سد الذی یدا جرہ الی الرسرستہ سو ہم بحول اللہ وقوتہ انکو بھی رد کرتے ہین قولہ
البتہ بیاستیوں مین سے صرف شنکراچارج کا مذہب وحدۃ الوجود وہی ہے واقعی یہی ہے مدرتہ معتقدان جو
وجود واجب اور قدیم عالم کو وحدت الوجود سے کیا علاقہ ہے البتہ شنکراچارج نے یہ مسئلہ فیلسوفان یونان
بیست لزوم موحدان اسلام سے حاصل کیا ہے قولہ شنکراچارج کا مذہب وحدۃ الوجود ہے کہ فقط ذات حق
ہے اور باقی وہم مطلق انتہی لالہ جی جس مسئلہ کے سمجھنے سے آپ قاصر محض ہین اور آپکی عقل رسا اوسکی حریم تک بھی
نہین پہنچ سکتی ہے اوسمین آپکو دخل دینا سراسر حماقت آپکی ہے ہمکو تمہارے ساتھ اس مسئلہ مین گفتگو کرنا
نہایت معیوب معلوم ہوتا ہے تم اس قابل نہین ہو کہ یہ بات اسباب مین تم سے کبھی جاوے مگر کیا کیجیے بضرورت
کچھ کچھ مختصر لکھنا پڑتا ہے اب سنئے کہ وہم مطلق سے مراد آپکی کیا ہے آیا وہ کہ اشیا کچھ نہین ہین یا یہ کہ
غیر تخمین ہین اگر صورت اول ہے تو محض سوفسطائیہ ہے شنکراچارج تو آپ کسطرح جاہل تھے وہ تو حکما
حکمائے ہند تھے وہ سوفسطائیہ کیطرح جہتیاد کرتے اور اگر صورت دوم ہے تو سب آپکی یاوہ سرائی ہے
زری نیتری اپکہ چرجید کو جسکی عبارت ہمنے چند ورق پیشتر نقل کی ہے دیکھیے لکھا ہے کہ تو اور دوسرا
دوئی نہین کرشن کہتا ہے کو دیکھیے لکھتا ہے کہ چاند اور سورج اور میلا وندا جس وغیرہ سب مین مون
عبارت سے تو لالہ جی شق دوم متعین ہے نہ سوفسطائیہ مخترعہ آپکی پھر آپ بغیر سمجھے سوچے کیا یاوہ سرائی
ہین زیادہ تر بحث اس مسئلہ میں ہم آپ سے مناسب نہین جانتے اگر کوئی صاحب عقل کچھ کہتا تو ہم کچھ
کہتے اور آپکے مقابلہ مین تو ہم آپ ہی کے ایک دوہے پر عمل کرتے ہین کہ بیہودہ جاہلون سے جیا ما اللہ

گفتہ ام چون تیغ تو لا و نعم شمشیر کز بریدن تیغ را نبود حیا		چون ترا ہی تو سپر دالیس گریز نیز سبب من تیغ کردم غلاف		ہست این شمشیر ... تا کہ کج خوانی نخواہد برخوا

قولہ اول مقامات ہمارے مذہب کا معاینہ کرادیں انتہی یہہ کیا مہمل کلمات لالہ جی تو زبان پر لائے ظاہر
یہہ ہے کہ حوالہ اون بید و شاستر کا جنمین بیان پرستش دیگر اوتاران کا ہے بیان کرنا چاہتے ہین
اسکا یہہ ہے کہ صاحب اعجاز نے جا بجا اپنی کتاب مین حوالہ بید اور پران کا دیا ہے ایک جگہہ نہین
لکھا تو چونکہ اون مقامات پر کئی مقام پر حوالہ دیا ہے کچھ نقصان ہمارے تصنیف پر لازم نہین آتا اور یہ
تفصیل اگر لالہ صاحب کو منظور ہو تو سوط الجبار اور سیف القہار اور ختم المبین کو ملاحظہ فرماوین
بیان بھی لکھتا ہون گیارہوان اسکند بہاگوت کا دیکھیے اوسمین مرقوم ہے کہ جبتک ادھم گیان
اسا نہوئے تبتک بید کی اگیا پر سبحہ کر عمل کرتا ہے اور ست کنوار کے سمن کے چرنان سے بھگتی الہ

مین چت لگادی جیسی سری کرشن اتھوا سری رام چندر جی کے سروپ کی پوجا کی اچھا ہوا در پرماتمان کے سروپ کو پورب کی اور منہہ کرکے بٹھا دی اور اشنان کرادی اور پرانایام کرے اور تلسی دل اور دہوپ دیپ نئی بید چندن اچھت سی مہا پریت کرکے پوجا کرے اور پہر سروپ سری بھگوان کا دہیان ہردی مین چرنار بند سے سیس مکٹ تلک کرے انتہی مدعا یہہ کہ جبتک عرفان کامل حاصل نہو تو بید کے موافق نیک عمل کرتا رہے اور سنت کنوار اوتار کے فرمانے کے مطابق سری بھگوان کی پوجا مین دل لگادی یعنی سری کرشن خواہ سری رام چندر کی جسکی پیکر کی پرستش کی خواہش ہوا ور پیکر پرماتما یعنی اوتارون کی پورب رخ بٹھا دی اور نہلادی اور تلسی اور دہوپ دیپ اور شیرینی اور صندل سی بدل پوجا کرے اور پہر دہیان پیکر کا پانون سے سر تلک دل مین کرے انتہی دیکہیئے یہان کسی پرستش پیکر اور تماثیل بہاگوت سی جسکو آپ نے شاستر کرمانا ہے کیسی صاف ثابت ہی اور اس سی یہہ بھی عیان ہے کہ یہہ عمل بت پرستی بموجب حکم بید اور سنت کمار کے ہی جسکو بہاگوت مین منجملہ ۲۴ اوتار کے شمار کیا ہے برہارن اپنکہد یجر بید مین ہی کہ سات محافظ جیو اور پرانون کے ہین اور برآفتاب آگ اندر زمین بہشت بموجب سرتی بید کے یہی دیوتا ہین اور انہین کی پوجا چاہیئے انتہی جبکہ خود تصریح بید سی پرستش غیر خدا کی واجب ہی پس اس سی زیادہ اور کیا ثبوت درکار ہے **قولہ** بید و شاستر مین کہین نہین کہ ست جگ مین گناہ موجود تہا بلکہ جابجا ہے کہ ستجگ مین گناہ معدوم تہا انتہی واقعات راجہ دیو داس اور دیگر وقایع جو ہمنے مقامات متعدد پر نقل کیئے ہین اکثر ستجگ کے زمانہ کے ہین اور ان سی ظاہر ہے کہ بہت آدمی مرتکب ذنوب کبایر کے اوس عہد مین بہی موجود تھے پس گو کہ بید و شاستر مین یہہ لفظ مرقوم نہون کہ ست جگ مین گناہ موجود تہا مگر اُن وقایع سی وجود گناہ کا اوس زمانہ مین بخوبی ثابت ہی چہہ ہزار برس کا عرصہ ہوا کہ جسمین زمین پر بہت گناہ ہوئی اور دیوتون اور برہمنون کو بہت اذیت پہنچی چنانچہ یہہ بات اسکند ۳ بہاگوت اور دیگر کتب معتبرہ ہنود سی ثابت ہی کیا وہ دور ستجگ نہ تہا برہارن اپنکہد یجر بید مین مرقوم ہی کہ گرفتاران لذت محسوسات سی جہان بہرا ہی اور پہلے سی تہا اور آیندہ بہی رہیگا انتہی دیکہیے یہہ مضمون ماضی و حال و مستقبل پر حاوی ہی اور چونکہ باعتقاد ہنود اپنکہد کہ خلاصہ بیدون کے ہین قدیم ہین جب انمین تصریح اوپر زمانہ ماضی و حال اور استقبال کے ہی پس اب لالہ جی کو گنجایش کسی عذر کی نہین رہی بہاگوت کے اسکند پنجم مین مرقوم ہی کہ زمانہ رکہب دیو جی مین کہ عین زمانہ ستجگ ہی ایک راجہ ارہت نام تہا اوسنے بید کا دہرم چہوڑ کر ایسا دہرم چلایا تہا جیساکہ اب سراوگیون کا ہی انتہی اسکند مین اوسی کتاب کے ہی کہ راجہ چترکیت پسر لوسترا برہمن کے بیٹے اوسکی جورو نے زہر دیکر مار ڈالا اور یہہ واقعہ پرتاب سر اور راجہ آندر سی بہت عرصہ پہلے کا ہی کیونکہ حسب تصریح کتاب مذکور کے یہہ راجہ

جنرکیت و دوسرے جسم میں بعد اسکی پیدا ہوکر پرتیا میر ہوا ہے پس یہہ زمانہ عین زمانہ ست جگ ہی علاوہ بران اگر ستجگ میں گیا وہی تو قرون مابعد میں جو وجود گناہون کا ہوا ہے ابا مجد و گناہ ہونے ظہور کیا یا بقول لالہ جی کے منصرع ادیہ گیا ہوا قرون سابقہ کے ہین اگر صورت اول ہی تو دعوی تفرع اعمال لاحقہ کا اوپر اعمال سابقہ کے باطل ہوگیا اور اگر شق ثانی ہے تو یہہ دعوی باطل ہوگیا **قولہ** منوشاستر کے پہلے ادہیائے مین استقرار کور ہی کہ ست جگ مین عمر طبیعی انسان کی ۴۰۰ برسکی تھی تریتا مین ۳۰۰ برسکی دواپر مین ۲۰۰ برسکی کلجگ مین سو برسکی پس بالضرور قول مجرد یہ عمر طبیعی انسان کا کلجگ کے بارہ مین ہی اسکے یہہ جواب کہ لالہ جی کی بہتین سنتا دیگی اسرب اپنکہد رگ بید مین مرقوم ہی فقرہ ۲۷ کہ پران کے ہمراہ ہمیشہ بدن اور حواس رہتے ہین اور جہان یہہ جاتا ہی وہ بھی جاتے ہین باآنکہ پران ان سی جدا ہی ۲۸ یہہ پران صورت اور نام ہوکر پرش کہلاتا ہی اور سو برس تک بدن مین قیام کرتا ہی اور اس عرصہ مین حواسون کو اونکی جگہہ پر قائم رکہتا ہے حاصل کلام یہہ کہ آدمی کی عمر سو برسکی مقرر ہی جب قوت حواسون کی زایل ہوتی ہی پران بھی جسم سی جدا ہوتا ہی اسواسطی اسکا نام ستر ہی یعنی پڑہنے والا یہہ کی رچا کا انتہی فقرہ ہی ماقبل اور مابعد کو ملاحظہ فرمائی کہ غرض سب قرون سی متعلق ہی ماقبل اور مابعد مین کوئی مضمون ایسا نہین کہ مخصوص ساتھ کلجگ کے ہو اور سلسلہ مضامین فقرہ ہای ماقبل اور مابعد کا ایسا ہی کہ مجموعہ مضامین مسلسل ایک مضمون ہی پس ہرگاہ کہ کوئی چیز اوسمین سی مخصوص ساتھہ قران کلجگ نہین ہی تو بالخصوص عمر طبیعی صد سالہ کو مخصوص ساتھہ کلجگ کے ٹھہرانا ہرگز لایق تسلیم کے نہین اور ہر آئینہ خلاف سیاق و سباق کلام کے ہی علاوہ اسکی اپنکہد مین مرقوم ہی کہ منجہ پڑہنے ہزار مرتی کا اندر بسوامتر کو یہہ دیا کہ فرمایا کہ برتہی کے ۳۶ حرف ہین جو اونکو ہزار مرتبہ قرارت کی کری تو ۳۶ ہزار شمار ہو وین آدمی کی سو برسکی عمر کی ۳۶ ہزار دن ہوتی ہین لکمات یعنی اعراب حروف کی بجای رات دن کے ہین بسوامتر نے اس کلام کے سمجہنے سی سو برسکی عمر جو طبیعی ہی پائی جو کوئی اسکے حاصل کلام کو سمجہی اور اوسپر عمل کری وہ عمر طبیعی پاوی انتہی علاوہ ازین قرائن قسیم کے بیان تفصیل اس امر کی ہی کہ زمانہ بسوامتر مین بہی عمر آدمی کی سو برسکی طبیعی تہی چنانچہ بسوامتر نے وہی عمر طبیعی پائی اور چونکہ بسوامتر زمانہ ستجگ مین تہی چنانچہ واقعہ بششٹ من اور بسوامتر سے جو جوگ بششٹ اور مہابہارت مین مرقوم ہے واضح اور تریتا جگ کہ جسمین راجہ رام چندر پیدا ہوئی ہین اُس سی تو کسیطرح زمانہ بسوامتر کو مابعد نہین کہا جاسکتا کیونکہ جوگ بششٹ اور دیگر کتب معتبرہ ہنود سی تشریف لانا بسوامتر کا پاس راجہ جسرتہ کے ایام طفولیت راجہ رام چندر مین اور طلب کرنا اونکا راجہ رام چندر کو راجہ جسرتہ سی واسطی اعانت جگ کے بتفصیل تمام ثابت ہی اور وہ زمانہ بالاتفاق دور تریتا تہا پس ثابت ہوا کہ زمانہ ست جگ اور تریتا مین بہی عمر

طبعی دعمر کی سو برس کی تھی اور تخصیص کلجگ کی جیسا کہ لالہ جی نے کی ہی بالبداہتہ باطل ہے تیتری اپنکہد یجر بید
مین ہے کہ رکھیشر دلّبی نے پرجاپت سے سوال کیا کہ جیوآتما کسطرح پرم آتما ہوتی ہے پرجاپت نے جواب دیا کہ
اے رکھیشر و تم لیسے نیک افعال ہو کہ تمہارا نطفہ کبھی تلے نہین گرا تمکو معلوم ہو کہ بید کی ہرتی ہے کہ جسطرح
سمندر اپنی حد سے باہر نہین نکل سکتا آدمی بھی اپنی عمر معینہ یعنی طبعی سے جو سو برس کی ہی زیادہ نہیں کر سکتا الخ
اب فرمائیے کہ یہہ سوال و جواب کیا زمانہ کلجگ کا ہی ساتوین اسکند بھاگوت مین ہی کہ جیسا سو برس کی آیو یعنی عمر ہے
جسمین آدہی تو سوتے مین گئی آدھی رہگئی جسمین بارہ برس کھیلنے مین جاتی ہین جب ترن اوستا کو پراپت
ہوتا ہے یعنی جوانی کی عمر کو پہونچتا ہے تب استری اور پوتر اور لچھمی اور بھوجن اور بستر کے اوتپت کرنے
مین لپت ہو جاتا ہے یعنی عورت اور اولاد اور مال و اسباب کے حاصل کرنے مین مبتلا ہو جاتا ہی (سو ترن
اوستھا اسبات مین گنوا دیتا ہی پھر جب بردھ ہو جاتا ہے نانا پرکار کے سوچ من مین اوتپت ہوتے ہین کہ
پوترون کے کارن کوئی ایسا اوپائے کرون کہ میری پیچھے روٹی سکھ سے پراپت ہو دے ایسی ہی اگیان بجائے
مین مرت کو پراپت ہو کے نرک مین جاتا ہی) یعنی پھر جب بوڑھا ہو جاتا ہی طرح طرح کے سوچ دلمین پیدا ہوتے
ہین کہ اولاد کے لئے ایسی تدبیر کرون کہ میرے بعد آرام سے اونکو روٹی ملے ایسی ہی نادانی کے سوچ مین موت
آجاتی ہے اور دوزخ مین جاتا ہی الخ یہہ نصیحت ہی پرہلاد کی اپنی ہمعمرونکو اس سے ظاہر ہے کہ زمانہ پرہلاد مین
عمر آدمی کی سو برس کی ہوتی تھی کہ اونسے سو برس کا حساب لگایا ہی اور چونکہ زمانہ پرہلاد کا ست جگ تھا پس ثابت
ہوا کہ ستجگ مین بھی سو برس عمر طبعی تھی الخ ناش اپنکہد یجر بید مین مرقوم ہی کہ جو کچھہ ہے آتما مین ہے
اور سوای آتما کے اور کوئی جاندار نہین ہے اور نہ موجود ہی انسان کی عمر طبعی سو برس کی ہے اگر عمر طبعی ہی
نصیب ہو دہی دنیا کی لذات کیطرف میل نکرے اور نیک افعال کو نچھوڑے الخ لالہ جی فرما دین کہ یہان کونسا
قرینہ ہی کہ جسکی بنا پر وہ فرماتے ہین کہ قول یجر بید کا بالضرور دربارہ کلجگ کے ہے بلکہ سیاق و سباق
کلام اور قراین تعمیم دیگر احکام دلالت تام اوپر تعمیم کے کرتے ہین کچھہ خصوصیت کلجگ کی نہین پس بمقابلہ اسقدر
قراین اور دلالات کے قول بیدلیل لالہ جی کا کسیطور پر قابل اعتماد کے نہین ہی اور منو اور کلوک بھٹ وغیرہا
کی حقیقت کیا بمقابلہ ایسی دلایل قویہ کے تو بقول وششٹ منی کے بلا دلیل قول برہما جی کا بھی ہم نہین مانینگے الخ فقرہ
جب یہہ امر ثابت ہوا کہ زمانہ ست جگ مین بھی عمر طبعی آدمیون کی سو برس کی تھی تو یہان سے ایک عمدہ مطلب
جسکی طرف علماء تاریخ اور عقلاء روزگار واسطے دریافت کرنے حالی امتداد زمان کے زیادہ تر توجہ کرتے ہین
حاصل ہوا یعنی زمانہ ست جگ کا وہ ہی کہ جس زمانہ مین عمر طبعی آدمیونکی سو برس کی ہوتی تھی پس اندر وی تطابق تواریخ
دیگر بلاد کے وہ زمانہ ہر آئینہ بہت بعد از زمانہ نوح علیہ السلام کے ہی اور جہلاء ہند جو اوسکو امتداد کو لاکھون

ا جو ون برس تصور کرتے ہین یہہ سب خیال بندی اور خیالات محض ہے اور آپ جو صاحب اعجاز ہنسے مطالبہ سند کا او براین امر کے کرتے ہین کہ کسی کتاب مستند سی یہہ بات ثابت کرو کہ کلجگ مین عمر آدمی کی لاکہہ برس کی ہوتی تھی سوا دسکی بھی سند لیجیے یہہ بات (جنابکہ) سکند بہاگوت کے ادہیائے سے کہ اوسمین لکہا ہے کہ ست جگ مین آیو (یعنے عمر) منشکیہ کی (یعنے آدمی کی) لاکہہ برس کی ہوتی تہی اور تریتا مین دس ہزار برس اور دواپر مین ہزار برس کی اور کلجگ مین سو برس کی آیو کا پرمان ہے پس آپ فرمائیے کہ منوشاستر جہوٹا ہی یا بید جہوٹے ہین یا یہہ سریمت بہاگوت جہوٹی ہے یا سب مزخرفات اور واہیات قصہ کہانی ہین

قطعہ تاریخ ختم تالیف

چو رسید مبیت ختم ظفر مبین بگردون
پے علم سال ختمش ہمہ ناظمان عالم
بزمین منو و بیدین ہمہ سرنگون فتادند
سر ہند تیر بیاری ظفر مبین نہادند
۱۲۹۲

قطعہ تاریخ طبع

لطبع آمد این نسخہ لاجواب
دبیر فلک سال طبعش نوشت
سر ہندوان شد بہ پیشش نگون
کتبہ الاذ ...سر الغالبون

قطعہ تاریخ طبع از منشی امداد حسین صاحب بریلوی متخلص بہ امداد

طیار جس گھڑی ہوئی چہپکر ظفر مبین
اسلام کی ظفر ہوئی کفار کی شکست
الفت نے کہدیا کہ رہے رد بت پرست
از خواہان بر بطعن ہے
جواب اسکا ایک بہی لاجواب
ہے ازروے انصاف تاریخ طبع
تاریخ طبع کی ہوئی امداد کو جو فکر
عجب چہپ گیا نسخہ بے نظیر
لبند حسن کوشش یہہ چہاپی کتاب

۶۰۰۰

براے سند تعیینی کرامیں کی اب طبع تسنیف ست عنوانا لوح منقش مطبوعہ مادہ تاریخ نوشتہ شدہ ...